بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے پھر ان کی وفات کے بعد مسلمانوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی ۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

Ghamidi Denied
“The Return of Jesus Christ Isa, The Non Quranic Christian Qadiani Faith”

Farooq Sarwar Khan

مؤلف: فاروق سرور خان

Co-Authors: See Inside

Compiled & Annotated by: Rana Ammar Mazhar

قادیانیوں کا ظہور و نزول ہو گیا باقیوں کا ہونا باقی ہے

قرآن کو عربی کی کس ترکیب سے پڑھیں گے کہ متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائے گا؟

Icon of Second Coming (also used for All Saints Sunday). Christ is enthroned in the center surrounded by the angels and saints, Paradise is at the bottom, with the Bosom of Abraham (left) and the Good Thief (right) holding his cross.

Russian Icon of the Second Coming used for All Saints Sunday, c. 1700.

The Second Coming of Jesus Christ

Second Coming Prophecy

From Wikipedia, the free encyclopedia

The **Second Coming Prophecy** is an episode in the life of Jesus that appears in all three Synoptic Gospels: Matthew 24:1-31, Mark 13:1-27 and Luke 21:5-36. In this episode Jesus explains to his Apostles the concept of his return from Heaven. This episode forms the basis for the Christian belief in the Second Coming of Christ.

According to the Gospel of Matthew:

In Jesus answered: "***Watch out that no one deceives you. For many will come in my name, claiming, 'I am the Christ,' and will deceive many***. You will hear of wars and rumors of wars, but see to it that you are not alarmed. Such things must happen, but the end is still to come. Nation will rise against nation, and kingdom against kingdom. There will be famines and earthquakes in various places. All these are the beginning of birth pains.

The Da Vinci Code: Finding the Tomb of Jesus and True Christianity

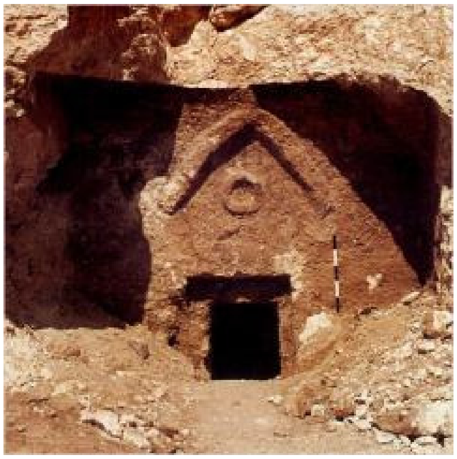

http://www.terrorism-illuminati.com/content/finding-tomb-jesus-and-true-christianity

قادیانی دعوی

عقیدہ اختتام نبوت یا نظریہ قطع وحی والھام سراسر اسلام کے منافی ہے۔یہ تو بذات خود اجماع امت کے بھی خلاف ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت تو عیسیٰ نبی اللہ کی منتظر ہے جو نبی بھی ہوں گے اور صحیح مسلم کے مطابق ان کے ساتھی صحابہ کہلائیں گے اور ان پر وحی بھی نازل ہو گی۔

سنی جواب

پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پرلے جا کر جمع کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجہ میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔

ایسا کب تک ہوتا رہے گا۔

ظہور و نزول کا انتظار ہوتا رہے گا تو یہ ہوتا رہے گا۔

انتظار کا جواز موجود ہے تو مہدی و مسیح موعود پیدا ہوتے رہیں گے۔

انتظار کا جواز ختم ہوگا تو دعویدار کی کون سنے گا اور دعوی باطل قرار پائے گا۔

لَوْكَانَ مُوسٰى وَعِيسَى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا إِلَّا اتِّبَاعِي

"If Moses and Jesus had been alive, they would have no choice but to follow me."

لَوْكَانَ مُوسٰى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي

"If Moses were alive amongst you, he would have had no option but to follow me."

عربی بڑی وسیع زبان ہے ایک ہی لفظ کا مطلب سور بھی ہے اور بکری بھی اور پتھر بھی ہے اور زندہ بھی اور مردہ بھی؟

خنزیر کیا چیز ہے کی تفسیر کس حدیث میں ہے؟

قرآن میں کچھ الفاظ ہیں جو خود عربوں کی سمجھ میں نہیں آتے!

(اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہ مِنَّا فَاَحْیِہ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہ مِنَّا فَتَوَفَّہ عَلَی الْاِیْمَانِ)

عربوں کی عربی وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ { مُتَوَفِّیکَ } مُمِیتُکَ

یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے زندہ رکھے تو اس کو ایمان پر زندہ رکھے؟

Arabic Language Is An Extensive Language, Any Word Having Many Meanings, So You May Choose Any Meaning Using Any Supporting Traditions, Ahadith, It Will Be Valid As Any Sect Proves His Faith With Supporting Ahadith. Correct?

Quran And Grammar Has No Sanad.

اسلام میں تحریف کیسے؟

حدیث گھڑ کر صحیح ثابت کرکے یا صحیح حدیث میں تحریف کرکے

(اِمامکم منکم) اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔

یا

لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور أنبیاۂم مساجد

واضعین احادیث کا جھوٹ جو جلدی ظاہر ہو گیا!

بہت بڑی لڑائی اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ سب سات ماہ میں ہوجائیں گے۔

یاجوج ماجوج نے دیوار میں اس قدر سوراخ کرلیا۔

جھوٹ ثابت ہونے کے لیے قیامت کا انتظار؟

اگر دنیا میں سے ایک دن ہی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے طویل کردے گا یہاں تک کہ امام مہدی حکمران ہوجائیں۔

If There Is No Imam Mahdi (Sunni or Shia), There Is No Return of Isa.

Link Betweem Imam Mahdi & Isa Is Not Proved In Ahadith.

کیا وہ لوگ جو ظہور مہدی علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے کافر کہلائیں گے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت مسلمانوں کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہیں گے۔

کیا وہ لوگ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے کافر کہلائیں گے؟

نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے۔

کیا وہ لوگ جو ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم پر ایمان نہیں لائیں گے کافر کہلائیں گے؟

کون کس کی امامت کرے گا؟

عیسیٰ ہی مہدی ہوں گے!

علماء کی تاویلات باطلہ : قبر نہیں ہے۔

ماضی کا فتنہ وضع احادیث اور محدثین درجہ نبوت پر انکار کفر

عن عبد اللہ بن سلام قال: مكتوب في التوراة صفة محمد وعيسى بن مريم يدفن معه قال أبو مودود

کچھ حدیثوں میں دو قبروں کا ذکر کچھ حدیثوں میں ایک قبر کا

یاد رکھئے کہ "کتاب وسنت" کی دلیل ہی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے اور وہ سامنے آجائے تو علماء کی تاویلات کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔

قرآن میں عیسیٰ کے لئے فِي السَّمَاءِ نہیں ہے۔

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا

(17:93)

یا تو تمہارا سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ۔ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔

"Or thou have a house adorned with gold, or thou mount a ladder right into the skies. No, we shall not even believe in thy mounting until thou send down to us a book that we could read." Say: "Glory to my Lord! Am I aught but a man,- a messenger?"

When It Was Happened In Hadith Tafseer?

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (23:50)

اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور ان کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور ان کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا، پناہ دی تھی۔

And We made the son of Mary and his mother as a Sign: We gave them both shelter on high ground, affording rest and security and furnished with springs.

حضرت عیسیٰ کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہو گیا۔

کب کہاں چلے گئے؟ قرآن نے کہا۔

ہم نے ان دونوں کو ' ان کی دستبرد سے محفوظ کر کے ایک مرتفع مقام میں پناہ دی' جو ان کے اپنے لیے ہر طرح موزوں تھا۔ اس میں صاف اور شفاف پانی کے چشمے رواں تھے جن کی وجہ سے وہ جگہ نہایت سرسبز و شاداب تھی۔ قرآنِ کریم نے اس جگہ کو ربوا (23:50) کہا ہے۔ ربوا کے معنی ہوتا ہے وہ زمین جس کی سطح مرتفع ذرا اونچی ہو۔

*QXP Shabbir Ahemd**And We made the son of Mary and his mother a symbol (of Our Grace). And, We gave them abode on an elevated resort, affording rest and security and fresh water springs.*
(As they migrated from Canaan after the attempted crucifixion.)

Contents فہرست المحتویات

عنوان — صفحہ شمار

کتاب "انتظار مہدی و مسیح فن رجال کی روشنی میں" انتظار مہدی و مسیح کی احادیث موضوع ثابت ہیں! 29

غامدی "منکر نزول عیسیٰ علیہ السلام غیر قرآنی عیسائی قادیانی عقیدہ" 30

قرآن میں کچھ الفاظ ہیں جو خود عربوں کی سمجھ میں نہیں آتے (اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہ مِنَّا فَاَحْیِہ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہ مِنَّا فَتَوَفَّہ عَلَی الْاِیْمَانِ) 30

کچھ جاہل کہتے ہیں نصاری نزول عیسیٰ کے قائل نہیں۔ 33

Khalid Zaheer: Your Belief in The End of Times and Return of Jesus 35

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (2) 37

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (3) 38

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (4) 40

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (5) 42

Khalid Zaheer: Does the Qur'an Indicate Coming of a New Prophet ? 45

جب عیسیٰ دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے پھر ان کی وفات کے بعد مسلمانوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی ۔ 47

چند تفسیری نمونے: صحیح اور باطل تاویلات 49

تو پھر دنیا میں دوبارہ آمد کا فائدہ کیا ہوا؟ 52

پھر "پوری دنیا فسق و فجور، کفر و شرک سے بھر جائے گی"۔ 52

اور جب آپ نے مجھے " موت " دے دی۔ موت تو ثابت نہیں تو پھر دنیا میں بار بار آمد ہو گی! 52

52............... Death Of Jesus Is Not Proved In Quran, So It Is A "Do Loop" In Computer Language, Endless Arrivals Will Occur.

غلط ترجمے میں ایک آیت زندگی کی خبر دے رہی ہوگی اور دوسری وفات کی خبر دے رہی ہوگی جو کہ قرآن میں تضاد ہوگا۔ 54

ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے زمانہ میں رسول اللہ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ اچھی اور بری راہ پر چلنے لگے تو ہم نے احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔ 55

قیامت کی علامتیں کب سے ظاہر ہوں گی؟ " نشانیاں دو سو برس کے بعد ظہور میں آئیں گی۔" 56

قرآن میں فِي السَّمَاءِ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نہیں ہے۔ 57

صحیح بخاری میں فِي السَّمَاءِ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نہیں ہے۔ 57

مرزا غلام قادیانی کذاب کا نبوت کا دعویٰ 60

احمدیہ: وکیپیڈیا سے 60

اسلام میں وضع حدیث کی ابتداء 66

علامہ تمنا عمادی پھلواری : وہی ایک حدیث صحیح ہے جو قرآن سے قریب تر ہو اور باقی سب غلط۔ 67

عہدِ رسالت میں حدیث لکھنے کا عمل اور اُس کا نسخ۔ 67

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مجموعہ حدیث کو جلانا۔ 70

خلافت راشدہ کے دور میں وضاعین اور کذابین کو حدیث گھڑنے کا موقع نہ مل سکا۔ 70

بڑے صحابہ جیسے سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، ابو عبیدہ، عباس رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔ 72

کوئی حدیث کی کتاب "صحاح ستہ خلفاے راشدین" نہیں ہے۔ 75

حدیث کتاب اللہ نہیں ہے کیونکہ اختلاف ہے۔ 75

حدیث میں تحریف 75

احادیث میں تو مسیح کے متعلق آسمان کا لفظ بھی ہے؟ 78

صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ 78
حدیث کے الفاظ کا درجہ بدرجہ ارتقاء پہلے صرف نزول پھر آسمان سے نزول 78
Step by Step Evolution of Hadith, Addition of Wording From Book to Book 87
Return of 'al-Masih Ibn Maryam Not Mentioned In Related Hadith Of Imam Malik 87
یوں فرمایا کہ دو آمیوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔ 87
اس وقت وہ ملک شام میں نازل ہوں گے اس حالت میں کہ ان کے دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے۔ 87
عیسیٰ، امام کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے؛ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ 87
On Baihaqi's Narration About The Descent Of Eisa (A.S.) 89
Step by Step Evolution, Addition of Hadith Wording 89
Jesus(pbh): Dead or Alive? 100
Interpretation of Verse 4:159 125
Jesus: Sign Of The Hour? Analysis Of Verse 43:61 From Surah Zukhruf 128
Death of Jesus in Quran - 5 Evidences 132
Birth of Jesus: An Islamic Interpretation 139
The Da Vinci Code: Finding the Tomb of Jesus and True Christianity 158
Submitted by David Livingstone on Sat, 01/19/2008 - 18:43 158
Attack by The Variant Readings Of The Qur'an on Khātim al-Nabiyyin 161
Publicly Debating the Missionary, Reflections after a Year 161
مشکوک عمر عرصہ مدت قیام چالیس اور پینتالیس کا فرق 163
حسن کی قبر اس خالی جگہ بنائی جائے اور عائشہ صدیقہ جن کا وہ مکان تھا اس کے لئے راضی ہو گئی تھیں۔ 163
عائشہ صدیقہ کی لاعلمی کہ راضی ہو گئی تھیں۔ 163
تورات میں لکھا ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیسی ابن مریم علیہ السلام کے حجرہ اقدس میں جمع کئے جائیں گے۔ 163

دابۃ الارض کے ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری ہوگی۔ 166
Hadith & Alleged Death of Jesus (Tomb of Jesus?) 169
رسول اللہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قریب ہوں اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے 171
Hadith & Alleged Death Of Jesus (Two Versions/Tahreef Of A Hadith Jesus Dead Like Moses?) 172
حدیث گھڑ کر صحیح ثابت کر کے یا صحیح حدیث میں تحریف کر کے 172
Hadith & Alleged Death Of Jesus (Did He Die At The Age Of 120?) 174
Tahreef By Proving A Fabricated Hadith As True Or A True As A False 174
مختلطین یا مجہول الحال یا نسیان یا تردد یا وہم کے شکار راویوں کے بارے میں! واللہ اعلم 176
Medical Fitness Certificate Of Narrators Is In The Hands Of Hadith Collectors. 176
اور انھوں نے مجھے خبر دی کہ (سیدنا) عیسیٰؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ 176
ضعیف + ضعیف = حسن لغیرہ 176
اگر موسیٰ تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔۔ ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ 184
اگر عیسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور وہ صلیب کو توڑ ڈالتے اور سور کو مار ڈالتے اور جزیہ موقوف کر دیتے! 184
تو یہ کون سی شریعت ہوتی؟ قرآن میں تو یہ حکم نہیں؟ قرآن کا حکم علماء کی تاویلات باطلہ سے بدل جاتا ہے؟ 184
ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں اور وہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہوتی ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیں۔ 187
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کعب بن احبار سے ملاقات ہوگئی۔ میں انہیں رسول کریم کی احادیث سناتا اور وہ مجھے تورات کی احادیث بیان کرتے رہے۔ 187

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن عاص کے درمیان اس حدیث کی قرات میں اختلاف ہے انہوں نے اس اختلاف کو کعب احبار کے سامنے پیش کیا۔ لہذا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ کافی ہوتی اور وہ کعب بن احبار کے پاس نہ جاتے۔ 187

امت محمدیہ میں آنے والے مہدی و مسیح کی علامات 190

کچھ جاہل نزول عیسیٰ کے قائل ہیں مگر ظہور مہدی کے قائل نہیں کہ ظہور مہدی حدیث میں نہیں۔ 194

کیا مہدی کی کوئی حقیقت ہے کہ نہیں؟ 194

منکر مہدی کافر اور واجب القتل ہے۔ 197

تم پر بارہ خلفاء ہوں گے وہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ 199

کیا امام مہدی بارہویں خلفاء قریش ہیں؟ 199

ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے زمانہ میں رسول اللہ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ اچھی اور بری راہ پر چلنے لگے تو ہم نے احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔ 199

حضرت مہدی (آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ) عربی الفاظ میں: ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم 201

201 .... Only Mahdi (after Muhammad) is 'Eisa bin Maryam

صحیح مسلم کی حدیث میں درجہ بدرجہ تحریف پہلے بغیر نام کے ذکر بعد میں نام کے ساتھ ذکر 201

زمانہ اور وقت کی جس تیز رفتاری کا ذکر فرمایا ہے اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔ 208

209 .... Rashid Shaz Denied "The Return of Isa"

210 .. Ayena Kamalate Islam & "The Return of Isa, Three Times"

212 .... Dead is Live: Prophet Isa

215 .... Dead is Live: Prophet Muhammad (PBUH)

216 .. Hadith & Alleged Death of Jesus (In Company of the Dead?)

علماء کی تاویلات باطلہ 216

218 .... Now Hazoor Saww Are Using This Words For Himself That I Will Say As Esa AS Said.

Do You Think Both Hazoor Saww And Hazrat Esa Are Alive? 218

اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا اور میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران رہا۔ 220

مترجم نے یہاں "فلما توفیتنی" کا جو ترجمہ "تو نے مجھ کو اٹھا لیا" سے کیا یہ باعتبار محاورات "موت" اور "رفع الی السماء" دونوں پر صادق آسکتا ہے۔ 220

قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ سب سات ماہ میں ہو جائیں گے۔ 224

فتنہ، مدینہ کی فتح چھ سال میں ہو گی اور مسیح دجال ساتویں سال نکلے گا۔ 224

تلواروں سے قسطنطنیہ کو فتح کریں گے 224

تلواروں سے قسطنطنیہ فتح ہو چکا دوبارہ تلواروں سے فتح! 224

The Emergence of Dajjal, Will All Happen Within Seven Months. 224

نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے۔ 224

بالا تینوں واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی درمیانی مدت سات ماہ کے بجائے سات سال زیادہ صحیح ہے۔ 224

امام آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھنا چاہے گا اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صبح کے وقت اتریں گے پھر اس سے کہیں گے تو ہی آگے بڑھ اور نماز پڑھا۔ 237

پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع کر دیں۔ 237

The Emergence of Dajjal, Will All Happen Within Seven Months. 253

اسلام کے نامکمل مسائل کا حل ظہور مہدی نزول عیسیٰ 254

The Problems Of Abrogated Verses Of Quran, Sood, Inheritance Of Grandson & Al-Kalala Are Not Defined In Ahadith, Will Be Solved By Isa? 254

Abrogated Verses of Quran by Ahadith 256

اتباع اور پیروی کے لئے وحی الٰہی کا ہونا ضروری ہے 257

ہم مسلمانوں کا کوئی ایک عقیدہ و عمل نہیں! 258

قرآن میں کچھ الفاظ ہیں جو خود عربوں کی سمجھ میں نہیں آتے (اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ) 258

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ 259

نماز جنازہ کا مکمل طریقہ 261

اطیعو اللہ و اطیعو رسول: رسول اللہ نے قرآن کی اطاعت کی یا حدیث کی اطاعت کی؟ 261

کیا اسلام میں دو اطاعتوں کا حکم ہے؟ قرآن میں نزول کی نہی حدیث میں موجود گی! 261

وحی کا ظہور 264

پرودگار نے شہد کی مکھی کو وحی کی لیکن شہد کی مکھی نبی نہیں۔ 264

یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے۔ 268

نسب باپ کی طرف سے آدم علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے مگر ماں کی طرف سے حواء تک نہیں پہنچتا۔ 268

ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں سدّ ذوالقرنین کا پتہ نہیں ملا۔ 268

دجالِ اکبر جسے تمیم داری نے کسی جزیرہ میں مقید دیکھا تھا، اسی قوم میں کا ہو۔ 274

Fairy Tale of Dajjal (Antichrist) 274

دجالِ اکبر کی جاسوس جاسہ کے بیان میں 274

جابر نے گواہی دی تھی کہ وہ ابن صائد ہے میں نے کہا کہ وہ تو مر چکا ہے؟ کہنے لگے کہ اگرچہ مر چکا ہو میں نے کہا کہ وہ تو اسلام لا چکا تھا؟ کہنے لگے کہ خواہ اسلام بھی لا چکا ہوں میں نے کہا وہ تو مدینہ میں بھی داخل ہو گیا تھا کہنے لگا کہ خواہ وہ مدینہ میں بھی داخل ہو گیا ہو۔ 274

تمیم داری یا تمیم داری کے چچا زاد بھائی: خوشی اور فرحت کی وجہ سے میں دوپہر سو نہ سکا تو میں نے چاہا کہ خوشی تمہارے اندر بھی پھیلا دوں۔ 283

تمیم داری، جو ایک نصرانی (عیسائی) شخص تھا، آیا اور مسلمان ہوا اور اس نے مجھ کو ایک ایسا واقعہ سنایا جو مسیح دجال کے بارے میں ان باتوں کے مطابق ہے جو میں تمہیں بتایا کرتا ہوں۔ 285

البتہ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ دونوں حرم یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دجال پر حرام ہوں گے۔ 290
One Narrator Told A Lie, Strong Memory Of Arabs! 290
مکہ اور طیبہ: وہ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے۔ 292
دجال، یاجوج ماجوج، عیسیٰ (علیہ السلام) اور قیامت 293
یاجوج ماجوج اور دجال، امریکہ اور مغربی یورپ کی عیسائی قومیں ہیں 297
تقدیم و تاخیر (جگہ کی تبدیلی۔تبدیل محل) کا دھوکہ 298
Change in Meaning of Quran by Taqdeem o Takheer Deception by Maulana Ashraf Ali Thanvi 298
Tahreef (Altering Twisting) in Quran by Taqdeem o Takheer Trick by Maulana Ashraf Ali Thanvi 298
وفات مسیح۔احادیث اور اقوالِ صحابہ کی روشنی میں 299
تقدیم و تاخیر کے حربے سے تحریف کا راستہ نکالنا 302
یہاں تقدیم و تاخیر کا مسئلہ ہے حضرت ابن عباس در حقیقت رفع کی تقدیم اور وفات کی تاخیر کے قائل ہیں۔ 302
کوہ طور پر آخری وحی ابھی باقی ہے! 307
2011 میں گوگل ارتھ سیٹلائیٹ کی مدد سے یاجوج ماجوج کی تلاش 311
Search with the Help of Google Earth Satellite Imagery 312
مسلمانوں کی اکثریت تو عیسیٰ نبی اللہ کی منتظر ہے جو نبی بھی ہوں گے۔ 317
مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ 318
اللہ یہود و نصاری پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ 319
نصاری عیسائیوں میں صرف ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام 319
Why Tahreef! Two Versions Of The Same Hadith! 319
Death of Jesus Christ Isa Declared in Sahih Bukhari 327
وقال ابن عباس؟ خنزیر کیا ہے کی تفسیر کس حدیث میں ہے؟ 328

معارف القرآن:جو نبی بھی ہوں گے۔ 329
موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو وہ میری پیروی کرتے۔ 339
اس حدیث سے وفات عیسیٰ ثابت ہوتی ہے، کیونکہ اگر واقعی میں عیسیٰ زندہ ہوتے تو رسول اللہ کبھی بھی مفروضہ سے بات نہیں کرتے۔ 339
رسول اللہ شہید ہوگئے اور یا اللہ نے عیسیٰ کی طرح انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ 340
کیا تفسیر ابن کثیر مشکوک ہے؟ موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو وہ میری پیروی کرتے۔ 341
تفسیریں بھی مشکوک ہیں! 341
Motawafi In Mujam Al Quran Concordance 343
Roots of Motawafi 343
عنوان الکتاب: المعجم المفہرس لألفاظ القرآن الکریم 344
Motawafi in Dictionary 345
Khuda Utha Lay 346
Motawafi In Mujam Al Quran Urdu 347
Motawafi In Al-Mawrid Arabic English Dictionary 349
Ali Akbar Muhammad Asad & Isa 351
علی اکبر و محمد اسد اور عیسیٰ 351
Jesus: The Message of the Quran Translated & Explained By Muhammad Asad 354
Iqbal: Last Prophet & Isa 356
خدا تعالیٰ کے پاک مسیح اور مہدی علیہ السلام مامور من اللہ ہیں۔ 357
مامور من اللہ: مختلف دعاوی اور ناموں پر اعتراض 357
عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں محمد ﷺ کے امتی بن کے آئیں گے۔ 362
ہم کیا مانیں نبی یا امتی 362
امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی جائے نماز چھوڑ دیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام امامت کروائیں۔ 362
" متوفّیک " کا مادہ ہے " وفات " اور یہ موت کے معنی میں ہے۔ 364

روح کو اپنی تحویل میں لینے کے معنی موت ہے۔ 364

Hazrat Essa Alihey Assalam k Rafa o Nazool per Ijmaa e Ummat 366

Be Aware Of Qadianis' Misinterpretation Of Quran 369

The Universality And Sanctity Of The Quran 369

یہ موضوع ایک اختلافی بحث کو جنم دیگا! یہ کوئی فروعی فقہی مسئلہ نہیں، بنیادی عقائد میں سے ایک مسئلہ ہے 371

یہ آپ کا اپنا اختراع کردہ ایمان ہے۔ 375

میں قادیانی نہیں ہوں۔ قرآن میرے لئے ایک مکمل دلیل ہے۔ 378

ادریس کو بھی (اونچی جگہ) اُٹھایا نہ آسمان پر نہ اللہ نے اپنی طرف (اللہ کی طرف؟) اُٹھایا۔ 380

ادریس علیہ السلام زندہ مع جد خاکی آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ 381

کیا خضر علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں؟ 382

خضر علیہ السلام پانچ نمازیں کہاں پڑھتے ہیں؟ 382

کیا خضر علیہ السلام (***What about Isa?***) ابھی تک دنیا میں زندہ ہیں؟ 385

کیا خضر علیہ السلام دنیا میں آج تک زندہ ہیں، اور کیا وہ قیامت تک زندہ ہی رہیں گے؟ 385

Is Al-Kihdr (What About Isa?) Living On The Face Of The Earth? 387

Is al-Khidr still living on the face of the earth until the present day? And will he remain alive until the Day of Resurrection? 387

خضر علیہ السلام چشمہ آب حیات پی لیتے ہیں: وکیپیڈیا سے 389

سید محمود الحسن شاہ خاکی کا حضرت خواجہ خضر کے ساتھ قرآن کا دور کرنا! ... 391

مہدی اسی طرح زندہ باقی ہیں جس طرح عیسی، خضر، الیاس وغیرہ ہم زندہ اور باقی ہیں۔ 393

غیبت امام مہدی پر علمائے اہل سنت کا اجماع: 393

حضرت خضر کی نبوت کے قائلین کی یہ دوسری دلیل ہے۔ 395
خضر علیہ السلام زندہ ہیں بلکہ قیامت کے دن تک زندہ رہے گے کیونکہ انہوں نے آب حیات پی رکھا ہے۔ 396
بعض بڑے محدثین جیسے بخاری اور ابن مبارک وغیرہ نے ان کی حیات ابدی کا انکار کیا ہے۔ 396
یارسول اللہ! کیا ہم مٹی کے میدان میں اس حال میں جائیں گے کہ ہماری شرمگاہ سے آب حیات کے قطرے ٹپکتے ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں۔ 396
سفیان کہتے ہیں کہ قتادہ کی روایت میں ہے کہ اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جس کو چشمہ آب حیات کہتے تھے جس مردے پر اس کا پانی پڑ جاتا وہ زندہ ہو جاتا۔ 396
Death Of Jesus In Quran "Reasonable And Valid" 406
Saudi Religious Scholar Says Muslims Are Entitled To Believe In It 406
Image Of Original Page In Arab News Newspaper 407
Appendix 22 of the Authorized English translation of the Quran: Jesus 412
جو ملے حیات خضر مجھے اور اسے میں صرف ثنا کروں 415
Only Seventeen Ahadith Are Correct. 416
وہ صرف سترہ احادیث کو صحیح قرار دیتے تھے۔ 416
امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے محدثین رفقاء 418
مگر انہوں نے شدتِ احتیاط کی وجہ سے "قال رسول اللہ" نہیں فرمایا ہے جیسا کہ حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازبؓ کا طرز رہا ہے۔ 418
العشرين لابي حنيفة: امام اعظم کی بیس احادیث 420
گوہر شاہی کا دین الٰہی اور یاجوج ماجوج 421
ایک شخص کا وقت پورا ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟ 422
قران میں بہت کچھ نہیں ہے جس پر ساری امت رسول اللہ کے دور مبارک سے ہی ایمان رکھتی ہے۔ 425

ایسا کیسے ہے کہ روایت صاف صاف قرآن کی مخالفت کر رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اسے مان لو۔ 428

قرآن کی ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے اور زندہ واپس زمین پر نزول کی پیش کر دیجئے۔ 430

آپ موطا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حدیث پیش کیجئے۔ 431

یہاں توفات کو زندہ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ کیا متوفی میں اور زندہ میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ 431

جب ایک آیت کے معنی اور مفہوم بالکل واضح ہوں اور وہ اسکا مفہوم صاف صاف محسوس کر رہا ہو تو اسکو حدیث کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ 441

قرآن کو عربی کی کس ترکیب سے پڑھیں گے کہ متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائے گا؟ 443

لوگ اب اللہ کے فرمان کی ایڈیٹنگ کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو قطع کرکے، آگے پیچھے کی آیات کو جوڑ کر اپنی مرضی کا تاثر پیش کرنے ہیں۔ 447

قرآن کی آیات کے من پسند ترجمہ تو بہت زمانہ سے چلے آرہے ہیں۔ 450

آپ کے ہر سوال کا جواب قرآن حکیم نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اس کتاب کو پڑھ کر تو دیکھیں۔ 452

میں صرف ان لوگوں سے اسلام پر بحث کرتا ہوں جو قرآن حکیم کو اللہ کی کتاب سمجھ کر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ 454

مجھے اندازہ تھا کہ جب قرآن سے دلائل فراہم نہیں کر سکیں گے تو قرآن کو کمزور، مشکوک اور نامکمل ثابت کرنے کی کوششوں کو دوبارہ دہرایا جائے گا۔ 454

میں رسول اکرم کی تمام حدیث صحیح پر ایمان رکھتا ہوں۔ صرف وہ روایات جو خلاف قرآن ہیں ان کو سامنے لاتا ہوں۔ 461

ان روایات کا کیا مقام ہے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہم کو عیسیٰ کے زندہ اٹھائے جانے والے عیسائی نظریہ کا پرچار کرتی نظر آتی ہیں؟ 463

کسی کے پاس قرآن حکیم سے ان قرآن مخالف نظریات کی حمایت میں کوئی آیت نہیں
۔ 464

جو آیات عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھائے جانے اور زندہ واپس آنے کے بارے میں ہیں عنایت
فرمائیے۔ 467

کیا وجہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی غیر مستند روایات کی کتاب کی مدد سے قران کی تردید کریں؟
.... 470

اگر ہم کو تفصیل رسول اکرم سکھاتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی آیت ہوتی ہے۔ 471

قرآن کی بہت سی آیات کی تشریح و تفسیر موافق القرآن رسول اکرم نے فرمائی ہے تو اس کے پیچھے
آپ کو آیت ملے گی۔ 473

جو کچھ بھی خلاف قرآن ہے وہ حدیث نبوی نہیں ہے۔ یہ خود نبی اکرم کا پیغام ہے، حدیث
مبارک ہے۔ 481

اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہوا اُس پر اُس کی موت سے پہلے اور
قیامت کے دن وہ ہونگے اُن کے گواہ۔ 485

جس امر کی قرآن میں صراحت ووضاحت کے ساتھ تصدیق و توثیق آئی ہو اس کے
خلاف روایات کو خلاف قرآن کیوں نہ مانا جائے؟ 488

احادیث کے انسانی کلام ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کی آیات زمان ومکان کی قید سے آزاد ہیں
۔ 509

جب عیسیٰ دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہوجائیں گے پھر ان کی وفات کے بعد مسلمانوں نے عیسیٰ
اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔ 516

جناب امام مالک کی جمع کردہ روایات کے کوئی 200 سال بعد کی روایات میں ایسی روایات موجود
ہیں۔ 521

جب کہ آپ کا موقف یہ ہے کہ ان روایات کی مدد سے قرآن کے معانی نکالے جائیں گے۔ 521

اس کے لئے اس آیت کے ٹینس کو حال سے مستقبل میں تبدیل کر کے حسب منشا معانی
نکالنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ 526

قرآن پڑھئے بھائی کہ مسلمان کی کتاب صرف قرآن ہی ہے۔ 537

وفات سے قیامت تک، عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کی پوجا ایسے ہی کرتے رہیں گے جیسا کہ آج کرتے ہیں۔ 541

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا انتظار کرنا اتنا ہی ضروری ہے۔ 541

اہل کتاب کے لئے موتہِ استعمال نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اہل کتاب ایک جمع کا صیغہ ہے اور ان کے لئے صیغہ واحد استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ 543

اے رب! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا۔ 544

لیکن ایسی کوئی آیت نہیں کہ جس میں رسول اللہ شکایت کریں کے میری قوم نے کہانیوں کو چھوڑ رکھا تھا۔ 544

اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ایمان کی تعریف سے آج بیشتر مسلمان یا تو صاف انکار کرتے ہیں یا پھر حیلے بہانوں سے۔ 560

اس آیت کا ایک اہم نکتہ ہے وہ ہے گواہی یا شہادت، حضرت عیسیٰ کی گواہی کہاں ختم ہوتی ہے یہ اہم ہے اور کب تک کا دورانیہ ہے یہ اہم ہے۔ 579

رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد بھی الہامی کتب نمودار ہوں گی، ان کتب پر بھی ایمان رکھنا ہے؟ 579

حضرت عیسیٰ کو یہ پتہ ہی نہیں کہ لوگ ان کی اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کی پوجا کرتے ہیں؟ 583

وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ ان کے زمین پر موجودگی کے دوران انکی اور ان کی والدہ کی عبادت نہیں کی گئی۔ 589

قرآن پاک میں ہر مسئلہ صراحت کے ساتھ موجود نہیں بلکہ کہیں صراحت ہے تو کہیں اشارہ موجود ہے تو کہیں تفصیل تو کہیں اجمالی بیان ہے۔ قرآن پاک کی تشریح کے لئے احادیث پاک موجود ہیں۔ 593

قرآن میں اشارہ موجود نہیں تو کہاں سے احادیث موجود ہیں! 593

اور بلاشبہ یہ (قرآن (تو ایک نشانی ہے قیامت کی پس تم ہرگز نہ شک کرو اس بارے میں اور میری پیروی کرو یہی راستہ سیدھا ہے۔ 594

کیا ہم اتنے سارے بڑے بڑے فرقوں کے اجماع پر توکل کریں یا پھر اللہ تعالی کی کتاب "قرآن" پر اکتفا کریں؟ 599

اصول اصلاحی :اصول کیا ہے : السنة قاضية علي الكتاب یا الكتاب قاضية علي السنة 601

امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے مراد ہے کہ عیسیٰ امامت کریں گے۔ 604

امام مہدی علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے۔ 604

زمین پر امن کے زمانے میں جہاد فرمائیں گے کہ کسی زمانے میں ایک گھڑی کے لیے بھی جہاد موقوف یا ملتوی نہیں ہو گا۔ 606

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر سوائے علماء کے اُن کا کوئی کھلا کھلا دشمن نہیں ہوگا۔ 607

Umat -e- Wahida Question ? 608

دین حنیف امام مہدی لے کر آئے ہیں۔ 608

The English Translation Of Sahih Al-Bukhari And The Account Of Jesus' (A) Return 610

عیسیٰ (ع) ابو حنیفہ کے مقلد (کیا نبی کسی امتی کا مقلد ہو سکتا ہے؟؟؟) 621

سنی حدیث میں اہل بیت شیعہ امام مہدی ۔ 625

امامت کا حق اسی شخص کو ہوتا ہے جو افضل ہو اور ظاہر ہے کہ آپ کامل رسول و نبی ہونے کی حیثیت سے اس وقت سب سے افضل ہیں۔ 625

کیونکہ میری امامت کی وجہ سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ تمہارا دین منسوخ ہو گیا۔ 625

خضر علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 632

عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں۔ 635

ہمارے نبی کی شریعت کے خلاف "وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے"۔ 635

جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔ 635

ابن ابی ذئب نے کہا کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، تمہاری امامت کریں گے (وہ اس کے مطابق فیصلے کریں گے)۔ 638

کیا یہ رب کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کہ "وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے"۔ 638

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے اترنا۔ 639

Tahreef in Hahith Translation 639

ابن صیاد وہی دجال ہے۔ 641

حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال یہی ابن صیاد ہے۔ 645

I Swear By Allah That I Do Not Doubt That Antichrist Is Ibn Sayyad. 645

دجال کا مرکز: برمودا ٹرائی اینگل 646

لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تمہاری گمراہی کا کوئی سوال پیدا نہ ہو۔ 647

ابن عباس نے وہ تیسری بات بھی بیان کی تھی لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں۔ 647

Shiah & Tahreef of Quran 654

Sunni Documentation on Imam al-Mahdi (AS) 655

یاجوج ماجوج: آج اس کے برابر یاجوج ماجوج نے دیوار میں سوراخ کر لیا ہے۔ 666

Allah has made an opening in the wall of the Gog and Magog (people) like this. 666

ایک شخص (مشکوک نامعلوم آدمی) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک دیوار منقش چادر کی طرح دیکھی ہے (کیا یہی سد سکندری ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے اسے دیکھ لیا ہے۔ 666

The Concept Of Imam Mahdi & Sir Syed Ahmad Khan 675

Meanings of "TAWAFFI" and does it Point to the Fact "Hazrat Esa (AS)" has Died 680

جنگل کی حویلی کا راز اور ماضی کا فتنہ وضع احادیث 692

مسلمانوں میں تفرقہ کو فروغ دینے والے ایک خفیہ برطانوی ادارے کا چشم کشا احوال ... 692

ہوشیار: ماضی کا فتنہ وضع احادیث اور رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ 695

رینڈ رپورٹ اور تصوف کی آفاقی قدریں (بشکریہ) خالد مسعود خان 697

پنجابی نبوت کا دعویٰ 701

سرسید نما، پرویز نما، یا اقبال نما، قسم کے کافر ہونگے 701

مستند حدیثی تفسیر کی غیر موجودگی 704

غیر مستند تفسیر 704

Our Beacon Forum: Fear Of Reading Or Knowing About Islam In Muslims 708

References: 712

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب "انتظار مہدی و مسیح فن رجال کی روشنی میں" انتظار مہدی و مسیح کی احادیث موضوع ثابت ہیں!

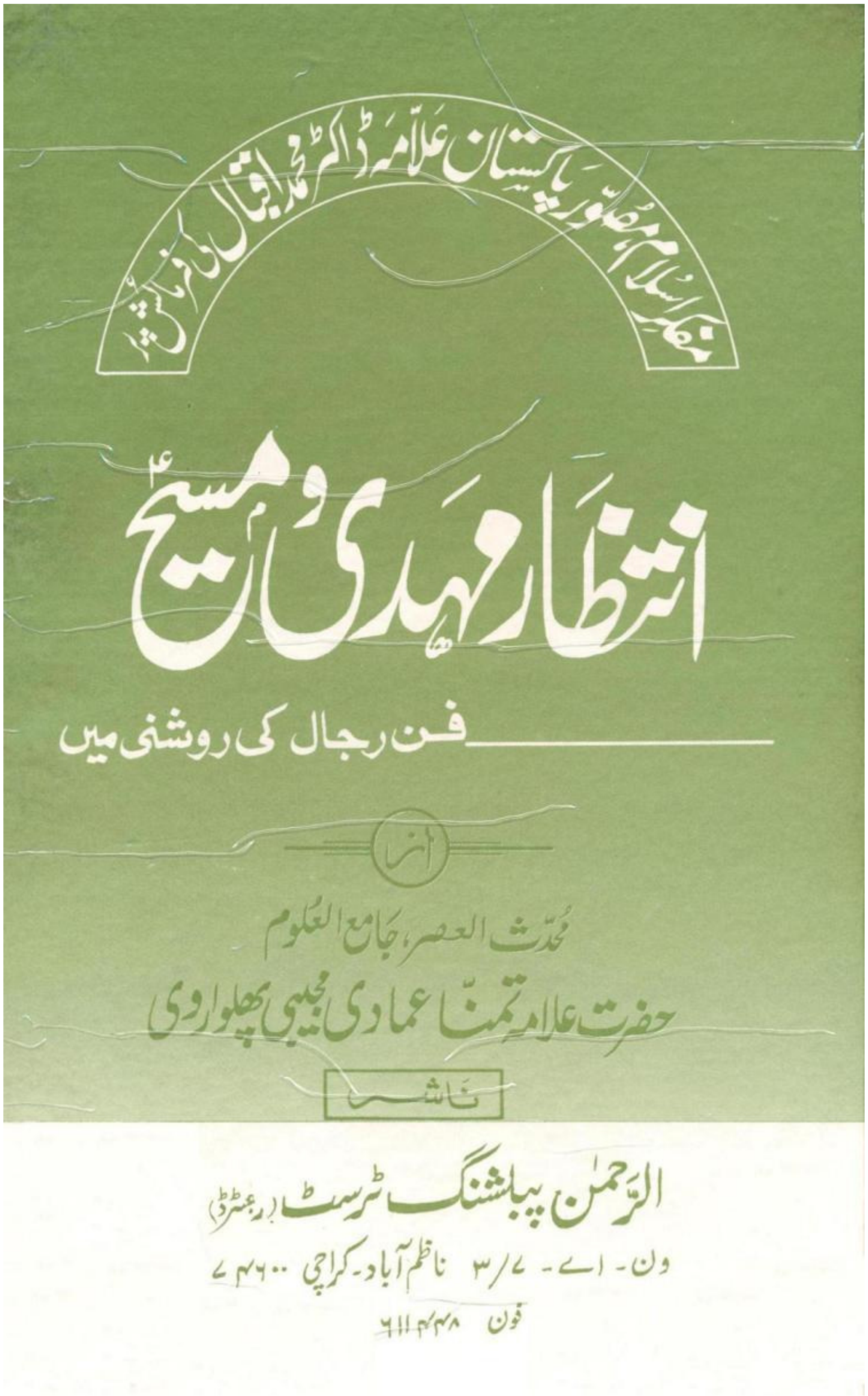

غامدی "منکر نزول عیسیٰ علیہ السلام غیر قرآنی عیسائی قادیانی عقیدہ"

قرآن میں کچھ الفاظ ہیں جو خود عربوں کی سمجھ میں نہیں آتے (اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ)

sahj

غامدی کا انکارِ نزول عیسیٰ علیہ السلام

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کے اوپر اُٹھائے جانے کا ذکر سورہ اٰلِ عمران کی درج ذیل آیت میں ہوا ہے۔"اور انھوں نے خفیہ چالیں چلیں تو اللہ نے بھی اُن کا خفیہ توڑ کیا اور اللہ بہترین توڑ کرنے والا ہے (۵۴) جبکہ اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر کیا ان سے تمہیں پاک کرنے والا ہوں۔ اور جن لوگوں نے تمہاری پیروی کی ان کو قیامت تک کے لئے اُن لوگوں پر غالب کرنے والا ہوں جنھوں نے تمہارا انکار کیا پھر میری طرف تم سب کا پلٹنا ہو گا اور میں تمھارے درمیان اُن چیزوں کے بارے میں فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو"(۵۵) اس آیت میں حضرت عیسیٰ کے اوپر اٹھائے جانے کا ذکر نہایت واضح الفاظ میں ہوا ہے لیکن ان کے دوبارہ واپس آنے کا ادنیٰ اشارہ بھی قرآن مجید میں کسی جگہ موجود نہیں ہے مسلمانوں میں یہ تصور احادیث کے ذریعے سے منتقل ہوا ہے جس کی صداقت پر مسلمان علماء میں اختلاف ہے۔

یہ عبارت جو ہم نے اوپر نقل کی ہے اس عبارت کو ادارہ المورد کی ویب سائیٹ پر ایک سوال کے جواب میں بیان کیا ہے۔

Understanding Islam - Urdu

جس کے سرپرست اعلیٰ جاوید احمد غامدی ہیں اس عبارت میں عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی نفی کی جا رہی ہے اور اس بارے میں قرآن مجید کے حوالے سے یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ادنیٰ اشارہ بھی اس بارے میں نہیں ہے اور یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ تصور احادیث کے ذریعے سے مسلمانوں میں منتقل ہوا ہے اور مسلمان علماء میں اس بارے میں اختلاف ہے۔ سب سے پہلے تو ہم) المورد، غامدی) کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کا دوبارہ باغور مطالعہ کریں بلکہ سب سے بڑے معلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم لیں) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن مجید کی تشریح اور تفہیم احادیث میں فرمائی ہے اور صحابہ کرام کو جس کی تعلیم فرمائی اُس کا مطالعہ کریں(تاکہ وہ یہ جان سکیں کہ قرآن مجید نے کسی ایک جگہ نہیں بلکہ کئی جگہ عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے اشارات دیئے ہیں آیئے اب ہم اُن آیات کا مطالعہ کریں:

آیت ِ ترجمہ

"اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انھوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کے لئے وہی صورت بنا دی گئی تھی یقین جانو کہ عیسیٰ کے بارے اختلاف کرنے والے انکے بارے میں شک میں ہیں انھیں اس کا کوئی یقین نہیں سوائے تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اتنا یقینی ہے کہ انھوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی طرف اُٹھا لیا، اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔ اہلِ کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لاچکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔"

(سورہ النساء آیت۔)

اگر ہم سورۃ النساء کا باغور جائزہ لیں تو اس میں عیسیٰ کی وفات کی نفی کی جا رہی ہے جیسا کہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی طرف اٹھالیا تو عیسیٰ کی وفات کب ہو گی اور اگر نہیں ہو گی تو پھر قرآن مجید کی اس آیت کا کیا مطلب ہوا کہ جس میں بیان ہوا ہے کہ :

"ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے"

(سورہ ال عمران آیت ۱۸۵)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسیٰ کی دوبارہ آمد ہو گی اور انکی وفات ہو گی (جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے جس کو ہم آگے بیان کریں گے) اور آگے بیان ہوا ہے کہ تمام اہل کتاب عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے ۔(بعض مترجمین نے اسکا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ اہل کتاب اپنی موت سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا) مگر پہلے ترجمہ ہی رائج اور صحیح ہے کیونکہ اس کی تشریح حضرت ابن عباس اورابو ہریرہ سے منقول ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ، تفسیر طبری، ابن کثیر)

اگر عیسیٰ واپس نہیں آئیں گے تو یہ آیت کب پوری ہو گی جس کے مطابق تمام اہل کتاب اُن پر ایمان لائیں گے اس سے واضح ہوتا ہے کہ عیسیٰ قیامت کے قریب واپس آئیں گے اور پوری دنیا میں صرف دینِ اسلام ہو گا

(نوٹ: جیسا روایات میں بیان ہوا ہے) یہ آیات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ عیسیٰ دوبارہ واپس آئیں گے اب اس کے بعد سورہ الِ عمران آیت کا مطالعہ کرتے ہیں:

آیتِ ترجمہ

"وہ (عیسیٰ) لوگوں سے اپنے گھوارے میں باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی اور وہ نیک لوگوں میں ہو گا"

(سورہ الِ عمران آیت ۴۵)

(عیسیٰ کا گود میں کلام کرنے کا واقعہ سورہ مریم آیت ۲۹ تا ۳۳ میں بیان ہوا ہے (اس آیت میں عیسیٰ کے پختگی کی عمر میں کلام کا تذکرہ کیا جارہا ہے اور قرآن مجید نے پختگی کی عمر چالیس سال بیان کی ہے:

آیتِ ترجمہ"

یہاں تک کہ وہ اپنی کمالِ عمر کو پہنچا عمر چالیس برس کی"

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۷)

اب اگر ہم احادیث کا مطالعہ کریں تو اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ عیسیٰ کو ۳۳ برس کی عمر میں اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا تھا اور بائبل میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے اور احادیث کے مطابق عیسیٰ سات سال زمین میں رہیں گے اور چالیس برس کی عمر میں وہ لوگوں سے کلام کریں گے پھر ان کی وفات ہو جائے گی تب قرآن مجید کی یہ آیت پوری ہو گی کہ عیسیٰ پختگی کی عمر میں بھی لوگوں سے کلام کریں گے یہ آیت بھی عیسیٰ کی دوبارہ آمد کی طرف اشارہ کرتی ہے اب اسکے بعد اب ہم اُس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے بات بالکل واضح ہو جائے گی۔

آیت:

"وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِھَا وَاتَّبِعُوْنِ، ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ" اور یقیناوہ (عیسٰی) قیامت کی علامت ہے پس تم قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے۔"

)سورہ الزخرف:۴۳، آیت ۶۱(

اس آیت میں عیسٰی کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے کہ وہ قیامت کی علامت ہیں اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے قول منقول ہے (لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ)یعنی علامتِ قیامت سے مراد نزول عیسٰی ہیں،

دیکھئے

)تفسیر طبری، تفسیر قرطبی، تفسر ابن کثیر)اور ایک حدیث سے بھی ابن عباس کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

تمہید:

قرآن مجید میں نزول عیسٰی کے واضح اشارات ملتے ہیں اور روایات میں صراحت سے اس کا تذکرہ موجود ہے اور تمام صحابہ کرام محدثین اور مفسرین قرآن کا اس پر اجماع ہے اور اس سے انحراف کرنے والے (غامدی ملعون) جان لیں کہ امام مسلم نزول عیسٰی کو کتاب الایمان میں لائیں ہیں اس سے امام مسلم یہ بات واضح کرنا چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ عیسٰی کی دوبارہ آمد ہوگی اللہ تعالی ہمیں ایمان دے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے

)آمین (

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا۔ صحیح بخاری۔

http://pak.net//

کچھ جاہل کہتے ہیں نصاری نزول عیسیٰ کے قائل نہیں۔

عقیدہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی اہمیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ قرآن پاک کی کئی آیات سے ثابت ہے۔اور حضور نبی کریم ﷺ کی بے شمار احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔جیسا کہ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے اپنی کتاب "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں سو ۱۰۰ سے زائد احادیث نقل فرمائی ہیں اور اس عقیدہ پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اس باب میں فقط چند حوالے عرض کرتا ہوں جن سے آپ خود فیصلہ کرلیں گے کہ اس عقیدہ کی کیا اہمیت ہے اور یہ عقیدہ کتنا ضروری ہے۔

(۱) ﴿وانما انکر ذالک الفلاسفة والملاحدة مما لا یعتد بخلافه﴾

[شرح عقیدہ السفارینیه: ۲/ ۹۰, ط مصر، ۹۳/۲ بیروت]

"نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار فلاسفہ ملحد اور بے دین لوگوں نے کیا ہے کہ جن کی مخالفت نا قابل التفات ہے۔"

قارئین کرام! اگر اس عبارت میں ﴿ذالک الفلاسفة والملاحدة (والمرزائیة)﴾ شامل کردیا جائے تو عبارت اور مفہوم میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ جو عقیدہ مذکورہ بالا فرقوں کا ہے وہی عقیدہ مرزائیوں کا ہے۔

(۲) ﴿وانکرت المعتزلة والفلاسفة والیهود والنصاریٰ عروجه بجسده الی السمآء﴾ [الیواقیت والجواهر: ۱۴۶/۲، ط مصر]

"معتزلہ، فلاسفہ یہودی اور نصاریٰ نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔"

قارئین کرام! اگر اس عبارت میں بھی ﴿المعتزلة والفلاسفة والیهود والنصاریٰ (والمرزائیة)﴾ کا لفظ لگا دیا جائے تو عبارت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ جو عقیدہ ان چار فرقوں کا ہے وہی عقیدہ ان مرزائیوں کا ہے۔

(۳)

﴿وانکر ذالک بعض المعتزلة والجهمية﴾

[نووی شرح مسلم:۲/۴۰۳، ط پاکستان۔۷۵/۱۸، ط مصر]

"معتزلہ اور جہمیہ نے نزول وحیاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار کیا ہے۔"

قارئین کرام! اگر اس عبارت کے اندر بھی ﴿المعتزلة والجهمية (والمرزائية)﴾ کا لفظ بڑھا دیا جائے تو عبارت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اس عقیدہ میں ہر سہ متفق ہیں۔

آمد برسر مطلب:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ معتزلہ فلاسفہ ملاحدہ جہمیہ یہودی اور نصاریٰ نزول وحیات حضرت مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں۔ اور مرزائی بھی اس بات کے منکر ہیں اگر یہ چھ فرقے مسلمان ہیں تو مرزائی بھی مسلمان ہیں۔ اور اگر یہ چھ فرقے کافر ہیں اور یقیناً کافر ہیں تو مرزائی بھی یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں

خدا ان سے محفوظ فرمائے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين O ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم والصلوة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبين وعلى اله واصحابه اجمعين.

Khalid Zaheer: Your Belief in The End of Times and Return of Jesus

Question:
Salam, I am an Ahmadi. I appreciate you allowing all people the forum to ask questions and respond to them in very humble, non judgemental fashion.

My three questions to you would be:

1st
you do not accept any prophet after the the Holy Prophet (saw) and you do not believe in the descent of Hadrat Isa from heaven. then what is your belief in regards to the latter days and where in the Quran could you refer to find these answers.

2nd
many sunni believe hadrat Isa (peace be upon Him) will return towards the end of time and will be a prophet, does this not then contradict the finality of prophethood, as he will be last prophet to live on the Earth, no matter that he bring no new law and is to be a muslim on is return.

3rd
why do most Muslim scholars not interpret chapter 3 verse 54
Ya Isa, inni mutawaffika wa rafi'uka ilaiya
Meaning: "O Isa! I shall cause you to die and I shall exalt you towards me….."
but they translate it as raise you to myself
but in chapter 3: 193 and many other verses translate the same word "wafat" is taken to mean death or to die but not in the verses realted to Hadrat isa (pbuh)

Response:
There is no mention of the arrival of Jesus or Imam Mahdi before the Day of Judgment in the Qur'an. On the other hand, the Qur'an doesn't even encourage to be too curious to know when the Day of Judgment is likely to come.

The only thing the Qur'an seems to describe is that close to the Judgement Day Gog and Magog (Yajujo Majuj) will dominate the world and cause immense mischief on earth (21:96). What is going to be the reality of it is something we cannot know exactly. As for Jesus, alaihissalaam, the Qur'an tells us that those who follow him (or are attached to him) will dominate the people who rejected him till the Day of Judgement. In other words the Christians would dominate the Jews till the last day. Had there been a possibility of him returning close to the Judgement Day, the passage under discussion should have been the most appropriate occasion to mention it. One can safely say that the Qur'an refuses to mention anything about the return of Jesus in the passage which was most appropriate for the purpose.

I quite agree with you that if Jesus was to return close to the Day of Judgment, it would contradict the Qur'anic understanding of the finality of prophethood. If ana khatamanabiyyin la nabiyya ba'di is true then there can be no Nabi coming after the last prophet. The explanation that Eesaa, alaihissalaam, will come as an ummati and not as a Nabi is a strange argument.

Most Muslim scholars translate the verb tawaffa differently on different occasions because they are influenced by the hadith while they translate the Qur'an. ***They strongly believe that the Qur'an should be understood in the light of hadith. Their understanding is that the Qur'an is not as clear as the hadith is and therefore the less clear text should be interpreted in the light of what is more clear.*** I on the other hand am inclined to say na'uzu billah (I seek refuge in Allah from the evil of this thought) on mentioning this view.

www.khalidzaheer.com/a/www.khalidzaheer.com/qa/986.html

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (2)

Question:

Sir, you mentioned:
"The Qur'an mentions many things that suggest that Jesus was not going to return."
Its my lack of knowledge that I am not aware of any single Aayat or Hadis which mentions any such ascpect. It would be great if you could provide me with one.

Furthermore, Maulana Maududi might have mentioned it in "HIS" commentary, but Ibn-e-Katheer and a whole lot of other Mufassireen have mentioned otherwise. The return of Jesus is STRONGLY supported by Ahadis. Even in christianity, the return of Jesus is termed as the 'second coming' and he will bring peace to the world when he returns. A great lecture has been presented on this topic by Dr. Zakir Naik, "Was Christ actually Crucified?".

The only way in which Jesus PBUH's death can be proven is by renouncing Ahadis, and by writing a "new" Tafsir of Quran after 1400 years which defies all its previous Tafaseer.

We could go on and on by commenting on the Aayat of Quran, beacause it might be ambiguous. But after consulting the Ahadis, which are undoubtedly the best Tafsir, all ambiguity is erased.

Response:

I will write to you the detailed reasons of why I believe Qur'an is indicating that Jesus is not going to return only after I will feel comfortable that you take the Qur'an seriously.

I can't write Qur'anic verses to a person who thinks that Qur'an is ambiguous and Ibn Kathir and the narrators of hadith have done a better job than the Almighty.

You have every right to consult Ibn Kathir and ahadith to understand the Qur'an so long as you are clear that these sources are secondary to the Qur'an. If you are bound to understand the Qur'an through these sources no matter whatever the Qur'an says then there is no point in mentioning the book of God because in that case you believe that the Qur'an says nothing or worse still, God forbid, doesn't know how to say things clearly. How then is it a book of guidance?

The Qur'an clearly declares that it is a clear book (kitabe mobeen).

http://www.khalidzaheer.com/qa/348

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (3)

Question:
Exactly, sir, Quran is unambiguous, but when we are here arguing on its interpretation, it means that we are considering it to be ambiguous. If we consider that there is only one interpretation of Quran, than its simple than 2+2=4, because the following verse makes it as clear as "saint-gobain":

And (Jesus) shall be a Sign (for the coming of) the Hour (of Judgment): therefore have no doubt about the (Hour), but follow ye Me: this is a Straight Way. (43:61)

You are using nothing but Maududi's explanation to refute your point, and in response to ONE Maududi, I am giving you a reference of so many Ahadis and other Mufassireen. Now it is upto you to decide whether Maududi is a better interpretter of Quranic verses, or the Holy Prophet S.A.W.

Response:
I mentioned Maulana Maududi not because I am his blind follower. I disagree with him on many issues. In fact, like you, he too believes in Jesus's return. But he has offered an explanation of the verse under discussion which, contrary to your understanding, makes it absolutely clear that it was not referring to the alleged return of Jesus.

The translator you have quoted already had the return of Jesus in mind when he mentioned "And (Jesus) shall be a Sign (for the coming of) the Hour (of Judgment). The actual Arabic wording in the Qur'an "wa innahu la'ilmullissa'ah" is a tense-neutral expression. It can be translated for past, present, or future tenses. The translator preferred the future tense because he had already decided from sources outside the Qur'an that the verse must be translated for that tense. And if my criticism is correct, then you can appreciate why I believe it is such a big offence to insert meanings into the Qur'anic text which was never the intent of the Almighty, simply because of the decision of allowing outside sources the right to decide what the Qur'an was saying. It is an offence that causes a reader not to understand what the Almighty was actually saying.

Look at what has happened because of your preferred translation: The disbelievers of Makkah were denying the hereafter; the Qur'an presented Jesus, alaihissalam, as the sign of the hour of the judgment day and affirmed on the basis if it: "therefore have no doubt about the (Hour)." How could the rejecters of the Hour at the time of prophet, alaihissalam, be convinced about it by the mention of Jesus's return? Were those who denied the Hour likely to accept it if they were informed that Jesus would also come close to the hour? While they denied the happening of one future event how could they be convinced of it by a reference to another future event about which they had no

clue? Did they believe that Jesus was going to return or was his return so obvious that they couldn't have denied it? These are some of the questions the complete absence of whose answers makes the translation of the verse in the future tense a non-serious exercise. And yet many translators did it because they gave an outside source more importance for understanding the Qur'an compared to the text of the book of God itself. You too are so influenced by it that you believe that the translation has made the concept of return of Jesus and the verse "as clear as 'saint-gobain.'"

The simple translation of the verse is this: "He was the sign of the hour of judgment" and it is followed by "therefore have no doubt about it (the Hour)." The Qur'aish were criticising the repeated mention of the miraculous birth of Jesus and his other miracles because they claimed that their false deities were superior to Jesus. The Qur'an responded to their criticism by saying that his miracles didn't make him a god; he was simply "the sign of the hour of judgment." In other words, the fact that he was born without a father and that he was given miracles like bringing back to life some of the dead and causing hand-made birds of clay to fly were signs of "the Hour". Like God caused such miraculous things to happen through Jesus, He is going to cause the judgment day to arrive as well.

www.khalidzaheer.com/a/www.khalidzaheer.com/qa/349.html

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (4)

Question:
Even if for the sake of argument we agree that 43:61 actually means what you are telling it means, then also there are CLEAR-CUT Ahadis speaking of the return of Jesus PBUH. Can they be denied? I read your reply on this on your website, but it does not suffice. Yes, Ahadis were COMPILED 300 years after the Prophet PBUH's era, but it does not mean that they were actually heard for the first time by the Muslims 300 years later than said. If something is contained in a Sahih Hadis (especially one which has no contradiction), why should it not be followed? And if you allege that these Ahadis speaking of Jesus's return are actually fabricated, then what could the intention of the narrators of these Ahadis possibly be??

Let me just summarize my points to give an end to this argument.

1) All major Quranic interpreters and Mufassireen believed that Quran does speak about Jesus's return.

2) There are absolutely clear Ahadis speaking of his return.

3) No Quranic verse or Sahih Hadis speaks about Jesus not returning before the Hour.

Please refute to these points if you are sure that Jesus PBUH will not return.

Response:
The fact that the second coming of Jesus, alaihissalaam, has been mentioned in several ahadith is true. I agree with you that it is not easily possible to dismiss them all by claiming that they were fabricated. There could be several possible reasons one could imagine of for the existence of those ahadith. I will mention them later but before doing that I would like to state two other facts too.

The Qur'an is not just silent about the issue but seems to be indicating that it was very unlikely that Jesus would return. I will clarify the Qur'anic position in another message. Unfortunately, because of the predominance of the concept of Jesus's return in the minds of many people due to the mention of that possibility in ahadith, many Muslims have interpreted some Qur'anic verses in a manner that has created an impression that Qur'an supports the claim that Jesus was going to return.

The very first book of hadith that got published and widely circulated amongst the Muslim ummah was Mauta Imam Malik. Even though it carried many opinions of Imam Malik on issues of jurisprudence, it was primarily a book of hadith. Published in the middle of the second century hijrah, the book is a

source of learning about information on important issues of religion available in the Madina of the second century hijrah. It is significant that while the book talks about the arrival of Dajjal close to the judgment day, it doesn't mention the return of Jesus. The question that arises is: Was the fact of Jesus's return not known to the people of Madina at that time while they knew about the arrival of Dajjal or was it that Imam Malik thought it wasn't a fact significant enough to deserve to be included in his book?

As for ahadith on Jesus's rerurn there could be several explanations possible: i) All those ahadith were created under the influence of information about Jesus's return that Christian traditions were mentioning. ii) They were referring to the metaphorical return of Jesus: the spirit of Islam would be revived close to the judgment day like Jesus revived the spirit of Torah. iii) The mention of the arrival of al-Masihuddajjal by the prophet, alaihissalaam, was mistaken by some narrators to be suggesting the arrival of Jesus himself.

Of course, the possibility that the ahadith were referring to a Jesus-like person who was to come, as claimed by the Ahmadis, is not an acceptable possibility because in that case one has to believe that another person was to come from God after Muhammad, alaihissalaam, belief in whom was to be an integral part of Muslims' faith. If we accept that proposition then we will also have to accept that the Qur'an was, God forbid, an incomplete book of religious guidance, because it doesn't mention anyone coming from God belief in whom was important for a Muslim.

Whatever be the truth about the second coming of Jesus, and only Allah knows what it is, the understanding is not religiously significant. Had it been significant, it would have been clearly mentioned in the Qur'an.

www.khalidzaheer.com/a/www.khalidzaheer.com/qa/352.html

Khalid Zaheer: The Return of Jesus and Qur'anic Interpretation (5)

Question:
i) All those ahadith were created under the influence of information about Jesus's return that Christian traditions were mentioning

If a strong Sanad of a Hadis is traced back to the Prophet SAW, it means that the Prophet SAW had indeed uttered those words. The Ahadis I mentioned are classified Sahih, which means that it is a high probablity that the Prophet SAW had said those words and they were not CREATED UNDER THE INFLUENCE OF INFORMATION ABOUT JESUS'S RETURN THAT CHRISTIAN TRADITIONS WERE MENTIONING.

ii) They were referring to the metaphorical return of Jesus: the spirit of Islam would be revived close to the judgment day like Jesus revived the spirit of Torah.

If it was metaphorical, then please explain how metaphorical the following Hadis can get:
Isa ibn Maryam will descend in the east of Damascus at the white minaret, donned in two Saffron coloured garments, his hands on the wings of two angels. If he lowers his head, it will drip and when he raises it, those drops will fall down like shining pearls.
[Jami Tirmidhi Hadith 2247, Classifed as Sahih by Allama Albani]

iii) The mention of the arrival of al-Masihuddajjal by the prophet, alaihissalaam, was mistaken by some narrators to be suggesting the arrival of Jesus himself.

Highly un-probable after the above two replies.

If a Hadis or a Subject is not mentioned in Muwatta of Imam Malik, it does not mean that that Subject does not exist at all, because a lot of jurisprudence is derived from other books. And if Imam Malik did not mention Ahadis related to Jesus's second-coming in his book, there could have been several other reasons. Probably, the Muslims were so aware of those teachings that he did not consider them necessary. Probably he FORGOT to mention them. Probably, he did not obtain an authentic Sanad of those Ahadis yet.

It is an established truth that Ahadis do claim the second-coming of Jesus. Only the Munkireen-e-Hadis can reject this truth.

Response:
If one reads several ahadith in Bukhari, all supported by strong asnad, that those who lower their garments beneath ankles are going to enter the hell shouldn't one believe it? Why should one then accept the condition that it is

going to be a case only if such an act is done out of arrogance? Clearly there were other ahadith explaining the true picture but there were many complete ahadith that made those uncompromising statements without any conditions mentioned. Why should one explain a complete hadith whose message is unequivocal.

If one reads several ahadith with reliable asnad that everyone who recites the kalima shall enter the paradise, why should one not believe in it literally and forget about the fact if it applied to hypocrites or not?

What should one do of a hadith like this one that comes from a reliable source: Ibn Umar, a companion, claimed that the prophet, alaihissalaam, mentioned that if ladies cry over a dead body, the deceased gets punished for it. When Aisha, radhiallahu anha, learnt about it, she responded by saying that he misunderstood it; his statement couldn't be correct because it went against the Qur'an which tells us that none shall share the burden of the other. And she went on to say that the reality of the incident was that a Jew got killed and his relative ladies were crying; the prophet said that while he was getting punished, these ladies were crying over his death. Ibn Umer, may Allah be pleased with him, got the two statements confused. Do we not learn from this incident that we must always see ahadith in the light of the Qur'an?

And what should one do of the two ahadith mentioning the same incident of the arrival of Jibrail, alaihissalaam, in human form when one of them mentioned that the prophet stated that the fact that nobody knew what was in the wombs of mothers except Allah and the other didn't? Both ahadith appear in Sahih Muslim. The one by Abu Hurairah states that the prophet, alaihissalaam, made the above claim. The other, by Umer, didn't mention that claim. Should we accept the unscientific statement in one of them which ran contrary to the Qur'an as well or should we accept the more reasonable one that was reported by Umer, may Allah be pleased with him?

And I can go on and on. The point is that it is a mistake to equate hadith with the prophet's statement. A hadith is a claim and not a certainty. Certainly, there is no reason to reject hadith with sound asnad unless there are evidences against it that are strong enough to justify it. Ofcourse, one can disagree on whether a reason is good enough to reject a hadith or not.

If we can call the person who rejects a hadith or a group of them because to him those ahadith are against the understanding of the Qur'an a Munkire Hadith, what would we call the person who rejects a clear meaning of the Qur'an because he believes that there are ahadith that were suggesting a meaning different from the Qur'an?

I have not even clearly rejected the ahadith on the return of Jesus. All I am

suggesting is that the idea is contrary to the Qur'anic message. I still want to accept the ahadith, that's why I offered a suggestion that was meant to explain the ahadith without compromising the meanings of the Qur'an. I am sure your criticism against my explanation carries weight. But what else can I do? Should I compromise the message of the Qur'an?

Let us also not be under any mistake about the fact that all ahadith were not known to all Muslims in the first two centuries of the Muslim calendar while Qur'an and sunnah (like Salat, Zakat etc) were; not even to the scholars. That's why Imam Abu Hanifa (80-150 H) was accused of not knowing many ahadith. Even companions of the prophet didn't know all of them. In fact one can say with complete authority that there wasn't a single companion who knew all ahadith. Then there is confusion and about the meanings of some ahadith some of which I have referred to above. How can such a source of knowledge be a part of the original message of Islam which not all Muslims fully knew? Hadith is an explanation of the original message of Islam that we find in the Qur'an and sunnah and as such it cannot go against the clear verdicts of the two sources. There can be no new belief nor an injunction derived from ahadith. However ahadith provide details and explanations of what has already been mentioned in the Qur'an and sunnah or in the human nature.

Let me also clarify that our dispute is not regarding the question as to who loves the prophet, alaihissalaam, more. In fact, a person who loves the prophet can adopt a stance that we should be extra careful in accepting information about the him. The dispute in reality is about the issue as to what measures were adopted by the Almighty to deliver the message of Islam to the mankind. We insirt that God adopted foolproof measures to communicate His message to the mankind in thwe form of Qur'an ands sunnah. Others are insisting that the work done by humans like Bukhari, Muslim was also so significant that it must be accepted by Muslims as a part of the original Islam. We believe that the scholars who compiled ahadith were great; we salute them. But they were humans. What they have gathered is not an undiluted message of Islam. They have attempted to collect information aboiut the explanation fo the original Islam. They have done a great job. However, they were humans and therefore the end result of their efforts were not fault free.

The ahadith on beard you have mentioned are incomplete. There are more facts about the issue than you have mentioned. We need to be first clear about the status of ahadith.

www.khalidzaheer.com/a/www.khalidzaheer.com/qa/353.html

Khalid Zaheer: Does the Qur'an Indicate Coming of a New Prophet ?

Question:

Regarding your views about Ummati Nabi, I think you are mistaken that its mention should be more clear in the Holy Quran. The matter of the fact is that it is against the Sunnatullah and there is always a test of taqwa and Eeman bil-Ghaib of people, otherwise there would have been only one religion in the world. That is why Jews not only rejected the Promised Messiah, but tried to crucify him and became accursed of God.

I think there is not even a single verse in the Holy Quran testifying the meaning derived by non-Ahmadi regarding Khatamunnabiyyeen, where as Holy Quran has several verses supporting the meaning by Ahmadi Muslims.
Regarding Recognizing (Ummati) Nabi like their sons, you might have been well aware of that as per hadith, "ba'adal-Mia-tain" almost every house of the Muslim was waiting at the beginning of 14 century Hijra for the coming of Eesa ibn-a Meryam Nabi ullah (as per Saheeh Muslim) and Imamul Mahdee, whose signs of appearance have been mentioned in Dar-Qutnee: Eclipse of Moon and Sun in Ramdhan. The reference is traceable both in the Holy Quran and Bible as well. With the coming of Ummati Nabi, the finality of Hadhrat Mohammad (p. b. u. h.) doesn't change. However if the Rasul of Bani Israeel comes again after him the Finality of Mohammad (p. b. u.h.) will definitely receive a setback. It is because shadow has no existence without original or shadow cannot be separated from the original. Ummati Nabi is in fact the shadow of Khatamunnabiyyeen. May Allah Guide us all to Sirat-al-Mustaqeem, Sirat-allzeen Anamta Alaihim...Aameen.

Response:

You have mentioned a few points in your message. I am responding to them one by one.

You have claimed that the mention of coming prophets was not as clear as recognising one's sons otherwise Jews would have recognised Jesus. It is a test, you say, of Taqwa and Iman bil ghaib that such mentions have been kept vague. My submission is that if our reference point is the Qur'an then what you are saying is not consistent with its understanding. The Qur'an categorically states that the prophet, alaihissalaam, was mentioned clearly in the earlier books. (7: 157; 61:6) It tells us that the Jews recognised the prophet as they recognised their own children. (2:146)And it also states that those who denied the prophets and disagreed on the matters of religion did so not because they didn't understand the truth. On the contrary, the truth was communicated to them clearly and yet they did not embrace it because of envy and grudge against each other "baghyam baynahum". (2:213)

You have claimed that Muslims have been waiting for the promised Messiah at

the turn of the fourteen century hijrah. My question is: Where is it written in the Qur'an, the last book of guidance from God, that the promised Messiah will come at the turn of fourteenth century? Are you telling us that although the Qur'an is a complete book of guidance on all important religious matters, He left a very important matter of understanding for a less authentic source?

You have claimed that the Ahmadi interpretation of Khataman Nabiyyin is the most authentic one. What is the basis of that claim? I have shown it in my previous message to you that the Qur'an has used the derivatives of khatama (from which khatamunnabiyyin emerges) in different verses. All of them mean one thing: Sealing an object in a way that nothing can enter it, like khatamallahu ala qulubihim (Allah sealed their hearts).

And then you mentioned something of the sort that says that shadow should be the reflection of the original like the Ummati Nabi was to be the follower of the prophet, alaihissalaam. That rhetoric and skewed logic has nothing to do neither with truth nor with the Qur'an.

I hope you appreciate that if we do not accept Mirza Ghulam Ahmad Sahib as a prophet of God it is based on our conviction that there isn't any evidence in support of his claim in the Qur'an. In fact, the Qur'an is giving its verdict against his claim clearly and loudly.

http://www.khalidzaheer.com/qa/927

جب عیسیٰ دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے پھر ان کی وفات کے بعد مسلمانوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی ۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (5:116)

اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علاّم الغیوب ہے (5:116)

And behold! Allah will say: "O Jesus the son of Mary! Didst thou say unto men, worship me and my mother as gods in derogation of Allah'?" He will say: "Glory to Thee! never could I say what I had no right (to say). Had I said such a thing, thou wouldst indeed have known it. Thou knowest what is in my heart, Thou I know not what is in Thine. For Thou knowest in full all that is hidden.(5:116)

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (5:117)

میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (5:117)

"Never said I to them aught except what Thou didst command me to say, to wit, 'worship Allah, my Lord and your Lord'; and I was a witness over them whilst I dwelt amongst them; when Thou didst take me up Thou wast the Watcher over them, and Thou art a witness to all things.(5:117)

اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا ۔

پہلی دفعہ پیدا ہونے کے بعد لوگوں سے کہا تھا؟

یا

دوسری دفعہ نزول عیسیٰ کے بعد لوگوں سے کہا تھا؟

کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟

یہ شرک کب ہوا؟

پہلی دفعہ پیدا ہونے کے بعد لوگوں نے یہ شرک کیا تھا؟ عیسائیوں نے؟

یا

دوسری دفعہ نزول عیسیٰ کے بعد لوگوں نے یہ شرک کیا تھا؟ مسلمانوں نے؟

وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علاّم الغیوب ہے(5:116)

میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔

تو پھر اللہ کے حکم سے رسول کے طور پر کیا کہا تھا؟

پہلی دفعہ رسول کے طور اللہ کا حکم نازل ہونے پر کہا کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔

اور

دوسری دفعہ امتی کے طور پر اللہ کا حکم نازل ہونے پر کہا کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔

امتی پر اللہ کا حکم نازل ہوا؟ پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع کر دیں۔

اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا۔

کب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا۔

پہلی دفعہ پیدا ہونے کے بعد تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا۔

یا

دوسری دفعہ نزول عیسٰی کے بعد تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا۔

جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے(5:117)

لہٰذا ثابت ہوا کہ!

جب عیسٰی دوبارہ آئیں گے۔ ________________ نزول عیسٰی علیہ السلام کے بعد ۔

تو سب مسلمان ہو جائیں گے۔ ________ نزول عیسٰی علیہ السلام کے بعد ۔

پھر ان کی وفات کے بعد۔ ________________ جب سب لوگ مسلمان ہوں گے ۔

تو مسلمانوں نے عیسٰی اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔

جو کہ غلط نتیجہ ہے لہٰذا دنیا میں ایک ہی بار آمد ہوئی۔

چند تفسیری نمونے: صحیح اور باطل تاویلات

ف ے میں نے آپ کے حکم سے سر مو تجاوز نہیں کیا۔ اپنی الوہیت کی تعلیم تو کیسے دے سکتا تھا اس کے بالمقابل میں نے ان کو صرف تیری بند گی کی طرف بلایا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا سب کا رب (پروردگار) وہ ہی ایک خدا ہے جو تنہا عبادت کے لائق ہے۔ چنانچہ آج بھی بائیبل میں صریح نصوص اس مضمون کی بکثرت موجود ہیں۔

ف انہ صرف یہ کہ میں نے مخلوق کو تیری توحید اور عبودیت کی طرف دعوت دی، بلکہ جب تک ان کے اندر قیام پذیر رہا، برابر ان کے احوال کی نگرانی اور خبر گیری کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ یا بے موقع خیال قائم نہ کر لیں البتہ ان میں قیام کرنے کی جو مدت آپ کے علم میں مقدر تھی، جب وہ پوری کر کے آپ نے مجھ کو ان میں سے اٹھا لیا (کما یظہر من مادۃ التوفی و مقابلتہ ما دمت فیھم) تو پھر صرف آپ ہی ان کے احوال کے نگران اور خبر دار ہو سکتے تھے، میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا (تنبیہ) حضرت مسیح علیہ السلام کی موت یا رفع الی السماء وغیرہ کی بحث "آل عمران" میں زیر فائدہ (اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ) 3۔ آل عمران:55) ملاحظہ کیجئے۔ **مترجم محقق قدس سرہ نے یہاں "فلما توفیتنی" کا جو ترجمہ "تو نے مجھ کو اٹھا لیا" سے کیا یہ باعتبار محاورات "موت" اور "رفع الی السماء" دونوں پر صادق آسکتا ہے۔** گویا متنبہ کر دیا کہ نہ لفظ "توفی" کیلئے موت لازم ہے اور نہ خاص توفی بصورت موت کو مضمون زیر بحث میں کسی قسم کا مدخل ہے۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کہ بعض لوگوں کی نسبت میں قیامت کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ) 5۔ المائدہ:117) اس قسم کی تشبیہات سے یہ نکالنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی "توفی" بھی بہمہ وجوہ یکساں اور ہم رنگ ہونی چاہئے، **عربیت سے ناواقفیت کی دلیل ہے** مشرکین مکہ ایک درخت (ذات انماط) پر ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے بھی "ذات انماط" مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا "ھٰذا کما قال قوم موسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ" (یہ تو ایسا ہوا جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسا معبود تجویز کر دو جیسا ان بت پرستوں کا ہے) کیا کوئی مسلمان اس تشبیہ کو سن کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ صحابہ نے معاذ اللہ بت پرستی کی درخواست کی تھی؟ اس طرح کی تشبیہات سے نصوص محکمہ اور اجماع امت کے مخالف عقائد پر تمسک کرنا صرف اسی جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے جن کی نسبت یہ ارشاد ہوا (فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ) 3۔ آل عمران:7)

ف اسو حضرت عیسیٰ اس روز اپنے رب کے حضور اپنی صفائی میں مزید عرض کریں گے کہ میں جب تک ان لوگوں کے اندر موجود رہا، ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا رہا۔ لیکن جب تو نے اے میرے مالک! مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد مجھے ان لوگوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، کہ انہوں نے کیا کیا۔ اور کیا نہیں کیا، اس کے بعد اے میرے مالک! تو ہی ان کا نگران و نگہبان تھا، سو یہ وہی بات ہے جو اوپر تمام انبیاء کرام کے بارے میں بیان ہو چکی ہے کہ جب ان سے اللہ پاک پوچھے گا ماذا اُجِبْتُمْ تم لوگوں کو اپنی اپنی امتوں کی طرف سے دعوت حق پر کیا جواب ملا؟ تو وہ سب اس کے جواب میں عرض کریں گے لَا عِلْمَ لَنَا کہ ہمیں اس بارے کچھ علم نہیں۔ سو اس طرح کی ان تمام تصریحات سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کے بارے میں کچھ علم و آگہی نہیں ہوتی۔ اور جب انبیاء کرام جیسی قدسی صفت ہستیوں کو بھی اس بارے کچھ علم و آگہی نہیں، جن کا درجہ و مرتبہ تمام مخلوق میں سے سب سے بڑا ہوتا ہے تو پھر اور کسی کو اس بارے کوئی علم کس طرح ہو سکتا ہے؟ سو اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کس قدر گمراہ اور بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ قبروں میں پڑے ہوئے ولی اور بزرگ ہمارے حالات جانتے۔ اور ہمارے کام

بناتے بگاڑتے ہیں، اور وہ نفع و نقصان کے مالک و مختار ہیں۔ اور بعض بدعتی اور مشرک ملاں تو یہاں تک کہتے ہیں اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ بزرگ کو پتہ ہوتا ہے کہ میری قبر پر چڑیا بیٹھی ہے یا چڑا والعیاذ باللہ العظیم من ہذہ الخرافات والا باطیل۔

۱۱۷۔ا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توحید و عبادت رب کی یہ دعوت عالم شیر خوارگی میں بھی دی، جیسا کہ سورہ مریم میں ہے اور عمر جوانی و کہولت میں بھی۔

۱۱۷۔۲ توفیتنی کا مطلب ہے جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا جیسا کہ اس کی تفصیل سورہ آل عمران کی آیت ۵۵ میں گزر چکی ہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پیغمبروں کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ کی طرف سے انہیں عطا کیا جاتا ہے یا جن کا مشاہدہ وہ اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان کو کسی بات کا علم نہیں ہوتا۔ جب کہ عالم الغیب وہ ہوتا ہے جسے بغیر کسی کے بتلائے ہر چیز کا علم ہوتا ہے اور اس کا علم ازل سے ابد تک پر محیط ہوتا ہے۔ یہ صفت علم اللہ کے سوا کسی اور کے اندر نہیں اس لئے عالم الغیب صرف ایک اللہ ہی کی ذات ہے اس کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں حدیث میں آتا ہے کہ میدان محشر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ کے کچھ امتی آنے لگیں گے تو فرشتے ان کو پکڑ کر دوسری طرف لے جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے ان کو آنے دو یہ تو میرے امتی ہیں فرشتے آکر بتلائیں گے انک لاتدری مااحدثوا بعدک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہیں جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے دین میں کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی اس وقت یہی کہوں گا جو العبد الصالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا (وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(ف292) ' توفیتنی' کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ اول تو لفظ تَوَفّی موت کے لیے خاص نہیں، کسی شے کے پورے طور پر لینے کو کہتے ہیں خواہ وہ بغیر موت کے ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا (اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ 42) 39-الزمر:42) دوم جب یہ سوال و جواب روز قیامت کا ہے تو اگر لفظ (تَوَفّی) موت کے معنی میں بھی فرض کر لیا جائے جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی موت قبلِ نزول اس سے ثابت نہ ہو سکے گی۔

(ف293) اور میرا ان کا کسی کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں۔

[۱۶۸] انبیاء کو بھی غیب کا علم نہیں:۔ تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں خود بھی تیری بندگی اور عبادت کروں اور لوگوں سے بھی تیری ہی بندگی اور عبادت کراؤں اور اسے میں بجالاتا رہا اور جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا اس وقت تک تو میں نے تیرے حکم کا پوری طرح دھیان رکھا البتہ میرے بعد کے حالات کا مجھے کچھ علم نہیں۔ بعد کے حالات تو تو ہی جانتا ہے کہ ان لوگوں نے کب اور کس طرح یہ غلط روش اختیار کی تھی اور کیوں کی تھی؟

قیامت کے دن انبیاء کی اپنی امت کے اعمال سے بے خبری:۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک خطبہ کے دوران فرمایا ''لوگو! تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ حشر (جمع) کیے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ) تا آخر پھر فرمایا '' سن لو! قیامت کے دن ساری خلقت میں سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت کے کچھ لوگ حاضر کیے جائیں گے جنہیں فرشتے بائیں طرف (دوزخ کی طرف) لے چلیں گے۔ میں کہوں گا پروردگار! یہ تو میرے صحابی (ساتھی) ہیں۔ جواب ملے گا: آپ نہیں جانتے۔ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں۔ اس وقت میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ نے کہا (یعنی) جب تک میں ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا۔ پھر جب تو نے مجھے (دنیا سے) اٹھالیا تو اس کے بعد تو ہی ان پر نگران تھا۔ جواب ملے گا جب سے تم ان سے جدا ہوئے اسی وقت سے یہ لوگ برابر ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھرتے رہے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر)

اس آیت اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کو غیب کا علم نہیں ہوتا مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ بتا دے۔ نیز یہ کہ انبیاء کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد انہیں اپنی امت کے اعمال کی خبر نہیں ہوتی۔

ف اسو حضرت عیسیٰ اس روز اپنے رب کے حضور اپنی صفائی میں مزید عرض کریں گے کہ میں جب تک ان لوگوں کے اندر موجود رہا، ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا رہا۔ لیکن جب تو نے اے میرے مالک ! مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد مجھے ان لوگوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، کہ انہوں نے کیا کیا۔ اور کیا نہیں کیا، اس کے بعد اے میرے مالک ! تو ہی ان کا نگران و نگہبان تھا، سو یہ وہی بات ہے جو اوپر تمام انبیاء کرام کے بارے میں بیان ہو چکی ہے کہ جب ان سے اللہ پاک پوچھے گا مَاذَا اُجِبتُم تم لوگوں کو اپنی اپنی امتوں کی طرف سے دعوت حق پر کیا جواب ملا؟ تو وہ سب اس کے جواب میں عرض کریں گے لَا عِلمَ لَنَا کہ ہمیں اس بارے کچھ علم نہیں۔ سو اس طرح کی ان تمام تصریحات سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کے بارے میں کچھ علم و آگہی نہیں ہوتی۔ اور جب انبیاء کرام جیسی قدسی صفت ہستیوں کو بھی اس بارے کچھ علم و آگہی نہیں، جن کا درجہ و مرتبہ تمام مخلوق میں سے سب سے بڑا ہوتا ہے تو پھر اور کسی کو اس بارے کوئی علم کس طرح ہو سکتا ہے؟ سو اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کس قدر گمراہ اور بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ قبروں میں پڑے ہوئے ولی اور بزرگ ہمارے حالات جانتے۔ اور ہمارے کام بناتے بگاڑتے ہیں، اور وہ نفع و نقصان کے مالک و مختار ہیں۔ اور بعض بدعتی اور مشرک ملاں تو یہاں تک کہتے ہیں اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ بزرگ کو پتہ ہوتا ہے کہ میری قبر پر چڑیا بیٹھی ہے یا چڑا والعیاذ باللہ العظیم من ہذہ الخرافات والا باطیل۔

I only said to them that which You commanded me, to [say], and that is: "Worship God, my Lord and your Lord." And I was a witness, a watcher, over them, preventing them from [saying] what they used to say, whilst I was amongst them; but when You took me [to You], [when] You raised me up to the heaven, You were Yourself the Watcher over them, the Observer of their deeds, and You Yourself are Witness over all things, Aware and knowing them, including what I said to them and what they said after me, and whatever else.

تو پھر دنیا میں دوبارہ آمد کا فائدہ کیا ہوا؟

پھر "پوری دنیا فسق و فجور، کفر و شرک سے بھر جائے گی"۔

اور جب آپ نے مجھے " موت " دے دی۔ موت تو ثابت نہیں تو پھر دنیا میں بار بار آمد ہو گی!

Death Of Jesus Is Not Proved In Quran, So It Is A "Do Loop" In Computer Language, Endless Arrivals Will Occur.

اللہ تبارک و تعالیٰ کی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ گفتگو قیامت کے دن کی ہے، اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کو اور ان کی والدہ کو معبود بنالیا،

۱) یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد سے اب تک پائے جا رہے ہیں،

۲) اور جب عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور پوری زمین کو عدل و انصاف سے بھرنے اور اس پر شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتسلیم نافذ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو """" موت """" دے گا،

اس کے بعد جب تک اللہ چاہے گا دنیا اور اہل دنیا رہیں گے، پوری دنیا فسق و فجور، کفر و شرک سے بھر جائے گی اور جب کوئی ایک بھی ایمان والا، خالصتاً اللہ کی عبادت کرنے والا باقی نہ رہے گا تو بچے ہوئے لوگوں پر قیامت قائم ہو گی،

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پہلے دور میں کسی کو ایسی کوئی تعلیم نہیں دی کہ لوگ انہیں یا ان کی والدہ کو معبود بنا لیں، اور نہ ہی اپنے دوسرے دور میں دیں گے،

تو پھر مسلمانوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔

جو کہ غلط نتیجہ ہے لہٰذا دنیا میں ایک ہی بار آمد ہوئی۔

اور جب اللہ تعالیٰ ان سے قیامت میں اس بارے میں وہ سوال کریں گے جو مذکورہ بالا آیات میں مذکور ہے تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کی پوری زندگی کے بارے میں یعنی ان دونوں زمانوں کے بارے میں ہو گا ، اور عیسیٰ علیہ السلام کا جواب بھی بہت واضح ہے کہ جب تک میں ان لوگوں میں تھا ان پر گواہ تھا اور جب آپ نے مجھے """" موت """" دے دی تو اُس کے بعد ان لوگوں کے حالات آپ ہی جانتے ہیں۔

مجھے """" موت """" دے دی۔ یا تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا۔

What do you mean?

عیسیٰ علیہ السلام یہ نہیں کہتے ہیں کہ پہلی وفات کے بعد دوسری مرتبہ موت واقع ہوئی۔

Second Accountability?

یہ مکالمہ کب ہو رہا ہے؟ ہو چکا ہے یا پھر قیامت کے بعد ہو گا؟ کیا یوم قیامت واقع ہو جانے کے بعد جب سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو کیا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی وفات ہو چکی ہو گی؟

یا پھر وہ قیامت واقع ہونے کے بعد بھی زندہ رہیں گے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی بھی موت نہیں آئے گی؟

غلط ترجمے میں ایک آیت زندگی کی خبر دے رہی ہوگی اور دوسری وفات کی خبر دے رہی ہوگی جو کہ قرآن میں تضاد ہوگا۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ(5:117)

میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے(5:117)

"Never said I to them aught except what Thou didst command me to say, to wit, 'worship Allah, my Lord and your Lord'; and I was a witness over them whilst I dwelt amongst them; when Thou didst take me up Thou wast the Watcher over them, and Thou art a witness to all things.(5:117)

"جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا" سے زندگی ثابت کی جاتی ہے۔

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا(4:159)

اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے(4:159)

And there is none of the People of the Book but must believe in him before his death; and on the Day of Judgment he will be a witness against them;-(4:159)

After death it will not be valid.

غلط ترجمے میں ایک آیت زندگی کی خبر دے رہی ہوگی اور دوسری وفات کی خبر دے رہی ہوگی جو کہ قرآن میں تضاد ہوگا۔

ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے زمانہ میں رسول اللہ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ اچھی اور بری راہ پر چلنے لگے تو ہم نے احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔

1 - مقدمہ مسلم: (95)

ضعیف لوگوں سے روایت کرنے کی نہی اور روایت کے تحمل میں احتیاط کے بیان میں

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْرِي أَعَرَفْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتَ هَذَا أَمْ أَنْكَرْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هَذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يُكْذَبُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 21 مکررات 75 متفق علیہ 75 بدون مکرر

محمد بن عباد، سعید بن عمر، اشعثی، ابن عیینہ، سعید، سفیان، ہشام، حجیر، حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ بشیر بن کعب عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور ان سے احادیث بیان کیں ابن عباس نے بشیر کو کہا کہ فلاں فلاں حدیث دہراؤ بشیر نے ان احادیث کو دہرایا پھر کچھ اور احادیث بیان کیں ابن عباس نے اس کو کہا کہ فلاں فلاں حدیث کو دوبارہ دہراؤ بشیر نے وہ احادیث پھر دہرادین اور عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے میری بیان کردہ سب احادیث کی تصدیق کی ہے یا تکذیب کی ہے جن کو آپ نے دہرایا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کیا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ اچھی اور بری راہ پر چلنے لگے تو ہم نے احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔

قیامت کی علامتیں کب سے ظاہر ہوں گی؟ " نشانیاں دوسو برس کے بعد ظہور میں آئیں گی۔"

163 - قیامت کی علامتوں کا بیان: (28)

قیامت کی علامتیں کب سے ظاہر ہوں گی؟

عن أبي قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الآيات بعد المائتين. رواه ابن ماجه.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 25

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" نشانیاں دوسو برس کے بعد ظہور میں آئیں گی۔" (ابن ماجہ)

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ جن چیزوں اور جن باتوں کو قیامت کی علامتیں اور نشانیاں قرار دیا گیا ہے ان کا ظاہر ہونا اور پیش آنا پورے دوسو برس کے بعد سے شروع ہو جائے گا! رہی یہ بات کہ یہ دوسو برس کس وقت سے مراد تھے؟ ہجرت نبوی کے وقت سے، یا اسلام کی روشنی کے ظہور کے وقت سے اور یا وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے دوسو برس کی مدت مراد تھی اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ لفظ المائتین پر حرف لام عہد کے لئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی علامتیں دوسو برس کی اس مدت کے بعد ظاہر ہونا شروع ہونگی جس کی ابتداہزار سال کے بعد سے ہوگی، مزید وضاحت کے لئے یوں کہا جا سکتا ہے کہ " دوسو برس" سے گویا بارہ سو برس مراد ہیں، اور یہ وہ زمانہ ہوگا جب قیامت کی چھوٹی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہوں گی اور بڑی نشانیاں جیسے حضرت مہدی کے ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول، دجال کے نکلنے اور دوسری پے در پے علامتوں کے ظاہر ہونے یعنی سورج کے مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونے، دابۃ الارض کے نکلنے اور یاجوج ماجوج کے ظاہر ہونے وغیرہ وغیرہ کا وقت قریب تر آجائے گا اور اہل علم محسوس کرنے لگیں گے کہ دنیا اپنی عمر کی آخری حدوں کو پہنچ گئی ہے۔

قرآن میں فِي السَّمَاءِ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں فِي السَّمَاءِ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نہیں ہے۔

1. [17:93]	Aw yakoona laka baytun min zukhrufin aw tarqafee alssama-i walan nu/mina liruqiyyika hattatunazzila AAalayna kitaban naqraohu qul subhanarabbee hal kuntu illa basharan rasoolan	او يكون لك بيت من زخرف او ترقي في السماء ولن نؤمن لرقيك حتي تنزل علينا كتابا نقرؤه قل سبحان ربي هل كنت الا بشرا رسولا

Tahir ul Qadri

یا آپ کا کوئی سونے کا گھر ہو (جس میں آپ خوب عیش سے رہیں) یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں، پھر بھی ہم آپ کے (آسمان میں) چڑھ جانے پر ہر گز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ آپ (وہاں سے) ہمارے اوپر کوئی کتاب اتار لائیں جسے ہم (خود) پڑھ سکیں، فرما دیجئے: میرا رب (ان خرافات میں الجھنے سے) پاک ہے میں تو ایک انسان (اور) اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں

Yousuf Ali

"Or thou have a house adorned with gold, or thou mount a ladder right into the skies. No, we shall not even believe in thy mounting until thou send down to us a book that we could read." Say: "Glory to my Lord! Am I aught but a man,- a messenger?"

Ahmed Ali

یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے جسے ہم بھی پڑھ سکیں کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو فقط ایک بھیجا ہوا انسان ہوں

Ahmed Raza Khan

یا تمہارے لیے طلائی گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہر گز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں، تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا

Shabbir Ahmed

یا (جب تک نہ) ہو تمہارے لیے گھر سونے کا یا (نہ) چڑھ جاؤ تم آسمان پر۔ اور ہر گز نہیں یقین کریں گے ہم تمہارے چڑھنے کا بھی جب تک کہ (نہ) اُتارو تم ہم پر ایک تحریر جسے ہم پڑھیں خود۔ کہہ دیجیے پاک ہے میرا رب نہیں ہوں میں مگر ایک آدمی (اللہ کا) پیغام پہنچانے والا۔

Fateh Muhammad Jalandhary

یا تو تمہارا سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ۔ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں

Mehmood Al Hassan

یا ہو جائے تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا

Literal

Or (a) house/home from ornament/gold be for you, or you ascend/climb in the sky , and We will never/not believe to your ascent/climb until you descend on us a book we read it. Say: "My Lord's praise/glory, have I been except a human, a messenger?"

Yusuf Ali

"Or thou have a house adorned with gold, or thou mount a ladder right into the skies. No, we shall not even believe in thy mounting until thou send

	down to us a book that we could read." Say: "Glory to my Lord! Am I aught but a man,- a messenger?"
Pickthal	Or thou have a house of gold; or thou ascend up into heaven, and even then we will put no faith in thine ascension till thou bring down for us a book that we can read. Say (O Muhammad): My Lord be Glorified! Am I aught save a mortal messenger?
Arberry	or till thou possessest a house of gold ornament, or till thou goest up into heaven; and we will not believe thy going up till thou bringest down on us a book that we may read. Say: 'Glory be to my Lord. Am I aught but a mortal, a Messenger?'
Shakir	Or you should have a house of gold, or you should ascend into heaven, and we will not believe in your ascending until you bring down to us a book which we may read. Say: Glory be to my Lord; am I aught but a mortal messenger?
Sarwar	or (show us) that you have a well adorned house of your own, or climb into the sky. We shall never believe that you have climbed into the sky until you bring us a book that we can read." Say, "All glory belongs to my Lord. Am I more than a mortal Messenger?"
H/K/Saheeh	Or you have a house of gold or you ascend into the sky. And [even then], we will not believe in your ascension until you bring down to us a book we may read." Say, "Exalted is my Lord! Was I ever but a human messenger?"
Malik	or a house made with gold comes into being for you; or you ascend to the sky - we shall not even believe in your ascendance until you bring down to us a book that we can read." O Muhammad, tell them: "Glory be to my Lord! Have I ever claimed to be anything more than a human Messenger?"[93]
Maulana Ali**	Or thou have a house of gold, or thou ascend into heaven. And we will not believe in thy ascending till thou bring down to us a book we can read. Say: Glory to my Lord! am I aught but a mortal messenger?
Free Minds	"Or that you have a luxurious mansion, or that you can ascend into the heavens. And we will not believe in your ascension unless you bring for us a record that we can study." Say: "Glory be to my Lord. Am I anything other than a human messenger!"
Qaribullah	or, until you possess an ornate house of gold, or ascend into the heavens; and we will not believe in your ascension until you have brought down for us a book which we can read. ' Say: 'Exaltations to my Lord! Am I anything except a human Messenger? '
George Sale	or thou have a house of gold; or thou ascend by a ladder to heaven: Neither will we believe thy ascending thither alone, until thou cause a book to descend unto us, bearing witness of thee, which we may read. Answer, my Lord be praised! Am I other than a man, sent as an Apostle?

JM Rodwell	Or thou have a house of gold; or thou mount up into Heaven; nor will we believe in thy mounting up, till thou send down to us a book which we may read." SAY: Praise be to my Lord! Am I more than a man, an apostle?
Asad	or thou have a house [made] of gold, or thou ascend to heaven - but nay, we would not [even] believe in thy ascension unless thou bring down to us [from heaven] a writing which we [ourselves] could read!" Say thou, [O Prophet:] "Limitless in His glory is my Sustainer!"
Khalifa**	"Or unless you own a luxurious mansion, or unless you climb into the sky. Even if you do climb, we will not believe unless you bring a book that we can read." Say, "Glory be to my Lord. Am I any more than a human messenger?"
Hilali/Khan**	"Or you have a house of adornable materials (like silver and pure gold, etc.), or you ascend up into the sky, and even then we will put no faith in your ascension until you bring down for us a Book that we would read." Say (O Muhammad SAW): "Glorified (and Exalted) be my Lord (Allah) above all that evil they (polytheists) associate with Him! Am I anything but a man, sent as a Messenger?"
QXP Shabbir Ahemd**	"Or you should have a house of gold. Or you ascend to the sky. But, nay, we will not believe your ascension unless you bring a written book that we can read." Tell them, "Glory be to my Lord! Am I more than a mortal man, a Messenger?"

مرزا غلام قادیانی کذاب کا نبوت کا دعوی

احمدیہ: وکیپیڈیا سے

احمدیہ جسے عرف عام میں قادیانیت بھی کہا جاتا ہے ایک مسیحیہ تحریک ہے جو کہ 1889ء میں مرزا غلام احمد (1835ء تا 1908ء) نے قادیان (گورداسپور) میں قائم کی۔ 1889ء میں قادیان کے اس جاگیر دار نے اعلان کیا کہ مرزا کو الہام کے زریعے اپنے پیروکاروں سے بعیت لینے کی اجازت دی گئی ہے؛ اسکے بعد مرزا نے (1891ء) میں اپنے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا اور یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلامِ راسخ (orthodox) علماء کی جانب سے مرزا کی عمومی مخالفت سامنے آنا شروع ہوئی۔ شیعہ اور سنی دونوں تفرقے ہی حضرت امام مہدی کے بارے میں نظریات رکھتے ہیں لہٰذا یہ مسیحائی (عہد کا راہنما یا مہدی) ہونے کا دعویٰ مسلمان علماء کے لیئے کوئی بہت بڑا مسئلہ نہیں تھا بلکہ مسئلہ (بطور خاص سنی علماء کے لیئے) اس وقت شدت اختیار کر گیا کہ جب مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا (گو احمدی اس نبوت کو ختم نبوت کی مخصوص تاویل کی مدد سے محمد ﷺ کی ختم نبوت کی اصطلاح سے انکار نہیں کہتے)[1]۔ مرزا کے عقائد میں اسلام کے ساتھ صوفی ، ہندوستانی اور مغربی عناصر کی آمیزش بھی نمایاں ہے اور مرزا نے اپنے تبلیغی انداز میں عیسائی ، ہندو اور سکھ تبلیغیوں کے طریقۂ کار کو بھی استعمال کیا[2]۔ مرزا کی وفات کے بعد مولانا نورالدین کو خلیفہ منتخب کیا گیا، 1914ء میں نورالدین کا انتقال ہوا تو پیروکاروں کا اجتماع دو گروہوں میں بٹ گیا جن میں ایک کو احمدیہ مسلم جماعت اور دوسرے کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تحریک یا لاہوری احمدیہ بھی کہا جاتا ہے۔

تجزیاتی نظریات

انیسویں صدی کے وسط میں جب مسلم دنیا میں یورپی تسلط کے خلاف جذبات بڑھ رہے تھے اور ان ہی جذبات اور رجحانات سے استفادہ اٹھاتے ہوئے اور کسی مسیحا) راہنما) کی شدید طلب کو محسوس کرتے ہوئے مسلم دنیا میں تین اطراف مہدی نمودار ہوئے۔ ایران میں علی محمد شیرازی (1819ء تا 1850ء) نمودار ہوا تو سوڈان میں محمد احمد المہدی (1844ء تا 1885ء) اور ادھر ہندوستان میں مرزا غلام احمد (1853ء تا 1908ء) کا ظہور ہوا[3]؛ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ہندوستانی مسلمان 1857ء کی جنگ آزادی کی پسپائی پر ذہنی طور پر انتشار کا شکار تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور نظریہ جو احمدیہ تحریک کے رجحان (بطور خاص اس میں مسیحیہ تصور) کا بین المذاہب تجزیہ کرنے والے محققین بیان کرتے ہیں وہ ہندوستان میں پائی جانے والی کثیر المذاہب صورتحال بھی ہے[2]۔ حضرت امام مہدی کے ان دعویداروں اور غیبت صغریٰ سے تسلسل یافتہ دائمی امامت و نبوت کے نظریات کو محققین و تاریخدان نفسیاتی طور پر قبل از اسلام کے مغناطیسیت (magianism) نظریات سے تقابل کر کے بھی دیکھتے ہیں[4]۔

سنیوں میں احمدی ظہور

بانی احمدیہ (قادیانیت)، مرزا غلام احمد۔

1891ء میں مرزا نے وہ مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جس کے) احادیثی ناکہ قرآنی بنیادوں پر (مسلمان منتظر تھے (ہیں) اور جماعت احمدیہ کا پہلا جلسۂ سالانہ وقوع پذیر ہوا[9]، یہیں سے راسخ العقیدہ مسلم علماء کے ساتھ کشمکش شدید ہوئی۔ بہائی مت کی ابتداء کو شیعوں میں امامت کے جاری رہنے اور غیبت صغریٰ و غیبت کبریٰ سے منسلک ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یہاں سنیوں میں مرزا غلام احمد کے ظہور کو احادیث کی بنیاد پر قائم سنی تفرقے کے نظریۂ مہدی سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا کو عربی اور بسا اوقات انگریزی[10] میں بھی الہام نازل ہونے لگے؛ ان الہاموں کے بارے میں

غیر مسلم مورخین یہ خیال پیش کرتے ہیں کہ نفسیاتی تجزیے سے محسوس ہوتا ہے مرزا کو خود ان تخیلات کے الہامی ہونے کے بارے میں کامل یقین تھا اور ان کی حیثیت مذاہب عالم کے اعتبار سے سطحی اور اِستیعاب المعرفت میں ناقص تھی جبکہ انگریزی کو بھی منقوص قرار دیتے ہیں[11]۔

اسلام سے قربت، اسلام سے دوری

گو لاہوری گروہ مرزا کے لیئے اس قسم کے شدید تصورات اور الفاظ استعمال نہیں کرتا جیسا کہ قادیان والوں کا گروہ کرتا ہے اور لاہوری گروہ کے مطابق مرزا کی حیثیت نبی یا رسول کی نہیں بلکہ ایک مہدی یا مسیح موعود یا مجتہد کی ہے لیکن اس کے باوجود علماء کے مطابق اسلام راسخ کی روسے ان کے نظریات باطل ہیں[15]۔

عقائد کا تقابلی جائزہ

احمدیہ عقائد کے بارے میں اسلام سے منسلک افراد کی معلومات عموماً غیر کامل اور سطحی پائی جاتی ہیں جبکہ غیر مسلم افراد میں احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں (اور احمدیہ تبلیغ کے لیئے اسلامی اصطلاحات اختیار کرنے) کے باعث احمدیہ اور اسلام میں فرق کی تمیز باقی نہیں رہتی؛ اس وقت تک کہ جب تک وہ متعلقہ شخص خود عالمانہ اور فاضلانہ مستند کتب اور مواد کا مطالعہ نا کرے؛ یہ بات اس لیئے بھی قابل ذکر ہے کہ اس کا موازنہ مہدی (قائم) کے تصور کی بنیادوں پر ہی قائم ہونے والے ایک اور مت، بہائی مت ، سے کیا جائے تو صورتحال (موجودہ عہد میں (اس قدر ابہام کا شکار نہیں ہوتی کیونکہ بہائی مت والوں نے خود کو واضح طور پر اسلام راسخ سے الگ مذہب قرار دے دیا ہے۔ کسی بھی عقیدے (یا مذہب) میں جب ذیلی عقائد رکھنے والے افکار نمودار ہو جائیں تو اس مذہب کا اجماعی) اکثریتی) حصہ ذیلی افکار رکھنے والوں کی مخالفت یا تصحیح کی کوشش کرتا ہے اور اس ذیلی عقیدے (عموماً قلیتی) کے عقائد کو قابل توجہ نہیں سمجھتا جبکہ وہ ذیلی عقیدہ رکھنے والے افراد اقلیتی نفسیات کے باعث ناصرف اپنے ذیلی) الگ) عقیدے میں مستحکم بلکہ (مقابل آنے کی خاطر) اکثریتی عقیدے کے عقائد سے بھی کامل آگاہی حاصل کرتے ہیں؛ اور ایسا ہی معاملہ اسلام اور احمدیہ والوں کے مابین عام آدمی کی سطح پر دیکھنے میں آتا ہے۔ قبل اس کے کہ احمدیہ عقائد پر بات کی جائے اور انکا تقابل اسلام سے کیا جائے اسلامی عقائد کا مطالعہ (جو مضمون اسلام کے قطعات، اجزائے ایمان اور ارکانِ اسلام میں بھی درج ہیں) لازم آتا ہے۔

احمدیہ عقائد کا اسلامی عقائد سے تقابل) مضمون) = وضاحت کے لیئے متن سے رجوع		
احمدیہ (لاہوری) عقیدہ[17]	احمدیہ (قادیانی) عقیدہ[16]	اسلامی عقیدہ
محمد خاتم النبیین ہیں (مضمون (زیر تحقیق	محمد شریعت کے خاتم النبیین [18]	محمد ہر اعتبار سے خاتم النبیین
	محمد کے بعد امتی نبوت کا امکان ختم نہیں ہوا [18]	محمد کے بعد امکان نبوت باقی نہیں
مطابق اسلام (مضمون (	مطابق اسلام (مضمون (	
مرزا؛ مجدد، مہدی اور مسیح	مرزا؛ مہدی، مسیح اور نبی	قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے
مسیح کی دنیاوی موت	مسیح کی دنیاوی موت	مرزا غلام احمد کاذب و دجال
مرزا پر یقین لازمی ہے	مرزا پر یقین ایمان کا جز	مسیح کو زندہ اٹھا لیا گیا
مرزا پر وحی ولایت کا نزول	مرزا پر وحی نبوت کا نزول	مرزا غلام احمد کاذب و دجال۔
		تمام دینی وحی محمد پر بند

مذکورہ بالا جدول میں چند چیدہ نظریات کا تقابل محض اس لیے دیا گیا ہے کہ ایک نظر طائر میں اھم نکات پر گرفت ہو سکے لیکن اس جدول میں دیئے گئے بیانات کسی طرح بھی اپنے طور کافی نہیں ہیں اور ہر بیان کے متعدد پہلوؤں کی علمی وضاحت کے لیئے مضمون کے متن کی جانب رجوع کرنا اور حوالہ جات کا مطالعہ کرنا جدول کی گنجائش کی کمی اور اختصار کو پورا کرتا ہے۔ ان تمام نظریات کو ان پر درج حوالہ جات کے مواقع (sites) پر مطالعہ کیا جاسکتا ہے؛ ایک انتہائی متنازع معاملہ ختم نبوت کا ہے اور اس بارے میں جو عقاید درج ہیں وہ مذکورہ بالا نظریات رکھنے والوں کے مواقع سے ہی اخذ ہیں، ختم نبوت کے بارے میں خود مرزا غلام احمد کے الفاظ یوں آتے ہیں۔۔۔۔

میں اس کے رسول ﷺ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ تمام نبوّتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوّت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں ہوتی [18]

ختمِ نبوت کا اسلامی تصور

مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والے تمام خاص و عام افراد (جنہیں ملتِ اسلامیہ بھی کہا جاتا ہے) کا یہ اجتماعی عقیدہ ہے اسلام پر اللہ نے اپنا دین کامل کر دیا اور محمد ﷺ اس دین کو انسانوں تک پہنچانے والے اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں؛ یعنی نا تو اب کوئی نیا دین آئے گا اور نا ہی کوئی نبی یا رسول اور چونکہ دین کامل ہے اس لیئے نا ہی کوئی اس کی تجدید کرنے والا مجتہد ایسا آئے گا کہ جو اسلام میں کوئی حجت قائم کر سکے۔ اس نظریے سے ہی یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مسلم عقیدے کے مطابق رسالت کی تکمیل یا خاتم النبیین کی واحد تعریف یہ ہے کہ محمد ﷺ ہر اعتبار سے آخری نبی ہیں اور ان ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی آئے گا اور نا ہی کوئی ایسا شخص آسکتا ہے کہ جس پر کسی بھی قسم کی کوئی وحی جو دین سے متعلق ہو نازل ہو۔

ختمِ نبوت کا احمدیہ تصور

اس جماعت احمدیہ کے مطابق انبیاء دو اقسام کے ہوا کرتے ہیں، اول وہ کہ جو کوئی قانون بناتے ہیں (جیسے محمد ﷺ) اور دوم وہ جو کہ اس قانون کی تشریح بیان کریں اور وقت کے ساتھ اس میں شامل ہونے والی اضافتوں کا صفایا کر کے اس کو پاک کریں (جیسے مرزا غلام احمد)[19]۔ جبکہ بعض حوالہ جات میں احمدیہ جماعت کے نظریے کے مطابق یہ اقسام تین بتائی جاتی ہیں؛ اول وہ انبیاء جو کہ کوئی قانون لے کر آتے ہیں دوم وہ انبیاء جو کہ قانون نہیں لاتے اور سوم وہ انبیاء جن کو قانون لانے والے انبیاء سے نسبت اور ان کی حرمت کے لحاظ سے انبیاء کا درجہ دیا جاتا ہے[20]۔ اس قسم کے اصطلاحاتی ابہام کی اور مثالیں بھی ملتی ہیں؛ مثال کے طور پر نبی اور رسول) پیغمبر) کے تعریفوں میں اختلاف اور اس ابہام میں خود مرزا غلام احمد کا حصہ بھی مندرجہ ذیل اقتباس سے واضح ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

میں نبی نہیں ہوں اور نا ہی کسی (الہامی) کتاب کو رکھتا ہوں[21]

مرزا غلام احمد ہی کی تحریر سے ایک اور اقتباس درج ذیل انداز میں کتاب بنام نزول المسیح میں آتا ہے۔۔۔۔۔۔

اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیتِ کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن خدا تعالٰی نے ہر ایک بات میں وجودِ محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نا چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا [22]۔

احادیث کا دجال

صحیح بخاری کے الفاظ میں دجال کا لفظ دجل(کذب / دھوکہ) سے بنا ہے جس کے معنی جھگڑا فساد برپا کرنے والے کے،لوگوں کو فریب دھوکے میں ڈالنے والے کے ہوتے ہیں؛بڑا دجال آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور چھوٹے چھوٹے دجال بکثرت ہر وقت پیدا ہوتے رہیں گے جو غلط مسائل کے لیۓ قرآن کو استعمال کرکے لوگوں کو بے دین کریں گے[23]۔ احادیث میں محمد ﷺ نے اپنے بعد آنے والے نبوت کے دعویداروں کے لیئے دجال کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی انتہائی دھوکہ باز اور دجل میں ڈالنے والا۔ اور کاذب انبیاء کے لیئے احادیث میں یہ لفظ اختیار کرنے سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ وہ کاذب انبیاء دجل(دھوکے) سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے نبوت کا دعویٰ کریں گے[24]۔

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں جنگ نہ کریں گی۔ان دونوں جماعتوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی۔حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے۔تقریباً تیس دجال۔ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا۔۔۔۔جاری :حدیث 7121 کتاب الفتن[23]۔

مہدی کون؟

امام مہدی ؑ کا نظریہ اسلام کی دستاویزات میں رچا بسا ہے اور اس شخصیت کے انتظار میں مسلمان آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔لیکن اس کی تشریح میں تضاد پایا جاتا ہے؛ اہل سنت کے علماء امام مہدی کے بارے میں احادیث کے بیان سے نہیں تھکتے [25] اور اثنا عشریہ اہل تشیع کے علماء کے نزدیک یہ غیبت صغریٰ کے بعد غیبت کبریٰ میں چلے جانے والے بارھویں امام ہیں [26] جبکہ سبیعہ اسماعیلی اہل تشیع کے نزدیک یہ امام جعفر الصادق ؑ) چھٹے امام) کے بڑے فرزند اسماعیل بن جعفر کے فرزند محمد بن اسماعیل یعنی ساتویں امام ہیں [27]۔ اہل تشیع کے معیار کے مطابق تو مرزا غلام احمد کو منطقی اعتبار سے مہدی)بارھواں امام) نہیں کہا جاسکتا،اہل سنت کی احادیث اور اہل تشیع کے نظریۂ غیبت کا سہارا لے کر دنیائے اسلام میں یکے بعد دیگرے مہدیوں کا نزول ہوتا رہا ہے جن میں مہدی سوڈانی ، نیشن آف اسلام سے فارڈ محمد اور سید علی محمد باب کے نام قابلِ ذکر ہیں۔اہل سنت کی احادیث سے امام مہدی ؑ کا جو تصور ملتا ہے اس میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں[25]۔

1. مہدی ؑ کا تعلق محمد ﷺ کے خاندان) حضرت فاطمہ ؓ (کے سلسلے سے ہوگا۔
2. نام محمد ﷺ سے مماثلت رکھتا ہوگا۔
3. قرب قیامت کے وقت ظہور ہوگا۔
4. مدینہ سے مکہ ہجرت کریں گے،جہاں ان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔
5. انہیں عراقی عوام کی بیعت اور مدد حاصل ہوگی۔
6. ناانصافی کے خلاف معرکوں میں حصہ لیں گے۔
7. عیسیٰ ؑ ان کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔
8. عربوں پر سات یا آٹھ برس حکومت کریں گے۔

مہدی اور عیسیٰ ایک یا دو؟

مرزاغلام احمد نے اپنے مسیح موعود ہونے کا بھی دعوی کیا اور احادیث کی بنیادوں پر مہدی اور مسیح دو الگ شخصیات کا نظریہ رکھنے والے مسلم علماء کے اعتراض کا جواب اپنی کتاب بنام' حقیقت المسیح' میں دیا جہاں ابن ماجہ کا حوالہ دے کر ایک حدیث درج کی گئی ہے

لا مھدي الا عيسى　　　　عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں

مرزاغلام احمد نے اس کی تشریح میں درج کیا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہو گا اور وہی مہدی ہو گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئیگا [28]۔ اس کے برعکس اہل سنت کے علماء متعدد احادیث ایسی بیان کرتے ہیں کہ جن میں مہدی اور عیسیٰ کی شخصیات الگ الگ ثابت ہوتی ہیں۔ ابن ماجہ کی سنن ابن ماجہ میں ایک طویل حدیث کا حصہ یوں بیان ہوا ہے۔۔۔

فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ " هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَلِكَ الإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرَى لِيَتَقَدَّمَ عِيسَى يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عِيسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيمَتْ . فَيُصَلِّي بِهِمْ إِمَامُهُمْ

ام شریک بنت ابی العکر نے کہا: یارسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا۔ عرب اس وقت کم ہوں گے اور ان میں بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام وامیر ایک رجل صالح ہو گا۔ جس وقت ان کا امام نماز فجر کے لیے آگے بڑھے گا اچانک عیسیٰ ابن مریم اسی وقت نازل ہوں گے اور وہ امام آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہے گا تاکہ عیسیٰ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ، امام کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے؛ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ تمہارے ہی لیے اقامت کہی گئی ہے۔ سو ان کے امام لوگوں کو نماز پڑھائیں گے [29]

مکمل حدیث کو مذکورہ بالا ربط پر دیکھا جاسکتا ہے اس میں لفظ امام کی نسبت امام مہدی کو ہے اور حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخصیت امامت کر رہی ہے اور دوسری اس کی امامت میں نماز ادا کر رہی ہے۔

اسلام میں مسیح موعود

حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد (مسیح موعود، جو کہ مہدی سے الگ شخصیت کے تصور میں مسیحا ہیں) کے بارے میں ایک انتہائی اھم اور ابتدائی بات یہ ہے کہ اسلامی شریعت کے بنیادی آخذ قرآن میں (تمام تاویلات ومتعدد الانواع تفاسیر کو الگ کرتے ہوئے) کوئی براہ راست یا مفروغ ومثبوت پیغام یا حوالہ نہیں ملتا۔ مستند احادیث کی کتب میں عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کا تذکرہ آتا ہے؛

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا [30]

مذکورہ بالا حدیث سے یہ واضح ہے کہ (نمودار ہونے والے) عیسیٰ اور مہدی علیحدہ علیحدہ شخصیات رکھتے ہونگے یعنی دو الگ الگ افراد ہونگے؛ اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ کے برخلاف مہدی اتریں گے نہیں بلکہ انسانوں میں سے ہی ہونگے۔ اسلام میں احادیث کی رو سے عیسیٰ کی قیامت سے قبل دوبارہ آمد کا نظریہ موجود ہے لیکن یہ عیسیٰ وہی ہوں گے جو کہ سن 30ء (610 ق ھ) میں اس دنیا کی موت کے بغیر زندہ اٹھالیئے گئے تھے

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا - بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ

اور نہیں قتل کیا ہے انہوں نے مسیح کو یقیناً-بلکہ اٹھالیا ہے اس کو اللہ نے اپنی طرف [31]

تجسید کرشنا

کرشنا ہندومت میں ایک دیوتا) خدا) کا نام ہے اور کرشنا کے تناسخ (reincarnation) کو ہندومت میں سب سے کامل ترین ہونے کا درجہ دیا جاتا ہے۔ تناسخ (جو کہ نسخ سے ماخوذ ہے) ایک ایسا لفظ ہے جو کہ متعدد مذاہب عالم میں بکثرت مستعمل ہوتا ہے اور سے مراد نسخ) بصورت فعل) یعنی کسی کی جگہ لینے، تجسیدِ (embodiment) حاصل کرنے یا کسی میں حلول کر جانے کی لی جاتی ہے۔ہندومت کے نظریے کے مطابق تمام زندہ اجسام فی الحقیقت خدا کی تجسید (بہ اعتبار تناسخ) ہیں لیکن کامل نہیں [32]۔

امت مسلمہ کافر

جماعت احمدیہ کے علماء اکرام کے نزدیک وہ تمام مسلمان جو کہ مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں رکھتے وہ کافر ہیں مسلمان نہیں؛ اور امت مسلمہ کہلائی جانے والی امت کے ان کفار المسلمین سے متعلق، مرزا غلام احمد کے الفاظ اس طرح بیان ہوتے ہیں۔

بہر حال جبکہ خدا تعالٰی نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلاء ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا جاوے اس لیے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں (مرزا غلام احمد) [33]۔

خلیفۃ الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے الفاظ استعمال کرتے ہوئے اس نظریے کی تشریح یوں بیان کی ہے

اس (مذکورہ بالا) الزام میں وہی لوگ شامل نہیں ہیں جنہوں نے تکفیر میں جدوجہد کی ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے ------ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر تو نہیں کہتے مگر آپ پر ایمان بھی نہیں لاتے وہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ شامل ہیں جو آپ کو کافر کہتے ہیں ------ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچّا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے [33]

[34]۔

لاہوری جماعت والے احمدی اس بات خود کو الگ کرنے کے لیے اس کو مرزا بشیر الدین محمود اور ان کے ساتھیوں کی خلافت حاصل کرنے کے لیے حکمت عملی قرار دیتے ہیں؛ لاہوری احمدی اس نظریے سے خود کو الگ کرتے ہیں کہ جو کلمۂ شہادت پر ایمان رکھتا ہے وہ کافر ہے ! [34] لیکن خلیفۃ المسیح الثانی کے نظریات سے مبرا ہو جانے کے بعد تشنگی جو باقی رہ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد نے بھی یہی نظریہ درج کیا ہے۔

حوالہ جات: وکیپیڈیا

اسلام میں وضع حدیث کی ابتداء

یہ بات کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ اسلام اپنے دور ابتداء (1ھ نبوت) سے لے کر تکمیل کے آخری مرحلہ (11ھ) تک ہر قسم کے جھوٹ اور افترا سے مبرا اور پاک تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں منافق اور یہود کثیر تعداد میں آباد تھے جو اسلام کے خلاف ہمہ وقت مکرو فریب اور دجل کاری کرتے رہتے تھے مگر ان میں یہ جرات اور حوصلہ نہ تھا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں میں مشہور کر سکیں اس لئے کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ نزول وحی کا زمانہ ہے اگر ہم نے کوئی ایسی حرکت کی تو وحی کے ذریعے ہمارا پول کھل جائے گا جس سے ہمیں رسوائی اور ندامت اٹھانی پڑے گی اور لوگ بھی ہم سے بد ظن ہونگے۔

اگر کسی فرد نے اپنے ذاتی مقصد کے حصول کے لیے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس کی کوشش کارگر نہ ہو سکی بلکہ وہ اس کی ہلاکت اور بربادی کا باعث بنی جیسا کہ عہد رسالت میں ایک واقعہ پیش آیا مدینہ منورہ کے متصل باہر ہی بنولیث قبیلہ آباد تھا ان سے ایک شخص کہنے لگا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم مجھ سے فلاں عورت کا نکاح کر دو۔

اس قبیلہ کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اس آدمی کے بارے میں دریافت کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ:

"اگر تو اسے زندہ پائے تو قتل کر دینا اور اگر مر چکا ہو تو اس کی لاش کو جلا دینا"

جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو جھوٹ بولنے والا سانپ کے ڈسنے سے مر چکا تھا جسے جلا دیا گیا۔
(الموضوعات الکبیر ص9 بتصرف)

واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ایسے کذاب کی نشاندہی نہیں ہوتی تھی جس نے دین میں تحریف کی غرض سے کسی حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ کر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منسوب کیا ہو بلاشبہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک دین میں جھوٹ کی آمیزش سے قطعی پاک تھا۔

اقتباس: ضعیف اور موضوع روایات

تالیف: محمد یحیٰ گوندلوی

علامہ تمنا عمادی پھلواری: وہی ایک حدیث صحیح ہے جو قرآن سے قریب تر ہو اور باقی سب غلط۔ عہدِ رسالت میں حدیث لکھنے کا عمل اور اُس کا نسخ۔

آپ کا نظریہ حدیث حسب ذیل ہے:

"وہی ایک حدیث صحیح ہے جو قرآن سے قریب تر ہو (یہ فیصلہ کون کرے گا کہ یہ حدیث قرآن کے مطابق ہے اور یہ نہیں؟ تمنا صاحب یا پرویز صاحب اور اگر کسی کے فیصلے کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں تو پھر یہ بھی فیصلہ کیجئے کہ ایک شخص کا فہم دوسرے سے اگر مختلف ہو تو فیصلے کی صورت کیا ہوگی؟) اور باقی سب غلط — چاہے ان باقی کے راوی کیسے ہی ثقہ کیوں نہ ہوں اور وہ صحاحِ ستہ کی متفق علیہ حدیثیں ہی کیوں نہ ہوں اور وہ ایک حدیث جو قرآن سے قریب تر ہے اُس کا راوی کیسا ہی مجروح کیوں نہ ہو اور وہ صحاحِ ستہ سے باہر ہی کی حدیث کیوں نہ ہو؛ بلکہ شیعوں کی اُصول کافی وغیرہ ہی کی حدیث کیوں نہ ہو"۔

(اعجاز القرآن:۵۴/۱، مولف: مولانا تمنا عمادی)

بعض صحابہؓ نے عہدِ نبوی ﷺ میں حدیثوں کا لکھنا شروع کر دیا تھا اور وہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتے تھے یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھتے تھے اس کو لکھ لکھ کر جمع کرنے لگے تھے تو یہ آیتیں اُتریں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (10:57)

لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا۔ اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آپہنچی ہے (10:57)

O mankind! there hath come to you a direction from your Lord and a healing for the (diseases) in your hearts,- and for those who believe, a guidance and a Mercy.(10:57)

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (10:58)

کہہ دو کہ (یہ کتاب) خدا کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیئے کہ لوگ اس سے خوش ہوں۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (10:58)

Say: "In the bounty of Allah. And in His Mercy,- in that let them rejoice": that is better than the (wealth only?) they hoard.(10:58)

ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حدیثیں لکھنے سے منع کر دیا۔

(اعجاز القرآن:۷۲/۱، مولف: مولانا تمنا عمادی)

جمہور مسلمانوں کے ہاں لکھنے سے ممانعت پہلے دور میں تھی۔ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت بعد میں ملی۔

کیا بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی تھی!

مگر تمنا صاحب نے کس بے دردی سے یہ ترتیب بدلی اور کس داؤسے انکارِ حدیث کی راہ نکالی؛ تاہم یہ صحیح ہے کہ انہوں نے صحابہ کا حدیثیں لکھنا کسی نہ کسی درجہ میں ضرور مان لیا ہے۔

یہی تمنا صاحب جو یہاں کتابتِ حدیث کا اقرار کرچکے ہیں، دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"یہ سب من گھڑت افسانے ہیں، دراصل کسی صحابیؓ نے حدیثوں کا کوئی مجموعہ مرتب نہیں کیا تھا؛ اگر دوچار حدیثیں بھی کوئی صحابی کسی ورق پر لکھ لیتے تو وہ ورق تبرک کے طور سے ضرور محفوظ رکھا جاتا"۔

)اعجاز القرآن:۳۷/۱، مولف:مولانا تمنا عمادی(

احادیث کو تو ان لوگوں نے اس طرح مشتبہ کردیا، باقی رہا قرآن تو قرآن کریم کی تفسیر میں اگر کوئی بات حضور ﷺ سے یا صحابہؓ سے نقل ہوئی کتابوں میں ملی تو اسے ان لوگوں نے جو دین سے مکمل آزادی حاصل کرنے کی تمنا لیئے ہوئے تھے اور پادری عماد الدین کے حلقے سے تعلق رکھتے تھے اس طرح ناقابل اعتبار بنادیا۔

تمنا عمادی کی جرأت ملاحظہ ہو:

"راویانِ احادیث تفسیر میں جو لوگ زیادہ پیش پیش تھے تقریباً سب کے سب ناقابل اعتبار اور اس جماعت میں وضاعین وکذابین کی ایک بہت بڑی اکثریت کارفرما رہی، مفسرین متقدمین نے ہر آیت کے متعلق متضاد ومتخالف روایتیں جھوٹی سچی ہر طرح کی حدیثیں اور ہر طرح کے اقوال جمع کرکے آیاتِ قرآنی کے معانی کو مشتبہ کردیا"۔

)اعجاز القرآن:۹/۱، مولف:مولانا تمنا عمادی(

"ماہنامہ طلوع اسلام" ستمبر سنہ ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں اُن کا ایک مضمون شائع ہوا جو حدیث کے بارے میں اُن کے نظریات کی پوری وضاحت کرتا ہے، تمنا صاحب لکھتے ہیں:

"اور منافقین عجم نے اپنے مقاصد کے ماتحت جمع احادیث کا کام شروع کرنا چاہا تو انہیں منافقین عجم کے آمادہ کرنے سے اس وقت خود ابنِ شہاب کو خیال ہوا کہ ہم حدیثیں جمع کرنا شروع کردیں؛ تو یہ مدینہ پہنچے اور کوفہ بھی اور مختلف مقامات سے حدیثیں حاصل کیں اور بیسیوں راویوں کے ساتھ رہے"۔

(طلوعِ اسلام:۴۸، ستمبر سنہ ۱۹۵۰ء)

اہل علم سے مخفی نہیں کہ ابنِ شہاب زہری (۱۲۴ھ) نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے حدیث لکھنی شروع کی تھی، صالح بن کیسان (۱۴۲ھ) بھی آپ کے ساتھ تھے؛ مگر تمنا صاحب کا شوقِ تحقیق دیکھئے، کس وضاحت سے اسے عجمی سازش کہہ رہے ہیں، لکھتے ہیں:

"انھیں منافقین عجم کی ایک جماعت نے اپنا رسوخ فی الدین اور ظاہری زہد و تقویٰ دکھا کر ابنِ شہاب زہری کو جمع احادیث پر آمادہ کیا، یہ اپنے تجارتی وزراعتی کاروبار کی وجہ سے اپنے وطن مقام ایلہ میں رہا کرتے تھے؛ مگر ایک بہت بڑی دینی خدمت سمجھ کر اس مہم پر آمادہ ہوگئے..... اور وہی منافقین خود بھی پھر اُن کے پاس آ آکر حدیثیں لکھوانے لگے اور دوسرے وضاعین اور کذابین کو ان کے پاس بھیج کر اُن سے بھی حدیثیں ان کے پاس جمع کرنے لگے"۔

(طلوعِ اسلام:۵۴، ستمبر سنہ ۱۹۵۰ء)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مجموعہ حدیث کو جلانا۔

خلافت راشدہ کے دور میں وضاعین اور کذابین کو حدیث گھڑنے کا موقع نہ مل سکا۔

منع کتابت کی روایات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور منع کتابت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احادیث کو جلانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احادیث کو مٹانا

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق کا مجموعہ کو جلا دینا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پانسو احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ نہایت بے چین ہیں، کروٹیں بدل رہے ہیں۔ مجھے یہ حالت دیکھ کر بے چینی ہوئی۔ دریافت کیا کہ کوئی تکلیف ہے یا کوئی فکر کی بات سننے میں آئی ہے۔ غرض تمام رات اسی بے چینی میں گزری اور صبح کو فرمایا کہ وہ احادیث جو میں نے تیرے پاس رکھی ہیں جا اٹھا لا۔ میں لے کر آئی۔ آپؓ نے ان کو جلا دیا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں جلا دیا۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور یہ میرے پاس ہوں ان میں دوسروں کی سنی ہوئی روایتیں بھی ہیں کہ میں نے معتبر سمجھا ہو اور وہ واقع میں معتبر نہ ہوں اور اس کی روایت میں کوئی گڑبڑ ہو جس کا وبال مجھ پر ہو۔[1]

ف: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تو علمی کمال اور شغف تھا کہ انھوں نے پانسو احادیث کا ایک رسالہ جمع کیا اور اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا حدیث کے بارے میں احتیاط کا یہی حال تھا۔ اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایتیں بہت کم نقل کی جاتی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس واقعہ سے سبق لینے کی ضرورت ہے جو ممبروں پر بیٹھ کر بے دھڑک احادیث نقل کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر وقت کے حاضر باش سفر حضر کے ساتھی ہجرت کے رفیق۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم میں بڑے عالم حضرت ابوبکرؓ تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے وصال کے بعد جب بیعت کا قصہ پیش آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی تو کوئی آیت اور حدیث ایسی نہیں چھوڑی جس میں انصار کی فضیلت آئی ہو اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تقریر میں نہ فرمادی ہو۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن پاک پر کتنا عبور تھا اور احادیث کس قدر یاد

[1] تلقیح تذکرۃ الحفاظ

تھیں مگر پھر بھی بہت کم روایتیں حدیث کی آپ سے منقول ہیں۔ یہی راز ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث کی روایتیں بہت کم نقل کی گئی ہیں۔

بڑے صحابہ جیسے سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، ابو عبیدہ، عباس رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔

احادیث کی تدوین: پہلی، دوسری اور تیسری صدی ہجری میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شب و روز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں گزرا کرتے تھے۔ انہوں نے آپ کی بہت سی باتوں کو نوٹ کیا اور آپ کی حیات طیبہ میں اور اس کے بعد اسے بیان کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام سے یہ علم تابعین کو منتقل ہوا۔

ہمیں جن صحابہ کرام علیہم الرضوان سے یہ حدیثیں سب سے زیادہ تعداد میں مل سکی ہیں ان میں حضرت ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، انس بن مالک، ام المومنین حضرت عائشہ، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، ابو سعید خدری، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو بن عاص، علی المرتضیٰ، اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کی شخصیات بہت نمایاں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ سے احادیث مروی ہیں لیکن ان کی تعداد کافی کم ہے۔ بعض صحابہ نے ذاتی طور پر احادیث کو لکھ کر محفوظ کرنے کا کام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں شروع کر دیا تھا۔

صحابہ کے بعد تابعین کا دور آیا۔ تابعین ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے صحابہ کا زمانہ پایا اور ان سے دین سیکھا۔ اگرچہ تابعین حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے زمانے سے بہت قریب تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل نہ کر سکے تھے چنانچہ وہ بڑے اشتیاق کے ساتھ صحابہ کرام سے آپ کی باتیں سنا کرتے تھے۔ یہی شوق ان کے بعد تبع تابعین، یعنی وہ حضرات جنہوں نے تابعین کا زمانہ پایا اور ان سے دین سیکھا، اور ان کے بعد کی نسلوں میں منتقل ہوا۔ بہت سے تابعین نے بھی اپنے ذخیرہ احادیث کو تحریری صورت میں محفوظ بھی کر لیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حاصل کردہ معلومات کے بیان کا معاملہ انتہائی حساس (Sensitive) ہے۔ ایک متواتر اور مشہور حدیث کے مطابق اگر کوئی آپ سے جھوٹی بات منسوب کر دے تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاملے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے بڑے بڑے صحابہ جیسے سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، ابو عبیدہ، عباس رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔

ایسا ضرور ہوا ہے کہ بعض مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص یہ ارشاد فرمایا کہ ان باتوں کو دوسروں تک پہنچا دیا جائے۔ اس کی ایک مثال حجۃ الوداع کا خطبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ خطبہ ہم تک معنوی اعتبار سے تواتر سے پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ جن صحابہ نے احادیث بیان کرنے کا سلسلہ شروع کیا، وہ ان کے اپنے ذوق، فہم، رجحان طبع اور Initiative کی بنیاد پر تھا۔ احادیث کے معاملے کی اسی حساسیت کی وجہ سے حدیث کو بیان کرنے والے افراد نے یہ اہتمام کیا کہ کوئی حدیث ان تک جس جس شخص سے گزر کر پہنچی، انہوں نے اس کا پورا ریکارڈ رکھا۔

کچھ ہی عرصے میں احادیث بیان کرنے والوں کو معاشرے اور حکومت کی طرف سے غیر معمولی مقام حاصل ہو گیا۔ اس ممتاز طبقے کو محدثین کہا جاتا ہے۔ ان محدثین نے اپنی پوری پوری عمریں حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیم و تبلیغ میں صرف کر دیں۔ یہ حضرات ایک ایک حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں میل کا سفر کرنے سے بھی گریز نہ کرتے۔

وضع احادیث کے اسباب

اس صورتحال کے کچھ منفی اثرات بھی سامنے آئے۔ اسی دور میں اپنی طرف سے باتیں گھڑ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کا فتنہ پیدا ہوا جو دین میں پیدا کئے جانے والے فتنوں میں سب سے زیادہ شدید ہے۔ ان گھڑی ہوئی حدیثوں کو "موضوع حدیث" یعنی وضع کی گئی جعلی حدیث کا نام دیا گیا۔ جعلی حدیثیں گھڑنے جیسا مذموم فعل کرنے کے پیچھے بہت سے عوامل تھے جن میں سے اہم یہ ہیں:

· پچھلے آسمانی مذاہب کی طرح اسلام کے دشمن بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے ہی سے مسلمانوں میں کچھ گمراہ کن افکار داخل کرنے کی کوشش میں تھے۔ **خلافت راشدہ کے دور میں انہیں اس کا موقع نہ مل سکا۔** بعد کے ادوار میں انہیں اس کا ایک موقع میسر آ گیا۔ ان لوگوں کے لئے یہ تو ممکن نہ تھا کہ اپنی طرف سے قرآن مجید یا سنت متواترہ میں کوئی اضافہ کر سکتے کیونکہ ان کو کروڑوں مسلمان اپنے قولی و فعلی تواتر سے آگے منتقل کر رہے تھے، **البتہ حدیث کے میدان میں ان کے لئے کسی حد تک گنجائش موجود تھی۔** چنانچہ اپنے افکار کو پھیلانے کے لئے انہوں نے حدیثیں گھڑنے کا کام شروع کر دیا۔ ابن ابی العوجاء نامی حدیثیں ایجاد کرنے والے ایک شخص کو بصرہ کے گورنر محمد بن سلیمان بن علی کے پاس لایا گیا تو اس نے اعتراف کیا: "میں نے تم لوگوں میں 4000 جعلی احادیث پھیلا دی ہیں، جن میں میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔" اس کے جواب میں اسے کہا گیا کہ محدثین انہیں چھانٹ کر الگ کر لیں گے۔ (ڈاکٹر سعید احسن عابدی، موضوع اور منکر روایات، ص 50)

· اس دور تک امت میں سیاسی گروہ بندی بھی اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ ہر دھڑے کے کم علم اور کم فہم افراد نے اپنی اپنی پسندیدہ شخصیات کے فضائل اور ناپسندیدہ شخصیات کی مذمت میں جعلی حدیثیں گھڑیں اور انہیں بیان کرنا شروع کر دیا۔

· اس وقت تک مسلمانوں میں فرقہ پرستی کی وبا پھیل چکی تھی۔ بہت سے فرقہ پرست متعصب افراد نے اپنے نقطہ نظر اور افکار کی حمایت اور اپنے مخالفین کی مذمت میں احادیث وضع کرنا شروع کیں۔ جرح و تعدیل کے مشہور امام ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" کے مقدمے میں ایسے ہی ایک صاحب، جو احادیث گھڑا کرتے تھے اور بعد میں اس مذموم عمل سے توبہ کر چکے تھے، کا یہ قول نقل کیا ہے، "**اس بات پر نگاہ رکھو کہ تم اپنا دین کن لوگوں سے اخذ کر رہے ہو۔ ہمارا یہ حال رہا ہے کہ جب ہمیں کوئی چیز پسند ہوتی تو اس کے لئے حدیث گھڑ لیا کرتے تھے۔**" (ایضا، ص 50)

· چونکہ محدثین کو معاشرے میں باعزت مقام حاصل تھا اور ان کے لئے دنیاوی جاہ اور مال و دولت کے دروازے کھلے تھے، اس لئے بعض مفاد پرستوں نے بھی یہ فوائد حاصل کرنے کے لئے اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ کر پھیلانا شروع کر دیں۔ یہ مفاد پرست خود تو اس قابل تھے نہیں کہ محدثین جتنی محنت کر سکتے، انہوں نے سستی شہرت کے حصول کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی طرف سے احادیث وضع کرنا شروع کر دیں۔

· بعض ایسے بھی نامعقول لوگ تھے جنہوں نے محض اپنی پراڈکٹس کی سیل میں اضافے کے لئے ان چیزوں کے بارے میں حدیثیں گھڑنا شروع کر دیں۔ مثال کے طور پر ہریسہ (ایک عرب مٹھائی) بیچنے والا ایک شخص یہ کہہ کر ہریسہ بیچا کرتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہریسہ بہت پسند تھا۔

· بعض ایسے افراد بھی تھے جو ذاتی طور پر بہت نیک تھے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ مسلم معاشرے میں دنیا پرستی کی وبا پھیلتی جا رہی ہے تو انہوں نے اپنی ناسمجھی اور بے وقوفی میں دنیا پرستی کی مذمت، قرآن مجید کی سورتوں اور نیک اعمال اور اوراد و وظائف کے فضائل میں حدیثیں گھڑ کر بیان کرنا شروع کر دیں تاکہ لوگ نیکیوں کی طرف مائل ہوں۔ انہی جعلی احادیث کی بڑی تعداد آج بھی بعض کم علم مبلغ اپنی تقاریر میں زور و شور سے بیان کرتے ہیں۔ مصر کے مشہور محدث اور محقق علامہ احمد محمد شاکر (م 1957ء) لکھتے ہیں، "**احادیث گھڑنے والوں میں بدترین لوگ اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے وہ ہیں جنہوں نے خود کو زہد و تصوف سے وابستہ کر رکھا ہے۔ یہ لوگ نیکی کے اجر اور برائیوں کے برے انجام سے متعلق احادیث وضع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے بلکہ اس خود فریبی میں**

مبتلا ہیں کہ اپنے اس عمل کے ذریعے وہ اللہ سے اجر پائیں گے۔"(ایضا، ص30) امام مسلم، صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں، "**ہم نے ان صالحین کو حدیث سے زیادہ کسی اور چیز میں جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔**" (مقدمہ صحیح مسلم)

ان تمام عوامل کے نتیجے میں حدیث کے پاکیزہ اور خالص ذخیرے میں بہت سی جعلی احادیث کی ملاوٹ ہو گئی۔ اس موقع پر ہمارے محدثین (اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے) نے ایک نہایت ہی اعلیٰ نوعیت کا اہتمام فرمایا۔ انہوں نے اپنی دن رات کی محنت سے احادیث بیان کرنے والوں کی عمومی شہرت کا ریکارڈ مرتب کرنا شروع کر دیا۔ ان کی ان کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسماء الرجال اور جرح و تعدیل کا وہ فن وجود میں آیا جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر کے مطابق یہ ایک ایسا فن ہے جس کی مدد سے پانچ لاکھ افراد کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

http://www.mubashirnazir.org/ER/Hadith/L0004-0101-Hadith.htm

کوئی حدیث کی کتاب "صحاح ستہ خلفاے راشدین" نہیں ہے۔

حدیث کتاب اللہ نہیں ہے کیونکہ اختلاف ہے۔

حدیث میں تحریف

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (4:82)

بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے (4:82)

Do they not consider the Qur'an (with care)? Had it been from other Than Allah, they would surely have found therein Much discrepancy.(4:82)

انکار حدیث کا نیا روپ محمد راشد حنفی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلہ میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح الحدیث کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت و الجماعت رکھا اور اسی جماعت کو نجات پانے والی جماعت فرمایا۔ اہلسنت والجماعت کی سب سے اہم ترین پہچان یہ ہے کہ وہ اختلافی احادیث میں ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ شریف کے عین موافق ہوں اور سنت کے موافق ہوں۔ یعنی ان کو عملی تواتر کا شرف نصیب ہو۔ سنت خلفائے راشدین اور خیر القرون کے تعامل کے موافق ہوں۔ چنانچہ جب سے ہمارے ملک میں اسلام آیا یہی طریقہ جاری رہا۔ ہاں ایسے اجتہادی مسائل جو کتاب سنت میں صراحتہ مذکور نہ ہوں ان میں عملی تواتر اس ملک میں صرف اور صرف مذہب حنفی کو نصیب ہوا۔ اس لئے ہم اہلسنت الجماعت کے ساتھ حنفی بھی کہلائے ہیں۔ ہمارے مقدس پیغمبر ﷺ نے جس طرح راہ نجات اور جماعت حقہ کے بارے میں وضاحت فرمائی اسی طرح گمراہوں کا ذکر بھی فرمایا۔

اہل قران:۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے (کتاب اللہ) قرآن عطا فرمایا (جو امت میں تلاوۃ متواتر ہے) اسی طرح سنت بھی عطا فرمائی (جو امت میں عملاً متواتر ہے)۔ فرمایا: " آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کہیں گے کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے، سنت کی ضرورت نہیں" چنانچہ وہ فرقہ ملکہ وکٹوریہ کے دور میں اس ملک میں پیدا ہوا اور عام مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے اس فرقہ نے اپنا نام اہل قران رکھ لیا۔ اب عوام کو کہنے لگے کہ اہلسنت علماء جھوٹ کہتے ہیں کہ اہل قران نیا فرقہ ہے۔ اہل قران تو اس دن سے ہیں جس دن غار حرا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کا نزول شروع ہوا۔ وہ صحابہؓ جو اس قران پر ایمان لائے سب اہل قرآن تھے۔ جب قران حق اور یقینا حق ہے تو اہل قران کے حق ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ جو اہل قران کو جھوٹا کہتا ہے وہ پہلے قران کو معاذاللہ جھوٹا ثابت کرے۔ سب تابعین اور تبع تابعین اہل قران تھے۔ محمد بن قاسم بھی اہل قران تھا اس نے نہ بخاری پڑھی، نہ مسلم، نہ ترمذی، نہ نسائی، نہ ابو داود، نہ ابن ماجہ بلکہ ان کتابوں میں اس کی روایت سے ایک حدیث مروی نہیں۔ اگر حدیث اور سنت کا ماننا بھی اسلام کا حصہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی نگرانی میں قران پاک کی طرف احادیث لکھواتے اور صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اس مجموعے کو اسی طرح حفاظت کے ساتھ ہمیں پہنچاتے جس طرح انہوں نے قران پاک پہنچایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

ان صحاح ستہ میں سے ایک بھی کتاب خیر القرون میں موجود نہ تھی۔ ادھر نواب صدیق حسن خان نے سب اہل قران کو بھی مزید موقع مل گیا کہ قران عربی اور حدیث ایرانی۔ اس فرقے نے فضائل قران اور فضائل حفظ قران کی تمام روایات کو اپنے اوپر چسپاں کر لیا اور قران کے ماننے کا مطلب انکار سنت قرار دیا۔

اہلحدیث:۔

سنت کے انکار کا جو انداز اہل قران نے اپنایا اس سے عوام کو وحشت سی تھی اس لئے عموماً گریجویٹ طبقہ تو ان سے متاثر ہوا مگر عام مسلمانوں میں وہ انکار حدیث کا رجحان پیدا نہ کر سکے اس لیے عوام کی وحشت کو ختم کرنے لیے انکار سنت کا نرم طریقہ اختیار کیا گیا اور ایک نیا فرقہ وجود میں آیا جس نے اپنا نام اہلحدیث رکھا اور دعویٰ یہ کیا کہ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہلحدیث ہیں۔ جب حدیث کو غلط ثابت کرو۔ سنت، حفاظ حدیث اور محدثین کے فضائل میں جو کچھ ملا اس کو اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ ان حضرات کی ساری محنت اختلافی احادیث پر ہی ہوتی ہے۔ **اختلافی احادیث میں سے یہ حضرات اس حدیث کو تلاش کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہو۔ ہر ایسی حدیث کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جو سنت نبوی ﷺ اور سنت خلفاے راشدین اور خیر القرون کے عملی تواتر کے خلاف ہو۔** کتاب و سنت کے مخالف احادیث پر عمل کر کے اس کا نام عمل بالحدیث رکھتے ہیں اور کتاب و سنت کی موافق احادیث کو ضعیف اور من گھڑت کہہ کر کتاب و سنت پر عمل کرنے والوں کو اصحاب الرائے کا نام دیتے ہیں۔ اجتہاد و قیاس کو کار ابلیس، اجتہادی مسائل میں مجتہدین کی تقلید کو شرک، ایمہ اربعہ کے خلاف بلاعذر دو نمازوں کو جمع کرنے کا جواز، بیس تراویح کو بدعت، باریک جرابوں پر مسح کے قائل ہیں اور اجماعی مسائل سے بھی انکار کرتے ہیں۔

اختلاف نسخہ:۔

اب تو انہوں نے اکار حدیث کا ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے کہ جو حدیث ان کی خواہش نفس کے خلاف ہوتی ہے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ فلاں ملک میں اس کتاب کا جو قلمی نسخہ ہے اس میں یہ حدیث نہیں ہے اس لیے یہ حدیث بالکل من گھڑت ہے۔ کبھی کہتے ہیں یہ تحریف ہے۔ اس فرقہ نے تحریف کے معنی میں تحریف کر دی ہے۔ کہیں کاتب کی غلطی ہو اس کا عنوان تحریف، کہیں نسخہ کا اختلاف ہو اس کا نام تحریف رکھ دیا ہے۔

موطا امام مالک رحمہ اللہ :۔

موطا امام مالکؒ کے تقریباً سولہ نسخے ہیں۔ الحافظ المحدث صلاح الدین العلائی فرماتے ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے مختلف جماعتوں نے موطا کو روایت کیا ہے۔ ان نسخوں میں تقدیم و تاخیر اور کمی بیشی روایات کی وجہ سے بہت اختلاف ہے۔ موطا ابی مصعب میں باقی تمام نسخوں سے ایک سو احادیث زائد ہیں، بعض میں کچھ احادیث موقوف ہیں، دوسری نسخوں میں مرفوع ہیں، بعض نسخوں میں کچھ روایات مرسل ہیں، دوسروں میں مسند ہیں، بعض ابواب کی کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر ہے۔ (التعلیق المجد ص19,20) اس قسم کی بیشی کا نام سب محدثین کے خلاف غیر مقلدین نے تحریف رکھ لیا ہوا ہے۔

صحیح بخاری:۔

امام بخاریؒ 256ھ نے " الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ " نام سے کتاب لکھی۔ یہ کتاب تقریباً سولہ سال میں مکمل ہوئی، پھر بھی نظر ثانی اور حک و اضافہ کا سلسلہ اس میں اخیر دم تک جاری ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ فربری کے نسخہ میں جنھوں نے اس کا امام بخاریؒ سے بعد میں سنا ہے حماد بن شاکر کے نسخہ سے دو سو اور ابراہیم بن معقل کے نسخہ سے تین سو حدیثیں زیادہ مروی ہیں (تدریب الراوی ص30) الحافظ المحدث ابو الولید الباجی 474ھ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو ذر ہروی نے بیان کیا کہ ہمیں ابو اسحاق مستملی نے بتایا کہ میں نے صحیح بخاری کو اس کے اصل نسخہ سے جو فربری کے پاس موجود تھا نقل کیا تو میں دیکھا کہ اس میں بعض چیزیں تو ناتمام ہیں اور بعض چیزوں کا مقام خالی ہے۔ چنانچہ بعض تراجم ابواب ایسے تھے کہ ان کے بعد کچھ درج نہ تھا اور بعض

حدیثیں ایسی تھیں کہ ان پر ابواب نہ تھے پھر ہم نے ان میں سے بعض کو بعض سے ملا دیا۔(التعدیل والتجریح ج1 ص310)۔ صحیح بخاری کو اگرچہ امام صاحب رحمہ اللہ سے ہزاروں آدمیوں نے سنا لیکن امام موصوف کے جن تلامذہ سے صحیح بخاری کی روایت کا سلسلہ چلا وہ یہ چار بزرگ ہیں۔

(1)ابراہیم بن معقل بن الحجاج النسفی 294ھ یہ جامع بین الحدیث والفقہ حنفی بزرگ تھے۔ حافظ القادر قریشی نے الجواہر المضیہ فی تراجم الحنفیہ میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

(2) حماد بن شاکر النسفی الحنفی 311ھ (تاج العروس)

(3) محمد بن یوسف الفربری 320ھ

(4) ابو طلحہ منصور بن محمد بن علی البزدوی 329ھ

ان چاروں میں سے ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا کہ کسی تاریخ میں لکھا ہو کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا۔

ایک تازہ تحریف:۔

انڈیا کے مولوی محمد داود راز اور پاکستان کے پیر جھنڈا بدیع الدین راشدی اور جناب کرم الدین سلفی نے مکتبہ اہلحدیث کراچی سے بخاری شریف کی کتاب الصلوۃ کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں رفع الیدین کے باب میں ایک حدیث پر عمل جراحی کیا ہے: عن نافع ان ابن عمر کان اذ دکل فی الصلوۃ کبر ورفع یدیہ واذا رکع رفع یدیہ واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ اذا قام من الرکعتین رفع یدیہ ورفع ذالک ابن عمر الی النبی راوہ حماد بن سلمۃ عند ایوب عن نافع عن ابن عمر عن النبی رواہ ابن طھمان عن ایوب وموسی بن عبقۃ مختصراً) بخاری ج1 ص102 (ابن عمرؓ نے پہلی تکبیر کے وقت اور رکوع کے وقت اور سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کی اور بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایسا کیا۔ حماد بن سلمہ نے ایوب عن نافع نے اس کو مرفوع کیا ہے اور ابن طہمان نے ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ اس جگہ مختصر کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو اس حدیث کو نبی پاک ﷺ تک مرفوع نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ اس میں اتنی جگہ یعنی دس جگہوں سے کم جگہ رفع یدین بیان کیا ہے۔ چنانچہ موطا امام مالک اور موطا امام محمد دونوں میں دس جگہ کی رفع یدین صرف پانچ جگہ کی رفع یدین ہے اور دوسری ان دونوں کتابوں میں یہ موقوف ہے یعنی عبداللہ بن عمرؓ کا فعل ہے نہ کہ نبی پاک ﷺ کی حدیث اور ان دونوں کتابوں میں یہ مالک عن نافع عن ابن عمر کی سند سے روایت ہے جس کو امام بخاریؒ سنہری سند فرماتے ہیں اور امام ابو داود نے نہایت صراحت سے فرمایا کہ الصحیح قول ابن عمر لیس بمرفوع صحیح یہی ہے۔ یہ ابن عمر تک موقوف ہے، نبی پاک ﷺ کی حدیث ہرگز نہیں (ابو داود ج1 ص115) امام کے آخری فیصلہ کا یہی مقصد تھا جو نام نہاد اہلحدیث کے خلاف تھا۔ اس لئے خط کشیدہ عبارت کو عربی متن سے ہی حذف کر دیا (دیکھو کتاب الصلوۃ ص295 حدیث نمبر 700)۔

http://www.ownislam.com/articles/urdu-articles/1368-2010-11-10-19-30-33

احادیث میں تو مسیح کے متعلق آسمان کا لفظ بھی ہے؟

صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

حدیث کے الفاظ کا درجہ بدرجہ ارتقاء پہلے صرف نزول پھر آسمان سے نزول

رانا سیالکوٹی

اسلام علیکم

میں نے ایک فورم پر یہ بات پیش کی کہ کسی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان کا لفظ نہیں۔ تو جواب میں یہ احادیث پیش کر دی گئی ہیں۔ براہ کرم ان کے بارے میں کچھ وضاحت کر دیں۔

قال ان اباہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف انتم اذ نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم انھتی۔
ترجمہ " اس وقت تمہارا کیا عالم ہو گا جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ (الاسماوصفات از امام بیہقی ص ۴۲۴)

۔وعن ابن عباس فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ فعند ذلک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم الی اسماء علی جبل افیق۔
ترجمہ: ابن عباس ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ پس اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ ۳۹۷۲۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا میں نے شب معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پس انہوں نے اس معاملہ میں ابراہیم سے رجوع کیا، حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں پھر حضرت موسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں پھر حضرت عیسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے فرمایا جہاں تک وقت قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں یہ بات تو اتنی ہی ہے البتہ جو عہد پروردگار نے مجھ سے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا پس اللہ اس کو ہلاک کر دے گا۔ یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مرد مسلم میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کر دے چنانچہ اللہ ان سب (کافروں) کو ہلاک کر دے گا۔" (مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵ واللفظ لہ۔ ابن ماجہ ص ۲۹۹ باب خروج الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہما السلام وخروج یاجوج ماجوج (اس میں ہے کہ میں دجال کو قتل کروں گا) ابن جریر جزء ۱۷ ص ۹۱ آیت حتیٰ اذا فتحت الخ، متدرک حاکم ج ۵ ص ۶۸۷ باب مذاکرۃ الانبیاء فی امر الساعۃ (امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیحین کی شرط پر صحیح الاسناد ہے) فتح الباری ج ۱۳ ص ۷۹۔ درمنثور ض ۴ ص ۳۳۶۔ منصف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۶۱ حدیث نمبر ۷۱ کتاب الفتن باب ماذکر فی فتنہ الدجال)

اور کنزلعمال کے اور ایک دوسری کتاب کے یہ عکس بھی دیئے ہیں۔

من هذه الأمة فيقتله ثم يضربه فيحييه ، ثم لا يَصلُ إلى قتله ولا يُسلط على غيره ، ونكون آيةُ خروجه : تركهم الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وتهاونٌ بالدماء ، وضيعوا الحكم ، وأكلوا الربا وشيدوا البناء ، وشربوا الخمورَ ، واتخذوا القيان ، ولبسوا الحرير ، وأظهروا بزّةَ (١) آل فرعون ، ونقضوا العهدَ ، وتفقهوا لغير الدين وزينوا المساجدَ وخرّبوا القلوب ، وقطعوا الأرحام ، وكثرت القراء وقلت الفقهاء ، وعُطلت الحدود ، وتشبه الرجالُ بالنساء والنساء بالرجال ، فتكافى الرجال بالرجال والنساء بالنساء ، بعثَ اللهُ عليهمُ الدجال فسُلِط عليهم حتى يَنتقمَ منه ، وبتحاوز المؤمنون إلى بيت المقدس ؛ قال ابن عباس : قال رسول الله ﷺ : فعند ذلك ينزلُ أخي عيسى ابن مريم من السماء على جبلِ أفيقَ إماماً هادياً وحكماً عدلاً ، عليه برنسٌ له ، مربوعُ الخلقِ ، أصلتُ ، سبط الشعرِ ، بيده حربةٌ ، يقتلُ الدجال ، فاذا قُتِلَ الدجال تضع الحرب أوزارها فكان السِّلْمُ ، فيلقى الرجلُ الأسد فلا يهيجه ، ويأخذُ الحيةَ فلا تضرُّه ؛ وتنبتُ الأرضُ كنباتها على عهدِ آدم ويؤمنُ به أهل الأرض ويكونُ الناسُ أهلَ ملةٍ واحدةٍ (إسحاق بن بشر ؛ كر) .

---

(١) بزّة : البزة الهيئة . النهاية ١/١٢٥ . ب

٦١٩

ansar58

ایک بنیادی اصول یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآنِ کریم کے مقابل پر حدیث کو پیش کرنا گستاخی ہے بلکہ قرآنِ کریم کے انکار کے برابر ہے۔ جب قرآنِ کریم واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر چکا ہے اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۹۴ میں یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ کوئی بشر چاہے وہ رسول ہی کیوں نہ ہو آسمان پر جسم سمیت نہیں جا سکتا تو پھر احادیث میں ایسے الفاظ نکالنا قرآنِ کریم کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا (17:93)

یا تو تمہارا سونے کا گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ۔ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم پڑھ بھی لیں۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک پیغام پہنچانے والا انسان ہوں (17:93)

"Or thou have a house adorned with gold, or thou mount a ladder right into the skies. No, we shall not even believe in thy mounting until thou send down to us a book that we could read." Say: "Glory to my Lord! Am I aught but a man,- a messenger?"(17:93)

اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے جانے والوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے اور وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ہمیں محکمات کی بنیاد پر متشابہات کی تشریح کرنی ہے۔ وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام محکمات میں سے ہے۔ اس محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کرنا قرآن کریم کے نزدیک نہایت برا کام ہے۔

basil mahmood

بسم اللہ الرحمان الرحیم

رانا سیالکوٹی صاحب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جائے نزول کے متعلق احادیث میں مختلف نام آئے ہیں۔ ان پر بھی غور فرمائیں۔
مثلاً یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شرقی جانب عند منارۃ البیضاء نازل ہوں گے۔ اس حدیث میں جو کنز العمال کی آپ نے پیش فرمائی ہے اس میں جبل افیق آیا ہے۔ اس طرح بعض احادیث میں ہے کہ ان کا نزول بیت المقدس میں ہوگا۔
باقی اصول تو انصر صاحب نے بیان فرمایا دیا ہے جسے بہر صورت مد نظر رکھنا چاہئے۔

ansar58

بیہقی نے اپنی کتاب "الاسماء والصفات" میں جو حدیث بیان کی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے اس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں "رواہ البخاری" یعنی اسے بخاری نے روایت کیا ہے جبکہ بخاری کی حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ لفظ یا تو بیہقی نے خود اضافہ کیا ہے یا کسی ملا نے اس میں لکھا ہے۔ ہندوستان میں شائع ہونے والی بیہقی کی اس کتاب میں یہ لفظ موجود ہے۔ تحقیق طلب بات یہ ہے کہ کیا بیروت یا کسی دوسرے ملک میں شائع ہونے نسخہ میں یہ لفظ ہے یا نہیں۔ اگر موجود ہو

تو اس کا مطلب ہے کہ یہ غلطی بیہقی نے کی ہے کہ ایک لفظ کو امام بخاری سے منسوب کیا جبکہ صحیح بخاری میں یہ لفظ نہیں ہے۔ اور اگر الاسماء والصفات کے دوسرے نسخوں میں یہ لفظ نہ ہو تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ کسی ہندوستانی مولوی کی کارستانی ہے۔ دونوں صورتوں میں بہر حال یہ روایت مولویوں کا مقصد پورا نہیں کرتی کیونکہ بیہقی اسے کسی علیحدہ روایت کے طور پر پیش نہیں کر رہے بلکہ بخاری سے نقل کر رہے ہیں گویا بخاری میں یہ حدیث آسمان کے لفظ کے ساتھ موجود ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اگر وہ آخر میں یہ نہ لکھتے "رواہ البخاری" تب مولویوں کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دلیل ہوتی لیکن اب تو بالکل نہیں ہے۔

nabeela

معلوم نہیں رانا سیالکوٹی صاحب نے یہ بات کہاں سے سن لی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان کا لفظ نہیں ہے۔

اور بغیر تحقیق کے انہوں نے حدیث کے حوالے دینے شروع کر دئے اور پھر اسی تسلسل میں بہتے ہوئے دیگر سکالرز نے بھی جواب دینے شروع کر دئے حالانکہ

صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

اس وقت فوری طور پر میرے پاس جو کتاب میسر تھی اس کا حوالہ پیش کرتی ہوں۔

کھلے کھلے ہیں۔اوّل ایلیا نبی کا آسمان سے اُترنا کہ آخر وہ اُترے تو کس طرح اُترے۔دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال ہوتا اور قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ [1] اس کا جواب ملنا۔اپنے دلوں میں سوچو کہ کیا یہ اس بات کے سمجھنے کے لئے قرائن قویہ اور دلائل کافیہ نہیں کہ آسمان سے اُترنے سے مراد حقیقی اور واقعی طور پر اُترنا نہیں بلکہ مثالی اور ظلّی طور پر اُترنا مراد ہے۔ابتدائے عالم آفرینش سے آج تک اسی طور سے مقدس لوگ آسمان سے اُترتے رہے ہیں اور مثالی طور پر ہمیشہ یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ آدم ثانی آیا ہے اور یہ یوسف ثانی اور یہ ابراہیم ثانی لیکن آدم زاد کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اُترنا اب تک کسی نے مشاہدہ نہیں کیا۔پس وہ امر جو اصول نظامِ عالم کے برخلاف اور قانون قدرت کے مبائن ومخالف اور تجارب موجودہ ومشہودہ کا ضد پڑا ہے اس کے ماننے کے لئے صرف ضعیف اور متناقض اور رکیک روایتوں سے کام نہیں چل سکتا سو یہ امید مت رکھو کہ سچ مچ اور درحقیقت تمام دنیا کو حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اُترتے ہوئے دکھائی دیں گے۔اگر اسی شرط سے اس پیشگوئی پر ایمان لانا ہے تو پھر حقیقت معلوم، وہ اُتر چکے تو تم ایمان لا چکے ایسا نہ **ہو کہ کسی غبارہ (بیلون) پر چڑھنے والے اور پھر تمہارے سامنے اُترنے والے کے دھوکہ میں آجاؤ**۔سو ہوشیار رہنا آئندہ اس اپنے جمے ہوئے خیال کی وجہ سے کسی ایسے اُترنے والے کو ابن مریم نہ سمجھ بیٹھنا۔یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو شخص سچ کو قبول نہیں کرتا پھر دوسرے وقت میں اس کو جھوٹ قبول کرنا پڑتا ہے۔جن بے سعادت اور بدبخت لوگوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا تھا انہیں نے مسیلمہ کذّاب کو قبول کرلیا حتّٰی کہ چھ سات ہفتہ کے اندر ہی ایک لاکھ سے زیادہ اس پر ایمان لے آئے۔سو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور الگ الگ گوشوں میں بیٹھ کر فکر کرو کہ اب تک سُنّت اور عادت الٰہی کس طرح پر چلی آئی ہے۔اور یہ بھی سوچ لو کہ صحیح حدیثوں میں آسمان سے اُترنے کا کبھی کہیں ذکر نہیں اور صرف نزول یا ینزل کا لفظ آسمان سے اُترنے پر

ہرگز دلالت نہیں کرتا اور اگر فرض کے طور پر آسمان کا لفظ بھی ہوتا تب بھی ہمارے مطلب کو مضر و مخل نہیں تھا کیونکہ توریت و انجیل میں ایسی آیتیں بہت سی پائی جاتی ہیں جن میں نبیوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ آسمان سے ہی اُترتے ہیں۔ مثلاً یوحنا کی انجیل میں حضرت یحییٰ کی طرف سے یہ قول لکھا ہے کہ وہ جو زمین سے آتا ہے وہ زمینی ہے اور زمین سے کہتا ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے سب کے اوپر ہے (یعنی نبیوں کا قول دوسرے عقلمندوں کے قول پر مقدم ہے۔ کیونکہ نبی آسمان سے اُترتا ہے) دیکھو یوحنا باب ۳ آیت ۳۱۔ پھر دوسرا قول یہ ہے۔ میں آسمان پر سے اس لئے نہیں اُترا کہ اپنی مرضی پر چلوں۔ یوحنا باب ۶ آیت ۱۱۔ پھر تیسرا قول یہ ہے کہ کوئی آسمان پر نہیں گیا سوائے اُس شخص کے کہ جو آسمان پر سے اُترا۔ یوحنا باب ۳ آیت ۱۳۔ اور فقط یہ کہنا کہ ہم نے اُتارا یا اُترا اس بات پر ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ آسمان سے اُتارا گیا ہے کیونکہ قرآن شریف میں یہ بھی ☆ فرمایا گیا ہے کہ ہم نے لوہا اُتارا اور چارپائے (مویشی) اُتارے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ تمام مویشی توالد تناسل کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں کسی شخص نے کوئی گھوڑا یا بیل یا گدھا وغیرہ آسمان سے اُترتا کبھی نہیں دیکھا ہوگا حالانکہ اس جگہ صریح لفظ نزول کا موجود ہے اور کوئی شخص اس آیت کو ظاہر پر حمل نہیں کرتا۔ پھر جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ خدائے تعالیٰ کی کلام میں ایسے ایسے استعارات و مجازات و کنایات بھی موجود ہیں جن کے ظاہر لفظوں میں صریح اور صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ لوہا اور تمام مویشی

☆حاشیہ: قال اللہ تعالیٰ (۱) وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ [1] سورۃ الحدید الجزو نمبر ۲۷ (۲) قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا [2] (۳) وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ۔ [3] سورۃ الزمر الجزو نمبر ۲۳ (۱) یعنی ہم نے لوہا اُتارا (۲) اور ہم نے تم پر لباس اُتارا۔ (۳) اور تمہارے لئے چارپائے اُتارے۔ ایسا ہی توریت میں یہ فقرات ہیں۔ ہمارا اُترنا بیابان میں۔ گنتی باب ۱۰ آیت ۳۱۔ مجھے یردن کے پار اُترنا نہ ہوگا استثناء باب ۴ آیت ۲۲۔ ہمارے اُترنے کی جگہ ہے۔ پیدائش ۴۲-۲۳۔ اب ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ اُترنے کا لفظ آسمان سے اُترنے پر ہرگز دلالت نہیں کرتا اور اُترنے کے ساتھ آسمان کا لفظ زیادہ کرلینا ایسا ہے جیسا کسی بھوکے سے پوچھا جائے کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو وہ جواب دے کہ چار روٹیاں۔ منہ

محترمہ نبیلہ صاحبہ دراصل راناسیالکوٹی صاحب نے لکھا تھا کہ حدیث میں آسمان کا لفظ ہے اور ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم لوگ کسی تسلسل میں نہیں بہے بلکہ ان کی بات کو غلط ثابت کیا ہے۔

basil mahmood

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مکرم راناسیالکوٹی صاحب نے جو کسی فورم میں جو یہ بات کہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آسمان لفظ کسی حدیث میں نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے ماسوا اس کے یہ خیال سراسر غلط ہے کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے تھے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ صاف فرما دیا ہے کہ کوئی شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جائے گا بلکہ تمام زندگی زمین پر بسر کریں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ [1] یعنی زمین پر ہی تم زندہ رہو گے اور زمین پر ہی تم مرو گے اور زمین میں سے ہی تم نکالے جاؤ گے۔ پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا اِس وعدہ کے برخلاف ہے اور خدا پر تخلّف وعدہ جائز نہیں اور اس وعدہ میں کوئی استثناء نہیں۔ اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا [2] یعنی کیا ہم نے زمین کو ایسے طور سے پیدا نہیں کیا جو اپنے تمام باشندوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے خواہ وہ زندوں میں سے ہوں اور خواہ مُردوں میں سے ہوں اور یہ بھی خدا کا وعدہ ہے۔ اور پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ [3] یعنی تمہارا زمین پر ہی قرار ہوگا اور تم زمین پر ہی اپنے موت تک زندگی بسر کرو گے۔ یہ بھی خدا کا وعدہ ہے اور پھر ایک موقع پر قرآن شریف میں یہ ذکر ہے کہ کفار قریش نے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اُن کے روبرو آسمان پر چڑھ جائیں تو آپ کو خدا تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا [4] یعنی ان لوگوں کو یہ جواب دے کہ خدا تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اپنے وعدہ میں تخلّف کرے (وعدہ کا بھی ذکر ہو چکا ہے) اور میں تو صرف ایک انسان ہوں جو تمہاری طرف بھیجا گیا۔ ﴿۲۲۰﴾

اب اِن تمام آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے یہ عقیدہ اسلام میں صرف اُن عیسائیوں کے ذریعہ سے آیا ہے جو ابتداءِ اسلام میں مسلمان ہو گئے تھے ورنہ قرآن شریف میں اس کا ذکر کہیں نہیں اور

[1] الاعراف: ۲۶ [2] المرسلٰت: ۲۶، ۲۷ [3] البقرۃ: ۳۷ [4] بنی اسرآئیل: ۹۴

کسی صحیح حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں کہ حضرت عیسیٰ معہ جسم آسمان پر چلے گئے تھے ہاں یہ ذکر ہے کہ مسیح کے نام پر ایک شخص آنے والا ہے جو اسی اُمت میں سے ہوگا مگر یہ کہیں ذکر نہیں کہ وہ آسمان پر گیا تھا اور پھر آسمان سے واپس آئے گا۔ نزول کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں موجود ہے وہ اعزاز کے طور پر ہے اگر کوئی شخص آسمان سے واپس آنے والا ہوتا تو اس موقعہ پر رجوع کا لفظ ہونا چاہئے تھا نہ نزول کا لفظ۔ اکثر نادان اس سے دھوکا کھاتے ہیں کہ نزول اُترنے کو کہتے ہیں اور پھر اس فقرہ کے ساتھ آسمان کا لفظ اپنی طرف سے جوڑ لیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ آنے والا آسمان سے اُترے گا حالانکہ تمام حدیثیں پڑھ کر دیکھ لو کسی صحیح حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں پاؤ گے اور جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ ایک زبان کا یہ محاورہ ہے کہ ایک شخص کی آمد کو جب بطور اکرام و اعزاز بیان کیا جاتا ہے تو یہی کہتے ہیں کہ وہ فلاں جگہ اترا ہے جیسا کہ ہم معزز انسان کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں۔ پس اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ آسمان سے اُترے ہیں اسی وجہ سے عربی زبان میں **نزیل** مسافر کو کہتے ہیں اور جو راہ میں مسافروں کے اُترنے کی جگہ ہوتی ہے اس کو **منزل** کہتے ہیں اور واپس آنے والے کے لئے رجوع کا لفظ بولا جاتا ہے نہ نزول کا۔

ماسوا اس کے قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت صاف فرما دیا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے بطور حکایت ذکر کر کے فرماتا ہے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ [1] یعنی قیامت کو خدا تعالیٰ عیسیٰ سے پوچھے گا کہ
﴿۲۲۱﴾ کیا تو نے اپنی قوم کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا میں اُن کو یہی تعلیم دیتا رہا کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں اور پھر جب تُو نے مجھ کو وفات دے دی تو بعد اُس کے مجھے اُن کے عقائد کا کچھ علم نہیں۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ اپنی وفات کا صاف اقرار کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی اقرار ہے کہ میں دنیا میں واپس نہیں گیا کیونکہ اگر وہ دنیا میں واپس آئے ہوتے تو پھر اس صورت میں قیامت کے

[1] المائدۃ: ۱۱۸

Step by Step Evolution of Hadith, Addition of Wording From Book to Book

Return of 'al-Masih Ibn Maryam Not Mentioned In Related Hadith Of Imam Malik

یوں فرمایا کہ دو آمیوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔

اس وقت وہ ملک شام میں نازل ہوں گے اس حالت میں کہ ان کے دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے۔

عیسیٰ، امام کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے؛ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔

There are both "Al-Masih Ibn Maryam" & "Al-Masih Ad-Dajjal", but no return.

46 - کتاب مختلف بابوں کے بیان میں: (229)

عیسی بن مریم علیہ السلام اور دجال کا بیان

عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أراني الليلة عند الكعبة فرأيت رجلا آدم كأحسن ما أنت راء من أدم الرجال له لمة كأحسن ما أنت راء من اللمم قد رجلها فهي تقطر ماء متكئا على رجلين أو على عواتق رجلين يطوف بالكعبة فسألت من هذا قيل هذا المسيح ابن مريم ثم إذا أنا برجل جعد قطط أعور العين اليمنى كأنها عنبة طافية فسألت من هذا فقيل لي هذا المسيح الدجال

موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1574

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبہ کے پاس ہوں تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں سو اس نے مرد نے اس بال میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو آدمیوں پر تکیہ لگائے یوں فرمایا کہ دو آمیوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو کسی نے مجھ سے کہا یہ کہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے یکایک ایک اور شخص دیکھا نہایت گھنگریالے بال والا دائیں انکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ ایسی تھی جیسے پھولا ہوا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے مجھ سے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

Malik :: Book 49 : Hadith 49.2.2

Yahya related to me from Malik from Nafi from Abdullah ibn Umar that the Messenger of Allah, may Allah bless him and grant him peace, said, "I dreamt at night that I was at the Kaba, and I saw a dark man like the most handsome of dark men you have ever seen. He had hair reaching to between his ears and his shoulders like the most excellent of such hair that you have seen. He had combed his hair, and water was dripping from it. ***He was leaning on two men or on the shoulders of two men doing tawaf around Kaba***. I asked, 'Who is

this?' It was said, 'al-Masih ibn Maryam.' Then we were with a man with wiry hair and blind in his right eye, as if it was a floating grape. I asked 'Who is this?' It was said to me, 'This is al-Masih ad-Dajjal.' "

On Baihaqi's Narration About The Descent Of Eisa (A.S.)
Step by Step Evolution, Addition of Hadith Wording
by Waqar Akbar Cheema

In my last post on categorical narrations about the descent of Eisa (AS) from the heavens above, I quoted a hadith (#3) from Imam Baihaqi's Asma' wal Sifaat and promised to answer the Ahmadi chatter about it.

I am cognizant of the fact that it may well be too deep and not of too common interest but I feel there is need to document the things for general use if and when required.

The Hadith:

The Hadith in full along with the comments by Imam Baihaqi goes as under:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ» . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ يُونُسَ. وَإِنَّمَا أَرَادَ نُزُولَهُ مِنَ السَّمَاءِ بَعْدَ الرَّفْعِ إِلَيْهِ

Abu Abdullah al-Hafiz (i.e. Imam Hakim) – Abu Bakr bin Ishaq – Ahmad bin Ibrahim – Ibn Bukayr – Laith – Yunus – Ibn Shihab – Nafi' the freed-slave of Abu Qadadah al-Ansari — Abu Huraira, may Allah be pleased with him – Messenger of Allah, may Allah bless him, said: **"What will be your condition when the son of Maryam (i.e. 'Eisa) will *descend amongst you from the heavens* and your Imam will be from amongst you?" Bukhari narrated it in al-Sahih from Yahya bin Bukayr. And Muslim also narrated it through another chain from Yunus (bin Yazid). And they (also) meant his descent from the Heavens after his ascension towards it.**

(Asma' wa Sifaat 2/331 Hadith 895. Shaykh Abdullah bin Muhammad al-Hashidi has classified the narration as Sahih**)**

Note: The difference in the reference to Hadith in the current and the previous post is because I am using a different edition now. This one is with research of the scholar mentioned above.

Answers to Objections

Ahmadis contend that the words (مِنَ السَّمَاءِ **"from the Heavens")** in this narration are not genuine but a later interpolation.

The author of Ahmadiyya Pocket Book has raised certain objections on this narration See Ahmadiyya Pocket Book pp.227-228. In the following lines I respond to each of them.

Comparison with Bukhari's narration:

He says that Imam Baihaqi has written after the narration, "**Bukhari narrated it**," and in Bukhari's Sahih we do not find the words (مِنَ السَّمَاءِ **"from the Heavens")** so it means these words are not part of the narration.

This is a rather naïve argument for it shows absolute ignorance of the author.

1. Firstly Baihaqi's book is not like Kanzul Ummal that he is quoting things on someone's authority without giving a chain down to himself. Infact as one can see Imam Baihaqi has given the chain down to him and that is why he has clarified that Bukhari has narrated it from Yahya bin Bukayr. Even though the same fellow falls in the chain of Imam Baihaqi but between him and Ibn Bukayr there are two other fellows. This proves Baihaqi has not narrated it on the authority of Bukhari but has given a complete chain for himself.

2. Now as to the question that why it happens. I reproduce the words of Shaykh Shafi Usmani in response to this;

فإن من له أدنى معرفة بالحديث وكتبه يعلم أن المحدثين قاطبة–ولاسيما البيهقي–ربما يعزو رواية لبعض المحدثين إذا أخرجها بأكثر ألفاظها، ولا يشترط استيعاب ألفاظ الرواية، فإذا قال المحدث: رواه البخاري كان مراده أن أصل الحديث أخرجه البخاري

'Whoever has even a slight knowledge of Ahadith and its compilations knows the all the Muhaddithin- especially Al-Baihaqi- whenever they ascribe a narration to some other Muhaddithin and they narrate it with more words, they do not mean to relate exactly the same words of the narration [as narrated by the Muhaddith to whom they ascribe it to]. **So when the Muhaddith says 'Bukhari narrated it' his point is that the** essence **of the Hadith has been narrated by him.'**

3. And the above statement can be substantiated by multiple examples. Following should suffice for now.

Baihaqi says:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ , وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ يَعْقُوبَ السُّوسِيُّ وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي, قَالُوا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ نا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ, نا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ, عَنْ أَبِيهِ, عَنْ أَبِي الزِّنَادِ, عَنِ الْأَعْرَجِ, عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ, قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « إِنَّ لِلَّهِ تِسْعًا وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ , إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَ

Abu Abdullah al-Hafiz – Abu Abdullah Ishaq bin Muhammad bin Yusuf bin Ya'qub al-Susi and Abu Bakr Ahmad bin Hasan al-Qadhi – Abu al-Abbas Muhammad bin Ya'qub – Muhammad bin Khalid bin Khaliyy – Bishr bin Shu'aib bin Abi Hamza – his father (i.e. Shu'aib bin Abi Hamza) – Abi Zannad – A'raj – Abu Huraira – Messenger of Allah, may Allah bless him said: **"Verily for Allah there are ninety nine names, one less than hundred – whoever remembers them will enter Jannah. And indeed Allah is Witr** (One) **and loves Witr."** Bukhari narrated it in al-Sahih from Abi Yaman from Shu'aib bin Abi Hamza.

(Asma' wal Sifaat 1/21 Hadith 5)

But if you search in Bukhari you find this narration as;

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «: إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

Abu Yaman – Shu'aib (bin Abi Hamza) – Abu Zannad – A'raj – Abu Huraira — Messenger of Allah, may Allah bless him said: **"Verily for Allah there are ninety nine names, one less than hundred – whoever remembers them will enter Jannah."** (Sahih Bukhari, Hadith 2736)

Clearly it does not have the words, "**And indeed Allah is Witr and loves Witr,"** and no one can find these words in Bukhari with the chain a **through Abi Yaman from Shau'aib bin Abi Hamza** as Baihaqi said.

This supports the point 2 above that when Muhaddithin especially Baihaqi says **"Bukhari narrated it"** all they means is about the essence of the narration and not a verbatim parallel.

And it is never a problem for Baihaqi has not quoted from Sahih Bukhari but given a complete chain down to him as stated in point 1 above.

Weakness of the narrator Abu Bakr bin Ishaq:

Second objection that Malik Abdul Rahman, the compiler of Ahmadiyya Pocket Book has raised is a glaring example of Ahmadiyya scholars' intellectual "honesty."

He argues that Abu Bakr bin Ishaq is actually Abu Bakr Muhammad bin Ishaq bin Muhammad al-Naqid and then he quotes scholarly views about his being negligent in Hadith narration.

Whatever the author has quoted from Lisan al-Mizan is true but the fact is he is not the narrator here. Narrator infact is Abu Bakr Ahmad bin Ishaq al-Nishapuri.

How do we know this? In Lisan al-Mizan (5/69) Hafiz Ibn Hajr has given the names of the common narrators from Abu Bakr Muhammad bin Ishaq bin Muhammad al-Naqid and Abu Abdullah al-Hafiz (i.e. Imam Hakim) i.e. the person narrating from him in the hadith under consideration, is **not** among them.

However, Imam Dhahbi gives the profile of Abu Bakr Ahmad bin Ishaq al-Nishapuri and counts Abu Abdullah al-Hakim among the people who narrate from him (see Sayr A'lam al-Nubala 15/483-484). This proves Ahmad bin Ishaq and not Muhammad bin Ishaq is the narrator in the chain.

And that is how Shaykh Abdullah bin Muhammad al-Hashidi has said in his research on the book Asma' wal Sifaat. See his footnotes to Hadith 895 and Hadith 4. Kitabul Asma' wal Sifaat pub. Makteba al-Sawadi, Jeddah 1993

Weakness of the narrator Ahmad bin Ibrahim:

Next Malik Abdul Rahman, the Ahmadi author, says that Ahmad bin Ibrahim is also **Da'if** and he says, **"See Lisan al-Mizan."** Now in Lisan al-Mizan 18

narrators by the name of Ahmad bin Ibrahim are given. Neither has he clarified as to which one he thinks falls in the chain in question nor has he given any comment that can help us sort the fellow out.

However our contention is that it makes no difference for the actual narrator intended here is not mentioned in Lisan al-Mizan. The actual narrator here is Ahmad bin Ibrahim bin Milhan. And we know it because under his profile Hafiz al-Dhahbi writes "Companion of Yahya bin Bukayr" (see Sayr A'lam al-Nubala 13/533-534) and in the Hadith in question he is narrating from Yahya bin Bukayr only.

And this fellow is indeed trustworthy. Imam Dhahbi writes that Imam Darqutni has graded him as "reliable." Same is quoted by Khateeb al-Baghdadi, See Tarikh al-Baghdad 5/18 No. 1862. And they have **not** mentioned any criticism on him.

Shaykh Abdullah bin Muhammad al-Hashidi in his research on Kitabul Asma' wal Sifaat also says that the narrator is Ahmad bin Ibrahim bin Milhan. See his footnotes to Hadith 895 and Hadith 95.

Weakness of other narrators:

The author then goes further to criticize the narrators, Yahya bin Abdullah (Ibn Bukayr) and Yunus bin Yazid. He is simply trying to be smart by quoting some critical views about them but for general readers it is enough that they are the narrators of Bukhari and Muslim which is good enough of evidence for their reliability. We can insha'Allah answer all the lies but for the fear of making the discourse too lengthy I simply allude to their being the narrators of the Sahihayn (Sahih Bukhari and Sahih Muslim).

The two narrators I discussed above are not the narrators of Bukhari and Muslim and further the Ahmadi author was simply lying so the two-fold reason became a drive to discuss their cases in detail.

Are the words "from the Heavens" a later interpolation?

Next the Ahmadi "scholar" comes with an allegation that the hand-written edition of Baihaqi's Asma' wal Sifaat was **first published in 1328 A.H.[sic]** and that Muslim scholars added it as an adulteration and interpolation.

There are two problems with the claim.

1. It is false to say that first edition was published in 1328 A.H. Infact we have extant to this day the hand-written edition published in 1313 A.H.

See the front page:

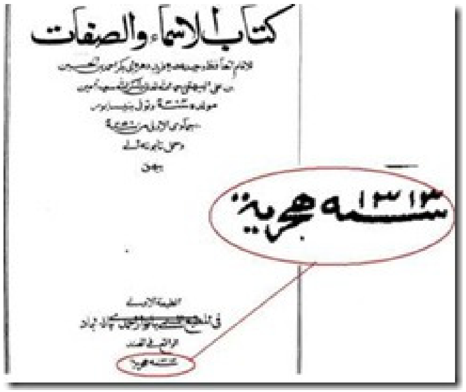

كتاب الاسماء والصفات

سنة ١٣١٣ هجرية

1313 A.H. is certainly not 1328 A.H. And on its page 301 one can find that the words are there.

قول الله عز وجل لعيسى عليه السلام إني متوفيك ورافعك إلي الخ

اشبه بالكتاب والسنة وبالله التوفيق **باب قول الله عز وجل لعيسى عليه السلام** إني متوفيك ورافعك إلي وقوله تعالى بل رفعه الله إليه وقوله جل وعلا تعرج الملائكة والروح وقوله تعالى إليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه **اخبرنا** ابو عبد الله الحافظ قال انا ابو بكر بن اسحق قال انا احمد بن ابراهيم قال ثنا ابن بكير قال حدثني الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى ابي قتادة الانصاري قال ان ابا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم **رواه** البخاري في الصحيح عن يحيى بن بكير **واخرجه** مسلم من وجه آخر عن يونس وانما اراد نزوله من السماء بعد الرفع اليه **اخبرنا** ابو الحسن محمد بن الحسين بن داود العلوي قال انا ابو حامد احمد بن الحسين الحافظ قال ثنا احمد بن عقيل قال ثنا حفص بن عبد الله قال حدثني ابراهيم بن طهمان عن موسى بن عقبة قال اخبرني ابو الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة رضي الله عنه انه سمعه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الملائكة يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في صلاة الفجر وصلاة العصر ثم يعرج اليه الذين باتوا فيكم فيسألهم وهو اعلم بهم فيقول كيف تركتم عبادي فيقولون تركناهم وهم يصلون واتيناهم وهم يصلون **اخرجاه** في الصحيح من وجه آخر عن ابي الزناد **اخبرنا** ابو عبد الله الحافظ وابو بكر بن الحسن القاضي قالا ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال ثنا العباس بن محمد الدوري قال ثنا ابو النضر هاشم بن القاسم قال ثنا ورقاء عن عبد الله بن دينار عن سعيد بن يسار عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يصعد الى الله تعالى الا الطيب فان الله عز وجل يقبلها بيمينه فيربيها لصاحبها كما يربي احدكم فلوه حتى تكون مثل احد **اخرجه** البخاري في الصحيح من حديث سليمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه ثم قال ورواه ورقاء فذكره واخرجه مسلم من وجه آخر عن سعيد بن يسار الا انه قال في روايته ولا يقبل الله الا الطيب ورواه ابن عجلان عن سعيد بن يسار فذكرهما فقال ولا يقبل الله الا الطيب ولا يصعد السماء الا الطيب **اخبرناه** ابو صالح بن ابي طاهر العنبري قال انا جدي يحيى بن منصور قال ثنا احمد بن سلمة قال ثنا قتيبة بن سعيد قال ثنا بكر يعني بن نصر عن ابن عجلان قال ان سعيد بن يسار ابا الحباب اخبره عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من عبد مومن يتصدق بصدقة من طيب لا يقبل الله

٦٧

Download the complete edition **HERE**

Moreover, this is not a proof that first edition was published in so and so year and the words were there. To prove the idea of interpolation one has to be show some manuscript or earlier edition in which words are **not** there. Burden of proof is on the one who claims!

The case of Durr Manthur:

Next he argues that Imam Suyuti has quoted the narration and has not given the words in question, proving that they were interpolated.

Imam Suyuti writes in Durr Manthur:

أخرج أحمد والبخاري ومسلم والبيهقي في الأسماء والصفات قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف أنتم إذا نزل فيكم ابن مريم، وإمامكم منكم؟

Ahmad, Bukhari, Muslim and Baihaqi in Asma wal Sifaat says: **"What will be your condition when the son of Maryam (i.e. 'Eisa) will *descend amongst you* and your Imam will be from amongst you?"**

One can see that Imam suyuti has given the names of 4 books in which the narration is found and in case when one odd book gives slightly different wording he cannot account for that. This is easily understandable if we consider the fact that in Durr Manthur Imam Suyuti has given loads of narrations and often he quotes them on the authority of multiple compilations. This is the reason he could not take into account slight variation of wording but only considered the essence of the narration.

This is further clear from the following example.

Imam Suyuti in his same book, Durr Manthur writes;

وَأخرج أَحْمد وَالْبُخَارِيّ وَسلم وَالنَّسَائِيّ وَابْن مرْدَوَيْه وَالْبَيْهَقِيّ فِي الْأَسْمَاء وَالصِّفَات عَن ابْن عَبَّاس عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِيمَا يروي عَن ربه من هم بحسنة فَلم يعملها كتبت لَهُ حَسَنَة فَإِن عَملهَا كتبت لَهُ عشرا إِلَى سَبْعمِائَة إِلَى أَضْعَاف كَثِيرَة وَمن هم بسيئة فَلم يعملها كتبت لَهُ حَسَنَة فَإِن عَملهَا كتبت لَهُ وَاحِدَة أَو يمحوها الله وَلَا يهلك على الله إِلَّا هَالك

Clearly He attributed the narration to Bukhari along with Ahmad, Muslim, Nasai, Ibn Mardwiya and Baihaqi's Asma' wal Sifaat but the words in red towards the end are not to be found in Bukhari. Infact even for the rest of the narration wording in Sahih Bukhari is different.

Now the question is why this "anomaly"?

Did someone remove the last words from Bukhari after Suyuti and changes the rest of wording too?

Or it is simply that Muhaddithin did not rather could not consider all the variation in the wording from one Hadith collection to another when they referred to multiple works at a time?

For any reasonable person the issue is quite clear. They did so considering the essence of the narration only which remains the same.

So we find all the Ahmadiyya lies refuted Alhamdulillah!

Points to note:

With so much discussion on this narration, let's not forget this is not the only narration with these words. We earlier saw more of them.

After giving the narration and saying that Bukhari and Muslim have also narrated it, Baihaqi said that they also meant his descent from the Heavens after his ascension. This shows the belief of Imam Baihaqi who has been recognized as Mujaddid by Ahmadis. Moreover even without the narration in question this "mujaddid" of Ahmadis has established the meaning of Hadith from Sahih Bukhari.

Let's turn the tables now!

Murabbis tell common Ahmadis to take exception to the fact that Imam Suyuti did not put the words مِنَ السَّمَاءِ "… **from the Heavens"** even though it was infact not possible to take account of all the variation in wording a explained above. But how many times are they allowed to question as to why Mirza Ghulam Ahmad Qadiani ate away these words from a narration of Kanzul Ummal when he quoted it.

In my last post I quoted a narration (# 5) from Kanzul Ummal which goes as;

قال ابن عباس: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "فعند ذلک ينزل أخي عيسى ابن مريم من السماء على جبل أفيق إماما هاديا وحكما عدلا

Ibn Abbas narrated: the Messenger of Allah, on whom be the blessings of Allah, said: 'And near it (Bait al-Maqdis) will descend from the Heavens my brother 'Eisa ibn Maryam on Mt. Afiq as a guided leader and a just ruler.' (Kanzul Ummal 14/619 Hadith 39726)

But when Mirza Ghulam Ahmad quoted it in Himamatul Bushra (p. 148 included in Rohani Khazain vol. 7 p.314) he ate away the words (مِنَ السَّمَاءِ **"from the Heavens.").**

Now mark the difference, Imam Suyuti quotes a narration from 4 different books with slight variation of wording and Ahmadiyya make an issue of it while their "prophet" quotes from a certain book and eats away the words. Does that not prove "something"?

I will request Ahmadi readers to take these points to Murabbis and Jamaat leaders and question them;

1. Why did Mirza Ghulam Ahmad not quote the Hadith honestly? Or is there any justification for this?

2. How to "explain" the gimmicks of the author of Ahmadiyya Pocket Book who plays with the common people using the proximity of names of different authors?

3. With all the Ahmadiyya arguments refuted what is now the significance of the narration?

And one question that our Ahmadi fellows need to ask themselves;

How it feels to be a part of the group whose leader and "scholars" display such intellectual dishonesty?

Indeed Allah knows the best!

Responses to On Baihaqi's narration about the descent of Eisa (A.S.)

Syed Sulaiman bin Adnan says:

All I can say is that the writer may have done good job, yet, the arguments he has put forward are not so convincing, I cannot be convinced that Eisa(AS) is still alive bodily in heaven and even if He does I cannot be convinced that He could contradict of what he used to proclaimed that His mission was only meant for the lost tribes of Israilite that He has nothing to do whatsoever with the followers of The Holy Prophet(SAW).

Rationalist says:

@ Syed Sulaiman

You keep mentioning that Esa (as) claimed that he only came for the 12 tribes of Israel. There is NO Quranic support for this assertion. This reference comes from the Bible, hence, I dont believe it!

Get the picture?

Syed Sulaiman bin Adnan says:

Dear Rationalist, likewise there is NO Quranic evidence to support that Esa(AS) mission was for all mankind, show me if any, instead you will find it is clearly stated in the Quraan that The Holy Prophet(SAW) was sent for all mankind, therefore, why must you insisted or attributed something to Eisa(AS) that's not acknowledge in the Quraan? being muslim you may wish to reject the Bible but certainly you cannot reject the Quraan, can you? thus, this is to confirm that what Eisa(AS) himself proclaimed in the Bible was true though you may wish not to accept but that will not change the FACT. I hope you get the picture clearly.

Farhan says:

You have it backwards.

Muslims are already guided regarding 'Esa – We don't believe he's God or an evil person. His return will be a proof for the Jews and Christians.

But Ahmadis believe that '***Esa is Mirza***, and Mirza was a prophet for all humanity. So, if anything, its Ahmadis who believe 'Esa was sent to all humanity.

Do you have any Qur'anic evidence for this belief?

Syed Sulaiman bin Adnan says:

Farhan, this is exactly what the point is, he's not God so there is nothing so exclusive about him to be compared with The Holy Prophet(SAW) he has died as others normal human being, so did our beloved The Holy Prophet(SAW).

The coming 'Eisa' is not about Mirza alone, it's about the followers of the Holy Prophet as He(SAW) himself said the coming Eisa will be chosen by Allah from amongst His(SAW) own followers, therefore, whoever is chosen will reflect the prophet for all humanity that's The Holy Prophet(SAW) himself, don't twisted my words pls.

Farhan says:

We do believe 'Esa (AS) will die. What does that have to do with anything?

'Esa (AS) is not a title, he was an actual person Saying 'Esa (AS) will be chosen makes zero sense. That's like saying "Syed Sulaiman will be chosen amongst you". YOU are Syed Sulaiman, its not someone else.

The moment you say Mirza was 'Esa, and that Mirza is a prophet to all humanity (which you believe), then by the reflective property of logic you believe 'Esa was sent to all humanity.

That is not a twist of your words, that is logic.

xiaahmad says:

Syed then how can MGA be like ESA(AS) coz he was for specific Nation but according to ur belief MGA is for humanity.

Secondly who is mentioned in Hadith ESA IBN MARYAM he is specific person not some title as farhan pointed out.

Thirdly if u believe ESA(AS) to be dead then the Ahadith are just open to interpretations any one can assume anything why u ASSUME then that its MGA???

M.K says:

Good response brother!

This is exactly what the Ahmadis do not understand.

Mirza Ghulam Sahib used and abused the mighty messenger of ALLAH (s.w.t), Isa (a.s) (Jesus p.b.u.h) at his free will and is such disgusting manner that I am sure no decent person would do.

The answer is simple, because he tried to steal his personality and elevate himself to rank of a Prophet. But he did not realize that there is a Sunnah of Allah (s.w.t.), to proves a liar through the claims and statements of the liar himself.

This is exactly what happened to Mirza Sahib and in the end he died in what appears to be a condition.

Oh! I get scared to death when I imagine someone like Mirza Ghulam meeting Allah (s.w.t.) on the day of judgment to answer for his deeds.

Would Prophet Muhammad (p.b.u.h) like to intercede for such a person who tried to hijack the pure teaching of Islam which was given to him by Allah (s.w.t.) ?

xiaahmad says:

Although Article subject was not ESA(AS) alive or not but still that question although have been answered before by muslim but may be bro Waqar can write something in detail on that subject.

You didnt comment on the other points raised in this?

Regards

Syed Sulaiman bin Adnan says:

Dear Xiaahmad, if we don't believe that Eisa(AS) still alive bodily in heaven then we wouldn't be talking about His descent, do we?

xiaahmad says:

The other points are not about his descend but about tricks of MGA and his fellows.

by the way even if some one believe ESA(AS) to be dead still MGA is not proven truthful.

Jesus(pbh): Dead or Alive?

By: Nadeem Quraishi

The author of this page is a Sunni Muslim. He is NOT a Qadiani.

This is not a Qadiani propaganda.

The accepted faith of most of the Muslims is that Jesus(pbuh) is alive in the Heaven. According to them Jews wanted to kill him on the cross and Allah raised him alive in the Heaven.

If you are one of the Muslims who believe in the faith mentioned above, you need to read along the rest of the discussion.

May I ask you: 'do you have evidence from the Quran to support your conviction that Jesus(pbuh) is alive and that he was raised alive?' Most probably you don't have evidence. You simply relied on an accepted opinion of the majority Muslims. Quite a few of you will come up with evidence(s) and that makes the entire discussion so much interesting.

I am trying to show you plenty of evidences from the Quran to prove that Jesus(pbuh) is not alive -- he is dead and that he was not raised alive in the Heaven. Unfortunately this may sound so much like a Qadiani propaganda. However, it is not a Qadiani propaganda and the author of this text is not a Qadiani. It is true that it was the Qadianis who for the first time proclaimed that Jesus(pbuh) is not alive in the Heaven, rather he died a natural death. Because originally it was a Qadiani thought, believing in this judgment seems like you are believing everything that the Qadianis proclaim. Then you fall prey to the curse that you are no more a true Muslim! So you play safe and reject any and all opinions propounded by the Qadianis.

Since the content of this discussion is vast, **I recommend you save the file in a disk, or have a copy printed at this time.** A hard copy will be more convenient in analyzing the issues and establishing your points for and against the debate.

I will show you how it is possible for traditional Muslims like you and I to believe in his death yet not be a Qadiani or Ahmadiya. I urge the readers to have an open mind and read through the critique.

For ease of argument, before I unfold my points, I want to declare the following:

- **That I believe there is no God but Allah, and Muhammad(pbuh) is His Rasul.**
- **That I believe Muhammad(pbuh) is the Last and the Final Nabi. No Nabi can come after him. Period.**

In reaching my conclusion I laid down few cardinal rules to follow. Let me see if you can follow the same rules with me:

- ☑ I believe in Total Quran – its entire message and teaching.
- ☑ I believe no verse in the Quran contradicts each other and there is no abrogation of verse(s). My understanding of the Quran will not attempt to contradict its message and teaching.
- ☑ I will not twist the meaning of verse(s) to reach a conclusion. Wherever possible, I will analyze and critique both schools of thoughts and show various possibilities of the subject.

We Muslims believe various matter mentioned in the Bible. We came to know of Adam, Jesus, Noah, Joseph, Moses and so many other prophets from the Bible. We believe in them because we find their reference in the Holy Quran. Believing in any of these prophets do not necessarily make us Christians. We came to know about creation of Adam from the Bible. We believe in it because we find similar reference in the Holy Quran also. Believing in creation of Adam did not make us Christian. Similarly, it may appear that only Qadianis believe that Jesus(pbuh) is dead. If we find proof of his death from the Holy Quran, we must believe it. Believing in Jesus'(pbuh) death would not make us Qadiani just as believing in creation of Adam did not make us Christian.

Another argument for not believing in death of Jesus(pbuh) is that most Muslims all over the world believe that he is alive in Heaven. Can they be wrong? Just because an opinion is widely accepted by the mass does not validate its authenticity. Billions of Christians believe Jesus is Son of God, so the concept must be correct, right? Wrong. Billions of Hindus and Buddhist believe in their respective religion to be correct, that does not make their religion correct or perfect. Again we know Hindus and Buddhist are wrong. Thus if a notion is upheld by popular opinion, such notion need not become absolute truth.

Natural Death of Jesus(pbuh)

Muslims all over the world uphold the Christian faith that Jesus(pbuh) is alive. The whole foundation of the Christian faith is rested on this concept and most Muslims overtly support their viewpoint. Somehow the Christian concept has infiltrated in Muslim faith long ago and now it seems it is part and parcel of Islamic concept.

Muslims take the help of two sites from the Holy Quran to obtain support for their viewpoint. The verses are 3:54 from *Surah Al-e Imran* and 4:157-158 from *Surah An-Nisa'.* We will give you correct translation of the verses, word for word, so that you can get the point. It is a sad that many Muslims blame the correct translation to be false and cite incorrect translations as authentic. We will show you several examples of correct and incorrect translations so that any

sensible person can find out the true picture.

Analysis of the verse 3:55 from *Surah Ale Imran*
In the verse 3:55 Allah says:

> 3:55 Behold! Allah Said: "O Jesus! I shall cause you to die and I shall exalt you towards me and I shall clear you of those who reject Faith, and I will make those who follow you above those who reject Faith - until the day of Resurrection. Then towards Me is your return, so that I shall decide among you as to in which you used to dispute.

They key words here are : **Ya Isa, inni mutawaffika wa rafi'uka ilaiya**
Meaning: "O Jesus! I shall cause you to die and I shall exalt you towards me….."

Interpretation of the word 'wafat':

The key word here is "wafat" . The most correct meaning of "wafat" is death, or take away soul. If soul is taken away from a person, it is nothing but death. The problem arises with regards to this verse, when Muslims refuse to interpret the meaning of "wafat" as death. Irony is that all scholars who translated the Holy Quran do agree "wafat" means death. **Each and every scholar translated the word "wafat" as death in at least 20 different instances** in their translations. However, in this particular verse, they interpreted the meaning as 'take away' and insinuate physical ascension. These translators did not hesitate to twist the actual meaning of the word of Allah to support Christian faith and to some extent weak Hadith narrated by Wahab bin Munnabba, Kab Akbar and one isolated Hadith by Abu Huraira.

While the Quran is the word of Allah, Hadith is word of a person. Hadith is not the words of Allah. A person can err, Allah can not err. That is why we often refer to some Hadith as Sahih Hadith - i.e. True Hadith. Because some Hadith may not be true. We don't say the same thing about the Quran that some of its verses are Sahih verse and some are doubtful! This fact itself indicates that a few Hadith are not absolutely correct. Hadith is the sayings of prophet Muhammad(pbuh), but the prophet himself did not write down the Hadith. Several generation after the death of the prophet, Hadith was compiled by scholars. In this process hundreds of Hadith were rejected as they appeared to be false. In the end when the scholars agreed that a particular Hadith is correct, it was compiled into a book.

In spite of this we consider some Hadith to be true and some as weak. Some Muslims even say that for one correct Hadith there are thousands of false Hadith. This boils down to the fact that there are few Hadith that are not true. Fact remains that Hadith is a collection of words of a person, by persons. Please don't misunderstand, I am not saying reject all Hadith.

My contention is that the position of the Quran is superior to Hadith. Whenever a Hadith comes to contradict a Quranic verse, the Quran must prevail, not the Hadith. But to most Muslims, the argument is Hadith has to be correct no matter what, because so many scholars unanimously certified that those are Sahih or True!!! So to ratify a Hadith, let the Quran become wrong or let one verse of the Quran contradict another verse, who cares? Let Allah's word be confusing and contradictory, a Muslim is happy because to him Hadith is absolute!!! What a shame!

In the verse 3:55, two conditions are stipulated about Jesus(pbuh):

first, **Allah will cause his Death,**

second, **he will be raised.**

The second condition can not take place till the first condition is met. In other words, before Jesus(pbuh) can be raised, first, he must die. Let us see various translations of the same verse.

Correct translation : **"O Isa! I shall cause you to die and I shall exalt you towards me…"**

Yusuf Ali :	"O Jesus! I will take thee and raise thee to Myself…"
Pickthall :	"O Jesus! Lo! I am gathering thee and causing thee to ascend unto Me..."
Rashad Khalifa :	"O Jesus! I am terminating your life, raising you to Me….."
Mohammad Sarwar :	He told Jesus, "I will save you from your enemies, raise you to Myself..."
M. H. Shakir :	"O Isa! I am going to terminate the period of your stay (on earth) and cause you to ascend unto Me"
Al-Hilali & M. Khan	"O 'Iesa (Jesus)! I will take you and raise you to Myself…."
Farooq-i-Azam Malik:	"O Isa (*Jesus*)! I am going to recall you (*from your mission*) and raise you up to Myself...."
Ahmed Ali:	"O Jesus! I will take you to Myself and exalt you….."

Critique: (****Most Correct, *** Fairly Correct. **Incorrect, *Grossly incorrect)

Yusuf Ali: "take thee" is not the appropriate meaning of "wafat". 'Take thee' may mean death in a literal sense, but looks like Yusuf Ali avoided the debate whether it was death or physical rising. Thus he left the issue with plenty of

conjecture. Elsewhere, wherever the word "wafat" was used in the Holy Quran, Yusuf Ali translated the word as "take soul" "die" or "death". But in this case he is in utter confusion. Rating ***

Pickthall: "Lo!" is an extra word interpolated in the Quran. "I am gathering" is way off the closest meaning of "wafat". Allah uses a future verb here, use of "I am" is grossly incorrect. Similarly, "causing" is a present verb and is wrong. By using "ascend" Pickthall is insinuating a physical rising rather than exalt in honor. Rating **

Rashad Khalifa: Use of present verb "I am" is wrong. Similarly, "terminating" and "rising" are present verbs and are wrong, however, use of terminating as meaning of death is more accurate than 'collect' or 'recall'. Rating ***

Mohammad Sarwar: He left out the word "O Jesus" in the translation. Here Allah addressed Jesus(pbuh) by name. To translate the word as Allah told Jesus is inappropriate. "Save you from the enemies" is extra word interpolated in the Quran! Sarwar totally omitted the word "warafiuka" in his translation, instead interpolated his own thoughts in the translation. Rating * or worse.

M.H. Shakir: "terminate the period of your stay (on earth)" is verbose. This could very well mean death, but when he added 'on earth' in parenthesis, his intention is obvious. He is not referring to death. Rather, Shakir is clearly referring to Jesus'(pbuh) tenure on the earth is over and now he is spending the rest of his life in the outside of the earth. Rating **

Al-Hilali & M. Khan: Translation is identical to that of Yusuf Ali. "take you" is not the appropriate meaning of "wafat". 'Take you' may mean death in a literary sense, but looks like Hilali & Khan avoided the debate whether it was death or physical rising. Thus he left the issue with plenty of conjecture. Elsewhere, wherever the word "wafat" was used in the Holy Quran, they translated the word as "die" or "death". Rating ***

Farooq Malik: Strong denial to use 'death' as the meaning - instead there is obvious suggestion that Jesus's mission is temporarily stopped, to be resumed in future! Far too many unwarranted words to justify his conditioned faith learned during childhood or in heresy. Use of 'recall from your mission' is nothing but clear suggestion that death did not occur. Rating *

Ahmed Ali: Utter confusion and awkward denial to use the word 'death'. Ali admits that Jesus will be exalted in status, but confused about what happened prior to exaltation. First Jesus will be taken to Allah and then exalted. Ali failed miserably in translating the sentence as presented by Allah. Rating *

From this analysis we can see how **these scholars have changed the words of Allah according to their own will and to support what they learned during their childhood and now they are conditioned to think that way.** Some have mistaken the correct use of verbs(Pickthall, Khalifa). Some have omitted key words and interpolated fabricated words (Pickthall, Sarwar, Malik) and passed it over as Allah's word! To derive a remote synonym for a

word is one thing (Yusuf Ali, Shakir, Al-Hilali & M. Khan. Malik) but to fabricate additional words and omit key words are gross act of negligence and corruption.

The most correct meaning of the word "wafat" is death. **Wherever in the Holy Quran the word "wafat" is used, all these translators derived the meaning as death**, except in this verse 3:55, where they don't see "wafat" as death!!!! What is the problem here? Why are they contradicting the meaning of 'wafat'? What stops them from translating the words of Allah in its true context? They are seeing imaginary words only to support heresy they learned during their childhood.

Here are some of the verses in the Holy Quran where Allah used the word "wafat". The verses are 2:234, 2:240, 3:193, 4:15, 4:97, 6:61, 7:37, 7:126, 8:50, 10:46, 10:104, 12:101, 13:40, 16:28, 16:32, 16:70, 39:42, 40:67, 40:77, 47:27 etc. **In each of the instances, all these scholars translated the word "wafat" as death, or a word very close to death** but none of them used a word to mean take away in alive condition. Let us examine some of the verses and see how these translators derived the meaning of "wafat" in these instances.

Verse 3:193

Yusuf Ali:	"…and take to Thyself our souls in the company of the righteous"
Pickthall:	"…and make us die the death of the righteous."
Khalifa:	".….let us die as righteous believers"
Sarwar:	"…let us die with the righteous ones."
Shakir:	"….and make us die with the righteous."
Hilali & Khan:	"……and make us die in the state of righteousness…."
Farooq Malik:	"…And make us die with the righteous."
Ahmed Ali:	"…And grant us (the glory of) death with the just."

Verse 4:15

Yusuf Ali:	"…until death to claim them…."
Pickthall:	"…until death take them…."
Khalifa:	"…until they die,…"

Sarwar: "…until they die…"

Shakir: "….until death takes them away…"

Hilali & Khan: "…until death comes to them…"

Farooq Malik: "…until they die..."

Ahmed Ali: "…until death ..."

Verse 7:126

Yusuf Ali: "…and take our soul unto thee as Muslims!"

Pickthall: "…and make us die as men who have surrendered."

Khalifa: "…And let us die as submitters."

Sarwar: "…let us die Muslims (submitted to God)."

Shakir: "…and cause us to die in submission."

Hilali & Khan: "…And cause us to die as Muslims."

Farooq Malik: "…And cause us to die as Muslims."

Ahmed Ali: "….that we may die submitting (to You)."

Verse 10:46

Yusuf Ali: "…or We take thy soul…"

Pickthall: "…cause thee to die,…"

Khalifa: "…or terminate your life…."

Sarwar: "…or you die…"

Shakir: "….or cause you to die…."

Hilali & Khan: "…. - or We cause you to die,- ….

Farooq Malik: "…Or cause you to die…."

Ahmed Ali:"…or take you to Ourself,..."

Verse 12:101

Yusuf Ali: "…take Thou my soul (at death) as one submitting…"

Pickthall: "… Make me to die muslim (unto Thee), …"

Khalifa: "…Let me die as submitter…"

Sarwar: "…cause me to die as a Muslim…"

Shakir: "…make me die a Muslim…."

Hilali & Khan: "…cause me to die as a Muslim…"

Farooq Malik: "… make me die as a Muslim …"

Ahmed Ali:"…let me die submitting to You."

You many go ahead and verify the translations of all other verses. If you do so, you will start discovering an emerging corruption (pardon me) by all the scholars. They misguided you by not translating a word correctly. Given all these facts, may we conclude that Jesus(pbuh) must die first before he can be raised?

Some Muslims say that 'wafat' here means death of Jesus(pbuh) after his descent from the Heavens in the later years. Good thing is that these Muslims do agree that 'wafat' means death! Please note, the verse here clearly denotes his relationship with his own people and not with any other people of the later days. The people of the later days would admittedly be followers of Muhammad(pbuh) and not of Jesus(pbuh). [Also see: Did Allah Say Jesus(pbuh) will Come Down?]

Interpretation of the word "rafa" – to raise/to exalt:

In the same verse 3:55 use of two words "wafat" and "rafa" may have led you to a double jeopardy. On top of that you are under constant influence of Christian doctrine. As a result you simply believe that Jesus(pbuh) did not die and instead was raised alive in heaven. In doing so, you are actually believing the Christian faith and failing to see the true teaching of the Quran. Not only that, now you are making one verse of the Quran contradict another.

The meaning of the word is 'to raise', 'to exalt'. In order to validate the Christian faith, first, you refuse to see 'wafat' as death, and then interpret 'rafa' as physical ascension. When these two incorrect interpretations are combined, you find that Jesus(pbuh) was raised to the heaven.

Let us examine the use of the word 'rafa' in the Quran. The word 'rafa' occurred many times in the Quran conveying a meaning of spiritual honor and exaltation. Please note carefully what Allah says in the verse. He is saying that **Jesus(pbuh) will be raised towards *Him*** and not **towards *Heaven*. So the question of Jesus(pbuh) being alive in the Heaven can not arise, because he was not raised in the Heaven.** In the literal context even if we think that he was raised bodily near Allah, question comes, where is Allah? Is He ensconced somewhere in the sky, in Heaven or in a throne like a king? Didn't Allah say that He is omnipresent – in other words, He is present everywhere? Would you say that Allah is confined in a physical body towards which He raised Jesus(pbuh)? Please answer, how can Jesus(pbuh) be raised to sky or Heaven when Allah said he will be **raised towards Him**. And that Allah is present everywhere (2:115); Allah is nearer to man than his heart (8:24); Allah is nearer to man than his jugular vein (50:16).

If that be true, then Jesus(pbuh) could not have been raised physically and bodily in to the sky. If really he was needed to be raised bodily towards Allah, then he could very well stay in Jerusalem, yet be near Allah - because Allah is present everywhere and in Jerusalem too.

This drives home the true meaning of the word 'rafa' – **exalt in honor and/or exalt in spiritual dignity**. This verse tells us that while the Jews were planning to kill him, (he will not be killed, rather) Allah will cause him to die a natural death and sanctify him against the charges of the enemies. Once again, please notice the sentence: Ya Isa, inni mutawaffika WA rafi'uka ilaiya… that is 'rafa' will take place only after the 'wafat'. 'Rafa' after death can not mean physical ascension, but only exaltation in rank. This is more implied when the words 'I shall clear you of those who reject Faith' are present with it. This shows that while Jews plotted heinous crime against him, and brought him utter disgrace and condemned him as a cheat and planned to put him to a shameful death on the cross etc. Allah will instead save him and exalt him in honor and dignity.

Since the use of the word 'rafa' raised Jesus(pbuh) alive, the use of the same word in case of other prophets must do the same thing! Ask yourself, if you know of any other prophet who was raised alive in the Heaven? None? What about Prophet Idris(pbuh)? Regarding Idris(pbuh) Allah says in *Surah Maryam* 19:57 as: And We raised him to an elevated state. (WA rafa'naa hu…). The use of 'rafa' here should prompt you to declare that Allah raised Idris(pbuh) in alive condition in the Heaven or at least to a place hanging high above. If we apply the same logic, in case of Jesus(pbuh), use of the word 'rafa' kept him alive for 2000 years; therefore the same use of the word 'rafa' in case of Idris(pbuh) must keep him alive for 2000 years or so. The problem now is about these two alive people in the Heaven – Jesus(pbuh) and Idris(pbuh). The Muslims already made stories and speculations that Jesus(pbuh) will descend from the Heaven in the later days, but what about Idris(pbuh)? Has

Idris(pbuh) come down already or when is he going to descend or is he going to stay there perpetually?

The word 'rafa' was used in different places in the Quran to mean spiritual honor and exaltation. Let us see some of the examples:

Great Prophets like Muhammad(pbuh) are exalted.
43:32 …And We have raised some of them above others in rank. (…WA rafa' na…)
94:4 And We have exalted for you your mention (…WA rafa' NA…)

Prophet Ibrahim(pbuh) has been exalted by Allah.
6:83 ….We exalt in degrees whom We please (…narfa'u darazaa…)

Prophet Idris(pbuh) has been exalted by Allah.
19:57 And We raised him to an elevated state. (WA rafa'naa hu…)

Righteous servants of Allah are raised in degrees.
6:165 …and He raises some of you above the others in degrees…. (…WA rafa' aa ba'dakum…)
7:176 And had We wished We would invariably exalted him; …. (…rafa'naa hu….)
56:3 It will abase it will exalt (…rafi'aah…)

All good deeds are raised towards Allah.
35:10 …all pure speech and all good deed, --He exalts it…. (…yarfa'uhu. …)

House of pious Muslims are raised high by Allah.
24:36 in (certain) houses which Allah has permitted to be raised up… (…an turfa'a WA yuzkara…)

From this discussion we see that no where the use of 'rafa' meant physical ascension. However, in 3:55 verse, you would interpret physical ascension just to validate the Christian faith. Whereas, if we honestly translate the word 'wafat' as death, then 'rafa' after death cannot mean physical ascension, rather exaltation in honor.

The tendency of Muslims is to destroy the teaching of the Quran only to validate the Christian dogma. Believe it or not, many Muslims approach the Quran like hypocrites – believe part of it and reject part of it. Muslims don't want to believe in the total Quran. When this is pointed out to you, your defensive answers are:

- *all Muslims believe Jesus(pbuh) was raised alive, so I also believe it* (I don't care what the Quran says);
- *if I believe Jesus(pbuh) was not raised alive, then I become Qadiani, and I don't want to be a Qadiani;*

- *my forefathers believed Jesus(pbuh) was raised alive, were they wrong? I would rather follow my forefathers* (instead of following the teaching of Quran).

I faced similar dilemma when I was approaching the truth. Eventually I was able to reconcile the verses of the Quran and not make one verse contradict another. I was able to come out of the influence of Christian faith in Islam and find out the true meanings. At this time I don't care what Qadianis say. My identity is Muslim, my religion is Islam and I believe what Allah and Rasul say.

My aim is not to blame you for believing in certain way. My aim is to show you that you have been kept in darkness, away from the truth. Unlike others, I am not jumping into conclusions by force, rather I am trying to show you the true picture, and leaving the decision to yourself. With this let us revisit two verses from *Surah Ale Imran*, 3:53-54.

3:54 And they made plotted and planned and Allah made His plans. And Allah is the most Excellent of the plan-makers.

3:55 Behold! Allah said: 'O Jesus! I shall cause you to die and I shall exalt you towards me and I shall clear you of those who reject Faith, and I will make those who follow you above those who reject Faith - until the day of Resurrection. Then towards Me is your return, so that I shall decide among you as to in which you used to dispute.

In case of each prophets, Allah made plans against plots made by oppressors. This is the practice of Allah to protect His messengers at the time of aggression of enemies. Allah protected Musa, Ibrahim, Yusuf, Lut, Muhammad (pbu them) to name a few. In case of Jesus(pbuh) snatching him away from the enemies and lifting him alive in the Heaven can not be called a subtle and better plan of Allah when neither was it in the power of Jews nor in the power of anybody to counter it. In fact a better and subtle plan can be designed against another plan when it is contrived in a parallel manner.

Analysis of the verses 4:157-158 from *Surah An-Nisa'*

Verse 4:157-158 from *Surah An-Nisa'* are the other two verses often analyzed to prove that Jesus(pbuh) did not die. Let us examine to see if the contention is valid one or a corrupt analysis.
In the verse 4:157-158, Allah says:

4:157 And (because of) their saying: "Surely we have killed the Christ - Jesus, son of Mary" the Mesenger of Allah, and they could not murder him, nor could they kill him by crucifixion, but he was made to resemble to them. And verily those who differ regarding him are certainly in a doubt about him. They have no knowledge about it but are merely following a

guess; and they could not kill him for certain;

4:158 Rather, Allah exalted him towards Himself. And Allah is Exalted in Power, most Wise.

...WA ma qataluhu yaqinan (157). Bal rafa'ahu-llahu ilaihi .....(158)

The Jews always claimed that they killed the Masih, the son of Maryam. Allah is telling Muhammad(pbuh) that although they claimed that they killed the Masih, in reality they could not murder him nor could they kill him by crucifixion. Then again, in the very same verse, Allah is telling that they could not kill him for certain.

Two types of death are being discussed here (a) a general murder (b) killing by crucifixion. The Jews wanted to cause either of the two types of death to Jesus(pbuh). Allah assures us that they failed to cause either type of death to him. *The traditional Muslim faith is that since Jesus(pbuh) was not murdered or killed by crucifixion, only possibility is that he is alive somewhere!!!* Muslims totally ignore the fact that Jesus(pbuh) could have died a natural death later on! **If Jesus(pbuh) died a natural death, it is still valid that the Jews could not (a) murder him or (b) kill him by crucifixion.**

Crucify vs. Kill by Crucifixion:

Your strongest argument is that this verse clearly tells ".... They could not murder him nor could they **crucify** him....". I have checked the translation of the word "swalabu" by Yusuf Ali, Pickthall, Hilali & Khan, Rodwell, Sarwar, Khalifa and Shakir. They all translated the word as "crucify" and not "kill by crucifixion." I would not say they are wrong. To understand the word 'crucify' you will have to apply your analytical mind.

The very intent of putting a person on the cross was to kill him as an evil or a wretched person. On few occasion if a person did not die on the cross, the Jews used to break his legs and hands and leave him to die. Jews would make sure that if a person was doomed for cross that person must die. Jews would not put a person on the cross and later let him walk away. So the meaning of crucifixion has an inherent sense of causing death thereby. Webster dictionary defines the word "crucify" as "to put to ***death*** by nailing or binding the hands and feet in a cross." In case of Jesus(pbuh) if the scholars translate the word as "crucify" they are not wrong. But if we interpret the meaning that he was never ever hanged on the cross, then we are missing the entire message. If we further say that Jehova or someone else was hanged in his place, then we are really messing up everything and failing to see the true message of the Quran.

Please look carefully at the verse. The question of "killing" is the issue. In response to the claim by the Jews that they killed Jesus(pbuh), Allah's reply is that (1) he was not killed or murdered in the normal fashion (2) he was not killed by crucifixion. This negates the possibility of Jews killing Jesus(pbuh) in any

manner whatsoever, supported by the very last sentence of the same verse: "they could not kill him for certain."

Invention of a story:

Although every attempt was done to prove that Jesus(pbuh) evaded death and was raised alive, because of verse 3:55, the Muslims could not prove conclusively that Jesus(pbuh) was raised alive. So they took the refuge of verses 4:157-158 to justify the belief. In order to substantiate the belief, now they invented a rambling story that has no support from the Quran. However, let us analyze the story.

According to the story, on the eve of actual crucifixion, a different person's features became exactly like Jesus(pbuh). The Jews mistook the other person (Jehova?) as actual Jesus(pbuh) and hanged the wrong person on the cross. We don't want to go into the debate of how absurd it is for person's features to get changed. Let us give the benefit of doubt by saying that the other person's features did not change but to the Jews it appeared so. They mistook the other person to be actual Jesus(pbuh).

Regardless of whether this story is true or false, regardless of whether Jesus(pbuh) was hanged on cross or not, fact remains that he could not have been raised before his DEATH, as testified by verse 3:55. If he was raised alive, then the verses 4:157-158 and 3:55 are in contradiction. The Muslim scholars will never want you find out that their preaching are contradictory and that they cannot conclusively reconcile these and several other verses.

Let me show you an extreme case of corruption. This translation is of verse 4:157, done by Hilali & Khan and published by the Saudi Government. They have placed Arabic text by the side of the English translation. Any naïve reader would think that the translation is representing the actual Arabic wordings. A naïve reader may further think that the combination of Hilali &Khan and Saudi Government must have produced correct teaching. On the contrary, it is incorrect and corrupt. You will be surprised to see the extent of manipulation. Let us examine:

> 4:157 Hilali & Khan :"And because of their saying (in boast) "We killed Messiah Isa (Jesus) son of Maryam (Mary), the Messenger of Allah," -but they killed him not, nor crucified him, but the resemblance **of Isa (Jesus) was put over another man** (and they killed that man)….

Please note carefully, Hilali & Khan translated the Arabic WA lakin subbiha lahum as "but the resemblance of Isa (Jesus) was put over another man". In the actual Arabic where are the words "of Isa" and "another man"? How dare Hilali & Khan put interpolated words inside the translation and surreptitiously suggest that these were "revealed text"? Did Allah reveal these words secretly to them, because apparently He forgot to reveal to Muhammad(pbuh) (nauzubillah!!!!). Or do they mean that they know better than Allah? Please note, Yusuf Ali, Pickthall, Shakir, Rodwell, and many others did not go this extreme. Only adamant and utterly corrupt people, including Hilali & Khan, may keep arguing that the translation is OK. Do I have to dig out the their eyes to show that "of Isa" and "another man" is not in there in the actual Arabic? They say this theory is based on some Hadith or Islamic consensus or something! Well, then put those interpolated and false words inside parenthesis, will you? Put all the babble and fraudulent stories as commentary in the footnote and not as translation. Don't fool the Muslims with this notion that all the junk and fabricated words are "revealed text". Suffice it say at this time that Hilali & Khan's this translation is corrupt, false and adulterated. This is just one example of how they are cheating Muslims, and naïve Muslims are digesting the falsehood.

If we leave aside the stories and concentrate on understanding the verse we will see a different perspective. In the verse 4:157 please notice carefully, WA lakin subbiha lahum means "He was made to resemble to them" or "it was made to resemble to them" or "a likeness of that was made for them" or "a similitude was made for them" -- not "someone was made to resemble him". In the sentences, "it" or "that" refers to the incident and not a person. So Jehova resembling Jesus(pbuh) can not arise. It was Jesus(pbuh) who was made to "resemble" to them. Resemble to the very issue in question here: likeness or similitude of death. The issue is not Jesus(pbuh) resembling a different person or a different person resembling Jesus(pbuh). Jesus(pbuh) was set up on the cross and he was made (by Allah) to resemble to them (as if he really died) by sending him to a comatose or fainted state.

The Jews took a fainted or comatose Jesus(pbuh) as dead. "Verily those who differ regarding him are certainly in a doubt about him." The word "differ" here refers to the those people who, at that time and later on refuse the clarification given by Allah that "…. They could not murder him nor could they crucify him….". It is also possible that they would differ with their original contention that "Surely we have killed the Christ - Jesus son of Mary". Question remains, why should there be confusion if they really, positively and absolutely killed Jesus(pbuh) by crucifixion? Remains of his body should have been somewhere in Jerusalem to prove their contention. However, based on the clarification

given by Allah, based on the fact that he lived till he had gray hairs (3:46, 5:40 - discussed next), based on various happenings after the incidence of crucifixion and in absence of any proof of his tomb in Jerusalem, they were in doubt whether these people really killed Jesus(pbuh) or not. This confusion among "those" people came up because after the incidence of crucifixion, they may have heard about Jesus(pbuh) talking, walking and mixing with his disciples (openly or secretly).

If they really killed Jehova taking him to be Jesus(pbuh), then his mortal remains or tomb should have been somewhere in Jerusalem. This tomb should have come to be recognized as the tomb of Jesus(pbuh). In reality there is no tomb in Jerusalem that was ever identified or can be identified (correctly or otherwise) as the tomb of Jesus(pbuh).

In Summary: The confusion arises because Allah said "…they did not crucify him.." What is important to understand is the word means 'to kill by crucifixion'. The reason Jews put a person on the cross is to kill him according to their custom. They would not put a person on the cross and later let him go away. So, the word "crucify" has an inherent meaning of killing by crucifixion. Killing by crucifixion was their intent, and with this intent they did put him on the cross, however, they failed to kill him.

Please read an interesting site about substitution theory: **Was Jesus Substituted on the Cross?**

Many Muslims say verse 4:159 indicates Jesus(pbuh) will come back. If you think so, please read an interpretation of the verse 4:159: **Interpretation of Verse 4:159**. If you think surah Zukhruf verse 43:61 says Jesus will come back please read **Jesus Sign of Hour**.

What Happened to Jesus(pbuh) After The Incidence of Crucifixion?

Evidences from the Bible and other authentic history tells us that Jesus(pbuh) was tried on the cross when he was 32 years old. For the sake of debate, if Allah did not raise him alive and if he did not die on the cross, what happened to him thereafter? Are there any evidence from the Quran? Trust me, there are evidences.

In *Surah Ale Imran*, Allah says:

> 3:46 And he will speak to the people in the cradle and then of **gray-haired age** and (he will be) one of the righteous
>
> 5:110 ... you speak to the people in the cradle and in **old age**.....
>
> 23:50 ... We sheltered them in a high ground having meadows and springs.

Various commentators of the Quran do agree about the use of words 'gray-haired age' and 'old age'. However, they contend that old age refers to the time

when he will descend from the sky. As we can see from this discussion, Jesus(pbuh) was not raised alive in the Heaven and he is dead. This gray hair age must have happened while he was still living during his time, some 2000 years ago. Then Allah also tells us that Jesus(pbuh) was later on sheltered in a place full of meadows and springs. These verses supports other verses and we can further ascertain that Jesus(pbuh) survived the incidence of crucifixion and lived up to old age.

Is Jesus(pbuh) Alive?

All traditional Muslims join the Christians and declare that Jesus(pbuh) is alive in Heaven. Muslims say that Allah raised Jesus alive and placed him beside Himself. If that is true, then today, his age is nearly 2,000 years!!! How is it possible for a man to live that long ? A Muslim will say, why not, if Allah wishes, He can do anything. No doubt about it, yes, Allah is the Almighty, and He has the capability to do anything. But the question is will Allah do this? Will Allah break the rule of nature? Will Allah break the same rule that He has set forth? Let us investigate this issue here:

> 67:3 Who has created the seven heavens in harmony. You can not see in the creation of the Rahman any inconsistency. Then turn again the gaze. Do you see any crack?

> 67:4 And then turn again the search once more, the eyesight will return to you defeated, while it is fatigued.

There are several other verses where Allah says there is no change in the course of Allah, that there is uniformity in the law of nature.

> 17:77 … And you will not find any change in Our course.

> 30:30 … there is no altering in the creation of Allah

> 33:62 … and you will not find any alteration in the course of Allah.

> 35:43 … But you will never find any change in the course of Allah and you will never find any shifting in the course of Allah.

> 48:23 the law of Allah which has been in operation from before, and you will never find any change in the course of Allah.

Which law of Allah has been in operation since before? Is it just the law of earth moving around the sun and movement of the planets and nothing more? What would you say about the law of birth, senescence and death? Don't you agree that even birth and death are laws of Allah? That flower bloom, wind blows, day and night happen, sunrise and sunset—everything is in accordance to the law of Allah. Then Allah testifies you will never find any change in the course of

Allah. Had there been a change, don't you think Allah would have specifically told us so?

If Jesus(pbuh) is alive in the Heaven, his age today is more than 2000 years!! How can he live that long defying rules and laws set forth by Allah? Are we not making words of Allah contradict when we say in case of Jesus(pbuh) Allah changed his law and made him live that long? This brings us to the next question: can a person live that long? Let us see what Allah has to say about it.

16:70 And Allah creates you, then He causes you to die; and among you someone is caused to return to the worst of the age, resulting in his not knowing anything after knowledge. Allah is truly all Knowing, most Capable.

22:5 … And of you is one who is caused to die, and among you is one who is turned back to the worst part of life until he does not know anything after having known...

36:68 And whomsoever We lengthen life, We reverse him in constitution

These verses tell us that whoever lives too long, Allah returns them as crippled and not knowing anything after knowledge. This is more like a cycle of life. Birth --> Infancy --> Childhood --> Adulthood --> Old age. At very old age, a person reverts to a state much like infancy, depending on assistance for almost every daily routine: eating, bath, walking, toilet etc. As if Allah reverts the person in constitution (36:68) and makes him another infant. Like an infant, at this time he does not remember things and has no knowledge of events around him.

In this context, if Jesus(pbuh) is allowed to live that long, by now he is so crippled and in the worst part of life that there is no use of him to come back and do anything for Islam. In fact he cannot do anything worthwhile at that age.

Thus you can see, when a Muslim denies the death of Jesus(pbuh) he is putting so many verses of the Quran to contradict each other. Most Muslims don't realize that they are putting one verse to contradict another. When it is pointed out to them, they get so alarmed that now they try desperately to justify themselves. They successfully justify themselves, however, in the process first they invent several ridiculous stories, then they mutilate the translation to gain support for these stories and then they approach the Quran like hypocrites – believe part of it and reject part of it. They interpolate new words in translation as if these were Allah's words and refrain from correctly translating a particular word. The Quran cannot support the stories they invent. Rather these rambling stories contradict the Quran again and again. It is sad that Muslims don't want to believe in the total Quran.

Proof of Death of Jesus(pbuh)

There are several convincing proofs in the Quran regarding death of all living being and particularly all Rasuls. Most Muslim don't like to pay attention to this for various reasons, mainly due to fear of being caught in double jeopardy regarding Jesus(pbuh) death. If one does not believe in these verses and teachings, then he is in a way rejecting part of the scripture and believing in those parts that suits him. Like a hypocrite.

Let us begin with the verse from *Surah Ma'idah* where Allah says as under:

5:75 The Messiah, son of Maryam, was none but a Rasul, surely the Rasuls have passed away before him. And his mother was a truthful woman and they both used to take food…

Among other things, this verse tells two things:

(1) **Jesus(pbuh) was only a Rasul,**
(2) **Rasuls before him have passed away.**

Based on this, we can interpret that since all Rasuls before Jesus(pbuh) passed away, he too will pass away. Both you and I agree to this, but the question is when he will pass away? I say he passed away after spending his normal life, you say that he is alive and eventually he will pass away when he will come back on the earth, revive Islam and so on. It is important to understand the meaning of the words 'passed away'. If you think 'passed away' do not mean 'death', then there must be other prophets who are alive. You must specifically tell us which other prophet(s) before Jesus(pbuh) did not die and living at that time. Since we know that all prophets before Jesus(pbuh) are dead, the use of words 'passed away' clearly means death.

If the above verse is not all convincing to you, let us explore another verse from *Surah Ale Imran*. In the battle of Uhud, prophet Muhammad(pbuh), leading the Muslim army, fell down injured. A rumor spread that Prophet has been killed. The Muslims were in despair and brokenhearted. At that moment, in order to instill confidence and boost morale of the Muslim army, a revelation came saying:

3:144 Muhammad is no more than a Rasul, surely the Rasuls before him have already passed away. If then he dies or be killed, will you turn upon your heels?…

Among other things, this verse tells two things:

(1) **Muhammad(pbuh) was only a Rasul,**
(2) **Rasuls before him have passed away.**

In the verse 5:75, we know that all Rasuls before Jesus(pbuh) died, but right now based on this verse alone we are not sure about him. Then in verse 3:144, we further come to know that all Rasuls before Muhammad(pbuh) passed away. We already concluded 'passed away' in the verse 5:75 meant 'death'. In this verse, the meaning of 'passed away' is very clearly given by Allah as (a) he dies, (b) be killed. So by 'passing away' Allah meant death and killing and nothing else. Thus we can conclude that the use of the same word in verse 3:144 can not mean anything different other than death. If Jesus(pbuh) was an exception and did not pass away, Allah surely would have mentioned it. It is not a small exception by any means.

These two verses are so convincing and unambiguous that there should not be any doubt about his death! But alas! Muslim people have tremendous hesitation in accepting the words of Allah! The verse conclusively proves that Jesus(pbuh) who arrived more than 600 years earlier to Muhammad(pbuh) has definitely passed away.

Remember, if you don't believe the teaching of the verses, you are not believing the total Quran. When the verse 3:144 was revealed, if the Muslims had any knowledge that Jesus(pbuh) was still alive, they would have raised a question.

Much later, when Prophet Muhammad(pbuh) actually died, it was hard for Muslims to accept the sad news. Thinking that it was conspiracy of the rumormongers, Hazrat Umar (r) drew his sword and declared that whosoever would say that Muhammad(pbuh) was dead, he will behead him. At this critical situation, Hazrat Abu Bakar arrived, seeing the critical situation, he went into the hut of the Prophet and ascertained the truth. Then he came out and recited the same verse from *Surah Ale Imran* 3:144 and further declared that whosoever wants to worship Muhammad, let him know that he is dead, and whosoever wants to worship Allah, let him know that Allah is all abiding.

This incidence conclusively proves that all the companions of the Prophet and Caliphs knew that all Rasuls before Muhammad(pbuh) had died. If the companions believed that Jesus(pbuh) was still alive, then at least someone would have raised a point here.

If this is not enough, let us explore more verses. From verse 5:75 above, we already know that "the Messiah, son of Maryam was none but a Rasul…". Let us see what Allah tells about Rasuls in general.

In *Surah Al-Anbiya'* verse 21:7-8, Allah declares:

21:7 We did not send before you (O Muhammad(pbuh)) any but man to whom We sent revelations; therefore you ask the followers of the Reminder if you do not know

21:8 And We did not give them bodies not taking food and **neither are they abiding**

Among other things, the important findings from these verses are:
(1) **All Rasuls were human beings**
(2) **Their mortal bodies sustained on food**
(3) **They are all dead**

The Quran categorically tells that all prophets were human being, they were not superhuman or god. Because they were human beings, whatever is natural to a human being has to apply to them as well. All human being eat food for sustenance, so also all Rasuls were dependent on food for sustenance of their physical bodies.

25:20 And We did not send before you any the Rasuls, but they surely ate food and walked through the street.

Whatever applies to human being has to apply to Rasuls also. Emphasis on such mundane thing like eating food and walking on street suggest that there is nothing extraordinary in their lives. They are just like any other human being. This is true about their life and death. Once again, I must reiterate that if you don't believe in the death of Jesus(pbuh) you are putting all these verses to contradict each other. Not only that, you are believing only part of the Quran that suits you and rejecting other part that does not fit your notions and Christian dogma.

Yet Another Proof

There is one verse in the Quran where Jesus(pbuh) summarizes his relationship with his people.

The verse is from *Surah Ma'idah* 5:116-117.

5:116 And behold! Allah will say: 'O Isa, son of Maryam was it you who said to the people (-- the Christians, especially the Roman Catholic) "Take me and my mother for two deities besides Allah?" He will say: "Glory to be to You! It is not fit for me to say what is not right for me (to utter). If I had said that, You would then have known it indeed. You know what is in my mind, while I do not know what is in Your mind. Surely you are the great Knower of hidden matter

5:117 "I did not say to them anything except about what You had ordered me, namely, "serve Allah, my Rabb and your Rabb" and I was witness over them so long as I was with them, but when you **caused me to die** (wafat), You were Watcher over them. And You are a Witness over all things

This is another definite evidence of death of Jesus(pbuh). On the Day of Judgment Allah will question Jesus(pbuh) whether he taught his people to take him as a god. Jesus(pbuh) will reply that he did not teach so, and he bears witness that during his lifetime his people did not take him and his mother as gods besides Allah, but he does not know what they did after his **death**.

We all know that Christians do regard Jesus as Son of God and Mary as a goddess. If Jesus(pbuh) is alive, this should not have happened. How to reconcile this verse? According to the verse, the Christians were supposed to take Jesus and his mother as deities only after his death (wafat)!! And his death is yet to happen!!!! The answer is if this has to happen, then according to the verse Jesus(pbuh) must have died. It is only after his death people accepted him and his mother as god and goddess.

The key word here is 'wafat' - death. Falamma tawaffai tani - that is, 'but when you caused me to die.' Those who don't want to believe in the message, translate it saying that 'when you took me away' thereby suggesting that when he was raised alive. Thus when Jesus(pbuh) was not with them physically, they started accepting him and his mother as god and goddess.

This is yet another instance where the meaning of 'wafat' is not taken in its true context. We already discussed above that the scholars and translators of the Quran interpreted the meaning of the word 'wafat' as death but in one or two instances they twist the meaning and suggest physical ascension. [See: Interpretation of the word 'wafat'.]

Did Allah Say Jesus(pbuh) Will Come Down?

Based on two different verses you believe Jesus(pbuh) was raised bodily in Heaven. If that is so, he has to come down one day. At least you believe he will come down one day. **Please show me just one verse where Allah said He will send him back.** The verse should be at least as clear and precise as the those where Allah said Jesus(pbuh) will be raised. If you find one, please e-mail me back. If you think verse 4:159 is **THE** verse about his Second Coming, please read the following sites by the same author: Interpretation of Verse 4:159 and Jesus Sign of Hour.

There is absolutely no verse in the entire Quran where directly or indirectly Allah said anything about Jesus(pbuh) coming back later days. Since Allah did not say anything about Jesus(pbuh) coming back, where and how did you come up with the story?

Your contention is that Allah specifically said Jesus(pbuh) was raised alive in the Heaven! My argument is in that case Allah must specifically tell us when and where Jesus(pbuh) will come down. Allah can not just leave the matter unanswered. It is a serious matter. Allah can not leave such an important and

serious matter to be answered outside of the Quran by a Hadith or Christian commentary or an Islamic Fatwa.

Brothers and sisters of Islam, please note here that in the Quran Allah has spent plenty of time and space to narrate about Jesus(pbuh), his birth, his mother Maryam, his childhood, his bringing up, his death and so on. In case of few other prophets Allah has given so much details. And then do you think Allah just forgot to mention about his coming back, especially keeping him alive for more than 2000 years?

Are you Contradicting?

Briefly speaking, let us find out who is contradicting. If you say Jesus(pbuh) did not die, then you must admit the Quran is full of contradiction. Whereas Allah clearly told us there is no discrepancy between different verses:

4:82 Do they not then ponder over Quran? And had it been from other than Allah, they would surely have found therein a much discrepancy.

86:13-14 Verily this (- the Qur-an) is a conclusive discourse, and it is not a thing of joke.

Facts from the Quran	If you believe Jesus(pbuh) is alive, then
All Rasuls before Muhammad(pbuh) passed away (3:144)	This is a serious contradiction
Meaning of the word 'wafat' is death in more than 20 different verses in the Quran	Use of the word 'wafat' in 3:55 and 5:117 are serious exceptions and contradictory.
Christians would regard Jesus(pbuh) and his mother as God ONLY after his death (wafat) (5:116)	The verse is contradictory since the Christians have been considering Jesus(pbuh) and his mother as god for a long time.
Laws of Allah has been in operation from before (48:23)	He has defied the law and put the verse in contradiction
You will not find any alteration in the course of Allah (33:62)	This is a serious alteration in the course of Allah. A man is alive for over 2000 years. The verse is contradictory.

Several verses say there is no inconsistency in the law of nature and law of Allah (67:3-4; 17:77; 30:30; 33:62; 35:43; 48:23)	All these verses are in serious contradiction - for no man can live that long!!
Allah will first cause Jesus'(pbuh) death and then raise him (3:55)	How did he get raised before his death? This is a serious contradiction.
Whomsoever Allah grants long life - He reverts them to worst age and the person forgets all the knowledge (16:70)	By now Jesus(pbuh) has no knowledge of anything at all. How can he come back and do any good for Islam?
All Rasuls before Muhammad(pbuh) are no more abiding - or alive (21:8)	This verse is in serious contradiction.
Mortal bodies of all Rasuls sustained on food (21:8).	Somebody must tell who is providing food for Jesus(pbuh)
Whomsoever Allah grants long life, He reverts them in constitution (36:68)	Jesus(pbuh) must have been reverted in constitution - he is fragile, crippled - dependent on others like an infant.
There is no inconsistency in the creation of Allah. The more we search for inconsistency, the more the eye will come back fatigued, but we won't find any inconsistency (67:3-4)	This itself is the biggest inconsistency in the creation of Allah. A man is living for 2000 years!! The eyes are not fatigued yet, but we seem to have found utter incoherence in Allah's words!!!

It is up to you to summarily reject the arguments because it appears like a Qadiani or Ahmadiya debate. Once again I am reminding you, you don't have to become a Qadiani or Ahmadiya to believe in the total Quran. In order to reject the Qadianis or Ahmadiyas, you are trying to burn your own house. For one brief moment, can you leave the Qadianis alone and think over the whole message. How come the way you understand the Quran cannot justify two verses, how come they way you understand the Quran is full of contradiction, how come the Quran is full of so many mismatch?

Once again, I will request you, go back to the content of the table above, and first justify each of the verse.

The Great Dilemma

I know in spite of all the discussion, it is extremely difficult for you to come out and accept the truth. Deep inside something is prohibiting you from accepting the logical discussion. Many of you will say all these are wrong interpretation. Your mind will prompt you to say these are falsification of the teaching of the Quran. Please read again and tell me which part is false, where did I misguide you, where is the forgery. There is no forgery.

That is why I requested you to have a hard copy of the page handy so that you can go back again and again to check each analysis. There are other sites mentioned at the bottom of the screen, please read those topics too.

Please think about it: If you do not believe that Jesus(pbuh) is dead, then you must come up with concrete evidences from the Quran and only from the Quran. You must conclusively reconcile all the verses that I mentioned in my discussion. Please don't say such and such scholar told that he is alive!!!! Please don't say such and such book clearly tells that he is alive!!!! Please don't say such and such Fatwa testifies that Jesus(pbuh) is alive!!!! To validate the words of these scholars, are you going to shatter the words of Allah? Please don't give greater value to a man-made book over that of divine scripture.

Please have courage to accept the truth. It has nothing to do with Qadianism. You are not converting in to Qadiani faith. This is not a Qadiani propaganda.

Last of all, what about the prophecy that Jesus(pbuh) will come back to the earth in the later days and revive Islam? After the above discussion, we can conclude that a dead person can not come back no matter what. This is against the principle of Islam. The Original Jesus(pbuh) - the prophet can not and will not come back in the later days. Period. However, in fulfillment of various prophecies, it is possible for another person to come Jesus's spirit and do something for Islam. This is outside the scope of current debate.

Conflicting Hadith:

Many readers responded back with several Hadith narrating Jesus(pbuh) will come back and do something. The readers are unable to discard those Hadith or justify their validity.
If we take the literal meaning then these Hadith fails to satisfy the common sense. However, most of these Hadith may be interpreted in allegorical sense and not in their literal sense.

A few absurdities are: Jesus will fight with a sword (in 21st century or later! Come on, give me a break.); Jesus will land on the Minaret (why not on the ground); Jesus will kill a swine and break a cross (what purpose will it serve, or does it mean one swine and one cross is standing in the way of Islam? Or will he kill all the swine in the world and break all the crosses, a formidable job indeed.); Jesus will end the jijya (where is jijya practiced today, is it in Syria? Then why not stop it before his advent, so that his mission will be easier. Does

it mean he will confine his mission only to Syria? What about the fiscal policies of the rest of the countries, will he interfere with them?).

The Dajjal is viewed by many as an individual. Jesus is supposed to kill the Dajjal. The attributes of Dajjal-the individual fail to satisfy any reasoning. Quran is not very clear about Dajjal (Gog and Magog). Dajjal will be faster than cloud, he will command barren land to grow vegetables, on his command milch animals will produce abundant milk, he will occupy most peoples house, he will command the sky and rain would fall, his followers will live in abundance etc. statements are probably NOT referring to an individual, rather a government, a superpower or may be a system. It could very well be America. Please recollect all the attributes of Dajjal and see if you can find likeness with what is happening in America and what the government practices there. Many scholars indicated similar notion. They think Dajjal would not be a singular individual, rather a superpower government or country. I leave this debate up to you.

The purpose of the website is not to discuss the Dajjal rather drive home this point that Jesus(pbuh) is dead.

Jazakumullahu Khayran

All comments to nadeem_quraishi@hotmail.com

Interpretation of Verse 4:159

by Nadeem Quraishi

The interpretation of this verse has eluded many a scholars, including several commentators of the Qur-an. The reason it eluded the scholars is plain and simple: they believed Jesus is still alive. According to their understanding since Jesus is alive, reference to his death in this verse is alluding to the event after his so called Second Coming.

In Yusuf Ali's translation of the Qur-an he mentioned, "interpreters are not agreed as to the exact meaning *of before his death".* Then he went on to describe observations made by one school of thought, but cleverly avoided the whole debate by not giving a correct interpretation. He has thus purposely mislead people to believe that a Second Coming is a possibility. If the Second Coming is so important, the Qur-an would have mentioned it - but the Qur-an is absolutely silent about it.

Let us investigate a few sample translations of the verse:

Yusuf Ali	And there is none Of the People of the Book But must believe in him Before his death; And on the Day of Judgement He will be a witness Against them -
Pickthall	There is not one of the People of the Scripture but will believe in him before his death, and on the Day of Resurrection he will be a witness against them -
M. H. Shakir	There is not one of the followers of the Book but most certainly believe in this before his death, and on the day of resurrection he (Isa) shall be a witness against them.
Muhammad Asad	Yet there is not one of the followers of earlier revelation who does not, at the moment of his death, grasp the truth about Jesus; and on the Day of Resurrection he [himself] shall bear witness to the truth against them.
A. J. Arberry	There is not one of the People of the Book but will assuredly believe in him before his death, and on the Resurrection Day he will be a witness against them.
Ahmad Ali	There is not one among the people of the Book who will not believe in it before his death; and he will be a witness over them on the Day of Resurrection.
Farooq	There is none of the People of the Book but will

Malik	believe in this fact before his death; and on the Day of Resurrection *Jesus* will bear witness against them.
Zohurul Hoque	There is none of the People of the Scripture who will certainly but believe in this before his death. And on the day of Awakening he will be a witness against them.

The key point in the verse as I see is the meaning of the word "bihi" in the phrase layu'minanna bihi. Yusuf Ali and Pickthall have translated the word "bihi" as in him, whereas many others have translated it as **in it**. Both translations are correct. However, in the given context, it will be incorrect to translate it as in him and not as **in it** beacuse of the second part of the verse, discussed below.

When the word "bihi" in the phrase layu'minanna bihi is translated as **in it**, we find that the verse is referring to an incident and not a person. The incident is already mentioned in the verse 4:157 that the Jews neither could kill him nor could they crucify him. But it was made to resemble to them and that they were in doubt about it. I request readers to take any translation and read verses 4:157 through 4:159 in this light. This verse is not out of context here, it is in continuation of the incidence mentioned in 4:157.

The second part of this verse is crucial: **And on the Day of Judgement He will be a witness against them.** All the above mentioned scholars translated this part of the verse without any significant difference. Three factors are mentioned here 1) Jesus will be a witness, 2) Jesus will be a witness AGAINST them, 3) Jesus will be a witness on the Day of Judgement. If we consider that People of the Book will believe in HIM (Jesus), then why should Jesus be a witness AGAINST them?? This would be totally unfair and unbecoming of a prophet to be witness against those very people who believed in him (and his messages). Therefore, we must conclude that Jesus will be a witness against those people who believed that he died on the cross. In addition, he will be a witness on the Day of Judgement. Why is this important? Because **there will be no renewed interaction between the People of the Book and Jesus till the Day of Judgement**.

Based on all these arguments, the issue here is NOT believing in him but **believing in the incidence**. When this interpretation is interpolated in the translation we can see 4:159 as:

> **There is none of the People of the Book who will assuredly but believe in this/it** (that Jesus died on the cross) **before his** (actual) **death. And on the day of Resurrection he will be a witness against them.**
>
> *or*
>
> **All of the People of the Book will most certainly believe in this**

(that Jesus died on the cross) **before his**(actual) **death. And on the day of Judgment he will be a witness against them.**

In other words, the verse can be illustrated as: The Jews and the Christians will continue to believe that Jesus died on the cross but he died later on and not at the time of crucifixion. The message of the Quran has exposed this truth. On the day of resurrection he will be a witness **against** them.

This interpretation is accepted by many commentators as shown above. If this interpretation is accepted then there is no need to invent imaginary prophecy about a Second Coming. The Quran has not mentioned about Second Coming in any manner whatsoever.

Jesus: Sign Of The Hour? Analysis Of Verse 43:61 From Surah Zukhruf

by Nadeem Quraishi

Many Muslim readers who believe Jesus was physically taken up in the Sky/Heaven in living condition do feel moral obligation to bring him down.The verse 43:61 from Surah Zukhruf is often quoted by those readers to argue that it refers to the Second Coming of Jesus right before the Resurrection.

The following analysis attempts to explain the verse and put it in right perspective. It will be clear from the following discussion that inaccurate interpretation of verse 43:61 largely caused many Muslims to believe that the Qur'an supports Second Coming of Jesus. Before we begin, let us examine three sample translations from three illustrious commentators of the Qur'an. Also let us look at Yusuf Ali's explanation of the verse, since he is regarded as 'most reliable' contemporary commentator of the Qur'an.

Yusuf Ali	And (Jesus) will be A Sign (for the coming Of) the Hour (of Judgement): Therefore have no doubt About the (Hour), but Follow ye Me: this Is a Straight Path.
Pickthall	And lo! verily there is knowledge of the Hour. So doubt ye not concerning it, but follow me. This is the right path.
M. H. Shakir	And most surely it is a knowledge of the Hour, therefore have no doubt about it and follow me: this is the right path.

In the commentary to the verse, Yusuf Ali wrote:

This is **understood** to refer to the Second Coming of Jesus **in the Last Days before the Resurrection**, when he will destroy the false doctrines that pass under his name, and prepare the way for the universal acceptance of Islam, the Gospel of Unity and Peace, the Straight Way of the Qur'an. (emphasis added)

Among the classical commentators Ibn Kathir, At-Tabari, al-Qurtubi, Suyuti, al-Undlusi (Bahr al-Muhit), Abu al-Fadl al-Alusi (Ruh al-Maani) and many other clearly mentioned that the verse refers to the descent of Jesus before the Day of Resurrection, indicating plainly that Jesus would be the Sign of the Hour. Needless to say that all these scholars are eminent in their own merit, however, it is extremely important to appreciate that their subjective opinion cannot overrule the teaching of the Qur'an. Unfortunately vast majority of Muslims hold the opinions of these scholars are absolute and infallible and their opinions are final regarding interpretation of the Qur'an.

Most widely held opinion, agreed by all these scholars is that after the Second Coming, Jesus will rule the earth for 40 years and then die. Since Jesus is

considered to be the Sign of the Hour, on the merit of the above commentary by Yusuf Ali and all classical commentators, the Day of Resurrection should happen soon after the death of Jesus. In other words, when Jesus will come, billions of people would be sure about imminent happening of the Day of Resurrection, referred to as 'Hour' in the verse.

Knowledge of the Hour is only with Allah

The above interpretation clearly disregards some of the fundamental truth about the 'Hour' as mentioned in the Qur'an. Allah has specifically mentioned that the knowledge of the coming of the Hour is with Allah alone, none have any information about it, the Hour will come all of a sudden, no amount of persuasive research can determine when the Hour is going to come (7:187; 20:15; 3154; 33:63; 41:47; 43:85). If the Second Coming of Jesus were true, whenever it happens, billions of people would be certain the Hour is about to come, and possibly very soon after 40 years second-life of Jesus. The Second Coming of Jesus would summarily shatter the merit of the Quranic verses that none can have any information about it.

Below are some of the verses as translated by Yusuf Ali to show that the knowledge of the Hour is with Allah alone.

7:187	They ask thee about the (final) Hour - **when will be its appointed time**? Say: "**the knowledge thereof is with my Lord (alone)**; None but He can reveal as to when it will occur. Heavy were its burden through the heaven and the earth. Only all of a sudden it will come to you." They ask thee as if thou wert eager in search thereof: Say: "The knowledge thereof is with Allah (alone) But most men know not."
20:15	Verity the Hour is coming - **My design is to keep it Hidden** - for every soul to receive its reward by the measure of it endeavour.
31:34	Verily the **knowledge of the Hour is will Allah (alone)**….
33:63	They ask thee concerning the Hour: Say: **"The knowledge thereof is with Allah (alone)**: and what will make thee understand? - perchance the Hour is nigh!
41:47	To Him is referred the knowledge of the Hour (of judgement: He knows it all)….
43:85	…. With Him is the knowledge of the Hour (of Judgement)…..

No event and no information can alert when the 'Hour' is coming

The Qur'an has repeatedly emphasized that only Allah has the knowledge of the coming of the Hour. If the message in the Qur'an is true, and without doubt it is, the external clue of the coming of the Hour could not be obtained from alleged Second Coming of Jesus. No event can tell when the 'Hour' is coming. The theory of the Second Coming of Jesus as the sign of the coming of the 'Hour' is purely an idle conjecture that has nothing to do with the teaching of the Qur'an. It can be argued that even after the Second Coming of Jesus, the knowledge of the actual coming of the 'Hour' would still be with Allah and would be uncertain to people. In that case it can be argued that the Second Coming of Jesus does not herald the coming of the Hour. Therefore, the prophecy of the verse 43:61 cannot mean the Jesus will come before the Last Hour.

Evidently the verse 43:61refers to something different than what is popularly understood.

'Hour' is probably very near:

The Second Coming of Jesus is not needed to herald the advent of the 'Hour' since the 'Hour' is probably very near.

> **42:17**And what will make thee realize that perhaps the Hour is close as hand?

Signs of Hour have already come:

Why is there such frantic search for Jesus to come a second time to confirm the Hour is near? Signs of Hour have already come.

> **47:18**Do they only wait for the Hour - that it should come on them of a sudden? But already have come some tokens thereof, and when it is (actually) on them how can they benefit then by their admonitions?

Meaning of the Hour in verse 43:61

The term *saa'h* literally means 'hour', 'clock', 'timepiece', 'counter' etc. and when used in spiritual sense in the Qur'an, it also gives a sense of 'the Hour of Resurrection' as well as a sense of 'the hour of fulfillment of a promise'.

Wa 'innahuu la-ilmul-lis-Saa-'ti means 'and most certainly he/it is the knowledge of the Hour'

Various commentators of the Quran widely discussed the proper meaning of the pronoun 'hu' in 'innahu' in this verse. While some commentators think the pronoun refers to the person Jesus, others think the pronoun refers to the Qur'an. Needless to say vast majority of the Muslim interpret the pronoun in personal form and think it refers to Jesus who is the sign of the Hour. If the former interpretation were to be accepted, i.e. the pronoun refers to the person Jesus; it has to be used in context of (a) the time when Jesus was preaching among the Israelites or (b) when Awakening has already happened. Please

note that in the entire Qur'an mention of Jesus occurred in context of two clearly defined time setting:

(a) when he was a prophet among the Israelites, and

(b) at the time of Judgment when Allah would interrogate him.

There is absolutely no reference in the Qur'an of a third time period or any renewed interactions of Jesus and the people of the world at any other time. Therefore, if Jesus were to be the sign of the Hour, his appearance among the Israelites must be the onset of the Hour. But as we see "the Hour" has not happened at the appearance of Jesus. Clearly the term Hour is symbolically used to signal that he was the last prophet of the Israelites and with him ended the long chain of prophets in the lineage of Ishaq.

On the other hand if the pronoun 'hu' is used to mean the revelation of the Quran, it still remains that revelation of the Quran is the evidence that the prophethood shifted from the house of the Israelite to the brother-nation Ishmaelite. While interpreting the verse please use various translations of the Quran and verify the word usage for accuracy of translation. Then with an open mind please see if the above argument brings any significance.

Conclusion

Those who believe the Second Coming of Jesus as a fundamental Islamic creed know fully well that there is not a slightest hint inside the Qur'an to support their view. Such Muslims long back relegated the Qur'an to secondary status, to them the Ahadith is absolute and the commentaries of the classical workers are supreme. Feeling little frustrated, these Muslims nevertheless research the Qur'an to find if any verse can lend support to their foreign creed. The frustrated Muslims resort to verse 4:159 and verse 43:61 to burst in exuberance that the alleged Second Coming of Jesus is prophesized in the Qur'an. It must be remembered that the Second Coming of Jesus would be possible only if he was alive. Already throughout my article Jesus (pbuh): Dead or Alive I have pointed out several strong evidences from the Qur'an that Jesus is dead. It would not harm to go back and read the article all over again, provided the readers can remove their mental lethargy and inertia of analytical studies. May Allah guide all of us in the true spirit of Islam! Amin!

Death of Jesus in Quran - 5 Evidences

Nadeem Quraishi

(I invite the readers to join me in investigating the matter of death of Jesus in the light of Quran. Take a copy of Quran in Arabic or any translation you may prefer and follow the debate. Quran requests people to ponder over its message (47:24). I sincerely, knowledgebly and firmly believe and testify that there is no deity worthy of worshipping except Allah, and Muhammad(pbuh) is His last messenger. Before some zealous reader declares kufur judgement on me, remember that I testified Kalimah. Only Allah knows who is correct and perfect with his Imaan, so please do not pronounce your verdict and do not earn the wrath of Allah.

The Kalimah or Five-Pillars of Islam do not specifically recommend to believe Jesus is either alive or dead. The definition of a person having taqwa (al-muttakin) as given in various places also do not recommend to believe Jesus is alive or dead. So this factor is only secondary to your faith.

The reason for not believing in the death of Jesus is because originally Qadiani or Ahmadiyya groups propounded it. Let me assure you that I have no connection in whatsoever form with Qadiani or Ahmadiyya groups. However, if I read the Quran and try to understand it in its true spirit, I find the Quran clearly says, again and again, that Jesus is dead. If I believe Jesus is dead, all I am doing is following the teachings of the Qur'an. You can do the same, and still you will be a true Muslim by any means. It is a win-win situation. Brothers and sisters, please read the arguments and see the true teachings of Qur'an.)

Majority Muslims all over the world believe that Jesus(pbh) is alive in the Heaven. The accepted faith is Jews wanted to kill him on the cross, instead Allah raised him alive in the Heaven. This faith has been the subject of so much investigation that a consensus is difficult to reach. Those who believe and those who don't believe come up with various evidences to justify their point of view.

This page is intended to show you plenty of evidences from Quran to prove that Jesus(pbh) is not alive -- he is dead and that he was not raised alive in the Heaven. Yes, I know the evidences I will put forward will not be acceptable to most readers, although all the evidences will be from Quran. I can provide at least 25 evidences, but for ease of comprehending just five evidences may suffice. The purpose is to raise interest in the reader's mind and let them investigate the issue in more detail.

Evidence #1:

The verse in 3:55 Allah uses a word which means death or termination of life. And the way the sentence is framed, it is evident that death will be be ahead of raising. Let us read the verse before going any further:

إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ
ٱلْقِيَٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

3:55   Behold! Allah Said: "O Jesus! I shall **cause you to die** (wafat) and I shall **exalt** you
towards me and I shall clear you of those who rejects Faith, and I am going to
make those who follow you above those who reject Faith - until the day of
Resurrection. Then unto Me is your return, so that I shall judge among you as
to in that wherein you used to differ.

They key words here are : **Ya Isa, inni mutawaffika wa rafi'uka ilaiya**

Meaning: "O Jesus! I shall cause you to die and I shall exalt you towards me….."

In order to fulfil the prophecy, **first** death will happen, **second**, he will be raised. Allah did not say He will raise Isa in any manner before his death. This argument is based on the key word 'wafat'. The meaning of "wafat" is death, or take away soul. If soul is taken away from a person, it is nothing but death. The problem arises when with regards to this verse, Muslims refuse to interpret the meaning of "wafat" as death. Irony is that all scholars who translated the Holy Quran do agree "wafat" means death.   They translated the word "wafat" as death in at least 20 different instances. However, in this particular verse, they interpreted the meaning as 'take away' and insinuate physical ascension.

Fact remains that the above verse states death must happen first before ascension. If not, the verse is contradictory and false.

Evidence #2:

Let us read a very crucial verse 21:34 regarding death of our beloved Prophet Muhammad(pbuh).

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ ٱلْخُلْدَ ۖ أَفَإِي۟ن مِّتَّ فَهُمُ ٱلْخَٰلِدُونَ

21:34 We have not ordained abiding to any mortal before you (O Muhammad). What! Then, if
you die will they then be abiding?

The first part of the verse raises the question that if Muhammad(pbuh) being the most prominent Rasul has to die, how can previous Rasuls remain alive? Muslims kept Jesus alive in contrary to the obvious suggestion in the verse. However, same Muslims quickly come up with solutions. According to them the issue here is that of immortality. Jesus was not granted immortality, he will reamin alive for 2000+ years and later on die sometime in 21st, 22nd or 23rd century after his second coming!!! So the verse is valid either way.

Well, there can be desperate argument by those who say Jesus is alive. If this verse is viewed vis-a-vis 3:143, (see Evidence #4), all contention will come to an end.

Let us see another verse 19:31 where Jesus(pbh) is saying as under:

وَجَعَلَنِى مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَـٰنِى بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا
دُمْتُ حَيًّا

19:31 …. He has enjoined upon me Salat and Zakat so long as I live.

If Jesus(pbh) is alive in the Heaven in his physical body, then he has been performing Salat and paying Zakat. I am not keen to know if he is performing salat but my question is who is enjoying Zakat paid by Jesus? Is he paying the Zakat in the Heaven or to some one on the earth? I am sure you will agree that Zakat cannot be paid to Angels or to dead people. Zakat must be paid to people on this earth. Those who keep him alive cannot come up with convincing answers except for utterly illogical stories and rambling explanantions which I need not hear. Please apply your analytical mind and ask yourself about Zakat paid by Jesus. Do you see that if Jesus is alive, then this verse is somewhat irrational?

Evidence #3:

Verse 4:157-158 are often referred to drive home that Jesus(pbh) was raised alive in the Heaven. This is done mostly by resorting to manipulation and corruption in translation. Let me show one example here:

This translation is of verse 4:157, done by Hilali & Khan and published by the Saudi Government. They have placed Arabic text by the side of the English translation. Any naïve reader would think that the translation is representing the actual Arabic wordings. A naïve reader may further think that the combination of Hilali & Khan and Saudi Government must have produced correct teaching. On the contrary, it is incorrect and extremely corrupt!

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا ٱلْمَسِيحَ عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ ٱللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ
وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ لَفِى
شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًۢا

4:157 **Hilali & Khan** : "And because of their saying (in boast) "We killed Messiah Isa
(Jesus) son of Maryam (Mary), the Messenger of Allah," -but they killed him not, nor
crucified him, but the resemblance of Isa (Jesus) was put over another man (and
they killed that man)….

Please note carefully, Hilali & Khan translated the Arabic wa lakin subbiha lahum as "but the resemblance of Isa (Jesus) was put over another man". In the Arabic text given above, where are the words "**of Isa**" and "**another man**"? Surprisingly Hilali & Khan put interpolated words inside the translation suggesting that these were "revealed text". This is noting but gross corruption. Yusuf Ali, Pichthall, Shakir, Rodwell, and many others did not commit such extreme corruption.

Only adamant and corrupt people will keep arguing that the translation is OK. They say this theory is based on some Hadith or Islamic consensus or something! Well, then let them put those interpolated and false words inside parenthesis. Let them put all the meandering stories as commentary in the footnote and not as translation. Why people like Hilali and Khan are trying to fool the Muslims with this notion that all the junk and fabricated words are "revealed text"? This is just one example of how 'scholarly persons' are cheating Muslims, and naïve Muslims are digesting the falsehood.

If we leave aside the stories and concentrate on understanding the verse we will see a different perspective. In the verse 4:157 please notice carefully, wa lakin subbiha lahum means "He was made to resemble to them" or "it was made to resemble to them" or "a likenss of that was made for them" or "a similitude was made for them" -- not "someone was made to resemble him". In the sentences, "it" or "that" refers to the incident and not a person. So Jehova resembling Jesus(pbh) can not arise. It was Jesus(pbh) who was made to "resemble" to them. Resemble to the very issue in question here: likeness or similitude of death. The issue is not Jesus(pbh) resembling a different person or a different person resembling Jesus(pbh). Jesus(pbh) was set up on the cross and he was made (by Allah) to resemble to them (as if he really died) by sending him to a comatose or fainted state.

Jesus(pbh) survived the incidence of crucifixion and lived up to gray haired age (3:45, 5:40). Later on he was sheltered in a land full of meadows and springs (23:50). This proves he was not raised at the time of crucifixion. It is important

to understand that if Jesus(pbh) was not killed or crucified, he still could die a natural death. There is no need to send him to the Heaven to save him from enemies.

If they really killed Jehova taking him to be Jesus(pbh), then his mortal remains or tomb should have been somewhere in Jerusalem. This tomb should have come to be recognized as the tomb of Jesus(pbh). In reality there is no tomb in Jerusalem that was ever identified or can be identified (correctly or otherwise) as the tomb of Jesus(pbh).

Evidence #4

In the battle of Uhud, prophet Muhammad(pbuh), leading the Muslim army, fell down injured. A rumor spread that Prophet has been killed. The Muslims were in despair and broken-hearted. At that moment, in order to instill confidence and boost morale of the Muslim army, a revelation came saying:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ
قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ

3:144 Muhammad is no more than a messenger, surely the messengers before him have already
passed away. If then he dies or be killed, will you turn back upon your heels?…

Among other things, this verse tells two things:

(1) Muhammad(pbuh) was only a Rasul,
(2) Rasuls before him have passed away.

In this verse, the meaning of 'passed away' is very clearly given by Allah as (a) he dies, (b) be killed. So by 'passing away' Allah meant death and killing and nothing else. Thus we can conclude that the use of the word can not mean anything different other than death. If Jesus(pbh) was an exception and did not pass away, Allah surely would have mentioned it. It is not a small exception by any means.

Much later, when Prophet Mohammad(pbuh) actually died, it was hard for Muslims to accept the sad news. Thinking that it was conspiracy of the rumormongers, Hazrat Umar (r) drew his sword and declared that whosoever would say that Muhammad(pbuh) was dead, he will behead him. At this critical situation, Hazrat Abu Bakar arrived, seeing the critical situation, he went into the hut of the Prophet and ascertained the truth. Then he came out and recited the same verse from Surah Al-e Imran 3:143 and further declared that whosoever wants to worship Muhammad, let him know that he is dead, and whosoever wants to worship Allah, let him know that Allah is all abiding.

This incidence conclusively proves that all the companions of the Prophet and Caliphs knew that all Rasuls before Muhammad(pbuh) had died. If the

companions believed that Jesus(pbh) was still alive, then at least someone would have raised a point here. Also check out Evidence #2 once again.

Evidence #5:

If Jesus(pbh) is alive in the Heaven, his age today is about 2000 years!! How can he live that long defying rules and laws set forth by Allah? Are we not making words of Allah contradict when we say in case of Jesus(pbh) Allah changed his law and made him live that long? Can a person live that long? Let us see what Allah has to say about it.

وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّىٰكُمْ ۚ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ
أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ

16:70 And Allah creates you, then He causes you to die; and among youis he who is
brought back to the worst of the age, so that he knows nothing
after knowledge. Allah is truly all Knowing, Powerful.

وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ لِكَيْلَا
يَعْلَمَ مِنۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا

22:5 … And among you there is he who dies, and among you is one who is turned
back to the worst stage of life until he does not know anything after having known...

وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى ٱلْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ

36:68 And whomsoever We cause to live long, We reverse him in constitution

These verses tell us that whoever lives too long, Allah returns them as crippled and not knowing anything after knowledge. This is more like a cycle of life. Birth -- Infancy -- Childhood -- Adulthood -- Old age. At very old age, a person reverts to a state much like infancy, depending on assistance for almost every daily routine: eating, bath, walking, toilet etc. As if Allah reverts the person in constitution (36:68) and makes him another infant. Like an infant, at this time he does not remember things and has no knowledge of events around him.

In this context, if Jesus(pbh) is allowed to live that long, by now he is so crippled and in the worst part of life that there is no use of him to come back and do anything for Islam. In fact he can not do anything worthwhile at that age. If it is difficult to comprehend, then it is possible that the above verses are false.

The arguments above are not intended to agitate the readers in any manner. Rather the idea is to let them think independently and come up with best solution. There is absolutely no verse in the Qur-an that tells Jesus(pbh) will come back in a later day. The second coming of Jesus(pbh) is largely based on a few Hadith. In order to validate the Hadith, most Muslims do not hesitate to twist the meaning of the Quran. To them the Hadith is absolute, and Quran is secondary! They would not express it, but their faith and action proves it. They would vehemently protect Hadith at the cost of Quran.

If a reader refuses the validity of the arguments above, I have no problem. I am responsible to Allah for my conduct and you are for yours. May I request you to read one or two sites listed below? Again, unless it fully convinces you, you need not believe everything . I am trying to arouse your rational thought process with my arguments. May Allah bless all of us and guide us in the right path.

nadeem_quraishi@hotmail.com

Birth of Jesus: An Islamic Interpretation

Nadeem Quraishi

(Please click on Print button to have a copy of this discussion printed.)

The Muslims all over the world believe that Jesus(pbh) was born without a father. His birth is the result of Immaculate Conception. His mother Mary was a virgin. Mother Mary never had marital relationship with anybody.

The Christians all over the world believe exactly the same thing. In fact, the entire foundation of Christian faith is based on the Immaculate Conception. They use this faith to justify his Son of God status. Although a Muslim would not believe in Son of God theory, yet he believes everything else the Christians say regarding the Immaculate Conception.

Muslim faith regarding the Immaculate Conception is based on the Quranic verses that says Jesus(pbh) is Kalimah of Allah, that he is a sign of Allah, that his mother is a sign of Allah. Jesus(pbh) was created in his mother's womb by a single blow of air or spirit. He was created by the word 'kun'. Muslims further contend that the Qur-an never said mother Mary had any matrimonial relationship with anybody! Not only that, apparently the Qur-an never mentioned anything about his father!!!

Today I am going to show you in a step by step approach that there is nothing extraordinary in the birth of Jesus(pbh). My entire argument is based on the Qur-an. I will quote straight translations. I will not add commentary within parenthesis to derive a twisted or different meaning. If possible here and there I will quote distorted translations done by scholars to show you how the scholars made errors. It would not take lot of scholarship on your part to understand straight translations versus a distorted translation.

You will be surprised to see that so much of information is available in the Qur-an, yet Muslims are reluctant to pay attention to the facts. Probably you never investigated it mainly because it is a done deal, an accepted faith. Besides who has time to do all these investigative studies!!! Selectively only few verses were told to you and cleverly several other verses were never discussed. You just accepted whatever explanation was available to you. You never questioned because the preaching came from scholars. Like most Muslims, you are left to believe and support the Christian doctrines.

Ironically, it does not need any scholarship to find out the entire truth based on Islam. I am not a scholar by any means, but I am not a stupid either not to understand Allah's words. I believe in the total Qur-an and I believe no verses of the Qur-an contradicts one another and no verse is false.

However, it is possible that your mind is set to a given theory and not open to any new possibilities. Even then, please read along attentively and see every thing will make sense to you.

Father of Prophet Muhammad(pbuh):

To start with, let me ask you a very simple question: 'Did the last and final prophet Muhammad(pbuh) have a father?' I know your answer, YES! Second question, 'How do you know, was his father's name mentioned in the Qur-an ?' If you don't have a ready answer, let me help you. In the entire Qur-an , there is absolutely no mention of father of last and final prophet Muhammad(pbuh). Yet we believe prophet Muhammad(pbuh) did have a father. Fact remains that the Qur-an is not the chronology of the family history of all prophets.

Jesus'(pbh) Father Mentioned in The Quran:

As I said, although prophet Muhammad's(pbuh) father is not mentioned in the Qur-an, we do not argue about whether or not he had father. However, there is clear mention of the father of prophet Jesus(pbh), yet we strongly believe that he did not have a father. In a way we are refusing to accept the truth propounded by the verse, or Quran in general.

In surah An-Aam verse 84-87 Allah mentions names of 18 prophets at a stretch. Of these, verse 86 specifically mentions name of Isa as: ".. And Zakariyya, and Yahya and Isa and Ilyas - everyone was of the righteous." After stating the names of the 18 prophets, in the very next verse 88 Allah goes on to say that:

6:88 (To them) and to their **fathers**, and progeny and brethren. And We chose them and We guided them towards the Right Path.

Yusuf Ali: (To them) and to their **fathers**, and progeny and brethren; ...
Pickthall: With some of their **forefathers** and their offspring, and their brethren; ..
Shakir: And from among their **fathers** and their descendants and their brethren;
Rodwell: And some of their **fathers**, and of their offspring, and of their brethren ..
Hilali & Khan: And also some of their **fathers** and their progeny and their brethren,.
Irving: We picked out some of their **forefathers**, their offspring and their brethren....
Arberry: And of their **fathers**, and of their seed, and of their brethren;....

In the verse 6:88, the Arabic words ".. Wa min aaba ihim." is critical. Let me break down the words: Wa means And, Min means From Aaba means Fathers Ihim means Among theirs. Together it means .. And from among their fathers..

Muslim scholars are in jeopardy with this statement from Allah. They desperately try to justify their faith that Jesus(pbh) did not have father. So now they start twisting the meaning and interpretation. Let us briefly analyze various interpretations.

One interpretation is that "*some"* of their fathers (Pickthall, Hilali & Khan, Irving) were chosen and guided. However, the statement does not say some HAD fathers and they were guided and some DID NOT have fathers and were not guided. Please review again before we proceed.

Another interpretation is that the word 'aaba ihim' means 'of their forefathers' (Pickthall, Irving). Meaning of Aaba is not forefather but father. I still would give benefit of doubt. Now if Jesus did not have a father how can he have a forefather? The extreme twisting of the word 'aaba' is ancestor, predecessor or progenitor. What ever it may be, a male person cannot have a forefather or a progenitor or ancestor without a father.

In order to argue that Jesus(pbh) cannot have a father, some Muslims suggest that 'forefather' can mean ancestors from mother's side. Thus in case of Jesus(pbh), ancestors from mother's side were guided. At this time I would leave this strange interpretation open for further discussion. If several other verses suggest that Jesus(pbh) did not have a father, then 'forefather' may be interpreted as ancestors from mother's side. On the other hand, if several verses suggest that Jesus(pbh) have had a father, then use of the word 'forefather' is far fetched and cannot mean ancestors from mother's side. Except for Pickthall and Irving, all other translators translated the word 'aaba' as 'fathers' and not forefathers.

At this time I want to emphasize that if Jesus(pbh) did not have a father then the verse 6:88 should not have included his name or should have specifically stated that illa Isa or except Isa. Or would you say it was an oversight (nauzubillah!) on part of Allah!!! If the argument is that some HAD fathers, then which other prophet did not have a father? Can you tell me who was born without a father other than Jesus(pbh)?

There are several other prophets whose fathers are not specifically mentioned in the Qur-an , for example, Nuh, Dawud, Ayyub, Musa, Harun, Zakariya, whose name exists in the list of 18 prophets in the above verses. Even though we don't find the mention of fathers of these prophets we believe these prophets did have fathers. But in case of Jesus(pbh) we make the exception that he did not have a father. We make this exception because Bible tells that Jesus(pbh) did not have a father, [although time and again Bible refers to his father as a person named Joseph] and the Quran addresses him as Son of Mary.

Muslims are more interested to uphold the Biblical statement at the cost of the Quranic declaration!!! I know in all probability no body showed you the facts this way. But once the facts are unfolded in front of you, will you be bold enough to declare or admit (openly of silently) that Yes! I believe in the declaration of the Quran?

Wherever Allah made exceptions, He did not forget to mention the fact. Let us explore some of the instances of exceptions caused by Allah. I will leave it up to you to check the verses.

1. Allah had saved Nuh(pbuh) and his family from the deluge, but there was an exception in case of his wife (66:10) and his son(11:40-43) because they were misguided.
2. Allah saved Lut (pbuh) and his family from destruction, but there was an exception in case of his wife (7:83; 11:81; 15:59-60; 26:170-171; 27:57; 29:32) because she remained misguided.

The instances of these exceptions do tell that Allah is not oblivious to mention any exceptions. Please note, these exceptions are related to ordinary way of life and not to the Law of Nature. Yet Allah mentioned these. Then how come if Allah made an exception in the Law of Nature, He forgot to mention it?

Jesus(pbh) is Kalimah of Allah:

The Quran stated that Jesus(pbh) is Kalimah of Allah. Based on this, the Muslims try to fool themselves by suggesting that use of word Kalimah indicate Immaculate Conception was possible. Only they can tell if they mean the word Kalimah acted as a germ cell, or a sperm that caused Mary's pregnancy.

The meaning of Kalimah is "a word", "a decree", "a prophecy", "a command". Jesus(pbh) was born as a Kalimah of Allah, in other words in fulfillment of a prophecy or decree of Allah. Let us read the verse:

3:45 "O Mary, Allah gives thee glad tidings with a word (kalimah) from Him, whose name is the Messiah Isa, son of Mary.
4:171 The Messiah, - Jesus the son of Mary, was (no more than) a messenger of Allah, and His word
(kalimah) which He imparted towards Mary...

There are lots of meandering explanations available to drive home the point that the use of the word Kalimah caused pregnancy. For a brief moment I would like to give benefit of doubt to this notion; because I want to bring in another argument. What about Yahya(pbuh)? Do you know that he too is Kalimah of Allah? How come in his case the use of the same word Kalimah did not cause a pregnancy without a conjugal relation? Or would you volunteer to say that Yahya(pbuh) was also born without a father or without a mother for that matter? Let us visit the verse. Please note, here Allah is talking to Zakariya(pbuh).

3:39 Allah does give you glad tidings of Yahya, confirming the truth of a word (kalimah) of
Allah ...

After receiving the glad tiding, Zakariya(pbuh) became concerned because he was old and his wife was barren. He questioned, how can a son be born to him?

3:40 "O My Lord, how shall I have a son, seeing I am very old and my wife is barren. He replied, " 'likewise' does Allah do what He wills."

It may sound like as if with the word 'likewise does Allah do what He wills ', Allah instantly caused pregnancy or created Yahya out of a thunder. The scholars invented absurd stories at this juncture and recommended miracles. They try to fool the Muslims by suggesting that Kalimah alone is sufficient to cause pregnancy or create a child paranormally. The scholars stop here and refuse to talk about another supporting verse. What Allah meant by the word 'likewise' is given elsewhere, in Surah Al-Anbiya verse 21:90.

21:90 So We listened to him and granted him Yahya, and **We cured his wife for him..**

To recap, we find that although Yahya(pbuh) is also Kalimah of Allah, there is nothing unusual or paranormal in his birth. More precisely saying, Yahya(pbuh) was not conceived without conjugal relationship of his parents. Allah cured his mother from infertility so that he could be conceived.

With regards to other uses of the word Kalimah, Allah mentioned that the whole creation has been created as a manifestation of His command. You may verify the word in 18:109, 31:27, 6:34, 6:116, 10:64, 18:27 verses.

18:109 Say: "If the ocean were ink fthe words of my Lord, surely the ocean would be exhausted before the words (kalimah) of my Lord be exhausted" - and even though We brought another like it to add.

31:27 And if all the trees in the earth were pens and the oceans - with seven oceans behind this, the Words (kalimah) of Allah would not be exhausted..

Isa(pbuh) and Yahya(pbuh) are Kalimah of Allah, just as the rest of the creations are - they have been born in fulfillment of His decree or prophecy made to Mary or Zakariya(pbuh) respectively. The word Kalimah by itself did not act as germ cell.

Likeness of Jesus(pbh) and Adam(pbuh):

A verse of Surah Al-e-Imran 3:59 is often used to justify that Jesus(pbh) was born without a father. The verse states that the likeness of Jesus(pbh) is the likeness of Adam(pbuh). The general conclusion of Muslims is that the "likeness" relates to their unusual birth. They argue that Adam(pbuh) was "born" without a father and a mother, so it is possible for Jesus(pbh) to take birth without a father! I am little leery about it. Don't you think this is rather a forced conclusion? Let us read the verse from Surah Al-e-Imran to explore the issue of likeness.

3:59 The similitude of Jesus before Allah is that of Adam. He created him fromdust; then He said to him - 'be' and he was.

First, let us check what likeness the two prophets might have regarding birth:
1. Adam(pbh) is said to have been born without a father and a mother. So Jesus(pbh) too should not have a father and a mother. Absence of only father will not establish the likeness.
2. Jesus(pbh) is son of Mary. Adam(pbuh) too should be son of Mary, or at least son of a woman. If not, then it is not a true likeness.
3. Adam was not 'born' - he was created, whereas Jesus(pbh) was born. So there is no likeness in birth. Birth is a different process and creation is a altogether different event. How can the two be linked and compared?
4. Adam is supposed to have been created a full-grown adult man. Jesus(pbh) too should have been born a full-gown adult man. Since he was born as an infant, there is no likeness in their creation per se.
5. Adam(pbh) was supposedly created in the Heaven and sent down on earth. Jesus(pbh) should have been created in the Heaven and sent down on earth. If not then there is is no likeness in their creation.
6. Jesus(pbh) underwent a normal gestation in his mother's womb. Adam(pbuh) should have passed through gestation period in his mother's (oops!) womb! If not, then there is no likeness in their birth.
7. Adam was created from clay or teen (7:12; 17:61; 38:71, 76). Please note, in case of Isa, the word teen was not used. Isa was created out of turab or dust. Therefore, the likeness of birth between Isa and Adam is not in the way they were created.

From this discussion any sensible person can see that likeness cannot be likened to their birth. There is absolutely no likeness in the way they were born or created. Adhering to any one likeness and ignoring all other will be a partisan approach. The verse is not talking about the likeness of birth - rather the likeness of the two in general.

Further, note that in the above verse, "He created him out of dust.." Allah is referring to the creation of Isa **alone** and not **their** creation. Here, the word 'him' refers to Isa, who was created out of dust (turab). Ironically, you will find that all human being are created from dust (turab) as mentioned in verses 18:37; 22:5; 30:20; 35:11; 40:67). Therefore how is Isa's creation any different from the creation of human being?

22:5 O mankind! If you have a doubt about the Resurrection, then We have created you from dust (turab),then out of a sperm, then from leech-like blood-clot,
30:20 Among His Signs is this, that He has created you from dust (turab)..
40:67 It is He Who has created your from dust (turab), then from sperm-drop, then from an leech-like clot,..

So the question comes, where is the likeness between Adam and Jesus? Since there is no likeness on the process of birth, there has to be likeness after the birth. For example, Adam(pbuh) was a prophet of Allah, Jesus(pbh) too was a

prophet of Allah (not a condemned person as claimed by the Jews). Adam(pbuh) had wife and children, Jesus(pbh) too had wife and children. Adam(pbuh) lived his full life, Jesus(pbh) too lived his full life. Adam(pbuh) was not killed or crucified, Jesus(pbh) too could not have been killed or crucified to death. Adam(pbuh) was buried on earth, Jesus(pbh) too was buried on earth. Adam(pbuh) was not raised alive in the Heaven, Jesus(pbh) too cannot have been raised alive to the Heaven.

I know many readers will disagree with me because I forced a few conclusions. The conclusion saying that Jesus(pbh) too died on earth or buried on earth. Whether Jesus(pbh) is dead or alive is totally a different debate and outside of the scope of present discussion. Readers may click underneath to go to a different page to debate the issue.

Is Jesus Dead or Alive?

Suffice it to say here that the verse 3:54 clearly says Allah will cause Jesus'(pbh) death then raise him. The death will occur first before he can be raised. Secondly, 3:143 clearly states that all Rasuls before Muhammad(pbuh) have already passed away. You may click on the above site to go into that debate. If you do so, please remember to come back to this topic to finish it. You may bookmark the page at this time.

The Word 'Kun' Caused the Pregnancy:

With regards to the birth of Jesus(pbh), Kun - fayakun theory is misinterpreted by many Muslims. According to them, Jesus(pbh) was born due to the command Kun. No doubt about it. Problem is that Muslims believe that because Allah said, Kun, so Jesus(pbh) was born without the need of any father. Let us revisit the verse from Surah Al-e- Imran:

3:59 The similitude of Jesus before Allah is that of Adam. He created him from dust; then He said to him - 'be' and he was.

Popular notion is that the moment Allah says 'be' (Kun), immediately it becomes (fayakun). They ignore the fact that there is time gap between the command Kun and its fulfillment. It is by no means instantaneous. About birth of Isa, when Allah said, Kun, he was not born immediately. The fulfillment of the command Kun took at least the normal gestation period (8-10 months) for Mary, possibly more in preparation for the pregnancy or marriage(!). Or is there any brother who would say Mary gave birth then and there, on the spot?

19:22 So she **conceived** him, and retired with him to a remote place.
19:23 And the pains of childbirth drove her to the trunk of a palm-tree. She cried;
'Ah! would that I had died before this! would that I had been a thing forgotten!

It does not take a lot of research to realize that Kun was not accomplished instantaneously. It is important to understand that when Allah decrees an affair,

He just says to it 'be' and the creation starts immediately and 'it becomes' completed in due course. In this case when Allah said Kun the necessary steps for childbirth started immediately - starting from selection of spouse [guardian as in verse 3:43]. The best example of kun-faykun and the time gap to accomplish it is indeed the birth of Jesus(pbh). Isa's birth was NOT instantaneous.
There are several verses in the Qur-an indicating similar thoughts, like 2:117; 6:73; 16:40; 19:35; 36:82. The fayakun in response to the command Kun is by no means instant. All human beings are created and destroyed by the word Kun. Let us read a verse regarding the command Kun from Surah Al-Mu'min.

40:68 It is He Who gives life and death. And when He decided upon an affair, He says to it "Be" and it is.

Virgin Mother vs. Chaste Mother:

Mary is widely regarded as Virgin by the Christians. Terms such as Virgin Mother, Virgin Mary etc are ingrained with Christianity. Muslims are not far behind, they too regard Mary as Virgin Mother. Muslims base their argument on several verses. For example in verse 21:91 of Surah Al-Anbiya

21:91 And (remember) her who guarded her chastity, We breathed into her from
Our Spirit, and We made her and her son a Sign for all peoples.

This verse has three parts to it.
1. Mary guarded her chastity
2. Spirit was breathed into her
3. Mary and her son was made a sign for the mankind
Yusuf Ali: And (remember) her who guarded her **chastity**: ..
Pickthall: And she who was **chaste**, .
Shakir: And she who guarded her **chastity.**

Muslims grossly misunderstand all three parts due to not paying attention to supportive verses. Let us analyze each statement separately.

The Qur'an uses the word to mean chastity (ahsaan) and not virginity. A woman is chaste if she lives with her lawful husband or more generally speaking is innocent of unlawful sexual intercourse. She is unchaste if she entered into sexual relationship with different people before or after marriage. The question of chastity came because in verse 19:20 Mary questioned how can she have a child since she is not unchaste. The logical conclusion is she can still have a child and remain a chaste woman provided she comes in contact with a lawfully wedded husband.

Many Muslims, including some scholars indicated that had there been a husband for Mary she would not have been a chaste. In saying so, these Muslims are ascribing slurs on their own mothers and good women in general. Since when a lawfully wedded, monogamous woman became unchaste? Those who say so, let them ask what about their own mothers, are they

unchaste just because they were legally married and monogamous and had sons and daughters through lawfully wedded husbands?
Question came up whether Mayam was virgin or not. Yes she was a virgin when the prophecy came to her. Based on this she cannot be called Virgin Mother, because, right at this moment she has not conceived yet let alone being a mother. She was a virgin when she talked to the angels and expressed her anxiety. Please note that when Mary was talking to the angels, she did not use word denoting 'virginity'. She knew like any other woman, that she may be virgin today, but after marriage she will not remain virgin anymore. Her concern was not virginity, rather 'chastity' (ahsaan).

The Blow of Spirit Caused the Pregnancy:

Continuing with the same verse 21:91: ". so We breathed into her of Our Spirit . "

Similar thought is also narrated in Surah At-Tahrim

66:12 And Mary the daughter of 'Imran, who guarded Her **chastity** and We breathed into (her body) of Our Spirit.

Yusuf Ali: And Mary the daughter of 'Imran, who guarded Her **chastity** and We breathed into (her body) of Our Spirit ....
Pickthall: And Mary, daughter of 'Imran, whose body was **chaste,** therefor We breathed therein something of Our Spirit.....
Shakir: And Marium, the daughter of Imran, who guarded her **chastity** so We breathed into her of Our inspiration.....

In the above verse Allah clearly mentioned that ". We breathed into her of Our Spirit." Based on this, Muslims jump conclude that bravo! Here is the proof of Immaculate Conception!! Immediately, people stop application of logic, inference, deduction and cross-verification of this strange conclusion.

Obviously, what they mean is that when Allah said We breathed into her of Our Spirit, some sort of semen was infused into her to make her pregnant. More vaguely, she was made pregnant with the 'breathing.' It would be utterly inane if someone comes up with possibility of test-tube baby back in that era!!! Suffice it to say that even for a test-tube baby a sperm is needed to fertilize the ovum. I would have believed that breathing caused pregnancy, but for several verses, particularly one from Surah As-Sajdah,

32:7-9 He who created all things in the best way, and He began creation of man from clay, and He made his progeny from a quintessence of despised fluid; then He fashioned him in due proportion, and breathed into him His spirit. And He gave you hearing and sight and understanding. Little thanks do you give!

This verse relates to man in general and not necessarily to Adam. If you read minutely the process of embryology as mentioned in the Quran, you will find

that conception first occurs in the womb by infusion of semen. Thereafter, when the fetus grows to a certain stage, Allah breathes in His Spirit. In other words, He infuses the human soul into the child lying in the womb.

To sum up, breathing is done inside the fetus, after the fertilization, after the fetus has grown inside the womb. Breathing of Spirit and infusion of semen are two different thing occurring at two different stages of birth of a human being.

Jesus(pbh) is a Sign of Allah:

The same verse 21:91 states that Mary and her son were made Signs for the nation. Based on this Muslims make another jump conclusion that Mary and her son are Signs because she conceived him without a male and he was born without a father! This apparent supernatural matter qualifies them to be Signs!!! Whereas the truth is that they can be Signs because of their character, conduct and dedication for the cause of Allah.

Further, Mary and Jesus(pbh) are Signs of Allah because Mary is a pious woman, she dedicated her life to the service of Allah, and she was chosen to be a befitting mother of a prophet. Jesus(pbh) too is a Sign because he was saved from the clutches of murderous enemies. Such instances of unparalleled character, devotion, steadfastness etc. and saving of prophets are often called signs for the posterity.

Several other instances are called signs in the Qur'an. In none of these signs there is anything supernatural. Each of the sign happened and some still happen as a natural course. These signs are not intended to bewilder the people rather to make them understand about the existence of God.

1. Revelation of the Quran in piecemeal in 23 years is a Sign (29:49-51).
2. Movements of ships in the sea is a sign (2:164, 31:31, 36:41-42, 42:32-33)
3. In the battle of Badr, 313 ill-equipped Muslim soldiers defeating 1000 strong Quraish army is a sign (3:12)
4. The she-camel was made a sign for the tribe of Thamud (7:73, 11:64, 17:59, 26:155, 54:27)
5. Alteration of nights and days is a sign (2:164, 3:189, 10:6, 16:12)
6. Destruction of the town of Saba is a sign (34:19)
7. Firawn's mummified body was saved as a sign for later generation (10:92)
8. Diversity in language and color of people are sign (30:22)
9. Prophet Nuh was saved in the ark as a sign for mankind (29:15, 54:15)
10. There are abundant signs in the heaven and the earth for people who understand (3:189, 6:96-100, 10:5 & 7, 30:20-25, 30:46, 36:33-44, 56:57-73 etc.)

Angel Gabriel is The Culprit! Illicit relationship between Gabriel and Mary:

Many Muslims feel the need of man to make Mary pregnant. This is really assuring. At least they admit that in spite of Jesus being Kalimah or Sign etc. his conception must occur with the intervention of a man. However, based on the verse 19:17 they suggest it is at this time Mary was made pregnant by angel Gabriel!!! The verse says Gabriel came to her in clear form of a handsome man and conveyed the message.

By Mary's own admission19:20 (supported by 66:12, 21:19) she is not unchaste. But what is happening here? Is she lying? If Gabriel made her pregnant, then definitely Mary is lying about her chastity. According to many pervert Muslims, here Gabriel and Mary engaged in some form of adultery. However, to save them from the blame of adultery, those same Muslims say that no form of sexual contact happened between them. OK. Then how did she get pregnant? Did Gabriel brought sperms in a test tube, if so whose sperm? OK, would you say that Gabriel, the OBGYN physician implanted the sperms in her uterus by using some modern medical procedures unknown at that time!!!! Suffice it to say that impregnation by Gabriel is nothing but layers after layer of fabrication, the Muslims are clearly out of track..

Meaning of *Kazalika*: A wild card for conception:

It is important to understand the meaning of the word 'kazalika'. Often this word is used as a wild card to beat all logic and argument. In two different places, in response to Mary's anxiety about the prophecy of birth, the first reply was 'kazaliki'.

3:47 She said: ""O my Lord! How shall I have a son when no man hath touched me?" He said: "likewise (Kazaliki) Allah creates what He wills. When He had decreed , He then only say to it "be" and it is.

Yusuf Ali 3:47 She said "O my Lord! How shall I have a son when no man hath touched me?" He said: "Even so:..

Pickthall 3:47 She said "My Lord! How can I have a son when no mortal hath touched me?" He said: "So (it will be)..

Shakir 3:47 She said: My Lord! When shall there be a son (born) to me and man has not touched me? He said: Even so:..

19:20-21: She said, "How shall I have a son, seeing that no man has touched me, nor have I been unchaste?" He said: "So (it will be) ". Your Lord says: "That is easy for Me, and in order that We make him a sign unto men and a mercy from Us; and the matter has been decided."

Yusuf Ali 19:21 ...He said: "So (it will be)".
Pickthall 19:21 ...He said: So (it will be).
Shakir 19:21 ...He said: Even so; ..

In the verse 19:21, Mary is talking about two possibilities (1) coming in touch with a man lawfully and (2) coming in touch with a man unlawfully. However, in her own admission, she is not unchaste. So the possibility #2 is out of consideration. This leaves behind the only one possibility - that of coming in touch with a man.

In verse 3:47, Mary is talking of just one possibility - no man has touched her.

In reply to both the instances Allah said 'even so' or more appropriately, 'likewise'. The word 'likewise' in a way sends back Mary's question in the form of an answer. She can have a child the way she thinks it is possible - without becoming unchaste, by coming in touch with a man legally.

If the readers think that 'kazaliki' Mary became pregnant with the word 'kun' or by blow of spirit, please go back to the above discussion to understand the significance of 'kun' and 'blow of spirit'. This word is not a magical wild card to cause pregnancy. If you are still hesitant, let us explore the case with Zakariya(pbuh).

3:40 "O my Lord ! How shall I have a son,seeing that I am very old
and my wife is barren". He said: "Kazalika."

The meaning of 'Kazalika' was made more explicit in the verse 21:90 which says:

21:90 So We responded to him and gave him Yahya and **We cured his wife for him**.

So you see, kazaliki does not suggest that child birth would take place without the need of a spouse. Rather Allah cures the obstacle or in case of Mary, prepares the ground so that she can become pregnant "legally."

Similarly, in case of Sarah, the wife of Ibrahim(pbuh), Allah cured her of infertility so that she may have a son. Sarah did not give birth without a male, nor was she impregnated by any word or blow of air as such.

51:29-30 But his wife (Sarah) came forward, clamouring: and she smote her face
and said: "An old barren woman!". They said: "Likewise, says your Lord"...

In Surah As-Shu'ara' verse 57-59 tells about the punishment given to the Egyptians and the Children of Islaril were given the inheritance of the gardens and springs. There is nothing paranormal in the process.

26:57-59 So We expelled them, from gardens and springs and of treasure and every kind
of honorable position, - likewise (Kazalika) We gave them as

inheritance to the
Children of Israel.

The word Kazalika did not throw out the Egyptians overnight, rather over a period of time they were expelled normally as it should happen.

In verse 25:32, the mode of revelation of the Qur-an is mentioned. It took 23 long years to reveal the entire Quran, bit by bit and at intervals, not instantly. Look at the reply to the question why not instantly:

25:32 And those who reject faith say: Why is not the Quran revealed to him all
at once? Likewise (kazalika)

Here Kazalika did not create any instant revelation of the entire Quran. It still continued to be revealed in pieces over a period of time. The word Kazalika did not create any supernatural thing in case of the Quran.

It is important to note that in Surah 3 (Al-e-Imran) and Surah 19 (Mary) before narrating the prophecy of childbirth to Mary, the prophecy of childbirth to Zakariya was narrated. Strangely enough, both of them expressed their concern as to how they would get their sons under apparent adverse circumstances. In case of Zakariya (and also Ibrahim, verse 51:29-30) the adverse circumstances were their old age and their wives' infertility. In case of Mary her adverse circumstance was her unmarried state at that moment. In all the cases assurances were given as Likewise (Kazalika/Kazaliki).

Two of them, Zakariya and Ibrahim got their children normally beyond any reasonable doubt, but in case of Mary there is all the doubt!! If Mayram was impregnated in a miraculous way, then by the same analogy Zakariya and Ibrahim should also have received their sons without their wives in a miraculous way. BUT the wives were cured and they received the sons through conjugal relations in a normal way. So Kazalika was not a wild card to cause pregnancy in a miraculous way. It suggests the normal course of affair and no more.

Mary's Marriage:

Quran does not clearly say that Mary was married to a man. The words such as marriage, spouse etc was not specifically used anywhere with reference to Mary. Therefore to discuss about Mary's marriage may be little too ambitious. The entire discussion in this sub-section is only suggestive to an event leading to the birth of Jesus(pbh). At the end I will leave the discussion for open arguments in light of the discussion in other sub-sections and verses of the Quran.

In Surah Al-e-Imran, verses 3:35-45 describes a series of events starting from the time Mary was in the womb of her mother to the point she received the prophecy of giving birth to Jesus(pbh).

Verse 35 narrates the intention of a woman of the family of Imran, who was the mother of Mary. This woman decides to dedicate her child after birth in service of the lord.
Verse 36 narrates the woman delivered a girl child, named her Mary and placed the girl-child and future offspring under the protection of the Lord.
Verse 37 narrates that Mary was given under the charge of Zakariya.

Verse 3:37 says
Yusuf Ali: ..to the care of Zakariya was she assigned..
Pickthall: .and made Zakariya her guardain..
Shakir: ..and gave her into the charge of Zakariya.

Verse 38 -41 narrates the prayer of Zakariya to have a pious child like Mary. Allah assures him about that and gives the prophecy of birth of Yahya.
Verse 42 & 43 narrates Allah has chosen Mary as a pious woman.
Verse 44 narrates how a caretaker of Mary was selected by draw of quills (sort of lottery).
Verse 45 narrates the prophecy of birth of Jesus(pbh).

It is very important to note the continuity of events from birth of Mary to the prophecy of birth of Jesus(pbh). It is equally important to note that between the events in two successive verses there is time lag of several months to several years. For example, after the incident of the verse 3:35 at least several months the incident of verse 3:36 took place. Thereafter at least 4 - 5 years (may be less or more) when the incident in the verse 3:37 took place.

Apparently verses 38-41 seems like a break in the sequence, due to Zakariya's prayer. However, Mary's keen devotion to the service of Lord motivated Zakariya(pbuh) to pray for a child of his own.

Now let us investigate the verses 3:37 and 3:44. According to the verse 3:37, Mary was entrusted by her mother to the charge of Zakariya(pbuh). Please note Zakariya(pbuh) was already a prophet. Since it was the will of Mary's mother to dedicate Mary to serve Allah, she was sent to the most appropriate place for worship, the temple and was placed in care of temple-in-charge prophet Zakariya(pbuh). By any sense, Zakariya(pbuh), the prophet is the best choice to be the legal guardian. This verse does not indicate of any controversy as to whether Zakariya(pbuh) or someone else needs to be the guardian of Mary. The verse indicates it was a unanimous decision of Mary's mother.

Let us come back to the sequence of events starting from 3:35 up until 3:43. Nowhere the sequence was broken or it jumped one step backwards or forward. Verse 3:44 is not in direct continuation of the verse 3:37. Although there was an apparent break of event right after 3:36 when Zakariya's prayers were addressed. Please note, Zakariya's prayer was as a result of observation of ongoing devotion of Mary. So when the assignment of guardianship ended with 3:36, different events continued after 3:36. The topic reverted to Mary

again with the verses 3:41 and 3:42. However, it did not revert to the issue of assignment of guardianship to Zakariya(pbuh). Rather the verse now talks about Mary as a woman and Allah has chosen her as a pious woman. So when 3:44 starts narrating something hidden and talks about casting of quills by people, it is not breaking the sequence and jumping backward to an old event of assignment of previous guardianship. This requires your careful attention, because many Muslims believe that verse 3:44 is referring to the event of verse 3:37. Please don't forget that the events between two successive verses happened after a lapse of time - few months to few years.

Popular opinion is that people were casting quills to decide who will take charge of the child-Mary in verse 3:37. Why should people be so interested in the child-Mary? By any sense, Zakariya(pbuh), the prophet is the best choice to be the legal guardian of the child-Mary. How can general people's claim be superior to prophet Zakariya(pbuh) as the guardian of a child devoted to serve the Lord? Besides the time Mary was dedicated to Zakariya(pbuh), she was yet to prove her superior devotion and she was not a public figure per se. This negates the need of 'controversy' for guardianship of child-Mary.

> Casting of lots with pens in 3:44 happened when Mary is a grown-up woman. If you are not certain, please refer to the previous verse 3:41 where she was referred to as 'woman'.
>
> Yusuf Ali: Behold the angels said. "O Mary! God hath chosen thee and purified thee - chosen
> the above the women of all nation.

The casting of quills were done to determine a '**new**' guardian for Mary. While Zakariya(pbuh) was already her guardian since childhood, a new guardian at this time is certainly a different type of guardian - a husband. This is supported by the continuation of 3:44 and 3:45 in succession. After the selection of a 'guardian' comes the prophecy of childbirth. If Mary was not a woman in 3:44, then in all likelihood the prophecy in 3:45 came to a child-Mary. It is certainly not appropriate for Allah to talk to a child about childbearing. If you say that between 3:44 and 3:45 there were time gap and by the time 3:45 was conveyed, Mary was a woman then it is well and good. Then my question is that why can there be no time gap between 3:37 and 3:44? Strangely, 3:42 already says she was a woman then you argue that in 3:44 she is back to her childhood!

Why Casting of Quills: Obviously many people were interested to have the 'famous', 'pious' and 'chosen' woman as lawful wife. However, a decision was difficult to reach, therefore, probable suitors wanted to leave the decision to Providence by draw of lottery. Such decision making by way of lottery was in vogue at that time.

Why Announcement of Hidden: The verse 3:37 says point-blank that Zakariya(pbuh) was the guardian. Thereafter, what is this so hush-hush,

controversy and hidden about the guardianship? If the 'announcement about the hidden' is referring to the guardianship of Zakariya(pbuh) then how is it hidden? It is no more hidden, the verse 3:37 unambiguously states to that effect. There can be no valid argument as to why Zakariya's(pbuh) selection has to be so hush-hush and hidden. On the contrary, if the verse 3:44 is referring to selection of spouse then 'announcement about the hidden' makes sense. The spouse was never again hinted in the Quran and the entire fact is still hidden, except for this subtle reference.

Some Christian and Muslim scholars argue that a married woman cannot have 'guardian'. This is one of the weirdest arguments. According to them only a child-Mary needed a guardian. The Webster dictionary defines the word guardian as 'one who has the care of the person'. How can the husband of a married woman not be her guardian? It may not be so in the Christian society of today or in the modern US society, but largely speaking, a husband is surely comparable to a guardian to whom the wife is **dependant**.

I request the readers to investigate the events starting from 3:35 to 3:45 again and again, and in particular verses 3:37 and 3:44. Most Muslims believe that just one guardianship selection took place. They fail to see that in case of Zakariya(pbuh) the guardianship was assigned, not selected. Whereas in 3:44, it is talking of a new guardianship for a grown-up Mary. Thus the events in 3:35 - 3:44 clearly indicate Mary had two different guardians at two different times in her life.

Process of Procreation:

The Quran describes in detail about the entire process of procreation or childbirth. The verses are detail and describes the process, starting with the need of sperm (32:7-8; 77:20; 75:37; 86:5-7 etc), union of male and female gametes or pairs (13:3; 36:36; 43:12; 49:13, 51:49; 53:45 78:8etc.) to the ultimate statement in verse 6:102 about Allah Himself.

All these verses are broad statements applying to all human being and all living being in general. There are no scope of any exception in any statements and nowhere Allah said He will cause an exception in case of Jesus(pbh). So when Jesus(pbh) is viewed as a person born without a father, there is serious contradiction. Either Allah caused serious discrepancy in several verses (nauzubillah!) or it is the human being who are creating the discrepancy based on our poor understanding and lack of investigative research.

The Christians believe Jesus(pbh) as son of God. The Quran refutes such statement and emphatically states that Allah being all-Powerful Creator, even if He wants to have a child, He must have a consort. He cannot have a child by any other means -- the command Kun cannot break His law and create for Him a child out of nowhere (fa-yakun is not possible!!!)

6:102 Originator of the heavens and the earth! How could there be to Him a child
when there is to Him no consort?

In a way Allah is bound by the same Law He created. His laws are all pervasive, universal. Therefore, there must be consorts or in other words, there has to be union of male and female if there has to be any procreation. There is no deviation from this principle.

The very first revelations of the Quran are five short verses as mentioned in the Surah Alaq or Clot. It says:

96:1-2: Read in the name of your Rabb Who created. He created man from a blood-clot.

Most scholars use the English term 'blood-clot' as the meaning of Alaq. However, it is more than mere clot of blood, because blood cells on division remain blood cells, they don't form into an embryo. A clot is formed when something is solidified or transposed into a different formation through the union or transfusion of other substance. Thus a clot in this case is a transformed mass formed due to fusion of more than one substance. The clot here is the zygote formed by the union of sperm and ova. From this clot Allah creates man as testified in the second verse. Fact remains that to a naked eye, a 4-cell, 8-cell or 16-cell morula, blastula or gastrula would look no more than a blood-clot. In any case, the significance of procreation is so great that Allah chose to reveal the very first few verses with a reference to procreation.

Need of sperm for procreation:

32:7-8 And He began the creation of man from clay. Then He made his progeny
from an extract of a liquid held in light estimation.
53:45-46And that He has created the pairs - male and female, from the sperm cell
when it is adapted
77:20 Did We not create you from a weak fluid?..
75:37 Was he not a sperm out of an ejaculation ejaculated? ..
86:5-7 So let men consider what he is created of. He is created out of a liquid poured
forth, - coming out from between the back-bone and the breast-bone..

Need of pairs and mates for procreation:

16:72 And Allah makes for you mates from among yourselves and through your
mates He gives you sons and daughters.
51:49 And of all things We have created pairs, that perhaps you may be reflecting
36:36 Glory be to Him Who creates pairs in everything of it out of what the earth

grows, and among themselves and among what they do not know.
42:11 Originator of the heavens and the earth. He has made for you mates from
among yourselves, and mates of the cattle. He multiplies you through it...

Based on the above verses, particularly 16:72, how can Mary have a son born to her without mates? Please note, there is no scope of any exception in any case. So Jesus(pbh) cannot have been born without a sperm cell - in other words, without a father.

Chromosome Theory:

Last of all, I would like to discuss the chromosome theory. Everybody knows that procreation of races take place through union of gametes or sex-cells. Human body has 23 pairs of chromosomes; 22 pairs of which are autosomes and one pair is sex chromosome. In case of females the sex chromosomes are two X and X and in case of males, the sex chromosomes are X and Y. During the time of gamete formation, the chromosomes including the sex chromosomes in the cell divide. In males, a germ cell divides and forms gametes, one containing only X chromosome and the other only Y chromosome. Similarly, in the females, the germ cell divides and forms two gametes, each containing X chromosome.

Sex determination takes place when sperm and egg unite. All eggs carry only X chromosomes, while, the sperms carries either X or Y. When a sperm containing X chromosome fertilizes an egg, the resultant XX zygote will be a female. On the other hand, if a sperm containing Y chromosome fertilizes an egg, the resultant XY zygote will be a male.

With this prelude, let us explore some alternate possibilities. Since Jesus(pbh) was a male, his body contained one Y chromosome. He could not have received the Y chromosome by any means from his mother's body. The Y chromosome must have come from a male. Had Jesus(pbh) been a female, we could have interjected an alternate, weird possibility. The possibility is that the in Mary's body, the sex cell or sex chromosome did not divide. As a result the egg in her uterus already contained diploid number of cells and this cell formed into a full grown person. But this full grown person has to be a female because of XX chromosomes.

Such process of procreation from the same body is called homogenesis and are very primitive form of reproduction seen only in lower forms of invertebrates. Such reproduction has ceased to take place in the higher invertebrates and absolutely stopped in the lowest form of vertebrates. Human being are classified as mammals and are in the highest rung of vertebrates. It is absolutely impossible for any mammal to reproduce without germ cells from both the sexes.

Let us talk briefly about chromosomal aberration. Is it possible that Jesus(pbh) was born as a case of chromosomal aberration? There is a case called Klienfelter's syndrome where it is possible for a MALE to have two X chromosome and one Y chromosome. A female cannot have such syndrome of two X and one Y, because due to the presence of Y chromosome the person would be a male and not female. So the possibility of Mary having Klienfelter's syndrome is out.

It is remotely possible that Mary had three X or just one X (Turner's syndrome)chromosome. Both cases would result in infertile gonads and such person cannot reproduce. Even if they reproduce, to make a male child, they need Y chromosome which can come only from sperm or a male gamete.

Someone must tell wherefrom Jesus got a Y chromosome! If you argue that he did not have any Y chromosome, may Allah bless you!!!

Conclusion:

It is true that Jesus(pbh) was a Kalimah of Allah, he and his mother were a Signs from Allah, he was created with the command Kun and Spirit was blown into him as a part of his formation. Each and all of these statement was interpreted wrongly to drive home the theory of Immaculate Conception. The discussion above raises serious doubt about the validity of the theory. As you can see, each and every point of contention miserably fails under slightest scrutiny. Had the Immaculate Conception theory been a genuine Islamic concept, it should not have struggled so much under slightest debate. It should have come out in flying colors under most rigorous cross-examination.

The above discussion shows that Immaculate Conception theory collapses under slightest questioning and crashes like a house of card. Time has come for you either to admit the Islamic truth or follow the Christian dogma. May Allah guide you to understand the true meaning of Islam, Aamin.

Jazakumullahu Khyran

nadeem_quraishi@hotmail.com

The Da Vinci Code: Finding the Tomb of Jesus and True Christianity

Submitted by David Livingstone on Sat, 01/19/2008 - 18:43

There's a lot of hoopla these days about the possible discovery of the tomb of Jesus. It if were ever at all possible to even prove, however, it would not discredit "Christianity" in the least. But it would completely dismantle the Gnostic version that was created by Paul, which much of Christianity has adhered to for much of the last 2 thousand years. Ideally, it will lead to a rediscovery of the true meaning of Jesus' message.

First of all, it's perfectly to be expected that this strategy was to be eventually implemented, along with the recent assault on our perceptions of history and truth perpetrated by ***The Da Vinci Code***, or the movie ***The Book of Secrets***, and so on.

But the version of "Christianity" that the Illuminati claim to be discrediting is that same distortion of it for which they are themselves responsible.

I don't mean to disparage any Christians, and I respect the light they may derive from that interpretation of Christianity. However, the evidence has suggested to me that Paul was a willing agent in the corruption of Jesus' original message, and I suspect he may have been an agent of that family who were the prime instigators of the conspiracy, over the last 2000 years, to topple religion on this planet, and replace it with their Luciferianism. I mean the House of Herod the Great.

What is very fascinating about this family is that they were closely associated with 3 other families who were central in the origination and dissemination of Mithraism, that cult which so eventually pervaded the Roman Empire, and for which there have been numerous attempts to suggest that Christianity was merely a derivation of it.

The truth is that Mithraism belonged to the many and varied black magic rituals of the Kabbalah, ostensibly dedicated to the dying-gods of antiquity. In this case, they were purportedly dedicated to the god the Persian Magi, those sorcerers who were identified by the ancient world and the founders of all their occult doctrines, but were mistaken as the pupils of Zoroaster, the founder of Zoroastrianism. They were Kabbalists.

This is a very obscure area of history, so it may be difficult for readers to follow me, but the first evidence of the cult of Mithraism is found in the House of Commagene, in what is now Turkey, who were connected with the Herodians. The full network of these families also included the Claudio-Julian dynasty of Rome, who were emperors from the time to Caesar to Nero. Nero was the first emperor to have been initiated to Mithraism by a Magi. The other family were the Priest-Kings of Emesa in Syria, a hereditary family who for several centuries

came to maintain the worship of Sol Invictus, which was interchangeable with Mithraism.

But it was also the Magi who through their astrological skill discovered the coming of the Jewish Messiah, and then reported it to Herod, who then implemented the infamous "slaughter of the innocents". The evil mission failed. But this did not deter the Herodians in their mission to supplant Judaism with their own mystery religion.

When they failed to suppress the advent of the Jewish Messiah, they attempted to kill him, and then to co-opt his message. Their agent in this corruption was Paul. Robert Eisenmen, a leading scholar of the ***Dead Sea Scrolls***, has written an excellent article which reveals the numerous pieces of evidence which lean to suggest that Paul was indeed such an agent.

But what is most incriminating about Paul, the Thirteenth Apostle, is his decidedly Gnostic interpretation of Christianity. As I discuss in my book, I think the Herodians attempted to kill Jesus as a form of human sacrifice, as a way, in accordance with their mysteries, that the victim would "die for their sins."

Paul then became the missionary of this version of Christianity, without revealing its true esoteric meaning.

And so here is the complete justification as touted by Paul:

If Christ is not risen, then is our preaching in vain, and your faith also is in vain. Yes, and we are found false witnesses of God; because we have testified of God that He raised up Christ… if Christ is not raised… you are yet in your sins. Then they also which are fallen asleep in Christ are perished. If in this life only we have hope in Christ, we are of all men most miserable." (1 Cor. 15: 12-19).

But, it is only Paul's version of Christianity that is dependent on the death of Jesus. But maybe Jesus' message was not in his death. The majority of early Christians did not believe that Jesus was God or son of God, until they were suppressed by the emerging Christian establishment, and finally by the Nicene conference of 325 AD. In fact, the Early Church, which was composed of Jesus' immediate followers, were orthodox Jews, and were in conflict with Paul's repudiation of the Law.

As another example, Islam, while hailing Jesus as the Messiah and a true prophet of God, denies that Jesus was crucified, and denounces his equation with God or the son of God as pagan influence. The evidence corroborates the claim.

No, Jesus was an orthodox Jewish reformer, in the tradition of the many reformers mentioned in the Bible. He tried to reproach the Jewish priesthood of his time for their corruption, xenophobia and misanthropy. He tried to remind them that the meaning of piety was not to be found in mindless and detailed adherence to ritual, but in the implementation of justice. Above all, he wanted to teach the meaning of loving your neighbour, even your enemies.

This was a great and powerful message. It is by estranging us from this supreme tenet, and inducing us to equate religion with ritual, and patriotic association to our fellow co-religionists, that the Illuminati have managed to lull us into a degree of apathy by which we simply stand by and watch them rape and pillage their way across much of the rest of the world.

- David Livingstone's blog

http://www.terrorism-illuminati.com/content/finding-tomb-jesus-and-true-christianity

Attack by The Variant Readings Of The Qur'an on Khātim al-Nabiyyin
Publicly Debating the Missionary, Reflections after a Year

by Farhan

Bismillah, alhumdu lillah, wa Salaatu wa salaam 'ala rasool Allah

How did it start?

Months prior to my first video, I took a introductory course on '**Ulūm al-Qur'ān** ("Sciences" of the Qur'an) and had subsequently read Shaykh Yasir Qadhi's An Introduction to the Sciences of the Qur'aan and Ahmad von Deffner's 'Ulūm al-Qur'ān. (Here's another book on this subject, but I haven't read it.) This introduced me to a subject I still have very cursory knowledge on: the different recitation styles of the Qur'ān. This is the knowledge of the various ways that the Qur'an can be recited, consisting of slightly different words, accent marks, pronunciation styles, **tajweed** rules, shades of meanings, etc. The variant readings of the Qur'an are all legitimate, as they all originated from the Prophet Muhammad, prayers and peace be upon him.

In particular, Shaykh Yasir in his book specifically cites that 9 of the recitation styles of the Qur'an use the words **Khātim al-Nabiyyin** [notice the kasra on the ta'] meaning 'last of the prophets', ***whereas only 1 authentic recitation says*** *Khātam al-Nabiyyin* [notice the fat'ha on the ta']. While they can convince their followers that **khātam** does not mean 'last', **khātim** unambiguously means 'last', even according to Mirza Bashir-ud-Deen Ahmad, in his book Invitation to Ahmadiyyat. This was the fuel I needed, an argument they had never seen before!

What happened?

I released an initial video talking about how variant readings of the Qur'ān say **khātim**, and how it means 'last'.

My Research

For example, it took at least 3 months to track down obscure dictionaries that the Malik Ghulam Farid cited in his Ahmadi-specific dictionary of Arabic. I found that not a single dictionary he cited supported his translation of the word khātam as "best" or "most perfect"- **not one! And I challenge any Ahmadi to prove me wrong, as I still have the scanned pages from those dictionaries.** In fact, they all supported the Islamic understanding.

My Thoughts on the Missionary's Videos

My initial argument was briefly responded to in three highly inconsistent ways:

1. The alternate Qira'āt are just "mispronunciations", and the "actual" word is khātam – This response is **factually incorrect**, but I suspect it resonated with most Ahmadis.

2. The alternate Qira'āt are not legitimate at all, and if anyone even suggested they are legitimate, the rest of the Muslim world would "spit on his face" (his exact words) – Yes, a reversal of the earlier response
3. Because Imam 'Ali, peace be upon him, taught the Qira' with the word khātam, this means khātim is incorrect – This is the argument of Maulvi Adam Walker, an Ahmadi leader, but does not negate my argument, as I acknowledged that both khātam and khātim are both correct.

مشکوک عمر عرصہ مدت قیام چالیس اور پینتالیس کا فرق

حسن کی قبر اس خالی جگہ بنائی جائے اور عائشہ صدیقہ جن کا وہ مکان تھا اس کے لئے راضی ہو گئی تھیں۔

عائشہ صدیقہ کی لا علمی کہ راضی ہو گئی تھیں۔

تورات میں لکھا ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حجرہ اقدس میں جمع کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کر دیں گے سوائے اسلام (اور مسلمانوں) کے۔

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

دجال کے نکلنے کا بیان

حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام بن يحيى عن قتادة عن عبد الرحمن بن آدم عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال ليس بيني وبينه نبي يعني عيسى وإنه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع إلى الحمرة والبياض بين ممصرتين كأن رأسه يقطر وإن لم يصبه بلل فيقاتل الناس على الإسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله في زمانه الملل كلها إلا الإسلام ويهلك المسيح الدجال فيمكث في الأرض أربعين سنة ثم يتوفى فيصلي عليه المسلمون

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 930   حدیث مرفوع   مکررات 13

ہدبہ بن خالد، ہمام بن یحیی، قتادہ، عبدالرحمن بن آدم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا اور بیشک وہ اتریں گے پس جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو کہ وہ سرخ وسفید رنگ کے درمیانی رنگ کے مرد ہیں درمیانے قد وقامت کے ہیں گویا کہ ان کا سر ٹپک رہا ہو گا پانی سے اگرچہ وہ تر نہیں ہوگا پس وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور **اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کر دیں گے سوائے اسلام (اور مسلمانوں) کے** اور مسیح دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے پھر دنیا میں چالیس برس تک رہیں گے پھر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

Narrated AbuHurayrah:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: There is no prophet between me and him, that is, Jesus (peace_be_upon_him). He will descent (to the earth). When you see him, recognise him: a man of medium height, reddish fair, wearing two light yellow garments, looking as if drops were falling down from his head though it will not be wet. He will fight the people for the cause of Islam. He will break the cross, kill swine, and abolish jizyah. Allah will perish all religions except Islam. He will destroy the Antichrist and will live on the earth for forty years and then he will die. The Muslims will pray over him.

166 - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا بیان: (5)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں دفن کئے جائیں گے

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی بن مریم إلی الأرض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا وأربعین سنة ثم یموت فیدفن معي في قبري فأقوم أنا وعیسی بن مریم في قبر واحد بین أبي بکر وعمر. رواه ابن الجوزي في کتاب الوفاء.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 77

" حضرت عبداللہ ابن عمرو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم زمین پر اتریں گے تو وہ نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہو گی دنیا میں ان کی مدت قیام پینتالیس برس ہو گی پھر ان کی وفات ہو جائے گی اور وہ میری قبر یعنی میرے مقبرہ میں میرے پاس دفن کیے جائیں گے (چنانچہ قیامت کے دن) میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک مقبرہ سے ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اٹھیں گے اس روایت کو ابن جوزی نے کتب الوفا میں نقل کیا ہے۔"

تشریح:

" ان کی مدت قیام پینتالیس برس ہو گی۔" یہ بات بظاہر اس قول کے منافی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ان کی عمر تینتیس سال تھی اور پھر آسمان سے زمین پر اترنے کے بعد وہ سات سال دنیا میں رہیں گے اسی طرح دنیا میں ان کی کل مدت قیام چالیس ہوتی ہے ؟ واضح رہے کہ آسمان سے اترنے کے بعد دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رہنے کی مدت سات سال مسلم نے نقل کی ہے لہذا ایک یہ بات تو طے ہے کہ اوپر حدیث میں جو پینتالیس سال کی مدت نقل کی گئی ہے وہ دنیا میں ان کی مجموعی مدت قیام ہے کہ اس مدت میں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے کا عرصہ قیام بھی شامل ہے اور آسمان سے اترنے کے بعد کی بھی مدت قیام رہا چالیس اور پینتالیس کا فرق تو اس سلسلہ میں یا تو یہ کہا جائے کہ چالیس سال والے قول میں کسور یعنی پانچ کو حذف کر کے پوری مدت مراد لی گئی ہے یا یہ کہ اس روایت کو راجح قرار دیا جائے جو صحیح یعنی مسلم میں منقول ہے۔

" ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اٹھیں گے " سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حدیث میں " قبر " سے مراد مقبرہ یعنی روضۂ مطہرہ ہے روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور وہ جگہ کسی کو بھی میسر " نہیں ہو سکی چنانچہ حضرت امام حسن کا انتقال ہوا تو لوگوں نے چاہا کہ ان کی قبر اس خالی جگہ بنائی جائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا وہ مکان تھا اس کے لئے راضی بھی ہو گئی مگر بنو امیہ کی شدید مخالفت کی وجہ سے حضرت حسن کو روضۂ اقدس میں دفن نہیں کیا جا سکا پھر اس جگہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی تدفین کے لئے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہو گئی تھیں مگر ان کی قبر بھی وہاں نہیں بن سکی یہاں تک کہ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی لوگوں نے کہا کہ آپ کا گھر ہے ہم آپ کو اسی میں دفن کریں گے مگر انہوں نے کہا کہ میری مرضی یہ نہیں ہے تم لوگ مجھے میری سوکنوں کے قریب جنت البقیع میں دفن کرنا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خالی جگہ جو کسی کو نصیب نہیں ہو سکی تو اس کے پیچھے قدرت کی یہ حکمت و مصلحت کارفرما تھی کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بنے گی۔

177 - سید المرسلین کے فضائل و مناقب کا بیان: (56)

تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر:

عن عبداللہ بن سلام قال: مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد و عیسی بن مریم یدفن معہ قال آبو مودود: وقد بقی فی البیت موضع قبر رواہ الترمذی

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 354

اور حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ **تورات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسی ابن مریم علیہ السلام کے حجرہ اقدس میں جمع کئے جائیں گئے۔** حضرت ابو مودود رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کا بیان ہے کہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) حجرۂ مبارک میں (جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر زمین آرام فرما ہیں) ایک قبر کی جگہ باقی ہے (ترمذی)

تشریح:

حجرہ مبارک میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدفون ہیں، تینوں قبروں کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے آگے قبلہ کی جانب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اس طرح ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اس طرح ہے کہ جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ مبارک ہے وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اس جگہ میں متعدد صحابہ نے دفن ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن خواہش و قصد کے باوجود کسی کو وہاں دفن ہونا نصیب نہ ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ قدرت کی حکمت اس جگہ کو خالی رکھنے ہی میں تھی تاکہ آخر زمانہ میں حضرت عیسی علیہ السلام اسی جگہ دفن کئے جائیں۔ چنانچہ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام (اس دنیا میں اپنی عمر کے آخری حصہ میں پہنچیں گے تو حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جائیں گے وہاں سے واپس آرہے ہوں گے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان انتقال فرما جائیں گے اور ان کی نعش مبارک مدینہ منورہ لائی جائے گی جہاں روضہ اقدس نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کئے جائیں گے۔ اس طرح یہ دونوں صحابی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو نبیوں کے درمیان تاقیامت آرام فرما رہینگے۔

دابۃ الارض کے ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری ہوگی۔

164 - قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں اور دجال کا ذکر: (32)

قیامت آنے کی دس بڑی نشانیاں

عن حذيفة بن أسيد الغفاري قال اطلع النبي صلى الله عليه وسلم علينا ونحن نتذاكر. فقال ماتذكرون؟. قالوا نذكر الساعة. قال إنها لن تقوم حتى تروا قبلها عشر آيات فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم ويأجوج ومأجوج وثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب وآخر ذلك نار تخرج من اليمن تطرد الناس إلى محشرهم. وفي رواية نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس إلى المحشر. وفي رواية في العاشرة وريح تلقي الناس في البحر. رواه مسلم.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 30

حضرت حذیفہ ابن اسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف آنکلے اور پوچھا کہ تم لوگ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یقینا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لوگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دس نشانیوں کو اس ترتیب سے ذکر فرمایا ا دھواں ۲ دجال ۳ دابہ الارض ۴ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ۵ حضرت عیسی ابن مریم کا نازل ہونا ۶ یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور (چھٹی، ساتویں اور آٹھویں نشانی کے طور پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خسوف کا (یعنی تین مقامات پر زمین کے دھنس جانے کا) ذکر فرمایا ایک تو مشرق کے علاقہ میں، دوسرے مغرب کے علاقہ میں اور تیسرے جزیرہ عرب کے علاقہ اور دسویں نشانی، جو سب کے بعد ظاہر ہوگی، وہ آگ ہے جو یمن کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو گھیر ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ وہ ایک ایسی آگ ہوگی جو (یمن کے مشہور شہر عدن کے آخری کنارے سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی نیز ایک روایت میں دسویں نشانی کے طور پر یمن کی طرف سے یا عدن کے آخری کنارے سے آگ کے نمودار ہونے کے بجائے) ایک ایسی ہوا کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔" (مسلم)

تشریح:

حدیث میں قیامت کی جن دس بڑی نشانیوں اور علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں پہلی نشانی کے طور پر دھویں کا ذکر ہے، چنانچہ وہ ایک بڑا دھواں ہوگا جو ظاہر ہو کر مشرق سے مغرب تک تمام زمین پر چھا جائیگا اور مسلسل چالیس روز تک چھایا رہے گا اس کی وجہ سے تمام لوگ سخت پریشان ہو جائیں گے، مسلمان تو صرف دماغ و حواس کی کدورت اور زکام میں مبتلا ہوں گے مگر منافقین و کفار بیہوش ہو جائیں گے اور ان کے ہوش و حواس اس طرح مختل ہو جائیں گے کہ بعضوں کو کئی دن تک ہوش نہیں آئے گا واضح رہے کہ قرآن کریم میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آیت (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ) 44۔ الدخان: 10) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تابعین کے قول کے مطابق اس آیت میں اسی دھویں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن حضرت ابن مسعود اور ان کے تابعین کے نزدیک اس آیت میں دھویں سے مراد غلہ کا وہ قحط ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قریش مکہ پر نازل ہوا تھا اور جس کا حقیقی سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بدعا تھی کہ اے خدا! تو ان لوگوں پر (جو سرکشی اور اسلام دشمنی میں حد سے بڑھ گئے ہیں سات سال کا قحط نازل فرما جیسا کہ تو

نے **حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر نازل فرمایا تھا**، چنانچہ اس بد دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو سخت ترین غذائی قحط میں مبتلا کیا یہاں تک کہ وہ چمڑے، و مردے اور دوسری الابلا چیزیں کھانے لگے تھے اس عرصہ میں انہیں فضا میں دھویں کی مانند ایک چیز نظر آتی تھی جس کو وہ اپنے اوپر منڈلاتے ہوئے دیکھا کرتے تھے جیسا کہ کوئی بھوکا ضعف و کمزوری کی شدت کے سبب اپنی آنکھوں کے آگے تاریکی محسوس کرتا ہے اور فضا میں بھری ہوئی ہوا اس کو دھویں کی شکل میں دکھائی دیتی ہے، ویسے بھی جب کسی علاقہ میں قحط سالی پھیل جاتی ہے تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے پورے ماحول میں خشکی اور گرد و غبار کی جو کثرت ہو جاتی ہے وہ فضا کو اس طرح مکدر کر دیتی ہے کہ چاروں طرف دھویں کی صورت میں اندھیرا معلوم ہونے لگتا ہے۔

" دابۃ الارض" سے مراد ایک عجیب الخلقت اور نادر شکل کا جانور ہے جو مسجد حرام میں کوہ صفا و مروہ کے درمیان سے برآمد ہوگا اور جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ان الفاظ واخرجنا لہم دابۃ من الارض کے ذریعہ کیا گیا ہے! علماء نے لکھا ہے کہ وہ جانور چوپایہ کی صورت میں ہوگا جس کی درازی ساٹھ گز کی ہوگی، اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس عجیب الخلقت جانور کی شکل یہ ہوگی کہ چہرہ انسانوں کی طرح پاؤں اونٹ کی طرح گردن گھوڑے کی طرح سرین ہرن کی طرح سینگ بارہ سنگے کی طرح اور ہاتھ بندر کی طرح ہوں گے! نیز اس کے نمودار ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کوہ صفا جو کعبہ کی مشرقی جانب واقع ہے، یکایک زلزلہ سے پھٹ جائیگا اور اس میں سے یہ جانور نکلے گا، **اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری ہوگی** تمام شہروں اور علاقوں میں اتنی تیزی کے ساتھ دورہ کریگا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور دوڑ میں اس کا مقابلہ کر کے اس سے چھٹکارا نہ پاسکے گا جہاں جہاں جائیگا ہر شخص پر نشان لگاتا جائیگا جو صاحب ایمان ہوگا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء سے چھوئے گا اور اس کی پیشانی پر " مومن " لکھ دے گا اور جو کافر ہوگا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے سیاہ مہر لگا دے گا اور اس کے منہ پر کافر لکھ دے گا! بعض حضرات نے کہا ہے کہ دابۃ الارض تین مرتبہ نکلے گا ایک دفعہ تو حضرت امام مہدی کے زمانہ میں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور پھر آخری دفعہ آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد۔

آفتاب کے مغرب کی طرف سے نکلنے کے سلسلے میں وضاحت آگے آنے والی ایک حدیث کی تشریح میں بیان ہوگی! آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد ہوگا، چنانچہ آپ ایک دن شام کے وقت آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارہ پر اتریں گے اور پھر دجال کو تلاش کر کے اس کو دروازہ لد پر قتل کریں گے " لد" شام میں ایک موضع کا نام ہے اور بعض حضرات نے اس کو فلسطین کے ایک موضع کا نام بتایا ہے واضح رہے کہ یہاں حدیث میں جن دس نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی ترتیب کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ان میں سے سب سے پہلے جس نشانی کا ظہور ہوگا وہ دھواں ہے، اس کے بعد دجال نکلے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے، پھر دابۃ الارض نکلے گا، اور پھر آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا یہ بات اس لئے کہی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر اہل ایمان کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ سارے کفار مسلمان ہونگے ان کا ایمان مقبول ہوگا، اس کے برخلاف اگر یہ کہا جائے کہ مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع ہونا، دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے پہلے ہوگا تو ظاہر ہے کہ جو کفار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمان ہوں گے ان کا ایمان مقبول قرار نہ پائے کیونکہ آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا اور اس وقت کسی کافر کا ایمان قبول کرنا معتبر نہیں ہوگا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان قبول کرنے والے تمام لوگوں کا ایمان معتبر ہوگا اور وہ مسلمان مانے جائیں گے! پس حدیث میں مذکورہ نشانیوں کو جس ترتیب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے وہ ان نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے کی اصل ترتیب نہیں ہے اور نہ یہاں اصل ترتیب کا ذکر کرنا مراد ہے بلکہ اصل مقصد ان نشانیوں کو ایک جگہ ذکر کرنا ہے سو بلا لحاظ ترتیب ان کو ایک جگہ ذکر کر دیا گیا لہٰذا یہ اشکال وارد نہیں ہو سکتا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے واقعہ سے پہلے ہوگا تو یہاں نزول آفتاب کے بعد کیوں ذکر کیا گیا۔

" یاجوج ماجوج" دراصل دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث ابن نوح کی اولاد میں سے ہیں، یہ دونوں قبیلے بہت وحشی مگر طاقتور تھے ان کا خاص مشغلہ لوٹ مار اور زمین پر فساد پھیلانا تھا، یہ قبیلے جس گھاٹی میں رہا کرتے تھے اس کو ذوالقرنین نے ایک ایسی دیوار سے جس کی بلندی اس گھاٹی کے دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچتی ہے اور موٹائی ٦٠ گز کی ہے، بند کرا دیا تھا تاکہ لوگ ان قبیلوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہ سکیں، جب قیامت آنے کو ہوگی اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو دیوار ٹوٹ جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خسوف کا ذکر فرمایا" کے بارے میں ابن مالک نے کہا ہے کہ عذاب الٰہی کے طور پر زمین کا دھنس جانا مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں واقع ہو چکا ہے لیکن احتمال ہے کہ یہاں حدیث میں جن تین خسوف کا ذکر فرمایا ہے وہ پہلے واقع ہو چکنے والے خسوف کے علاوہ ہوں گے اور ان سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔

" اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی" میں زمین حشر سے مراد ملک شام کا وہ علاقہ ہے جہاں وہ آگ لوگوں کو لے جا کر چھوڑے گی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس آگ کی ابتداء ملک شام سے ہوگی، یا یہ کہ ملک شام کو اس قدر وسیع وفراخ کر دیا جائیگا کہ پورے عالم کے لوگ اس میں جمع ہو جائیں گے بہر حال حدیث کے اس جملہ کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اس آگ کا لوگوں کو ہانکنا، حشر کے بعد ہوگا۔ اگر زمین حشر سے مراد میدان حشر لیا جاتا تو یقیناً یہ مفہوم پیدا ہوتا اور اس پر اعتراض بھی واقع ہوتا، لیکن جب یہاں '' میدان حشر" مراد ہی نہیں ہے تو پھر کوئی اعتراض بھی پیدا نہیں ہو سکتا !نیز ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ وہ آگ حجاز کی سرزمین سے نمودار ہوگی، جب کہ یہاں حدیث میں اس کا یمن کی جانب سے نمودار ہونا بیان کیا گیا ہے) لہذا قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ قیامت کی نشانی کے طور پر جس آگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک نہیں دو ہوں گی، اور وہ دونوں، لوگوں کو گھیر کر ہانک کر زمین حشر (یعنی ملک شام) کی طرف لے جائیں گی۔ یا یہ کہ وہ آگ تو ایک ہی ہوگی جو ابتداء میں یمن کی جانب سے نکلے گی لیکن اس کا ظہور حجاز کی سرزمین سے ہوگا۔ اس موقع پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں بخاری کی جو روایت ہے اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے گھیر ہانک کر مغرب کی طرف لے جائے گی جب کہ حقیقت میں وہ آگ سب سے آخری علامت ہوگی جیسا کہ یہاں حدیث میں مذکور ترتیب سے بھی واضح ہوتا ہے، پس اس تضاد کو اس تاویل کے ذریعہ دور کیا جائیگا کہ آگ کی سب سے آخری نشانی مذکورہ آگ ہوگی، اور بخاری کی روایت میں آگ کو جو سب سے پہلی نشانی قرار دیا گیا ہے تو وہ اس اعتبار سے کہ آگ، قیامت کی ان نشانیوں میں سے سب سے پہلی نشانی ہوگی جن کے بعد دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی بلکہ ان نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے کے ساتھ ہی صور پھونکا جائیگا، ان کے برخلاف یہاں حدیث میں جن نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ہر ایک نشانی کے بعد بھی دنیا کی چیزیں باقی رہیں گی۔

ایک ایسی ہوا کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف ہے جس میں آگ کا ذکر ہے پس ان دونوں روایتوں کے درمیان مطابقت ویکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ اس دوسری روایت میں لفظ ناس (لوگوں) سے مراد کفار ہیں، اور ان کو ہانکنے والی آگ ہوا کے سخت جھکڑ کے ساتھ ملی ہوئی ہوگی تاکہ ان کفار کو سمندر میں دھکیلنے کا عمل زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پورا ہو، نیز مذکورہ آگ جس کا پانی آگ کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا، چنانچہ قرآن کریم ان الفاظ واذالبحار سجرت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ تبدیل ہو جائے گا چنانچہ قرآن کریم کے ان الفاظ میں اسی حقیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کے برخلاف مومنین کے لئے جو آگ ہوگی وہ محض ان کو ڈرانے کے لئے ہوگی اور کوڑے کی طرح اس کا کام یہ ہوگا کہ انہیں ہانک کر زمین حشر اور موقف اعظم کی طرف لے جائے۔

Hadith & Alleged Death of Jesus (Tomb of Jesus?)

by Waqar Akbar Cheema

Here is the sixth Qadiani argument and its refutation:

The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) said: "May the curse of God be upon the Jews and the Christians who made the graves of their prophets into places of worship". (Bukhari, Kitab as-Salat, p. 296).
The Holy Prophet said this because he was anxious that Muslims should avoid the evil of making the tomb of their prophet into a place of worship, as Jews and Christians had done with their prophets' graves. ***The Jews had had numerous prophets but the prophet properly recognised by the Christians is only one – Jesus****. This hadith shows that the Holy Prophet believed that Jesus had a tomb. And, in fact, this is the place where Jesus was kept after being removed from the cross (till he recovered from his wounds), which Christians revere greatly. Obviously, according to this hadith, Jesus did not rise up to heaven.*

The Truth:

The Hadith they quote goes as:

عَنْ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبّاسٍ أَنّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْیَہُودِ وَالنَّصَارَی اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِیَائِہِمْ مَسَاجِدَ

Narrated Ibn Abbas: The Messenger of Allah (PBUH) said: "**May Allah curse the Jews and Christians for they built the places of worship at the graves of their Prophets.**"
(Bukhari, Kitabul Salaah, Hadith 417)

1) Alhamdulillah our classical scholars have already clarified these things so I don't have to write anything from my side to refute this argument. Below is a passage from **Hafiz Ibn Hajr's Fath al-Baari** along with translation. Insha'Allah this is enough to bust the Qadiani argument. So here you go;

وَقَدْ اُسْتُشْكِلَ ذِكْرُ النَّصَارَی فِیہِ؛ لِأَنَّ الْیَہُودَ لَہُمْ أَنْبِیَاءُ بِخِلَافِ النَّصَارَی فَلَیْسَ بَیْنَ عِیسَی وَبَیْنَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیٌّ غَیْرُہُ وَلَیْسَ لَہُ قَبْرٌ، وَالْجَوَابُ أَنَّہُ کَانَ فِیہِمْ أَنْبِیَاءُ أَیْضًا لَکِنَّہُمْ غَیْرُ مُرْسَلِینَ کَالْحَوَارِیِّینَ وَمَرْیَمَ فِي قَوْلٍ، أَوْ الْجَمْعُ فِي قَوْلِہِ " أَنْبِیَائِہِمْ " بِإِزَاءِ الْمَجْمُوعِ مِنَ الْیَہُودِ وَالنَّصَارَی، وَالْمُرَادُ الْأَنْبِیَاءُ وَکِبَارُ أَتْبَاعِہِمْ فَاکْتَفَی بِذِکْرِ الْأَنْبِیَاءِ، وَیُؤَیِّدُہُ قَوْلُہُ فِي رِوَایَۃِ مُسْلِمٍ مِنْ طَرِیقِ جُنْدُبٍ " کَانُوا یَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِیَائِہِمْ وَصَالِحِیہِمْ مَسَاجِدَ " وَلِہَذَا لَمَّا أَفْرَدَ النَّصَارَی فِي الْحَدِیثِ الَّذِي قَبْلَہُ قَالَ " إِذَا مَاتَ فِیہِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ " وَلَمَّا أَفْرَدَ الْیَہُودَ فِي الْحَدِیثِ الَّذِي بَعْدَہُ قَالَ " قُبُورَ أَنْبِیَائِہِمْ "، أَوْ الْمُرَادُ بِالِاتِّخَاذِ أَعَمُّ مِنْ أَنْ یَکُونَ ابْتِدَاعًا أَوْ اتِّبَاعًا، فَالْیَہُودُ ابْتَدَعَتْ وَالنَّصَارَی اتَّبَعَتْ، وَلَا رَیْبَ أَنَّ النَّصَارَی تُعَظِّمُ قُبُورَ کَثِیرٍ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ الَّذِینَ تُعَظِّمُہُمُ الْیَہُودُ.

"Query has been raised regarding the mention of Christians here for, Jews had many prophets but not so the Christians as there was no Prophet between Jesus (PBUH) and our Prophet [Muhammad], on whom peace and blessings of Allah and Jesus (PBUH) has no grave. So the answer to this is, they [the Christians] also had prophets among them but

they were not Messengers [sent by Allah], like the Disciples and Mary according to one saying. Or in the word 'Prophets' are included all those [holy men] who rose among the Jews and the Christians. The reference is to Prophets and the ancestors whom they followed but only the Prophets have been mentioned. And this is supported by the narration of Muslim from Jundub which says"[those before you] used to take the graves of their prophets and righteous men **as places of worship."** (Muslim H.827)**.** **And it is for this reason that only the Christians are mentioned in the preceding Hadith which says "When any** religious man **dies amongst those people [they would build a place of worship at his grave]"** (Bukhari H.409)**.** **And for the same reason only the Jews are mentioned in the following Hadith that says; "May Allah destroy the** Jews **[for they built the places of worship at the graves of their** Prophets**]."** (Bukhari H.418)**. Or it may be to include all those who innovated and those who followed. The Jews innovated and the Christians followed [the innovation] for certainly Christians revered the graves of many of the Prophets who were revered by Jews [as well]."**
(Fath Al-Baari 2/160, Kitabul Salaah)

2) The idea that there were among Christians certain people considered prophets but were not sent as Messengers by Allah is supported by the present New Testament even. See e.g. Acts 11:27, 13:1, 21:10 etc.

And definitely Christians also revered all the Prophets revered by Jews. Hafiz Ibn Hajr's last point rests on this fact.

Alhamdulillah what a comprehensive answer by one of the greatest exegetes of Hadith.

Did you notice?

Refuting the Qadiani position Hafiz Ibn Hajr (RA) clearly says about Jesus (PBUH):

وَلَيْسَ لَهُ قَبْرٌ

"And he has no grave."

And not to forget Hafiz Ibn Hajr (RA) was recognized as a **Mujaddid** of 8th century A.H. by MGA himself.

May Allah guide all!

Note: I do not follow the Hadith numbering in vogue on internet as it is not a standard.

INDEED, ALLAH KNOWS BEST!

رسول اللہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قریب ہوں اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے

46 - فضائل کا بیان: (559)

حضرت عیسی کے فضائل کے بیان میں

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ قَالُوا كَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 1632 حدیث مرفوع مکررات 6 متفق علیہ 5

محمد بن رافع عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ، ابوہریرہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قریب ہوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا تمام انبیاء کرام علیہ السلام علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان سب کا دین ایک ہی ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے

Abu Huraira reported many ahadith from Allah's Messenger (may peace be upon him) and one is that Allah's Messenger (may peace be upon him) said: I am most close to Jesus, son of Mary, among the whole of mankind in this worldly life and the next life. They said: Allah's Messenger how is it? Thereupon he said: Prophets are brothers in faith, having different mothers. **Their religion is, however, one and there is no Apostle between us (between I and Jesus Christ).**

Hadith & Alleged Death Of Jesus (Two Versions/Tahreef Of A Hadith Jesus Dead Like Moses?)

حدیث گھڑ کر صحیح ثابت کر کے یا صحیح حدیث میں تحریف کر کے

by Waqar Akbar Cheema

Qadianis quote another saying:

"Had Moses or Jesus been alive, they would have had to follow me" (Al-Yawaqit wal-Jawahir, p. 240; Fath al-Bayan, vol. 2, p. 246; Tafisir Ibn Kathir, under verse 81 of Al Imran).'

The Truth:

The wording in Tafsir Ibn Kathir is:

لَوْكَانَ مُوسٰى وَعِيسَى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا إِلَّا اتِّبَاعِي

'If Moses and Jesus had been alive, they would have no choice but to follow me.'

There are certain issues with the narration and its meaning which can be easily understood if one is not preoccupied to believe in something;

1- This narration with a mention of Jesus (PBUH) along with Moses (PBUH) has absolutely no chain recorded **anywhere**, thus its totally baseless. Truly only the followers of a baseless religion refer to baseless narrations. The proof of burden is upon the Qadianis to show us the complete chain of any such narration that makes a mention of Jesus (PBUH).

2- Even if we, just for the sake of argument, give some consideration to this narration, we have to take it along other narrations on the same lines. Infact there are reliable narrations but they mention Moses (PBUH) only and not Jesus (PBUH). The Holy Prophet (PBUH) said:

لَوْكَانَ مُوسٰى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي

"If Moses were alive amongst you, he would have had no option but to follow me."
(Musnad Ahmad 14104. Musnad Abu Ya'la Hadith 2081. Tafsir Ibn Kathir 2/68. Shaykh Hamztul Zain classified it as Hasan in his classification of Musnad Ahmad 11/500 pub. Dar al-Hadith Cairo, 1995)

Now even if we consider Jesus (PBUH) along with Moses (PBUH) in the above narration it still doesn't go with the Qadiani belief. The Hadith clearly uses the words بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ i.e. **'Amongst you'**. This implies that if Moses (PBUH) and Jesus (PBUH) come alive amongst us, they would have no choice but to follow our Last Holy Prophet (PBUH). This way it has nothing to say if either of them is alive anywhere or not. It can only be taken to mean that they are not alive

'amongst us' which needs no further proof. Moreover, it is an established belief among Muslims that once Jesus (PBUH) will descend from the Heavens and live 'amongst us' he will only follow the Law brought by the Holy Prophet (PBUH).

3- This statement doesn't say Moses & Jesus, peace be upon them both, are indeed in the same condition. It only stresses that if either of them were in a certain similar situation i.e. if they come amongst us, the Ummah of the Last Prophet (PBUH), they will but have to follow the Holy Prophet in the Law.

All this shows the superficiality and absurdness of Qadiani evidences!

INDEED ALLAH KNOW THE BEST!

Hadith & Alleged Death Of Jesus (Did He Die At The Age Of 120?)
Tahreef By Proving A Fabricated Hadith As True Or A True As A False

by Waqar Akbar Cheema

Qadianis say that Jesus (PBUH) died at the age of 120. They refer to a certain narration. In the following lines we unveil the truth about the narration and the fragility of Qadiani belief. They say:

Aishah (God be pleased with her) said that, in his illness in which he died, the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) said: `Every year Gabriel used to repeat the Quran with me once, but this year he has done it twice. He has informed me that there is no prophet but he lives half as long as the one who preceded him. And he has told me that Jesus lived a hundred and twenty years, and I see that I am about to leave this world at sixty' " (Hajaj at-Kiramah, p. 428; Kanz al-Ummal, vol. 6, p. 160, from Hazrat Fatima; and Mawahib al-Ladinya, vol. 1, p. 42)

The Truth:

Actually the narration comes from Mu'jam Tabarani Kabeer. Its a part a longer narration. Its last part relevant to our discussion here goes as:

وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلا عَاشَ نِصْفَ عُمُرِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِينَ وَمِئَةَ سَنَةٍ وَلا أُرَانِي ذَاهِبًا عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ

"And I have been told that there is no Prophet after other Prophet but he lives a life half then the one who lived earlier. And I have been told that Jesus, the son of Mary lived for a hundred and twenty years and I do not see myself but approaching sixties"
(Mu'jam Tabarani Kabeer Hadith 18464, Tarikh Damishq 47/481-482 quoted in Kanz Al-Ummal 11/479 H.32262 & 13/676 H.37732)

Issues with this narration:

1) According to rules of narration (riwayah**)**: Hafiz Haithmi has called it Daeef (i.e. unauthentic). After quoting this narration he writes:

رواه الطبراني باسناد ضعيف، وروى البزار بعضه آيضا وفى رجاله ضعف

"Tabarani narrated it with a weak chain and Bazzar also narrated some part of it and in its chain (also) is weakness."
(Majma' Al-Zawai'd Wa Manba Al-Fawai'd 4/67, Chapter on the illness and death of the Prophet)

2) In the light of rationality (diraya**)**: According to the principle of **diraya** (i.e. rationality) as well, this narration is not acceptable. The narration gives the notion as if every Prophet lives half the age of the Prophet immediately before him. This cannot be true and thus can never be uttered by the Noble and

Truthful Prophet (PBUH). If Jesus (PBUH) lived for 120 years then John the Baptist (Yahya A.S.) should have lived for 240 years but he lived less then the period Jesus (PBUH) remained on Earth. Moreover following this cycle we have to believe that Adam (PBUH) perhaps lived millions of years which cannot be true.

3) Moreover there is a lot of confusion regarding the wording of the of the narration which is even otherwise weak. In Ibn Asaakir's **Tarikh Damishq** (47/482) and Ibn Saa'd's **Tabaqaat Al-Kubra** (2/195) there are narrations that tend to convey as if Jesus (PBUH) lived for 150 years. Indeed these narrations are also of dubious narration like the one about 120 years.
Ibn Asaakir after quoting both these narrations says:

كذا في هاتين الروايتين والصحيح أن عيسى لم يبلغ هذا العمر

"It's like that in these two narrations [about 120 & 150 years] and the truth is that Jesus (PBUH) did not reach this age."
(Tarikh Damishq 47/482)

To turn the tables, let me ask why do the Qadianis not take the narration in full and apply it to other issues? Does it not say, **"And I have been told that there is no Prophet after other Prophet but he lives a life half then the one who lived earlier"?** While it does, how could Mirza Qadiani be a Prophet for according to this narration if there ever was to be any Prophet after the Holy Prophet Muhammad (PBUH), he would live only 31 or 32 years, half of the Prophet' (PBUH) age i.e. 63 years while Mirza lived far more. Verily this proves the fragility of Qadiani arguments.

May Allah guide everyone!

INDEED ALLAH KNOWS BEST!

مختلطین یا مجہول الحال یا نسیان یا تردد یا وہم کے شکار راویوں کے بارے میں! واللہ اعلم

Medical Fitness Certificate Of Narrators Is In The Hands Of Hadith Collectors.

اور انھوں نے مجھے خبر دی کہ (سیدنا) عیسیٰؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔

ضعیف + ضعیف = حسن لغیرہ

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تحقیق

ابن بشیر الحسینوی

تحقیق: حافظ خبیب احمد الاثری حفظہ اللہ

)انتخاب: مقالات اثریہ(

سیدہ عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ سے مرفوعاً نقل کرتی ہیں:

)"۱ (کسی نبی کے بعد کوئی نبی نہیں ہوتا، مگر وہ گزشتہ نبی کی عمر سے نصف عمر زندگی گزارتا ہے۔

)۲ (اور انھوں نے مجھے خبر دی کہ (سیدنا) عیسیٰؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔

)۳ (اور میں اپنے بارے میں خیال نہیں کرتا، مگر یہ کہ میں بھی ساٹھ برس کی عمر میں فوت ہونے والا ہوں۔ "

اس روایت سے قادیانی اور مرزائی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ بن مریمؑ فوت ہوگئے ہیں، حالانکہ یہ روایت بلحاظِ سند اور بلحاظِ متن دونوں طرح سے ثابت نہیں، بلکہ ضعیف و باطل ہے۔ اصولِ حدیث کا مسئلہ ہے کہ ایسی روایت ناقابلِ استدلال ہوتی ہے۔

اس روایت کو امام طحاویؒ نے "شرح مشکل الآثار (۵/ ۱۹۹، ح: ۱۹۳۷، ۱/ ۱۳۹۔۱۴۰، ح: ۱۴۶، دوسرا نسخہ: ۲/ ۳۸۴، ۱/ ۴۹)،

امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر (۲۲/ ۴۱۶، ح: ۱۰۳۱، مختصراً)،

امام ابن ابی عاصمؒ نے الآحاد والمثاني (۵/ ۲۶۹۔۲۷۰، ح: ۲۹۷۰ ورقم: ۲۹۶۵۔ مختصراً)،

امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ (۷/ ۱۶۵، ۱۶۶)،

امام ابن عبدالبرؒ نے التمھید (۱۴/ ۲۰۰)

اور امام ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق (۴۷/ ۴۸۱، ۴۸۲) میں

"محمد بن عبد الله بن عمرو بن عثمان أن أمه: فاطمة ابنة الحسين، عن عائشة، عن فاطمة "کی سند سے بیان کیا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کو المستدرک للحاکم اور المعرفة والتاریخ لِلإمام یعقوب الفارسي" کی طرف منسوب کیا ہے۔ (البدایة والنھایة: ۲/ ۹۵)

یہ روایت ان کتب میں تو دستیاب نہ ہو سکی، البتہ زیادات المعرفة والتاریخ) ۳/ ۲۶۵، ۲۶۶، ضمن المعرفة والتاریخ) میں البدایة والنھایة کے حوالے سے موجود ہے۔

الدیباج متکلم فیہ راوی ہے:

اس روایت کا مرکزی راوی محمد بن عبداللہ المعروف بالدیباج متکلم فیہ ہے، اس کے بارے میں ائمہ نقاد (جرح و تعدیل کے اماموں) کی تنقید ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ امام بخاریؒ۔ " لا یکاد یتابع في حدیثہ "

)التاریخ الأوسط: ۳/ ۴۶۶، رقم: ۶۹۳، دوسرا نسخہ المطبوع خطأباسم التاریخ الصغیر: ۲/ ۷۶، التاریخ الکبیر: ۱/ ۱۳۸ "عندہ عجائب" الضعفاء الصغیر، ص: ۳۲۵، دوسرا نسخہ، رقم: ۴۳۸(

۲۔ امام مسلمؒ۔ " عن أبي الزناد منكر الحديث)"الکنی: ۱/ ۴۸۷، رقم: ۱۸۸۴، تاریخ دمشق: ۵۶/ ۲۸۶(

۳۔ امام ابن حبانؒ۔ " في حديثه عن أبي الزناد بعض المناكير) "الثقات: ۷/ ۴۱۷(

۴۔ امام ابن الجارودؒ۔ " لا يكاد يتابع على حديثه)". تہذیب التہذیب: ۹/ ۲۶۹)

۵۔ امام ابن خزیمہؒ۔ " وأنا أبرأ من عهدته)". تاریخ دمشق لابن عساکر: ۵۶/ ۳۸۴وسندہ صحیح(

۶۔ امام ابواحمد الحاکم الکبیرؒ۔ " ليس بالقوي عندهم)"تاریخ دمشق: ۵۳/ ۲۸۴، ۲۸۵وسندہ صحیح(

۷۔ امام نسائیؒ۔ " ليس بالقوي) "تاریخ دمشق: ۵۶/ ۲۸۶(

ائمہ معدلین اور ان کی تعدیل:

۱۔ امام عجلیؒ۔ " ثقة) "تاریخ الثقات، ص: ۴۰۶، رقم: ۱۴۷۲، معرفۃ الثقات بترتیب الهيثمي والسبكي: ۲/ ۲۴۲، رقم: ۱۶۱۴(

۲۔ امام نسائیؒ۔ " ثقة) "میزان الاعتدال: ۳/ ۵۹۳وتہذیب الکمال: ۶/ ۳۷۹(

۳۔ امام ابن عدیؒ۔ " حديثه قليل ومقدار ماله يكتب "اس کی حدیثیں تھوڑی ہیں اور اس کی روایتیں لکھی جاتی ہیں۔(الکامل: ۶/ ۲۲۲۴(

یہ توثیق ہے اور نہ جرح ہے، لیکن جرح کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ حافظ ابن حجرؒ۔ " صدوق" (التقريب: ۶۰۷۲) "ثقة)"تعجیل المنفعۃ، ص: ۳۰۶ترجمۃ: عمرو بن جعفر (

مگر حافظ صاحب نے "فتح الباري، کتاب الطب، باب الجذام (۱۰/ ۱۵۹، رقم: ۵۷۰۷) کے تحت سنن ابن ماجہ کی اس کے واسطے سے ایک روایت)) : لا تديموا النظر إلى المجذوم ((کو ضعیف کہا ہے۔ اس روایت کی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو" :الصحيحة للألباني (۳/ ۵۱۔۵۳ ح: ۱۰۶۴) اور أنيس الساري في تخريج أحاديث فتح الباري (۹/ ۶۰۸۱۔۶۰۸۵(

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب نسیان یا تردد کا شکار ہو گئے ہیں یا پھر یہی ان کا آخری فیصلہ ہے، ایسے متکلم فیہ راوی اور ضعیف عند الجمہور کا تفرد بالخصوص جب اس کی روایت میں ضعف اور نکارت ہو، نا قابلِ قبول ہے۔

مضعفینِ حدیث:

اس روایت کے بارے میں حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔ امام بزار رحمہ اللہ نے بھی اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے اور اس کے رجال میں کمزوری ہے۔ "

)مجمع الزوائد: ۹/ ۲۳(

حافظ ابن عساکرؒ نے یہ فرما کر اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے:

" صحیح بات یہی ہے کہ عیسیٰؑ اس عمر کو نہیں پہنچے۔"(تاریخ دمشق: ۴۷/ ۴۸۲)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"حدیث غریب" (البدایۃ والنہایۃ: ۲/ ۹۵، دوسرا نسخہ: ۲/ ۲۹۲(

حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس روایت کے اثبات میں شک کا اظہار یوں کیا ہے:

"جب عیسیٰؑ کو (آسمانوں پر) اٹھایا گیا تو اس وقت ان کی عمر میں اختلاف کیا گیا ہے، ایک قول کے مطابق تینتیس برس اور دوسرے کے مطابق ایک سو بیس برس ہے۔" (فتح الباری: ۶/ ۴۹۳(

محدث البانیؒ رقمطراز ہیں:

"اس کی سند میں کچھ کمزوری ہے۔" (الضعیفۃ: ۹/ ۴۲۵)

خلاصہ یہ کہ محمد بن عبداللہ الدیباج جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ متقدمین میں سے اس کی توثیق صرف ایک محدث سے ثابت ہے، امام نسائی نے ثقہ بھی قرار دیاہے اور لیس بالقوي کی جرح بھی کی ہے۔ اور جرح چھ محدثین سے ثابت ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

عامر بن واثلہ کی متابعت:

محمد بن عبداللہ الدیباج کی عامر بن واثلہ اللیثی ابوالطفیل نے متابعت کی ہے، اسے امام طبرانی رحمہ اللہ نے (المعجم الکبیر: ۲۲/ ۴۱۷، ۴۱۸، ح: ۱۰۳۰) میں "عبدالکریم بن یعقوب (!) عن جابر عن أبي الطفیل عن عائشة عن فاطمة" کی سند سے بیان کیاہے، مگر یہ سند بھی درج ذیل علل کی وجہ سے ضعیف ہے:

۱۔ جابر جعفی ضعیف اور مشہور رافضی ہے۔ (التقریب: ۸۸۶)

۲۔ عبدالکریم بن یعقوب !: عبدالکریم بن یعفور جعفی ابویعفور سے محرف ہے، جیسا کہ طبرانی میں دوسری جگہ درست نام مذکور ہے۔)المعجم الکبیر: ۳/ ۹۵، ح: ۲۷۶۷)

- عبدالکریم بن یعفور کو امام ابوحاتم نے شیخ لایعرف کہاہے۔ (الجرح والتعدیل: ۶/ ۶۱)
- امام بخاری نے اس کے بارے میں سکوت کیاہے۔ (التاریخ الکبیر: ۶/ ۹۱)
- ابن حبان نے الثات میں ذکر کیاہے۔ (الثقات: ۸/ ۴۲۳)
- حافظ ذہبی نے المشتبہ (۲/ ۶۷۰)
- حافظ ابن حجر نے تبصیر المنتبہ (۴/ ۱۴۹۵) میں لایعرف کہاہے۔
- امام ابن ناصر الدین الدمشقی کا رجحان بھی اسی جانب ہے۔ (توضیح المشتبہ: ۹/ ۴۷۱)
- شیخ البانی نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ (الضعیفۃ: ۱۲/ ۱۸۳)
- حافظ ابن حجر نے مقبول کہاہے۔ (التقریب: ۴۱۸۱)

خلاصہ یہ کہ ابن یعفور مجہول الحال ہے۔ ابن حبان کا اسے الثقات میں ذکر کرنا فائدہ مند نہیں حافظ ابن حجر اگر ازدی کی جرح کو ملحوظ رکھتے تو یقیناوہ اسے مقبول نہ کہتے۔ واللہ اعلم۔ اس لیے الدیباج کے لیے یہ متابعت بھی قابلِ تقویت نہیں۔ یہ روایت اپنی سندوں کے باوجود ضعیف ہے۔

عبدالکریم کے بارے میں ملاحظہ:

حافظ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال (۲/ ۶۴۷) میں کسی دلیل کے بغیر عبدالکریم بن یعفور خزاز کو ولید بن صالح کا استاد قرار دیاہے۔ حالانکہ امام ابن ابی حاتمؒ نے ان کو علیحدہ علیحدہ ذکر کرکے ان پر مختلف جرح نقل کی ہے۔

ابن یعفور کو امام ابوحاتمؒ نے "شیخ لایعرف" کہاہے۔ (الجرح والتعدیل: ۶/ ۶۱، رقم: ۳۲۰)

اور اس کا لقب خزاز (خراز) ذکر نہیں کیا۔

امام بخاریؒ نے بھی التاریخ الکبیر (۶/ ۹۱) میں اس کے بارے میں سکوت کیا ہے، جبکہ ولید بن صالح کے استاد عبدالکریم پر امام ابوحاتمؒ نے "کان یکذب" کی جرح کی ہے۔ (الجرح والتعدیل: ۶/ ۶۲، رقم: ۳۲۶)

حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان (۴/ ۵۳) میں حافظ ذہبیؒ کا رد کیا ہے، مگر ان کے کلام سے اس کی تفصیل واضح نہیں ہوتی۔

تیسرا راوی عبدالکریم بن خراز ہے جو جابر جعفی کا شاگرد ہے، اس کے بارے میں حافظ ازدی نے کہا" : واهي الحديث جداً "حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"یہ عبدالکریم بن عبدالرحمن خراز ہے۔" (لسان المیزان: ۴/ ۵۳)

یعنی یہ راوی اسی طبقے کا ہے مگر عبدالرحمن کا بیٹا ہے ابن یعفور نہیں۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سنن میں اس سے روایت لی ہے۔(تہذیب الکمال: ۱۲/ ۷)

حافظ ابن حبانؒ نے اسے "مستقيم الحديث" کہا ہے۔

(الثقات: ۷/ ۴۲۳، اس میں عبدالکریم بن عبدالکریم بجلی ہے جو خطا ہے، درست وہی ہے جو ہم ذکر کر آئے ہیں)

حافظ ذہبیؒ نے "وثق" کہا ہے۔(الکاشف: ۲/ ۲۰۵، رقم: ۳۴۷۳)

حافظ ذہبیؒ اس اصطلاح کا اطلاق عام طور پر ان راویوں پر کرتے ہیں جن کو صرف حافظ ابن حبانؒ نے ثقہ کہا ہوتا ہے، مگر خود حافظ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں عام طور پر ان راویوں کو مجہول کہتے ہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ایسے راویوں کو مقبول کہتے ہیں جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔

شائقین ملاحظہ فرمائیں: (الصحيحة للألباني: ۵/ ۱۷۹)

اب اس حدیث کے شواہد ملاحظہ فرمائیں:

پہلا شاہد: حضرت عائشہؓ:

امام بزار اور امام ابن عبدالبرؒ نے " ابن لهيعة عن جعفر بن ربيعة، عن عبدالله بن عبدالله بن الأسود، عن عروة، عن عائشة "کی سند سے مرفوعاً یہ الفاظ بیان کیے ہیں:

"مابعث النبي إلا كان له من العمر نصف عمر الذي قبله وقد بلغت نصف عمر الذي قبلي، فبكيت".

(کشف الأستار للهيثمي: ۱/ ۳۹۸، ح: ۸۴۶، التمهيد: ۱۴/ ۱۹۹، ۲۰۰، موسوعة شروح الموطأ: ۲۲/ ۲۶۱، الذرية الطاهرة للدولابي، رقم: ۱۷۸)

مذکورہ سند کا آخری راوی ابن لہیعہ متکلم فیہ ہے، بعض محدثین نے انھیں مختلطین میں بھی شمار کیا ہے اور ان کے اختلاط کے پیشِ نظر ان کے شاگردوں کی تقسیم بندی کی ہے، یعنی جنھوں نے اختلاط سے پہلے سنا ہے ان کی روایت صحیح تسلیم کی جائے گی اور بعد از اختلاط روایت کرنے والوں کی روایت ضعیف ہو گی۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اختلاف سے قبل ہی سیء الحفظ تھے اور اختلاط کی وجہ سے ان کے ضعف میں مزید اضافہ ہو گیا، دوسرا یہ کہ ابن لہیعہ روایت اور سماعِ حدیث کے معاملے میں بے اعتنائی کا مظاہرہ کرتے تھے، جس کی تفصیل ہمارے مضمون "احادیثِ فضیلت شب براءت اور امام البانیؒ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

عروہؒ کے شاگرد عبداللہ بن عبداللہ بن الاسود کا ترجمہ نہیں مل سکا۔ التمہید میں عبداللہ بن عبیداللہ (تصغیر) اور الذریۃ الطاہرۃ میں عبدالملک بن عبیداللہ ہے۔

اگر یہ راوی مختلف نہیں اور ناسخ یا طابع کی غلطی بھی نہیں تو ممکن ہے کہ یہ بھی ابن لہیعہ کا وہم ہو۔ واللہ أعلم بالصواب.

حافظ بزارؒ نے اس کے تفرد اور نکارت کی جانب یوں اشارہ کیا ہے:

"لا نعلم روي عبدالله عن عروة إلا هذا) ". کشف الأستار: ۱/ ۳۹۸)

حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

"وروى البزار بعضه أيضاً وفي رجاله ضعف) ". مجمع الزوائد: ۹/ ۲۳)

حاصل یہ کہ یہ شاہد بھی ضعیف ہے۔

دوسرا شاہد: حدیث حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

((ما بعث اللہ عزوجل نبیاً إلا عاش نصف ما عاش الذي کان قبلہ))

اس روایت کو امام طحاویؒ نے شرح مشکل الآثار(۵/ ۲۰۰،ح: ۱۹۳۸) دوسرا نسخہ (۲/ ۳۸۴۔۳۸۵)،

امام بخاری نے التاریخ الکبیر(۷/ ۲۴۴۔۲۴۵،رقم ۱۰۴۲)،

امام یعقوب الفارسی نے المشیخۃ میں (بحوالہ المقاصد الحسنۃ،ص: ۳۶۳ والشذرۃ لابن طولون: ۲/ ۱۰۲)،

امام ابن عدیؒ نے الکامل(۶/ ۲۱۰۲)،

حافظ دیلمیؒ نے مسند الفردوس(۴/ ۳۷۳،ح: ۶۲۱۵)

امام ابونعیمؒ نے معرفۃ الصحابۃ(۳/ ۱۱۷۵،ح: ۲۹۸۱) وحلیۃ الاولیاء(۵/ ۶۸)

اور حافظ سخاویؒ نے المقاصد الحسنۃ(۹۴۴) میں

"عبید بن إسحاق العطار عن کامل بن العلاء أبي العلاء التمیمي عن حبیب ابن أبي ثابت عن یحیی بن جعدۃ عن زید بن أرقم "کی سند سے بیان کیا ہے۔

عبید العطار سخت ضعیف ہے:

اس کی سند میں عبید العطار سخت ضعیف راوی ہے۔ جس کے بارے میں محدثین کی بعض گواہیاں درج ذیل ہیں:

۱۔ امام بخاریؒ۔" عندہ مناکیر".

)التاریخ الکبیر: ۵/ ۴۴۱،الضعفاء الصغیر،رقم: ۲۲۳(

۲۔ امام مسلمؒ۔" متروک الحدیث) "الکنیٰ: ۱/ ۵۲۸،رقم: ۲۱۰۷(

۳۔ امام نسائیؒ۔"متروک الحدیث"

)الضعفاء والمتروکین،ص: ۱۷۰،رقم: ۴۲۳،دوسرا نسخہ،رقم: ۴۰۲ (

۴۔ امام ابن حبانؒ۔" ممن یروي عن الأثبات مالا یشبہ حدیث الثقات،لا یعجبني الاحتجاج بما انفرد من الأخبار"

)المجروحین: ۲/ ۱۷۶(

۵۔ امام ابن عدیؒ": وعامۃ ما یرویہ إما أن یکون منکر الإسناد أو منکر المتن) "الکامل: ۵/ ۱۹۸۷(

دیکھیے: (میزان الاعتدال: ۳/ ۱۸ ولسان المیزان: ۲/ ۳۴۹۔۳۵۰(

دوسری علت:

حبیب ابن ابی ثابت کثیر التدلیس مدلس راوی ہیں۔ معجم المدلسین لمحمد بن طلعت(ص: ۱۲۸۔۱۲۹)،طبقات المدلسین لابن حجر(۶۹/ ۳)،التدلیس في الحدیث / د۔مسفر دمینی(ص: ۲۸۹۔۲۹۰) اور روایت معنعن ہے۔

محدث البانیؒ نے اس حدیث کو سخت ضعیف قرار دیا ہے۔

)الضعیفۃ: ۹/ ۴۲۴،ح: ۴۴۳۴،ضعیف الجامع الصغیر: ۵/ ۸۹،ح: ۵۰۴۰(

لامہ مناوی(صوفی) نے بھی اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

)فیض القدیر: ۵/ ۴۳۲،ح: ۷۸۵۵(

تیسرا شاہد: حدیث یزید بن زیاد:

امام ابن سعدؒ نے الطبقات الکبریٰ (۲/ ۱۹۵) اور انھی کی سند سے امام ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق (۴۷/ ۴۸۲) میں " ھاشم بن القاسم عن أبي معشر نجیح بن عبد الرحمن عن یزید بن زیاد "کی سند سے مرفوعاً یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"إنه لم یکن نبي إلا عاش نصف عمر أخیه الذي کان قبله، عاش عیسی بن مریم مائة وخمساً وعشرین سنة وهذه اثنتان وستون سنة ومات في نصف السنة"

یہ سند بھی بایں وجہ معلول ہے:

۱۔ ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن السندی ضعیف اور مختلط ہے۔

)تقریب التہذیب: ۷۱۰۰، تہذیب الکمال: ۱۹/ ۴۷۔۵۲(

۲۔ انقطاع: اس کی سند میں مذکور یزید مدنی ہیں یا دمشقی، ان کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ مدنی ثقہ ہیں جبکہ دمشقی متروک ہے اور اگر مذکورہ شخص صحابی ہیں تو ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن السندی کی ان سے ملاقات نہیں، کیونکہ حافظ ابن حجرؒ کے ہاں ابو معشر چھٹے طبقے کا راوی ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اس طبقے کے راویوں کی ملاقات کسی بھی صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ (مقدمۃ التقریب، ص: ۲۸(

اور اگر وہ صحابی نہیں تو یہ روایت منقطع ہے، جو ناقابلِ احتجاج ہے۔

چوتھا شاہد: حدیث حضرت ابن مسعودؓ:

امام سخاویؒ نے المقاصد الحسنۃ (ص: ۳۶۳)،

حافظ ابن طولون رحمہ اللہ نے الشذرۃ (۲/ ۱۰۳(

اور علامہ ابن الدیبعؒ نے تمییز الطیب (ص: ۱۴۳) میں امام ابو نعیمؒ کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

))یا فاطمة! إنه لم یعمر نبي إلا نصف عمر الذي قبله((

اس کے بارے میں حافظ عجلونیؒ رقمطراز ہیں:

"اس حدیث کے بارے میں "حواشي المواهب للشبراملسي" میں کلام (تنقید) موجود ہے۔" (کشف الخفاء: ۲/ ۲۳۸(

اس روایت کی سند نامعلوم ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

پانچواں شاہد: حدیث حضرت ام حبیبہؓ:

امام ابن ابی حاتمؒ نے کسی سند کے بغیر سیدہ ام حبیبہؓ کی روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

))إن الله لم یبعث نبیاً إلا عمر في أمته شطر ما عمر النبي الماضي قبله وأن عیسی بن مریم کان أربعین سنة في بني إسرائیل، وهذه لي عشرون سنة وأنا میت في السنة((

)تفسیر ابن أبي حاتم: ۱۰/ ۳۴۷۲، ح: ۱۹۵۲۱(

امام ابن مردویہ نے بھی سیدہ ام حبیبہ سے روایت نقل کی ہے۔

)الدر المنثور للسیوطي: ۶/ ۴۰۶، ۴۰۷(

اس روایت اور اس کے مابعد آثار وغیرہ میں سیدنا عیسیٰؑ کی بنی اسرائیل میں مدتِ اقامت پچھلی روایات کے برعکس چالیس برس بیان کی گئی ہے۔

یہ روایت بھی بے سند ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

چھٹا شاہد: مرسل یحییٰ بن جعدہؒ:

امام ابن شاہینؒ نے فضائل فاطمہ (ح: ۷، ص: ۲۱) اور انھی کی سند سے امام ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق (۴۷/ ۴۸۳) میں یحییٰ بن جعدہ تابعی سے ایک مرفوع روایت ان الفاظ سے بیان کی ہے:

))إن الله لم يبعث نبياًإلا وقد عمر الذي بعده نصف عمره وأن عيسى لبث في بني إسرائيل أربعين سنة وهذه توفي لي عشرين. ولا أراني إلا ميت في مرضي هذا((...

دیکھیے: مسند إسحاق بن راھویہ، مخطوطہ: ۲۴۶/ ب، طبقات ابن سعد ۲/ ۳۰۸، والمطالب العالیۃ لابن حجر، ح: ۳۴۶۱، دوسرا نسخہ، ح: ۳۴۷۲)

یہ روایت المطالب، دار الوطن، الریاض کے مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے۔

یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ساتواں شاہد: مرسل ابراہیم النخعیؒ:

طبقات ابن سعد میں مروی ہے کہ:

"سفيان الثوري عن الأعمش عن إبراهيم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يعيش كل نبي نصف عمر الذي قبله وإن عيسىٰ بن مريم مكث في قومه أربعين عاماً".

(۲/ ۳۰۸۔۳۰۹)

یہ روایت سفیان ثوری اور اعمش دونوں کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یاد رہے کہ مرسل روایت بذات خود ضعیف ہوتی ہے۔

آٹھواں شاہد: اثر ابراہیم النخعیؒ:

امام ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ان کا قول یوں بیان کیا ہے:

"لم يكن نبي إلا عاش مثل نصف عمر صاحبه الذي كان قبله وعاش عيسىٰ في قومه أربعين سنة) ".۴۷/ ۴۸۳)

اس اثر میں سلیمان بن مہران الاعمش کثیر التدلیس راوی ہے۔

(معجم المدلسین، ص: ۲۳۳، ۲۴۲، والتدلیس فی الحدیث، ص: ۳۰۱۔۳۰۵)

اور اثر معنعن ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ (سیدنا) حسن بن علیؓ نے (سیدنا) علیؓ کی شہادت کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"آپ اس رات ستائیس رمضان کو فوت ہوئے ہیں، جس رات عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی روح بلند کی گئی تھی۔" (۳/ ۳۸، ۳۹)

اس اثر کی سند میں عمرو بن عبداللہ ابو اسحاق السبیعی مشہور بالتدلیس ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر، ص: ۵۸) اور اثر معنعن ہے۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس باب میں تمام روایات اور آثار ضعیف ہیں، ان احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کی عمر میں اختلاف بھی ان احادیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

مزید برآں صحیحین (صحیح بخاری: ۶۲۸۵ و صحیح مسلم: ۲۴۵۰) میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ اصل روایت موجود ہے، مگر کسی بھی سند سے یہ الفاظ منقول نہیں ہیں۔

اس لیے یہ حدیث ان الفاظ سے ضعیف بلکہ منکر ہے۔

تنبیہ بلیغ:

یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے اور اس کا متن بھی باطل ہے، علاوہ ازیں جو لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں اور اس روایت کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں، ان کے نزدیک سلسلہ انبیاء جاری ہے، لہٰذا اس حدیث کی رو سے ان کے نزدیک خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے کی عمر ۳۰ سال، اس کے بعد والے کی عمر ۱۵ سال، اس کے بعد آنے والے کی عمر ساڑھے سات سال ... بنتی ہے، جس کا کوئی مرزائی قادیانی / ختم نبوت کا منکر

بھی قائل نہیں ہے، لہٰذا اس ضعیف واور نا قابلِ اعتبار روایت سے منکرینِ ختم نبوت کا استدلال باطل ہے۔

قرآن، احادیث صحیحہ اور اجماع سے ثابت ہے کہ نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

شاکر

جزاک اللہ محترم ابن بشیر بھائی جان۔۔ بہت ہی گہری تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائیں۔

یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ آٹھ شاہد مل کر بھی

ضعیف + ضعیف = حسن لغیرہ

والے اصول کے حساب سے اس حدیث کو تقویت کیوں نہیں پہنچاتے؟

اگر موسیٰ تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔۔ ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟

اگر عیسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور وہ صلیب کو توڑ ڈالتے اور سور کو مار ڈالتے اور جزیہ موقوف کر دیتے!

تو یہ کون سی شریعت ہوتی؟ قرآن میں تو یہ حکم نہیں؟ قرآن کا حکم علماء کی تاویلات باطلہ سے بدل جاتا ہے؟

2 - کتاب اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان: (55)

کتاب اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِنُسْخَۃٍ مِنَ التَّوْرَاۃِ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھٰذِہٖ نُسْخَۃٌ مِّنَ التَّوْرَاۃِ فَسَکَتَ فَجَعَلَ یَقْرَاُ وَوَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَتَغَیَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہٗ، ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ مَاتَرٰی مَابِوَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَّسُوْلِہٖ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْبَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ، وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَلَوْکَانَ حَیًّا وَاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ)) (رواہ الدامی)

مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 188

" اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (تورات کو) پڑھنا شروع کر دیا۔ ادھر غصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عمر! گم کرنے والیاں تمہیں گم کریں۔ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ منوّر کی طرف نظر ڈالی اور (غصہ کے آثار دیکھ کر کہا) میں اللہ کے غضب اور اس کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجہ میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے اور (حالانکہ) اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو وہ (بھی) یقیناً میری (ہی) پیروی کرتے۔" (درامی)

تشریح:

جملہ ثکلتک الثواکل (گم کرنے والیاں تمہیں گم کریں) اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے موت کے لیے بد دعا ہے لیکن یہ ایک اہل عرب کا محاورہ ہے جو اپنے اصل معنی و مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے مواقع پر بولا جاتا ہے جب اپنے کسی بے تکلف دوست سے کسی کو تعجب کا اظہار مقصود ہوتا ہے جیسے کوئی آدمی اپنے بے تکلف مخاطب سے ایسے موقع پر جب کہ وہ کسی ظاہری بات کو بھی نہیں سمجھ رہا ہو تا یہ کہے کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ یہ کھلی ہوئی بات بھی تم نہیں سمجھ

رہے ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کو چھوڑ کر یہود و نصاری اور حکماء اور فلاسفہ کی کتابوں کی طرف بے ضرورت رجوع کرنا اور ان کی طرف التفات کرنا مناسب نہیں بلکہ یہ گمراہی کی بات ہے۔

1 - مقدمہ دارمی: (647)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وضاحت کرنے میں احتیاط کرنا اور آپ کے فرمان کے ہمراہ کسی اور شخص کا قول بیان کرنے سے اجتناب کرنا۔

أخبرنا محمد بن العلا حدثنا ابن نمير عن مجالد عن عامر عن جابر أن عمر بن الخطاب أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنسخة من التوراة فقال يا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول الله يتغير فقال أبو بكر ثكلتك الثواكل ماترى مابوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر عمر إلى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله صلى الله عليه وسلم رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد نبيا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده لو بدا لكم موسى فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواالسبيل ولو كان حيا وأدرك نبوتي لاتبعني

سنن دارمی: جلد اول: حدیث نمبر 436

حضرت جابر بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول یہ تورات کا ایک نسخہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حضرت عمر نے اسے پڑھنا شروع کر دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں عورتیں روئیں کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ نہیں رہے؟ حضرت عمر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو عرض کی میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ کے پروردگار ہونے اسلام کے دین حق ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اب اگر موسی تمہارے سامنے آجائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور اگر آج موسی زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پالیتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔

1 - اب ج: (26407)

حضرت جابر انصاری کی مرویات۔

مسند احمد: جلد ششم: حدیث نمبر 1027

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب لے کر حاضر ہوئے جو انہیں کسی کتابی سے ہاتھ لگی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسے پڑھنا شروع کر دیا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اے ابن خطاب کیا تم اس میں گھسنا چاہتے ہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے پاس ایک ایسی شریعت لے کر آیا ہوں جو روشن اور صاف ستھری ہے تم

ان اہل کتاب سے کس چیز کے متعلق سوال نہ کیا کرو اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں صحیح بات بتائیں اور تم اس کی تکذیب کرو اور غلط بتائیں تو تم اس کی تصدیق کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر موسی بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

1 -اب ج: (26407)

حضرت عبداللہ بن ثابت کی حدیث۔

مسند احمد: جلد ششم: حدیث نمبر 1708

حضرت عبداللہ بن ثابت سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب لے کر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ بنو قریظہ میرا اپنے ایک بھائی پر گذر ہوا تو اس نے مجھے تورات کی جامع باتیں لکھ کر مجھ کو دی کیا وہ میں آپ کے سامنے پیش کروں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کا رنگ تبدیل ہو گیا میں نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو نہیں دیکھ رہے حضرت عمر نے یہ دیکھ کر عرض کیا ہم اللہ کو رب مان کر اسلام کو دین مان کر اور محمد کو رسول مان کر راضی ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کیفیت ختم ہو گئی پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر موسی بھی زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگتے تو تم گمراہ ہو جاتے امتوں سے تم میرا حصہ ہو اور انبیاء میں سے میں تمہارا حصہ ہوں۔

1 -اب ج: (26407)

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث

مسند احمد: جلد ہشتم: حدیث نمبر 220

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب لے کر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنو قریظہ میں میرا اپنے ایک بھائی پر گذر ہوا اس نے تورات کی جامع باتیں لکھ کر مجھے دی ہیں کیا وہ میں آپ کے سامنے پیش کروں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کا رنگ بدل گیا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو نہیں دیکھ رہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر عرض کیا ہم اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہیں تو نبی کریم کی وہ کیفیت ختم ہو گئی پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگتے تو تم گمراہ ہو جاتے امتوں سے تم میرا حصہ ہو انبیاء میں سے میں تمہارا حصہ ہوں۔

ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں اور وہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہوتی ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کعب بن احبار سے ملاقات ہو گئی۔ میں انہیں رسول کریم کی احادیث سناتا اور وہ مجھے تورات کی احادیث بیان کرتے رہے۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن عاص کے درمیان اس حدیث کی قرات میں اختلاف ہے انہوں نے اس اختلاف کو کعب احبار کے سامنے پیش کیا۔ لہذا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ کافی ہوتی اور وہ کعب بن احبار کے پاس نہ جاتے۔

2 - کتاب اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان: (55)

کتاب اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کا بیان

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ اَتَاہُ عُمَرُ فَقَالَ: اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِیْثَ مِنْ یَھُوْدَ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰی اَنْ نَّکْتُبَ بَعْضَھَا؟ فَقَالَ: اَمُتَھَوِّکُوْنَ اَنْتُمْ کَمَا تَھَوَّکَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی؟ لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِھَا بَیْضَاءَ نَقِیَّۃً وَلَوْکَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَمَا وَسِعَہ، اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ کِتَابِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 172

" اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں اور وہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہوتی ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم بھی اسی طرح حیران ہو جس طرح یہود اور نصاریٰ حیران ہیں۔ (جان لو کہ) بلاشبہ میں تمہارے پاس صاف وروشن شریعت لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی پر مجبور ہوتے۔" (مسند احمد بن حنبل، بیہقی)

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہود و نصاریٰ حیران ہیں کہ انہوں نے اللہ کی کتاب کو اور اپنے پیغمبر کی حقیقی تعلیم کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے خود غرض ولالچی علماء کی خواہشات کے مطیع ہو گئے ہیں، کیا اسی طرح تم بھی متحیر ہو کہ اپنے دین کو ناقص ونامکمل سمجھ کر دوسروں کے دین و شریعت کے محتاج ہو رہے ہو، حالانکہ میری لائی ہوئی شریعت اتنی مکمل اور واضح ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی میری شریعت کے پابند اور میرے احکام کے مطیع ہوتے۔

12 - جمعہ کا بیان: (66)

بروز جمعہ قبولیت کی گھڑی کا بیان

أخبرنا قتيبة قال حدثنا بكر يعني ابن مضر عن ابن الهاد عن محمد بن إبراهيم عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن أبي هريرة قال أتيت الطور فوجدت ثم كعبا فمكثت أنا وهو يوما أحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثني عن التوراة فقلت له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه أهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ما على الأرض من دابة إلا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة إلا ابن آدم وفيه ساعة لا يصادفها مؤمن وهو في الصلاة يسأل الله فيها شيئا إلا أعطاه إياه فقال كعب ذلك يوم في كل سنة فقلت بل هي في كل جمعة فقرأ كعب التوراة ثم قال صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم هو في كل جمعة فخرجت فلقيت بصرة بن أبي بصرة الغفاري فقال من أين جئت قلت من الطور قال لو لقيتك من قبل أن تأتيه لم تأته قلت له ولم قال إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تعمل المطي إلا إلى ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدي ومسجد بيت المقدس فلقيت عبد الله بن سلام فقلت لو رأيتني خرجت إلى الطور فلقيت كعبا فمكثت أنا وهو يوما أحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثني عن التوراة فقلت له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه أهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ما على الأرض من دابة إلا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة إلا ابن آدم وفيه ساعة لا يصادفها عبد مؤمن وهو في الصلاة يسأل الله شيئا إلا أعطاه إياه قال كعب ذلك يوم في كل سنة فقال عبد الله بن سلام كذب كعب قلت ثم قرأ كعب فقال صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم هو في كل جمعة فقال عبد الله صدق كعب إني لأعلم تلك الساعة فقلت يا أخي حدثني بها قال هي آخر ساعة من يوم الجمعة قبل أن تغيب الشمس فقلت أليس قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يصادفها مؤمن وهو في الصلاة وليست تلك الساعة صلاة قال أليس قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى وجلس ينتظر الصلاة لم يزل في صلاته حتى تأتيه الصلاة التي تلاقيها قلت بلى قال فهو كذلك

سنن نسائی: جلد اول: حدیث نمبر 1435 حدیث مرفوع مکررات 21 بدون مکرر

قتیبہ، بکر یعنی ابن مضر، ابن ہاد، محمد بن ابراہیم، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، **ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں کوہ طور پر گیا تو میری ملاقات کعب بن احبار سے ہو گئی۔ ہم دونوں ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انہیں رسول کریم کی احادیث سناتا اور وہ مجھے تورات کی احادیث بیان کرتے رہے۔** پھر میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طلوع آفتاب ہونے والے دنوں میں سب سے اچھا دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن آدم کی پیدائش ہوئی اسی دن (آدم) جنت سے نکالے گئے اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کی وفات ہوئی اور یہی دن روز قیامت ہو گا۔ کوئی جانور ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سورج طلوع ہونے تک قیامت کے خوف کی وجہ سے کان نہ لگائے رہے۔ اسی دن ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس گھڑی نماز پڑھنے کے بعد رب ذوالجلال والاکرام سے کچھ طلب کرتا ہے تو رب قدوس اسے ضرور وہ چیز عطا فرماتے ہیں۔ کعب کہنے لگے ایسا دن تو سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ میں نے کہا نہیں! ہر جمعہ کو ایسی ساعت آتی ہے۔ چنانچہ کعب نے تورات پڑھی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا یہ ساعت ہر جمعہ کو آتی ہے۔ پھر میں وہاں سے چلا تو بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ (ابوہریرہ) کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا کوہ طور سے۔ فرمایا اگر میری ملاقات آپ سے وہاں جانے سے پہلے ہو جاتی تو آپ ہرگز وہاں نہ جاتے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی زیارت کیلئے سفر نہ کیا جائے۔ مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس۔ پھر اس کے بعد میری ملاقات عبداللہ بن سلام سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا میں آج کوہ طور پر گیا تھا وہاں میری کعب سے ملاقات ہوئی میں نے ایک دن ان کے ساتھ گزارہ میں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کرتا تھا اور وہ تورات کی روایات بیان کرتے رہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورج طلوع ہونے والے دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے اسی دن آدم کی پیدائش ہوئی اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اسی دن ان کی توبہ کو اللہ جل جلالہ نے شرف قبولیت بخشا۔ اسی دن ان کی وفات ہوئی اور قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہو گی

اور انسان کے علاوہ کوئی جانور ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن آفتاب طلوع ہونے تک قیامت کے ڈر کی وجہ سے اسی طرف متوجہ نہ رہے۔(اور میں نے یہ بھی کہا کہ) اس میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص اس میں نماز ادا کرے اور اللہ جل جلالہ سے کوئی چیز طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز عطا کرتے ہیں۔ کعب کہنے لگے وہ دن تو سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آتا ہے۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے کعب جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے کہا اس کے بعد کعب نے (توریت کو) پڑھ کر دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ کہا ہے یقیناً ایسی گھڑی ہر جمعہ کو آتی ہے۔ اس پر عبداللہ فرمانے لگے۔ کعب نے سچ کہا اور مجھے اس ساعت کا علم ہے۔ میں نے کہا میرے بھائی پھر مجھے آگاہ کرو۔ انہوں نے کہا غروب آفتاب سے پہلے جمعہ کی آخری گھڑی ہے۔ میں نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جو شخص اس ساعت کو نماز میں پائے۔ لیکن اس وقت تو نماز ہی ادا نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے کہا کیا تم نے یہ فرمان نہیں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک نماز ادا کی اور دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہا تو گویا وہ حالت نماز میں ہی ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا تو پھر یہ بھی اسی طرح ہے۔

It was narrated that Abu Hurairah said: "Abu Al-Qasim said: 'On Friday there is an hour when, if a Muslim slave stands in prayer and asks Allah for something at that time, He will give it to him." He was reducing it: lessening it.

42 - قرأت کا بیان: (23)

قرائت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث کے ابواب

حدثنا یحیی بن موسی حدثنا معلی بن منصور حدثنا محمد بن دینار عن سعد بن أوس عن مصدع أبي یحیی عن ابن عباس عن أبي بن کعب أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قرأ في عین حمئة قال أبو عیسی ھذا حدیث غریب لا نعرفه إلا من ھذا الوجه والصحیح ما روي عن ابن عباس قراءته ویروی أن ابن عباس وعمرو بن العاص اختلفا في قراءة ھذه الآیة وارتفعا إلی کعب الأحبار في ذلک فلو کانت عندہ روایة عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم لاستغنی بروایته ولم یحتج إلی کعب

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 861 حدیث مرفوع مکررات 2

یحیی بن موسی، معلی بن منصور، محمد بن دینار، سعد بن اوس، مصدع ابی یحیی، ابن عباس، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھی (فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ) اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ **چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن عاص کے درمیان اس حدیث کی قرات میں اختلاف ہے انہوں نے اس اختلاف کو کعب احبار کے سامنے پیش کیا۔ لہٰذا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ کافی ہوتی اور وہ کعب بن احبار کے پاس نہ جاتے۔**

Sayyidina Ubayy ibn Ka'b (RA) reported that the Prophet (SAW) recited: 'fi aini hamiatin' (18:86).

[Abu Dawud 3986]

امت محمدیہ میں آنے والے مہدی و مسیح کی علامات

آخری زمانہ میں جہاں فرقہ بندی، فتنہ وفساد، دجالوں و کذابوں کے ظہور اور ان کے ذریعہ ہونے والی تباہی و بربادی کی خبر دی گئی ہے وہاں اس امت مرحومہ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے عیسیٰ بن مریم جیسے عظیم الشان وجود کے نجات دہندہ بن کر ظاہر ہونے کی بھی بشارت دی گئی ہے جسے امام مہدی کے لقب سے بھی نوازا گیا ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

لا المھدی الا عیسی بن مریم (ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

یعنی **عیسیٰ ہی مہدی ہوں گے**۔ اس آنے والے موعود کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر اس کی علامات و نشانات، ظہور کا مقام اور ملک تک بیان کر دیئے گئے ہیں جن کا اجمالی تذکرہ پیش ہے۔

مسیح موعود و مہدی معہود کی ذاتی علامات

خاندان

احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا موعود فارسی الاصل ہو گا۔ چنانچہ جب آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم (الجمعہ 62:4) نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ آخرین کون لوگ ہیں۔ اس پر آپ نے مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:۔

"اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے گا تو ضرور اہل فارس میں سے کچھ اشخاص یا ایک شخص اسے واپس لے آئے گا" (بخاری کتاب التفسیر زیر آیت و آخرین منھم)

آنے والے موعود کا نام

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرا نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہو گا" (ابو داؤد کتاب المہدی)

اس حدیث میں آنے والے موعود کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ کامل موافقت کا ذکر کیا گیا ہے اور مراد یہ ہے کہ مہدی کی صفات آنحضرت ﷺ جیسی ہوں گی اور وہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مطابق لوگوں کو ہدایت دے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن جلد ۹ حدیث ۵۴۵۲)

علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مہدی کی ظاہری نام کے لحاظ سے بھی آنحضرت ﷺ سے موافقت ہو گی۔ چنانچہ احادیث میں مہدی کا نام "احمد" بھی لکھا ہے۔

(کتاب الفتن باب فی سیرۃ المہدی صفحہ ۹۸ از حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد)

قرآن کریم اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ایک نام احمد بھی تھا۔

آنے والے موعود کا حلیہ

آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونے والے مسیح کا حلیہ یہ بیان فرمایا کہ:۔

"وہ سرخ رنگ کے گھنگریالے بال اور چوڑے سینے والے تھے" (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم)

لیکن آپ نے امت محمدیہ میں دجال کے بالمقابل ظاہر ہونے والے مسیح کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اس کے بال لمبے اور رنگ گندمی ہو گا" (بخاری کتاب اللباس باب الجعد)

دونوں مسیحوں کے الگ الگ حلیے بیان کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح اور مسیح ناصری علیہ السلام جدا جدا وجود ہیں۔ آنے والے موعود کے حلیہ کے متعلق یہ بھی ذکر ہے کہ:۔

"مہدی کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہو گی" (ابو داؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۷)

شادی اور اولاد

مسیح موعود کی ایک علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ:۔

"وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہو گی" (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ)

جہاں تک حضرت مسیح موعود کی اس علامت کا تعلق ہے کہ وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہو گی اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود مجرد نہیں رہیں گے بلکہ شادی کریں گے اور مبشر اولاد پائیں گے جو ان کا مشن اور کام جاری رکھنے والی ہو گی۔

آنیوالے موعود کی عمر

زیادہ تر ثقہ روایات میں مسیح موعود کی مدت قیام چالیس سال بیان کی گئی ہے۔

مقام ظہور

آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کا مقام ظہور دمشق سے مشرقی جانب بیان فرمایا ہے۔(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اسی طرح مہدی کی راہ ہموار کرنے والی جماعت کا تعلق بھی مشرق ہی سے بیان کیا گے اہے۔(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی)

مسیح موعود کے زمانہ کی علامات

(ا) دابۃ الارض

امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت دابۃ الارض بیان کی گئی ہے۔(مسلم کتاب الفتن باب فی الاٰیات التی تکون قبل الساعۃ)

دابۃ کے معنی جانور یا کیڑا کے ہوتے ہیں علامہ توربشتی متوفی ۶۳۰ھ نے اس سے طاعون کا کیڑا مراد لیا ہے۔(عقائد مجددیہ الصراط السوی ترجمہ عقائد توربشتی از علامہ شہاب الدین توربشتی منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور)

(۲)۔ یاجوج ماجوج کا خروج

مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت یاجوج ماجوج کا خروج ہے۔(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

یاجوج ماجوج دجال کا سیاسی بہروپ ہے جس کے معنی آگ سے کام لینے والی طاقتوں کے ہیں۔ آج کی طاقت ور اور ترقی یافتہ مغربی اقوام ہی یاجوج ماجوج ہیں۔ چنانچہ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے لکھا۔

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام

چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حدب ینسلون

(۳) غیر معمولی زلازل کا آنا

اسی طرح حدیث میں آخری زمانہ کی علامت میں مشرق اور مغرب اور عرب میں خسف ہونا بیان کیا گیا ہے۔(مسلم کتاب الفتن باب فی الایات التی تکون قبل الساعۃ)

یہاں خسف سے مراد خوفناک زلزوں کا آنا ہے۔

(۴) جدید سواریوں کی ایجاد

قرآن کریم میں آخری زمانہ کی ایک علامت اونٹنیوں کا متروک ہونا بھی بیان کی گئی ہے۔(التکویر:81:5)

اسی طرح حدیث میں مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت یہ بیان کی کہ اونٹوں کا استعمال (تیز رفتاری کے لئے) متروک ہو جائے گا۔(مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم)

مسیح موعود اور مہدی معہود کے کام

احادیث میں مسیح اور مہدی کے کام بھی ایک جیسے بتائے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے دو لقب ہیں۔

(۱) حکم عدل

بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ میں روایت ہے کہ: مسیح موعود حکم اور عدل بن کر آئے گا۔ مراد یہ ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ امت کے مذہبی اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔

(۲) کسر صلیب

وہ کسر صلیب کرے گا۔یعنی عیسائی مذہب کا جھوٹ ظاہر کر دے گا۔اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ الٰہی تقدیر میں مسیح موعود کی آمد عیسائیت کے غلبہ کے زمانہ میں مقدر تھی۔

(۳) قتلِ خنزیر

خنزیر کو قتل کرے گا۔یعنی دشمنانِ اسلام کو علمی میدان میں شکست دے کر غلبہ حاصل کرے گا۔کیونکہ حدیث میں آخری زمانہ کے علماء سوء کو بھی ان کے بد خصائل، نقالی، بد عملی اور جھوٹ کے باعث بندر اور سؤر کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔(کنز العمال جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۸۰ حدیث ۳۸۷۳ حلب)

(۴) التواء قتال

مسیح موعود کا ایک کام یضع الحرب لکھا ہے۔(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ)

یعنی وہ جنگ کو موقوف کر دے گا جس سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود مذہب کی خاطر جنگ نہیں کرے گا۔

(۵) تقسیم اموال

وہ مال تقسیم کرے گا مگر کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ)

مراد یہ ہے کہ وہ قرآنی معارف اور دین کے حقائق کو بیان کرے گا مگر دنیا انہیں قبول نہیں کرے گی۔

(۶) قتلِ دجال

مسیح موعود کا ایک کام دجال کا مقابلہ کر کے اسے ہلاک کرنا تھا۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

دجال سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے کو کہتے ہیں اور اپنی کثرت سے ساری زمین پر پھیل جانے والے اور سامانِ تجارت سے روئے زمین کو ڈھانک دینے والے گروہ کو بھی دجال کہا گیا ہے۔ (لسان العرب)

یہ صفات عیسائی قوم کے دینی علماء میں بدرجہ اتم موجود ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا بنا کر سب سے بڑے جھوٹ کا ارتکاب کیا اور اپنے دجل کا جال ساری دنیا میں پھیلا دیا۔

(۷) مسیح موعود کا حج

حدیث میں مسیح موعود کے حج کرنے کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم)

جس سے مراد کعبہ کی عظمت کا قیام اور اسلام کی حفاظت ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے رویاء میں **مسیح کو دجال کے ساتھ طوافِ کعبہ کرتے دیکھا** جس کی تعبیر یہ کی گئی کہ مسیح موعود کی بعثت کی غرض کعبہ کی عظمت اور اسلام کی حفاظت ہوگی۔ (مظاہر الحق شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۵ کتاب الفتن باب علامات القیامۃ)

مہدی کی سچائی کے دو نشانات

حدیث میں مہدی کی سچائی کے دو نشانات رمضان کے مہینہ میں خاص تاریخوں پر چاند اور سورج کو گرہن لگنا تھا۔ (دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ الخسوف والکسوف)

کچھ جاہل نزول عیسیٰ کے قائل ہیں مگر ظہور مہدی کے قائل نہیں کہ ظہور مہدی حدیث میں نہیں۔

کیا مہدی کی کوئی حقیقت ہے کہ نہیں؟

وہ حدیث جس میں امام مہدی کے آنے کا ذکر ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟

اس لئے کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ یہ حدیث صحیح نہی بلکہ ضعیف ہے۔

الحمدللہ

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر احادیث صحیحہ موجود ہیں، اور انکا ظہور آخری زمانے میں ہو گا جو کہ قیامت کی نشانیوں اور اسکی شرطوں میں سے ہے، اسکے متعلق احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

1 - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری امت کے آخر میں مہدی نکلے گا اللہ تعالی اسکی وجہ سے بارش نازل فرمائے گا اور زمین اپنا سبزہ نکالے گی اور صحیح آدمی کو بھی مال دیا جائے گا اور جانور زیادہ ہونگے اور امت بہت بڑی ہو گی وہ سات یا آٹھ سال زندہ رہے گا)۔

مستدرک حاکم 4/557-558-امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا اور امام ذہبی نے بھی انکی موافقت کی ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند صحیح ہے اور اسکے رجال ثقات ہیں، سلسلہ احادیث صحیحہ جلد نمبر 2 صفحہ 336 حدیث نمبر 771۔

2 - علی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مہدی ہم اہل بیت میں سے ہو گا اللہ تعالی اسے ایک رات میں صالح بنا دے گا)۔

مسند احمد 2/58 حدیث نمبر 645 تحقیق احمد شاکر ان کا کہنا ہے کہ: اس کی سند صحیح ہے، سنن ابن ماجہ 2/1367 اسے علامہ البانی نے صحیح الجامع الصغیر میں صحیح کہا ہے حدیث نمبر 6735

ابن کثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ: یعنی اللہ تعالی اس کی توبہ قبول کرے گا اور اسے توفیق دے گا اور اسے الہام اور رشد و ہدایت سے نوازے گا پہلے وہ اس طرح نہ تھا۔

النہایۃ کتاب الفتن والملاحم 1/29 تحقیق طہ زینی۔

1 - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مہدی مجھ سے ہو گا اور اس کی پیشانی چوڑی ہو گی (پیشانی کے آگے سے بال جھڑے ہوئے ہونگے) اونچی اور لمبی ناک والا ہو گا (یعنی اس کی ناک لمبی اور پتلی اور درمیان سے اونچی ہو گی) زمین میں عدل وانصاف کو عام کرے گا جس طرح کہ وہ ظلم وزیادتی سے بھری ہو گی سات سال تک بادشاہی کرے گا)۔

سنن ابو داؤد کتاب المہدی 1/1367 حدیث نمبر 4265 مستدرک حاکم 4/557 حاکم کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور مسلم کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے روایت نہیں کی اور صحیح الجامع میں حدیث نمبر 6736

2 - ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (مہدی میری نسل (یعنی میرے نسب اور اہل بیت) فاطمہ کی اولاد سے ہو گا)۔

سنن ابو داود 11/373 سنن ابن ماجہ 2/1368 علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث نمبر 6734۔

3-جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(عیسی بن مریم نازل ہونگے تو مسلمانوں کا امیر مہدی انہیں کہے گا آئیں ہمیں نماز پڑھائیں تو وہ کہیں گے نہیں بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ تعالی کی اس امت کی عزت وتکریم ہے)۔

صحیح مسلم حدیث نمبر225

4-ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس کے پیچھے عیسی بن مریم نماز پڑھیں گے وہ ہم میں سے ہوگا)۔

ابو نعیم نے اخبار مہدی میں روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے دیکھیں صحیح الجامع الصغیر5/219حدیث نمبر5796

5-عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت سے اور میرا ہم نام شخص عرب پر حکمرانی نہیں کرے گا)۔

اور ایک روایت میں ہے کہ (اس کا نام میرے نام پر اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا)

سنن ابوداود11/370

توامام مہدی کے ظہور پر حدیثیں معنوی طور پر تواتر اختیار کرچکی ہیں۔اور اسی طرح بعض آئمہ اور علماء نے اس پر قول کہیں ہیں ذیل میں ان میں سے کچھ اقوال کا ذکر کرتے ہیں:

1-حافظ ابوالحسن آبری کا قول ہے کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مہدی کے متعلق اخبار تواترت کے ساتھ آئی اور پھیلی ہیں کہ وہ اہل بیت سے ہوگا اور سات سال تک حکمرانی کرے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا اور عیسی علیہ السلام آئیں گے اور دجال کے قتل کرنے میں اسکا تعاون اور اس کے پیچھے نماز ادا کرینگے)۔

2-محمد برزنجی نے اپنی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ میں کہا ہے کہ: (تیسر اباب قیامت کی بڑی شرطوں اور قریبی نشانیوں کے متعلق ہے جسکے بعد قیامت آئے گی اور وہ بہت زیادہ ہیں: ان میں سے سب سے پہلی مہدی کا ظہور ہے، اور آپ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ اس کے متعلق جو احادیث وارد ہیں باوجود روایات میں اختلاف ہونے کے اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے)۔

اور انکا یہ بھی کہنا ہے کہ: (اور یہ جانا جاچکا ہے کہ آخری زمانے میں مہدی کا ظہور اور اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی فاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہونا یہ حدیثیں معنوی طور پر تواتر کے درجہ تک پہنچتی ہیں جنکا انکار نہیں کیا جاسکتا)۔

3-علامہ محمد سفارینی کا قول ہے کہ: (مہدی کے ظہور کے متعلق احادیث بہت زیادہ ہیں حتی کہ وہ تواتر معنوی کے درجہ تک جا پہنچی ہیں اور علماء اہل سنت والجماعت کے درمیان اتنی پھیل چکی ہیں حتی کہ یہ انکا عقیدہ شمار ہونے لگا ہے) اس کے بعد مہدی کے خروج کے متعلق کچھ احادیث اور آثار اور بعض روایت کرنے والے کے ناموں کا ذکر کرنے کے بعد یہ کہا ہے کہ:

(اور جن صحابہ کا ذکر کیا گیا ہے ان سے اور انکے علاوہ جن کا ذکر نہیں کیا گیا بہت سی روایات مروی ہیں اور انکے بعد تابعین سے بھی مروی ہیں جو سب علم قطعی کا فائدہ دیتی ہیں، تو مہدی کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ اہل علم کے ہاں یہ مقرر اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شامل ہے)۔

4-مجتہد علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: (وہ احادیث جو کہ مہدی کے خروج کے متعلق ہیں اور تواتر تک پہنچتی ہیں اگر ان سب کو دیکھنا ممکن ہوسکے تو انکی تعداد تقریبا پچاس تک ہے جن میں صحیح اور حسن اور کم ضعیف سب شامل ہیں اور وہ سب بلاشک شبہ متواتر ہیں بلکہ اصول میں جو اصطلاحات لکھی گئی ہیں جو کہ

اس سے کم درجہ پر ہیں ان سب پر تواتر کا وصف صادق آتا ہے، اور وہ آثار جو کہ مہدی کی صراحت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہیں بہت زیادہ ہیں ان کا حکم بھی مرفوع کا ہے اگرچہ اس میں اجتہاد کی کوئی مجال نہیں)۔

5-علامہ صدیق الحسن خان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: (مہدی کے متعلق جو احادیث وارد ہیں باوجود انکے روایات کے مختلف ہونے کے انکی تعداد بہت زیادہ ہے جو کہ تواتر معنوی کی حد تک جا پہنچتی ہے اور وہ احادیث سنن اور ان اسلامی کتابوں کہ معجم اور مسندیں ہیں میں موجود ہیں)۔

6- شیخ محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: (حاصل یہ ہے کہ وہ احادیث جو کہ مہدی منتظر کے متعلق وارد ہیں متواتر ہیں اور اسی طرح دجال اور نزول عیسی بن مریم علیہ السلام کے متعلق)۔

دیکھیں کتاب اشراط الساعۃ: تالیف یوسف بن عبداللہ الوابل صفحہ 195-203

اس بات کا علم بھی ضروری ہے کہ بہت سے جھوٹوں نے مہدی کے متعلق احادیث وضع کی ہیں اور بعض کذابوں نے کئی اشخاص کی تعیین میں بھی احادیث وضع کی ہیں کہ وہ مہدی ہیں یا پھر وہ اہل سنت والجماعت کے علاوہ کسی اور طریقے پر ہے، جس طرح کہ بہت سے دجالوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا تا کہ اللہ کے بندوں کو دھوکہ دے سکیں اور یا پھر دنیا کما سکیں اور اسلام کی اصل شکل وصورت کو بگاڑ کر پیش کریں، اور اسی طرح بہت سی تحریکیں اور انقلاب بھی اٹھے اور بعض غافل اور جاہل قسم کے لوگ ان کے ساتھ ملے لیکن یہ سب ہلاک ہوئے اور ان کا جھوٹ اور دجل اور نفاق اور کھوٹا پن ظاہر ہوا لیکن یہ سب کچھ مہدی کے متعلق اہل سنت کے اعتقادات کو کسی قسم کا نقصان اور ٹھیس نہیں پہنچا سکتا، اور مہدی لازمی اور لامحالہ آئے گا تا کہ زمین پر شریعت اسلامیہ نافذ کرے۔

واللہ اعلم .

الشیخ محمد صالح المنجد

http://www.islamtrue.com/fatwa/end/1252.htm

منکر مہدی کافر اور واجب القتل ہے۔

مولف: محمود حسین حیدری

منکر مہدی کافر ہے

یہ بات طے ہے کہ عقیدہ مہدویت صدر اسلام سے ہی مسلمانوں کے درمیان مشہور تھا، اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ والہ) نے ایک بار نہیں بار بار حضرت امام مہدی (عج) کے وجود اور ظہور کی خبر دی، اس سلسلے میں آپ نے جو احادیث بیان فرمائی ہے وہ شیعہ، سنی طریقوں سے ہم تک پہنچی ہے اور علماء اسلام ان احادیث کو متواتر جانا ہے اور اجماع کا ادعا کیا ہے۔ اور بعض علماء اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی (عج) پر ایمان رکھنا اسی طرح واجب ہے جس طرح توحید و نبوت و قیامت اور دوسرے ضروریات دین پر اعتقاد رکھنا واجب ہے، بلکہ اس سے بھی بالاتر یہ کہ علماء اہل سنت کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ مہدی (عج) کا منکر کافر ہے۔

چنانچہ جناب جلال الدین سیوطی " العرف الوردی فی اخبار المہدی (ع) " میں، محدث بزرگ ابراہیم بن محمد جوینی نے " فرائد السمطین " میں، ابن حجر ہیثمی نے "القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر (ع)" میں اور سید محمد حسن صدیق قنوجی نے " الازاعہ لماکان ومایکون بین یدی الساعۃ" میں، علامہ شہاب الدین احمد حلوانی " خمس رسائل " میں، علامہ ابوطیب " الاشاعۃ لماکان ومایکون بین یدی الساعۃ" میں، علامہ ابوالقاسم السہیلی " شرح السیر " میں، علامہ سفارینی حنبلی " لوائح الانوار البہیہ " میں، علامہ محمد جواد مغنیہ " الشیعہ والتشیع" میں، علامہ ابو بکر السکانی " فوائد الاخبار " میں، مفتی و حافظ قندوزی " ینابیع المودۃ " میں، اور حافظ متقی ہندی نے " البرہان فی علامات مہدی (ع) آخر الزمان " میں جابر بن عبد اللہ الانصاری سے نقل کیا ہے "عن جابر بن عبد اللہ الانصاری، انّ رسول اللہ قال: من کذب بالمہدی فقد کفر۔ "(۔البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان، ص ۱۷۷۔)

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ والہ) نے فرمایا: جس نے (عقیدہ) مہدی کو جھٹلایا وہ کافر ہوا

دوسری حدیث میں یوں بیان فرمایا:" من انکر خروج المہدی فقد کفر بما انزل علی محمد (ص)"

(ینابیع المودۃ، باب ۹۴، ص ۴۴۵، عقد الدرر فی اخبار المہدی المنتظر، باب ۷ فی شرفہ و عظیم منزلتہ و مقدمہ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۸۹، باب امر الفطمی ومایذہب الیہ الناس)۔

یعنی جس نے مہدی (ع) کے وجود یا ظہور کو جھٹلایا وہ محمد (ص) پر نازل ہونے والے دین کا کافر ہو گیا۔

ان دونوں حدیثوں کا مفہوم یہ ہوا کہ وجود حضرت مہدی (عج) کا منکر بھی کافر ہے، اور ظہور مہدی کا منکر بھی کافر ہے، اور اگر کوئی شخص مجمع عام میں آپ (ع) کی شان میں گستاخی کرے تو آپ ہی فیصلہ کریں وہ کیا ہے؟

منکر مہدی واجب القتل ہے

منکر مہدی نہ صرف یہ کہ کافر ہے بلکہ بزرگ سنی علماء کے نزدیک اگر وہ حق کی طرف پلٹ کر نہ آئے تو اس کا خون مباح ہے۔

حافظ ملا علی متقی ہندی حنفی، صاحب کنز العمال " البرہان فی علامات مہدی (ع) آخر الزمان " میں لکھتے ہیں:

یہ فتویٰ ۹۵۵۲ھ مین صادر ہوا ہے اور مندرجہ ذیل فقہاء کا ہے، ابن حجر ہیثمی شافعی، شیخ ابوالسرور بن صبا حنفی، محمد بن خطابی مالکی اور شیخ یحیٰ بن محمد حنبلی، یہ چاروں علماء "مکی" ہیں اور مذاہب اربعہ کے فقہاء میں اور جو شخص بھی ان کے فتوؤں پر غور کرے تو اسے یقین حاصل ہو جائے گا یہ چاروں فقہاء، احادیث حضرت مہدی (ع) کے متواتر؛ ہونے پر متفق ہیں اور یہ کہ منکر مہدی (ع) کو مارنا، اہانت کرنا واجب ہے یہاں تک وہ اپنی مرضی سے حق کی طرف پلٹ کر آئے ورنہ اس کا خون مباح ہے۔

(۔البرہان، باب ۱۳، فی فتویٰ علماء العرب من اہل مکہ فی شان المہدی، ص ۱۷۷۔)

تم پر بارہ خلفاء ہوں گے وہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔

کیا امام مہدی بارہویں خلفاء قریش ہیں؟

ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے زمانہ میں رسول اللہ سے حدیث بیان کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ اچھی اور بری راہ پر چلنے لگے تو ہم نے احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔

32 - امام مہدی کا بیان: (12)

قتل ہونے میں کیا امید کی جائے

حدثنا عمرو بن عثمان حدثنا مروان بن معاوية عن إسمعيل يعني ابن أبي خالد عن أبيه عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال هذا الدين قاما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم تجتمع عليه الأمة فسمعت كلاما من النبي صلى الله عليه وسلم لم أفهمه قلت لأبي ما يقول قال كلهم من قريش

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 886 حدیث مرفوع مکررات 14

عمر بن عثمان، نامر، معاویہ، اسماعیل، ابی خالد، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلفاء ہوں گے سب کے سب ایسے ہوں گے کہ امت کا ان پر اجتماع واتفاق ہو جائے گا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنا اور اسے سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کہہ رہے تھے؟ فرمایا کہ وہ سب خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔

Narrated Jabir ibn Samurah:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: The religion will continue to be established till there are twelve caliphs over you, and the whole community will agree on each of them. I then heard from the Prophet (peace_be_upon_him) some remarks which I could not understand. I asked my father: What is he saying: He said: all of them will belong to Quraysh.

1 - مقدمہ مسلم: (95)

ضعیف لوگوں سے روایت کرنے کی نہی اور روایت کے تحمل میں احتیاط کے بیان میں

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْرِي أَعَرَفْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتَ هَذَا أَمْ أَنْكَرْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هَذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يُكْذَبُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 21   مکررات 75 متفق علیہ 75 بدون مکرر

محمد بن عباد، سعید بن عمر، اشعثی، ابن عیینہ، سعید، سفیان، ہشام، حجیر، حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ بشیر بن کعب عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور ان سے احادیث بیان کیں ابن عباس نے بشیر کو کہا کہ فلاں فلاں حدیث دہراؤ بشیر نے ان احادیث کو دہرایا پھر کچھ اور احادیث بیان کیں ابن عباس نے اس کو کہا کہ فلاں فلاں حدیث کو دوبارہ دہراؤ بشیر نے وہ احادیث پھر دہرا دیں اور عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے میری بیان کردہ سب احادیث کی تصدیق کی ہے یا تکذیب کی ہے جن کو آپ نے دہرایا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کیا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ اچھی اور بری راہ پر چلنے لگے تو ہم نے احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔

حضرت مہدی (آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ) عربی الفاظ میں: ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم

Only Mahdi (after Muhammad) is 'Eisa bin Maryam

صحیح مسلم کی حدیث میں درجہ بدرجہ تحریف پہلے بغیر نام کے ذکر بعد میں نام کے ساتھ ذکر

55 - فتنوں کا بیان: (182)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گزر کر مصیبتوں کی وجہ سے تمنا کرے گا کہ وہ اس جگہ ہوتا۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذَاكَ ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الشَّأْمِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّومِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا قَالَ قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَا لَا

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2815   حدیث مرفوع   مکررات 5 متفق علیہ 5

زہیر بن حرب، علی بن حجر زہیر اسماعیل بن ابراہیم، حریری حضرت ابونضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے کہا عنقریب اہل عراق کی طرف (خراج) میں نہ کوئی قفیز آئے گا اور نہ ہی کوئی درہم ہم نے کہا وہ کہاں سے نہ آئے گا؟ کہا، عجم کی طرف سے وہ اسے روک لیں گے پھر کہا عنقریب اہل شام کی طرف سے ان کی طرف نہ کوئی دینار آئے گا اور نہ ہی کوئی درہم، ہم نے کہا کہاں سے نہ آئے گا؟ کہا روم کی طرف سے پھر وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہو گا جو بغیر شمار کئے لپ بھر بھر کر لوگوں میں مال تقسیم کرے گا راوی کہتا ہے کہ میں نے نضرہ اور ابوالعلاء سے کہا **کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں تو ان دونوں نے کہا نہیں۔**

Abu Nadra reported:" We were in the company of Jabir b. 'Abdulldh that he said it may happen that the people of Iraq may not send their qafiz and dirhams (their measures of food stuff and their money). We said: Who would be responsible for it? He said: The non_Arabs would prevent them. He again said: There is the possibility that the people of Syria may not send their dinar and mudd. We said: Who would be responsible for it? He said This prevention would be made by the Romans. He (Jabir b. Abdullab) kept quiet for a while and then reported Allah's Messenger (may peace be upon him) having said: There would be a caliph in the last (period) of my Ummah who would freely give handfuls of wealth to the people without counting it. I said to Abu Nadra and Abu al-'Ala: Do you mean 'Umar b.'Abd al-Aziz? ***They said: No (he would be Imam Mahdi.).***

55 - فتنوں کا بیان: (182)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی دوسرے آدمی کی قبر کے پاس سے گزر کر مصیبتوں کی وجہ سے تمنا کرے گا کہ وہ اس جگہ ہوتا۔

وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2818 حدیث مرفوع مکررات 5 متفق علیہ 5

زہیر بن حرب، عبدالصمد بن عبدالوارث ابی داود نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوں گے** جو بغیر شمار کئے مال تقسیم کریں گے۔

Abu Sa'id and Jabir b. Abdullah reported that Allah's Messenger (may peace be upon him) said: ***There would be in the last phase of the time a caliph who would distribute wealth but would not count.***

37 - فتنوں کا بیان: (173)

حضرت مہدی کی تشریف آوری۔

حدثنا نصر بن علي الجهضمي حدثنا محمد بن مروان العقيلي حدثنا عمارة بن أبي حفصة عن زيد العمي عن أبي صديق الناجي عن أبي سعيد الخدري أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون في أمتي المهدي إن قصر فسبع وإلا فتسع فتنعم فيه أمتي نعمة لم ينعموا مثلها قط تؤتى أكلها ولا تدخر منهم شيئا والمال يومئذ كدوس فيقوم الرجل فيقول يا مهدي أعطني فيقول خذ

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 963 حدیث مرفوع مکررات 3

نصر بن علی جہضمی، محمد بن مروان عقیلی، عمارہ بن ابی حفصہ، زید عمی، ابی صدیق ناجی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک مہدی (ہدایت یافتہ پیدا) ہوں گے اگر وہ دنیا میں کم رہے تو بھی سات برس تک رہیں گے ورنہ نو برس تک رہیں گے۔ اس دور میں میری ایسی خوشحال ہوگی کہ اس جیسی خوشحال پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی زمین اس وقت خوب پھل دیگی اور ان سے بچا کر کچھ نہ رکھے گی اور اس وقت مال کے ڈھیر لگے ہوئے ہونگے ایک مرد کھڑا ہو کر عرض کریگا اے مہدی مجھے کچھ دیجئے؟ وہ کہیں گے (جتنا جی چاہے) لے لو۔

It was narrated from Abu Sa'eed Al-Khudri that the Prophet P.B.U.H said: "The Mahdi will be among my nation. If he lives for a short period, it will be seven, and if he lives for a long period, it will be nine, during which my nation will enjoy a time of ease such as it has never enjoyed. The land will bring forth its yield and will not hold back anything, and wealth at that time will be piled up. A man will stand up and say: '0 Mahdi, give me!' He will say: 'Take." (Da'if)

31 - فتنوں کا بیان: (123)

امام مہدی کے متعلق

حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة قال سمعت زيدا العمي قال سمعت أبا الصديق الناجي يحدث عن أبي سعيد الخدري قال خشينا أن يكون بعد نبينا حدث فسألنا نبي الله صلى الله عليه وسلم **فقال إن في أمتي المهدي** يخرج يعيش خمسا أو سبعا أو تسعا زيد الشاك قال قلنا وما ذاک قال سنين قال فيجي إليه رجل فيقول يا مهدي أعطني أعطني قال فيحثي له في ثوبه ما استطاع أن يحمله قال أبو عيسى هذا حديث حسن وقد روي من غير وجه عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم وأبو الصديق الناجي اسمه بکر بن عمرو ويقال بکر بن قيس

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 116 حدیث مرفوع مکررات 3

محمد بن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، زید عمی، ابو صدیق ناجی، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی بدعت شروع ہو جائے پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **فرمایا میری امت میں ایک مہدی آئے گا** جو پانچ سات یا نو سال تک حکومت کرے گا پھر اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے مجھے دیجئے پس وہ اسے اتنے دینار دیں گے جتنے اس میں اٹھانے کی استطاعت ہو گی یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا منقول ہے ابو صدیق کا نام بکر بن عمرو ہے انہیں بکر بن قیس بھی کہتے ہیں

Sayyidina Abu Sa'eed Khudri (RA) narrated We were apprehensive lest innovations begin after our Prophet (SAW) So we asked the Prophet (SAW) (about it). He said, There will be in my ummah a Mahdi who will live five, seven or nine" the narrator Zayd was unsure (of the figure). They asked what was that and he said, "Years." He then said, "A man will come to him and say, 'O Mahdi, give me, give me!' So, he will pour out for him in his garment as much as he is able to carly."

[Ibn Majah 4083]

۶۰: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمَهْدِيِّ

۱۱۱: حَدَّثَنَا عُبَيْدُبْنُ اَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيُّ نَا اَبِي نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِيْ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۱۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِيْ قَالَ عَاصِمٌ وَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْلَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُبْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ الْعَمِّيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الصِّدِّيْقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِيْنَا اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَاَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ اُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيْشُ خَمْسًا اَوْسَبْعًا اَوْتِسْعًا زَيْدُ الشَّاكُّ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِيْنَ قَالَ فَيَجِيْءُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ قَالَ لَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَّحْمِلَهٗ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُو الصِّدِّيْقِ النَّاجِيُّ اِسْمُهٗ بَكْرُبْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُبْنُ قَيْسٍ.

۶۱: بَابُ مَاجَآءَ فِي نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ

۱۱۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ

۶۰: باب امام مہدی کے متعلق

۱۱۱: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے میرے ہی نام کا کوئی شخص پورے عرب پر حکمرانی نہیں کرے گا۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ام سلمہؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۲: حضرت عبداللہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اہل بیت میں سے میرے نام کا ایک شخص دنیا کا حکمران ہوگا۔ عاصم، ابو صالحؒ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا میں سے ایک دن ہی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے طویل کردے گا۔ یہاں تک کہ امام مہدی حکمران ہو جائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بدعت شروع ہو جائے۔ پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک مہدی آئے گا۔ جو پانچ، سات یا نو سال (راوی کو شک ہے) تک حکومت کرے گا: پھر اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے۔ مجھے دیجئے۔ پس وہ اسے اتنے دینار دیں گے جتنے اس میں اٹھانے کی استطاعت ہوگی۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔ ابوصدیق کا نام بکر بن عمرو ہے انہیں بکر بن قیس بھی کہتے ہیں۔

۶۱: باب عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بارے میں

۱۱۴: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

37 - فتنوں کا بیان: (173)

حضرت مہدی کی تشریف آوری۔

حدثنا نصر بن علي الجهضمي حدثنا محمد بن مروان العقيلي حدثنا عمارة بن أبي حفصة عن زيد العمي عن أبي صديق الناجي عن أبي سعيد الخدري أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون في أمتي المهدي إن قصر فسبع وإلا فتسع فتنعم فيه أمتي نعمة لم ينعموا مثلها قط تؤتي أكلها ولا تدخر منهم شيئا والمال يومئذ كدوس فيقوم الرجل فيقول يا مهدي أعطني فيقول خذ

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 963 حدیث مرفوع مکررات 3

نصر بن علی جہضمی، محمد بن مروان عقیلی، عمارہ بن ابی حفصہ، زید عمی، ابی صدیق ناجی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک مہدی (ہدایت یافتہ پیدا) ہوں گے اگر وہ دنیا میں کم رہے تو بھی سات برس تک رہیں گے ورنہ نو برس تک رہیں گے۔ اس دور میں میری ایسی خوشحال ہوگی کہ اس جیسی خوشحال پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی زمین اس وقت خوب پھل دیگی اور ان سے بچا کر کچھ نہ رکھے گی اور اس وقت مال کے ڈھیر لگے ہوئے ہونگے ایک مرد کھڑا ہو کر عرض کریگا اے مہدی مجھے کچھ دیجئے؟ وہ کہیں گے (جتنا جی چاہے) لے لو۔

It was narrated from Abu Sa'eed Al-Khudri that the Prophet P.B.U.H said: "The Mahdi will be among my nation. If he lives for a short period, it will be seven, and if he lives for a long period, it will be nine, during which my nation will enjoy a time of ease such as it has never enjoyed. The land will bring forth its yield and will not hold back anything, and wealth at that time will be piled up. A man will stand up and say: '0 Mahdi, give me!' He will say: 'Take." (Da'if)

32 - امام مہدی کا بیان: (12)

قتل ہونے میں کیا امید کی جائے

حدثنا سهل بن تمام بن بزيع حدثنا عمران القطان عن قتادة عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي مني أجلى الجبهة أقنى الأنف يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما يملك سبع سنين

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 892 حدیث مرفوع مکررات 3

سہل بن تمام بن بزیع، عمران، قطان، قتادہ، ابونضرہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوں گے روشن پیشانی اور بلند ناک والے ہوں گے زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھریں گے جس طرح وہ ظم وجور سے بھر دی گئی تھی اور سات سال تک حکومت کریں گے، پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ نازل ہو جائیں گے جن کی اقتداء میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دجال سے لڑیں گے۔

Narrated AbuSa'id al-Khudri:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: The Mahdi will be of my stock, and will have a broad forehead a prominent nose. He will fill the earth will equity and justice as it was filled with oppression and tyranny, and he will rule for seven years.

37 - فتنوں کا بیان: (173)

زمانہ کی سختی۔

حدثنا یونس بن عبد الأعلی حدثنا محمد بن إدریس الشافعي حدثني محمد بن خالد الجندي عن أبان بن صالح عن الحسن عن أنس بن مالك أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزداد الأمر إلا شدۃ ولا الدنیا إلا إدبارا ولا الناس إلا شحا ولا تقوم الساعۃ إلا علی شرار الناس **ولا المھدي إلا عیسی ابن مریم**

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 919 حدیث مرفوع مکررات 4

یونس بن عبد الاعلی، محمد بن ادریس شافعی، محمد بن خالد جندی، ابان بن صالح، حسن، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معاملہ (دنیا) میں شدت بڑھتی ہی جائے گی اور دنیا میں ادبار (افلاس اخلاق رذیلہ) بڑھتا ہی جائے گا لوگ بخیل سے بخیل تر ہوتے جائیں گے اور قیامت انسانیت کے بدترین افراد پر قائم ہوگی اور (قرب قیامت حضرت مہدی کے بعد) کامل ہدایت یافتہ شخص صرف حضرت عیسیٰ بن مریم ہونگے۔

It was narrated from Anas bin Malik that the Messenger of Allah P.B.U.H said: "Adhering to religion will only become harder and Worldly affairs will only becomemore difficult, and people only become more stingy, and the Hour will only come upon the worst of people, ***and the only Mahdi (after Muhammad) is 'Eisa bin Maryam."*** (Da'if)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ إِلَّا الْبَلَاءُ

فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، جب تک آدمی قبر پر گذر کر یہ تمنا نہ کرے کہ کاش اس قبر والے کی جگہ میں دفن ہوتا اور یہ دین کی وجہ سے نہیں بلکہ مصیبتوں کی وجہ سے ہوگا۔

١٨٣٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ مَوْلَى مُسَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى التَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ فَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ وَلَيَبْقَيَنَّ شِرَارُكُمْ فَمُوتُوا إِنِ اسْتَطَعْتُمْ۔

عثمان بن ابی شیبہ، طلحہ بن یحیی، یونس، زہری، ابو حمید مولیٰ مسافع، ابوہریرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایسے چھانٹے جاؤ گے جیسے ردی کھجوروں میں سے عمدہ کھجوریں چھانٹی جاتی ہیں تمہارے نیک لوگ گذر جائیں گے اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے تو اگر تم سے ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔

١٨٣٨ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ إِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔

یونس، محمد بن ادریس الشافعی، محمد بن خالد الجندی، ابان بن صالح، حسن، انس کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دن بدن مصیبتیں زیادہ ہوں گی اور کنجوسی بڑھتی جائے گی اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور مہدی عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی اور نہیں

بَابُ ٣٦ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی نشانیوں کا بیان

١٨٣٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَا ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ۔

ہناد بن السری، ابو ہشام، ابوبکر بن عیاش، ابو حصین، ابو صالح، ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور قیامت ایسے بھیجے گئے ہیں اور آپ نے دو انگلیوں کو جمع کر کے دکھایا۔

١٨٤٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ اطَّلَعَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ

ابوبکر، وکیع، سفیان، فرات القزاز، ابو الطفیل، حذیفہ بن اسید فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف بالا خانہ سے جھانکا۔ ہم مل کر قیامت کا ذکر کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں گی قیامت

زمانہ اور وقت کی جس تیز رفتاری کا ذکر فرمایا ہے اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

163 - قیامت کی علامتوں کا بیان: (28)

زمانہ کی تیز رفتاری، قیامت کی علامتوں میں سے ہے

عن أنس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی یتقارب الزمان فتکون السنة کالشھر والشھر کالجمعة وتکون الجمعة کالیوم ویکون الیوم کالساعة وتکون الساعة کالضرمة بالنار. رواہ الترمذي

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 13

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ زمانہ قریب نہ ہو جائے گا (یعنی زمانہ کی گردش تیز نہ ہو جائے گی اور دن ورات جلد جلد نہ گزرنے لگیں گے اور زمانہ کی تیز رفتاری اس کیفیت وحالت کے ساتھ ہوگی کہ) سال مہینہ کے برابر، مہینہ ہفتہ کے برابر ہو جائے گا، اور ایک گھنٹہ اتنا مختصر ہو جائے گا جیسے آگ کا شعلہ (گھاس کے تنکے پر) سلگ جاتا ہے (یعنی جھٹ سے جل کر بجھ جاتا ہے ۔" (ترمذی)

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں دنوں اور ساعتوں میں برکت کم ہو جائے گی، وقت اس قدر جلد اور تیزی کے ساتھ گزرتا معلوم ہوگا کہ اس کا فائدہ مند اور کار آمد ہونا معدوم ہو جائے گا یا یہ مراد ہے کہ اس زمانہ میں لوگ تفکرات اور پریشانیوں میں گھرے رہنے اور اپنے دل ودماغ پر بڑے بڑے فتنوں کے نازل ہونے مصائب وآفات اور طرح طرح کی مشغولیوں کا شدید تر دباؤ رکھنے کی وجہ سے وقت کے گذرنے کا ادراک واحساس تک نہیں کر پائیں گے، اور انہیں یہ جاننا مشکل ہو جائے گا کہ کب دن گذر گیا اور کب رات ختم ہوگئی خطابی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ اور وقت کی جس تیز رفتاری کا ذکر فرمایا ہے اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

Rashid Shaz Denied "The Return of Isa"

باب دوم

قرآنی دائرۂ فکر کا زوال

﴿الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت و الارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا﴾

وحیِ ربّانی کے نزول نے انسانی تاریخ میں پہلی بار ایک ایسے ذہن کی آبیاری کی جو تدبر، تفکر اور تعقل سے عبارت تھا۔ کائنات کے بارے میں یہ خیال عام ہوا کہ وہ ایک منصوبہ بند تنظیم کا حصّہ ہے جس پر کسی کو خلق باطل کا گمان نہ ہو اور یہ کہ شمس و قمر کی گردش، لیل و نہار کی آمد قوانینِ فطری یا سنت اللہ کے تابع ہیں۔ متبعین محمدؐ پر ابتداء سے ہی یہ بات واضح رہی کہ آخری پیغام کے حاملین کی حیثیت سے وہ اس کائنات کے امین ہیں اور یہ کہ انھیں تاریخ کے آخری لمحے تک اقوامِ عالم کی رہنمائی کا کام انجام دینا ہے۔ اب تک تاریخ کے انحراف کی درستگی کی جو کوششیں انبیاء کی بعثت اور نزول وحی کے ذریعے ہوتی رہی تھیں اب یک وتنہا اس بارِ عظیم کو متبعین محمدؐ کے کاندھوں پر منتقل کر دیا گیا تھا۔ انسانی تاریخ میں یہ ایک بڑی انقلابی تبدیلی تھی جس کی ابتداء محمد رسول اللہ پر اس کتابِ اکتشاف کے نزول سے ہوئی جسے ہم عرفِ عام میں قرآن عظیم کہتے ہیں۔

سابقہ صحفِ سماویہ کے مقابلے میں قرآن مجید ایک بالکل ہی مختلف لب ولہجہ کی کتاب ہے۔ کتابِ کائنات میں غور وفکر کی مسلسل دعوت، عقل انسانی کے استعمال پر بے پناہ زور، آسمانوں سے بارش کا نزول، زمین سے مختلف انواع کے پھلوں کا اگنا، سمندر کی سطح پر سفینوں کا چلنا اور محسوسات کی دنیا سے ماوراء ان ابعاد کا بیان جہاں آنے والے دنوں میں امکانات کی کمندیں ڈالی جاسکتی ہیں، یہ سب کچھ دراصل اس خیال سے عبارت ہے کہ پچھلی آسمانی کتابوں کی طرح قرآن مجید محض کتاب احکام نہیں بلکہ کتاب فطرت کی شاہ کلید بھی ہے سو جو کوئی بھی اسے کمالِ احتیاط کے ساتھ کتاب اکتشاف کے طور پر پڑھے گا وہ خود کو علماءِ ربّانی کی سی خشیت کے جلو میں پائے گا۔ امکانات کی ایک نئی دنیا اس پر منکشف ہو جائے گی۔ وحی ربّانی کا یہی وہ امتیازی وصف ہے جس کا بنیادی مقصد انسان کو ایک ایسے دور کے لیے تیار کرنا ہے جب محمد رسول اللہ کے بعد اب کوئی پیغمبر نہ آئے گا سو غیاب پیمبری میں انسانی تاریخ کا کارواں اسی کتاب اکتشاف کے حوالے سے اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ انجام پاتا رہے گا۔ بالفاظ دیگر یہ کہہ لیجئے کہ قرآن مجید کا عطا کیا جانا دراصل تہذیب انسانی کے بلوغ سے عبارت ہے۔ اس اعتبار سے دیکھئے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ بعثت نبوی سے انسانی تاریخ ایک ایسے مرحلے میں داخل ہوتی ہے جو اس کے قرن ہا قرن پر پھیلے ہوئے ماضی سے یکسر مختلف ہے۔ کہ اب انسانی ذہن کو وحی ربّانی کی روشنی میں اپنی عقل کے سہارے آخری لمحے تک اپنا سفر جاری رکھنا ہے اور تاریخ کے اس پرخطر سفر میں اسے کسی نبی خواہ وہ بروزی ہو یا ظلّی یا کوئی ولی جسے الہام کا دعویٰ ہو یا کوئی مہدی جسے اپنے الہامی تقعید کا گمان ہو یا کوئی امام زماں یا مسیحِ موعود جس کے آسمانی رابطے ہوں ایسی کسی بھی ہستی کی اسے قطعی معیت حاصل نہیں ہوگی۔

Ayena Kamalate Islam & "The Return of Isa, Three Times"

Tadhkirah ©The London Mosque 1976 Published by Saffron

thereby his soul was moved towards his spiritual descent upon the earth and being deeply affected by the determination of his followers upon self-ruin, he desired a substitute who should resemble him and should be possessed of the same nature as himself as if he was the same. So God, according to His promise, bestowed upon him one who resembled him and upon this one descended the resolve and qualities and spirituality of Jesus. They were united together as if they were fashioned from the same essence and the attention of Jesus made the heart of the other his own resting place so that he might fulfill his urge through him. In this manner he took on the identity of Jesus and the designs of Jesus descended upon him by virtue of which his coming was metaphorically described as the coming of Jesus (Ayena Kamalate Islam pp. 254–255).

As it has been disclosed to me the soul of Jesus was in travail on account of the falsehoods that had been attributed to him and demanded the descent to the earth of one spiritually his like and he supplicated God Almighty to that effect. God Almighty responded to his agitation and sent his like into the world so that the promise, already made, should be fulfilled. Jesus was twice confronted with such a situation in which his soul demanded a substitute. The first time it happened when 600 years after him on one side the Jews asserted extravagantly that he was (God save us) a liar and impostor and was illegitimate and that is why he was crucified; and on the other side the Christians went to the other extreme, that he was God; and the son of God and that he laid down his life upon the cross to save mankind. Thereupon the soul of Jesus was greatly agitated and desired to have his innocence established from all these charges and supplicated God for a substitute. At that time our Holy Prophet (on whom be the peace and blessings of Allah) was raised. This was the first agitation of the spirit of Jesus, which achieved its purpose through the advent of our lord and master the Seal of the Prophets (upon whom be the peace and blessings of Allah). Allah be praised for this.

Then a second time the soul of Jesus was agitated when the Christians took on the qualities of the Anti-Christ to perfection. Then in this age the soul of Jesus was agitated a second time, and the second time he desired the descent upon the earth of one like him and when this desire came to a climax God sent one, according to the desire of Jesus, who would wipe

130

out the Anti-Christ and who was spiritually of the same type as Jesus and was, for that reason, called the Promised Messiah. Having regard to the nature of the mischief prevailing in this age the advent of Jesus was needed, for it was his people who had gone astray, and it was his people among whom the qualities of the Anti-Christ had been manifested. It was, therefore, appropriate that the soul of Jesus should have been agitated over these matters. This is an insight that has been granted to me by way of a vision.

It has also been conveyed to me that it has been determined that after the passing of an age, which will be the age of reform and goodness and the victory of divine Unity, the world will revert again to corruption, paganism and wrongdoing. Some will devour others like worms; ignorance will prevail and the worship of Jesus will be resumed; and the error of defying a creature of God will spread with great force. All this corruption will proceed from Christianity in the very last part of the last age. Then the soul of Jesus will again be greatly agitated and will, this time, desire a majestic descent. Then a terrifying likeness of his will be raised and the age will come to an end. That will be the end of the world. This shows that in consequence of the misdoings of the followers of Jesus the soul of Jesus would descend upon the earth three times. (Ayena Kamalate Islam pp. 341–346).

I have been told that he who calls a Muslim a Kafir and despite his adhering to the *qibla* and affirming the creed and believing in the doctrines of Islam does not desist, is himself beyond the pale of Islam. I have, therefore, been commissioned to enter into a Mubahilah (prayer duel) with those who are the leaders in the campaign of declaring me a disbeliever and are called mufti, maulvi and muhaddith and who have wives and children. It would be necessary that in a public gathering I should set forth my reasoning in a detailed speech, and should refute all their charges and should try to clear up all their doubts that agitate their minds and if they should still persist in calling me a kafir I should enter into a *mubahilah* with them (Ayena Kamalate Islam pp. 256–257).

The revelation that I have received granting permission for a *mubahilah* is as follows (Arabic): God has looked at thee with a fragrant look. They have said: Will you appoint in it one who will work corruption in it? He answered: I know that

Dead is Live: Prophet Isa

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ

توبہ توبہ میں تو آپ کو شریک سے منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں ف۱

فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ

اگر میں نے کہا ہوگا تو آپکو اسکا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپکے علم میں جو کچھ ہے اسکو نہیں جانتا تمام

اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (١١٦) مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ

غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں — میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپنے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ

تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع رہا — جب تک ان میں

فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰي

رہا۔ پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (١١٧) اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ

خبر رکھتے ہیں — اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف

لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (١١٨) قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ

فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں — اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ

يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آوے گا — ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ

وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (١١٩) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے — اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی

وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (١٢٠)

اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

اٰیَاتُهَا (١٦٥) (٦) سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ (٥٥) رُكُوْعَاتُهَا (٢٠)

اور اسمیں ایک سو پینسٹھ آیتیں — سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوئی — اور بیس رکوع ہیں

Margin: وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Margin note: ف۱ نہ باعتبار اپنے عقیدے کے کہ میں موحد ہوں۔ اور نہ باعتبار واقع کے کہ آپ واحد ہیں۔

Margin: ع ١٦

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ
تجویز کیا تھا   بعد اس کے کہ بہت سے دلائل انکو پہنچ چکے تھے   پھر ہم نے اس سے درگذر کردیا تھا
وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ
اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے   بڑا رعب دیا تھا   اور ہم نے ان لوگوں سے قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو
بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ
اٹھا کر ان کے اوپر معلق کردیا تھا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا
لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾
کہ یوم ہفتہ کے بارے میں تجاوز مت کرنا   اور ہم نے ان سے قول و قرار   نہایت شدید لئے
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ
سو ہم نے سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور ان کے قتل کرنیکی وجہ
الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ
سے انبیاء کو ناحق   اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں   بلکہ ان کے کفر کے سبب ان کے
عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَ
قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے   سو ان میں ایمان نہیں   مگر قدرے قلیل ف۱   اور ان کے کفر کیوجہ سے اور حضرت
قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا
مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی   وجہ سے   اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَ
مسیح عیسیٰ بن مریم کو   جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے   قتل کردیا ف۲ حالانکہ انہوں نے نہ انکو قتل کیا اور
مَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
نہ ان کو سولی پر چڑھایا   لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا   اور   جو لوگ   ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ
وہ غلط خیال میں ہیں   ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں   بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
اور انہوں نے انکو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا   بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا   اور اللہ تعالیٰ بڑے

ف۱
نقض میثاق میں سب مابعد کا مضمون داخل ہے۔ لیکن زیادہ تشنیع کے لئے سب معاملات کو الگ الگ بھی بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے کہ ان کے احکام کے منکر ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ برتاؤ ہے کہ ان کی تکذیب سے گزر کر ان کو قتل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ آپ کے سامنے اپنے حق پر ہونے کے مدعی ہیں۔ اور یہ سب اقسام کفر کے ہیں۔

ف۲
عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا ہے کہ دیکھو ایسے کی نسبت ایسا کہتے ہیں۔

منزل ۱

عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۵۸﴾ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ

زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے

قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿۱۵۹﴾

ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے ف

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ

سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کیلئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں ف۲

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿۱۶۰﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا

اور بسبب اس کے کہ وہ بہت سے آدمیوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بن جاتے تھے اور بسبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے

وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَ

تھے حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے اور

أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶۱﴾ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ

ہم نے ان لوگوں کے لیئے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے۔ لیکن ان میں جو لوگ علم (دین) میں

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ

پختہ ہیں اور جو ان میں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس (کتاب) پر (بھی) ایمان لاتے ہیں جو آپ کے پاس بھیجی گئی اور اس پر

وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ

بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے بھیجی گئی تھی اور اور جو (ان میں) نماز کی پابندی کرنیوالے ہیں اور جو (ان میں) زکوٰۃ دینے

الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ

والے ہیں اور جو (ان میں) اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں سو ایسے لوگوں کو ہم ضرور آخرت

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۶۲﴾ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ

میں ثواب عظیم عطا فرمائیں گے ف۳ ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح کے پاس بھیجی تھی

وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ

اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ

منزل ۱

ف

اوپر یہود کی بعض شرارتیں اور کچھ سزائیں لعن وغیرہ جو کہ از قسم امور تکوینیہ اور واقع فی الدنیا ہیں بیان فرمائی ہیں۔ آگے بھی ان کی بعض شرارتوں کا مع ذکر بعض عقوبات واقعہ فی الدنیا از قبیل امور تشریعیہ کہ تحریم طیبات ہے اور مع ذکر عقوبت اخرویہ کہ عذاب الیم ہے۔ بیان ہے اور چونکہ اصل سزا یہی ہے۔ اس لئے ذکر یہود کے شروع پر بھی عذاب مہین کے عنوان سے اس کو فرمایا تھا پس طرفین میں ہونے سے زیادہ تاکید ہو گئی۔

ف۲

جرائم سے جو تحریم ہوئی وہ تحریم عام تھی۔ گو جرائم سے بعضے صلحاء محفوظ بھی تھے کیونکہ بہت سی حکمتوں کے اقتضاء سے عادۃ اللہ یونہی جاری ہے۔ جیسا قرآن میں اس کی طرف اشارہ بھی ہے۔ واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جس کے بے ضرورت سوال کرنے سے کوئی شے سب کے لئے حرام ہو جائے یعنی زمانۂ وحی میں۔ اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی مضرت انسانی یا روحانی کی وجہ سے حرام ہیں کہ اس حیثیت سے غیر طیب ہیں۔ پس تحریم طیبات نافعہ عقوبت و سیاست ہے اور تحریم خبائث ضارہ رحمت و حفاظت ہے۔

ع ۲۲ / ۱۰

ف۳

مراد ان سے یہ حضرات اور ان کے امثال ہیں جیسے عبد اللہ بن سلامؓ و اسیدؓ و ثعلبہؓ اور آیت کا یہی شان نزول ہے۔ اور آیت میں اجر کامل کی تعلیق اوران امور مذکورہ پر مقصود ہے اور نفس اجر و مطلق نجات صرف عقائد ضروریہ کی تصحیح سے وابستہ ہے۔

Dead is Live: Prophet Muhammad (PBUH)

حیات النّبی پر دلیل

میں نے مزید کہا کہ آپ نے جو آیت پیش کی ہے، اِس کے حوالے سے ایک اور طبع زاد نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک اہلِ سُنّت حیاتِ نبی کو محض ذاتی عقیدے کے طور پر بیان کرتے آئے ہیں، مگر نصِّ قرآنی سے شاید کسی نے ایسی دلیل پیش کی ہو۔ اِس آیت سے حضور کی حیات ثابت ہے۔ وہ یوں کہ اِیذا کے لیے شعور اور شعور کے لیے حیات کا ہونا ضروری اُمر ہے۔ معلوم ہوا کہ رسالت مآب کی وفات کے بعد اگر کوئی اُن کی اَزواج میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنے کی جسارت کرے گا، تو اُس کا یہ عمل نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے باعثِ اِیذا ہوگا۔ ظاہری حیات میں اِس عمل کا باعثِ اِیذا ہونا تو ایک بدیہی سی بات ہے، مگر مِن بعدہٖ یعنی نبی علیہ السّلام کی وفات کے بعد اِس بات کا آپ کی ذات کے لیے باعثِ اِیذا ہونا، اِس بات کی دلیل ہے کہ بعد از وفات آپ کا شعورِ حیات باقی ہے، جس سے آپ کی زندگی صراحتًا ثابت ہو رہی ہے، جس کا اِنکار قرآن مجید کی وضاحت کا اِنکار ہے۔

Hadith & Alleged Death of Jesus (In Company of the Dead?)

علماء کی تاویلات باطلہ

by Waqar Akbar Cheema

Qadianis try to make an issue of the fact that the Holy Prophet (PBUH) met Jesus (PBUH) along with other prophets during his miraculous Night of Ascension (**Mi'raj**).

The various hadith about the Holy Prophet's Mi'raj record:

i. "Adam is in the first heaven … Joseph is in the second heaven, and his cousins Yahya (John the Baptist) and Jesus are in the third heaven, and Idris is in the fourth heaven" (Kanz al-Ummal, vol. VI, p. 120).

The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) saw Yahya and Jesus in the same place; and as the former, indeed every other prophet seen, is dead, so must Jesus be.

ii. The above hadith is corroborated by another that tells us that in the Mi'raj vision the Holy Prophet met the spirits of all the previous prophets (Tafisir ibn Kathir, Urdu ed. published in Karachi, vol. III, p. 28).

The Truth:

1) We cannot take the affairs of the Heavenly domain on the lines we take the things here on this Earth for we do not know the exact nature of the affairs of the Other World.

2) Following the Qadiani line of argument one is bound to believe that either Mirza Qadiani 'died during his life time' or lied when he said:

"I have seen him (Christ Jesus) many times. On one occasion, Jesus and I ate beef out of the same dish." (Al-Hakam vol.6 No.29, Dated August 17, 1902 P.12, Tadhkira [Eng.] p. 548 ed. 2009)

And,

"Once while awake I saw the Messenger of Allah (SAAW), along with the Hasnain, Ali (RA) and Fatima (RA) and this was not a dream but a kind of wakefulness." (Al-Hakam vol.6 No.44, Dated December 10, 1902 p.9)

3) Moreover, if such reasoning makes sense then it would also mean that the Holy Prophet Muhammad (PBUH) had died when he met the Prophets during **Mi'raj**. If he can, being alive, meet the 'dead prophets' why can Jesus (PBUH) not be alive with them? If Mirza Qadiani during his life on Earth can meet Holy Prophet (PBUH) and his family members and even join 'dead Jesus' in meal than why can't Jesus (PBUH) be alive at a place where other Prophets live after their bodily death?

4) Further, if someone takes **Mi'raj** only as a vision of the Prophet (PBUH), and Qadianis take it like that only, then it is more incumbent on him not to take any exception to the idea of Holy Prophet (PBUH) meeting Jesus (PBUH) along with other prophets at the same place for, vision is only a vision and is most certainly above the bounds of temporal world.

Such are their arguments which they use to confuse innocent minds. But Alhamdulillah we, who know, will continue to expose them.

INDEED ALLAH KNOWS THE BEST!

Now Hazoor Saww Are Using This Words For Himself That I Will Say As Esa AS Said.

Do You Think Both Hazoor Saww And Hazrat Esa Are Alive?

mozan

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وعظ و نصیحت فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی طرف ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون پیدا کیے جاؤ گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ تخلیق کی ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے، یہ ہمارا وعدہ ہے۔ ہم یقیناً پورا کرنے والے ہیں۔) الانبیاء: 103) سنو! روز قیامت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔

اور سنو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، انہیں بائیں جانب (یعنی جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا: "اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ مجھے بتایا جائے گا آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں جاری کی تھیں، **پھر میں بھی کہوں گا جیسے اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ) نے کہا: ''میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں موجود رہا اور جب آپ نے مجھے بلالیا تو آپ ہی ان پر نگران تھے** اور آپ ہر چیز پر گواہ ہیں۔ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ ہی کے بندے اور اگر انہیں بخش دیں تو یقیناً آپ غلبے والے حکمت والے ہیں۔"

(سورۃ: المائدۃ: 117-118)

"پھر مجھے بتایا جائے گا کہ یہ لوگ دین اسلام سے مرتد ہوتے رہے جب سے آپ ان سے جدا ہو گئے تھے۔"

(متفق علیہ توثیق الحدیث: أخرجہ البخاری (3872866۔ فتح) و مسلم (2860) (58)

Now in Surah MAidah verse 118 here is a word تَوَفَّيْتَنِي What it means Death, or raised to GOD.

Now Hazoor saww are using this words for himself that i will say as Esa AS said. Do you think both Hazoor saww and Hazrat Esa are alive?

If here it meas death for both Hazoor saww and Hazrat Esa AS than why is means differ in other places.

Read it carefully every thing is in it.

جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان کی دُعاء

اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَارحَمنِی وَاجبُرنِی وَارفَعنِی وَاھدِنِی وَعَافِنِی وَارزُقنِی۔ (ابو داود، ترمذی)

ترجمہ: الٰہی! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور میرے نقصان پورے کر اور مجھے بلندی عطا کر اور مجھے ہدیت دے اور صحت دے اور رزق دے۔

Now can you tell me what is meant by مجھے بلندی عطا کر

it means مجھے بلند مرتبہ عطا فرما یعنی بلند درجہ عطا فرما۔

So rafa mean درجات کی بلندی.

سورۃ آل عمران 55

إِذۡ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ

جس وقت اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ ! بے شک میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور اپنے حضور بلند درجہ دینے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔

اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا اور میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ان کا نگران رہا۔

مترجم نے یہاں "فلما توفیتنی" کا جو ترجمہ "تو نے مجھ کو اٹھالیا" سے کیا یہ باعتبار محاورات "موت" اور "رفع الی السماء" دونوں پر صادق آسکتا ہے۔

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

اللہ تعالیٰ کا فرمانا اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا۔ اور بے شک ابراہیم (علیہ السلام) خدا کی عبادت کرنے والے تھے۔ اور بے شک ابراہیم (علیہ السلام) نرم دل اور بردبار تھے) کا بیان ابو میسرہ کہتے ہیں کہ اواہ کے معنی حبشی زبان میں رحیم کے ہیں۔

حدثنا محمد بن كثير أخبرنا سفيان حدثنا المغيرة بن النعمان قال حدثني سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إنكم محشورون حفاة عراة غرلا ثم قرأ كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا إنا كنا فاعلين وأول من يكسى يوم القيامة إبراهيم وإن أناسا من أصحابي يؤخذ بهم ذات الشمال فأقول أصحابي أصحابي فيقول إنهم لم يزالوا مرتدين على أعقابهم منذ فارقتهم فأقول كما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني إلى قوله العزيز الحكيم

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 584　　حدیث مرفوع　　مکررات 19 متفق علیہ 11

محمد بن کثیر سفیان مغیرہ بن نعمان سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا حشر برہنہ پا ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے (ہم نے ابتدا میں جس طرح پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے) اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور (اس روز) میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جا رہا ہوگا تو میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے بعد یہ لوگ اپنے پچھلے دین کی طرف لوٹ گئے سو میں اس وقت ایسا کہوں گا جیسے اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا اور میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ان کا نگران رہا۔

Narrated Ibn Abbas:

The Prophet said, "You will be gathered (on the Day of Judgment), bare-footed, naked and not circumcised." He then recited:--'As We began the first creation, We, shall repeat it: A Promise We have undertaken: Truly we shall do it.' (21.104) He added, "The first to be dressed on the Day of Resurrection, will be Abraham, and some of my companions will be taken towards the left side (i.e. to the (Hell) Fire), and I will say: 'My companions! My companions!' It will be said: 'They renegade from Islam after you left them.' Then I will say as the Pious slave of Allah (i.e. Jesus) said. 'And I was a witness Over them while I dwelt amongst them. When You took me up You were the Watcher over them, And You are a witness to all things. If You punish them. They are Your slaves And if You forgive them, Verily you, only You are the All-Mighty, the All-Wise."

(5.120-121)

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

اس فرمان الہٰی کا بیان کہ اور کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے جدا ہو گئیں نبذناہ یعنی ہم نے اسے ڈال دیا وہ جدا ہو گئیں شرقیا یعنی وہ گوشہ جو مشرق کی طرف تھا فاجاءھا یہ جئت کا باب افعال ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی الجاھا یعنی مجبور و مضطر کر دیا تساقط یعنی گرائے گی قصیا یعنی بعدی فریا یعنی بڑی بات۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ نسیاً کے معنی ہیں میں کچھ نہ ہوتی دوسرے لوگوں نے کہا کہ نسی حقیر کو کہتے ہیں ابو وائل فرماتے ہیں کہ مریم اس بات کو جانتی تھیں کہ متقی ہی عقل مند ہوتا ہے یعنی بری باتوں سے بچتا ہے جبھی تو انہوں نے کہا کہ اگر تو پرہیز گار ہے وکیع اسرائیل اور ابو اسحٰق نے براء سے نقل کیا ہے کہ سریا سریانی زبان میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن المغيرة بن النعمان عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرأ كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا إنا كنا فاعلين فأول من يكسى إبراهيم ثم يؤخذ برجال من أصحابي ذات اليمين وذات الشمال فأقول أصحابي فيقال إنهم لم يزالوا مرتدين على أعقابهم منذ فارقتهم فأقول كما قال العبد الصالح عيسى ابن مريم وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد إن تعذبهم فإنهم عبادك وإن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم قال محمد بن يوسف الفربري ذكر عن أبي عبد الله عن قبيصة قال هم المرتدون الذين ارتدوا على عهد أبي بكر فقاتلهم أبو بكر رضي الله عنه

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 678 حدیث مرفوع مکررات 19 متفق علیہ 11

محمد بن یوسف سفیان مغیرہ بن نعمان سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ برہنہ پا برہنہ بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جس طرح ہم نے ابتداء پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوسری دفعہ بھی کریں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے تو سب سے پہلے جسے کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم ہیں پھر چند اصحاب کو داہنی طرف (جنت میں) اور بائیں طرف (دوزخ میں) لے جایا جائے گا میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا کہ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے یہ تو مرتد رہے پس میں کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم کہتے ہیں اور میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے الحکیم تک محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ ابو عبید اللہ قبیصہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ وہ مرتد ہیں جو عہد ابو بکر میں مرتد ہوئے اور ابو بکر نے ان سے جہاد کیا۔

Narrted Ibn Abbas:

Allah's Apostle said, "You will be resurrected (and assembled) bare-footed, naked and uncircumcised." The Prophet then recited the Divine Verse:-- "As We began the first creation, We shall repeat it: A promise We have undertaken. Truly we shall do it." (21.104)

He added, "The first to be dressed will be Abraham. Then some of my companions will take to the right and to the left. I will say: 'My companions! 'It will be said, 'They had been renegades since you left them.' I will then say what the Pious Slave Jesus, the son of Mary said: 'And I was a witness over them

while I dwelt amongst them; when You did take me up, You were the Watcher over them, and You are a Witness to all things. If You punish them, they are Your slaves, and if you forgive them, You, only You are the All-Mighty the All-Wise.' " (5.117-118) Narrated Quaggas, "Those were the apostates who renegade from Islam during the Caliphate of Abu Bakr who fought them".

45 - تفاسیر کا بیان: (502)

اللہ تعالیٰ کا قول کہ میں ان کا گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ان کا نگہبان اور گواہ تو ہے اور تو ہر چیز کو دیکھتا ہے

حدثنا أبو الوليد حدثنا شعبة أخبرنا المغيرة بن النعمان قال سمعت سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أيها الناس إنكم محشورون إلى الله حفاة عراة غرلا ثم قال كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا إنا كنا فاعلين إلى آخر الآية ثم قال ألا وإن أول الخلائق يكسى يوم القيامة إبراهيم ألا وإنه يجائ برجال من أمتي فيؤخذ بهم ذات الشمال فأقول يا رب أصيحابي فيقال إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك فأقول كما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيئ شهيد فيقال إن هؤلائ لم يزالوا مرتدين على أعقابهم منذ فارقتهم

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 1769 حدیث مرفوع مکررات 19 متفق علیہ 11

ابو الولید، شعبہ، مغیرہ بن نعمان، سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی طرف ننگے پیر اور ننگے بدن اور بلا ختنہ کئے اٹھائے جاؤ گے، پھر آپ نے یہ آیت (كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُه۔ الخ)21۔ الأنبياء: 104) تلاوت فرمائی، یعنی جس حال میں تم کو پیدا کیا ہے، اسی حال میں تم کو قیامت کے دن اٹھائیں گے اس وعدہ کے مطابق جو ہم نے کیا ہے، اور ہم اس کام کے کرنے والے ہیں، اس کے بعد فرمایا، سب سے اول حضرت ابراهیم کو لباس پہنایا جائے گا پھر چند آدمی میری امت کے لائے جائیں گے، اور فرشتے ان کو دوزخ کی طرف لے چلیں گے، تو میں عرض کروں گا، کہ اے رب! یہ تو میرے صحابی ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہاں، مگر تم کو نہیں معلوم کہ انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا کام کئے اس وقت میں حضرت عیسیٰ کی طرف عرض کروں گا کہ (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ) 5۔ المائدہ: 117) آخر تک، پھر ارشاد باری ہو گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمھارے جدا ہوتے ہی دین سے پھر گئے تھے۔

Narrated Ibn Abbas:

Allah's Apostle delivered a sermon and said, "O people! You will be gathered before Allah bare-footed, naked and not circumcised." Then (quoting Quran) he said:--

"As We began the first creation, We shall repeat it. A promise We have undertaken: Truly we shall do it.." (21.104)

The Prophet then said, "The first of the human beings to be dressed on the Day of Resurrection, will be Abraham. Lo! Some men from my followers will be brought and then (the angels) will drive them to the left side (Hell-Fire). I will say. 'O my Lord! (They are) my companions!' Then a reply will come (from Almighty), 'You do not know what they did after you.' I will say as the pious slave (the Prophet Jesus) said: And I was a witness over them while I dwelt

amongst them. When You took me up. You were the Watcher over them and You are a Witness to all things.' (5.117) Then it will be said, "These people have continued to be apostates since you left them."

1 -اب ج: (26407)

عبداللہ بن عباس کی مرویات

مسند احمد: جلد دوم: حدیث نمبر 252

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان وعظ و نصیحت کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ قیامت کے دن تم سب اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہونے کی حالت میں پیش کیے جاؤ گے ارشاد ربانی ہے ہم نے تمہیں جس طرح پہلے پیدا کیا تھا، دوبارہ اسی طرح پیدا کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ اور ہم یہ کر کے رہیں گے، پھر مخلوق میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائیگا جو کہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پھر تم میں سے ایک قوم کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا، میں عرض کروں گا کہ پروردگار! یہ میرے ساتھی ہیں، مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں، یہ آپ کے وصال اور ان سے آپ کی جدائی کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور اسی پر مستقل طور پر قائم رہے، یہ سن کر میں وہی کہوں گا جو عبد صالح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان رہا، اس وقت تک ان کے احوال کی نگہبانی کرتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیشک آپ بڑے غالب حکمت والے ہیں۔

1 -اب ج: (26407)

عبداللہ بن عباس کی مرویات

مسند احمد: جلد دوم: حدیث نمبر 428

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان وعظ و نصیحت کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ قیامت کے دن تم سب اللہ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہونے کی حالت میں پیش کیے جاؤ گے ارشاد ربانی ہے ہم نے تمہیں جس طرح پہلے پیدا کیا تھا، دوبارہ اسی طرح پیدا کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ اور ہم یہ کر کے رہیں گے، پھر مخلوق میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا جو کہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پھر تم میں سے ایک قوم کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا، میں عرض کروں گا کہ پرودگار! یہ میرے ساتھی ہیں، مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں، یہ آپ کے وصال اور ان سے آپ کی جدائیگی کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور اسی پر مستقل طور پر قائم رہے، یہ سن کر میں وہی کہوں گا جو عبد صالح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان رہا، اس وقت تک ان کے احوال کی نگہبانی کرتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیشک آپ بڑے غالب حکمت والے ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ کی ان سے جدائی کے بعد یہ لوگ ہمیشہ کے لئے اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گئے تھے۔

گذشتہ حدیث اس دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ سب سات ماہ میں ہو جائیں گے۔

فتنہ، مدینہ کی فتح چھ سال میں ہو گی اور مسیح دجال ساتویں سال نکلے گا۔

تلواروں سے قسطنطنیہ کو فتح کریں گے

تلواروں سے قسطنطنیہ فتح ہو چکا دوبارہ تلواروں سے فتح!

The Emergence of Dajjal, Will All Happen Within Seven Months.

نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے۔

بالا تینوں واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی درمیانی مدت سات ماہ کے بجائے سات سال زیادہ صحیح ہے۔

37 - فتنوں کا بیان: (173)

بڑی بڑی لڑائیاں

حدثنا علي بن ميمون الرقي حدثنا أبو يعقوب الحنيني عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تكون أدنى مسالح المسلمين ببولاء ثم قال صلى الله عليه وسلم يا علي يا علي يا علي قال بأبي وأمي قال إنكم ستقاتلون بني الأصفر ويقاتلهم الذين من بعدكم حتى تخرج إليهم روقة الإسلام أهل الحجاز الذين لا يخافون في الله لومة لائم فيفتتحون القسطنطينية بالتسبيح والتكبير فيصيبون غنائم لم يصيبوا مثلها حتى يقتسموا بالأترسة ويأتي آت فيقول إن المسيح قد خرج في بلادكم ألا وهي كذبة فالآخذ نادم والتارك نادم

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 974 حدیث مرفوع مکررات 2

علی بن میمون رقی، ابو یعقوب حنینی، کثیر بن عبد اللہ بن حضرت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ مسلمانوں کا نزدیک ترین مورچہ بولاء (نامی مقام) میں ہو اس کے بعد فرمایا اے علی اے علی اے علی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے) عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا عنقریب تم بنو اصغر (رومیوں) سے قتال کرو گے اور تمہارے بعد والے بھی انہیں سے قتال کریں گے۔ یہاں تک کہ اہل حجاز بھی ان سے جنگ کیلئے نکلیں گے جو اسلام کی رونق ہیں اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے یہ سب قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ تسبیح و تکبیر کہتے ہوئے اور انہیں مال غنیمت اتنا ملے گا کہ اس سے قبل کبھی بھی اتنا نہ ملا ہو گا یہاں تک کہ ڈھالیں بھر بھر کر (مال غنیمت) تقسیم کریں گے اتنے میں ایک آنے والا آکر خبر دے گا کہ تمہارے شہروں میں دجال نکل آیا یاد رکھو یہ خبر جھوٹی ہو گی سو مال غنیمت والا بھی شرمندہ ہو گا اور نہ لینے والا بھی نادم ہو گا۔

It was narrated from Kathir bin Abdullahbin'Amrbin'Awf from his father, that his grandfather said: "The Messenger of Allah P.B.U.H said: 'The Hour will not begin until the closest Muslim "outpost will be at Baula'.' Then he said: '0 'Ali, 0 'Ali, 0 'Ali.' He ('Ali) said: 'May my father and mother be ransomed for you.' He said: 'You will fight Banu Asfar (the Romans) and those who come after you will fight them, until the best of the Muslims go out to fight them, the people of Hijaz

who do not fear the blame of anyone for the sake of Allah. **They will conquer Constantinople with Tasbih and Takbir and will acquire such spoils of war as has never been seen before**, which they will distribute by the shieldful. Someone will come and say: "Masih has appeared in your land!" But he will be lying, so the one who takes (some of the spoils) will regret it, and the one who leaves it behind will regret it too.":(Da'if)

سنن ابن ماجہ:جلد سوم:حدیث نمبر 972 حدیث مرفوع مکررات 10

کتاب حدیث سنن ابن ماجہ

کتاب فتنوں کا بیان

باب بڑی بڑی لڑائیاں

حدیث نمبر 4091

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ وَقَالَ الْوَلِيدُ يَزِيدُ بْنُ قُطْبَةَ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ

ہشام بن عمار، ولید بن مسلم، اسماعیل بن عیاش، ابوبکر بن ابی مریم، ولید بن سفیان بن ابی مریم، یزید بن قطیب سکونی، ابی بحریہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت بڑی لڑائی اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ سب سات ماہ میں ہو جائیں گے۔**

It was narrated from Mu'odh bin Jabal that the Prophet P.B.U.H said: "The great fierce battle, the conquest of Constantinople and the emergence of Dajjal, will all happen within seven months "

(Daif)

55 - فتنوں کا بیان: (182)

قسطنطنیہ کی فتح اور خروج دجال اور سیدنا عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے بیان میں

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنْ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتْ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمْ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ

لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2778 حدیث مرفوع مکررات 2 متفق علیہ 1 بدون مکرر

زہیر بن حرب، معلی بن منصور سلیمان بن بلال سہیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا دابق میں اتریں ان کی طرف ان سے لڑنے کے لئے ایک لشکر مدینہ روانہ ہوگا اور وہ ان دنوں زمین والوں میں سے نیک لوگ ہوں گے جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان کے درمیان دخل اندازی نہ کرو جنہوں نے ہم میں سے کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا ہے ہم ان سے لڑیں گے مسلمان کہیں گے نہیں اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تنہانہ چھوڑیں گے کہ تم ان سے لڑتے رہو بالآخر وہ ان سے لڑائی کریں گے بالآخر ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے جن کی اللہ کبھی بھی توبہ قبول نہ کرے گا اور ایک تہائی قتل کئے جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے اور تہائی فتح حاصل کرلیں گے انہیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا پس وہ **قسطنطنیہ کو فتح کریں گے** جس وقت وہ آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں اور ان کی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی تو اچانک شیطان چیخ کر کہے گا تحقیق مسیح دجال تمہارے بال بچوں تک پہنچ چکا ہے وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن یہ خبر باطل ہوگی جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال نکلے گا اسی دوران کہ وہ جہاد کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے اور صفوں کو سیدھا کر رہے ہوں گے کہ **نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اور عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی نماز کی امامت کریں گے۔**

پس جب اللہ کا دشمن انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اگرچہ عیسیٰ اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ پگھل جائے گا یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اسے عیسیٰ کے ہاتھوں سے قتل کرائیں گے پھر وہ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔

Abu Huraira reported Allah's Messenger (may peace be upon him) as saying: The Last Hour would not come until the Romans would land at al-A'maq or in Dabiq. An army consisting of the best (soldiers) of the people of the earth at that time will come from Medina (to counteract them). When they will arrange themselves in ranks, the Romans would say: Do not stand between us and those (Muslims) who took prisoners from amongst us. Let us fight with them; and the Muslims would say: Nay, by Allah, we would never get aside from you and from our brethren that you may fight them. They will then fight and a third (part) of the army would run away, whom Allah will never forgive. A third (part of the army) which would be constituted of excellent martyrs in Allah's eye, would be killed and the third who would never be put to trial would win and they would be conquerors of ***Constantinople***. And as they would be busy in distributing the spoils of war (amongst themselves) after hanging their swords by the olive trees, the Satan would cry: The Dajjal has taken your place among your family. They would then come out, but it would be of no avail. And when they would come to Syria, he would come out while they would be still preparing themselves for battle drawing up the ranks. Certainly, the time of prayer shall come and then ***Jesus (peace be upon him) son of Mary would descend and would lead them in prayer.*** When the enemy of Allah would see him, it would (disappear) just as the salt dissolves itself in water and if he (Jesus) were not to confront them at all, even then it would dissolve completely, but Allah would kill them by his hand and he would show them their blood on his lance (the lance of

Jesus Christ).

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

احادیث میں جن لڑائیوں کی علامات بیان کی گئی ہیں ان کا بیان

حدثنا عباس العنبري حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان عن أبيه عن مكحول عن جبير بن نفير عن مالك بن يخامر عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عمران بيت المقدس خراب يثرب وخراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح قسطنطينية وفتح القسطنطينية خروج الدجال ثم ضرب بيده على فخذ الذي حدثه أو منكبه ثم قال إن هذا الحق كما أنك هاهنا أو كما أنك قاعد يعني معاذ بن جبل

حدثنا عبد الله بن محمد النفيلي حدثنا عيسى بن يونس عن أبي بكر بن أبي مريم عن الوليد بن سفيان الغساني عن يزيد بن قتيب السكوني عن أبي بحرية عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الملحمة الكبرى وفتح القسطنطينية وخروج الدجال في سبعة أشهر

حدثنا عيسى بن محمد الرملي حدثنا ضمرة عن السيباني عن أبي سكينة رجل من المحررين عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال دعوا الحبشة ما ودعوكم واتركوا الترك ما تركوكم

أخبرنا عيسى بن يونس قال حدثنا ضمرة عن أبي زرعة السيباني عن أبي سكينة رجل من المحررين عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال لما أمر النبي صلى الله عليه وسلم بحفر الخندق عرضت لهم صخرة حالت بينهم وبين الحفر فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وأخذ المعول ووضع رداءه ناحية الخندق وقال تمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم فندر ثلث الحجر وسلمان الفارسي قائم ينظر فبرق مع ضربة رسول الله صلى الله عليه وسلم برقة ثم ضرب الثانية وقال تمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم فندر الثلث الآخر فبرقت برقة فرآها سلمان ثم ضرب الثالثة وقال تمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم فندر الثلث الباقي وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ رداءه وجلس قال سلمان يا رسول الله رأيتك حين ضربت ما تضرب ضربة إلا كانت معها برقة قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا سلمان رأيت ذلك فقال إي والذي بعثك بالحق يا رسول الله قال فإني حين ضربت الضربة الأولى رفعت لي مدائن كسرى وما حولها ومدائن كثيرة حتى رأيتها بعيني قال له من حضره من أصحابه يا رسول الله ادع الله أن يفتحها علينا ويغنمنا ديارهم ويخرب بأيدينا بلادهم فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك ثم ضربت الضربة الثانية فرفعت لي مدائن قيصر وما حولها حتى رأيتها بعيني قالوا يا رسول الله ادع الله أن يفتحها علينا ويغنمنا ديارهم ويخرب بأيدينا بلادهم فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك ثم ضربت الثالثة فرفعت لي مدائن الحبشة وما حولها من القرى حتى رأيتها بعيني قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك دعوا الحبشة ما ودعوكم واتركوا الترك ما تركوكم

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن أخبرنا الحكم بن المبارك حدثنا الوليد بن مسلم عن أبي بكر بن أبي مريم عن الوليد بن سفيان عن يزيد بن قطيب السكوني عن أبي بحرية صاحب معاذ عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الملحمة العظمى وفتح القسطنطينية وخروج الدجال في سبعة أشهر قال أبو عيسى وفي الباب عن الصعب بن جثامة وعبد الله بن بسر وعبد الله بن مسعود وأبي سعيد الخدري وهذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا أبو داود عن شعبة عن يحيى بن سعيد عن أنس بن مالك قال فتح القسطنطينية مع قيام الساعة قال محمود هذا حديث غريب والقسطنطينية هي مدينة الروم تفتح عند خروج الدجال والقسطنطينية قد فتحت في زمان بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 901 حدیث مرفوع مکررات 6

عباس عمری، ہاشم ابن قاسم، عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان، ، مکحول، جبیر بن نفیل، مالک یخامر، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی تخریب کا سبب ہے اور جنگ وجدال قسطنطنیہ کی فتح کا سبب ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے نکلنے کا سبب ہے پھر آپ نے اپنی حدیث بیان کرنے والے کی ران یا کندھے پر مارا اور فرمایا کہ کہ بیشک یہ ایسا ہونا اسی طرح سچ اور حق ہے جیسا کہ تمہارا یہاں ہونا یا یہاں بیٹھا ہونا حق ہے۔

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 902

عبداللہ بن محمد نفیلی، عیسیٰ بن یونس، ابوبکر بن ابومریم، ولید بن سفیام غسانی، یزید بن قطیب شکونی، ابوبحریہ، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عظیم فتنہ اور اس کے بعد فتح قسطنطنیہ اور دجال کا نکلنا سات ماہ کے اندر ہوگا۔

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 908

عیسی ابن محمد رملی، ضمرہ، شیبانی، ابوسکینہ نے آزاد کردہ لوگوں میں سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک ترک اور اہل حبشہ تمہیں چھوڑے رہیں (تمہیں تنگ نہ کریں) تم بھی انہیں چھوڑے رہو۔

سنن نسائی: جلد دوم: حدیث نمبر 1089

عیسی بن یونس، ضمرہ، ابوزرعہ، ابوسکینہ، رجل من المحررین، رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کی کھدائی کا حکم فرمایا تو اس وقت (یعنی خندق کھودنے کے وقت) ایک بڑا پتھر نکل آیا تو اس کی وجہ سے خندق کھودنے میں مشکل پیش آگئی اور لوگوں کو اس کا توڑنا مشکل ہو گیا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جس سے پتھر توڑا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک خندق کے کنارہ پر رکھی اور یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھیار اٹھا کر مارا اور پتھر ٹوٹ کر گر پڑا اور مذکورہ بالا آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے تیرے پروردگار کا کلام سچائی اور انصاف میں پورا ہوا اور کوئی اس کی باتوں کو تبدیل کرنے والا نہیں اس وقت حضرت سلمان فارسی وہاں کھڑے تھے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مارنے کے وقت ایک بجلی جیسی چمک ہوئی۔ پھر دوسری مرتبہ وہ ہی آیت کریمہ تلاوت فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہتھیار سے مارا۔ پھر ایسی ہی بجلی جیسی چمک ظاہر ہوئی اور دوسری تہائی پتھر سے الگ ہوئی تیسری مرتبہ آیت کریمہ تلاوت فرما کر جب

مارا تو تیسرا ٹکڑا بھی گر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے ہٹ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے پھر اپنی چادر مبارک لے کر تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھ رہا تھا کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوٹ مار رہے تھے اس کے ساتھ ایک بجلی چمک رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم یہ بات دیکھ رہے تھے سلمان! اس پر حضرت سلمان نے عرض کیا اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا ہے میں نے دیکھا ہے پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت میں نے پہلی چوٹ ماری تو میرے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے شہر فارس کے اور جو اس کے نزدیک کی بستیاں ہیں اور بہت سے شہر دیکھے ہیں جو لوگ اس جگہ موجود تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند قدوس سے دعا فرمائیں کہ وہ ان شہروں کو ہم لوگوں کے ہاتھوں فتح فرمادیں اور ہم لوگوں کو وہاں کا مال و دولت عطا فرمادے اور فرمایا کہ جس وقت میں نے دوسری چوٹ ماری تو قیصر کے شہر روم اور اس کے نزدیک کے علاقے سب کے سب میرے سامنے کر دیئے گئے۔ کہ جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں کہ خداوند قدوس ہم لوگوں کے ہاتھوں سے ان شہروں کو تباہ و برباد کر دے ہم لوگ وہاں کا مال غنیمت لوٹ لیں اور ہم کو ان پر فتح حاصل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا جس وقت میں نے تیسری چوٹ ماری تو میرے سامنے حبشہ کے شہر اور اس کی آس پاس کی بستیاں کر دی گئیں جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ ترک اور حبشہ کے لوگوں کو اس وقت تک نہ چھیڑنا جس وقت تک وہ تم کو نہ چھیڑیں (یعنی جب تک وہ لوگ تم پر حملہ نہ کریں تو تم بھی ان پر حملہ نہ کرنا)۔

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 122

عبداللہ بن عبدالرحمن، حکم بن مبارک، ولید بن مسلم، ابوبکر بن ابی مریم، ولید بن سفیان، یزید بن قطیب سکونی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **زبردست خونریزی قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج سات مہینوں میں ہوگا** اس باب میں صعب بن جثامہ، عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 123

محمود بن غیلان، ابوداؤد، شعبۃ، یحیی بن سعید، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **قسطنطنیہ** قیامت کے قریب فتح ہوگا محمود کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور **قسطنطنیہ روم کا ایک شہر ہے جو خروج دجال کے وقت فتح ہوگا قسطنطنیہ بعض صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی فتح ہوا۔**

Narrated Mu'adh ibn Jabal:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: The flourishing state of Jerusalem will be when Yathrib is in ruins, the ruined state of Yathrib will be when the great war comes, the outbreak of the great war will be at the conquest of Constantinople and the conquest of Constantinople when the Dajjal (Antichrist) comes forth. He (the Prophet) struck his thigh or his shoulder with his hand and said: This is as true as you are here or as you are sitting (meaning Mu'adh ibn

Jabal).

Narrated Mu'adh ibn Jabal:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: ***The greatest war, the conquest of Constantinople and the coming forth of the Dajjal (Antichrist) will take place within a period of seven months.***

Narrated One of the Companions:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: Let the Abyssinians alone as long as they let you alone, and let the Turks alone as long as they leave you alone.

It was narrated from Abu Hurairah that the Messenger of Allah صلى الله عليه وآله وسلم said: "The Hour will not begin until the Muslims fight the Turks, a people with faces like hammered shields who wear clothes made of hair and shoes made of hair." (Sahih)

Sayyidina Mu'adh ibn Jabal reported that the Prophet (SAW) said, '***The mighty bloodshed, the conquest of Constantinople and the emergence of the dajjal will take place within seven years.***"

[Abu Dawud 4295, Ibn Majah 4092]

Sayyidina Anas ibn Malik (RA) reported that ***the conquest of Constantinople will be the forerunner of the last Hour.***

[Ahmed 17646, Muslim 2937, Abu Dawud 4321, Ibn Majah 4075]

وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ)) شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ.

گے تم جیسے آگے تھے۔ پھر ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس حدیث پر گواہی دیتا ہے ابوہریرہؓ کا گوشت اور خون (یعنی اس میں کچھ شک نہیں)۔

بَابُ فِي فَتْحِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

باب: قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کے نکلنے اور عیسیٰ بن مریمؑ کے آنے کا بیان

٧٢٧٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتْ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ

۷۲۷۸- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابق میں اترے گا (یہ دونوں مقام شام میں ہیں حلب کے قریب)۔ پھر مدینہ میں ایک لشکر نکلے گا ان کی طرف جو ان دنوں تمام زمین والوں میں بہتر ہوگا۔ جب صف باندھیں گے دونوں لشکر تو نصاریٰ کہیں گے تم الگ ہو جاؤ ان لوگوں سے (یعنی ان مسلمانوں سے) جنھوں نے ہماری جورو لڑکے پکڑے اور لونڈی غلام بنائے ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے نہیں قسم خدا کی ہم کبھی اپنے بھائیوں سے الگ نہ ہوں گے پھر لڑائی ہوگی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ نکلے گا ان کی توبہ کبھی اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر مارا جاوے گا۔ وہ سب شہیدوں میں افضل ہوں گے خدا کے پاس اور تہائی لشکر کی فتح ہوگی۔ وہ عمر بھر کبھی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے۔ پھر وہ قسطنطنیہ (اسلامبول) کو فتح کریں گے (جو نصاریٰ کے قبضہ میں آگیا ہوگا۔ اب تک یہ شہر

لے تو زکوٰۃ نہ دیں گے اور بعضوں نے کہا وہاں کے کافر جو جزیہ دیتے تھے قوی ہو کر جزیہ نہ دیں گے اور یہ جو کہا تم ویسے ہی ہو جاؤ گے یعنی پھر اسلام غریب ہو جاوے گا اور سمٹ کر مدینہ میں آ جاوے گا۔

(۷۲۷۸ الف) ☆ جب صف باندھیں گے دونوں لشکر تو نصاریٰ کہیں گے تم الگ ہو جاؤ ان لوگوں (مسلمانوں) سے۔ ہمیشہ نصاریٰ کی یہی چال ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر اپنا مطلب نکال لیتے ہیں۔ پھر جس شخص کے پہلے طرف دار بنتے ہیں جب وہ اکیلا رہ جاتا ہے اور اس کی قوت ٹوٹ جاتی ہے تو اس کو بھی دبا کر اپنا مطیع کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود و النصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض و من یتولھم منکم فانه منھم۔ اے ایمان والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست بعضے ان کے دوست ہیں بعضوں کے اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست کرے وہ انہی میں سے ہے۔ پھر جو کوئی مسلمان مسلمان کا ساتھ چھوڑ کر کافر سے دوستی کرے وہ بھی لے

وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ))۔

مسلمانوں کے قبضہ میں ہے) تو وہ لوٹ کے مالوں کو بانٹ رہے ہونگے اور اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں میں ٹانگ دیا ہوگا اتنے میں شیطان آواز کردے گا کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے بال بچوں میں آپڑا تو مسلمان وہاں سے نکلیں گے حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی جب شام کے ملک میں پہنچیں گے تب دجال نکلے گا۔ سو جس وقت مسلمان لڑائی کے لیے مستعد ہو کر صفیں باندھتے ہونگے نماز کی تیاری ہوگی۔ اسی وقت حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ اتریں گے اور امام بن کر نماز پڑھائیں گے پھر جب اللہ کا دشمن دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو اس طرح (ڈرسے) گھل جاوے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور جو عیسیٰؑ اس کو یونہی چھوڑ دیں تب بھی وہ خود بخود گھل کر ہلاک ہو جاوے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے گا حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں پر اور اس کا خون لوگوں کو دکھلاوے گا عیسیٰؑ کی برچھی میں۔

٧٢٧٩- عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ الْقُرَشِيِّ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ)) فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو أَبْصِرْ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ إِنَّ فِيهِمْ

٧٢٧٩- مستورد قرشی نے کہا عمرو بن عاصؓ کے روبرو کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے قیامت اس وقت قائم ہوگی جب نصاریٰ سب لوگوں سے زیادہ ہونگے (یعنی ہندو اور مسلمانوں سے)۔ عمرو نے کہا دیکھ تو کیا کہتا ہے۔ مستورد نے کہا میں تو وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ عمرو نے کہا اگر تو کہتا ہے (تو سچ ہے) کیوں کہ نصاریٰ میں چار خصلتیں ہیں وہ مصیبت

لے قرآنی کافر ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمان نہ عقل پر چلتے ہیں نہ اللہ کی کتاب پر ان کو بارہا اس غلطی کا تجربہ ہو چکا اور کافروں کی دوستی کا نتیجہ معلوم ہو گیا پھر بھی باز نہیں آتے۔

(٧٢٧٨ب) ☆ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب نصاریٰ شہر قسطنطنیہ کو لے لیں گے ابھی تک یہ بات نہیں ہوئی گو اس کے آثار بہت قریب معلوم ہوتے ہیں اور سلطان روم کی سلطنت بہت ضعیف ہو گئی ہے۔

(٧٢٧٩) ☆ اور ان کے بادشاہ رعیت کو تباہ نہیں کرنے پاتے کیونکہ قانون کے تابع ہیں انہی خصلتوں کی وجہ سے نصاریٰ بہت بڑھ گئے اور ان کی تعداد دنیا میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ وہ اب بھی مسلمانوں سے اور مشرکوں سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور قیامت کے قریب اور زیادہ ہو جائیں گے۔ اب دنیا میں تین مذہب والے قابل اعتبار ہیں مسلمان نصاریٰ مشرکین۔ باقی یہود اور مجوس وغیرہ بہت کم ہیں نہ ان کی کوئی حکومت ہے۔

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

پے در پے معرکوں کا بیان

حدثنا حيوة بن شريح الحمصي حدثنا بقية عن بحير عن خالد عن ابن أبي بلال عن عبد الله بن بسر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بين الملحمة وفتح المدينة ست سنين ويخرج المسيح الدجال في السابعة قال أبو داود هذا أصح من حديث عيسى

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 903 حدیث مرفوع مکررات 2

حیوۃ بن شریح، حمصی، بقیہ، بحیر، خالد، ابن ابوبل، حضرت عبداللہ بن بُسر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، **فتنہ، مدینہ کی فتح چھ سال میں ہوگی اور مسیح دجال ساتویں سال نکلے گا۔** امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عیسیٰ بن یونس کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

Abdullah ibn Busr:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: The time between the great war and the conquest of the city (Constantinople) will be six years, and the Dajjal (Antichrist) will come forth in the seventh.

162 - جنگ کرنے کا بیان: (27)

جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال کی پیشگوئی

وعن عبد الله بن بسر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بين الملحمة وفتح المدينة ست سنين ويخرج الدجال في السابعة. رواه أبو داود وقال هذا أصح

مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1365

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جنگ عظیم اور مذکورہ شہر یعنی قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی درمیانی مدت چھ سال ہوگی اور ساتویں سال دجال نکلے گا۔ اس روایت کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔

تشریح:

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جنگ عظیم فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ تینوں واقعات سات سال کے اندر ہوں گے جب کہ پہلی حدیث میں اس مدت کو سات ماہ بیان کیا گیا ہے، اس اعتبار سے دونوں حدیثوں کے درمیان زبردست تضاد اور اختلاف ہے لہٰذا اس بات کو دھیان میں رکھنا چاہئے کہ تعارض بالکل ثابت ہے کہ ایک حدیث میں وضاحت کے ساتھ سات ماہ کی مدت بیان کی گئی ہے اور ایک حدیث میں سال کی مدت اور دونوں حدیثوں کے مفہوم میں مطابقت پیدا کرنا ممکن نہیں ہے، اس صورت میں اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں کہ ان دونوں حدیثوں کی حیثیت کو سامنے رکھ کر اس حدیث کو راجح قرار دیا جائے جو زیادہ صحیح ہو، چنانچہ علماء اور محدثین نے لکھا ہے کہ پہلی حدیث میں کلام کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بعض راوی فن حدیث کی اصطلاح میں مجروح اور مطعون ہیں

اور یہ دوسری حدیث بالکل صحیح ہے جیسا کہ خود امام ابو داؤد نے وضاحت کی ہے پس حاصل یہ نکلا کہ مذکورہ بالا تینوں واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی درمیانی مدت سات ماہ کے بجائے سات سال زیادہ صحیح ہے۔

162 - جنگ کرنے کا بیان: (27)

رومیوں سے جنگ اور دجال کے قتل کی پیشگوئی

وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى ينزل الروم بالأعماق أو بدابق فيخرج إليهم جيش من المدينة من خيار أهل الأرض يومئذ فإذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لا والله لا نخلي بينكم وبين إخواننا فيقاتلونهم فينهزم ثلث لا يتوب الله عليهم أبدا ويقتل ثلثهم أفضل الشهداء عند الله ويفتتح الثلث لا يفتنون أبدا فيفتتحون قسطنطينية فبينا هم يقتسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون إذ صاح فيهم الشيطان إن المسيح قد خلفكم في أهليكم فيخرجون وذلك باطل فإذا جاؤوا الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف إذ أقيمت الصلاة فينزل عيسى بن مريم فأمهم فإذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح في الماء فلو ترکه لانذاب حتى يهلك ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه في حربته

مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1360

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ رومی اعماق یا دابق میں آنہ دھمکیں گے اور پھر مدینہ والوں کا ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے نکلے گا جس میں اس دن یعنی اس وقت کے روئے زمین کے سب سے بہتر لوگ شامل ہوں گے جب لڑائی کے لئے صف بندی ہوگی تو رومی یہ کہیں گے کہ ہمارے ان لوگوں کے درمیان کہ جو ہمارے لوگوں کو قید کرکے لائے ہیں، جگہ خالی کردو تاکہ ہم ان سے لڑیں (یعنی جن مسلمانوں نے اس سے پہلے ہمارے خلاف جہاد کیا اور ہمارے کچھ لوگوں کو قیدی بنا کر لے آئے ان مسلمانوں کو ہمارے مقابلہ پر لاؤ کیونکہ ہم تم سب مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ بدلہ اتارنے کے لئے صرف ان ہی مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ گویا رومی یہ بات اس لئے کہیں تاکہ مسلمان ان کی باتوں میں آکر اپنی اجتماعیت کھودیں اور باہمی تفریق کا شکار ہوجائیں) لیکن مسلمان ان کو جواب دیں گے کہ بخدا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہم تمہارے اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کے درمیان جگہ خالی نہیں کرسکتے یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم ان مسلمان بھائیوں کو تو تمہارے مقابلہ پر لڑنے کے لئے آگے کردیں اور خود ایک طرف ہوجائیں، اگر لڑیں تو ہم سب لڑیں گے اور ایک ساتھ لڑیں گے چنانچہ سارے مسلمان رومیوں سے لڑنا شروع کردیں گے اور جب گھمسان کا رن پڑے گا تو ان مسلمانوں میں سے ایک تہائی مسلمان پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوں گے، جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور ایک تہائی مسلمان جام شہادت نوش کریں گے، جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید قرار پائیں گے۔ اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مدد ونصرت کے ذریعے رومیوں کے مقابلے پر کامیابی عطا فرمائے گا اور ان کے ہاتھوں رومیوں کے شہروں کو فتح کرائے گا ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی فتنہ میں نہیں ڈالے گا۔

پھر مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کرلیں گے (یعنی اس شہر کو کافروں کے قبضہ سے لے لیں گے) اور اس کے بعد اس وقت جب کہ وہ مسلمان مال غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے اور اپنی تلوار کو زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے اچانک شیطان ان کے درمیان یہ بات پھونک دے گا کہ مسلمانو! تم یہاں مصروف ہو جب کہ تمہاری عدم موجودگی میں مسیح دجال تمہارے گھروں میں پہنچ گیا ہے۔ اسلامی لشکر کے لوگ یہ سنتے ہی قسطنطنیہ سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن شیطان کی یہ خبر سراسر جھوٹی ثابت ہوگی، البتہ جب مسلمان شام پہنچیں گے تو پھر دجال ظاہر ہوگا مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کریں گے اور صف

بندی میں مشغول ہوں گے کہ **نماز کا وقت آجائے گا اور مؤذن تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہو چکا ہوگا۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے منارے پر اتریں گے پھر قدس آئیں گے اور مسلمانوں کی امامت کریں گے۔** پھر خدا کا وہ دشمن یعنی دجال جو اس وقت مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنا شروع ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس حالت میں چھوڑ دیں اور قتل نہ کریں تو وہ سارا گھل جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کئے بغیر خود مر جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی چونکہ یہ ہوگی کہ اس کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں واقع ہو اس لئے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کروائے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو یا کافروں کو اور یا سب کو دجال کا خون اپنے نیزے کے ذریعے دکھائے گا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس نیزے سے دجال کو قتل کریں گے اور جو اس کے خون سے آلودہ ہوگا اس کو لوگوں کو دکھائیں گے کہ دیکھو میں نے اس دشمن خدا کا کام تمام کر دیا ہے۔ (مسلم)

تشریح:

" اعماق " اطراف مدینہ میں ایک جگہ کا نام تھا اسی طرح " وابق " مدینہ کے ایک بازار کا نام تھا۔ لیکن ایک قول جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں مدینہ سے مراد شہر حلب ہے جو ملک شام میں واقع ہے اور اعماق و وابق حلب و انطاکیہ کے درمیان دو مقامات کے نام ہیں، چنانچہ کتاب ازہار میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مدینہ سے مراد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں جس زمانہ کے واقعہ کے بارے میں پیش گوئی فرمائی گئی ہے اس وقت مدینہ منورہ کسی طرح بھی تخریب کاری یا کسی اسلام دشمن حملہ سے بالکل محفوظ و مامن ہوگا بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ مدینہ سے مراد شہر دمشق ہے۔

" جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا " سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ان لوگوں کی موت کفر کی حالت میں ہوگی اور وہ کبھی بھی عذاب سے نجات نہیں پائیں گے۔

" ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی فتنہ میں نہیں ڈالے گا " کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان اپنے جس ایمانی استقلال و عزیمت اور اسلامی شجاعت و بہادری کا ثبوت دیں گے اس کا انعام ان کو یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی کسی آفت و بلا میں نہیں ڈالے گا اور نہ جان و خون کی کسی آزمائش سے دوچار کرے گا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو کبھی بھی عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا پس یہ اس بات کی بشارت ہے کہ ان لوگوں کا خاتمہ بخیر ہوگا۔

" قسطنطنیہ " کے بارے میں زیادہ مشہور اور صحیح قول یہ ہے کہ اصل میں یہ لفظ " قسطنطینہ " ہے لیکن بعض حضرات نے قسطنطینیہ کو زیادہ صحیح کہا ہے چنانچہ مشکوۃ کے اکثر نسخوں میں یہ لفظ اسی طرح ہے اور بعض نسخوں میں یہ لفظ اس طرح منقول ہے کہ آخری حرف ی پر تشدید نہیں ہے، بہر حال اردو میں یہ لفظ " قسطنطنیہ " لکھا پڑھا جاتا ہے۔

قسطنطنیہ تاریخ کا ایک مشہور شہر ہے جو اپنے زمانہ میں رومیوں کا دارالسلطنت تھا اور ان کے سب سے بڑے شہروں میں ایک بڑا شہر مانا جاتا تھا، یہ شہر قسطنطین بادشاہ کی طرف منسوب ہے جس نے اس کو ۳۳۰ء میں بسایا اور رومی سلطنت کا پایہ تخت قرار پایا۔ اب اس شہر کو جو آبنائے فاسفورس کے کنارے واقع ہے استنبول کہا جاتا ہے اور ترکی کی مملکت میں شامل ہے۔

ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ یہ شہر صحابہ کے زمانہ میں فتح ہو گیا تھا اور تاریخی روایات کے مطابق دوسری مرتبہ یہ شہر ۱۴۵۳ء میں عثمانی ترکوں کے ذریعے فتح ہوا اور اب تک اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہے لیکن اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا

اور پھر آخری زمانہ میں جب کہ قیامت قریب ہوگی، مسلمان اس کو فتح کرلیں گے اور اسی زمانہ میں کانے دجال کا ظہور ہوگا۔

فاذاجاءالشام (جب مسلمان شام پہنچیں گے) میں " شام " سے مراد " قدس " ہے جس کو " بیت المقدس " کہا جاتا ہے چنانچہ بعض روایتوں میں اس کی تصریح بھی ہے اور اس وقت بیت المقدس ملک شام ہی کی حدود میں تھا اب یہ فلسطین میں ہے جو ایک مستقل ملک ہے۔

" اور مسلمانوں کی امامت کریں گے " کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت نماز تیار ہوگی اس لئے حضرت عیسی علیہ السلام تمام مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے اور ان مسلمانوں میں حضرت امام مہدی بھی ہوں گے۔

لیکن ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام امامت کرنے کے لئے حضرت امام مہدی کو آگے بڑھائیں گے اور ان سے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت چونکہ تمہاری امامت کے لئے کہی گئی ہے اس لئے تم ہی نماز پڑھاؤ۔

اس بات سے حضرت عیسی علیہ السلام کا مقصود اس طرف اشارہ کرنا بھی ہوگا کہ اب مسلمانوں کے امیر وامام چونکہ تم ہو اس لئے مجھے بھی تمہاری اتباع کرنا چاہئے، نہ کہ تم میری اتباع کروگے، میں مستقل طور پر امام وامیر بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میرا آنا صرف تمہاری مدد ومعاونت اور تمہاری تائید وتوثیق کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس نماز کی امامت فرمائیں گے۔ لیکن اس کے بعد نماز کی امامت برابر حضرت عیسی علیہ السلام فرمائیں گے۔ اس صورت میں کہا جائے گا کہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ فامھم (اور مسلمانوں کی امامت کریں گے) تو یہ تغلیبا ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی بعد میں چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام ہی مسلمانوں کو نماز پڑھایا کریں گے، پس اس اعتبار سے اس وقت کی نماز کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ یا یہ کہ امامت کریں گے " کے مجازی معنی مراد ہیں۔ یعنی حضرت عیسی علیہ السلام اس وقت مسلمانوں کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہیں گے۔

امام آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھنا چاہے گا اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صبح کے وقت اتریں گے پھر اس سے کہیں گے تو ہی آگے بڑھ اور نماز پڑھا۔

پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع کر دیں۔

37 - فتنوں کا بیان: (173)

فتنہ دجال حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول اور خروج یاجوج ماجوج۔

حدثنا علي بن محمد حدثنا عبد الرحمن المحاربي عن إسمعيل بن رافع أبي رافع عن أبي زرعة السيباني يحيى بن أبي عمرو عن عمرو بن عبد الله عن أبي أمامة الباهلي قال خطبنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فكان أكثر خطبته حديثا حدثناه عن الدجال وحذرناه فكان من قوله أن قال إنه لم تكن فتنة في الأرض منذ ذرأ الله ذرية آدم أعظم من فتنة الدجال وإن الله لم يبعث نبيا إلا حذر أمته الدجال وأنا آخر الأنبياء وأنتم آخر الأمم وهو خارج فيكم لا محالة وإن يخرج وأنا بين ظهرانيكم فأنا حجيج لكل مسلم وإن يخرج من بعدي فكل امرئ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم وإنه يخرج من خلة بين الشام والعراق فيعيث يمينا ويعيث شمالا يا عباد الله فاثبتوا فإني سأصفه لكم صفة لم يصفها إياه نبي قبلي إنه يبدأ فيقول أنا نبي ولا نبي بعدي ثم يثني فيقول أنا ربكم ولا ترون ربكم حتى تموتوا وإنه أعور وإن ربكم ليس بأعور وإنه مكتوب بين عينيه كافر يقرؤه كل مؤمن كاتب أو غير كاتب وإن من فتنته أن معه جنة ونارا فناره جنة وجنته نار فمن ابتلي بناره فليستغث بالله وليقرأ فواتح الكهف فتكون عليه بردا وسلاما كما كانت النار على إبراهيم وإن من فتنته أن يقول لأعرابي أرأيت إن بعثت لك أباك وأمك أتشهد أني ربك فيقول نعم فيتمثل له شيطانان في صورة أبيه وأمه فيقولان يا بني اتبعه فإنه ربك وإن من فتنته أن يسلط على نفس واحدة فيقتلها وينشرها بالمنشار حتى يلقى شقتين ثم يقول انظروا إلى عبدي هذا فإني أبعثه الآن ثم يزعم أن له ربا غيري فيبعثه الله ويقول له الخبيث من ربك فيقول ربي الله وأنت عدو الله أنت الدجال والله ما كنت بعد أشد بصيرة بك مني اليوم قال أبو الحسن الطنافسي فحدثنا المحاربي حدثنا عبيد الله بن الوليد الوصافي عن عطية عن أبي سعيد قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذلك الرجل أرفع أمتي درجة في الجنة قال قال أبو سعيد والله ما كنا نرى ذلك الرجل إلا عمر بن الخطاب حتى مضى لسبيله قال المحاربي ثم رجعنا إلى حديث أبي رافع قال وإن من فتنته أن يأمر السما أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت وإن من فتنته أن يمر بالحي فيكذبونه فلا تبقى لهم سائمة إلا هلكت وإن من فتنته أن يمر بالحي فيصدقونه فيأمر السما أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت حتى تروح مواشيهم من يومهم ذلك أسمن ما كانت وأعظمه وأمده خواصر وأدره ضروعا وإنه لا يبقى شي من الأرض إلا وطئه وظهر عليه إلا مكة والمدينة لا يأتيهما من نقب من نقابهما إلا لقيته الملائكة بالسيوف صلتة حتى ينزل عند الظريب الأحمر عند منقطع السبخة فترجف المدينة بأهلها ثلاث رجفات فلا يبقى منافق ولا منافقة إلا خرج إليه فتنفي الخبث منها كما ينفي الكير خبث الحديد ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص فقالت أم شريك بنت أبي العكر يا رسول الله فأين العرب يومئذ قال هم يومئذ قليل وجلهم ببيت المقدس وإمامهم رجل صالح فبينما إمامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح إذ نزل عليهم عيسى ابن مريم الصبح فرجع ذلك الإمام ينكص يمشي القهقرى ليتقدم عيسى يصلي بالناس فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول له تقدم فصل فإنها لك أقيمت فيصلي بهم إمامهم فإذا انصرف قال عيسى علیہ السلام افتحوا الباب فيفتح ووراءه الدجال معه سبعون ألف يهودي كلهم ذو سيف محلى وساج فإذا نظر إليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء وينطلق هاربا ويقول عيسى علیہ السلام إن لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله فيهزم الله اليهود فلا يبقى شي مما خلق الله يتوارى به يهودي إلا أنطق الله ذلك الشي لا حجر ولا شجر ولا حائط ولا دابة إلا الغرقدة فإنها من شجرهم لا تنطق إلا قال يا عبد الله المسلم هذا يهودي فتعال اقتله قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وإن أيامه أربعون سنة السنة كنصف السنة والسنة كالشهر والشهر كالجمعة وآخر أيامه كالشررة يصبح أحدكم على باب المدينة فلا يبلغ بابها الآخر حتى يمسي فقيل له يا رسول الله كيف نصلي في تلك الأيام القصار قال تقدرون فيها الصلاة كما تقدرونها في هذه الأيام الطوال ثم صلوا قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فيكون عيسى ابن مريم عليه

السلام في أمتي حكما عدلا وإماما مقسطا يدق الصليب ويذبح الخنزير ويضع الجزية ويترك الصدقة فلا يسعى على شاة ولا بعير وترفع الشحناء والتباغض وتنزع حمة كل ذات حمة
حتى يدخل الوليد يده في الحية فلا تضره وتفر الوليدة الأسد فلا يضرها ويكون الذئب في الغنم كأنه كلبها وتملأ الأرض من السلم كما يملأ الإناء من الماء وتكون الكلمة واحدة
فلا يعبد إلا الله وتضع الحرب أوزارها وتسلب قريش ملكها وتكون الأرض كفاثور الفضة تنبت نباتها بعهد آدم حتى يجتمع النفر على القطف من العنب فيشبعهم ويجتمع
النفر على الرمانة فتشبعهم ويكون الثور بكذا وكذا من المال وتكون الفرس بالدريهمات قالوا يا رسول الله وما يرخص الفرس قال لا تركب لحرب أبدا قيل له فما يغلي
الثور قال تحرث الأرض كلها وإن قبل خروج الدجال ثلاث سنوات شداد يصيب الناس فيها جوع شديد يأمر الله السماء في السنة الأولى أن تحبس ثلث مطرها ويأمر
الأرض فتحبس ثلث نباتها ثم يأمر السماء في الثانية فتحبس ثلثي مطرها ويأمر الأرض فتحبس ثلثي نباتها ثم يأمر الله السماء في السنة الثالثة فتحبس مطرها كله فلا تقطر قطرة
ويأمر الأرض فتحبس نباتها كله فلا تنبت خضراء فلا تبقى ذات ظلف إلا هلكت إلا ما شاء الله قيل فما يعيش الناس في ذلك الزمان قال التهليل والتكبير والتسبيح والتحميد
ويجري ذلك عليهم مجرى الطعام قال أبو عبد الله سمعت أبا الحسن الطنافسي يقول سمعت عبد الرحمن المحاربي يقول ينبغي أن يدفع هذا الحديث إلى المؤدب حتى يعلمه
الصبيان في الكتاب

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِنْ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنْ الْحَرِيرِ فَلَا تَدَعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ

حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ
جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى
بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ
وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ
غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ
بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا
لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ
عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ
أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ
وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ
رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ
مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمْ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ
فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً
مَاءٌ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ
فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ

إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنْ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنْ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنْ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنْ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنْ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنْ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنْ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الْآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ مَا ذَكَرْنَا وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوبَةً دَمًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَيْ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ

حدثنا صفوان بن صالح الدمشقي المؤذن حدثنا الوليد حدثنا ابن جابر حدثني يحيى بن جابر الطائي عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه عن النواس بن سمعان الكلابي قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال فقال إن يخرج وأنا فيكم فأنا حجيجه دونكم وإن يخرج ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم فمن أدركه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف فإنها جواركم من فتنته قلنا وما لبثه في الأرض قال أربعون يوما يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائر أيامه كأيامكم فقلنا يا رسول الله هذا اليوم الذي كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم وليلة قال لا اقدروا له قدره ثم ينزل عيسى ابن مريم عند المنارة البيضاء شرقي دمشق فيدركه عند باب لد فيقتله

حدثنا عيسى بن محمد حدثنا ضمرة عن السيباني عن عمرو بن عبد الله عن أبي أمامة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه وذكر الصلوات مثل معناه

حدثنا علي بن حجر أخبرنا الوليد بن مسلم وعبد الله بن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر دخل حديث أحدهما في حديث الآخر عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن يحيى بن جابر الطائي عن عبد الرحمن بن جبير عن أبيه جبير بن نفير عن النواس بن سمعان الكلابي قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال ذات غداة فخفض فيه ورفع حتى ظنناه في طائفة النخل قال فانصرفنا من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم رجعنا إليه فعرف ذلك فينا فقال ما شأنكم قال قلنا يا رسول الله ذكرت الدجال الغداة فخفضت فيه ورفعت حتى ظنناه في طائفة النخل قال غير الدجال أخوف لي عليكم إن يخرج وأنا فيكم فأنا حجيجه دونكم وإن يخرج ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم إنه شاب قطط عينه طافئة شبيه بعبد العزى بن قطن فمن رآه منكم فليقرأ فواتح سورة أصحاب الكهف قال يخرج ما بين الشام والعراق فعاث يمينا وشمالا يا عباد الله اثبتوا قال قلنا يا رسول الله وما لبثه في الأرض قال أربعين يوما يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائر أيامه كأيامكم قال قلنا يا رسول الله أرأيت اليوم الذي كالسنة أتكفينا فيه صلاة يوم قال لا ولكن اقدروا له قال قلنا يا رسول الله فما سرعته في الأرض قال كالغيث استدبرته الريح فيأتي القوم فيدعوهم فيكذبونه ويردون عليه قوله فينصرف عنهم فتتبعه أموالهم ويصبحون ليس بأيديهم شيء ثم يأتي القوم فيدعوهم فيستجيبون له ويصدقونه فيأمر السماء أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت فتروح عليهم سارحتهم كأطول ما كانت ذرا وأمده خواصر وأدره ضروعا قال ثم يأتي الخربة فيقول لها أخرجي كنوزك فينصرف منها فيتبعه كيعاسيب النحل ثم يدعو رجلا شابا ممتلئا شبابا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين ثم يدعوه فيقبل يتهلل وجهه يضحك فبينما هو كذلك إذ هبط عيسى ابن مريم عليه السلام بشرقي دمشق عند المنارة البيضاء بين مهرودتين واضعا يديه على أجنحة ملكين إذا طأطأ رأسه قطر وإذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ قال ولا يجد ريح نفسه يعني أحد إلا مات وريح نفسه منتهى بصره قال فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله قال فيلبث كذلك ما شاء الله قال ثم يوحي الله إليه أن حرز عبادي إلى الطور فإني قد أنزلت عبادا لي لا يدان لأحد بقتالهم قال

ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم كما قال الله من كل حدب ينسلون قال فيمر أولهم ببحيرة الطبرية فيشرب مافيها ثم يمر بها آخرهم فيقول لقد كان بهذه مرة ماءثم يسيرون حتى ينتهوا إلى جبل بيت مقدس فيقولون لقد قتلنا من في الأرض فهلم فلنقتل من في السمافيرمون بنشابهم إلى السمافيرد الله عليهم نشابهم محمرادماويحاصر عيسى ابن مريم وأصحابه حتى يكون رأس الثوريومئذ خيرالأحدهم من ماة دينار لأحدكم اليوم قال فيرغب عيسى ابن مريم إلى الله وأصحابه قال فيرسل الله إليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى موتى كموت نفس واحدة قال ويهبط عيسى وأصحابه فلايجد موضع شبر إلا وقد ملأته زهمتهم ونتنهم ودماؤهم قال فيرغب عيسى إلى الله وأصحابه قال فيرسل الله عليهم طيرا كأعناق البخت قال فتحملهم فتطرحهم بالمهبل ويستوقد المسلمون من قسيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين قال ويرسل الله عليهم مطرالايكن منه بيت وبرولامدر قال فيغسل الأرض فيتركها كالزلفة قال ثم يقال للأرض أخرجي ثمرتك وردي بركتك فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى إن الفام من الناس ليكتفون باللقحة من الإبل وإن القبيلة ليكتفون باللقحة من البقروإن الفخذ ليكتفون باللقحة من الغنم فبينماهم كذلك إذ بعث الله ريحافقبضت روح كل مؤمن ويبقى سار الناس يتهارجون كماتتهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة قال أبو عيسى هذاحديث حسن صحيح غريب لانعرفه إلا من حديث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر

حدثناهشام بن عمار حدثنايحيى بن حمزة حدثناعبدالرحمن بن يزيد بن جابر حدثني عبدالرحمن بن جبير بن نفير حدثني أبي أنه سمع النواس بن سمعان الكلابي يقول ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال الغداة فخفض فيه ورفع حتى ظننا أنه في طائفة النخل فلمارحنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم عرف ذلك فينافقال ماشأنكم فقلنا يارسول الله ذكرت الدجال الغداة فخفضت فيه ثم رفعت حتى ظننا أنه في طائفة النخل قال غيرالدجال أخوفني عليكم إن يخرج وأنافيكم فأناحجيجه دونكم وإن يخرج ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم إنه شاب قطط عينه قائمة كأني أشبهه بعبدالعزى بن قطن فمن رآه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف إنه يخرج من خلة بين الشام والعراق فعاث يميناوعاث شمالا ياعبادالله اثبتوا قلنايارسول الله ومالبثه في الأرض قال أربعون يومايوم كسنة ويوم كشهرويوم كجمعة وسار أيامه كأيامكم قلنايارسول الله فذلك اليوم الذي كسنة تكفينافيه صلاة يوم قال فاقدرواله قدره قال قلنافماإسراعه في الأرض قال كالغيث استدبرته الريح قال فيأتي القوم فيدعوهم فيستجيبون له ويؤمنون به فيأمر السما أن تمطر فتمطرويأمر الأرض أن تنبت فتنبت وتروح عليهم سارحتهم أطول ماكانت ذرى وأسبغه ضروعا وأمده خواصر ثم يأتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون ممحلين مابأيديهم شيء ثم يمر بالخربة فيقول لها أخرجي كنوزك فينطلق فتتبعه كنوزها كيعاسيب النحل ثم يدعور جلاممتلا شبابا فيضربه بالسيف ضربة فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل يتهلل وجهه يضحك فبينماهم كذلك إذ بعث الله عيسى ابن مريم فينزل عند المنارة البيضا شرقي دمشق بين مهرودتين واضعاكفيه على أجنحة ملكين إذاطأطأرأسه قطروإذارفعه ينحدرمنه جمان كاللؤلؤ ولايحل لكافريجد ريح نفسه إلامات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فينطلق حتى يدركه عندباب لدفيقتله ثم يأتي نبي الله عيسى قوماقد عصمهم الله فيمسح وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة فبينماهم كذلك إذ أوحى الله إليه ياعيسى إني قد أخرجت عبادالي لايدان لأحدبقتالهم وأحرز عبادي إلى الطورويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم كماقال الله من كل حدب ينسلون فيمر أوالهم على بحيرة الطبرية فيشربون مافيهاثم يمر آخرهم فيقولون لقد كان في هذا مامرة ويحضر نبي الله وأصحابه حتى يكون رأس الثورلأحدهم خيرامن ماة دينار لأحدكم اليوم فيرغب نبي الله عيسى وأصحابه إلى الله فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة ويهبط نبي الله عيسى وأصحابه فلايجدون موضع شبر إلاقد ملأه زهمهم ونتنهم ودماؤهم فيرغبون إلى الله فيرسل عليهم طيراكأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاالله ثم يرسل الله عليهم مطرالايكن منه بيت مدر ولاوبرفيغسله حتى يتركه كالزلقة ثم يقال للأرض أنبتي ثمرتك وردي بركتك فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة فتشبعهم ويستظلون بقحفها ويبارك الله في الرسل حتى إن اللقحة من الإبل تكفي الفام من الناس واللقحة من البقرتكفي القبيلة واللقحة من الغنم تكفي الفخذ فبينماهم كذلك إذ بعث الله عليهم ريحاطيبة فتأخذ تحت آباطهم فتقبض روح كل مسلم ويبقى سار الناس يتهارجون كماتتهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة

حدثنا هشام بن عمار حدثنا يحيى بن حمزة حدثنا ابن جابر عن يحيى بن جابر الطائي حدثني عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه أنه سمع النواس بن سمعان يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيوقد المسلمون من قسي يأجوج ومأجوج ونشابهم وأترستهم سبع سنين

حدثنا هشام بن عمار حدثنا الوليد بن مسلم وإسمعيل بن عياش قالا حدثنا أبو بكر بن أبي مريم عن الوليد بن سفيان بن أبي مريم عن يزيد بن قطيب السكوني وقال الوليد يزيد بن قطبة عن أبي بحرية عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الملحمة الكبرى وفتح القسطنطينية وخروج الدجال في سبعة أشهر

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 957 حدیث مرفوع مکررات 10

علی بن محمد، عبد الرحمن محاربی، اسماعیل بن رافع ابی رافع، ابی زرعہ شیبانی، یحییٰ بن ابی عمرو حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا دجال سے متعلق تھا آپ نے دجال کا حال ہم سے بیان کیا اور ہم کو اس سے ڈرایا تو فرمایا کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا زمین دجال کے فتنے سے بڑھ کر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ اور میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم آخر میں ہو سب امتوں سے اور دجال تمہی لوگوں میں ضرور پیدا ہو گا پھر اگر وہ نکلے اور میں تم میں موجود ہوں تو میں ہر مسلمان کی طرف سے حجت کروں گا۔ دجال کا فتنہ ایسا بڑا ہو کہ اگر میرے سامنے نکلے تو مجھ کو اس سے بحث کرنا پڑے گی اور کوئی شخص اس کام کے لئے کافی نہ ہو گا اور اگر میرے بعد نکلے تو ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے حجت کرلے اور اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر دیکھو دجال نکلے گا خلہ سے جو شام اور عراق کے درمیان ہے (خلہ کہتے ہیں راہ کو) پھر فساد پھیلا دے گا بائیں طرف (ملکوں میں) اے اللہ کے بندو جے رہنا ایمان پر کیونکہ میں تم سے اسکی ایسی صفت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کی (پس اس صفت سے تم خوب اس کو پہچان لوگے) پہلے تو وہ کہے گا میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے پھر دوبارہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں اور دیکھو تم اپنے رب کو مرنے تک نہیں دیکھ سکتے اور ایک بات اور ہے وہ کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہو گا کافر۔ اس کو ہر ایک مومن (بقدر الہی) پڑھ لے گا خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اس کا فتنہ سخت ہو گا کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہو گی لیکن اسکی جنت دوزخ ہے اور اسکی دوزخ جنت ہے پس جو کوئی اس کی دوزخ میں ڈالا جائیگا (اور وہ سچے مومنوں کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دے گا) وہ اللہ سے فریاد کرے اور سورت کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے اور وہ دوزخ اللہ کے حکم سے اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی اور سلامتی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہو گئی اور اسکا فتنہ یہ ہو گا کہ ایک گنوار دیہاتی سے کہے گا دیکھ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کروں جب تو مجھ کو اپنا رب کہے گا؟ وہ کہے گا بے شک پھر وہ شیطان دجال کے حکم سے اس کے ماں باپ کی صورت بن کر آئیں گے اور کہیں گے بیٹا اسکی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے (معاذ اللہ یہ فتنہ اس کا یہ ہو گا کہ آدمی پر غالب ہو کر اس کو مار ڈالے گا بلکہ آری سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا پھر (اپنے معتقدوں سے) کہے گا دیکھو میں اپنے اس بندے کو اب جلاتا ہوں اب بھی وہ یہ کہے گا کہ میرا رب اور کوئی ہے سو میرے پھر اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دے گا۔ اس سے دجال خبیث کہے گا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے تو دجال ہے قسم خدا کی آج تو مجھے خوب معلوم ہوا کہ تو دجال ہی ہے۔ ابو الحسن علی بن محمد طنافسی نے کہا (جو شیخ ہیں ابن ماجہ کے اس حدیث میں) ہم سے عبید اللہ بن ولید وصافی نے بیان کیا انہوں نے عطیہ سے روایت کی۔ انہوں نے ابو سعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مرد کا درجہ میری امت میں سب سے بلند ہو گا جنت میں اور ابو سعید نے کہا قسم خدا کی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ مرد جو دجال سے ایسا مقابلہ کریں گے کوئی نہیں ہے سوائے حضرت عمر کے۔ یہاں تک کہ حضرت گزر گئے۔ محاربی نے کہا اب پھر ہم ابو امامہ کی حدیث کو جس کو ابو رافع نے روایت کیا بیان کرتے ہیں (کیونکہ ابو سعید کی حدیث درمیان میں اس مرد کے ذکر پر آ گئی تھی اخیر دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا) کہ وہ آسمان کو حکم کرے گا پانی برسانے کے لئے تو پانی برسے گا اور زمین کو حکم کرے غلہ اگانے کا وہ غلہ اگائے گی اور اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ وہ ایک قبیلے پر سے گزرے گا۔ وہ لوگ اسکو سچا کہیں گے تو وہ آسمان کو حکم کرے گا غلہ اور گھاس اگانے کا تو وہ اگ آئے گی یہاں تک ان کے جانور اسی دن شام کو نہایت موٹے اور

بڑے اور کھوکھیں بھری ہوئی اور تھن دودھ سے پھولے ہوئے آئیں گے (ایک دن میں یہ سب باتیں ہو جائیں گی پانی بہت برسنا چارہ بہت پیدا ہونا جانوروں کا اس کو کھا کر تیار ہو جانا انکے تھن دودھ سے بھر جانا معاذ اللہ کیا بڑا فتنہ ہو گا)۔ غرض دنیا میں کوئی ٹکڑا زمین کا باقی نہ رہے گا جہاں دجال نہ جائے گا اور اس پر غالب نہ ہو گا سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ان دونوں شہر میں جس راہ میں آئے گا اس کو فرشتے ملیں گے ننگی تلواریں لئے ہوئے یہاں تک کہ دجال اتر پڑے گا چھوٹی لال پہاڑی کے پاس جہاں کھاری تر زمین ختم ہوئی ہے اور مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا (یعنی مدینہ اپنے لوگوں کو لے کر تین بار حرکت کرے گا) تو جو منافق مرد یا منافق عورت مدینہ میں ہوں گے وہ دجال کے پاس چلے جائیں گے اور مدینہ پلیدی کو اپنے میں سے دور کر دے گا جیسے بھٹی لوہے کا میل دور کر دیتی ہے اس دن کا نام یوم الخلاص ہو گا (یعنی چھٹکارے کا دن) ام شریک بنت ابو عکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! عرب کے لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب کے لوگ (مومن مخلصین) اس دن کم ہوں گے اور دجال کے ساتھ بے شمار لوگ ہوں گے ان کو لڑنے کی طاقت نہ ہو گی) اور ان عرب (مومنین میں سے اکثر لوگ (اس وقت) بیت المقدس میں ہوں گے انکا امام ایک نیک شخص ہو گا یا آپ کے نائب ایک روز انکا امام آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھنا چاہے گا اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صبح کے وقت اتریں گے تو یہ امام انکو دیکھ کر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تا کہ حضرت عیسیٰ اپنا ہاتھ اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ دیں گے پھر اس سے کہیں گے تو ہی آگے بڑھ اور نماز پڑھا اس لئے کہ یہ نماز تیرے ہی لئے قائم ہوئی تھی (یعنی تکبیر تیری ہی امانت کی نیت سے ہوئی تھی) خیر وہ امام لوگوں کو نماز پڑھائے گا جب نماز سے فارغ ہو گا حضرت عیسیٰ (مسلمانوں سے) فرمائیں گے (جو قلعہ یا شہر میں محصور ہوں گے اور دجال ان کو گھیرے ہو گا) دروازہ قلعہ کا یا شہر کا کھول دو۔ دروازہ کھول دیا جائے گا وہاں پر دجال ہو گا ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ جن میں سے ہر ایک کے پاس تلوار ہو گی اسکے زیور کے ساتھ اور چادر ہو گی جب دجال حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا اور بھاگے گا اور حضرت عیسیٰ فرمائیں گے میری ایک مار تجھ کو کھانا ہے تو اس سے بچ نہ سکے آخر باب لد کے پاس جو مشرق کی طرف ہے اسکو پائیں گے اور اسکو قتل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے گا (یہود مردود دجال کے پیدا ہوتے ہی اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور کہیں گے یہی سچا مسیح ہے جس کے آنے کا وعدہ اگلے نبیوں نے کیا تھا اور چونکہ یہود مردود حضرت عیسیٰ کے دشمن تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس لئے مسلمانوں کی ضد اور عداوت سے بھی اور دجال کے ساتھ ہو جائیں گے دوسری روایت میں ہے کہ اصفہان کے یہود میں سے ستر ہزار یہودی دجال کے پیرو ہو جائیں گے) خیر یہ حال ہو جائے گا کہ یہودی اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے جس چیز کی آڑ میں چھپے گا اس چیز کو اللہ بولنے کی طاقت دے گا پتھر ہو یا درخت یا دیوار یا جانور سوا ایک درخت کے جس کو غرقد کہتے ہیں وہ ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے) وہ یہودیوں کا درخت ہے (یہود اسکو بہت لگاتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں) نہیں بولے گا تو یہ چیز (جس کی آڑ میں یہودی چھپے گا) کہے گی اے اللہ کے مسلمان بندے یہ یہودی ہے تو آ اور اسکو مار ڈال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ایک چالیس برس تک رہے گا لیکن ایک برس چھ مہینے کے برابر ہو گا اور ایک برس ایک مہینے کے برابر ہو گا اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور اخیر دن دجال کے ایسے ہوں گے جیسے چنگاری اڑتی جاتی ہے (ہوا میں) تم میں سے کوئی صبح کو مدینہ کے ایک دروازے پر ہو گا پھر دوسرے دروازہ پر نہ پہنچے گا کہ شام ہو جائے گی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ان چھوٹے دنوں میں نماز کیونکر پڑھیں آپ نے فرمایا اندازہ سے نماز پڑھ لینا جیسے لمبے دنوں میں اندازہ کرتے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ میری امت میں ایک عادل حاکم اور منصف امام ہوں گے اور صلیب کو جو نصاری لٹکائے رہتے ہیں) توڑ ڈالیں گے۔ اور سور کو مار ڈالیں گے اس کا کھانا بند کرا دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے (بلکہ کہیں گے کافروں سے یا مسلمان ہو جاؤ یا قتل ہونا قبول کرو اور بعضوں نے کہا جزیہ لینا اس وجہ سے بند کر دیں گے کہ کوئی فقیر نہ ہو گا۔ سب مالدار ہوں گے پھر جزیہ کن لوگوں کے واسطے لیا جائے اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جزیہ مقرر کر دیں گے سب کافروں پر یعنی لڑائی موقوف ہو جائے گی اور کافر جزیئے پر راضی ہو جائیں گے اور صدقہ (زکوۃ لینا) موقوف کر دیں گے تو نہ بکریوں پر نہ اونٹوں پر کوئی زکوۃ لینے والا مقرر کریں گے اور آپس میں لوگوں کے کینہ اور بغض اٹھ جائے گا اور ہر ایک زہریلے جانور کا زہر جاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا وہ کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اور ایک چھوٹی بچی شیر کو بھگا دے گی وہ اسکو ضرر نہ پہنچائے گا اور

بھیڑیا بکریوں میں اس طرح رہے گا جیسے کتا، جو ان میں رہتا ہے اور زمین صلح سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے اور سب لوگوں کا کلمہ ایک ہو جائے گا سوائے خدا کے کسی کی پرستش نہ ہو گی (تو سب کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھیں گے) اور لڑائی اپنے سب سامان ڈال دے گی۔ یعنی ہتھیار اور آلات اتار کر رکھ دیں گے مطلب یہ ہے کہ لڑائی دنیا سے اٹھ جائے گی اور قریش کی سلطنت جاتی رہے گی اور زمین کا یہ حال ہو گا کہ جیسے چاندی کی سینی (طشت) وہ اپنا میوہ ایسے آگائے گی جیسے آدم کے عہد میں اگاتی تھی۔ (یعنی شروع زمانہ میں جب زمین میں بہت قوت تھی) یہاں تک کہ کئی آدمی انگور کے ایک خوشے پر جمع ہوں گے اور سب سیر ہو جائیں گے (اتنے بڑے انگور ہوں گے) اور کئی کئی آدمی انگور کے ایک خوشے پر جمع ہوں گے اور سب سیر ہو جائیں گے اور بیل اس قدر داموں سے بکے گا (کیونکہ لوگوں کی زراعت کی طرف توجہ ہو گی تو بیل مہنگا ہو گا) اور گھوڑا تو چند روپوں میں بکے گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑا کیوں سستا ہو گا۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ لڑائی کے لئے کوئی گھوڑے پر سوار نہ ہو گا پھر لوگوں نے عرض کیا بیل کیوں مہنگا ہو گا۔ آپ نے فرمایا ساری زمین میں کھیتی ہو گی اور دجال کے نکلنے سے تین برس پہلے قحط ہو گا ان تینوں سالوں میں لوگ بھوک سے سخت تکلیف اٹھائیں گے پہلے سال میں اللہ تعالیٰ یہ حکم کرے گا آسمان کو کہ دو تہائی بارش روک لے اور زمین کو یہ حکم کرے گا کہ تہائی پیداوار روک لے پھر تیسرے سال میں اللہ تعالیٰ آسمان کو یہ حکم کرے گا کہ بالکل پانی نہ برسائے ایک قطرہ بارش نہ ہو گا اور زمین کو یہ حکم ہو گا کہ ایک دانہ نہ اگائے تو گھاس تک نہ اگے گی نہ کوئی سبزی آخر گھر والا جانور (جیسے گائے بکری) تو کوئی باقی نہ رہے گا سب مر جائیں گے مگر جو اللہ چاہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر لوگ کیسے جئیں گے اس زمانہ میں آپ نے فرمایا جو لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اللّٰہُ اَکْبَرُ اور سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہیں گے ان کو کھانے کی حاجت نہ رہے گی (یہ تسبیح اور تہلیل کھانے کے قائم مقام ہو گی) حافظ ابو عبداللہ ابن ماجہ نے کہا میں نے (اپنے شیخ) ابوالحسن طنافسی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے عبدالرحمن محاربی سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث تو اس لائق ہے کہ مکتب کے استاد کو دے دی جائے وہ بچوں کو مکتب میں سکھلائے۔

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 312

احمد بن عبدہ ضبی، عبدالعزیز بن محمد، ابوعلقمہ، صفوان بن سلیم، عبداللہ بن سلمان، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ایسی ہوا چلائے گا جو ریشم سے بھی زیادہ نرم ہو گی جس کے دل میں تھوڑا سا ایمان بھی ہو گا اس کو نہیں چھوڑے گی یعنی اس کی روح قبض کر لے گی، حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق ہر وہ آدمی مر جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا۔

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2873

ابوخیثمہ زہیر بن حرب، ولید بن مسلم، عبدالرحمن بن یزید بن جابر، یحیی بن جابر طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نواس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سمعان سے روایت ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے کبھی تحقیر کی اور کبھی بڑا کر کے بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے پس جب ہم شام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس بارے میں معلوم کر لیا تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح دجال کا ذکر کیا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تحقیر کی اور کبھی اس فتنہ کو بڑا کر کے بیان کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہو گیا تو تمہارے بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہو گا اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہو گا بے شک دجال

نوجوان گھنگریالے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہو گا گویا کہ میں اسے عبدالعزی بن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے تو چاہیے کہ اس پر سورت کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے بے شک اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان سے ہو گا پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس دن اور ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہو گا اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ دن جو سال کے برابر ہو گا کیا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نمازیں پڑھنا کافی ہو گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر لینا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس کی زمین میں چلنے کی تیزی کیا ہو گی آپ نے فرمایا اس بادل کی طرح جسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کر لیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی اور اسے چرنے والے جانور شام کے وقت آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے تھن بڑے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا وہ اس کے قول کو رد کر دیں گے تو وہ اس سے واپس لوٹ آئے گا پس وہ قحط زدہ ہو جائیں گے کہ ان کے پاس دن کے مالوں میں سے کچھ بھی نہ رہے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس آئیں گے۔

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2874

علی بن حجر سعدی عبداللہ بن عبدالرحمن بن یزید بن جابر، ولید بن مسلم، ابن حجر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ حدیث اس سند سے مروی ہے اس میں اس جملہ کے بعد کہ اس جگہ کسی موقعہ پر پانی تھا یہ اضافہ ہے کہ پھر وہ حمر کے پہاڑ کے پاس پہنچیں گے اور وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے تو وہ کہیں گے تحقیق ہم نے زمین والے سب کو قتل کر دیا آؤ ہم آسمان والوں کو بھی قتل کریں پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے پس اللہ تعالیٰ ان پر ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائے گا اور ابن حجر کی روایت میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو نازل کیا ہے جنہیں قتل کرنے پر کسی کو قدرت حاصل نہیں ہے۔

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 927

صفوان بن صالح دمشقی مؤذن، ولید ابن جابر، یحیی بن جابر طائی، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، حضرت نواس بن سمعان الکلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ نکلا تو پھر میں اس کا حجت کرنے والا ہوں گا تمہارے علاوہ (تمہاری طرف سے) اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر شخص خود ہی اس کا حجت کرنے والا ہو گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے اوپر میرے خلیفہ ہیں پس تم میں سے جو اسے پائے تو اس کے اوپر سورت کہف کی ابتدائی آیات پڑھیں اس لیے کہ وہ آیات دجال کے فتنہ سے تمہاری پناہ گاہ ہیں ہم نے عرض کیا کہ وہ زمین پر کب تک رہے گا؟ فرمایا کہ چالیس دن تک ایک دن ایک سال کے برابر ہو گا کہ اور ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن جمعہ (پورے ہفتہ) کے برابر اور بقیہ تمام دن تمہارے ایام کی طرح ہوں گے ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جو ایک سال کا ایک دن ہو گا کیا اس میں ہمارے لیے ایک ہی دن رات کی نمازیں کافی ہوں گی فرمایا کہ نہیں بلکہ اس دن کے اعتبار سے اندازہ کر لینا پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے جامع مسجد دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر اور وہ اسے (دجال کو) باب لد کے قریب پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 928

عیسی بن محمد، ضمرہ، شیبانی، عمر بن عبداللہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے اور نمازوں کا ذکر بھی اسی طرح ہے۔

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 124

علی بن حجر، ولید بن مسلم وعبداللہ بن عبدالرحمن بن یزید بن جابر، یحیی بن جابر طائی، عبدالرحمن بن جبیر، جبیر بن نفیر، حضرت نواس بن سمعان کلابی فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اس کی ذلت وحقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم سمجھنے لگے کہ وہ کھجوروں کی آڑ میں ہے پھر ہم لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے اور دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دلوں کے خوف کو بھانپ گئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا فتنہ بیان کیا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ کھجوروں کی آڑ میں ہے یعنی یقینا وہ آنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دجال کے علاوہ ایسی بھی چیزیں ہیں جن کا مجھے دجال کے فتنے سے زیادہ خوف ہے کیونکہ اگر دجال میری موجودگی میں نکلا تو میں اس سے تم لوگوں کی طرف سے مقابلہ کرنے والا ہوں اور اگر میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر شخص خود اپنے نفس کی طرف سے مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے اس کی صفت یہ ہے وہ جوان ہو گا گھنگریالے بالوں والا ہو گا اس کی ایک آنکھ ہو گی اور عبدالعزی بن قطن کا ہم شکل ہو گا اگر تم میں سے کوئی اسے دیکھے تو سورت کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں بائیں کے لوگوں کو خراب کرے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا پھر ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کتنی مدت زمین پر ٹھہرے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چالیس دن تک پہلا دن ایک سال کے برابر دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتے کے برابر ہو گا پھر باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے کیا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہو گی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اندازہ لگا لینا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین میں اس کی تیز رفتاری کس قدر ہو گی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان بادلوں کی طرح جن کو ہوا ہنکا کر لے جائے پھر وہ ایک قوم کے پاس آ کر انہیں اپنی خرافات کی دعوت دے گا وہ لوگ اسے جھٹلا دیں گے اور واپس کر دیں گے پس وہ ان سے واپس لوٹے گا تو ان کے اموال اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے وہ ایک اور قوم کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا وہ قبول کریں گے اور اس کی تصدیق کریں گے تب وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین کو درخت اگانے کا حکم دے گا تو وہ درخت اگائے گی شام کو ان کے جانور اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان لمبے کولہے چوڑے اور پھیلے ہوئے اور تھن دودھ سے بھرے ہوں گے پھر وہ ویران جگہ آ کر کہے گا اپنے خزانے نکال دے جب واپس لوٹے گا تو خزانے اس کے پیچھے شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح چل پڑیں گے پھر وہ ایک بھرپور جوان کو بلا کر تلوار سے اسکے دو ٹکڑے کر دے گا پھر اسے پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر ہنستا ہوا اس کو جواب دے گا وہ انہی باتوں میں مصروف ہو گا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہلکے زرد رنگ کا جوڑا پہنے جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارہ پر اس حالت میں اتریں گے کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے جب آپ سر نیچا کریں گے تو ان کے بالوں سے نورانی قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کی مثل سفید چاندی کے دانے جھڑتے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کافر تک آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی مر جائے گا اور آپ کی سانس کی ہوا حد نگاہ تک پہنچتی ہو گی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر حضرت عیسیٰ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ لد کے دروازے پر پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق مدت تک زمین پر قیام کریں گے **پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع کر دیں** کیونکہ میں ایسی مخلوق کو اتارنے والا ہوں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا وہ ارشاد خداوندی کے مطابق ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے آپ نے فرمایا انکا پہلا گروہ بحیرہ طبرہ پر سے گزرے گا اور اس کا پورا پانی پی جائے گا پھر جب ان کا دوسرا گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ لوگ کہیں گے کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا پھر وہ لوگ آگے چل دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر پہنچیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا اب

آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں پس وہ آسماں کی طرف تیر پھینکیں گے اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلود واپس بھیج دے گا عیسیٰ اور آپ کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کا سر (بھوک کی وجہ سے) تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہو گا عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا یہاں تک کہ سب یکدم مر جائیں گے جب عیسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھی اتریں گے اور ان کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹ کی مثل پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر پہاڑ کی غار میں پہنچا دیں گے مسلمان ان کے تیروں، کمانوں اور ترکشوں سے سات سال تک ایندھن جلائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر گھر اور خیمہ تک پہنچے گی تمام زمین کو دھو کر شیشہ کی طرح صاف شفاف کر دے گی پھر زمین سے کہا جائے گا اپنے پھل باہر نکال اور اپنی برکتیں واپس لاؤ پس اس دن ایک گروہ ایک انار سے کھائے گا اور اس کے لوگ اس کے چھلکے سے سایہ کریں گے نیز دودھ میں اتنی برکت پیدا کر دی جائے گی کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے ایک جماعت سیر ہو جائے گا ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ اور ایک بکری کے دودھ سے ایک کنبہ سیر ہو جائے گا وہ لوگ اسی طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کی روح قبض کرے گی اور باقی صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح راستے میں جماع کرتے پھریں گے اور انہی پر قیامت قائم ہو گی یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے ہم اسے صرف عبدالرحمن بن یزید بن جابر کی روایت سے پہچانتے ہیں

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 955

ہشام بن عمار، یحییٰ بن حمزہ، عبدالرحمن بن یزید بن جابر، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، حضرت نواس بن سمعان کلابی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کو دجال کا بیان کیا تو اس کی ذلت بھی بیان کی (کہ وہ کانا ہے اور اللہ کے نزدیک ذلیل ہے) اور اس کی بڑائی بھی بیان کی (کہ اس کا فتنہ سخت ہے اور وہ عادات کے خلاف باتیں دکھلائے گا یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ وہ ان کھجوروں میں ہے (یعنی ایسا قریب ہے گویا حاضر ہے یہ آپ کے بیان کا اثر اور صحابہ کے ایمان کا سبب تھا (جب ہم لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے (یعنی دوسرے وقت) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے ڈر کا اثر ہم میں پایا (ہمارے چہروں پر گھبراہٹ اور خوف سے) آپ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو آپ نے دجال کا ذکر کیا اس کی ذلت بھی بیان کی اور اسکی عظمت بھی بیان کی یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ وہ انہی کھجور کے درختوں میں ہے۔ آپ نے فرمایا دجال کے سوا اوروں کا مجھے زیادہ ڈر ہے تم پر اور دجال اگر میری موجودگی میں نکلا تو میں اس سے حجت کروں گا تمہاری طرف سے (تم الگ رہو گے) اور اگر اس وقت نکلے جب میں تم میں نہ ہوں (بلکہ میری وفات ہو جائے) تو ہر ایک شخص اپنی حجت آپ کر لے اور اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر۔ دیکھو! دجال جوان ہے (اور تمیم کی روایت میں گزرا کہ وہ بوڑھا ہے اور شاید رنج و غم سے تمیم کو بوڑھا معلوم ہوا ہو یہ بھی دجال کا کوئی شعبدہ ہو) اس کے بال بہت گھنگریالے ہیں اسکی آنکھ ابھری ہوئی ہے۔ گویا میں اسکی مشابہت دیکھتا ہوں عبدالعزی بن قطن سے (وہ ایک شخص تھا۔ قوم خزاعہ کا جو جاہلیت کے زمانہ میں مر گیا تھا) پھر جو کوئی تم میں سے دجال کو پائے تو شروع سورت کہف کی آیتیں اس پر پڑھے (ان آیتوں کے پڑھنے سے دجال کے فتنہ سے بچے گا) دیکھو دجال خلہ سے نکلے گا جو شام اور عراق کے درمیان (ایک راہ) ہے اور فساد پھیلاتا پھرے گا دائیں طرف اور بائیں طرف ملکوں میں اے اللہ کے بندوں مضبوط رہنا ایمان پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کتنے دنوں تک زمین پر رہے گا؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس دن تک جن میں ایک دن سال بھر کا ہو گا اور ایک دن ایک مہینے کا اور ایک دن ایک ہفتے کا اور باقی دن تمہارے ان دنوں کی طرح ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دن جو ایک برس کا ہو گا جو اس میں ہم کو ایک دن کی (پانچ نمازیں کافی ہوں گی (قیاس تو یہی تھا کہ کافی ہوتیں مگر آپ نے فرمایا اندازہ کر کے نماز پڑھ لو۔ ہم نے عرض کیا وہ زمین میں کس قدر جلد چلے گا (جب تو اتنی تھوڑی مدت میں ساری دنیا گھوم آئیگا) آپ نے فرمایا ابر کی مثال ہوا اس کے پیچھے رہے گی وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انکو اپنی طرف بلائے

گا وہ اس کو مان لیں گے اور اس پر ایمان لائیں گے (معاذاللہ وہ الوہیت کا دعوی کرے گا) پھر وہ آسمان کو حکم دے گا وہ ان پر پانی برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا وہ اناج اگائے گی اور ان کے جانور شام کو آئیں گے (چراگاہ سے لوٹ کر) انکی کوہان خوب اونچی یعنی خوب موٹے تازے ہو کر اور انکے تھن خوب خوب بھرے ہوئے دودھ والے اور انکی کوکھیں پھولی ہوں گی پھر ایک قوم کے پاس آئے گا انکو اپنی طرف بلائے گا وہ اسکی بات نہ مانیں گے اسکے خدا ہونے کو رد کر دیں گے) آخر دجال انکے پاس سے لوٹ جائے گا صبح کو انکا ملک قحط زدہ ہو گا اور انکے ہاتھ میں کچھ نہیں رہے گا۔ پھر دجال ایک کھنڈر پر سے گزرے گا اور اس سے کہے گا اپنے خزانے نکال اس کھنڈر کے سب خزانے اسکے ساتھ ہو لیں گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی یعنی یعسوب کے ساتھ ہوتی ہیں پھر ایک شخص کو بلائے گا جو اچھا موٹا تازہ جوان ہو گا اور تلوار سے اسکو مارے گا۔ وہ دو ٹکڑے ہو جائے گا اور ہر ایک ٹکڑے کو دوسرے ٹکڑے سے تیر کے (گرنے کے) فاصلہ تک کر دے گا۔ پھر اس کا نام لے کر اس کو بلائے گا وہ شخص زندہ ہو کر آئے گا اسکا منہ چمکتا ہو گا اور وہ ہنستا ہو گا۔ خیر دجال اور لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ اتنے میں اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا اور سفید مینار پر دمشق کے مشرق کیجانب اتریں گے۔ دو زرد کپڑے پہنے ہوئے (دو ورس یا زعفران میں رنگے ہوں گے) اور اپنے دونوں ہاتھ فرشتوں کے بازو پر رکھے ہوئے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس میں سے پسینہ ٹپکے گا اور جب اونچا کریں گے تو پسینے کے قطرے اس میں سے گریں گے موتی کی طرح اور جو کافر ان کے سانس کا اثر پائے گا (یعنی اسکی بو) وہ مر جائے گا اور اسکے سانس کا اثر وہاں تک جائے گا جہاں تک انکی نظر جائے گی آخر حضرت عیسیٰ چلیں گے اور دجال کو باب لد پر پائیں گے (وہ ایک پہاڑ ہے شام میں اور بعضوں نے کہا کہ بیت المقدس کا ایک گاؤں ہے) وہاں اس مردود کو قتل کریں گے (دجال انکو دیکھ کر ایسا پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے) پھر حضرت عیسیٰ اللہ کے نبی ان لوگوں کے پاس آئیں گے جنکو اللہ نے دجال کے شر سے بچایا اور انکے منہ پر ہاتھ پھیریں گے اور ان کو جنت میں جو درجے ملیں گے وہ ان سے بیان کرینگے لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی بھیجے گا۔ حضرت عیسیٰ پر اے عیسیٰ میں نے اپنے بندوں کو نکالا کریں یا کہ پہلے ہے کہ ان سے کوئی لڑ نہیں سکتا تو میرے (مومن) بندوں کو طور پہاڑ پر لے جا اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا جیسے اللہ نے فرمایا (من کل حدب ینسلون) یعنی ہر ایک ٹیلے پر سے چڑھ دوڑیں گے تو انکا پہل اگروہ (جو مثل ٹڈیوں کے ہوں گے کثرت میں ان کا پہلا حصہ یعنی آگے کا حصہ طبریہ کے تالاب میں پانی تھا اور حضرت عیسیٰ اور آپ کے ساتھ رکے رہیں گے (طور پہاڑ پر) یہاں تک کہ ایک بیل کی سری ان کے لئے سو اشرفی سے بہتر ہو گی تمہارے لئے آج کے دن۔ آخر حضرت عیسیٰ اور آپ کے ساتھی اللہ کی درگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ یاجوج ماجوج لوگوں پر ایک پھوڑا بھیجے گا (اس میں کیڑا ہوتا ہے) انکی گردنوں میں وہ دوسرے دن صبح کو سب مرے ہوئے ہوں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے اور حضرت عیسیٰ اور آپ کے ساتھی پہاڑ سے اتریں گے اور ایک بالشت برابر جگہ نہ پائیں گے جو انکی چکنائی بدبو اور خون سے خالی ہو آخر وہ پھر دعا کریں گے اللہ کی جناب میں اللہ تعالیٰ کچھ پرند جانور بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہوں گی (یعنی اونٹوں کے برابر پرند آئیں گے بختی اونٹ ایک قسم کا اونٹ ہے جو بڑا ہوتا ہے وہ انکی لاشیں اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہاں ڈال دیں گے پھر اللہ تعالیٰ پانی برسائے گا کوئی گھر مٹی کا اس پانی کو نہ روک سکے گا یہ پانی ان سب کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گی پھر زمین سے کہا جائے گا اب اپنے پھل اگا اور اپنی برکت پھیر لا اس دن کئی آدمی مل کر ایک انار کھائینگے اور سیر ہو جائیں اور انار کے چھلکے سے سایہ کرینگے (چھتری کی طرح) اتنے بڑے بڑے انار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دودھ میں برکت دے گا یہاں تک کہ ایک دودھ والی اونٹنی لوگوں کی کئی جماعتوں پر کافی ہو گی ایک گائے دودھ والی ایک قبیلہ کے لوگوں کو کافی ہو گی اور ایک بکری دودھ والی ایک چھوٹے قبیلے کو کافی ہو جائے گی لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا وہ انکی بغلوں کے تلے اثر کرے گی اور ہر ایک مومن کی روح قبض کریگی اور باقی لوگ گدھوں کی طرح لڑتے جھگڑتے یا جماع کرتے (اعلانیہ) رہ جائیں گے ان لوگوں پر قیامت ہو گی۔

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 956

ہشام بن عمار، یحییٰ بن حمزہ، ابن جابر، یحییٰ بن جابر طائی، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قریب ہے کہ مسلمان یاجوج اور ماجوج کی کمانوں اور ڈھالوں کو سات برس تک جلائیں گے۔

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 972

ہشام بن عمار، ولید بن مسلم، اسماعیل بن عیاش، ابو بکر بن ابی مریم، ولید بن سفیان بن ابی مریم، یزید بن قطیب سکونی، ابی بحریہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **بہت بڑی لڑائی اور قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ سب سات ماہ میں ہو جائیں گے۔**

It is narrated on the authority of Abu Huraira that the Messenger of Allah (may peace be upon him) said: Verily Allah would make a wind to blow from the side of the Yemen more delicate than silk and would spare none but cause him to die who, in the words of Abu 'Alqama, has faith equal to the weight of a grain; while Abdul-'Aziz said: having faith equal to the weight of a dust particle.

An-Nawwas b. Sam'an reported that Allah's Messenger (may peace be upon him) made a mention of the Dajjal one day in the morning. He sometimes described him to be insignificant and sometimes described (his turmoil) as very significant and we felt as if he were in the cluster of the date-palm trees. When we went to him (to the Holy Prophet) in the evening and he read (the signs of fear) in our faces, he said: What is the matter with you? We said: Allah's Messenger, you made a mention of the Dajjal in the morning (sometimes describing him) to be insignificant and sometimes very important, until we began to think as if he were present in some (near) part of the cluster of the datepalm trees. Thereupon he said: I harbour fear in regard to you in so many other things besides the Dajjal. If he comes forth while I am among you, I shall contend with him on your behalf, but if he comes forth while I am not amongst you, a man must contend on his own behalf and Allah would take care of every Muslim on my behalf (and safeguard him against his evil). He (Dajjal) would be a young man with twisted, contracted hair, and a blind eye. I compare him to 'Abd-ul-'Uzza b. Qatan. He who amongst you would survive to see him should recite over him the opening verses of Sura Kahf (xviii.). He would appear on the way between Syria and Iraq and would spread mischief right and left. O servant of Allah! adhere (to the path of Truth). We said: Allah's Messenger, how long would he stay on the earth? He said.. For forty days, one day like a year and one day like a month and one day like a week and the rest of the days would be like your days. We said: Allah's Messenger, would one day's prayer suffice for the prayers of day equal to one year? Thereupon he said: No, but you must make an estimate of time (and then observe prayer). We said: Allah's

Messenger, how quickly would he walk upon the earth? Thereupon he said: Like cloud driven by the wind. He would come to the people and invite them (to a wrong religion) and they would affirm their faith in him and respond to him. He would then give command to the sky and there would be rainfall upon the earth and it would grow crops. Then in the evening, their posturing animals would come to them with their humps very high and their udders full of milk and their flanks stretched. He would then come to another people and invite them. But they would reject him and he would go away from them and there would be drought for them and nothing would be left with them in the form of wealth.

He would then walk through the wasteland and say to it: Bring forth your treasures, and the treasures would come out and collect (themselves) before him like the swarm of bees. He would then call a person brimming with youth and strike him with the sword and cut him into two pieces and (make these pieces lie at a distance which is generally) between the archer and his target. He would then call (that young man) and he will come forward laughing with his face gleaming (with happiness) and it would at this very time that Allah would send Christ, son of Mary, and he will descend at the white minaret in the eastern side of Damscus wearing two garments lightly dyed with saffron and placing his hands on the wings of two Angels. When he would lower his head, there would fall beads of perspiration from his head, and when he would raise it up, beads like pearls would scatter from it. Every non-believer who would smell the odour of his self would die and his breath would reach as far as he would be able to see. He would then search for him (Dajjal) until he would catch hold of him at the gate of Ludd and would kill him. Then a people whom Allah had protected would come to Jesus, son of Mary, and he would wipe their faces and would inform them of their ranks in Paradise and it would be under such conditions that Allah would reveal to Jesus these words: I have brought forth from amongst My servants such people against whom none would be able to fight; you take these people safely to Tur, and then Allah would send Gog and Magog and they would swarm down from every slope. The first of them would pass the lake of Tibering and drink out of it. And when the last of them would pass, he would say: There was once water there. Jesus and his companions would then be besieged here (at Tur, and they would be so much hard pressed) that the head of the ox would be dearer to them than one hundred dinars and Allah's Apostle, Jesus, and his companions would supplicate Allah, Who would send to them insects (which would attack their necks) and in the morning they would perish like one single person. Allah's Apostle, Jesus, and his companions would then come down to the earth and they would not find in the earth as much space as a single span which is not filled with their putrefaction and stench. Allah's Apostle, Jesus, and his companions would then again beseech Allah, Who would send birds whose necks would be like those of bactrin camels and they would carry them and throw them where God would will.

Then Allah would send rain which no house of clay or (the tent of) camels' hairs would keep out and it would wash away the earth until it could appear to be a

mirror. Then the earth would be told to bring forth its fruit and restore its blessing and, as a result thereof, there would grow (such a big) pomegranate that a group of persons would be able to eat that, and seek shelter under its skin and milch cow would give so much milk that a whole party would be able to drink it. And the milch camel would give such (a large quantity of) milk that the whole tribe would be able to drink out of that and the milch sheep would give so much milk that the whole family would be able to drink out of that and at that time Allah would send a pleasant wind which would soothe (people) even under their armpits, and would take the life of every Muslim and only the wicked would survive who would commit adultery like asses and the Last Hour would come to them.

This hadith has been narrated on the authority of Jabir with the same chain of transmitters but with this addition that Gog and Magog would walk until they would reach the mountain of al-Khamar and it is a mountain of Bait-ul-Maqdis and they would say: We have killed those who are upon the earth. Let us now kill those who are in the sky and they would throw their arrows towards the sky and the arrows would return to them besmeared with blood. And in the narration of Ibn Hujr (the words are): "I have sent such persons (Gog and Magog) that none would dare fight against them.

Sayyidina Nawwas narrated: "Allah's Messenger (SAW) mentioned Dajjal one day. He exposed his baseness and emphasized his mischief till we thought he was behind the palm trees. We then dispersed from Allah's Messenger (SAW) only to return shortly. He recognized our state of mind and said, 'How is it with you?' We said, 'O Messenger of Allah! You mentioned Dajjal and made it soft as well as emphatic so that we imagined he was behind some palms. (they meant: He is so sure to come). He said: 'More fearful to me than the Dajjal (are some other things), for if hje emerges while I am among you then I will content with him on your behalf. And if he comes and I am not among you the let everyone of you contend with him on his behalf, and Allah is my Khalifa over every Muslim (i.e. Allah is the One to protect them from the mischief of Dajjal.) Dajjal wil be a youth with curly hair and one eye. He will resemble Abd Uzza bin Qatan-(a king of pre-Islamic era). So those of you who see him, should recite the initial verses of surah al-Kahf. He will come out from what is between Syria and Iraq and corrupt (people on) right and left. O slaves of Allah, be steadfast.' We said, 'O Merssenger of Allah, how long will he tarry on earth?' He said, 'Forty days, (the first) day like a year, a day like a month, a day like a week and the rest of his days like your days.' We submitted, 'O Messenger of Allah, will a day's prayer suffice us in the day that wouldf be like a year?' He said, 'No but make an estimate for it.' We submitted, 'O Messenger of Allah, what will be his speed of movement on earth?' He said, "Like rain which is driven forward by the wind. He will come to a people and invite them but they will reject him and

return him hl words. So, he will turn away from them and their properties will follow him and they will become bereft of everyting on their hands. He will then come upon another people whom he will invite and they will respond to him and confirm him, so he will command the sky to pour rain. It will pour rain. He will command the earth to grow and it will produce crops. Their pasturing animals will come to them with their humps high, their udders full of milk. He will come upon the waste land and command it to bring forth its treasures. So, they will come out of it and go after him like swarms of bees. He will then summon a young man his youth showing on him with fulness. He will strike him with the sword and cut him into two pieces, then he will summon him and he will come revived with a shining, laughing face. While he is like that, Eesa ibn Maryam will descend in the east of Damascus at the white minaret, donned in two Saffron coloured garments, his hands on the wings of two angels. If he lowers his head, it will drip and when he raises it, those drops will fall down like shining pearls. "(This is a description of his extreme radiance). "And no one (who disbelieves) will feel his breath but will die. And, the limit of the reach of his breath will be his sight. He will then seek the dajjal and catch up with him at the gate of LuddO, and he will kill him. Then he will stay on earth as long as Allah wills. Allah will reveal to him, 'Collect my slaves at Tur, for I have sent there such of My slaves whom no one can fight'. Allah will then send Yajuj and Majuj. They will come as Allah has said: "And they sally forth from every mound." (21 : 96)

The first of them will pass the lake Tibriyah (Tiberias) and drink all its contents. Then the last of them will pass and remark, 'Indeed, there was once, in here water!' They will travel till they end up at the mountain of Bayt al Maqdas (Jerusalem). They will recall, 'We have killed all who were on earth. So, come let us kill those who are in heaven'. They will shoot their arrows into the sky and Allah will return to them their arrows reddened as with blood. (Meanwhile) Eesa ibn Maryam (AS) and his companions will surround them and the head of an ox will seem better to each of them then a hundred dinars are to one of you today. So, Eesa ibn Maryam will turn to Allah with his companions. So, Allah wil send down upon them insects on their necks, and by morning all of them would have perished as though they were one person. Eesa and his companions would descend but not find space of even a span without being filled with their fat, odour and blood. So, Eesa and his companions would again turn to Allah Who will send birds on them. Their necks will be like camel's and they will carry the corpses away to mahbul. Thereafter, Muslims will kindle fire with their arrows, bows and quivers for seven years. Allah will send down on them rain which no mudhouse or tent will keep out but the earth will be washed and it will shine like glass. Then the earth will be commanded to grow its fruit and other produce and bring back its blessings. A whole group will eat from the pomegrenate and they will shelter themselves under its peel. There will be tremendous blessing in milk so that a whole group of men will be satiated with the milk of one she-camel, a whole tribe with the milk of a cow and a whole family with the milk of a

shegoat. while they are thus living, Allah will send a wind that will take away the soul of every believer, but there will remain the evil people who will have sexual intercourse on the roads just as asses have. The Hour will come upon them.

It was narrated from Nawwas bin Sam'an that the Messenger of Allah P.B.U.H said: "The Muslims will use the bows, arrows and shields of Gog and Magog, as firewood, for seven Years. (Sahih)

It was narrated from Mu'odh bin Jabal that the Prophet P.B.U.H said: "***The great fierce battle, the conquest of Constantinople and the emergence of Dajjal, will all happen within seven months*** "

(Daif)

The Emergence of Dajjal, Will All Happen Within Seven Months.

www.alahazratnetwork.org

بإسناده نحوه وزاد فيه فيجمعون للملحمة فيأتون تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر ألفا

١٨٩٢ حدثنا هشام بن عمار ثنا الوليد بن مسلم ثنا عثمان بن أبي العاتكة عن سليمان بن حبيب المحاربي عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا وقعت الملاحم بعث الله بعثا من الموالي هم أكرم العرب فرسا وأجوده سلاحا يؤيد الله بهم الدين ۔

١٨٩٣ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا الحسين بن علي عن زائدة عن عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة عن نافع بن عتبة بن أبي وقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم قال تقاتلون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم تقاتلون الروم فيفتحها ثم تقاتلون الدجال فيفتحها قال جابر فما يخرج الدجال حتى تفتح الروم ۔

١٨٩٤ حدثنا هشام بن عمار ثنا الوليد بن مسلم و إسماعيل بن عياش قال ثنا أبو بكر بن أبي مريم عن الوليد بن سفيان بن أبي مريم عن يزيد بن قطيب السكوني قال الوليد يزيد بن قطبة عن أبي بحرية عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الملحمة الكبرى وفتح قسطنطينية وخروج الدجال في سبعة أشهر ۔

١٨٩٥ حدثنا سويد بن سعيد ثنا بقية عن بحير بن سعد عن خالد بن أبي بلال عن عبد الله بن بسر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الملحمة وفتح المدينة ست سنين ويخرج الدجال في السابعة ۔

١٨٩٦ حدثنا علي بن ميمون الرقي ثنا أبو يعقوب

ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ نصاریٰ جب مقابلہ پر آئیں گے انکے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی اور کل اسی جھنڈے ہونگے

ہشام بن عمار، ولید بن مسلم عثمان بن ابی العاتکہ، سلیمان بن حبیب المحاربی، ابوہریرہ سے بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب جنگیں ہونے لگیں گی تو عجمی لوگوں میں سے ایک شخص اٹھیگا جو شہسواری کا بڑا ماہر ہوگا اور ہتھیار بھی اس کے پاس عمدہ ہوں گے اللہ اس کے ذریعہ اپنے دین کی مدد فرمائے گا۔

ابوبکر، حسین بن علی، زائدہ، عبدالملک بن عمیرہ جابر بن سمرہ، نافع بن عتبہ بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم بہت جلد اہل عرب سے جنگ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عنایت فرمائے گا پھر تم رومیوں سے جنگ کروگے اس پر بھی اللہ تمہیں فتح عنایت فرمائیگا پھر تم دجال سے جنگ کروگے اللہ اس جنگ میں بھی تمہیں فتح عنایت فرمائیگا جابر فرماتے ہیں جنگ روم فتح نہ ہوگا دجال کا ظہور نہ ہوگا۔

ہشام، ولید بن مسلم، ابن عیاش، ابو بکر بن ابی مریم ولید بن سفیان بن ابو مریم، یزید بن قطیب السکونی، ابو بحریہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بڑی جنگ، فتح قسطنطنیہ، اور خروج دجال ہے یہ سب سات ماہ میں واقع ہو جائیں گے۔

سوید بن سعید، بقیہ، بحیر بن سعد، خالد بن ابی بلال، عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بڑی لڑائی اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ برس کا وقفہ ہوگا اور دجال کا ظہور ساتویں سال میں ہوگا۔

علی بن میمون الرقی، ابو یعقوب الحنینی، کثیر بن عبداللہ

اسلام کے نامکمل مسائل کا حل ظہور مہدی نزول عیسیٰ

The Problems Of Abrogated Verses Of Quran, Sood, Inheritance Of Grandson & Al-Kalala Are Not Defined In Ahadith, Will Be Solved By Isa?

صحیح بخاری:جلد سوم:حدیث نمبر 554 حدیث موقوف مکررات 19 متفق علیہ 10

احمد بن ابی رجاء، یحیی، ابوحیان تیمی، شعبی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ شراب کی حرمت نازل ہو چکی ہے اور وہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد اور خمر وہ ہے جو عقل کو مدہوش کردے اور تین باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے جدا نہ ہوتے جب تک کہ ان کو خوب اچھی طرح بیان نہ فرمادیتے ایک دادا کا ترکہ، دوسرا کلالہ کا بیان، تیسرے سود کے مسائل، ابوحیان کا بیان ہے کہ میں نے شعبی سے کہا کہ اے ابوعمرو! سندھ میں کچھ چاولوں سے بنایا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نہیں تھا یا یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں نہیں تھا حجاج نے بواسطہ حماد ابوحیان کے عنب کے بجائے زبیب کا لفظ روایت کیا

صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 3059

ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن مسہر، ابوحیان، شعبی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا امابعد آگاہ رہو کہ جس وقت شراب حرام ہوئی تو شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوا کرتی تھی گندم، جو، کھجور، انگور، اور شہد سے اور شراب اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو عقل میں فتور ڈال دے اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تفصیل سے ان کے بارے میں بتا دیتے دادا اور کلالہ کی میراث اور سود کے کچھ ابواب۔

صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 3060

ابوکریب، ابن ادریس، ابوحیان، شعبی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر سنا وہ فرما رہے تھے امابعد اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت نازل فرمائی ہے اور وہ شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوتی ہے انگور، کھجور، شہد، گندم، اور جو سے اور شراب وہ ہے جو کہ عقل میں فتور ڈال دے اور اے لوگو تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے آخری مرتبہ بیان فرما دیتے دادا، کلالہ کی میراث اور سود کے کچھ ابواب۔

سنن ابوداؤد:جلد سوم:حدیث نمبر 277

احمد بن حنبل، اسماعیل بن ابراہیم، ابوحیان، شعبی، ابن عمر فرماتے ہیں کہ جس دن شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ قسم کی شراب کے بارے میں تھی، انگور کی شراب، کھجور کی شراب، شہد کی شراب، گیہوں کی شراب، اور جو کی شراب، اور شراب وہ ہے جس سے عقل زائل ہو جائے، اور تین چیزیں ایسی تھیں جن کے بارے میں میں چاہتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے جدا نہ ہو جائیں جب تک کہ ہمیں ان کے بارے میں بتلا نہ دیں، ایک تو میراث میں دادا کا حصہ، دوسرے کلالہ کا حکم، تیسرے سود کے چند ابواب و مسائل۔

." 'Umar added, "***I wish Allah's Apostle had not left us before he had given us definite verdicts concerning three matters, i.e., how much a grandfather may inherit (of his grandson), the inheritance of Al-Kalala (the***

deceased person among whose heirs there is no father or son), and various types of Riba(1) (usury) ."

Abrogated Verses of Quran by Ahadith

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي
جا سکتے) ہیں۔ ف۱ اے ایمان والو تم پر (قانونِ) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتلِ عمد) کے
الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ
بارے میں آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں۔ ہاں جس کو
فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ
اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جاوے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو (مدعی کے ذمے) معقول طور پر (خونبہا کا) مطالبہ کرنا اور
وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
(قاتل کے ذمے) خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا یہ (قانونِ دیت و عفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف ہے اور (شاہ)
رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾
ترحم ہے۔ پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔
وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
اور فہیم لوگو! (اس قانون) قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانونِ امن کی خلاف
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ
ورزی کرنے سے) پرہیز رکھو گے۔ تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ
تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ
میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لیے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بتلا جاوے (اس کا
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ؕ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ
نام وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے ف۲ پھر جو شخص اس (وصیت) کے سن لینے کے بعد اس کو تبدیل کریگا تو اس کا
اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ؕ
گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اس کو تبدیل کرینگے اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں
فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ
ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص ان میں باہم مصالحت
فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع ۲۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گناہوں کے) معاف فرمانے والے ہیں اور (گنہگاروں پر) رحم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو!

ف۱
غرض اصلی مقاصد اور کمالات دین کے یہ ہیں۔ نماز میں کسی سمت کو منہ کرنا ان ہی کمالات مذکورہ میں سے ایک کمال خاص یعنی اقامتِ صلوٰۃ کے توابع و شرائط میں سے ہے اور اس کے حسن سے اس میں بھی حسن آگیا۔ ورنہ اگر نماز نہ ہوتی تو کسی خاص سمت کو منہ کرنا بھی عبادت نہ ہوتا۔

ف۲
اس حکم کے تین جزو تھے ایک بجز اولاد کے دوسرے ورثہ کے حصص و حقوق ترکہ میں معین نہ ہونا۔ دوم ایسے اقارب کے لیئے وصیت کا واجب ہونا تیسرے ثلث مال سے زیادہ وصیت کی اجازت نہ ہونا پس پہلا جزو تو آیت میراث سے منسوخ ہے۔ دوسرا جزو حدیث سے جو کہ مؤید بالاجماع منسوخ ہے۔ اور وجوب کے ساتھ جواز بھی منسوخ ہو گیا۔ یعنی وارثِ شرعی کے لئے وصیت مالیہ باطل ہے تیسرا جزو اب بھی باقی ہے۔ ثلث سے زائد میں بدون رضاء ورثہ وصیت باطل ہے۔

منزل ۱

اتباع اور پیروی کے لئے وحی الٰہی کا ہونا ضروری ہے

کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح براہِ راست نبوت اور عقیدۂ اجراء وحی کا دعویٰ کر کے قرآن و سنت اور علمائے امت کے شکنجے میں نہیں آنا چاہتا، یہ تو وہ بھی جانتا ہے کہ وحیٔ نبوت بند ہو چکی ہے، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے لئے اجراء وحیٔ نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال و کذاب اور واجب القتل ہے۔

http://www.shaheedeislam.com/aap-k-masaul-or-un-ka-hal/jild-9/1497-mutafariq-masail-4

عقیدہ اختتام نبوت یا نظریہ قطع وحی والہام سراسر اسلام کے منافی ہے۔ یہ تو بذات خود اجماع امت کے بھی خلاف ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت تو عیسیٰ نبی اللہ کی منتظر ہے جو نبی بھی ہوں گے اور صحیح مسلم کے مطابق ان کے ساتھی صحابہ کہلائیں گے اور ان پر وحی بھی نازل ہو گی۔

پھر اللہ تعالیٰ وحی بھیجیں گے کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع کر دیں۔

ہم مسلمانوں کا کوئی ایک عقیدہ و عمل نہیں!

قرآن میں کچھ الفاظ ہیں جو خود عربوں کی سمجھ میں نہیں آتے (اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ)

یااللہ! توہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے زندہ رکھے (موت دے) تو اس کو ایمان پر (موت دے)زندہ رکھے۔"

اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں عربوں سے انہی کی زبان میں خطاب فرمایا۔اس خطاب میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ان کے معانی وہی تھے جو وہ عرب پہلے ہی سے جانتے تھے۔اس میں ان کی زبان کی وسعت بھی شامل ہے۔

عربی زبان تو تمام زبانوں میں سب سے وسیع لغت (Vocabulary) کی حامل ہے۔ اس زبان میں سے کوئی ایسی بات نہیں جو ضائع ہو چکی (Missing)ہو اور اس کا کوئی عالم دنیا میں موجود نہ ہو۔

"البیان "ایک وسیع اصطلاح ہے جس کے بہت سے معانی ہیں۔ یہ معانی اگرچہ بنیادی طور پر ایک ہی مادے سے نکلے ہیں لیکن ایک دوسرے سے کچھ مختلف ہیں۔ ان تمام معانی کا ایک مشترک پہلو ہے اور وہ ہے "**واضح حکم**"۔ **یہ حکم ان لوگوں کے لئے بالکل متعین اور واضح تھا جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا**۔اگرچہ ان کی اہمیت یکساں ہے لیکن ان میں سے بعض احکام پر زیادہ زور دے کر انہیں مزید واضح کیا گیا ہے۔ایسا ممکن ہے کہ جو لوگ عربوں کی زبان سے ناواقف ہیں، ان کے لئے ان احکام کی وضاحت میں کچھ فرق پیدا ہو جائے۔

سنت سے قرآن کے کسی حکم کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ سنت قرآن کے تابع رہ کر اس کی وضاحت کرتی ہے۔

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال نمبر:451

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب:

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگوں نے پڑھ لی تو سب سے فرض ساقط ہو جائے گا لیکن اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوں گے۔ اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ اگر میت بالغ ہو تو اس کی دعائے مغفرت کا ارادہ کرے اور اگر میت نابالغ ہو تو اسے اپنا فرط، اَجر وذخیر اور شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنانے کا ارادہ کرے۔ اس کے بعد نماز جنازہ کا فریضہ ادا کرنے کی نیت اِس طرح کرے: چار تکبیریں نماز جنازہ فرضِ کفایہ، ثناواسطے اللہ تعالیٰ کے، درود شریف واسطے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، دعاواسطے حاضر اس میت کے، منہ طرف کعبہ شریف کے)اور مقتدی یہ بھی کہے:) پیچھے اِس امام کے۔ پھر رفع یدین کے ساتھ تکبیر تحریمہ کرکے زیرِ ناف ہاتھ باندھ لے اور یہ ثنا پڑھے :

سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ، وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَااِلٰہَ غَیۡرُکَ.

دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہے اور یہ درود پاک پڑھے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَاصَلَّیۡتَ وَسَلَّمۡتَ وَبَارَکۡتَ وَرَحِمۡتَ وَتَرَحَّمۡتَ عَلٰی اِبۡرَاهِیۡمَ وَعَلٰی آلِ اِبۡرَاهِیۡمَ، اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ .

پھر ہاتھ اٹھائے بغیر تیسری تکبیر کہے اور میت اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ بالغ مرد و عورت دونوں کی نمازِ جنازہ کے لیے یہ دعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیۡرِنَا وَکَبِیۡرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنۡثَانَا. **اَللّٰھُمَّ مَنۡ اَحۡیَیۡتَه مِنَّا فَاَحۡیِه عَلَی الۡاِسۡلَامِ وَمَنۡ تَوَفَّیۡتَه مِنَّا فَتَوَفَّه عَلَی الۡاِیۡمَانِ.**

فتاویٰ عالمگیری، 1641 :

"یااللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مردوں کو، اور ہمارے حاضر شخصوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ **یااللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔"**

اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجۡعَلۡهُ لَنَا اَجۡرًا وَّذُخۡرًا وَاجۡعَلۡهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا.

فتاویٰ عالمگیری، 1641 :

"اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ہمارے لیے باعثِ اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا، اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنا۔"

نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجۡعَلۡهَا لَنَا اَجۡرًا وَّذُخۡرًا وَّاجۡعَلۡهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً .

"اے اللہ ! اس بچی کو ہمارے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ہمارے لیے باعثِ اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا، اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنا۔"

اگر کسی کو ان دعاؤں میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لینی چاہیے :

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِلْمُؤمِنِیْنَ وَالْمُؤمِنَاتِ ۔

"اے اللہ ! تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔"

اگر یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو وہی پڑھ سکتا ہے۔

پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہے اور بعد ازاں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ کہتے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیر دے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

http://www.thefatwa.com/urdu/questionID//

نماز جنازہ کا مکمل طریقہ

اطیعو اللہ واطیعو رسول: رسول اللہ نے قرآن کی اطاعت کی یا حدیث کی اطاعت کی؟

کیا اسلام میں دو اطاعتوں کا حکم ہے؟ قرآن میں نزول کی نہی حدیث میں موجودگی!

جب بھی کوئی بات رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم سے منسوب کی جائے اسکی دلیل پیش کرنا بات پیش کرنیوالے کی ذمہ داری ہوتی ہے

جب بات رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی ہو اور حق بات کتاب وسنت کے دلائل سے واضح ہو جائے تو کسی کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے دلوں میں ان فیصلوں پر تنگی بھی محسوس کریں کیونکہ بے شک اللہ العلیم دلوں کی باتوں کو بھی جاننے والا ہے "ان اللہ علیم بذات الصدور"۔ آپ سب کا بہت شکریہ جزاک اللہ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا پر ہم قربان

'اور ان کی ہر ادا کی سو فیصد نقل کر کے ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں

'آپ نے جو بھی احادیث نقل کی ہیں۔ وہ سب قوی اور مستند احادیث ہیں

کہ جن سے ایک سچا مسلمان انکار نہیں کر سکتا

' 'اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

'

میرا نظریہ زندگی

میں اس عالم یا شخص کی بات مان لوں گا کہ جو مجھے واپس قرآن وسنت کی طرف لے جائے۔

کیونکہ میری رہنمائی کے لیے یہ دو چیزیں کافی ہیں۔

اسلام علیکم محترم مسلم مین بھائی

لائبہ بہن اور آپ کا بہت شکریہ . میں آپ کے اس ایمانی جذبے پر اللہ الرحمان والعظیم سے دعا گو ہوں کہ مجھ ناچیز میں بھی اُسی اسوہ حسنۃ کی پیروی کا وہ جذبہ پیدا فرمادے کہ جس اُسوہ حسنۃ کو قرآن مجید میں بہترین بتایا گیا ہے **" لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ "** ۔

جب یہ جذبہ ایکبار کسی مسلمان میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر ہر قسم کی فرقہ بندی کا خاتمہ یقینی ہے کیونکہ جیسے صحابہ کرام رضوان علیہم نے آپ صل اللہ علیہ وسلم کی حیات اور آپ کی وفات کے بعد بھی صرف آپ کی پیروی کو کافی جانا اور کسی غیر نبی سے منسوب ہو کر فرقہ نہ بنے اور اللہ العظیم والکریم کی رضامندی کی سند قرآن مجید میں یوں حاصل کی کہ **" رضی اللہ عنہم ورضوعنہ "** راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے۔ سبحان اللہ -

دین اسلام شریعت محمدی صل اللہ علیہ وسلم ہے جسکا حکم خود اللہ القادر والمقتدر نے قرآن مجید میں

"اطیعو اللہ واطیعو رسول " کے ذریعے ہم کو بارھا فرمایا ہے - آپ سب کا بہت شکریہ اللہ تعالیٰ حق بات پر عمل کی توفیق دے یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے - الحمد للہ علی ذلک

اطیعو اللہ واطیعو رسول

(نسائي ٤/٧٥، ١٩٨٩) حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا)

بلند آواز سے بھی جنازہ پڑھایا جا سکتا ہے چنانچہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی کاش کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔(مسلم' الجنائز باب الدعاء للميت في الصلوٰة: ٩٦٣)

جنازہ کی تکبیرات:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔(بخاري' الجنائز' باب التكبير على الجنازة اربعًا' حديث ١٣٣٣۔ مسلم' الجنائز' باب في التكبير على الجنازة' حديث ٩٥١)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پر چار تکبیرات کہتے۔ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بھی کرتے تھے (مسلم' الجنائز باب الصلاة على قبر ٩٥٧)

معلوم ہوا تکبیر اولیٰ کے بعد سورت فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔سورت فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ کر امام کو دوسری تکبیر کہنی چاہیے۔اور پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں:

پہلی دعا:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ".

"اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردے کو چھوٹے اور بڑے کو مرد اور عورت کو حاضر اور غائب کو بخش دے۔اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے ایمان پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو

تو فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر!" (ابوداود' الجنائز' باب الدعاء للمیت' حدیث ۳۲۰۱' اسے امام ابن حبان نے صحیح کہا)

دوسری دعاء:

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ".

"اے اللہ! اسے معاف فرما' اس پر رحم فرما' اسے عافیت میں رکھ' اس سے درگزر فرما' اس کی بہترین مہمانی فرما' اس کی قبر فراخ فرما' اس کے (گناہ) پانی' اولوں اور برف سے دھو ڈال' اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر' (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما' اسے بہشت میں داخل فرما، عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا".

(مسلم' الجنائز' باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ: ۹۶۳)

تیسری دعا:

"اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ اِحْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ".

"اے اللہ! تیرا یہ بندہ، تیری بندی کا بیٹا، تیری رحمت کا محتاج ہے، تو اسے عذاب نہ دے تو تجھے کیا پروا۔ اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گنہگار تھا تو اسے معاف فرما".

(حاکم (۱/۳۵۹) حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا)

وحی کا ظہور

پرودگار نے شہد کی مکھی کو وحی کی لیکن شہد کی مکھی نبی نہیں۔

وحی کے بارے میں گفتگو اس لحاظ سے اھمیت رکھتی ھے کہ یہ کلام الٰھی کی شناخت کا ذریعہ ھے بلکہ شاید ابحاثِ قرآنی میں سب سے مھم ترین بحث وحی کے بارے میں ھی ھو یعنی وحی کی پہچان اور آسمان سے زمین کے درمیان ارتباط کی پہچان ان سوالات کے جوابات مطالب قرآنی کو سمجھنے میں خاصی مدد دیتے ھیں۔

لفظ وحی معانی کے اعتبار سے کئی معانی میں استعمال ھوا ھے من جملہ ان میں سے اشارہ، کتابت، پیغام، پوشیدہ گفتگو، مخفی اعلان، جلدی، جو بھی کلام ھو، وہ پیغام یا اشارہ جو دوسرے کی طرف بھیجا یا کیا جائے ودسروں کی توجہ سے بچاتے ھوئے، کسی بات کا سمجھانا ان سب کو وحی کھا جاتا ھے، ماھر لغت راغب اصفھانی لکھتے ھیں: "وحی یعنی وہ پوشیدہ پیغام جو اشارہ کے ذریعے جلدی انجام پائے۔

وحی کے بارے میں گفتگو اس لحاظ سے اھمیت رکھتی ھے کہ یہ کلام الٰھی کی شناخت کا ذریعہ ھے بلکہ شاید ابحاثِ قرآنی میں سب سے مھم ترین بحث وحی کے بارے میں ھی ھو یعنی وحی کی پہچان اور آسمان سے زمین کے درمیان ارتباط کی پہچان ان سوالات کے جوابات مطالب قرآنی کو سمجھنے میں خاصی مدد دیتے ھیں۔

وحی کے لغوی معنیٰ:

لفظ وحی معانی کے اعتبار سے کئی معانی میں استعمال ھوا ھے من جملہ ان میں سے اشارہ، کتابت، پیغام، پوشیدہ گفتگو، مخفی اعلان، جلدی، جو بھی کلام ھو، وہ پیغام یا اشارہ جو دوسرے کی طرف بھیجا یا کیا جائے ودسروں کی توجہ سے بچاتے ھوئے، کسی بات کا سمجھانا ان سب کو وحی کھا جاتا ھے، ماھر لغت راغب اصفھانی لکھتے ھیں: "وحی یعنی وہ پوشیدہ پیغام جو اشارہ کے ذریعے جلدی انجام پائے۔([1])

ابو اسحاق نے بھی یھی معنیٰ کئے ھیں۔

قرآن میں وحی کے معانی

لفظ وحی قرآن میں چار معنی میں استعمال ھوا ھے:

>فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا([2])<

"یعنی وہ محراب عبادت سے لوگوں کی طرف آئے اور لوگوں کو اشارے کے ذریعے کھا کہ صبح و شام اللّٰھی تسبیح کرو (نعمات پروردگار کے شکرانے میں)"۔ ا۔ پوشیدہ اشارہ: یہ وھی لغوی معنیٰ ھے جیسا کہ حضرت زکریاؑ نے جب خاموش رہنے کا روزہ رکھا ھوا تھا جس کا ذکر قرآن میں کچھ اس رح سے ھے۔

۲۔ فطری ھدایت: یہ وہ فطری و طبیعی ھدایت ھے جو تمام موجودات میں ودیعت کی گئی ھے چاھے جمادات ھوں یا نباتات، حیوانات ھوں یا انسان فطری طور پر ھر ایک اپنی بقا اور بقائے حیات کو چاہتا ھے اس ھدایت طبیعی و فطری کو قرآن میں وحی کے نام سے یاد کیا گیا ھے جیسا کہ ارشاد ھوا:

>وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ # ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا۔۔۔([3])<

"یعنی تمھارے پرودگار نے شھد کی مکھی کو وحی کی (یعنی اس میں فطری طور پر الھام کیا) کہ پھاڑوں اور درختوں اور گھروں کی بلندیوں میں گھر بنائے۔ اس کے بعد مختلف پھلوں سے غذا حاصل کرے اور نرمی کے ساتھ خدائی راستہ پر چلے"۔

۳۔الھام اور غیبی فرمان: کبھی انسان کو ایسا پیغام ملتا ھے کہ اس پیغام آنے کی وجہ کو وہ سمجھ نھیں پاتا ھے(یہ خصوصاًاضطرار کے عالم میں انسان سمجھتا ھے کہ کوئی راہ موجود نھیں ھے)ناگھاں اس کے دل میں امید کی ایک لھر دوڑتی ھے جس سے اس کے لئے راہ روشن ھو جاتی ھے اور اسے اس وحشت ناک کیفیت سے نکال دیتی ھے یہ وھی راہ ھے جو پس پردہ انسان کی مدد کرتی ھے اسے قرآن میں وحی سے تعبیر کیا گیا ھے جیسا کہ قرآن مادر موسیٰ(ع) کے بارہ میں ارشاد فرماتا ھے:

>وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ---([4])<

"یعنی اور ھم نے تم پر ایک اور احسان کیا ھے۔جب ھم نے تمھاری ماں کی طرف ایک خاص وحی کی کہ اپنے بچے کو صندوق میں رکھ دو اور پھر صندوق کو دریا کے حوالے کر دو موجیں اسے ساحل پر ڈال دیں گی اور ایک شخص اسے اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ھے اور موسیٰ کا بھی دشمن ھے پھر ھم نے تمھیں تمھاری ماں کی طرف پلٹا دیا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ھو جائیں اور رنجیدہ نہ ھو"۔

ان آیات سے معلوم ھوتا ھے کہ جب حضرت موسیٰ کی ولادت ھوئی تو ان کی ماں پریشان ھوئیں اچانک ان کے ذھن میں خیال آیا کہ خدا پر توکل کرتے ھوئے اسے دودھ دو اور جب بھی تم نے خطرہ محسوس کیا اسے لکڑی کے صندوق میں بند کر کے دریا میں چھوڑ دو اسی طرح ان کے ذھن میں آیا کہ ان کا بچّہ دوبارہ ان کی طرف لوٹ آئے گا اور اس مسئلے میں پریشان نہ ھو یہ وہ فکر تھی جو مادر موسیٰ کے ذھن میں آئی اس طرح کی نجات دھندہ اور خوف وھراس دور کرنے والی افکار کو الھام رحمانی اور عنایت ربّانی کہتے ھیں جن سے خدا کے صالح بندوں کو ضرورت کے وقت نجات ملتی ھے البتہ قرآن نے وحی کے اس طرح کے معانی کو وسوسۂ شیطانی کے لئے بھی استعمال کیا ھے مثلاًارشاد ھوا>۔۔وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ---([5])<

"یعنی،شیاطین اپنے دوستوں کی طرف ایسی باتوں کو الھام وسوسہ ڈالتے ھیں کہ وہ تم لوگوں سے جھگڑیں"۔

۴۔وحی رسالی: یہ وہ قسم ھے جو نبوّت کو مشخّص کرتی ھے اور اس طرح کی وحی کا ذکر قرآن میں سترّ مرتبہ آیا ھے مثلاًارشاد ھوا:

>وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا---([6])<

"یعنی اور اسی طرح ھم نے آپ کی طرف قرآن کی وحی کی تا کہ آپ مکہ والوں اور اس کے اطراف والوں کو ڈرائیں"۔

انبیاء ایسے انسان کامل ھوتے ھیں جو وحی دریافت کرنے کی کامل آمادگی رکھتے ھیں امام حسن عسکری(ع) اس بارہ میں فرماتے ھیں:"خدا نے قلوب انبیاء کو وحی کے قبول کرنے لئے بہترین پایا تو انھیں نبوّت کے لئے منتخب کیا"۔([7])

پیغمبر اسلام(ص) ارشاد فرماتے ھیں:"خدا نے کوئی ایسا پیغمبر نھیں بھیجا مگر اسے جس نے اپنی عقل کو کمال تک پہنچایا ھوا تھا اور اس کی ذکاوت پوری امّت سے برتر تھی"۔([8])

صدرالدّین کہتے ھیں:"قبل اس کے کہ کسی نبی کو نبوّت ملے اس کے باطن نے حقیقتِ نبوّت کو سمجھ لیا تھا"۔([9])

وحی کا ظھور الھام کی مانند باطن کے خاص موارد میں پاک اوصاف ھونے پر استعمال ھوتا ھے اس فرق کے ساتھ کہ منشاٴالھام اس شخص سے پوشیدہ رہتا ھے جس کی طرف وحی ھوتی ھے لیکن وحی کی مرضی اسے معلوم ھوتی ھے اسی لئے انبیاء پیام آسمانی کو حاصل کرتے وقت حیرت و پریشانی میں گرفتار نھیں ھوتے ھیں کیونکہ انھیں وحی کے سبب علّت اور کیفیت سے پوری آشنائی ھوتی ھے۔

زرارہ امام جعفر صادق(ع) سے سوال کرتے ھیں کہ:"کس طرح پیغمبر اکرم(ص) مطمئن ھوئے کہ جو کچھ انھیں پہنچ رھا ھے وہ وحی ھے نہ کہ وسوسۂ شیطانی تو امام نے جواب دیا:جب بھی اللّٰہ تعالی اپنے بندے کو رسالت کے لئے چنتا ھے اُسے اطمینان قلب وسکون عطا کرتا ھے اس طرح سے کہ جو کچھ اُسے اللّٰہ کی جانب سے پہنچتا ھے وہ ایسا ھے گویا وہ اسے آنکھوں سے دیکھ رھا ھے"۔([10])

اور خدا پیغمبر کے انتخاب میں ھر طرح کے تعجّب اور بیجا توھم کو دور کرنے کے بارے میں ارشاد فرماتا ھے:"ھم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی نازل کی ھے

جس طرح نوح(ع) اور ان کے بعد کے انبیاء کی طرف وحی کی تھی اور ابراھیم(ع)، اسماعیل(ع، اسحاق(ع)، یعقوب(ع)، اسباط(ع)، عیسیٰ(ع)، ایّوب(ع)، یونس(ع(، ھارون(ع)، سلیمان(ع) کی طرف وحی کی ھے اور داؤد(ع) کو زبور عطا کی ھے۔ کچھ رسول ایسے ھیں جن کے قصے ھم آپ سے بیان کر چکے ھیں اور کچھ رسول ایسے ھیں جن کا تذکرہ ھم نے نھیں کیا ھے۔ اور اللّٰہنے موسیٰ سے باقاعدہ گفتگو کی ھے۔ یہ سارے رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اس لئے بھیجے گئے تاکہ رسول کے آنے کے بعد انسانوں کی حجت خدا پر قائم نہ ھونے پائے اور خدا سب پر غالب اور صاحب حکمت ھے۔ (یہ مانیں یا نہ مانیں) لیکن خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ھے وہ خود اس کی گواھی ھے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کیا ھے اور ملائکہ بھی گواھی دیتے ھیں اور خدا خود بھی شھادت کے لیے کافی ھے۔ بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور راہ خدا سے منع کر دیا وہ گمراھی میں بہت دور تک چلے گئے ھیں"۔([11])

لہٰذا اس مسئلے میں کوئی تعجب کی بات نھیں ھے کی انسانوں میں سے بعض افراد وحی کے لئے منتخب ھوں کیونکہ وحی کا سلسلہ ایسا ھے جس سے بشر آشنا ھے کیونکہ یہ سلسلہ ابتدائے بشریت سے چلا آرھا ھے۔

وحی رسالی کی اقسام

قرآن کے مطابق وحی رسالی تین قسم کی ھے جیسا کہ ارشاد ھوا:

>وَمَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَاۡىِٕ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ‌ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ۞ وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا۔۔۔([12])<

"یعنی کسی سے اللہ تعالی نے کلام نھیں کیا مگر یا وحی کے ذریعے یا حجاب کے ذریعے یا بھیجے ھوئے فرشتے کے ذریعے جس ذریعے سے بھی وہ جو چاہتا ھے وحی کرتا ھے بیشک وھی بلند مرتبہ والا دانا ھے۔ اسی طرح سے اے رسول ھم نے اپنی طرف سے آپ کی طرف روح الامین کے ذریعے وحی کی"۔

۱۔ وحی مستقیم: یعنی قلب پیغمبر(ص) پر مستقیم اور بلا واسطہ وحی کا نازل کرنا جیسا کہ اس سلسلے میں خود پیغمبر اکرم(ص) کا ارشاد ھے: "ان روح القدس ینفث فی روعی"۔([13])

یعنی روح القدس نے میرے اندر پھونکا (اس سے معلوم ھوتا ھے کہ روح القدس جبرئیل کے علاوہ کوئی اور ھے(

۲۔ آواز کا ایجاد کرنا: پیغمبر(ص) کی طرف اس طرح سے آواز کے ساتھ وحی کا پہنچنا کہ ان کے علاوہ کسی اور کا نہ سننا اس طرح سے آواز کا سننا اور صاحب آواز کا دکھائی نہ دینا ایسا ھے کہ گویا کوئی پردے کے پیچھے سے بولے اس لئے آیت > اَوۡ مِنۡ وراء حجاب < ذکر ھوا، حضرت موسیٰ کی طرف کوہ طور میں جو وحی ھوئی شب معراج پیغمبر کو بھی اسی طرح کی وحی ھوئی۔

۳۔ وحی کا فرشتہ کے ذریعہ سے بھیجنا: جس طرح جبرئیل امین پیغامات الٰھی کو پیغمبر اکرم(ص) کے پاس لایا کرتے تھے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ھوا >: نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ۞ عَلٰى قَلۡبِكَ۔۔۔([14])<

"یعنی روح الامین نے اس قرآن کو آپ کے قلب پر نازل کیا"۔

نزول وحی کی کیفیت

پیغمبر اکرم(ص) کی طرف جب مستقیم بلاواسطہ وحی نازل ھوتی تھی تو آپ کو سنگینی کا احساس ھوتا تھا آنحضرت(ص) کا جسم گرم ھو جاتا تھا اور آپ کی پیشانی پر پسینہ جاری ھو جاتا تھا اگر آپ(ص) اونٹ یا گھوڑے پر سوار ھوتے تو اس حیوان کی کمر جھکنے لگتی تھی اور زمین سے نزدیک ھو جاتی تھی، حضرت علی(ع) ارشاد فرماتے ھیں: "جب قلب پیغمبر(ص) پر سورہ مائدہ کا نزول ھوا تو اس وقت آپ "شھباء" نامی سواری پر تھے کہ حیوان کی کمر خم ھو گئی اور نزدیک تھا کہ زمین سے لگ جائے ایسے وقت میں پیغمبر(ص) کی حالت متغیر ھونے لگی اور آپ نے اپنے ھاتھ کو قریب صحابی کے کندھے پر رکھ دیا"۔([15])

عبادہ بن صامت کہتے ھیں "نزول وحی کے وقت پیغمبر کا رنگ متغیر ھونے لگتا تھا اور پیغمبر کی کمر جھکنے لگتی تھی اور پیغمبر سر کو جھکا لیتے تھے یہ دیکھ کر صحابہ بھی جھک جایا کرتے تھے"۔([16])

بعض اوقات ایسا ھوتا تھا کہ نزول وحی کے وقت پیغمبر کے زانو برابر میں بیٹھے ھوئے دوسرے شخص کے زانوں پر پڑ جاتے وہ پیغمبر کے زانوؤں کی سنگینی کو تحمّل

نہ کرپاتا تھا۔ ھمیں نھیں معلوم کہ پیغمبر پر اس طرح کی حالت کیوں طاری ھوتی تھی شاید اس کی وجہ یہ ھو کہ ھم وحی کی حقیقت سے آشنا نھیں ھیں، مزید تفصیل کے لئے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے جو خاص وحی اور اس کی کیفیت کے بارے میں لکھی گئی ھیں۔([17])حواشی[1] المفردات فی غریب القرآن، ص ۵۱۵۔

[2]سورہ مریم، آیت ۱۱۔

[3]سورہ نحل، آیہ ۶۸و۶۹۔

[4]سورہٴطہ آیہ ۳۷۔ ۴۰۔

[5]سورہ انعام، آآیہ ۱۲۱۔

[6]سورہ شوریٰ آیت ۷۔

[7]بحار، ج۱۸، ص ۲۰۵ ح ۳۶۔

[8]اصول کافی، ج۱، ص ۱۳۔

[9]شرح اصول کافی، ج۳، ص ۴۵۴۔

[10]بحار، ج۱۸، ص ۲۶۲، ح ۱۶۔

[11]سورہ نساء آیہ ۱۶۳سے ۱۶۷۔

[12]سورہ شوری آیہ ۵۱۔ ۵۲۔

[13]الاتقان ج۱، ص ۴۴۔

[14]سورہ شعراء آیت ۱۹۴۔ ۱۹۳۔

[15]تفسیر عیاشی، ج۱ص ۳۸۸۔

[16]طبقات ابن سعد، ج۱، ص ۱۳۱۔

[17]التمھید فی علوم القرآن ج۱ص ۶۶۔

بشکریہ قرآن الشیعہ ڈاٹ آرگ

یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے۔

نسب باپ کی طرف سے آدم علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے مگر ماں کی طرف سے حواء تک نہیں پہنچتا۔

ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں سدّ ذوالقرنین کا پتہ نہیں ملا۔

یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تمام خشکی وتری پر محیط ہو چکے ہیں، واجب التسلیم نہیں۔

ف ۲ ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب ووسائل اور قوت وحشمت کو دیکھ کر انہیں یہ خیال ہوا کہ ہماری تکالیف ومصائب کا سدباب اس سے ہو سکے گا۔ اس لیے گذارش کی کہ "یاجوج ماجوج" نے ہمارے ملک میں اودھم مچار کھی ہے۔ یہاں آکر قتل وغارت اور لوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مضبوط روک تھام کر دیں جس سے ہماری حفاظت ہو جائے تو جو کچھ اس پر خرچ آئے ہم ادا کرنے کو تیار ہیں۔ چاہے آپ ٹیکس لگا کر ہم سے وصول کر لیں۔

(تنبیہ) "یاجوج ماجوج" کون ہیں؟ کس ملک میں رہتے ہیں؟ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی سد (آہنی دیوار) کہاں ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے متعلق مفسرین و مؤرخین کے اقوال مختلف رہے ہیں۔

میرا خیال یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے اور جیسا کہ کعب بن احبار نے فرمایا اور نووی نے فتاویٰ میں جمہور علماء سے نقل کیا ہے۔ ان کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے آدم علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے مگر ماں کی طرف سے حواء تک نہیں پہنچتا گویا وہ عام آدمیوں کے محض باپ شریک بھائی ہوئے کیا عجیب ہے کہ **دجالِ اکبر جسے تمیم داری نے کسی جزیرہ میں مقید دیکھا تھا، اسی قوم میں کا ہو۔** جب حضرت مسیح علیہ السلام جو محض ایک آدم زاد خاتون (مریم صدیقہ) کے بطن سے بتوسط نفخہ ملکیہ پیدا ہوئے، نزول من السماء کے بعد دجال کو ہلاک کر دیں گے، اس وقت یہ قوم یاجوج ماجوج دنیا پر خروج کرے گی اور آخر کار حضرت مسیح کی دعاء سے غیر معمولی موت مرے گی۔

اس وقت یہ قوم کہاں ہے اور ذوالقرنین کی دیوار آہنی کس جگہ واقعہ ہے؟ سو جو شخص ان سب اوصاف کو پیش نظر رکھے گا جن کا ثبوت اس قوم اور دیوار آہنی کے متعلق قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ملتا ہے، اس کو کہنا پڑے گا کہ جن قوموں، ملکوں اور دیواروں کا لوگوں نے رائے سے پتہ دیا ہے، یہ مجموعہ اوصاف ایک میں بھی پایا نہیں جاتا۔ لہٰذا وہ خیالات صحیح معلوم نہیں ہوتے۔ اور احادیث صحیحہ کا انکار یا نصوص کی تاویلاتِ بعیدہ دین کے خلاف ہے۔ رہا مخالفین کا یہ شبہ کہ **ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا۔** اور اسی شبہ کے جواب کے لیے ہمارے مؤلفین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہے۔ اس کا صحیح جواب وہی ہے جو علامہ آلوسی بغدادی نے دیا ہے کہ ہم کو اس کا موقع معلوم نہیں اور ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تمام خشکی وتری پر محیط ہو چکے ہیں، واجب التسلیم نہیں۔

عقلاً جائز ہے کہ جس طرح اب سے پانچ سو برس پہلے تک ہم کو چوتھے براعظم (امریکہ) کے وجود کا پتہ نہ چلا، اب بھی کوئی پانچواں براعظم ایسا موجود ہو جہاں تک ہم رسائی حاصل نہ کر سکے ہوں اور تھوڑے دنوں بعد ہم وہاں تک یا وہ لوگ ہم تک پہنچ سکیں۔ سمندر کی دیوار اعظم جو آسٹریلیا کے شمالی مشرقی ساحل پر واقع ہے آجکل برطانوی سائنس دان ڈاکٹر سی ایم ینگ کے زیر ہدایات اس کی تحقیقات جاری ہے۔ یہ دیوار ہزار میل سے زیادہ لمبی اور بعض بعض مقامات پر بارہ بارہ میل تک چوڑی اور ہزار فٹ اونچی ہے۔ جس پر بیشمار مخلوق بستی ہے۔ جو مہم اس کام کے لیے روانہ ہوئی تھی حال میں اس نے اپنی یک سالہ تحقیق ختم کی ہے

جس سے سمندر کے عجیب وغریب اسرار منکشف ہوتے ہیں اور انسان کو حیرت واستعجاب کی ایک نئی دنیا معلوم ہو رہی ہے۔ پھر کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہم کو خشکی وتری کی تمام مخلوق کے مکمل انکشافات حاصل ہو چکے ہیں۔

بہر حال مخبر صادق نے جس کا صدق دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، جب اس دیوار کی مع اس کے اوصاف کے خبر دی تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں اور ان واقعات کے منتظر رہیں جو مشککین ومنکرین کے علی الرغم پیش آکر رہیں گے سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَاکُنْتَ جَاہِلاً وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَالَمْ تُزَوَّدِ۔

سدِّ ذوالقرنین

۱۔ ذوالقرنین سے یہ خطاب یا تو کسی ترجمان کے ذریعے ہوا ہو گا یا اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو جو خصوصی اسباب ووسائل مہیا فرمائے تھے، انہی میں مختلف زبانوں کا علم بھی ہو سکتا ہے اور یوں یہ خطاب براہ راست بھی ہو سکتا ہے۔

۹۴۔ ۲ یاجوج وماجوج یہ دو قومیں ہیں اور حدیث صحیح کے مطابق نسل انسانی میں سے ہیں اور ان کی تعداد، دوسری انسانی نسلوں کے مقابلے میں زیادہ ہو گی اور انہی سے جہنم زیادہ بھرے گی (صحیح بخاری)

(ف199) یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، زمین میں فساد کرتے تھے، ربیع کے زمانے میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور سبزے سب کھا جاتے تھے، کچھ نہ چھوڑتے تھے اور خشک چیزیں لاد کر لے جاتے تھے، آدمیوں کو کھا لیتے تھے درندوں، وحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے ان کی شکایت کی کہ وہ۔

(ف200) تاکہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر وایذا سے محفوظ رہیں۔

[۳۳] یاجوج ماجوج سے مراد وہ منگول قبائل ہیں جو قدیم زمانے سے متمدن ممالک پر حملہ کرتے رہے ہیں۔

[۷۶] ذوالقرنین کی تیسری مہم شمال کو۔ یاجوج ماجوج کون ہیں؟ ذوالقرنین کے تیسرے سفر کی سمت کا قرآن میں ذکر نہیں ہے تاہم قیاس یہی ہے کہ یہ شمالی جانب تھا اور شمالی جانب وہ قفقاز (کاکیشیا) کے پہاڑی علاقہ تک چلا گیا۔ ذوالقرنین اور اس کے ساتھی ان لوگوں کی زبان نہیں سمجھتے تھے اور وہ ان کی زبان نہیں سمجھتے تھے۔ ایسی صورتوں میں کسی ترجمان کی وساطت سے ہی بات چیت ہوئی ہو گی یا بسا اوقات اشاروں سے بھی مطلب سمجھایا جا سکتا ہے اور مسلم مؤرخین کے بیان کے مطابق یاجوج ماجوج سے مراد وہ انتہائی شمال مشرقی علاقہ کی وحشی اقوام ہیں جو انہی دروں کے راستوں سے یورپ اور ایشیا کی مہذب اقوام پر حملہ آور ہوتی رہی ہیں اور جنہیں مؤرخین سیدنا نوح کے بیٹے یافث کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر یہ التجا کی کہ ہمیں یاجوج ماجوج حملہ کر کے ہر وقت پریشان کرتے رہتے ہیں اگر ممکن ہو تو ان دو گھاٹیوں کے درمیان جو درے ہیں انہیں پاٹ دیجئے اور اس سلسلہ میں جو لاگت آئے وہ ہم دینے کو تیار ہیں یا اس کے عوض ہم پر کوئی ٹیکس لگا دیجئے وہ ہم ادا کرتے رہیں گے۔

ف ۵ یعنی حق تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو فی الحال یہ قدرت نہیں دی کی دیوار پھاند کر یا توڑ کر ادھر نکل آئیں۔

[۷۹] بعض روایات کے مطابق یہ دیوار پچاس میل لمبی ۲۹ فٹ اونچی اور ۱۰ فٹ چوڑی تھی اور اس دیوار کا فائدہ تو اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ اس کی بلندی بھی کم از کم دونوں اطراف کی بلندی کے برابر تو ہو۔ اتنی بلندی کی وجہ سے اس کے اوپر چڑھا بھی نہیں جا سکتا تھا اور لوہے کی موٹی تعمیر شدہ دیوار ہونے کی وجہ سے اس میں شگاف بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

۹۶۔ ا یاجوج ماجوج کی ضروری تفصیل سورہ کہف کے آخر میں گزر چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں قیامت کے قریب ان کا ظہور ہو گا اور اتنی تیزی اور کثرت سے یہ ہر طرف پھیل جائیں گے کہ ہر اونچی جگہ یہ دوڑتے ہوئے محسوس ہونگے۔ ان کی فساد انگیزیوں اور شرارتوں سے اہل ایمان تنگ آ

جائیں گے حتٰی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل ایمان کو ساتھ کو کوہ طور پر پناہ گزیں ہو جائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے یہ ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی لاشوں کی سڑاند اور بدبو ہر طرف پھیلی ہو گی، حتٰی کہ اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے پھر ایک زوردار بارش نازل فرمائے گا، جس سے ساری زمین صاف ہو جائیگی۔ (یہ ساری تفصیلات صحیح حدیث میں بیان کی گئی ہیں تفصیل کے لئے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ ہو)

ف ۱۴ یعنی قیامت کے قریب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سدّ ذوالقرنین توڑ کر "یاجوج ماجوج" کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ اپنی کثرت و ازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیز رفتار سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہو گا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آ رہی ہیں۔ سورہ "کہف" کے آخر میں اس قوم کے متعلق ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کا ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے۔

(ف169) قریبِ قیامت اور یاجوج ماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں۔

سُورَۃُ الْاَنْبِیَاءِ حاشیہ نمبر:93

93۔ یاجوج وماجوج کی تشریح سورہ کہف حاشیہ 62، 69 میں کی جا چکی ہے۔ ان کے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گے کہ جیسے کوئی شکاری درندہ یکایک پنجرے یا بندھن سے چھوڑ دیا گیا ہو۔ "وعدہ حق پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا" کا اشارہ صاف طور پر اس طرف ہے کہ یاجوج وماجوج کی یہ عالمگیر یورش آخری زمانہ میں ہو گی اور اس کے بعد جلدی ہی قیامت آ جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد اس معنی کو اور زیادہ کھول دیتا ہے جو مسلم نے حذیفہ بن اَسید الغِفاری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ "قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس علامتیں نہ دیکھ لو: دھواں، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے سورج کا طلوع، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج وماجوج کی یورش، اور تین بڑے خسوف (زمین کا دھنسنا یا Landslide) ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، اور تیسرا جزیرۃ العرب میں، پھر سب سے آخر میں یمن سے ایک سخت آگ اٹھے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانکے گی (یعنی بس اس کے بعد قیامت آ جائے گی)۔ ایک اور حدیث میں یاجوج وماجوج کی یورش کا ذکر کر کے حضورنے فرمایا اس وقت قیامت اس قدر قریب ہو گی جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہ نہیں کہہ سکتے کب وہ بچہ جن دے، رات کو یا دن کو (کالحامل المتم لا یدری اھلھا متی تفجؤھم بولدھا لیلا او نھاراً) لیکن قرآن مجید اور حدیث میں یاجوج ماجوج کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ یہ دونوں متحد ہوں گے اور مل کر دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ قیمات کے قریب زمانے میں ی دونوں آپس ہی میں لڑ جائیں اور پھر ان کی لڑائی ایک عالمگیر فساد کی موجب بن جائے۔

دیوار بنادی گئی۔

اس دیوار پر نہ تو چڑھنے کی طاقت یاجوج ماجوج کو ہے، نہ وہ اس میں کوئی سوراخ کر سکتے ہیں کہ وہاں سے نکل آئیں۔ چونکہ چڑھنا بہ نسبت توڑنے کے زیادہ آسان ہے اسی لئے چڑھنے میں ما اسطاعوا کا لفظ لائے اور توڑنے میں ما استطاعوا کا لفظ لائے۔ غرض نہ تو وہ چڑھ کر آ سکتے ہیں نہ سوراخ کر کے۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز یاجوج ماجوج اس دیوار کو کھودتے ہیں یہاں تک کے قریب ہوتا ہے کہ سورج کی شعاع ان کو نظر آ جائیں چونکہ دن گزر جاتا ہے، اس لئے ان کے سردار کا حکم ہوتا ہے کہ اب بس کرو کل آ کر توڑ دیں گے لیکن جب وہ دوسرے دن آتے ہیں، تو اسے پہلے دن سے زیادہ مضبوط پاتے ہیں۔ قیامت کے قریب جب ان کا نکلنا اللہ کو منظور ہو گا تو یہ کھودتے ہوئے جب دیوار کو چھلکے جیسی کر دیں گے تو ان کا سردار کہے گا اب چھوڑ دو کل انشاء اللہ اسے توڑ ڈالیں گے پس انشاء اللہ کہہ لینے کی برکت سے دوسرے دن جب وہ آئیں گے تو جیسی چھوڑ گئے تھے۔ ویسی ہی پائیں گے فوراً گرا دیں گے اور باہر نکل پڑیں گے۔ تمام پانی چاٹ جائیں گے، لوگ تنگ آ کر قلعوں میں پناہ گزیں ہو جائیں گے۔ یہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے اور مثل خون آلود تیروں کے ان کی طرف لوٹائے جائیں گے تو یہ کہیں گے زمین والے سب دب گئے آسمان والوں پر بھی ہم غالب آ گئے اب ان کی گردنوں میں گلٹیاں نکلیں گی اور سب کے سب بحکم الٰہی اسی وبا سے ہلاک کر دئے جائیں گے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ زمین کے جانوروں کی خوراک ان کے جسم

وخون ہوں گے جس سے وہ خوب موٹے تازے ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ میں بھی یہ روایت ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسے لائے ہیں اور فرمایا ہے یہ روایت غریب ہے سوائے اس سند کے مشہور نہیں۔ اس کی سند بہت قوی ہے لیکن اس کا متن نکارت سے خالی نہیں۔ اس لئے کہ آیت کے ظاہری الفاظ صاف ہیں کہ نہ وہ چڑھ سکتے ہیں نہ سوراخ کر سکتے ہیں کیونکہ دیوار، نہایت، مضبوط، بہت پختہ اور سخت ہے۔ **کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اسے چاٹتے ہیں اور بالکل چھلکے جیسی کر دیتے ہیں پھر کہتے ہیں چلو کل توڑ دیں گے دوسرے دن جو آتے ہیں تو جیسی اصل میں تھی ویسی ہی پاتے ہیں آخری دن وہ بہ الہام الٰہی جاتے وقت انشاءاللہ کہیں گے دوسرے دن جو آئیں گے تو جیسی چھوڑ گئے تھے، ویسی ہی پائیں گے اور توڑ ڈالیں گے۔** بہت ممکن ہے کہ انہی کعب سے حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی ہو پھر بیان کی ہو اور کسی راوی کو وہم ہو گیا ہو اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سمجھ کر اسے مرفوعا بیان کر دیا ہو واللہ اعلم۔ یہ جو ہم کہہ رہے ہیں اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے، چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور فرماتے جاتے تھے۔ لا الہ اللہ عرب کی خرابی کا وقت قریب آگیا آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا پھر آپ نے اپنی انگلیوں سے حلقہ بنا کر دکھایا اس پر ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم بھلے لوگوں کی موجودگی میں بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے ؟ آپ نے فرمایا ہاں جب خبیث لوگوں کی کثرت ہو جائے۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے بخاری مسلم دونوں میں ہے ہاں بخاری شریف میں راویوں کے ذکر میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں۔ مسلم میں ہے اور بھی اس کی سند میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو بہت ہی کم پائی گئی ہیں مثلا زہری کی روایت عروہ سے حالانکہ یہ دونوں بزرگ تابعی ہیں اور چار عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے سے روایت کرنا پھر چاروں عورتیں صحابیہ رضی اللہ عنہا۔ پھر ان میں بھی دو حضور علیہ السلام کی بیویوں کی لڑکیاں اور دو آپ کی بیویاں رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ بزار میں یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے (مترجم کہتا ہے اس تکلف کی اور ان مرفوع احادیث کے متعلق اس قول کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ **ہم آیت قرآنی اور ان صحیح مرفوع احادیث کے درمیان بہت آسانی سے یہ تطبیق دے سکتے ہیں کہ کوئی ایسا سوراخ نہیں کر سکتے جس میں سے نکل آئیں۔** پتلی کر دینا یا حلقیں کے برابر سوراخ کر دینا اور بات ہے جو مقصود ذوالقرنین کا اس دیوار کے بنانے سے تھا وہ بفضلہ حاصل ہے کہ نہ وہ اوپر سے اتر سکیں نہ توڑ کر یا سوراخ کر کے نکل سکیں اور اسی کی خبر آیت میں ہے اور اس کے خلاف کوئی حدیث نہیں۔ واللہ اعلم مترجم) اس دیوار کو بنا کر ذوالقرنین اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور اللہ کا شکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لو گو یہ بھی رب کی رحمت ہے کہ اس نے ان شریروں کی شرارت سے مخلوق کو اب امن دے دیا ہاں جب اللہ کا وعدہ آجائے گا تو اس کا ڈھیر ہو جائے گا۔ یہ زمین دوز ہو جائے گی۔ مضبوطی کچھ کام نہ آئے گی۔ اونٹنی کا کوہان جب اس کی پیٹھ سے ملا ہوا ہو تو عرب میں اسے ناقتہ دکاء کہتے ہیں۔ قرآن میں اور جگہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پہاڑ پر رب نے تجلی کی تو وہ پہاڑ زمین دوز ہو گیا وہاں بھی لفظ جعلہ دکاء ہے۔ پس قریب بہ قیامت یہ دیوار پاش پاش ہو جائے گی اور ان کے نکلنے کا راستہ بن جائے گا۔ اللہ کے وعدے اٹل ہیں، قیامت کا آنا یقینی ہے۔ اس دیوار کے ٹوٹتے ہی یہ لوگ نکل پڑیں گے اور لوگوں میں گھس جائیں گے اپنوں بیگانوں کی تمیز اٹھ جائے گی۔ یہ واقعہ دجال کے آجانے کے بعد قیامت کے قیام سے پہلے ہو گا اس کا پورا بیان آیت (اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ 96؀) 21-الانبیاء:96) کی تفسیر میں آئے گا انشاءاللہ۔ اس کے بعد صور پھونکا جائے گا اور سب جمع ہو جائیں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن انسان جن سب خلط ملط ہو جائیں گے بنی خزارہ کے ایک شیخ کا بیان ابن جریر میں ہے کہ جب جن انسان آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں گے اس وقت ابلیس کہے گا کہ میں جاتا ہوں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کیا بات ہے ؟ مشرق کی طرف بھاگے گا لیکن وہاں فرشتوں کی جماعتوں کو دیکھ کر رک جائے گا اور لوٹ کر مغرب کو پہنچے گا، وہاں بھی یہی رنگ دیکھ کر دائیں بائیں بھاگے گا لیکن چاروں طرف سے فرشتوں کا محاصرہ دیکھ کر نا امید ہو کر چیخ پکار شروع کر دے گا اچانک اسے ایک چھوٹا سا راستہ دکھائی دے گا، اپنی ساری ذریات کو لے کر اس میں چل پڑے گا آگے جا کر دیکھے گا کہ دوزخ بھڑک رہی ہے ایک داروغہ جہنم اس سے کہے گا کہ اے موذی خبیث! کیا اللہ نے تیرا مرتبہ نہیں بڑھایا تھا ؟ کیا تو جنتیوں میں نہ تھا؟ یہ کہے گا آج ڈانٹ کیوں کرتے ہو؟ آج تو چھٹکارے کا راستہ بتاؤ میں عبادت الٰہی کے لئے تیار ہوں اگر حکم ہو تو اتنی اور ایسی عبادت

کروں کہ روئے زمین پر کسی نہ کی ہو۔ دروا غہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایک فریضہ مقرر کرتا ہے وہ خوش ہو کر کہے گا میں اس کے حکم کی بجا آوری کے لیے پوری مستعدی سے موجود ہوں۔ حکم ہو گا کہ یہی کہ تم سب جہنم میں چلے جاؤ۔ اب یہ خبیث ہکابکارہ جائے گا وہیں فرشتہ اپنے پر سے اسے اور اس کی تمام ذریت کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دے گا۔ جہنم انہیں لے کر آدبوچے گی اور ایک مرتبہ تو وہ جھلائے گی کہ تمام مقرب فرشتے اور تمام نبی رسول گھٹنوں کے بل اللہ کے سامنے عاجزی میں گر پڑیں گے۔ طبرانی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یاجوج ماجوج حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اگر وہ چھوڑ دئے جائیں تو دنیا کی معاش میں فساد ڈال دیں، ایک ایک اپنے پیچھے ہزار ہزار بلکہ زیادہ چھوڑ کر مرتا ہے پھر ان کے سوا تین امتیں اور ہیں تاویل مارس اور منسک۔ یہ حدیث غریب ہے بلکہ منکر اور ضعیف ہے۔ نسائی میں ہے کہ ان کی بیویاں بچے ایک ایک اپنے پیچھے ہزار ہزار بلکہ زیادہ چھوڑ کر مرتا ہے۔ پھر فرمایا صور پھونک دیا جائے گا جیسے حدیث میں ہے کہ وہ ایک قرن ہے جس میں صور پھونک دیا جائے گا پھونکنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ جیسے کہ لمبی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ اور بھی بہت سی حدیث سے اس کا ثبوت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں کیسے چین اور آرام سے بیٹھوں؟ صور کو منہ سے لگائے ہوئے پیشانی جھکائے ہوئے، کان لگائے ہوئے، منتظر بیٹھا ہے کہ کب حکم ہو اور میں پھونک دوں۔ لوگوں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کیا کہیں؟ فرمایا (حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا) پھر فرماتا ہے ہم سب کو حساب کے لئے جمع کریں گے سب کا حشر ہمارے سامنے ہو گا جیسے سورۃ واقعہ میں ہے کہ اگلے پچھلے سب کے سب مقررہ دن کے وقت اکٹھے کئے جائیں گے اور آیت میں ہے (وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا 47؀ۚ) 18-الکھف:47) ہم سب کو جمع کریں گے ایک بھی تو باقی نہ بچے گا۔

[۸۶] اس آیت کا سابقہ آیت سے ربط یہ ہے کہ جس دن یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس وقت لازماً ان تباہ شدہ بستی والوں کو ہمارے حضور پیش ہونا پڑے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ ہمارے حضور پیش نہ ہوں۔ اس لحاظ سے پہلا مطلب ہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔

یاجوج ماجوج کے کچھ حالات تو سورہ کہف کی آیت نمبر ۹۴ کے تحت مذکور ہوئے ہیں۔ مزید یہ کہ۔۔۔ ذوالقرنین کا زمین بوس ہونا اور یاجوج ماجوج کا حملہ آور ہونا قرب قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے:

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آپس میں قیامت کے متعلق باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے۔ پھر آپ نے بالترتیب ان سب کا ذکر فرمایا۔ دسواں، دجال کا خروج، دابہ~ن~الارض کا ظاہر ہونا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کی یورش، تین مقامات پر زمین کی دھنس جانا، مشرق میں، مغرب میں اور جزیرہ عرب میں اور ان نو نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہو گی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور انہیں ان کے اجتماع کے مقان (شام) کی طرف لے جائے گی۔ (مسلم، کتاب الفتن وشرائط الساعہ~ن)~

اور جب یہ دیوار ٹوٹے گی تو یاجوج ماجوج یوں حملہ آور ہوں گے جیسے کوئی شکاری جانور قفس سے آزاد ہو کر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے یہ لوگ اپنی کثرت اور ازدھام کی وجہ سے ہر بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھوا نہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت سے تیز فتاری سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت اسے روک نہ سکے گی۔ یوں معلوم ہو گا کہ ان کی افواج پہاڑ اور ٹیلوں سے پھسلتی اور لڑھکتی چلی آرہی ہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یاجوج ماجوج دونوں قومیں آپس میں متحد ہو کر ایسی شورش بپا کریں۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ دونوں قومیں آپس میں ہی بھڑ جائیں پھر ان کی لڑائی ایک عالمگیر فساد کا موجب بن جائے۔

ف ۱۴ یعنی قیامت کے قریب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سدّ ذوالقرنین توڑ کر "یاجوج ماجوج" کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ اپنی کثرت وازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیز رفتار سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ

سکے گی۔ یہ معلوم ہو گا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آرہی ہیں۔ سورہ "کہف" کے آخر میں اس قوم کے متعلق ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کا ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے۔

They said, ‘O Dhu’l-Qarnayn, truly Gog and Magog (read Ya’juj wa-Ma’juj or Yajuj wa-Majuj: these two are non-Arabic names of two tribes and are therefore indeclinable) are causing corruption in the land, plundering and oppressing [us] when they come forth to attack us. So shall we pay you a tribute, some [form of] payment (a variant reading [for kharjan] is kharajan), on condition that you build between us and them a barrier?, an obstruction, so that they will not be able to reach us.

And so they, Gog and Magog, were not able to scale it, to climb up its length, because of its [great] height and smoothness, nor could they pierce it, because of its firmness and thickness.

Until (hatta, [a particle] expressing the end of the prohibition of their return) when Gog and Magog (read Ya’juju wa-Ma’juju or Yajuju wa-Majuju, [these are] non-Arabic names of two tribes; there is an implicit genitive annexation before this clause, namely, the [gates of the] sadd, ‘the barrier’, [built] against them) are let loose (read futihat or futtihat) — and this will happen near the [time of the] Resurrection — and they slide down, they hasten, from every slope, [every] highland.

دجالِ اکبر جسے تمیم داری نے کسی جزیرہ میں مقید دیکھا تھا، اسی قوم میں کا ہو۔

Fairy Tale of Dajjal (Antichrist)

دجالِ اکبر کی جاسوس جاسہ کے بیان میں

جابر نے گواہی دی تھی کہ وہ ابن صائد ہے میں نے کہا کہ وہ تو مر چکا ہے؟ کہنے لگے کہ اگرچہ مر چکا ہو میں نے کہا کہ وہ تو اسلام لاچکا تھا؟ کہنے لگے کہ خواہ اسلام بھی لاچکا ہوں میں نے کہا وہ تو مدینہ میں بھی داخل ہو گیا تھا کہنے لگا کہ خواہ وہ مدینہ میں بھی داخل ہو گیا ہو۔

55 - فتنوں کا بیان: (182)

جاسہ کے قصہ کے بیان میں

وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَكِبَ الْبَحْرَ فَتَاهَتْ بِهِ سَفِينَتُهُ فَسَقَطَ إِلَى جَزِيرَةٍ فَخَرَجَ إِلَيْهَا يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَقِيَ إِنْسَانًا يَجُرُّ شَعَرَهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَدْ وَطِئْتُ الْبِلَادَ كُلَّهَا غَيْرَ طَيْبَةَ فَأَخْرَجَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ فَحَدَّثَهُمْ قَالَ هَذِهِ طَيْبَةُ وَذَاكَ الدَّجَّالُ

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2888 حدیث مرفوع مکررات 11 متفق علیہ 4

حسن بن علی حلوانی احمد بن عثمان نوفلی وہب بن جریر، غیلان بن جریر ثقفی حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت تمیم داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اور ان کی کشتی راستہ سے ہٹ گئی تو اس نے انہیں ایک جزیرہ میں گرایا یہ اس جزیرے میں پانی تلاش کرنے کے لئے نکلے اور وہاں ایک انسان سے ملاقات ہوئی جو اپنے بال کھینچ رہا تھا باقی حدیث گزر چکی اس میں یہ ہے کہ اس نے کہا اگر مجھے نکلنے کی اجازت دیدی گئی تو میں مدینہ طیبہ کے علاوہ تمام شہروں کو روند ڈالوں گا پھر رسول اللہ حضرت تمیم داری کو لوگوں کی طرف لے گئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

Tamim Dari came to Allah's Messenger (may peace be upon him) and informed Allah's Messenger (may peace be upon him) that he sailed in an ocean and his ship lost direction and thus landed at an island. They moved about in that land in search of water. There they saw a person who had been pulling his hair. The rest of the hadith is the same. And he (Dajjal) said: If I were to be permitted to set out I would have covered all the lands except Taiba. Then Allah's Messerger (may peace be upon him) brought (Tamim Dari) before the public and he narrated to them and said: That is Taiba and that is the Dajjal.

55 - فتنوں کا بیان: (182)

جساسہ کے قصہ کے بیان میں

حدثنا عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث و حجاج بن الشاعر كلاهما عن عبد الصمد واللفظ لعبد الوارث بن عبد الصمد حدثنا أبي عن جدي عن الحسين بن ذكوان حدثنا ابن بريدة حدثني عامر بن شراحيل الشعبي شعب همدان أنه سأل فاطمة بنت قيس أخت الضحاك بن قيس وكانت من المهاجرات الأول فقال حدثيني حديثا سمعتيه من رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسنديه إلى أحد غيره فقالت لئن شئت لأفعلن فقال لها أجل حدثيني فقالت نكحت ابن المغيرة وهو من خيار شباب قريش يومئذ فأصيب في أول الجهاد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما تأيمت خطبني عبد الرحمن بن عوف في نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وخطبني رسول الله صلى الله عليه وسلم على مولاه أسامة بن زيد وكنت قد حدثت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أحبني فليحب أسامة فلما كلمني رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت أمري بيدك فأنكحني من شئت فقال انتقلي إلى أم شريك وأم شريك امرأة غنية من الأنصار عظيمة النفقة في سبيل الله ينزل عليها الضيفان فقلت سأفعل فقال لا تفعلي إن أم شريك امرأة كثيرة الضيفان فإني أكره أن يسقط عنك خمارك أو ينكشف الثوب عن ساقيك فيرى القوم منك بعض ما تكرهين ولكن انتقلي إلى ابن عمك عبد الله بن عمرو ابن أم مكتوم وهو رجل من بني فهر فهر قريش وهو من البطن الذي هي منه فانتقلت إليه فلما انقضت عدتي سمعت نداء المنادي منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم ينادي الصلاة جامعة فخرجت إلى المسجد فصليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكنت في صف النساء التي تلي ظهور القوم فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاته جلس على المنبر وهو يضحك فقال ليلزم كل إنسان مصلاه ثم قال أتدرون لم جمعتكم قالوا الله ورسوله أعلم قال إني والله ما جمعتكم لرغبة ولا لرهبة ولكن جمعتكم لأن تميما الداري كان رجلا نصرانيا فجاء فبايع وأسلم وحدثني حديثا وافق الذي كنت أحدثكم عن مسيح الدجال حدثني أنه ركب في سفينة بحرية مع ثلاثين رجلا من لخم وجذام فلعب بهم الموج شهرا في البحر ثم أرفئوا إلى جزيرة في البحر حتى مغرب الشمس فجلسوا في أقرب السفينة فدخلوا الجزيرة فلقيتهم دابة أهلب كثير الشعر لا يدرون ما قبله من دبره من كثرة الشعر فقالوا ويلك ما أنت فقالت أنا الجساسة قالوا وما الجساسة قالت أيها القوم انطلقوا إلى هذا الرجل في الدير فإنه إلى خبركم بالأشواق قال لما سمت لنا رجلا فرقنا منها أن تكون شيطانة قال فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير فإذا فيه أعظم إنسان رأيناه قط خلقا وأشده وثاقا مجموعة يداه إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد قلنا ويلك ما أنت قال قد قدرتم على خبري فأخبروني ما أنتم قالوا نحن أناس من العرب ركبنا في سفينة بحرية فصادفنا البحر حين اغتلم فلعب بنا الموج شهرا ثم أرفأنا إلى جزيرتك هذه فجلسنا في أقربها فدخلنا الجزيرة فلقيتنا دابة أهلب كثير الشعر لا يدرى ما قبله من دبره من كثرة الشعر فقلنا ويلك ما أنت فقالت أنا الجساسة قلنا وما الجساسة قالت اعمدوا إلى هذا الرجل في الدير فإنه إلى خبركم بالأشواق فأقبلنا إليك سراعا وفزعنا منها ولم نأمن أن تكون شيطانة فقال أخبروني عن نخل بيسان قلنا عن أي شأنها تستخبر قال أسألكم عن نخلها هل يثمر قلنا له نعم قال أما إنه يوشك أن لا تثمر قال أخبروني عن بحيرة الطبرية قلنا عن أي شأنها تستخبر قال هل فيها ماء قالوا هي كثيرة الماء قال أما إن ماءها يوشك أن يذهب قال أخبروني عن عين زغر قالوا عن أي شأنها تستخبر قال هل في العين ماء وهل يزرع أهلها بماء العين قلنا له نعم هي كثيرة الماء وأهلها يزرعون من مائها قال أخبروني عن نبي الأميين ما فعل قالوا قد خرج من مكة ونزل يثرب قال أقاتله العرب قلنا نعم قال كيف صنع بهم فأخبرناه أنه قد ظهر على من يليه من العرب وأطاعوه قال لهم قد كان ذلك قلنا نعم قال أما إن ذاك خير لهم أن يطيعوه وإني مخبركم عني إني أنا المسيح وإني أوشك أن يؤذن لي في الخروج فأخرج فأسير في الأرض فلا أدع قرية إلا هبطتها في أربعين ليلة غير مكة وطيبة فهما محرمتان علي كلتاهما كلما أردت أن أدخل واحدة أو واحدا منهما استقبلني ملك بيده السيف صلتا يصدني عنها وإن على كل نقب منها ملائكة يحرسونها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وطعن بمخصرته في المنبر هذه طيبة هذه طيبة هذه طيبة يعني المدينة ألا هل كنت حدثتكم ذلك فقال الناس نعم فإنه أعجبني حديث تميم أنه وافق الذي كنت أحدثكم عنه وعن المدينة ومكة ألا إنه في بحر الشام أو بحر اليمن لا بل من قبل المشرق ما هو من قبل المشرق ما هو من قبل المشرق ما هو وأومأ بيده إلى المشرق قالت فحفظت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2886 حدیث مرفوع مکررات 11 متفق علیہ 4

عبدالوارث ابن عبدالصمد بن عبدالوارث حجاج بن شاعر، عبدالوارث بن عبدالصمد ابی جدی حسین بن ذکوان بن بریدہ، حضرت عامر بن شراحیل شعبی سے روایت ہے کہ اس فاطمہ بنت قیس ضحاک بن قیس کی بہن سے پوچھا کہ مجھے ایسی حدیث روایت کی جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہو اور اس میں کسی اور کا واسطہ بیان نہ کرنا حضرت فاطمہ نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں ایسی حدیث روایت کرتی ہوں انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا ہاں ایسی حدیث مجھے بیان کرو تو انہوں نے کہا میں نے ابن مغیرہ سے نکاح کیا اور وہ ان دنوں قریش کے عمدہ نوجوان میں سے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شہید ہو گئے پس جب میں بیوہ ہو گئی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت میں مجھے پیغام نکاح دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید کے لئے پیغام نکاح دیا اور میں یہ حدیث سن چکی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ سے محبت کرے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ سے گفتگو کی تو میں نے عرض کیا میرا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں آپ نے فرمایا ام شریک کے ہاں منتقل ہو جا اور ام شریک انصار میں سے غنی عورت تھیں اور اللہ کے راستہ میں بہت خرچ کرنے والی تھیں اس کے ہاں مہمان آتے رہتے تھے تو میں نے عرض کیا میں عنقریب ایسا کروں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسا نہ کر کیونکہ ام شریک ایسی عورت ہیں جن کے پاس مہمان کثرت سے آتے رہتے ہیں میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تجھ سے تیرا دوپٹہ گر جائے یا تیری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تیرا وہ بعض حصہ دیکھ لیں جسے تو ناپسند کرتی ہو بلکہ تو اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا اور وہ قریش کے خاندان بن فہر سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اسی خاندان سے تھے جس سے فاطمہ بنت قیس تھیں پس میں ان کے پاس منتقل ہو گئی جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نداء دینے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا نماز کی جاعت ہونے والی ہے پس میں مسجد کی طرف نکلی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اس حال میں کہ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کی پشتوں سے ملی ہوئی تھی جب رسول اللہ نے اپنی نماز پوری کر لی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر ہی بیٹھا رہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا میں نے تمہیں صرف اس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری نصرانی آدمی تھے پس وہ آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے پس انہیں ایک ماہ تک بحری موجیں دھکیلتی رہیں پھر وہ سمندر میں ایک جزیرہ کی طرف پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ وہ نہ پہچان سکے تو انہوں نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا اے قوم اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے پس جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہ وہ کہیں جن ہی نہ ہو پس ہم جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہو گئے وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا کہ اس سے پہلے ہم نے اتنا بڑا آدمی اتنی سختی کے ساتھ بندھا ہوا کہیں نہ دیکھا تھا اس کے دونوں ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا تھا اور گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا ہم نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا تم میری خبر معلوم کرنے پر قادر ہو ہی گئے ہو تو تم ہی بتاؤ کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں ہم دریائی جہاز میں سوار ہوئے پس جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا پس موجیں ایک مہینہ تک ہم سے کھیلتی رہیں پھر ہمیں تمہارے اس جزیرہ تک پہنچا دیا پس ہم چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہوئے اور جزیرہ کے اندر داخل ہو گئے تو ہمیں بہت موٹے اور گھنے بالوں والا جانور ملا جس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصہ پہچانا نہ جاتا تھا ہم نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا میں جساسہ ہوں ہم نے کہا جساسہ کیا ہوتا ہے اس نے کہا گرجے میں اس آدمی کا قصد کرو کیونکہ وہ تمہاری خبر کا بہت شوق رکھتا ہے پس ہم تیری طرف جلدی سے چلے اور ہم گھبرائے اور اس سے پر امن نہ تھے کہ وہ جن ہو اس نے کہا مجھے بیسان کے

باغ کے بارے میں خبر دو ہم نے کہا اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو اس نے کہا میں اس کی کھجوروں کے پھل کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں ہم نے اس سے کہا ہاں پھل آتا ہے اس نے کہا عنقریب یہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ درخت پھل نہ دیں گے اس نے کہا مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں خبر دو ہم نے کہا اس کی کس چیز کے بارے میں تم خبر معلوم کرنا چاہتے ہو اس نے کہا کیا اس میں پانی ہے ہم نے کہا اس میں پانی کثرت کے ساتھ موجود ہے اس نے کہا عنقریب اس کا سارا پانی ختم ہو جائے گا اس نے کہا مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ ہم نے کہا اس کی کس چیز کے بارے میں تم معلوم کرنا چاہتے ہو اس نے کہا کیا اس چشمہ میں وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں ہم نے کہا ہاں یہ کثیر پانی والا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں پھر اس نے کہا مجھے امیوں کے نبی کے بارے میں خبر دو کہ اس نے کیا کیا ہم نے کہا وہ مکہ سے نکلے اور یثرب یعنی مدینہ میں اترے ہیں اس نے کہا کیا راستے میں عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی ہے ہم نے کہا ہاں اس نے کہا اس نے اہل عرب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہم نے اسے خبر دی کہ وہ اپنے ملحقہ حدود کے عرب پر غالب آگئے ہیں اور انہوں نے اس کی اطاعت کی ہے اس نے کہا کیا ایسا ہو چکا ہے ہم نے کہا ہاں اس نے کہا ان کے حق میں یہ بات بہتر ہے کہ وہ اس کے تابعدار ہو جائیں اور میں تمہیں اپنے بارے میں خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی پس میں نکلوں گا اور میں زمین میں چکر لگاؤں گا اور چالیس راتوں میں ہر ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کیونکہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لئے حرام کر دیا جائے گا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے روکا جائے گا اور اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے حضرت فاطمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کو منبر پر چبھویا اور فرمایا یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے کیا میں نے تمہیں یہ باتیں پہلے ہی بیان نہ کر دیں تھیں لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا بے شک مجھے تمیم کی اس خبر سے خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس حدیث کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال اور مدینہ اور مکہ کے بارے میں بیان کی تھی آگاہ رہو دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا پس میں نے یہ حدیث رسول اللہ سے یاد کر لی۔

Amir b. Sharahil Sha'bi Sha'b Hamdan reported that he asked Fatima, daughter of Qais and sister of ad-Dahhak b. Qais and she was the first amongst the emigrant women: Narrate to me a hadith which you had heard directly from Allah's Messenger (may peace be upon him) and there is no extra link in between them. She said: Very well, if you like, I am prepared to do that, and he said to her: Well, do it and narrate that to me. She said: I married the son of Mughira and he was a chosen young man of Quraish at that time, but he fell as a martyr in the first Jihad (fighting) on the side of Allah's Messenger (may peace be upon him). When I became a widow, 'Abd al-Rahman b. Auf, one amongst the group of the Companions of Allah's Messenger (may peace be upon him), sent me the proposal of marriage. Allah's Messenger (may peace be upon him) also sent me such a message for his freed slave Usama b. Zaid. And it had been conveyed to me that Allah's Messenger (may peace be upon him) had said (about Usama): He who loves me should also love Usama. When Allah's Messenger (may peace be upon him) talked to me (about this matter), I said: My affairs are in your hand. You may marry me to anyone whom you like. He said: You better shift now to the house of Umm Sharik, and Umm Sharik was a rich lady from amongst the Anqir. She spent generously for the cause of Allah and entertained guests very hospitably. I said: Well, I will do as you like. He said: Do not do that for Umm Sharik is a woman who is very frequently vizited by guests and I do not like that your head may be uncovered or the cloth may be removed from your shank and the strangers may catch sight of them which

you abhor. You better shift to the house of your cousin 'Abdullah b. 'Amr b. Umm Maktum and he is a person of the Bani Fihr branch of the Quraish, and he belonged to that tribe (to which Fatima) belonged. So I shifted to that house, and when my period of waiting was over, I heard the voice of an announcer making an announcement that the prayer would be observed in the mosque (where) congregational prayer (is observed).

So I set out towards that mosque and observed prayer along with Allah's Messenger (may peace be upon him) and I was in the row of the women which was near the row of men. When Allah's Messenger (may peace be upon him) had finished his prayer, he sat on the pulpit smiling and said: Every worshipper should keep sitting at his place. He then said: Do you know why I had asked you to assemble? They said: Allah and His Messenger know best. He said: By Allah. I have not made you assemble for exhortation or for a warning, but I have detained you here, for Tamim Dari, a Christian, who came and accepted Islam, told me something, which agrees with what I was telling, you about the Dajjal. He narrated to me that he had sailed in a ship along with thirty men of Bani Lakhm and Bani Judham and had been tossed by waves in the ocean for a month. Then these (waves) took them (near) the land within the ocean (island) at the time of sunset. They sat in a small side-boat and entered that Island. There was a beast with long thick hair (and because of these) they could not distinguish his face from his back. They said: Woe to you, who can you be? Thereupon it said: I am al-Jassasa. They said: What is al-Jassasa? And it said: O people, go to this person in the monastery as he is very much eager to know about you. He (the narrator) said: When it named a person for us we were afraid of it lest it should be a Devil. Then we hurriedly went on till we came to that monastery and found a well-built person there with his hands tied to his neck and having iron shackles between his two legs up to the ankles. We said: Woe be upon thee, who are you? And he said: You would soon come to know about me, but tell me who are you. We said: We are people from Arabia and we embarked upon a boat but the sea-waves had been driving us for one month and they brought as near this island. We got into the side-boats and entered this island and here a beast met us with profusely thick hair and because of the thickness of his hair his face could not be distinguished from his back. We said: Woe be to thee, who are you? It said: I am al- Jassasa. We said: What is al-Jassasa? And it said: You go to this very person in the monastery for he is eagerly waiting for you to know about you. So we came to you in hot haste fearing that that might be the Devil. He (that chained person) said: Tell me about the date-palm trees of Baisan. We said: About what aspect of theirs do you seek information? He said: I ask you whether these trees bear fruit or not.

We said: Yes. Thereupon he said: I think these would not bear fruits. He said: Inform me about the lake of Tabariyya? We said: Which aspect of it do you want to know? He said: Is there water in it? They said: There is abundance of water in it. Thereupon he said: I think it would soon become dry. He again said: Inform me about the spring of Zughar. They said: Which aspect of it you want to

know? He (the chained person) said: Is there water in it and does it irrigate (the land)? We said to him: Yes, there is abundance of water in it and the inhabitants (of Medina) irrigate (land) with the help of it, He said: Inform me about the unlettered Prophet; what has he done? We said: He has come out from Mecca and has settled In Yathrib (Medina). He said: Do the Arabs fight against him? We said: Yes. He said: How did he deal with them? We informed him that he had overcome those in his neighbourhood and they had submitted themselves before him. Thereupon he said to us: Had it actually happened? We said: Yes. Thereupon he said: If it is so that is better for them that they should show obedience to him. I am going to tell you about myself and I am Dajjal and would be soon permitted to get out and so I shall get out and travel in the land, and will not spare any town where I would not stay for forty nights except Mecca and Medina as these two (places) are prohibited (areas) for me and I would not make an attempt to enter any one of these two. An angel with a sword in his hand would confront me and would bar my way and there would be angels to guard every passage leading to it; then Allah's Messenger (may peace be upon him) striking the pulpit with the help of the end of his staff said: This implies Taiba meaning Medina. Have I not, told you an account (of the Dajjal) like this? 'The people said: Yes, and this account narrated by Tamim Dari was liked by me for it corroborates the account which I gave to you in regard to him (Dajjal) at Medina and Mecca. Behold he (Dajjal) is in the Syrian sea (Mediterranian) or the Yemen sea (Arabian sea). Nay, on the contrary, he As In the east, he is in the east, he is in the east, and he pointed with his hand towards the east. I (Fatima bint Qais) said: I preserved it in my mind (this narration from Allah's Messenger (may peace be upon him).

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

جساسہ کے بیان میں

حدثنا النفيلي حدثنا عثمان بن عبد الرحمن حدثنا ابن أبي ذب عن الزهري عن أبي سلمة عن فاطمة بنت قيس أن رسول الله صلی الله عليه وسلم أخر العشا الآخرة ذات ليلة ثم خرج فقال إنه حبسني حديث كان يحدثنيه تميم الداري عن رجل كان في جزيرة من جزار البحر فإذا أنا بامرأة تجر شعرها قال ما أنت قالت أنا الجساسة اذهب إلى ذلک القصر فأتيته فإذا رجل يجر شعره مسلسل في الأغلال ينزو فيما بين السما والأرض فقلت من أنت قال أنا الدجال خرج نبي الأميين بعد قلت نعم قال أطاعوه أم عصوه قلت بل أطاعوه قال ذاک خير لهم

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 931 حدیث مرفوع مکررات 11

نفیلی، عثمان بن عبدالرحمن، ابوذئب، زہری، ابوسلمہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات عشاء کی نماز تاخیر کی پھر گھر سے باہر نکلے تو فرمایا کہ مجھے ایک بات نے جو تمیم داری ایک شخص کے بارے میں مجھ سے کر رہے تھے روک لیا۔ وہ شخص سمندروں کے جزیروں میں سے کسی جزیرہ میں تھا وہ کہتا ہے کہ اچانک میں ایک عورت کے سامنے گیا جو اپنے بال گھسیٹ رہی تھی

وہ کہنے لگا کہ تو کون ہے؟اس عورت نے کہا میں جساسہ (دجال کی جاسوس ہوں) تو اس محل کی جانب چل پس میں وہاں آیا تو دیکھا کہ ایک آدمی اپنے بال کھینچ رہا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے زمین و آسمان کے درمیان اچھل کود رہا ہے میں نے کہا کہ تو کون ہے؟وہ کہنے لگا کہ میں دجال ہوں کیا امیوں کے نبی ظاہر ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں تو کہنے لگا کہ انہوں نے اس کی اطاعت کی ہے یا نافرمانی کی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کی اطاعت کی ہے کہنے لگا کہ وہی ان کے لیے بہتر ہے۔

Narrated Fatimah, daughter of Qays:

The Apostle of Allah (peace_be_upon_him) once delayed the congregational night prayer.

He came out and said: The talk of Tamim ad-Dari detained me. He transmitted it to me from a man who was on of of the islands of the sea. All of a sudden he found a woman who was trailing her hair. He asked: Who are you?

She said: I am the Jassasah. Go to that castle. So I came to it and found a man who was trailing his hair, chained in iron collars, and leaping between Heaven and Earth.

I asked: Who are you? He replied: I am the Dajjal (Antichrist). Has the Prophet of the unlettered people come forth now? I replied: Yes. He said: Have they obeyed him or disobeyed him? I said: No, they have obeyed him. He said: That is better for them.

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

جساسہ کے بیان میں

حدثنا حجاج بن أبي يعقوب حدثنا عبد الصمد حدثنا أبي قال سمعت حسينا المعلم حدثنا عبد الله بن بريدة حدثنا عامر بن شراحيل الشعبي عن فاطمة بنت قيس قالت سمعت منادي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ينادي أن الصلاة جامعة فخرجت فصليت مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فلما قضى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صلاته جلس على المنبر وهو يضحك قال ليلزم كل إنسان مصلاه ثم قال هل تدرون لم جمعتكم قالوا الله ورسوله أعلم قال إني ما جمعتكم لرهبة ولا رغبة ولكن جمعتكم أن تميما الداري كان رجلا نصرانيا فجاء فبايع وأسلم وحدثني حديثا وافق الذي حدثتكم عن الدجال حدثني أنه ركب في سفينة بحرية مع ثلاثين رجلا من لخم وجذام فلعب بهم الموج شهرا في البحر وأرفئوا إلى جزيرة حين مغرب الشمس فجلسوا في أقرب السفينة فدخلوا الجزيرة فلقيتهم دابة أهلب كثيرة الشعر قالوا ويلك ما أنت قالت أنا الجساسة انطلقوا إلى هذا الرجل في هذا الدير فإنه إلى خبركم بالأشواق قال لما سمت لنا رجلا فرقنا منها أن تكون شيطانة فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير فإذا فيه أعظم إنسان رأيناه قط خلقا وأشده وثاقا مجموعة يداه إلى عنقه فذكر الحديث وسألهم عن نخل بيسان وعن عين زغر وعن النبي الأمي قال إني أنا المسيح وإنه يوشك أن يؤذن لي في الخروج قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم وإنه في بحر الشام أو بحر اليمن لا بل من قبل المشرق ما هو مرتين وأومأ بيده قبل المشرق قالت حفظت هذا من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحديث

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 932   حدیث مرفوع   مکررات 11

حجاج بن یعقوب، عبدالصمد، حسین معلم، عبداللہ بن بریدہ، عامر بن شرحبیل، حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی کی آواز سنی کہ پکارتا تھا کہ نماز جمع کرنے والی ہے (جب جماعت کا وقت ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دور میں ایک منادی یہ آواز لگاتا کہ الصلواۃ جامعۃ۔ تاکہ سب اکٹھے ہو جائیں چنانچہ میں نکلی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ نماز پڑھی پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پوری کر لی تو ہنستے ہوئے منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ہر شخص اپنی جائے نماز کو لازم پکڑ لے (وہیں بیٹھا رہے) پھر فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میں تمہیں (دوزخ سے) ڈرانے کیلئے یا (جنت کی نعمتوں کی) ترغیب دلانے کے لیے جمع نہیں کیا لیکن میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے وہ آئے اور بیعت کی اور اسلام لے آئے اور مجھ سے ایک بات بیان کی کہ وہ کسی سمندری کشتی میں سوار تھے تیس لخمی وجذامی افراد کے ساتھ۔ سمندر کی موجیں ان سے ایک مہینہ تک اٹھکیلیاں کرتی رہیں پھر وہ ایک دن سورج غروب ہوتے وقت ایک جزیرہ پر جا لگے پھر وہاں سے چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہو گئے تو وہاں انہیں ایک جانور گھوڑے جیسے بھاری دم اور لمبے بالوں والا ملا تو انہوں نے کہا کہ تیرے لیے ہلاکت ہو تو کون ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں جاسہ (جاسوس) ہوں تم سب اس آدمی کے پاس اس دیر (وہ جگہ جہاں راہب رہا کرتے ہیں) میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبروں کے بارے میں جاننے کا بڑا شائق ہے تمیم داری کہتے ہیں کہ جب اس نے ہم سے اس آدمی کا نام لیا تو ہمیں خوف ہوا اس عورت نما جانور سے کہ کہیں شیطان نہ ہو پس ہم تیزی سے دوڑے یہاں تک کہ دیر میں داخل ہو گئے تو اچانک اس میں ایک بہت بڑا آدمی دیکھا ہم نے مخلوق میں اس جیسا اور اس سے سخت کبھی کوئی نہیں دیکھا تھا اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر بندھے ہوئے تھے آگے پوری حدیث بیان کی (کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال دریافت کیے) اس نے ان سے بیسان (جو ایک جگہ ہے) اور عین زغر (ایک مقام ہے) کی کھجوروں کے بارے میں پوچھا اور نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کیا۔ کہنے لگا کہ بیشک میں مسیح دجال ہوں اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک وہ شام کے سمندروں میں ہے یا یمن کے سمندر میں ہے نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے ہے نہیں نہیں دومرتبہ فرمایا اور اپنے ہاتھ مشرق کی طرف اشارہ بھی فرمایا دومرتبہ**۔ فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں نے یہ ساری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد کر لی اور آگے پوری حدیث بیان کی۔

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

جساسہ کے بیان میں

حدثنا واصل بن عبد الأعلى أخبرنا ابن فضيل عن الوليد بن عبد الله بن جميع عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم على المنبر إنه بينما أناس يسيرون في البحر فنفد طعامهم فرفعت لهم جزيرة فخرجوا يريدون الخبز فلقيتهم الجساسة قلت لأبي سلمة وما الجساسة قال امرأة تجر شعر جلدها ورأسها قالت في هذا القصر فذكر الحديث وسأل عن نخل بيسان وعن عين زغر قال هو المسيح فقال لي ابن أبي سلمة إن في هذا الحديث شيئا ما حفظته قال شهد جابر أنه هو ابن صياد قلت فإنه قد مات قال وإن مات قلت فإنه أسلم قال وإن أسلم قلت فإنه قد دخل المدينة قال وإن دخل المدينة

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 934 حدیث مرفوع مکررات 11

واصل بن عبد العلی، ابن فضیل، ولید بن عبداللہ بن جمیع، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، جابر، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ چند افراد تھے جو سمندر میں سفر کر رہے تھے ان کا کھانا ختم ہو گیا تو انہیں جزیرہ نمایاں نظر آیا تو وہ اس میں روٹی کی تلاش میں نکل گئے تو وہاں انہیں

جاسہ ملی ولید کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جاسہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک عورت تھی جو اپنی کھال کے بال کھینچ رہی تھی اور اپنے سر کے کہنے لگی کہ اس محل میں پھر آگے حدیث ذکر کی تو اس نے دجال نے بیسان اور عین عزر کی کھجوروں کے بارے میں دریافت کیا کہنے لگا کہ وہ مسیح (دجال) ہے۔ ولید کہتے ہیں کہ ابو سلمہ کے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث میں کچھ اور بھی باتیں تھیں جنہیں میں یاد نہ کر سکا۔ جابر نے گواہی دی تھی کہ وہ ابن صائد ہے میں نے کہا کہ وہ تو مر چکا ہے؟ کہنے لگے کہ اگرچہ مر چکا ہو میں نے کہا کہ وہ تو اسلام لا چکا تھا؟ کہنے لگے کہ خواہ اسلام بھی لا چکا ہوں میں نے کہا وہ تو مدینہ میں بھی داخل ہو گیا تھا کہنے لگا کہ خواہ وہ مدینہ میں بھی داخل ہو گیا ہو۔

Narrated Jabir ibn Abdullah:

The Apostle of Allah (peace_be_upon_him) said one day from the pulpit: When some people were sailing in the sea, their food was finished. An island appeared to them. They went out seeking bread. They were met by the Jassasah (the Antichrist's spy).

I said to AbuSalamah: What is the Jassasah? He replied: A woman trailing the hair of her skin and of her head. She said: In this castle. He then narrated the rest of the (No. 4311) tradition. He asked about the palm-trees of Baysan and the spring of Zughar. He said: He is the Antichrist. Ibn Salamah said to me: There is something more in this tradition, which I could not remember. He said: Jabir testified that it was he who was Ibn Sayyad.

I said: He died. He said: Let him die. I said: He accepted Islam. He said: Let him accept Islam. I said: He entered Medina. He said: Let him enter Medina.

تمیم داری یا تمیم داری کے چچازاد بھائی: خوشی اور فرحت کی وجہ سے میں دوپہر سو نہ سکا تو میں نے چاہا کہ خوشی تمہارے اندر بھی پھیلادوں۔

37 - فتنوں کا بیان: (173)

فتنہ دجال حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول اور خروج یاجوج ماجوج۔

حدثنا محمد بن عبد اللہ بن نمیر حدثنا أبي حدثنا إسمعيل بن أبي خالد عن مجالد عن الشعبي عن فاطمة بنت قيس قالت صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم وصعد المنبر وكان لا يصعد عليه قبل ذلك إلا يوم الجمعة فاشتد ذلك على الناس فمن بين قام وجالس فأشار إليهم بيده أن اقعدوا فإني والله ما قمت مقامي هذا لأمر ينفعكم لرغبة ولا لرهبة ولكن تميما الداري أتاني فأخبرني خبرا منعني القيلولة من الفرح وقرة العين فأحببت أن أنشر عليكم فرح نبيكم ألا إن ابن عم لتميم الداري أخبرني أن الريح ألجأتهم إلى جزيرة لا يعرفونها فقعدوا في قوارب السفينة فخرجوا فيها فإذا هم بشيء أهدب أسود قالوا له ما أنت قال أنا الجساسة قالوا أخبرينا قالت ما أنا بمخبرتكم شيئا ولا سائلتكم ولكن هذا الدير قد رمقتموه فأتوه فإن فيه رجلا بالأشواق إلى أن تخبروه ويخبركم فأتوه فدخلوا عليه فإذا هم بشيخ موثق شديد الوثاق يظهر الحزن شديد التشكي فقال لهم من أين قالوا من الشام قال ما فعلت العرب قالوا نحن قوم من العرب عم تسأل قال ما فعل هذا الرجل الذي خرج فيكم قالوا خيرا ناوى قوما فأظهره الله عليهم فأمرهم اليوم جميع إلههم واحد ودينهم واحد قال ما فعلت عين زغر قالوا خيرا يسقون منها زروعهم ويستقون منها لسقيهم قال فما فعل نخل بين عمان وبيسان قالوا يطعم ثمره كل عام قال فما فعلت بحيرة الطبرية قالوا تدفق جنباتها من كثرة الماء قال فزفر ثلاث زفرات ثم قال لو انفلت من وثاقي هذا لم أدع أرضا إلا وطئتها برجلي هاتين إلا طيبة ليس لي عليها سبيل قال النبي صلى الله عليه وسلم إلى هذا ينتهي فرحي هذه طيبة والذي نفسي بيده ما فيها طريق ضيق ولا واسع ولا سهل ولا جبل إلا وعليه ملك شاهر سيفه إلى يوم القيامة

سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 954   حدیث مرفوع   مکررات 6

محمد بن عبد اللہ بن نمیر، ابو اسماعیل بن ابی خالد، مجالد، شعبی، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لائے اس سے قبل آپ جمعہ کے علاوہ منبر پر تشریف نہ لے جاتے تھے۔ لوگوں کو یہ بات گراں گزری (اور گھبرا گئے کہ نہ معلوم کیا بات ہے) کچھ لوگ کھڑے ہوئے تھے اور کچھ بیٹھے ہوئے آپ نے انہیں ہاتھ کے اشارہ سے بیٹھنے کا امر فرمایا (پھر فرمایا) بخدا میں اس جگہ کسی ایسے امر کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوا جس سے تمہیں ترغیب یا ترتیب کا فائدہ ہو بلکہ (وجہ یہ ہوئی کہ) **تمیم داری** میرے پاس آئے اور مجھے ایسی بات بتائی کہ خوشی اور فرحت کی وجہ سے میں دوپہر سو نہ سکا تو میں نے چاہا کہ خوشی تمہارے اندر بھی پھیلادوں غور سے سنو **تمیم داری کے چچازاد بھائی** نے مجھے بتایا کہ (سمندری سفر میں) باد مخالف انہیں ایک غیر معروف جزیرہ میں لے گئی یہ (تمام مسافر) چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ میں اترے وہاں لمبے بالوں والی ایک سیاہ چیز دیکھی انہوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ کہنے لگی میں جاسوس ہوں۔ انہوں نے کہا پھر ہمیں بتاؤ (خبریں دو کہ جاسوس کا یہی کام ہے) کہنے لگی میں تمہیں کچھ خبر نہ دوں گی اور نہ ہی تم سے کچھ پوچھوں گی لیکن اس مندر میں جاؤ اور دیکھو جو تم کو وہاں نظر آتا ہے۔ وہاں ایک شخص ہے جو تم سے باتیں کرنے کا بڑا شائق ہے یعنی تم سے خبر پوچھنے کا اور تم کو خبریں دینے کا۔ خیر وہ لوگ اس مندر (عبادت خانہ) میں گئے۔ دیکھا تو ایک بوڑھا ہے جو خوب جکڑا ہوا ہے۔ ہائے ہائے کرتا ہے بہت رنج میں ہے اور شکایت میں۔ ہم نے اس سے کہا خرابی ہو تیری تو کون ہے؟ وہ بولا تم میری خبر لینے پر قادر ہوئے پہلے اپنی خبر بیان کرو۔ تم کون لوگ ہو؟ (پھر) اس نے کہا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا شام سے۔ اس نے پوچھا عرب کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہم عرب ہی کے لوگ ہیں جن کو تو پوچھتا ہے۔ اس نے کہا اس شخص کا (نبی) کا کیا حال ہے جو تم لوگوں میں پیدا ہوا؟ ان لوگوں نے کہا اچھا حال ہے۔ اس نبی نے ایک قوم سے دشمنی کی لیکن اللہ نے اس کو

غالب کر دیا۔ اب عرب کے لوگ مذہب میں ایک ہوگئے ان کا خدا ایک ہی ہے اور انکا دین بھی ایک ہی ہے۔ پھر اس نے پوچھا زُغر کے چشمہ کا کیا حال ہے؟ زغر ایک گاؤں ہے شام میں جہاں زغر حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی اتریں تھیں وہاں ایک چشمہ ہے اس کا پانی سوکھ جانا دجال کے نکلنے کی نشانی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا حال ہے۔ لوگ اس میں سے اپنے کھیتوں کو پانی دیتے ہیں اور پینے کیلئے بھی اس میں سے پانی لیتے ہیں پھر اس نے پوچھا عمان اور بیسان کے درمیان کی کھجور کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہر سال اس میں سے کھجور اترتی ہے۔ پھر اس نے کہا طبریہ کے تالاب کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا اس کے دونوں کناروں پر پانی کودتا ہے یعنی اس میں پانی کثرت سے ہے۔ یہ سن کے تین بار وہ شخص کودا پھر کہنے لگا اگر میں اس قید سے چھوٹوں تو کسی زمین کو نہ چھوڑوں گا جہاں میں نہ جاؤں سوا (مدینہ) طیبہ کے۔ وہاں جانے کی مجھ کو طاقت نہیں۔ **نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ طیبہ یہی شہر ہے۔** قسم اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مدینہ میں کوئی تنگ راہ ہو یا کشادہ ہو نرم زمین ہو یا سخت پہاڑ مگر اس جگہ ایک فرشتہ ننگی تلوار لئے ہوئے معین ہے قیامت تک۔

It was narrated that Fatimah bint Qais said: "The Messenger of Allah P.B.U.H prayed day, and ascended the pulpit, and that. excep alarmed by that, and people" were standing and some were sitting.' He gestured to them with his hand, telling them to sit.(Then he said:) 'By Allah,I am not standing here for something that will not benefit you, an exhortation or warning. Rather ***Tamim Dari*** has come to me and told me something that prevented me from taking a rest because of the joy and delight (I felt), and I wanted to spread that joy among you. ***A cousin of Tamim Dari*** told me that the wind drove them to an island that they did not know, so they sat in the rowing boats of the ship and set out. There they saw something black, with long eyelashes. They said to it: "What are you?" It said "I am Jassa'sah," They said: "Tell us." It said: "I will not tell you anything or ask you anything. Rather there is this monastery that you have looked at. Go to it, for there is a man there who is longing to hear your news and tell you news." So they Went there and entered upon him, and they saw an old man firmly shackled, with a sorrowful appearance and complaining a great deal. He said to them: "Where have you come from?" They said: "From Sham." He said: How are the Arabs faring?" They said: "We are from among the Arabs. What do you want to ask about?" He said: "What has man done who has appeared among you?" They said: "(He has done) well. He made enemies of some people, but Allah supported him against them and now they have become one, with one God and one religion." He said: "What happened to the spring of Zughar?" They said: "It is good; we irrigate our crops from it and drink from it." He said: "What happened to the date-palms between 'Amman and Baisan?" They said: "They bear fruit every year." He said: "What happened to the Lake of Tiberias?" They said: "It overflows because of the abundance of water." He gave three deep sighs, then he said: "If I were to free myself from these chains, I would not leave any land without entering it on these two feet of mine, except for Taibah, for I have no way to enter it." The Prophet P.B.U.H said: 'My joy is so great. This (Al-Madinah) is Taibah, and by the One in Whose Hand is my soul, there is no narrow or broad road in it, or any plain or mountain, but there is an angel (standing) over it with his sword unsheathed, until the Day of Resurrection:" (Daif)

تمیم داری، جو ایک نصرانی (عیسائی) شخص تھا، آیا اور مسلمان ہوا اور اس نے مجھ کو ایک ایسا واقعہ سنایا جو مسیح دجال کے بارے میں ان باتوں کے مطابق ہے جو میں تمہیں بتایا کرتا ہوں۔

164 - قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں اور دجال کا ذکر: (32)

دجال کا ذکر

وعن فاطمة بنت قيس قالت سمعت منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قضى صلاته جلس على المنبر وهو يضحك فقال ليلزم كل إنسان مصلاه. ثم قال هل تدرون لم جمعتكم؟. قالوا الله ورسوله أعلم. قال إني والله ما جمعتكم لرغبة ولا لرهبة ولكن جمعتكم لأن تميما الداري كان رجلا نصرانيا فجاء فبايع وأسلم وحدثني حديثا وافق الذي كنت أحدثكم به عن المسيح الدجال حدثني أنه ركب في سفينة بحرية مع ثلاثين رجلا من لخم وجذام فلعب بهم الموج شهرا في البحر فأرفؤوا إلى جزيرة حين تغرب الشمس فجلسوا في أقرب سفينة فدخلوا الجزيرة فلقيتهم دابة أهلب كثير الشعر لا يدرون ما قبله من دبره من كثرة الشعر قالوا ويلك ما أنت؟ قالت أنا الجساسة قالوا وما الجساسة؟ قالت أيها القوم انطلقوا إلى هذا الرجل في الدير فإنه إلى خبركم بالأشواق قال لما سمت لنا رجلا فرقنا منها أن تكون شيطانة قال فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير فإذا فيه أعظم إنسان ما رأيناه قط خلقا وأشده وثاقا مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد. قلنا ويلك ما أنت؟ قال قد قدرتم على خبري فأخبروني ما أنتم؟ قالوا نحن أناس من العرب ركبنا في سفينة بحرية فلعب بنا البحر شهرا فدخلنا الجزيرة فلقيتنا دابة أهلب فقالت أنا الجساسة اعمدوا إلى هذا في الدير فأقبلنا إليك سراعا وفزعنا منها ولم نأمن أن تكون شيطانة فقال أخبروني عن نخل بيسان قلنا عن أي شأنها تستخبر؟ قال أسألكم عن نخلها هل تثمر؟ قلنا نعم. قال أما إنها توشك أن لا تثمر. قال أخبروني عن بحيرة الطبرية قلنا عن أي شأنها تستخبر؟ قال هل فيها ماء؟ قلنا هي كثيرة الماء. قال أما إن ماءها يوشك أن يذهب. قال أخبروني عن عين زغر. قالوا عن أي شأنها تستخبر؟ قال هل في العين ماء؟ وهل يزرع أهلها بماء العين؟ قلنا له نعم هي كثيرة الماء وأهله يزرعون من مائها. قال أخبروني عن نبي الأميين ما فعل؟ قلنا قد خرج من مكة ونزل يثرب. قال أقاتله العرب؟ قلنا نعم. قال كيف صنع بهم؟ فأخبرناه أنه قد ظهر على من يليه من العرب وأطاعوه. قال لهم قد كان ذلك؟ قلنا نعم. قال أما إن ذلك خير لهم أن يطيعوه وإني مخبركم عني إني أنا المسيح الدجال وإني يوشك أن يؤذن لي في الخروج فأخرج فأسير في الأرض فلا أدع قرية إلا هبطتها في أربعين ليلة غير مكة وطيبة هما محرمتان علي كلتاهما كلما أردت أن أدخل واحدة أو واحدا منهما استقبلني ملك بيده السيف صلتا يصدني عنها وإن على كل نقب منها ملائكة يحرسونها. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وطعن بمخصرته في المنبر هذه طيبة هذه طيبة هذه طيبة يعني المدينة ألا هل كنت حدثتكم؟ فقال الناس نعم فإنه أعجبني حديث تميم أنه وافق الذي كنت أحدثكم عنه وعن المدينة ومكة. ألا إنه في بحر الشأم أو بحر اليمن لا بل من قبل المشرق ما هو من قبل المشرق ما هو من قبل المشرق ما هو وأومأ بيده إلى المشرق. رواه مسلم. (متفق عليه

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 49

" اور حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ (ایک دن) میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کی یہ آواز الصلوۃ جامعۃ نماز جمع کرنے والی ہے) سن کر مسجد پہنچی اور پھر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے اس وقت (حسب عادت آپ کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" خدا کی قسم میں نے تمہیں نہ تو کسی مرغوب چیز کے لئے جمع کیا ہے اور نہ کسی دہشت ناک کے لئے یعنی تمہیں یہاں روکنے کا مقصد نہ تو تمہیں کوئی چیز دینا ہے اور نہ کسی دشمن وغیرہ سے ڈرانا ہے بلکہ میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے کہ **تمیم داری، جو ایک نصرانی (عیسائی) شخص تھا، آیا اور مسلمان ہوا اور اس نے مجھ کو ایک ایسا واقعہ سنایا جو مسیح دجال کے بارے میں ان باتوں کے مطابق ہے جو میں تمہیں بتایا کرتا ہوں** " چنانچہ میں نے مناسب جانا کہ تمیم

داری کا وہ واقعہ تمہیں بھی سنادوں تا کہ دجال کے بارے میں تمہارا یقین اور زیادہ پختہ ہو جائے اور میری بتائی ہوئی باتیں مشاہدہ کے قرین ہو جائیں تو سنو مجھ سے تمیم داری نے بیان کیا کہ وہ ایک (دن) قبیلہ جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا تو پانی کی موج ایک مہینہ تک کشتی کے سواروں سے کھیلتی رہی (یعنی کشتی سمندر کی ایک ایسی موج میں گھر گئی جو مسلسل ایک مہینہ تک اس کو ادھر ادھر لئے پھری اور اس نے سواروں کو منزل مقصود تک نہ پہنچنے دیا) یہاں تک کہ اس موج نے کشتی کو (ایک دن) غروب آفتاب کے وقت ایک جزیرہ کے قریب پہنچا دیا اور سارے سوار ان چھوٹی کشتیوں میں کہ جو بڑی کشتی کے ساتھ تھیں بیٹھ کر اس جزیرہ میں پہنچ گئے، وہاں انہیں ایک ایسا چوپایہ ملا جو بالوں والا تھا اور ان کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کو اس کا پیچھا معلوم نہیں ہوتا تھا یعنی اس چوپایہ کے جسم پر اتنے زیادہ بال تھے کہ پورا جسم چھپ کر رہ گیا تھا اور ان کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کو اس کا اگلا حصہ کونسا ہے اور پچھلا کونسا) لوگوں نے (اس کو دیکھ کر بڑی حیرت سے) کہا کہ تجھ پر افسوس، تو کون ہے، اور کیا ہے ؟ یعنی آخر تیری اصل وماہیت کیا ہے تو کوئی جن ہے یا انسان ہے ؟) اس چوپایہ نے جواب دیا کہ میں جاسوس اور خبر رساں ہوں تم لوگ میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلو جو دیر میں ہے کیونکہ اسے تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق ہے تمیم داری نے بیان کیا کہ جب اس چوپایہ نے ہم سے ایک شخص کا ذکر کیا (اور ہمیں اس کے پاس چلنے کو کہا) تو ہمیں بڑا ڈر لگا کہ وہ شخص کہیں انسان کی شکل وصورت میں شیطان نہ ہو، بہر حال ہم تیزی کے ساتھ چل پڑے اور جب دیر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک سب سے بڑی ڈیل ڈول والا اور نہایت خوفناک آدمی موجود ہے، اسی جیسی شکل وصورت کا آدمی ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا، وہ نہایت مضبوط اس طرح بندھا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ گردن تک اور گھٹنوں کے درمیان سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے ہم نے (اس کو دیکھ کر بڑی حیرت کے ساتھ) کہا کہ تجھ پر افسوس ہے، تو کون ہے اور کیا ہے ؟ اس نے جواب میں کہا کہ جب تم نے مجھ کو پالیا اور معلوم کر ہی لیا ہے (اور یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہو تو اب میں تم سے اپنے بارے میں کچھ نہیں چھپاؤں گا اور سب کچھ بتادوں گا لیکن پہلے) مجھے اپنے بارے میں بتاؤ (اور جو کچھ تم سے پوچھوں اس کا جواب دو) کہ تم کون ہو (اور کہاں سے آئے ہو ؟) ہمارے لوگوں نے اسے بتایا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں بحری کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ (اور اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہے تھے) کہ سمندری طوفان نے ہمیں ایک مہینہ تک گھیرے رکھا (اور ہماری کشتی کو یہاں لا چھوڑا) ہم اس جزیرہ پر اتر گئے، یہاں ہمیں ایک بالوں والا چوپایہ ملا اور اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں تم لوگ اس شخص کے پاس جاؤ جو دیر یعنی بڑے محل میں موجود ہے چنانچہ ہم بڑی تیزی کے ساتھ تیرے پاس چلے آئے اس نے کہا کہ اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان میں کھجوروں کے جو درخت ہیں ان پر پھل آتے ہیں یا نہیں ؟ ہم نے کہا کہ ہاں پھل آتے ہیں ! اس نے کہا کہ جان لو جلد ہی وہ زمانہ آنے والا ہے جب بیسان کے کھجور کے درختوں پر پھل نہیں آئیں گے (گویا اس نے اس طرف اشارہ کیا کہ قیامت جلد ہی آنے والی ہے) اس نے کہا کہ اب مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ کہ آیا اس میں پانی ہے یا نہیں ؟ ہم نے کہا کہ اس میں تو بہت پانی ہے اس نے کہا کہ اس میں تو بہت پانی ہے اس نے کہا یقینا عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا پھر اس نے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ زغر کے چشمہ میں پانی ہے یا نہیں اور وہاں کے لوگ اس چشمہ کے پانی کے ذریعہ کھیتی باڑی کرتے ہیں ؟ ہم نے کہا کہ ہاں اس چشمہ میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اسی پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں اس کے بعد اس نے کہا کہ اب مجھے امیوں یعنی اہل عرب کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بتاؤ اس نے کیا کیا ؟ ہم نے کہا کہ انہوں نے مکہ کو چھوڑ دیا ہے اور اب یثرب (یعنی مدینہ) کو ہجرت کر گئے ہیں اس نے پوچھا کہ کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے ہیں ؟ ہم نے کہا کہ ہاں ! پھر اس نے پوچھا کہ انہوں نے اہل عرب سے کیا معاملہ کیا ؟ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عربوں پر غالب آگئے ہیں جو ان کے قریب ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان لوگوں کا ان کی اطاعت کرنا ہی ان کے لیے بہتر ہے اور اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں، میں درحقیقت مسیح یعنی دجال ہوں، وہ زمانہ جلد ہی آنے والا ہے جب مجھ کو نکلنے کی اجازت مل جائے گی، اس وقت میں نکلوں گا اور چالیس دنوں تک زمین پر پھروں گا یہاں تک کوئی آبادی ایسی نہیں چھوڑوں گا جس میں داخل نہیں ہوں گا، سوائے مکہ اور طیبہ یعنی مدینہ اور مکہ کے یہ دونوں شہر مجھ پر حرام قرار دیئے گئے ہیں یعنی ان دونوں میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ آجائے گا جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی وہ فرشتہ مجھ کو اس شہر میں داخل ہونے سے روک دے گا، حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک شہر کے تمام راستوں پر فرشتے مامور ہیں جو اس شہر کی نگہبانی کرتے ہیں " راوی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے (تمیم داری کا یہ پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد صحابہ پر اپنی یہ خوشی ظاہر کرنے کے لئے کہ دیکھو دجال کے بارے میں تمہیں جو کچھ بتایا کرتا تھا اس کی پوری پوری تصدیق و تائید اس واقعہ سے ہو جاتی ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شہروں پر مدینہ کی فضیلت و بڑائی کو ظاہر کرنے کے لئے جوش میں) اپنا عصاء مبارک منبر پر مار کر (تین مرتبہ) یہ فرمایا کہ یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ یعنی مدینہ (پھر فرمایا) یاد رکھو، کیا میں تمہیں یہی بات نہیں بتایا کرتا تھا (جو دجال کے بارے میں اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے؟) صحابہ نے کہا کہ ہاں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اسی طرح کی بات بتایا کرتے تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" دجال شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں، نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب سے نکلے گا، یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔" (مسلم)

تشریح:

" الصلوۃ جامعۃ" کا جملہ لوگوں کو متوجہ کرنے اور نماز کے لئے بلانے کے واسطے ہے تاکہ لوگ یہ سن کر ایک جگہ پہنچ جائیں اور جمع ہو جائیں جیسا کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسوف اور خسوف کی نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اس جملہ کے ذریعہ پکارا جاتا تھا! " سفینۃ" کو بحریۃ کی اضافت کے ساتھ ذکر کرنے کا مقصد اس بات سے احتراز کرنا ہے کہ ذہن خشکی کی کشتی یعنی اونٹ کی طرف منتقل نہ ہو کیونکہ اونٹ کو" سفینۃ البر" (خشکی کی کشتی) کہا جاتا ہے، ویسے بعض حضرات نے کہا ہے" سفینہ بریہ" سے مراد بڑی سمندری کشتی ہے جس کو" پانی کا جہاز بھی کہا جا سکتا ہے۔

لفظ" اقرب" اصل میں قارب کی جمع ہے اور قارب اس ڈونگی یعنی چھوٹی کشتی کو کہتے ہیں جو بڑی سمندری کشتی (پانی کے جہاز) میں رکھی رہتی ہے اور ساحل پر آنے جانے اور ان کاموں میں استعمال ہوتی ہے جو بڑی کشتی یا جہاز کے ذریعہ انجام نہیں پا سکتے۔

اس عجیب الخلقت جانور نے اپنا نام جساسۃ یعنی جاسوسی کرنے والا اس اعتبار سے بتایا کہ وہ دجال کو خبریں اور معلومات پہنچایا کرتا تھا، واضح رہے کہ قرآن شریف میں جس" دابۃ الارض" کا ذکر آیا ہے وہ یہی جانور ہے۔

" دیر" اصل میں عیسائیوں کی عبادت گاہ یعنی" گرجا" کو کہتے ہیں ویسے لغت کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ" دیر" راہبوں کے رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں، بہر حال یہاں حدیث میں" دیر" سے مراد وہ بڑی عمارت ہے جس میں دجال تھا۔

" بیسان" ملک شام میں ایک بستی کا نام ہے یا یمامہ میں ایک جگہ کا نام ہے، لیکن مشرق الانور میں لکھا ہے کہ حدیث جسار میں (جو یہاں نقل ہوئی ہے) مذکور " بیسان" حجاز کے ایک شہر کا نام ہے اور دوسرا" بیسان" شام کے علاقہ میں واقع ہے۔

جیسا کہ پیچھے بھی ایک موقع پر بیان کیا جا چکا ہے" بحیرہ" اصل میں" بحر" کی تصغیر ہے یعنی چھوٹا سمندر، جس کو جھیل سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے اور" طبریہ" اردن کے ایک قصبہ کا نام ہے، فن حدیث کے مشہور امام طبرانی اس قصبہ کے رہنے والے تھے۔

" زغر" ایک شہر کا نام ہے جو ملک شام میں واقع ہے، اس علاقہ میں روئیدگی بہت کم ہوتی ہے۔

" مجھے امیوں یعنی اہل عرب کے نبی کے بارے میں بتاؤ" میں دجال نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صرف اہل عرب کی طرف ازراہ طنز کہ وہ خاص طور پر اہل عرب کے نبی ہیں یا یہ کہ جملہ تعزیمی پیرایہ بیان ہے یعنی اس جملہ کے ذریعہ اس ملعون دجال کی اس باطل خیال کی ترجمانی مقصود تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نادانوں اور جاہلوں کے نبی ہیں۔

ان لوگوں کا ان کی اطاعت کرنا ہی ان کے لئے" دجال کی زبان سے اس بات کا نکلنا گویا اس کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت کا اقرار تھا ۔ گو یہ اقرار اضطراری تھا اور اس کے سبب سے بھی تھا کہ اس وقت کفر کے اظہار اور دین سے انکار کی کوئی غرض بھی اس کے سامنے نہیں تھی، لہٰذا اس نے

اپنے کفر و عناد کو پوشیدہ رکھنا ہی مناسب سمجھا، یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس جملہ میں " بہتری " سے اس کی مراد دنیاوی بھلائی و بہتر اور امن و سلامتی ہو۔

لا بل من قبل المشرق ماھو (نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب سے نکلے گا) میں حرف ما، نفی کے لئے نہیں ہے بلکہ زائد ہے ! اس جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ قیامت آنے کا وقت چونکہ خدا تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے اور تعین کے ساتھ نہیں بتایا کہ قیامت کب آئے گی بلکہ قیامت کی علامتوں اور نشانیوں کے ظاہر ہونے کے زمانوں اور اوقات کو بھی متعین نہیں فرمایا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعین طور پر وہ جگہ نہیں بتائی جہاں دجال مقید ہے، صرف تردد ابہام کے طور پر مذکورہ تین مقامات کی طرف اشارہ فرمایا البتہ آخری مقام کو ظن غالب کے ذریعہ ظاہر فرمایا لیکن اس کو بھی متعین نہیں کیا سوائے اس کے کہ کسی خاص جگہ و علاقہ کے تعین کے بغیر اس سمت کی طرف اشارہ فرما کر چھوڑ دیا۔ پس مذکورہ جملہ سے پہلے دو احتمال کی نفی اور تیسرے احتمال کا جو اثبات ہوتا ہے اس کے یہی معنی ہیں ! ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دو جگہوں کا ذکر فرما کر پھر ان کی جو نفی فرمائی تو اس کا سبب یہ تھا کہ دجال کا قید خانہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہو گا ! اور تورپشتی نے " بلکہ وہ مشرق کی جانب سے نکلے گا " کی وضاحت میں کہا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ جملہ خبر دینے کے طور پر ہو، یعنی دجال مشرق کی جانب سے نکلے گا نیز اشرف نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجال کے قید خانے کی جگہ کی تعین میں شک رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گمان میں تھا کہ وہ ان جگہوں میں سے کسی نہ کسی جگہ مقید ہے، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس شک کی بنا پر جب شام کے سمندر اور یمن کے سمندر کا ذکر کیا تو اسی وقت وحی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظن غالب ہوا کہ اس کا قید خانہ مشرق میں کسی جگہ واقع ہے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دونوں جگہوں کی نفی فرما دی اور ان سے اعراض کر کے تیسری جگہ یعنی مشرق کا اثبات فرمایا۔

164 - قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں اور دجال کا ذکر: (32)

دجال کا ذکر

عن فاطمة بنت قيس في حديث تميم الداري قالت قال فإذا أنا بامرأة تجر شعرها قال ما أنت؟ قالت أنا الجساسة اذهب إلى ذلك القصر فأتيته فإذا رجل يجر شعره مسلسل في الأغلال ينزو فيما بين السماء والأرض. فقلت من أنت؟ قال أنا الدجال. رواه أبو داود.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 51

" حضرت فاطمہ بنت قیس تمیم داری کی حدیث کے سلسلہ میں بیان کرتی ہیں کہ تمیم داری نے کہا کہ (جب میں جزیرہ میں داخل ہوا تو اچانک میرا گزر ایک عورت پر ہوا جو اپنے بالوں کو گھسیٹتی تھی (یعنی اس کے بال بہت بڑے بڑے تھے جو زمین پر گھسٹتے رہتے تھے) تمیم نے کہا (میں نے اس عورت کو دیکھ کر پوچھا کہ) تو کون ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ میں جاسوسی کرنے والی ہوں (اور دجال کو خبریں پہنچاتی ہوں) تو اس محل کی طرف چلا جا ! تمیم کا بیان ہے کہ میں اس محل میں آیا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جو اپنے بالوں کو گھسیٹتا ہے۔

زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور طوق پڑے ہوئے ہیں اور آسمان و زمین کے درمیان اچھلتا کودتا ہے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں دجال ہوں۔" (ابوداؤد)

تشریح:

روایت کے جزء کا حاصل یہ ہے کہ تمیم داری کے مذکورہ واقعہ کے سلسلہ میں مسلم نے جو حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کی ہے اور جو پیچھے

گزری ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تمیم داری اور ان کے ساتھی اس جزیرہ میں داخل ہوئے تو فلقیتم الدابۃ یعنی وہاں ان کو ایک چوپایہ ملا لیکن انہیں فاطمہ کی جو روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اس میں چوپایہ کے بجائے ایک عورت کے ملنے کا ذکر ہے پس ان دونوں روایتوں میں تو یہ تضاد ہوا کہ مسلم کی روایت میں تو جاسہ کو دابہ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس کو عرف عام میں چوپایہ کہتے ہیں اور یہاں ابو داؤد کی روایت میں " عورت " کہا گیا ہے؟ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے کہی جاتی ہیں، ایک تو یہ کہ شاید دجال کے دو جاسوس ہونگے، ایک دابہ اور دوسری، عورت، یا یہ کہ دابہ کے اصل لغوی معنی چلنے والے یعنی زمین پر چلنے والے کے ہیں، اس لفظ کا اطلاق جو صرف چوپایہ پر کیا جاتا ہے وہ عرف عام کے اعتبار سے ہے، قرآن مجید میں لفظ دابہ کا زیادہ استعمال اس کے اصل لغوی معنی ہی میں ہوا ہے، جیسے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا (یعنی روئے زمین پر چلنے والا ایسا کوئی جاندار نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو پس اس معنی میں دابہ کا اطلاق عورت پر بھی ہو سکتا ہے کہ مسلم کی روایت میں " جو دابہ " کی صورت میں ظاہر ہوا اور کبھی " عورت " کی صورت میں! یہ بات زیادہ قرین قیاس بھی ہے اور موزوں تر بھی کیونکہ جاسوسی کا جو اصل مقصد ہو سکتا ہے یعنی دنیا بھر کی خبریں جمع کرنا اور دجال تک پہنچایا اس کا انجام پانا کسی دابہ، یا عورت کی ذات سے بعید ہے، الا یہ کہ جاسوسی اور خبریں حاصل کرنے کا تعلق دنیا بھر سے نہ ہو بلکہ صرف ان جہازوں اور کشتیوں سے ہو جو اس جزیرے کے آس پاس سے گزرتے ہوں۔

ان دونوں روایتوں کے درمیان ایک اور تضاد بھی نظر آتا ہے، وہ یہ ہے کہ مسلم کی روایت میں سائل اور مخاطب کے طور پر شخص واحد کا نہیں بلکہ پوری جماعت کا ذکر ہے، جب کہ ابو داؤد کی روایت میں سوال وجواب شخص واحد یعنی صرف تمیم داری کی ذات کے ساتھ مختص رکھا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ سائل اور مخاطب پوری جماعت تھی لیکن اس جماعت میں چونکہ تمیم داری بھی شامل تھے اس لئے سوال وجواب کی نسبت صرف ان کی طرف کرنا بھی درست ہے یا یہ کہ سوال وجواب کرنے والے صرف تمیم داری ہی ہوں گے لیکن انہوں نے وہ سوال وجواب چونکہ پوری جماعت کے ترجمان کی حیثیت میں کیا ہو گا اس لئے اس سوال وجواب کی نسبت پوری جماعت کی طرف کرنا بھی درست ہے، چنانچہ عرف عام میں رائج ہے کہ جب کسی جماعت کا کوئی فرد کوئی کام کرتا ہے تو کبھی اس کی نسبت صرف اسی شخص کی طرف کی جاتی ہے اور کبھی پوری جماعت کی طرف مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں گروہ نے فلاں شخص کو مار ڈالا تو اگرچہ مارنے والا ایک ہی شخص ہوتا ہے مگر اس کی نسبت پورے گروہ کی طرف کی جاتی ہے۔

البتہ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ دونوں حرم یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دجال پر حرام ہوں گے۔

One Narrator Told A Lie, Strong Memory Of Arabs!

1 -اب ج: (26407)

حضرت فاطمہ بنت قیس کی حدیثیں

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 7198

حضرت فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی باہر نکلے اور ظہر کی نماز پڑھائی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کر لی تو بیٹھے رہو، منبر پر تشریف فرما ہوئے لوگ حیران ہوئے تو فرمایا لوگو! اپنی نماز کی جگہ پر ہی میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری میرے پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی کہ وہ اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے، اچانک سمندر میں طوفان آ گیا، وہ سمندر میں ایک نامعلوم جزیرہ کی طرف پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا، انہیں سمجھ نہ آئی کہ وہ مرد ہے یا عورت انہوں نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، انہوں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا: اے قوم! اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے ہم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جاسہ ہوں، چنانچہ وہ چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہو گئے، وہاں ایک انسان تھا جسے انتہائی سختی کے ساتھ باندھا گیا تھا، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں، اس نے پوچھا کہ اہل عرب کا کیا بنا؟ کیا ان کے نبی کا ظہور ہو گیا؟ انہوں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا پھر اہل عرب نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ اچھا کیا، ان پر ایمان لے آئے اور ان کی تصدیق کی، اس نے کہا کہ انہوں نے اچھا کیا پھر اس نے پوچھا کہ اہل فارس کا کیا بنا، کیا وہ ان پر غالب آ گئے؟ انہوں کے کہا کہ وہ ابھی تک اہل فارس پر غالب نہیں آئے، اس نے کہا یاد رکھو! عنقریب وہ ان پر غالب آ جائیں گے، اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ، ہم نے کہا یہ کثیر پانی والا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں، پھر اس نے کہا نخل بیسان کا کیا بنا؟ کیا اس نے پھل دینا شروع کیا؟ انہوں نے کہا کا اسکا ابتدائی حصہ پھل دینے لگا ہے، اس پر ہو اتنا اچھلا کہ ہم سمجھے یہ ہم پر حملہ کر دے گا، ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں مسیح (دجال) ہوں، عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جائی گی۔ پس میں نکلو گا تو زمین میں چکر لگاؤں گا اور چالیس راتوں میں ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور طیبہ کے علاوہ کیونکہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لیے حرام کر دیا گیا ہے، **نبی نے فرمایا مسلمانو! خوش ہو جاؤ کہ طیبہ یہی مدینہ ہے، اس میں دجال داخل نہ ہو سکے گا۔**

1 -اب ج: (26407)

حضرت فاطمہ بنت قیس کی حدیثیں

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 7197

امام شعبی کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے جانے لگا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں تمہیں نبی کی ایک حدیث سناتی ہوں، ایک مرتبہ نبی باہر نکلے ہر ظہر کی نماز پڑھائی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کر لی تو بیٹھے رہو، منبر پر تشریف فرما ہوئے لوگ حیران ہوئے تو فرمایا لوگو! اپنی نماز کی جگہ پر ہی میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری میرے پاس آئے اور اسلام

پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی کہ وہ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے، اچانک سمندر میں طوفان آ گیا، وہ سمندر میں ایک نامعلوم جزیرہ کی طرف پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا، انہیں سمجھ نہ آئی کہ وہ مرد ہے یا عورت انہوں نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، انہوں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا: اے قوم! اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے ہم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جساسہ ہوں، چنانچہ وہ چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہو گئے، وہاں ایک انسان تھا جو انتہائی سختی کے ساتھ بندھا ہوا تھا وہ انتہائی غمگین اور بہت زیادہ شکایت کرنے والا تھا، انہوں نے سلام کیا، اس نے جواب اور پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں، اس نے پوچھا کہ اہل عرب کا کیا بنا؟ کیا ان کے نبی کا ظہور ہو گیا؟ انہوں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا پھر اہل عرب نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ اچھا کیا، ان پر ایمان لے آئے اور ان کی تصدیق کی، اس نے کہا کہ ان کے دشمن تھے لیکن اللہ نے ان پر غالب کر دیا، اس نے پوچھا کہ اب عرب کا ایک خدا، ایک دین ایک کلمہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا زغر کے چشمے کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا صحیح ہے، لوگ اس کا پانی خود بھی پیتے ہیں اور اپنے کھیتوں کو بھی سیراب کرتے ہیں، ان نے پوچھا عمان اور بیسان کے درمیان باغ کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا صحیح ہے اور ہر سال پھل دیتا ہے، اس نے پوچھا بحیرہ طبریہ کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا کہ بھرا ہوا ہے، اس پر وہ تین مرتبہ چیخی اور قسم کھا کر کہنے لگا اگر میں اس جگہ سے نکل گیا تو اللہ کی زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں چھوڑوں گا جسے اپنے پاؤں تلے روند نہ دوں، سوائے طیبہ کے کہ اس پر مجھے قدرت نہیں ہوگی، نبی نے فرمایا یہاں پہنچ کر میری خوشی بڑھ گئی (تین مرتبہ فرمایا مدینہ ہی طیبہ ہے اور اللہ نے میرے حرم میں داخل ہونا دجال پر حرام قرار دے رکھا ہے، پھر نبی نے قسم کھا کر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، **مدینہ منورہ کا کوئی تنگ یا کشادہ، وادی اور پہاڑ ایسا نہیں ہے جس پر قیامت تک کے لئے تلوار سونتا ہوا فرشتہ مقرر نہ ہو، دجال اس شہر میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔**

عامر کہتے ہیں کہ پھر میں محرر بن ابی ہریرہ سے ملا اور ان سے حضرت فاطمہ بن قیس کی یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے والد صاحب نے مجھے یہ حدیث اسی طرح سنائی تھی، جس طرح حضرت فاطمہ نے آپ کو سنائی ہے البتہ والد صاحب نے بتایا تھا کہ نبی نے فرمایا ہے وہ مشرق کی جانب ہے۔

پھر میں قاسم بن محمد سے ملا اور ان سے یہ حدیثِ فاطمہ ذکر کی، انہوں نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عائشہ نے مجھے بھی یہ حدیث سی طرح سنائی تھی جیسے حضرت فاطمہ نے آپ کو سنائی ہے، **البتہ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ دونوں حرم یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دجال پر حرام ہوں گے۔**

مکہ اور طیبہ: وہ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے۔

1 - اب ج: (26407)

حضرت فاطمہ بنت قیس کی حدیثیں

مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 7180

حضرت فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی باہر نکلے اور ظہر کی نماز پڑھائی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کرلی تو بیٹھے رہو، منبر پر تشریف فرما ہوئے لوگ حیران ہوئے تو فرمایا لوگو،! اپنی نماز کی جگہ پر ہی میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا اللہ سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری میرے پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے اور مجھے ایک بات بتائی کہ وہ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہوئے، اچانک سمندر میں طوفان آ گیا، وہ سمندر میں ایک نامعلوم جزیرہ کی طرف پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک جانور ملا جو موٹے اور گھنے بالوں والا تھا، انہیں سمجھ نہ آئی کہ وہ مرد ہے یا عورت انہوں نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دیا، انہوں نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا: اے قوم! اس آدمی کی طرف گرجے میں چلو کیونکہ وہ تمہاری خبر کے بارے میں بہت شوق رکھتا ہے ہم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جاسہ ہوں، چنانچہ وہ چلے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہو گئے، وہاں ایک انسان تھا جسے انتہائی سختی کے ساتھ باندھا گیا تھا، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں، اس نے پوچھا کہ اہل عرب کا کیا بنا؟ کیا ان کے نبی کا ظہور ہو گیا؟ انہوں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا پھر اہل عرب نے کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ اچھا کیا، ان پر ایمان لے آئے اور ان کی تصدیق کی، اس نے کہا کہ انہوں نے اچھا کیا پھر اس نے پوچھا کہ اہل فارس کا کیا بنا، کیا وہ ان پر غالب آ گئے؟ انہوں کے کہا کہ وہ ابھی تک اہل فارس پر غالب نہیں آئے، اس نے کہا یاد رکھو! عنقریب وہ ان پر غالب آ جائیں گے، اس نے کہا: مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ، ہم نے کہا یہ کثیر پانی والا ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں، پھر اس نے کہا نخل بیسان کا کیا بنا؟ کیا اس نے پھل دینا شروع کیا؟ انہوں نے کہا کا اسکا ابتدائی حصہ پھل دینے لگا ہے، اس پر ہو اتنا اچھلا کہ ہم سمجھے یہ ہم پر حملہ کر دے گا، ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں مسیح (دجال) ہوں، عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ پس میں نکلو گا تو زمین میں چکر لگاؤں گا اور چالیس راتوں میں ہر بستی پر اتروں گا مکہ اور طیبہ کے علاوہ کیونکہ ان دونوں پر داخل ہونا میرے لیے حرام کر دیا گیا ہے، نبی نے فرمایا مسلمانو! خوش ہو جاؤ کہ طیبہ یہی مدینہ ہے، اس میں دجال داخل نہ ہو سکے گا۔

دجال، یاجوج ماجوج، عیسیٰ (علیہ السلام) اور قیامت

باذوق

نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔۔۔

ایک صبح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دجال کا ذکر فرمایا، اس کا ہلکا پن اور بلندی (دونوں) کو بیان فرمایا یہاں تک کے ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ کے پاس ہے۔
اس کے بعد ہم شام کو لوٹے اور دوبارہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمارے چہروں سے اثر خوف جان کر فرمایا:
تمہیں کیا ہوا؟

راوی فرماتے ہیں۔۔۔
ہم نے عرض کیا:
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ! آپ نے آج صبح دجال کا ذکر فرمایا اس کی پستی و بلندی دونوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے اسے کھجوروں کے جھنڈ میں خیال کیا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
دجال کے علاوہ مجھے تم پر ایک اور بات کا ڈر ہے۔ اگر دجال میری موجودگی میں ظاہر ہوا تو میں تم سے پہلے اس پر دلیل قائم کروں گا اور اگر وہ نکلا اور میں تم میں موجود نہ ہوا تو ایک شخص اس پر حجت پیش کر کے اسے شکست دے گا۔
اللہ تعالیٰ ہر مسلم پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہے۔
دجال جوان ہو گا گھنگھریالے بالوں اور کھڑی آنکھوں والا ہو گا۔
عبدالعزیٰ بن قطن کا ہم شکل ہو گا۔
تم میں سے جو شخص اسے دیکھے سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں اور بائیں فساد پھیلائے گا۔
اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو۔

ہم نے عرض کیا:
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم !)

وہ زمین پر کتنی مدت ٹھہرے گا؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
چالیس دن! ایک دن ایک سال کے مثل ہو گا ایک دن ایک مہینہ کے برابر ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہونگے۔

ہم نے عرض کیا:
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بتلائیے وہ دن جو سال کے برابر ہو گا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہو گی؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
نہیں بلکہ (اوقات کا) اندازہ لگالینا۔

ہم نے عرض کیا:
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!(
زمین میں اس کی تیز رفتاری کس قدر ہو گی؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
ان بادلوں کی طرح جن کو ہوا ہنکا کرلے جائے۔
پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا انہیں اپنی طرف بلائے گا لیکن وہ اسے جھٹلائیں گے اور اس کی بات کو رد کردیں گے۔
وہ ان سے واپس لوٹے گا تو ان کے اموال اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔
پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا وہ قبول کرلیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے تب وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا وہ برسائے گی زمین کو درخت لگانے کا حکم دے گا وہ درخت اگائے گی شام کو ان کے جانور چراگاہوں سے اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان لمبے لمبے کوھے چوڑے اور پھیلے ہوئے اور تھن دودھ سے بھرے ہوں گے۔
پھر وہ ویران جگہ آکر کہے گا: اپنے خزانے نکال دے۔
جب وہ واپس لوٹے گا تو خزانے اس کے پیچھے شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح (کثرت کے ساتھ) چل پڑیں گے۔
پھر وہ بھرپور جوانی والے جوان کو بلا کر تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کردے گا پھر اسے پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر ہنستا ہوا اس کو جواب دے گا۔
وہ انہی باتوں میں مصروف ہو گا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہلکے زرد رنگ کا جوڑا پہنے دمشق کے سفید مشرقی منارہ پر اس حالت میں اتریں گے کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہونگے جب آپ سر نیچا کریں گے قطرے ٹپکتے ہونگے اور جب سر اوپر اٹھائیں گے تو موتیوں کے مثل سفید چاندی کے دانے جھڑتے ہونگے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

جس کافر کو آپ کی سانس کی بو پہنچے گی مر جائے گا اور آپ کی سانس کو بو حد نگاہ تک پہنچتی ہو گی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم (نے فرمایا:
پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ "لد" (لد شام کا ایک گاؤں یا پہاڑ ہے) کے دروازے پر پائیں گے اور قتل کر دیں گے۔
اسی حالت میں آپ جتنا اللہ چاہے گا ٹھہریں گے۔
پھر حضرت عیسیٰ ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو خدا نے دجال سے بچایا، شفقت سے ان کے چہروں کو سہلائیں گے اور جنت کے ان درجوں کی خبر دیں گے جو ان کے لئے رکھے ہیں۔

فرمایا:
پھر اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی حکم کرے گا کہ:
میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر جمع کر دیں کیونکہ میں ایسی مخلوق اتارنے والا ہوں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجے گا۔
وہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

فرمایا:
ان کے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ سے گذریں گے اور جتنا پانی اس میں ہو گا سب پی لیں گے۔ پھر ان کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے شاید یہاں کبھی پانی ہوا ہو گا۔
پھر وہ چل پڑیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے پہاڑ تک پہنچ جائیں گے اور کہیں گے ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں۔
چنانچہ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔
اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلود (سرخ) واپس بھیج دے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور ہونگے یہاں تک کہ ان کے نزدیک) بھوک کی وجہ سے) گائے کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہو گا۔
عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان (یاجوج ماجوج) کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا یہاں تک کہ وہ سب یکدم مر جائیں گے۔

جب عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اتریں گے تو ان کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں پائیں گے۔

پھر آپ اوران کے ساتھی دعامانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹوں کی مثل پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر پہاڑ کے غار میں پہنچادیں گے۔
مسلمین ان (یاجوج ماجوج) کے تیر وترکش سات سال تک جلائیں گے۔
پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ہر گھر اور خیمہ تک پہنچے گی تمام زمین کو دھو کر شیشہ کی طرف شفاف کردے گی۔

پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل باہر نکال اور برکتیں لوٹا۔
چنانچہ اس دن ایک جماعت انار کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں بیٹھے گی۔
دودھ میں برکت دی جائے گی یہاں تک کہ ایک اونٹنی کا دودھ جماعت بھر کو کفایت کرے گا۔
ایک قبیلہ ایک گائے کے دودھ سے سیر ہو جائے گا اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلے کے لئے کافی ہو گا۔

اسی حالت میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ہر مومن کی روح کو قبض کرلے گی۔
باقی رہنے والے عورتوں سے گدھوں کی طرح بے پردہ ہم بستر ہوں گے انہی پر قیامت قائم ہو گی۔

سنن الترمذي
كتاب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
باب ما جاء في فتنة الدجال
حديث:2406

http://www.al-eman.com/hadeeth/viewchp.asp?BID=9&CID=105&SW=2406#SR1

قال الترمذي: حسن صحيح غريب
قال الشيخ الألباني: صحيح

اردو ترجمہ: ابوعمیر سید محمد حسین

یاجوج ماجوج اور دجال، امریکہ اور مغربی یورپ کی عیسائی قومیں ہیں

arifkarim

شکریہ بازوق۔ ان احادیث کی اگر حقیقی تشریح بھی بیان کر دیتے تو اچھا تھا۔ یہ سب آجکل کے حالات پر صادق آتی ہیں۔

یہ یاجوج ماجوج اور دجال، امریکہ اور مغربی یورپ کی عیسائی قومیں ہیں۔ جو کہ آخری زمانہ میں زمین کے بیش بہا خزانوں کی مالک ہوں گی۔ انکی جدید سائنس و ٹیکنالوجی سے زمین نے اپنے قدرتی وسائل اس تیزی سے باہر نکال پھینکیں ہیں، جو شاید پچھلے ہزار سالوں میں بھی نہ نکل سکتے ہوں۔ یہ اپنے ساتھ "امداد" لیکر چلتے ہیں۔ جو قومیں انکی بات مان لیتی ہیں انکو یہ مالا مال کر دیتے ہیں۔ اور جو انکار کرتی ہیں، انپر ایسی پابندیاں لگا دیتے ہیں کہ وہ وسائل ہوتے ہوئے بھی بھوکی مر جاتی ہیں!

یہی وہ وقت ہو گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی کا نزول ہو گا۔ آپ زمین میں آکر اس مغربی دجال (جھوٹ) کا خاتمہ کریں گے اور صلیب (عیسائیت) کو توڑیں گے۔ آپؑ پر ایمان لانے والے مسلمان فتنہ دجال و قیامت کی تباہی سے بچائے جائیں گے۔ باقی رہنے والی دہریہ قومیں جو آجکل آزادی اظہار کے نام پر گدھوں کی طرف عورتوں سے ہم بستر ہوتی ہیں۔ یہ سب عذاب الٰہی کا موجب بنیں گی!

ابوکاشان

میرا نہیں خیال کہ یہ صرف تشبیہات ہیں۔ یہ یقیناً جیتے جاگتے کردار ہونگے۔ اور اس دنیا میں آئیں گے۔

باذوق

میرا نہیں خیال کہ یہ صرف تشبیہات ہیں۔ یہ یقیناً جیتے جاگتے کردار ہونگے۔ اور اس دنیا میں آئیں گے۔

میں آپ کے خیال کی تائید کروں گا کہ یہ تشبیہات نہیں ہیں بلکہ جیتے جاگتے کردار ہیں جنہیں احادیثِ صحیحہ کے مطالعے سے سمجھا جا سکتا ہے۔

اس کی تشریح کرنا ہو تو مزید وقت نکال کر ایک علیحدہ مضمون لکھنا پڑے گا۔ ان شاءاللہ جلد سہی۔

وی بلیٹن v4.0.3, ® حقوق نقل واشاعت: 2000-2011, اردو محفل. اردو ترجمہ از: سید شاکر القادری

http://www.urduweb.org/mehfil/archive/index.php/t-22860.html

تقدیم و تاخیر (جگہ کی تبدیلی۔تبدیل محل) کا دھوکہ

Change in Meaning of Quran by Taqdeem o Takheer Deception by Maulana Ashraf Ali Thanvi

Tahreef (Altering Twisting) in Quran by Taqdeem o Takheer Trick by Maulana Ashraf Ali Thanvi

آل عمران ۳ ۷۲ تلک الرسل ۳

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

لے کر آیا ہوں تمہارے رب کے پاس سے ۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو ۔ بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ

بھی رب ہیں سو تم لوگ اسکی عبادت کرو ۔ بس یہ ہے راہ راست سو جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)

عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ

نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ رہیے

مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

کہ ہم فرمانبردار ہیں ۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

ہم نے (ان) رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کیساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی ف۱ اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی ف۲

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ

اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ہیں ف جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو ف۳ وفات دینے والا

رَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ

ہوں اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں ف۴ اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں ۔ ف۵ اور جو لوگ تمہارا

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ

کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک ۔ ف۶

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی فیصلہ) کر دوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

کرتے تھے تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالوں میں) کافر تھے سو ان کو سخت سزا

شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

دونگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان لوگوں کا کوئی حامی (وطرفدار) نہ ہوگا ۔

منزل ۱

ف۱
چنانچہ مکر و حیلہ سے آپ کو گرفتار کرکے سولی دینے پر آمادہ ہوئے ۔

ف۲
ایک اور شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ۔ جس سے وہ محفوظ ہے ۔ اور وہ ہم شکل سولی دیا گیا ۔

ف۳
یعنی اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے وفات دینے والا ہوں ۔ اس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت مِنَ الْاَعْدَاء کی ۔ یہ وقت موعود اس وقت آوے گا جب قرب قیامت کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاویں گے ۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے ۔

ف۴
یہ وعدہ عالم بالا کی طرف فی الحال اٹھا لینے کا ہے ۔ چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کیا گیا جس کے ایفاء کی خبر سورہ نساء میں دی گئی ہے رفعہ اللہ الیہ اب زندہ آسمان پر موجود ہیں ۔ اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن مذکور پہلے ہے ۔ کیونکہ یہ مشعر دلیل کے ہے وعدۂ دوم کے لئے اور دلیل رتبۃً مقدم ہوتی ہے اور واؤ چونکہ ترتیب کیلئے موضوع نہیں لہٰذا اس تقدیم و تاخیر میں کوئی اشکال نہیں ۔

ف۵
اس وعدہ کا ایفا اس طرح ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہود کے سب بیجا الزامات اور افتراؤں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ لگاتے تھے ۔ صاف کر دیا ۔

ف۶
یہاں اتباع سے مراد خاص اتباع ہے ۔ یعنی اعتقاد نبوت پس مصداق متبعین کے وہ لوگ ہیں جو آپکی نبوت کے معتقد ہیں ۔ سو اس میں نصاریٰ اور اہل اسلام دونوں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

وفات مسیح۔احادیث اور اقوالِ صحابہ کی روشنی میں

حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن کریم نے متعدد آیات میں وفات یافتہ قرار دیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کا یہی عقیدہ تھا۔ آئیے پہلے چند احادیث اور پھر صحابہؓ کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

مسیح کی عمر

حضرت عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ از علاؤالدین علی المتقی۔ دائرہ المعارف النظامیہ۔ حیدر آباد ۱۳۱۲ھ)

مسیح فوت ہوگئے

اگر حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۲ از علامہ عبدالوہاب شعرانی مطبع ازہریہ مصر، مطبع سوم، ۱۳۲۱ھ)

ایک اور روایت میں ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ (شرح فقہ اکبر مصری صفحہ ۱۱۲ از حضرت امام علی القاری مطبوعہ ۱۳۷۵ھ)

آنحضرت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو توحید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا۔ 'کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ (اسباب النزول صفحہ ۵۳ از حضرت ابوالحسن الواحدی طبع اولیٰ ۱۹۵۹ء مطبع مصطفی البابی مصر)

فلسطین سے ہجرت

حضور ﷺ نے فرمایا۔ 'اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقل مکانی کرتا رہ تا کہ کوئی تجھے پہچان کر دکھ نہ دے'۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)

'حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ سیر و سیاحت کیا کرتے تھے اور جہاں شام پڑتی تھی جنگل کی سبزیاں کھاتے اور خالص پانی پیتے تھے'۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۷۱)

امت محمدیہ میں سے امام

آنحضرت ﷺ نے جہاں امت محمدیہ میں مسیح موعود کی خبر دی ہے وہاں ساتھ ہی فرمایا۔ اماکم منکم تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ)

صحیح مسلم کی روایت اس کی مزید وضاحت کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ امکم منکم۔ تمہاری امامت کرے گا اور تم میں سے ہوگا (مسلم کتاب الایمان باب بیان نزول عیسیٰ)

حضور ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ اے رب مجھ کو امت محمدیہ کا نبی بنادے۔ ارشاد ہوا اس امت کا نبی اسی میں سے ہوگا۔ عرض کیا تو مجھ کو محمد کی امت میں سے بنادیجئے۔ ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگئے وہ پیچھے ہونگے البتہ تم کو اور ان کو دارالجلال یعنی جنت میں جمع کردونگا۔ (نشر الطیب از اشرف علی تھانوی ۱۳۹۷ھ ادب منزل پاکستان چوک، کراچی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ مجھے امت محمدیہ کا امام مہدی بنادے۔ تو اللہ نے فرمایا۔ اس کا وجود احمد ﷺ کے ذریعہ (یعنی اس کی امت میں سے) ہوگا۔ (کتاب المہدی صفحہ ۱۱۲ از صدرالدین صدر، مطبوعہ تہران ۱۹۶۶ء)

الگ الگ حلیے

حضور ﷺ نے مسیح ناصری اور مسیح موعود کے الگ الگ حلیے بھی بیان فرمائے ہیں۔ حضرت عیسیٰ سرخ رنگ کے اور گھنگھریالے بالوں والے اور چوڑے سینے والے تھے۔ آنے والا مسیح موعود گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب واذ کرفی الکتاب مریم)

آخری خطاب

حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں صحابہ رضوان اللہ علیہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ 'اے لوگو! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خوفزدہ ہو۔ کیا مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والا کوئی نبی بھی ایسا گزرا ہے جو غیر طبعی عمر پا کر ہمیشہ زندہ رہا ہو کہ میں ہمیشہ زندہ رہ سکوں گا۔ یاد رکھو کہ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔' (المواہب الدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ از احمد بن ابی بکر خطیب قسطلانی شرفیہ ۱۹۰۸ء)

صحابہ کا پہلا اجماع

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر ہوا۔ کئی صحابہ نے شدت محبت اور غم کی وجہ سے حضور ﷺ کو وفات یافتہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۵ تلاوت فرمائی۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

یعنی محمدؐ صرف ایک رسول ہیں۔ اور ان سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ یہ آیت سن کر صحابہ نے حضور ﷺ کو فوت شدہ مان لیا۔ **اگر کوئی ایک صحابی بھی حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھتا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ اگر حضرت عیسیٰ رسول ہو کر اب تک زندہ ہیں تو آنحضرت ﷺ کیونکر فوت ہو سکتے ہیں**۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی)

اجماع صحابہ کی جھلک بحرین میں

فرقہ اہلحدیث کے بانی محمد بن عبدالوہاب تحریر فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد بحرین کے کئی لوگ اس بات سے مرتد ہو گئے کہ اگر حضور ﷺ رسول ہوتے تو ہرگز فوت نہ ہوتے۔ تب صحابی رسول حضرت جارود بن معلی رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کیا اور فرمایا آنحضرت ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ ویسے ہی زندہ رہے جیسے حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ رہے اور اسی طرح انتقال کر گئے جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے وفات پائی۔ یہ سن کر سب لوگ اسلام میں واپس آ گئے۔ (مختصر سیرۃ الرسولؐ صفحہ ۱۸۷ از محمد بن عبدالوہاب دارالعربیہ بیروت لبنان)

اجماع صحابہ کی جھلک کوفہ میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ 'حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات فوت ہوئے جس رات حضرت عیسیٰ بن مریم کی روح اٹھائی گئی تھی۔ یعنی ۲۷ رمضان کی رات۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۳ صفحہ ۳۹ دارالبیروت للطباعہ والنشر)

حضرت ابن عباس کا عقیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت انی متوفیک۔۔ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ممیتک۔ یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائدہ باب ما جعل اللہ من بحیرۃ۔۔۔)

حیات مسیح کا عقیدہ

دوسری طرف حیات مسیح کے عقیدہ کی قرآن وحدیث سے کوئی تائید نہیں ہوتی۔ کسی ایک حدیث میں بھی حضرت مسیح کے مادی جسم سمیت آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ پس آنحضور ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہر شخص کا وہی عقیدہ ہونا چاہیے جو حضور ﷺ کا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا تھا کیونکہ اسی میں فلاح اور نجات ہے

تقدیم وتاخیر کے حربے سے تحریف کا راستہ نکالنا

یہاں تقدیم وتاخیر کا مسئلہ ہے حضرت ابن عباس در حقیقت رفع کی تقدیم اور وفات کی تاخیر کے قائل ہیں۔

ابن حسن

اب میں یہاں کچھ احادیث اور اقول ائمہ پیش کر دوں تا کہ یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ امت مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا رفع جسد کے ساتھ آسمان کی طرف ہوا اور قرب قیامت وہ نازل ہو کر قتل دجال کا کام کریں گئے۔

یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ **مرزا غلام احمد قادیانی اپنی زندگی کے ۵۲ سالوں تک اس عقدیے پر قائم رہا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ آسمانوں سے نازل ہوں گئے اور براہین احمدیہ نامی کتاب میں قرآن اور اپنے الہامات کی روسے انہوں نے یہی عقیدہ تحریر کیا۔ ۱۸۸۹ میں جب کہ قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی گئی تو اس کا یہی عقیدہ تھا تاہم دو سال بعد یعنی ۱۸۹۱ میں اچانک کہ دیا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ نہیں آئیں گئے اور خود مرزا اب مسیح بن گئے ہیں۔** یہی نہیں بلکہ صاف طور پر مرزا نے یہ بھی لکھا ہے کہ **وفات مسیح کا عقیدہ مجھ پر کھولا گیا اس سے پہلے پردہ اخفا میں رکھا گیا تھا)** خزائن ج ۵ ص ۴۲۶(

اب رانا یہ بتائیں کہ جب یہ معاملہ صرف مرزا پر ہی کھولا گیا تو اس سے پہلے کہ وہ لوگ جیسا کہ رانا نے ابن عربی، امام مالک، حسن بصری وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ وفات عیسیٰ کے قائل ہیں ان کو کیسے پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔ **اب یا تو ان بزرگوں نے یہ بات کہی نہیں اور یا مرزا جھوٹا ہے۔ بتائیں کون سی بات ٹھیک ہے؟** اب احادیث ملاحظہ کیجئے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حکمران کی حیثیت سے نزول فرما ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ کر) اسکا خاتمہ کر) ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ اور مال ودولت کی اس قدر ریل پیل ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے کو تیار نہ ہو گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو:

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا) (159) النساء (

اور اهل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو گا جو اس کی یعنی مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے گا اور وہ) مسیح) قیامت کے دن ان لوگوں کے خلاف گواہ ہو گا۔) صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، حدیث: ۳۴۴۸۔ باب نزول عیسیٰ بن مریم صحیح مسلم، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً(

۲) (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم عیسیٰ بن مریم ایک عادل حکمران کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ کر اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے، جزیہ کا خاتمہ کر دیں گے۔ اونٹوں کا استعمال متروک ہو جائے گا، اور ان پر سواری یا بار برداری نہ ہو گی، لوگوں کا آپس میں غصہ، ناراضگی اور بغض وعناد بالکل ختم ہو جائے گا۔ وہ مال ودولت کے لئے لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے تو دولت کی کثرت کی وجہ سے کوئی آدمی دولت لینے کے لئے آمادہ نہ ہو گا۔") صحیح مسلم،

باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً(

۳)(سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم آپس میں قیامت کے متعلق گفتگو کررہے تھے کہ نبی ﷺ تشریف لائے آپ نے دریافت فرمایا: کیسا مذاکرہ ہورہاہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کے متعلق گفتگو کررہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک بپا نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس بڑی بڑی نشانیاں نہ دیکھ لوگے۔ آپ نے ان میں سے ایک نشانی "نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام" بیان فرمائی۔(صحیح مسلم، کتاب الفتن(

۴) (سیدنا نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ دجّال کا فتنہ ظہور پذیر ہوچکا ہوگا اور وہ لوگوں کو شعبدے دکھادکھا کر اپنی طرف مائل اور کفر میں لے جارہا ہوگا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر نزول فرما ہوں گے، زرد رنگ کے دو کپڑوں)چادروں(میں ملبوس ہوں گے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوں گے۔ سر کو جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے۔ اور جب سر کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے تو اس سے صاف شفاف پانی کے قطرے سفید موتیوں کی طرح نظر آئیں گے۔ ان کی سانس جس کافر تک جائے گی وہ مرتا چلا جائے گا اور ان کی سانس کی ہوا وہاں تک جائے گا جہاں تک ان کی نگاہ جائے گی۔ وہ دجّال کا پیچھا کرتے ہوئے اسے)دمشق کی فصیل کے("باب لُدّ" کے قریب جاکر قابو کرکے اسے قتل کرڈالیں گے۔(صحیح مسلم، باب ذکر الدجال(

۵) (سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے پہلے دجّال کا ظہور ہوگا۔ وہ چالیس)سال، مہینے یا دن کا وضاحت نہیں(کا عرصہ گذارے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا سا ہوگا۔ وہ(عیسیٰ علیہ السلام)اس(دجّال(کا پیچھا کرکے اسے قتل کردیں گے۔ اس کے بعد لوگ سات سال کا عرصہ اس قدر خوشی سے گزاریں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بغض وعداوت نہ ہوگی۔) صحیح مسلم، باب ذکر الدجال(

۶) (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عیسیٰ بن مریم علیہما السلام "فج الروحاء" کے مقام پر حج)افراد(یا عمرہ یا دونوں)یعنی حج تمتّع(کا تلبیہ پکاریں گے۔) صحیح مسلم، الحج، باب جواز التمتع فی الحج والقران(

۷) (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس وقت کس حال میں ہوگے جب عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان(آسمان(سے نزول فرما ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے (یعنی اسی امت کا ایک فرد) ہوگا۔) صحیح مسلم، باب بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً(

۸)(سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری امت میں قیامت تک ایک ایسا گروہ موجود رہے گا جو حق کی خاطر قتال کرتا رہے گا۔ قیامت تک غالب رہے گا۔ تاآنکہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام (آسمان سے) نزول فرما ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی) ان سے کہے گا کہ آئیں نماز پڑھائیں۔ تو وہ فرمائیں گے کہ نہیں۔ تم ہی میں سے کوئی لوگوں پر امیر (امام) ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کو اعزاز دیا جائے گا۔(صحیح مسلم، بیان نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً(

۹) (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے (کہ قیامت سے پہلے ایک ایسا وقت آئے گا) کہ لوگ نماز کی صفیں درست کررہے ہوں گے۔ نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی۔ اسی دوران عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نزول فرما ہوں گے۔ اس وقت امت محمدیہ کے ایک فرد) امام

مہدی) نماز پڑھائے گا اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام امت کی قیادت فرمائیں گے۔ انہی دنوں دجّال کا ظہور ہو گا۔ اللہ کا دشمن (دجّال) انہیں دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اسے یونہی چھوڑدیں گے تب بھی وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تاہم اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجّال کو قتل کرائے گا۔(صحیح مسلم، کتاب الفتن(

)۱۰ (سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زمین پر نزول فرما ہوں گے، نکاح کریں گے، ان کے ہاں اولاد ہو گی وہ(کُل) پینتالیس سال عمر پائیں گے۔ بعد ازاں ان کی وفات ہو گی۔ اور وہ میرے ساتھ میری قبر میں مدفون ہوں گے۔ قیامت کے دن میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی قبر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔(الوفاء لابن الجوزی -مشکوٰۃ المصابیح، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ حدیث نمبر ۵۵۰۸(

)۱۱ (ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میرا خیال ہے کہ میں آپ کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہوں گی تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ مجھے آپ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں۔ وہاں تو میری، ابو بکر، عمر ، عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی قبور ہی کی جگہ ہو گی۔(منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد جلد ۶ ص:۵۷(

)۱۲ (سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تورات میں محمد ﷺ کی صفات کے ضمن میں یہ بھی مکتوب ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ان کے قریب مدفون ہوں گے۔ ابو مودود)راوی) نے بیان کیا کہ بیت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک قبر کی جگہ اب بھی باقی ہے۔(جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص: ۲۹۵ کتاب لمناقب باب ۳(

)۱۳ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: انبیاء ان بھائیوں کی طرح ہیں جن کے باپ ایک اور مائیں مختلف ہوں۔ بنیادی طور پر ان سب کا دین ایک ہی ہے۔ میں باقی لوگوں کی نسبت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قریب تر ہوں۔ کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ (دوبارہ) دنیا میں آنے والے ہیں۔ تم انہیں دیکھتے ہی پہچان لوگے۔ ان کا قد درمیانہ، رنگ سرخی مائل گورا ہو گا، وہ زرد لباس میں ملبوس ہوں گے، یوں محسوس ہو گا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں اگرچہ اسے پانی نہ لگا ہو گا، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کا خاتمہ کر دیں گے اور لوگوں کو حقیقی دین اسلام کی طرف بلائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں (ان ہی کے ہاتھوں) دجّال کا خاتمہ کرے گا۔ زمین پر مکمل امن، سکون ہو گا اور اس قدر آسودگی ہو گی کہ شیر اور اونٹ، چیتے اور گائے، بھیڑ اور بکریاں بے خوف وخطر اکٹھے چرتے ہوں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہوں گے اور سانپ ان کو کچھ بھی نہ کہیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس برس گزاریں گے اس کے بعد ان کی وفات ہو گی، مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے اور پھر ان کی تدفین عمل میں آئے گی۔(تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص:۵۷۸۔ سنن ابی داؤد، الفتح الربانی ترتیب مسند احمد جلد ۱۹ ص: ۱۴۳ مسند احمد جلد ۲ ص: ۴۳۷(

یہ صرف چند احادیث ہیں اب کچھ اقوال ملاحظہ کیجئے

حضرت ابن عباس

تفسیر روح المعانی میں ہے

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر موت و نیند کے زندہ آسمان پر اٹھالیا اور ابن عباس کا صحیح قول یہی ہے(جز ۳ ص

۱۵۸)

در منثور ج ۲ ص ۳۶ میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے آیت کریمہ انی متوفیک و رافعک الی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا" حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے سر دست اٹھانے والا ہوں پھر آخری زمانے میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔

تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۴ میں حضرت ابن عباس نے ماقتلوہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا" اور حضرت عیسیٰ کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ ابن کثر کے مطابق اس کی اسناد درست ہیں۔

اب جورانا نے حضرت ابن عباس کے بارے میں اپنی پوسٹ نمبر ۲۴ میں لکھا ہے کہ
انہوں نے صحیح بخاری میں متوفیک کا معنی ممیتک کر بیان کر کے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کیا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔

تو اس کے قائل نہ حضرت ابن عباس ہیں جیسا کہ ظاہر ہو گیا اور نہ امام بخاری ہیں جن کے بارے میں ابھی بتاوں گا۔ **یہاں یہ البتہ بتادوں کہ یہاں تقدیم و تاخیر کا مسئلہ ہے حضرت ابن عباس در حقیقت رفع کی تقدیم اور وفات کی تاخیر کے قائل ہیں** چنانچہ

ان کے شاگرد خاص ضحاک سے منقول ہے کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ در منثور ص ۳۶ ج ۲ میں مذکور ہے کہ "ضحاک کہتے ہیں کہ ابن عباس متوفیک و رافعک کی تفسیر میں یہ فرماتے تھے کہ حضرت مسیح کا رفع مقدم ہے اور ان کی وفات اخیر زمانہ میں ہو گی۔"

پس اگر حضرت ابن عباس سے متوفیک کی تفسیر ممیتک ہے تو ان سے تقدیم و تاخیر بھی مروی ہے ساتھ ہی دیگر اقوال بھی جن سے وہ حیات و نزول عیسیٰ کے قائل ہیں۔ اب کوئی ڈھیٹ ہی یہ کہے گا کہ حضرت ابن عباس حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل تھے۔

امام ابو حنیفہ

فقہ اکبر میں فرماتے ہیں" دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ ان میں وارد ہوئی ہیں سب حق ہیں ضرور ہوں گی (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶)

امام مالک

شرح اکمال الاکمال میں عتیبہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ امام مالک فرماتے تھے کہ "لوگ نماز کے لیے تکبیر کہہ رہے ہوں گے کہ ایک بدلی چھاجائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گئے (ج ۱ ص ۴۳۶)

نیز علامہ زرقانی مالکی (جو مالکی فقہ کے ایک ممتاز عالم ہیں) لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو اوپر زندہ حالت میں اٹھایا گیا۔ (شرح مواہب ج ۵ ص ۳۵۱)

علامہ زرقانی نے ہی شرح مواہب میں حضرت عیسی کی آنحضرت کے ساتھ تدفین کا بھی بیان کیا ہے(شرح مواہب ج ا ص ۱۱۶) اب یہاں رانا نے جو مجمع البحار سے جو امام مالک کا قول نقل کیا ہے تو اب اس بے سند اور مشکوک قول کی حیثیت کچھ نہیں کیوں کہ امام مالک و فقہ مالکی کے ایک ممتاز عالم کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ مالکی حضرات بھی حیات عیسیٰ سے قائل ہیں۔

امام حسن بصری

تفسیر در منثور ج ۲ ص ۲۴۱ میں ان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے "بے شک اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ بھیجیں گے۔ تب ان پر تمام نیک و بد ایمان لائیں گے"

تفسیر ابن کثیر ص ۳۶۶ ج ۱ میں آپ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ "آنحضرت نے یہود سے فرمایا کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت سے پہلے دوبارہ لوٹ کر آئیں گئے۔

اب ان روایات کی موجودگی کیا طبقات کا ایک قول نقل کرنا ہی صداقت ہے۔ یہ قول تاریخ کی ایک کتاب میں درج ہے جس کی کوئی سند نہیں۔ پھر طبقات ابن سعد میں ہی حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ " تحقیق مسیح بمع جسم کے اٹھایا گیا ہے ولاریب اس وہ زندہ ہے، دنیا کی طرف آئے گا اور بحالت شاہانہ زندگی بسر کرے گا پھر دیگر انسانوں کی طرح فوت ہو گا"
اس روایت کو بیان کر کہ ابن سعد نے کوئی جرح نہیں کی تو ہم کیوں نہ اس روایت کو قبول کریں اور پھر حضرت حسن بصری کے دیگر اقوال بھی ان کے صحیح عقیدہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ پھر مزے کی بات یہ بھی ہے کہ یہی روایت در منثور ج ۲ ص ۳۶ میں بھی مذکور ہے اور یہاں لیلہ قبض موسیٰ کے الفاظ ہیں
۔
مستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۲۱ میں بالکل یہی روایت حضرت حسن سے بیان ہوئی ہے اس کے راوی حریث ہیں۔" حریث کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے سنا کہ حضرت علی اس رات قتل کیے گئے کہ جس رات قرآن اترا، حضرت عیسیٰ سیر کرائے گئے اور حضرت موسیٰ قبض کیے گئے" لہذا یہ ظاہر ہے کہ طبقات میں یہ روایت پوری نقل ہونے سے رہ گئی ہے اور حضرت حسن کا بھی عقیدہ حیات عیسیٰ کا ہی ہے۔
بقیہ جوابات جلد ہی۔

http://www.urduweb.org/mehfil/showthread.php?34120

کوہ طور پر آخری وحی ابھی باقی ہے!

373　　قیامت کی نشانیاں

مسلمانوں کو لیکر حضرت عیسیٰ کا طور پر چلا جانا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا

مسلم شریف میں دجال کے قتل ہو جانے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لوگوں کے پاس پہنچکر چہروں پر ہاتھ پھیرنے کے بعد یاجوج ماجوج کے نکلنے کا ذکر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰؑ اسی حال میں (یعنی قتل دجال کے بعد لوگوں سے ملنے جلنے میں) ہوں گے کہ اللہ پاک کی ان کی طرف وحی آئیگی کہ بیشک میں اپنے ایسے بندوں کو نکالنے والا ہوں کہ کسی میں ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے لہذا تم میرے (مومن) بندوں کو طور پر لے جاکر محفوظ کردو (چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر طور پر تشریف لے جائیں گے) اور خدا یاجوج ماجوج کو بھیجدے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ دوڑ پڑیں گے (ان کی کثرت کا یہ عالم ہوگا کہ) جب اگلا گروہ طبریہ[1] کے تالاب پر گذرے گا تو تمام پانی پی جائے گا۔

[1] صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ طبریہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے اور صاحب قاموس نے بتایا ہے کہ واسطہ میں ہے۔ جس تالاب کا ذکر حدیث میں ہے وہ دس میل لمبا ہے۔ ۱۲

یاجوج ماجوج کا خروج

﴿ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

..........فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ أَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰىؑ اِنِّيْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَا يَدَانِ

---

(۱) [احمد (۲/ ۵۱۰) ترمذی : کتاب التفسیر : سورۃ الکھف (۳۱۵۳) ابن ماجۃ (۴۱۳۱)
حاکم (۴/ ۵۳۵) السلسلۃ الصحیحۃ (۴/ ۳۱۳)]

لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ ﴾(۱)

حضرت نواس بن سمعان ﷺ فرماتے ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (طویل حدیث)......(یعنی جب وہ دجال اور اس کے لشکر کے قلع قمع سے فارغ ہی ہوئے ہوں گے) کہ میں اپنے ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ جن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا لہذا آپ میرے (مسلمان) بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکال دیں گے جو ہر گھاٹی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''

یاجوج ماجوج کا فتنہ فساد

﴿عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: .... فَيَحْفِرُوْنَهُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ فَيَنْشِفُوْنَ الْمِيَاهَ وَيَتَحَصَّنَ النَّاسُ مِنْهُمْ فِيْ حُصُوْنِهِمْ فَيَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ وَعَلَيْهَا كَهَيْئَةِ الدَّمِ فَيَقُوْلُوْنَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ ﴾(۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ دیوار توڑ کر لوگوں پر نکل آئیں گے، سارا پانی پی جائیں گے، لوگ قلع بند ہو جائیں گے تو وہ (یاجوج ماجوج) اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خون لگا کر نیچے پھینکیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم نے آسمان والوں پر بھی غلبہ پا لیا ہے جس طرح ہم اہل زمین پر غالب ہیں۔''

﴿عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

(۱) [مسلم: کتاب الفتن: باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۲۴۸/٤) ابو داؤد (٤۳۲۱) ترمذی (۲۲٤۰) ابن ماجة (٤۱۲٦) حاکم (۵۳۷/٤) طبری (۹۵/۹)]

(۲) [احمد (۵۱۰/۲) ترمذی: کتاب التفسیر: سورة الکهف (۳۱۵۳) ابن ماجة (٤۱۳۱) حاکم (۵۳۵/٤) السلسلة الصحيحة (۳۱۳/٤)]

کوئی یقینی علم نہیں اور یہ یقینی (بات) ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور روز قیامت آپ ان پر گواہ ہوں گے۔"

نزول مسیح علیہ السلام احادیث کی روشنی میں

(۱) : ﴿ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ ﴾(۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریمؑ حاکم اور عادل بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیے (اور جنگ) کا (بالآخر) خاتمہ کریں گے اور پھر مال بکثرت ہوگا حتیٰ کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

(۲) : ﴿ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ﴾(۲)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ

---

(۱) [بخاری : کتاب المظالم : باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر (۲۴۷۶) مسلم (۱۵۵) احمد (۳۱۵/۲ ـ ۳۵۸) ترمذی (۲۲۳۳) ابن ماجة (۴۰۷۸) السنن الکبری (۱۰۱/۶) مشکل الآثار (۹۹/۱) ابو یعلی (۶۵۸۴) شرح السنة (۴۵۴/۷)]

(۲) [بخاری : کتاب احادیث الانبیا: باب نزول عیسی بن مریمؑ (۳۴۴۹) مسلم (۱۵۵ ـ ۲۴۴)]

2011 میں گوگل ارتھ سیٹلایٹ کی مدد سے یاجوج ماجوج کی تلاش

انہوں نے آسمانوں میں ایسی دوربینیں لگائی ہیں
جن سے گوگل ارتھ کا عجوبہ سامنے آیا۔ دنیا کے کسی بھی ملک
یا علاقے میں کسی بھی شہر کے کسی بھی محلے کے کسی بھی گھر
کی تصویر دیکھ لو۔ گھر میں کتنے درخت ہیں، درخت پر کتنی
ٹہنیاں ہیں، صحن میں کتنے برتن بکھرے پڑے ہیں، کون
سا پیتل کا ہے اور کون سالوہے کا، یہ سب دیکھ لو۔

Search with the Help of Google Earth Satellite Imagery

یاجوج ماجوج کون اور کہاں ہیں؟

چند مفکرین کی غلط تعبیروں کا جائزہ اور اسلامی نکتہ نظر

قسط نمبر 1

حافظ مبشر حسین

نبی اکرم ﷺ نے علامات قیامت کے حوالہ سے بہت سی پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔ جن میں ظہور امام مہدیؑ نزول مسیح علیہ السلام، خروج دجال اور فتنہ یاجوج وماجوج سرفہرست ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے امت کی راہنمائی کے لئے کچھ ایسی علامات و صفات بھی بیان کی فرمائی ہیں جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ شخصیات کو بوقت ظہور پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوگی لیکن درج بالا شخصیات سے متعلقہ پیش گوئیاں دور حاضر میں بعض اہل علم کی باطل تاویلات کا تختۂ مشق بنی ہوئی ہیں۔ ان میں سے یاجوج ماجوج کے بارے میں جو غلط تعبیرات کی جاتی ہیں، کئی سلفی فکر رکھنے والے حضرات بھی ان سے متاثر ہو چکے ہیں۔ اس لئے راقم اس مضمون میں صرف یاجوج ماجوج کے بارے میں کی جانے والی غلط تعبیرات کا محققانہ جائزہ لیتے ہوئے صحیح اسلامی تعبیر پیش کرے گا۔

قرآن مجید میں ذوالقرنین بادشاہ کے واقعہ میں یاجوج ماجوج کے حوالے سے یہ بات مذکور ہے کہ "جب ذوالقرنین دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ان کے پیچھے اس نے ایک ایسی قوم پائی جو بات سمجھنے (یا سمجھانے) کے لائق بھی نہ تھی۔ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس زمین میں بڑے فسادی ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ خرچ کا انتظام کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ میرے اختیار میں میرے رب نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے، تم صرف قوت وطاقت سے میری مدد کرو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنادیتا ہوں تم مجھے لوہے کی چادریں لادو۔ حتیٰ کہ جب ذوالقرنین نے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار برابر کردی تو حکم دیا کہ تیز آگ جلاؤ یہاں تک کہ جب لوہے کی ان چادروں کو بالکل آگ کردیا تو کہا کہ میرے پاس کچھ پگھلا ہوا تانبا لاؤ جو اس پر ڈال دوں۔ پس نہ تو ان (یاجوج ماجوج) میں اس دیوار کو پھلانگنے کی استطاعت تھی اور نہ اس میں کوئی سوراخ کرنے کی۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ سب میرے رب کی مہربانی ہے۔ ہاں جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اس (دیوار) کو زمین بوس کردے گا۔ بے شک میرے رب کا وعدہ سچا اور برحق ہے۔ اس دن ہم انہیں (یاجوج ماجوج کو) آپس میں گڈمڈ ہوتا چھوڑ دیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پھر اس کے بعد ہم سب کو اکٹھا کرکے جمع کرلیں گے۔"

(سورہ الکہف 93 تا 99)

گویا یاجوج ماجوج ذوالقرنین بادشاہ کی بنائی ہوئی لوہے اور تانبے کی اس مضبوط دیوار کے پیچھے ہیں جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ "یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو کھودتے ہیں حتیٰ کہ وہ سورج کی شعاع دیکھنے کے قابل ہوجاتے ہیں تو ان کا نگران کہتا ہے، چلو باقی کل کھودیں گے تو (کل تک) وہ دیوار پہلے سے بھی مضبوط ہوچکی ہوتی ہے۔ (اور یہ سلسلہ روز جاری رہتا ہے) حتیٰ کہ جب ان کے خروج کی مدت پوری ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں چھوڑنے کا ارادہ کرلیں گے تو پھر ایسا ہوگا کہ ایک دن یاجوج ماجوج اس دیوار کو آخر تک کھودیں گے تو ان کا نگران کہے گا چلو باقی کل کھودیں گے۔ ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا اس سے پہلے وہ ان شاء اللہ کبھی نہیں کہیں گے) جب اس سے اگلے روز وہ آئیں گے تو دیوار اسی طرح ہوگی جس طرح وہ کھودی ہوئی چھوڑ کر گئے تھے پھر وہ اسے کھود کر لوگوں پر نکل آئیں گے۔ سارا پانی پی جائیں گے، لوگ قلعے بند ہوجائیں گے، پھر یاجوج ماجوج آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خون آلود حالت میں نیچے گرائیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم آسمان اور زمین والوں (سب) پر غالب آگئے ہیں۔"

(احمد 510/2، ترمذی 3153، ابن ماجہ 4131، حاکم 535/4، شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ السلسلۃ الصحیحۃ 313/4)

ایک طویل حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج اس وقت نکلیں گے جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کا خاتمہ فرماچکے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ "میں اپنے ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ جن کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا آپ میرے (مسلمان) بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالیں گے۔" (مسلم 2937، ابوداؤد 4321، ترمذی 2240، ابن ماجہ 4126)

"یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال جیسے جبار کو قتل کرنے کے باوجود یاجوج ماجوج کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہوں گے۔ اس لئے کوہ طور پر چلے جائیں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ "سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کردیں گے اور وہ آن واحد میں لقمہ اجل بن جائیں گے۔ پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے مگر زمین میں ہر طرف ان کی سرانڈ اور بدبو پھیلی ہوگی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشیں اٹھا کر کہیں لے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے اور زمین کو پاک صاف کردیں گے۔" (مسلم 2937، ابوداؤد 4321، ترمذی 2240، ابن ماجہ 4126)

اب ہم یاجوج ماجوج کے حوالہ سے چند غلط تعبیروں کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں۔

پہلی تعبیر:

یاجوج ماجوج سے مراد روسی، یورپی اور امریکی اقوام ہیں۔

یہ تعبیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) اگر اس تعبیر کو درست تسلیم کرلیا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یاجوج ماجوج کسی ایک جگہ نہیں بلکہ چار مختلف براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں یعنی روسی براعظم ایشیا میں، مشرقی یورپ میں اور امریکی شمالی وجنوبی امریکہ کے دو براعظموں میں جبکہ قرآن مجید کے سیاق وسباق اور صحیح احادیث سے اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج دو متحد قوموں میں ہیں جو کسی ایک ہی جگہ پر آباد ہیں اور باہم مل کر دوسری اقوام پر حملہ آور ہوتی تھیں جبکہ ان کی گذرگاہ بھی ایک تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

"قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی

الارض فهل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینهم سدا" (الکہف 93)

''انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس ملک میں فسادی ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ خرچ کرا انتظام کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں؟''

''اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ایک ہی جگہ پر آباد تھے البتہ اس پر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ ''ممکن ہے کہ پہلے یاجوج ماجوج ایک ہی جگہ پر آباد ہوں مگر کثرت تعداد کے پیش نظر یہ دیگر علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے ہوں جیسا کہ امریکہ کی دریافت کے بعد یورپی وہاں جا کر آباد ہوئے ہیں۔''

اس اعتراض کا جواب درج ذیل ہے۔

(ii) قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کسی ایک ہی جگہ پر قید کئے گئے ہیں یعنی ذوالقرنین کے ساتھ ان کے لئے رکاوٹ بنادی گئی ہے۔ لہٰذا دیوار ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج لازم و ملزوم ہیں اور قیامت کے قریب اللہ کے اذن سے یاجوج ماجوج یہی دیوار توڑنے میں کامیاب ہوں گے اور اسی جانب سے لوگوں پر خروج کریں گے۔ لہٰذا اس سے ہر اس قوم و جماعت کے یاجوج ماجوج ہونے کی نفی ہو جاتی ہے جو کسی ایسی دیوار سے محروم ہیں۔ لہٰذا یورپی آسٹریلوی اور امریکی قطعی طور پر یاجوج ماجوج نہیں کیونکہ اول تو ان علاقوں میں ''سدذوالقرنین'' کا وقوع متحقق نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر یہ شمال مشرقی ایشیای کے وحشی قبائلی کی ترقی یافتہ یا متمدن شکل ہے جو بڑھتے بڑھتے دیگر براعظموں میں جا کر آباد ہو گئی ہے تو یہ دعوٰی بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ پھر یہ یاجوج ماجوج نہیں کیونکہ یاجوج ماجوج کو اللہ تعالیٰ نے جس جگہ قید کر دیا ہے وہاں سے ان کا خروج وقت موعود سے پہلے کسی صورت ممکن نہیں۔

ممکن ہے کہ یاجوج ماجوج اس دیوار کے علاوہ دیگر اطراف سے بھی راستے موجود ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت وقدرت کے تحت انہیں ان راستوں سے غافل کر کے اسی دیوار کے گرانے میں مشغول کر رکھا ہے اور وہ ہر روز اس کی کھدائی میں مصروف رہتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔ یہ دعوٰی بھی کیا جاسکتا ہے کہ ''دیوار برلن (جرمن) ہی سد ذوالقرنین تھی جسے گرایا جا چکا ہے لہٰذا یورپی اقوام اور دیوار کا لزوم ثابت ہو جاتا ہے اس لئے یہی یاجوج ماجوج ہیں۔''

اس کا جواب دیوار برلن کے تحت آرہا ہے۔

(iii) مذکورہ اقوام کو یاجوج ماجوج ثابت کرنے کے لئے ان کے فتنہ وفساد کو دلیل بناتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ''قرآن وحدیث میں جس خطرناک ظلم وجور اور فتنہ وفساد کا حامل یاجوج ماجوج کو گردانا گیا ہے وہی صورت ان اقوام میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ پہلے یورپی ایک عرصہ تک دنیا کے حکمران رہے اور ظلم کی داستان رقم کرتے رہے پھر روسیوں نے پون صدی تک وحشت وبربریت کا بازار گرم کئے رکھا اور اب امریکہ سیاہ وسفید کا مالک اور ظلم ووحشت کا ٹھیکیدار بنا بیٹھا ہے۔ اس لئے قرآن وحدیث میں بطور استعارہ ایسی ظالمانہ صفات سے متصف اقوام وملل ہی کو یاجوج ماجوج سے موسوم کیا گیا ہے۔''

مذکورہ اقوام کے رعب ودبدبے، ہیبت وسیطرہ، تسلط واقتدار، ظلم وجور، وحشت وبربریت اور فتنہ وفساد سے مجال انکار نہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا ابدی اصول رہا ہے کہ دنیا میں قومیں عروج وزوال سے گزرتی رہی ہیں۔ جب خوف خدا کے حامل اللہ کے متقی وفرمانبردار لوگ عروج پاتے ہیں تو دنیا سکھ اور چین کا سانس لیتی ہے مگر اس کے برعکس جب خدا کے باغی عروج پاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر داستان ظلم ووحشت کی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تاریخ میں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں، ہزاروں ایسی اقوام ملیں گی جن کا فتنہ وفساد اور ظلم وجود مذکورہ اقوام سے کہیں زیادہ دکھائی دیتا ہے تو کیا محض اس فتنہ وفساد کی بنیاد پر ان سب کو یاجوج ماجوج قرار دے دیا جائے گا۔؟

ہرگز نہیں! بلکہ یاجوج ماجوج خاص قسم کے لوگ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی خاص حکمت کے لئے تخلیق کیا ہے اور انہیں ایسی قوت بخشی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ان کی ہلاکت کا سبب وہ کیڑے ہوں گے جو ان کی گردنوں میں اللہ تعالیٰ پیدا کر دیں گے۔

دوسری تعبیر:

شمال مشرقی ایشیا کے منگولی، تارتاری اور سیتھین وغیرہ وحشی قبائل ہی یاجوج ماجوج ہیں اور پھر ان علاقوں میں ایسی دیواریں اور سد موجود ہیں جن میں سے کسی نہ کسی پر سد ذوالقرنین کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

راقم اس تعبیر کی تردید سے پہلے قارئین کو توجہ دلانا چاہے گا کہ اکثر وبیشتر علماء، مفسرین اور مفکرین نے انہی منگولی وتاتاری قبائل پر یاجوج ماجوج کا اطلاق کرنے کی کوشش کی ہے۔ راقم کی معلومات اور تتبع کے مطابق اس کا بنیادی سبب بائبل کے وہ بیانات ہیں جن میں واضح طور پر کچھ علاقوں کی تعیین کرتے ہوئے وہاں کے باشندوں کو یاجوج ماجوج سے موسوم کیا گیا پھر کچھ اسرائیلی روایات نے بھی اسے تقویت پہنچائی جس کے نتیجے میں کئی مفسرین نے انہی اقوام کو یاجوج ماجوج قرار دینے کا عندیہ ظاہر کیا۔ اگرچہ متقدم تفاسیر میں اس کے لئے اشارہ وکنایہ کی زبان اور اسرائیلی روایات استعمال کی گئی تھیں مگر کئی متاخر مفسرین نے صریح طور پر انہیں ہی یاجوج ماجوج ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے سقوط بغداد ہی کو خروج یاجوج ماجوج سے تعبیر کر دیا اور یہ دعوٰی کیا کہ یاجوج ماجوج کے جس خروج کا وعدہ قرآن میں موجود ہے وہ پورا ہو چکا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث اپنے مقام پر آرہی ہے۔ اب ہم مذکورہ تعبیر کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن دلائل کی روشنی میں یہ تعبیر کی جاتی ہے۔ اس کے نکات درج ذیل ہیں۔

(1) ان اقوام اور علاقہ جات کے بارے میں بائبل اور اسرائیلی روایات میں اچھی باتیں موجود ہیں جن سے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ یاجوج ماجوج یہی ہیں۔۔

(2) بائبل کے محرف ومبدل ہونے میں کسی مسلمان کی دو رائے نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے بائبل کا وہی بیان قابل تسلیم ہے جو قرآن وسنت کے منافی نہ ہو۔ اسی طرح اسرائیلی روایات کے بارے میں یہ قاعدہ ہے کہ جو اسرائیلی روایات قرآن مجید کے موافق ہوں وہ قابل تسلیم اور جو مخالف ہوں وہ قابل تردید ہیں جبکہ جو اسرائیلی روایات نہ مخالف ہوں نہ موافق ان کی تصدیق وتکذیب پر خاموشی اختیار کی جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر ومجموع الفتاوٰی)

اس لئے اگر بائبل اور اسرائیلی روایات کی بنیاد پر منگول، تاتار وغیرہ کو یاجوج ماجوج قرار دیا جائے تو اس سے قرآن وسنت دونوں کے بہت سے بیانات کی لامحالہ تردید ہوتی ہے۔ (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اس لئے یاجوج ماجوج کی تعیین میں بائبل اور اسرائیلی روایات کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

یاجوج ماجوج اور دیوار ذوالقرنین کا چونکہ چولی دامن کا ساتھ ہے اور ان (شمال مشرقی ایشیائی) علاقوں میں ایسی دیواریں موجود ہیں جنہیں مختلف قبائل کے قتل وغارت کے انسداد کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان اقوام کو یاجوج ماجوج کے مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہ دلیل بھی وزنی نہیں اگرچہ سد ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کا لازم وملزوم ہونا تسلیم ہے مگر سد ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج سے متعلقہ ان تمام علامات وصفات اور احوال کا پوری طرح ان اقوام اور ان میں سے کسی ایک دیوار پر منطبق آنا ضروری ہے۔ جنہیں ہماری راہنمائی کے لئے قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن راقم کی تحقیق کے مطابق نہ تو ان میں سے کسی دیوار پر سد ذوالقرنین کی صفات صادق آتی ہیں اور نہ ہی کسی قوم پر احادیث میں بیان کردہ یاجوج ماجوج کی تمام علامات کا انطباق ہوتا ہے۔ اگرچہ جزوی طور پر

اب اگر ہمیں اس دیوار کا پتہ نہیں چل سکا تو خواہ مخواہ کسی اور دیوار کو غلطی سے سدّ ذوالقرنین قرار دینا عقیدہ کی کمزوری ہے۔ قرآن کے بیان سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کو اللہ نے بہت زیادہ اسباب دے رکھے تھے

کچھ علامات وصفات کا انطباق ضرور ہوتا ہے مگر جب تک مشابہت تامہ اور من کل الوجوہ اشتراک ثابت نہ ہوجائے تب تک کسی دیوار کو دیوار ذوالقرنین اور کسی قوم کو یاجوج ماجوج قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

دیوار ذوالقرنین کی تعیین کے لئے ضروری ہے کہ وہ

(i) دو پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہو۔

(ii) اس کی بناوٹ مکمل طور پر لوہے سے ہو۔

(iii) سیمنٹ (مسالحے) کی جگہ خالص تانبا استعمال کیا گیا ہو۔

(iv) پتھر، اینٹ اور سیمنٹ وغیرہ کا استعمال نہ کیا گیا ہو۔

(v) اس کا بانی ذوالقرنین ہو۔

عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے باوجود یاجوج ماجوج کا مقابلہ نہ کرسکیں گے بالآخر ان کی بددعا سے اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑا پیدا کردیں گے جس سے وہ تیزی کے ساتھ مرتے چلے جائیں گے

(vi) اور وہ دیوار آج تک موجود ہو (کیونکہ اسے قیامت کے قریب گرنا مقدر ہے)

(vii) اس کے ورے یاجوج ماجوج ہوں کوئی مسلمان نہ رہتا ہو۔

(viii) یاجوج ماجوج اس دیوار کے گرانے اور کھودنے میں مصروف ہوں۔

(ix) دونوں طرف کوئی آمدورفت نہ ہو۔

(x) اس دیوار میں کوئی راستہ، دروازے وغیرہ کی شکل میں نہ ہو۔

(یہ علامات قرآن وسنت کے ان دلائل سے ماخوذ ہیں جو یاجوج ماجوج سے متعلقہ ہیں)

اگر مندرجہ بالا علامات کی روشنی میں شمال مشرقی ایشیا میں موجود اقوام اور ان دیواروں (دیوار چین، دیوار قفقاز، دیوار ترمذ) کا جائزہ لیا جائے تو ان میں سے نہ کوئی قوم یاجوج ماجوج ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی دیوار سد ذوالقرنین ثابت ہوتی ہے کیونکہ دیوار چین کا بانی ایک چینی بادشاہ تھا۔ ذوالقرنین نہیں۔ نیز ترمذ اور قفقاز کی دیواروں کا بانی بھی ذوالقرنین متحقق نہیں بلکہ انہیں کسریٰ (نوشیرواں) اور اسفندیار وغیرہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں دیوار چین دو پہاڑوں کے درمیان نہیں اور نہ ہی اسے لوہے اور تانبے سے تعمیر کیا گیا ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ چینیوں نے یہ دیوار اپنی حفاظت کے لئے بنائی یہ بارڈر کا کام دیتی ہے اور وہ اسے توڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ البتہ بہت سے علما نے دیوار قفقاز کو چند دلائل کی بنیاد پر سد ذوالقرنین قرار دینے کی کوشش کی ہے جو درج ذیل ہیں۔

(i) یہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔

(ii) اس میں لوہے اور تانبے کو استعمال کیا گیا ہے۔

(iii) قطعی طور پر نہ سہی لیکن معروف یہی ہے کہ اس کا بانی ذوالقرنین ہے۔

(iv) مؤرخین اسے ہی ذوالقرنین قرار دیتے ہیں۔

جیسا کہ تاریخی کتب میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے خواب میں دیکھا کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ گئی ہے چنانچہ وہ بڑا پریشان ہوا اور اس نے سلام الترجمان کی قیادت میں ایک کمیشن روانہ کیا کہ وہ سد ذوالقرنین کو تلاش کریں اور اس کا مشاہدہ کرنے کے بعد اسے صحیح صورتحال سے آگاہ کریں۔ اٹھارہ مہینوں کے بعد اس کمیشن نے آکر اطلاع دی کہ وہ دیوار تاحال محفوظ ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس بڑے بڑے تالے لگے ہوئے ہیں اور وہ دیوار انتہائی بلند وبالا اور نہایت مضبوط ہے۔ (بعض مؤرخین کے بقول اس میں لوہے اور تانبے کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے) اس سروے کمیشن نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی بتایا کہ یہ دیوار شمال مشرق کی طرف ہے اور ان علاقوں کے بادشاہوں کی طرف سے وہاں پہرے دار مقرر ہیں۔ (قصص القرآن از حفظ الرحمٰن سیوہاروی، تفہیم القرآن از مولانا مودودی بذیل قصہ یاجوج ماجوج)

اس تعبیر میں دو نکتے خاصے وزنی ہیں یعنی دیوار قفقاز کا دو پہاڑوں کے درمیان ہونا اور اس میں لوہے اور تانبے کا پایا جانا لیکن کسی ایک دو مشترک علامتوں کی بنیاد پر اسے سد ذوالقرنین قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ مشابہت من کل الوجوہ ثابت کی جائے اور ہم نے سد ذوالقرنین کی دس بڑی اہم اور بنیادی علامتیں بیان کی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ کم از کم ان دس علامات کے ساتھ اس مشابہت کو ثابت کیا جائے جبکہ یہاں صورتحال ایسی نہیں بلکہ صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین علامتیں یہاں منطبق ہوسکتی ہیں کہ اگر اس کا بانی بھی ذوالقرنین تسلیم کرلیا جائے

علاوہ ازیں دو بنیادی وجوہات کی بنا پر اسے دیوار ذوالقرنین قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ واثق باللہ کے سروے کمیشن والے جس تاریخی واقعہ کی بنیاد پر اسے سد ذوالقرنین ثابت کیا جاتا ہے وہ واقعہ تحقیقی طور پر بسند صحیح ثابت ہی نہیں کیونکہ اول تو مؤرخین نے اسے بلاسند نقل کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر اپنی تاریخی (البدایۃ والنہایۃ 102/2) میں لکھتے ہیں کہ "وقد ذکر ان الخلیفۃ الواثق بعث نیز یہاں ذکر مجہول کا صیغہ ہے جو نفس واقعہ کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح یاقوت حموی اسے بلاسند نقل کرنے کے بعد اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "قد کتبت من جر السئلہ ماوجدتہ فی الکتب ولست اقطع بصحۃ اوردتہ لاختلاف الروایات فیہ واللہ اعلم بصحتہ وعلی کل حال فلیس فی صحۃ امر السد ریب وقد جاء ذکرہ فی الکتاب العزیز" (معجم البلدان 225/3)

سد ذوالقرنین کے بارے میں جو کچھ مجھے کتابوں میں (بکھرا) نظر آیا میں نے تحریر کردیا ہے جبکہ میں اس واقعہ پر قطعی صحت کا حکم نہیں لگاتا کیونکہ اس کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے اور اس کی صحت اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ لیکن بہر صورت سد ذوالقرنین کے واقعہ کی صحت میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے (کہ ذوالقرنین کے دور میں ایسا واقعہ ضرور پیش آیا تھا) کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

مفسر آلوسیؒ اس واقعہ کی تضعیف میں رقمطراز ہیں کہ

"واماما ذکرہ بعضھم من ان الواثق باللہ العباسی ارسل سلاما الترجمان للکشف عن ھذا السد فذھب جھۃ لشمال فی قصۃ تطول حتی راہ ثم عاد وذکرلہ من امرہ ماذکر فثقات المؤرخین علی تضعیفہ وعندی انہ کذب لمافیہ ممایابی عندہ الایۃ کما لا یخفی علی الواقف علیہ تفصیلا" (روح المعانی، ص42 ج16)

"یہ جو بعض لوگوں نے خلیفہ واثق باللہ کے حوالے سے ایک طویل قصہ ذکر کیا ہے کہ اس نے سلام ترجمان کو اس دیوار کی تلاش میں بھیجا اور وہ شمال کی طرف گیا حتیٰ کہ اس نے وہ دیوار دیکھی اور

سد ذوالقرنین کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ یاجوج ماجوج اسے ہر وقت کھودتے ہی رہتے ہیں اور اللہ رات میں اسے بھر دیتے ہیں تو موجودہ دیواروں میں سے کوئی بھی ہر وقت کھودی جانے والی دیوار نہیں ہے

واپس آکر خلیفہ کو اس کی رپورٹ دی تو ثقہ مؤرخین اس واقعہ کی تردید کرتے ہیں اور میرے خیال میں تو یہ محض کذب وافترا ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیت اس بات سے انکار کرتی ہے۔ جیسا کہ تفصیلات سے واقف کسی شخص پر بھی یہ حقیقت مخفی نہیں۔"

علامہ آلوسی مزید فرماتے ہیں کہ "وھو ایضالم یبق الی الان بل خرب من قبل ھذا بکثیر" (روح المعانی 37/16)

"یہ دیوار عرصہ دراز سے ٹوٹ چکی ہے۔ لہٰذا وہاں کے لوگوں کو یاجوج ماجوج قرار دینے والے محض تکلف ہی کرتے ہیں۔"

تیسری تعبیر:

یاجوج ماجوج سے مراد چینی اقوام ہیں کیونکہ چین کے گردا گرد دیوار ذوالقرنین موجود ہے اور یہ لوگ کتے بلیوں (درندوں) کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ لہٰذا ان کی یہ علامت یاجوج ماجوج سے ملتی ہے۔ یہ تفسیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

i- بلاشبہ چین کی سرحدی دیوار' دیوار چین کے نام سے نہ صرف تاریخ میں مذکور ہے بلکہ آج بھی موجود ہے لیکن گذشتہ صفحات میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ دیگر "دیواروں" کی طرح اس پر بھی دیوار ذوالقرنین کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ دیوار ذوالقرنین کی کوئی ایک علامت بھی اس میں نہیں پائی جاتی یعنی

(i) نہ تو یہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔
(ii) نہ اس میں لوہا اور تانبا ہے۔
(iii) نہ اس کا بانی ذوالقرنین ہے۔
(iv) نہ ہی کوئی قوم اس کی کھدائی میں مشغول ہے۔
(v) اور نہ ہی یہ اتنی مضبوط ہے کہ اسے توڑا نہ جاسکتا ہو۔

اس وقت دنیا کی مشہور دیواروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں کہ جو لوہے اور تانبے سے مرکّب ہو لہٰذا ہمیں قرآن کے بیان پر ایمان رکھنا چاہیے کہ اس کا وجود قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور وہ موجود ہے لیکن ہمارے احاطۂ علم سے باہر ہے

ii- مفسر آلوسی اس تعبیر کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "ولیس هناک (ای فی الجین) یاجوج ماجوج نعم هناک سدعظیم......" (روح المعانی 37/16)

"چینی یاجوج ماجوج نہیں البتہ چین میں ایک بہت بڑی دیوار ضرور ہے مگر وہ دیوار ذوالقرنین نہیں کیونکہ نہ تو اسے ذوالقرنین نے تعمیر کیا اور نہ ہی اس دیوار چین میں دیوار ذوالقرنین والی علامات پائی جاتی ہیں۔" لہٰذا دیوار چین کو سد ذوالقرنین قرار دینا جہالت ہے۔

iii- علاوہ ازیں چینیوں کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ کتے' بلیاں کھانے والے ہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ محض ایک جزئی علامت تو قرار دی جاسکتی ہے مگر ہم بارہا یہ واضح کرچکے ہیں کہ یاجوج ماجوج یا سد ذوالقرنین کے حتمی انطباق ومصداق کے لئے کلی مشابہت ضروری ہے وگرنہ اس طرح کی جزئی مشابہت تو دنیا کے بہت سے ممالک پر بھی صادق آسکتی ہے۔ تو کیا ان سب کو یاجوج ماجوج قرار دیں گے؟

چوتھی تفسیر:

ترکی اقوام یاجوج ماجوج ہیں کیونکہ ان کی شکل وصورت یاجوج ماجوج کی شکل وصورت سے ملتی ہے۔

اتنی بات درست ہے کہ صحیح حدیث میں یاجوج ماجوج کی شکل وصورت کو ترکوں کے مشابہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی باریک آنکھوں والے' سرخی مائل بالوں اور چوڑے چہرے والے گویا کہ وہ تہہ بہ تہہ ڈھالوں جیسے (موٹے اور چپٹے) ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یاجوج ماجوج ترکمانستانی لوگ ہیں کیونکہ یہ صرف ایک مشترک وصف اور جزئی مشابہت ہے وگرنہ ان میں یاجوج ماجوج کی علامات قطعی طور پر صادق نہیں آتیں اور نہ ہی انہیں سد ذوالقرنین سے محصور کیا گیا ہے۔ لہٰذا ترک یاجوج ماجوج نہیں۔ اس کو اس مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو سیدنا عروہ بن مسعود صحابی کے اور دجال کو عبدالعزیٰ بن قطن کافر کے مشابہ کہا گیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سیدنا عروہ بن مسعود ہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا عبدالعزیٰ ہی دجال ہے۔

اس طرح ترکوں کی شکل وصورت کو اگر یاجوج ماجوج کی شکل وصورت کے مشابہ بتایا گیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی فی الحقیقت یاجوج ماجوج ہیں۔

پانچویں تعبیر:

دیوار برلن سد ذوالقرنین ہے اور یاجوج ماجوج سے مراد یورپی اقوام ہیں۔ یہ تفسیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) قرآن مجید اور صحیح احادیث سے مترشح ہوتا ہے کہ سد ذوالقرنین قیامت کے قریب گرائی جائے گی اور اس سے پہلے دجال اکبر' امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ (علامات کبریٰ) کا ظہور ہوچکا ہوگا اور دنیا میں صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مسلمان ہی باقی رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو خروج کی اجازت دے دیں گے اور وہ دیوار گرا کر اودھم مچادیں گے جبکہ گذشتہ صدی کے اواخر میں مشرقی ومغربی جرمنی کے ایک معاہدے کے تحت یہ دیوار (دیوار برلن) گرائی جاچکی ہے جبکہ اس دیوار کے گرنے سے پہلے یا بعد میں تاحال قیامت کی علامات کبریٰ کا ظہور نہیں ہوا۔ اس لئے اگر اسے سد ذوالقرنین تسلیم کرلیا جائے تو لامحالہ قرآن وحدیث کے بہت سے نصوص کا (معاذ اللہ) ابطال لازم آتا ہے۔

(ii) دیوار برلن پر سد ذوالقرنین کی علامات کا کسی طرح بھی انطباق نہیں ہوتا یعنی نہ اس کا بانی ذوالقرنین تھا' نہ یہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی' نہ اس میں لوہا اور تانبا تھا اور نہ ہی اسے یاجوج ماجوج کے حملوں کے انسداد کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اس کے باوجود اسے سد ذوالقرنین سمجھنا درست نہیں۔

(iii) دیوار برلن کو سد ذوالقرنین خیال کرنے والے مجبوراً بہت سے ظاہری احکامات کو تاویلات فاسدہ کی بھینٹ چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں کہ ایک غلط بات کو ثابت کرنے کے لئے ظاہری نصوص میں بلا دلیل تاویلات کی جائیں۔

چھٹی تعبیر:

ساتویں صدی میں تاتاریوں کا خروج ہی وہ خروج تھا جسے قرآن وحدیث میں خروج یاجوج ماجوج سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کے قریب ہوگا جبکہ قیامت کی بڑی بڑی علامات مثلاً امام مہدی' خروج دجال اور نزول مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوچکا ہوگا جبکہ تاتاریوں کا خروج آج سے سات آٹھ صدیاں بیشتر ہوچکا ہے مگر تاحال قیامت کی علامات کبریٰ کا ظہور دیکھنے میں نہیں آیا۔ لہٰذا تاتاریوں کے خروج کو یاجوج ماجوج کے خروج سے تعبیر کرنا سراسر غلط ہے۔

(ii) یاجوج ماجوج جب خروج کریں گے تو تمام فصلوں' کھیتوں' شہروں' دریاؤں کے پانیوں' جانوروں وغیرہ کا خاتمہ کردیں گے۔ وغیرہ وغیرہ جبکہ تاتاریوں کے خروج میں اگرچہ انسانی آبادیوں پر ناقابل بیان حد تک ظلم کیا گیا مگر اس کے باوجود ان کا فتنہ وفساد یاجوج ماجوج کے ظلم وفساد کے عشر عشیر بھی نہیں۔

(iii) یاجوج ماجوج کا خروج دیوار ذوالقرنین کے گرانے کے فوری بعد ہوگا جبکہ تاتاریوں نے ایسی کسی "دیوار" کو گرا کر یہ یورش نہیں کی۔ ان کی یورش کے اسباب علاقہ جات اور احوال واسباب اس کے سوا کچھ اور تھے۔

بعض لوگ اس تعبیر میں امام قرطبی کے حوالے سے یہ بات کرتے ہیں کہ انہوں نے اس فتنہ تاتار کو "فتنہ یاجوج ماجوج" قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ ان کی جس عبارت سے یہ مفہوم کشید کیا جاتا ہے وہ اس سے مفہوم کی متحمل نہیں اور وہ عبارت درج ذیل ہے

"وقد خرج منهم فی هذا الوقت امم لا یحصیهم الا اللہ تعالیٰ ولا یردهم عن المسلمین الا اللہ تعالیٰ حتیٰ کانهم یاجوج وماجوج أو مقد متهم" (تفسیر قرطبی 57/11)

"اس وقت ان (تاتاریوں) میں سے اتنی جماعتیں نکل آئی ہیں جن کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر مسلمان ان سے بچاؤ نہیں کرسکتے گویا کہ یہ یاجوج ماجوج ہیں یا ان کا مقدمہ ہیں۔"

گویا امام قرطبیؒ نے تاتاریوں کے ظلم وجور اور قوت وطاقت کے پیش نظر انہیں یاجوج ماجوج کے مشابہ سمجھا ہے۔ حقیقتاً انہیں یاجوج ماجوج قرار نہیں دیا۔ علاوہ ازیں اس عبارت کے متصل بعد اور اپنی کتاب التذکرہ (ص ۷۷۹ تا ۷۸۴) میں وہ تمام روایات جمع

باقی صفحہ 23 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ — یاجوج ماجوج

کی ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال اکبر کے خاتمے کے بعد ہوگا۔

علامہ آلوسیؒ تاتار کو یاجوج ماجوج قرار دینے والوں پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

" ویعلم مماتقدم ومماسیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ بطلان مایزعمه بعض الناس من انهم التاتار الذین اکثروا الفسادفی البلاد"(روح المعانی ۱۶/۴۴)

گذشتہ اور آئندہ کے بیانات و دلائل سے ان لوگوں کی تردید ہوجاتی ہے جنہوں نے ان تاتاریوں کو یاجوج ماجوج سمجھ لیا ہے۔ جنہوں نے ملکوں میں فساد برپا کیا اور نیک و بد کو قتل کیا اگرچہ ان کی شکل وصورت یاجوج ماجوج سے ملتی جلتی ہے مگر انہیں یاجوج ماجوج قرار دینا انتہائی گمراہی ہے۔

ساتویں تعبیر:

شمال مشرقی ایشیا کے وحشی قبائل ہی یاجوج ماجوج ہیں گو اس وقت ان میں یاجوج ماجوج کی علامات صادق نہ آتی ہوں مگر بوقت خروج ان میں وہ تمام علامات وصفات پیدا ہوجائیں گی جن کا ذکر احادیث میں کیا گیا ہے اور ان کی دیوار کے گرنے کا کوئی متعین وقت نہیں "جاء وعدہ ربی" سے کوئی بھی وقت مراد ہوسکتا ہے لیکن ان کا خروج نزول مسیح علیہ السلام کے بعد اور قیامت کے انتہائی قریب ہوگا۔ یہ تفسیر بھی درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) قرآن وحدیث میں کہیں ایسی تخصیص موجود نہیں کہ یاجوج ماجوج میں فتنہ پردازی کی صفات قیامت کے قریب پیدا ہوں گی پہلے نہیں بلکہ جہاں بھی یاجوج ماجوج کا ذکر آیا وہاں علی الاطلاق ان کے ظلم وفساد اور دیگر علامات وغیرہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ وفساد ان کی سرشت میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ کسی وقت بھی وہ ان کی طبیعت سے محو نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کہ ابھی تو ان میں ایسی ظالمانہ اور وحشیانہ صفات پیدا نہیں ہوئیں اور قیامت کے قریب پیدا ہوں گی اس تخصیص کی بہرحال مضبوط دلیل چاہئے۔

(ii) صحیح احادیث میں یاجوج ماجوج کی یہ مشغولیت بیان کی گئی ہے کہ "یحفرون لسد کل یوم" وہ روزانہ اس دیوار کو کھودتے ہیں۔ (تاکہ اسے گرا کر لوگوں پر یورش کردیں) اور جب وہ دیوار کمزور ہوجاتی ہے تو وہ اسے اگلے دن کے لئے چھوڑ جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ دوسرے دن ان کے آنے سے پہلے اس دیوار کو پھر اسی طرح موٹا اور مضبوط کردیتے ہیں اور یہ معاملہ بلاناغہ ان کے ساتھ جاری ہے اور قیامت کے قریب جب ان کے خروج کا وقت آ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دیوار کو دوبارہ مضبوط نہیں کریں گے اور وہ اسے توڑ کر خروج کر دیں گے جبکہ مذکورہ وحشی قبائل اور شمالی مشرقی ایشیائی قوموں میں سے کوئی قوم بھی ایسی دیوار رکھتی ہے نہ اس کی کھدائی میں مصروف رہتی ہے۔ لہٰذا انہیں یاجوج ماجوج کہنا غلط ہے۔

(iii) یاجوج ماجوج کا خروج جس طرح قیامت کے انتہائی قریب ہوگا اور یہ قیامت کے انتہائی قریب ہوگا اور یہ قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک بڑی علامت ہے اسی طرح ان کی دیوار بھی اسی وقت ٹوٹے گی۔ اس کی وضاحت (تفسیر ابن کثیر 171/3' تفسیر کبیر 173/21' روح المعانی 42/16' تفسیر خازن 191/4 وغیرہ میں ملاحظہ میں کی جاسکتی ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کا خروج اور سد ذوالقرنین کا گرنا دونوں لازم وملزوم ہیں۔ لہٰذا اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ دیوار ٹوٹ چکی ہے تو پھر بحالہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ یاجوج ماجوج کا خروج بھی ہو چکا ہے۔ حالانکہ یہ قطعی غلط تعبیر ہے۔ اسی طرح یہ بھی غلط فہمی ہے کہ دیوار کا گرنا تو تسلیم کرلیا جائے مگر خروج کو علامت قیامت قرار دیا جائے بلکہ صحیح تعبیر یہی ہے کہ وہ دیوار اب بھی باقی ہے اور یاجوج ماجوج اس کی کھدائی کرتے رہتے ہیں گو اس کی حقیقت و کیفیت کا ہم احاطہ نہیں کرسکتے اور قیامت کے قریب یاجوج ماجوج اسے توڑ کر خروج کریں گے..........(جاری ہے)

بقیہ — غازی

تھا۔ یہ لوگ کبھی ٹارچ جلاتے اور کبھی بجھاتے۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح کرتے رہے اور پھر انہوں نے گاؤں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ انہیں جاتا دیکھ کر ہمارے کمانڈر ابواسامہ بھاگ کر پل پار پہنچ گئے وہ جیسے ہی ادھر پہنچے تو دوسرے ساتھیوں میں سے وردی والوں نے آگے آگے لائن بنا کر چلنا شروع کردیا تو سول کپڑوں والے ساتھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ وردی والے ساتھیوں نے ٹارچ جلا کر لائٹ اپنی وردی پر ڈالنا شروع کردی تاکہ شیوسینا والے یہی سمجھیں کہ یہ ہماری سینا کے لوگ ہیں۔ جب اچانک اتنی ساری ٹارچز روشن ہوئیں تو پھر وہ گھبرا گئے اور انہوں نے تیز تیز قدموں سے گاؤں کی طرف چلنا شروع کردیا۔ اسامہ بھائی جو پل کراس کر چکے تھے اور انڈین آرمی کے کیپٹن کی وردی پہن رکھی تھی' گرجدار آواز میں بولے' اوئے سالو بھاگو نہیں...... اوئے سالو بھاگو نہیں تمہارے گاؤں کا کریک ڈاؤن ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ رک گئے۔ انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ سمجھے آرمی والے آگئے ہیں۔ آرمی کو دیکھ کر ان کا خوف دور ہوگیا۔ ابواسامہ بھائی نے اونچی آواز میں کہا ہمیں خبر ملی ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں ملی ٹینٹ چھپے ہوئے ہیں جو ہمارے کیمپ پہ حملہ کرنے والے ہیں۔ اب شیوسینا والوں کو یقین ہوگیا کہ آرمی آگئی ہے۔ ان کا بڑا فوراً آگے بڑھا اور ابواسامہ بھائی کے پاؤں پڑ گیا اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگا مہاراج یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ملی ٹینٹ ہمارے گاؤں میں آئیں اور ہمیں خبر ہی نہ ہو۔ ابواسامہ نے کہا

مسلمانوں کی اکثریت تو عیسیٰ، نبی اللہ کی منتظر ہے جو نبی بھی ہوں گے۔

قرآن مجید اور حدیث شریف

قرآن مجید اور حدیث نبوی حجت شرعیہ اور ماخذ قانون ہیں۔ انہی دو چیزوں میں اسلام کی تکمیل ہوئی تھی اور آج بھی انہی دو چیزوں میں دین اسلام کامل حالت میں محفوظ ہے۔ اجماع صحابہ حکماً حدیث ہی کی ایک قسم ہے۔ قرآن مجید یا حدیث کا انکار کرنے والا، ان کو حجت شرعیہ اور ماخذ قانون نہ ماننے والا کافر ہے۔

انبیاء ورسل اور کتب سماوی

ہم تمام انبیاء اور رسولوں پر بلا کسی تفریق کے ایمان رکھتے ہیں۔ نبیوں پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید، توریت، انجیل، زبور وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابیں مانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بھی منزل من اللہ مانتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا تھا اور اب وہ پھر قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور دین اسلام کے قیام کے سلسلہ میں بھرپور کوشش کریں گے، تمام ادیان باطلہ کا استیصال کریں گے۔ وہ نبی بھی ہوں گے اور رسول بھی اور اسی نبوت اور رسالت کے ساتھ تشریف لائیں گے جو نبوت اور رسالت انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت سے پہلے ملی تھی۔

Syed *Masood Ahmad* of *Jamaat* ul Muslimeen

مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔

مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لزت پیدا ہوتی ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گیی۔ اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے تا کہ عیسایئوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسی بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی ﷺ اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسی کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امّتی ہے۔

اللہ یہود و نصاری پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

نصاری عیسائیوں میں صرف ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ یہودیوں پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالی۔

Let there be curse of Allah upon the Jews and the Christians for they have taken the graves of their apostles as places of worship.

May Allah's curse be on the Jews for they built the places of worship at the graves of their Prophets.

Why Tahreef! Two Versions Of The Same Hadith!

18 - جنازوں کا بیان: (149)

قبروں پر مسجدیں بنانے کی کراہت کا بیان۔ اور جب حسن بن حسن علی نے انتقال کیا تو ان کی بیوی ان کی قبر پر ایک سال تک ایک خیمہ نصب کئے بیٹھی رہیں، پھر خیمہ اٹھا کر چلی گئیں، تو لوگوں نے ایک کو آواز دینے والے کو کہتے ہوئے سنا کہ کیا ان لوگوں نے جو چیز گم کی تھی اسے پالیا تو دوسروں نے جواب دیا بلکہ مایوس ہو کر لوٹے۔

حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ عن شیبان عن هلال هو الوزان عن عروة عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال في مرضه الذي مات فيه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مسجدا قالت ولولا ذلك لأبرزوا قبره غير أني أخشى أن يتخذ مسجدا

صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1257 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9 بدون مکرر

عبید اللہ بن موسیٰ، شیبان، ہلال بن وزان، عروہ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں وفات پائی، **اس میں فرمایا کہ اللہ یہود و نصاری پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کی قبر ظاہر کر دی جاتی، مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں مسجد نہ بنالی جائے۔

Narrated 'Urwa:

Aisha said, "The Prophet in his fatal illness said, ***'Allah cursed the Jews and the Christians because they took the graves of their Prophets as places for praying.***'" Aisha added, "Had it not been for that the grave of the Prophet (p.b.u.h) would have been made prominent but I am afraid it might be taken (as a) place for praying.

18 - جنازوں کا بیان: (149)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبروں کا بیان، اقبرتہ، قبرت الرجل اقبرہ کے معنی ہیں میں نے اس کے لئے قبر بنائی، قبرتہ

کے معنی ہیں میں نے اس کو قبر میں دفن کیا، کفاتا کے معنی ہیں کہ اسی پر زندگی بسر کریں گے اور مرنے کے بعد اسی میں دفن کئے جائیں گے۔

حدثنا موسى بن إسماعيل حدثنا أبو عوانة عن هلال هو الوزان عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد لولا ذلك أبرز قبره غير أنه خشي أو خشي أن يتخذ مسجدا وعن هلال قال كناني عروة بن الزبير ولم يولد لي

صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1315 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9 بدون مکرر

موسی بن اسماعیل، ابوعوانہ، ہلال، عروہ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس سے آپ نہیں اٹھے فرمایا کہ **اللہ تعالیٰ یہود نصاری پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا** اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر ظاہر کر دی جاتی مگر یہ کہ آپ کو ڈر ہوا یا لوگ ڈرے کہ کہیں مسجد نہ بنائی جائے اور ہلال نے بیان کیا کہ عروہ نے میری کنیت رکھ دی حالانکہ میری کوئی اولاد نہ تھی۔

Narrated 'Aisha:

Allah's Apostle in his fatal illness said, "***Allah cursed the Jews and the Christians, for they built the places of worship at the graves of their prophets***." And if that had not been the case, then the Prophet's grave would have been made prominent before the people. So (the Prophet) was afraid, or the people were afraid that his grave might be taken as a place for worship.

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان

حدثنا بشر بن محمد أخبرنا عبد الله أخبرني معمر ويونس عن الزهري قال أخبرني عبيد الله بن عبد الله أن عائشة وابن عباس رضي الله عنهم قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم طفق يطرح خميصة على وجهه فإذا اغتم كشفها عن وجهه فقال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد يحذر ما صنعوا

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 682 حدیث مرفوع مکررات 3

بشر بن محمد عبداللہ معمر ویونس زہری عبیداللہ بن عبداللہ حضرت ابن عباس وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت نزع شروع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر منہ پر ڈال لی پھر جب بری معلوم ہوتی تو اسے چہرہ مبارک سے ہٹا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں فرمایا کہ **یہود ونصاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا** آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس فعل سے (مسلمانوں کو) بچانا چاہتے تھے۔

Narrated 'Aisha and Ibn 'Abbas:

On his death-bed Allah's Apostle put a sheet over his-face and when he felt hot, he would remove it from his face. When in that state (of putting and removing the sheet) he said, "***May Allah's Curse be on the Jews and the Christians***

for they build places of worship at the graves of their prophets." (By that) he intended to warn (the Muslim) from what they (i.e. Jews and Christians) had done.

57 - لباس کا بیان: (181)

چادروں اور کمبلوں کے اوڑھنے کا بیان

حدثني يحيى بن بكير حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة أن عائشة وعبد الله بن عباس رضي الله عنهم قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم طفق يطرح خميصة له على وجهه فإذا اغتم كشفها عن وجهه فقال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد يحذر ما صنعوا

صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 768 حدیث مرفوع مکررات 3

یحیی بن بکیر، لیث، عقیل، ابن شہاب، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں اپنے چہرے پر خمیصہ ڈالتے، جب سانس گھٹنے لگتا تو اسے اپنے چہرے سے ہٹاتے اور اسی حالت میں فرماتے کہ **یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا**، اور ان لوگوں نے جو کیا اس سے (اپنی امت) کو ڈراتے تھے۔

Narrated 'Aisha and 'Abdullah bin 'Abbas:

When the disease of Allah's Apostle got aggravated, he covered his face with a Khamisa, but when he became short of breath, he would remove it from his face and say, "It is like that! ***May Allah curse the Jews Christians because they took the graves of their prophets as places of worship***." By that he warned his follower of imitating them, by doing that which they did.

6 - مساجد اور نماز پڑھنے کی جگہوں کا بیان: (408)

قبروں پر مسجد بنانے اور ان پر مردوں کی تصویریں رکھنے اور ان کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَلَوْلَا ذَاكَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَتْ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1179 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9

ابو بکر بن ابی شیبہ، عمرو ناقد، ہاشم بن قاسم، شیبان، ہلال بن ابی حمید، عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اپنی اس بیماری میں کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے نہیں ہوئے (یعنی دوبارہ تندرست نہیں ہوئے) اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ **اللہ تعالیٰ یہود ونصاری پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر آپ کو اس بات کا خیال نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک کو ظاہر کردیتے سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔

'A'isha reported: The Messenger of Allah (may peace be upon him) said during his illness from which he never recovered: ***Allah cursed the Jews and the Christians that they took the graves of their prophets as mosques***. She ('A'isha) reported: Had it not been so, his (Prophet's) grave would have been in an open place, but it could not be due to the fear that it may not be taken as a mosque.

6 - مساجد اور نماز پڑھنے کی جگہوں کا بیان: (408)

قبروں پر مسجد بنانے اور ان پر مردوں کی تصویریں رکھنے اور ان کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1181 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9

قتیبہ بن سعید، عبیداللہ بن اصم، یزید، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **یہود ونصاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔**

Abu Huraira reported: The Messenger of Allah (may peace be upon him) said: ***Let there be curse of Allah upon the Jews and the Christians for they have taken the graves of their apostles as places of worship***.

6 - مساجد اور نماز پڑھنے کی جگہوں کا بیان: (408)

قبروں پر مسجد بنانے اور ان پر مردوں کی تصویریں رکھنے اور ان کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوا

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1182 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9

ہارون بن سعید ایلی حرملہ بن یحیی، ہارون بن وہب، یونس ابن شہاب، عبید اللہ بن عبد اللہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک پر چادر ڈال لی پھر جب گھبراہٹ ہوتی تو چہرہ مبارک سے چادر ہٹا دیتے اور فرماتے کہ **یہود و نصاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا** آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتے تھے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لوگ بھی ایسا نہ کرنے لگ جائیں۔

'A'isha and Abdullah reported: As the Messenger of Allah (may peace be upon him) was about to breathe his last, he drew his sheet upon his face and when he felt uneasy, he uncovered his face and said in that very state: ***Let there be curse upon the Jews and the Christians that they have taken the graves of their apostles as places of worship***. He in fact warned (his men) against what they (the Jews and the Christians) did.

8 - نماز کا بیان: (155)

یہ باب ترجمۃ الباب سے خالی ہے

حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن أبي هريرة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیهود اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد

صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 424 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9 بدون مکرر

عبد اللہ بن مسلمہ، ابن شہاب، سعید بن مسیب، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اللہ تعالیٰ یہودیوں کا ناس کر دے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔**

Narrated Abu Huraira: Allah's Apostle said, "***May Allah's curse be on the Jews for they built the places of worship at the graves of their Prophets***."

44 - غزوات کا بیان: (473)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری اور وفات کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ انک میت انہم میتون اے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے شک تم کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر قیامت کے دن تم سب اپنے رب کے سامنے جھگڑا کرو گے یونس زہری عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیماری میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع ہوئی فرماتے تھے کہ خیبر میں مجھے جو زہر دیا گیا تھا، اس کا درد پیٹ میں مجھے ہمیشہ معلوم ہوتا رہا ہے اور (اب) یوں معلوم ہو رہا ہے کہ یہ درد میری رگیں کاٹ رہا ہے۔

حدثنا الصلت بن محمد حدثنا أبو عوانة عن هلال الوزان عن عروة بن الزبير عن عائشة رضي الله عنها قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد قالت عائشة لولا ذلك لأبرز قبره خشي أن يتخذ مسجدا

صحیح بخاری:جلد دوم:حدیث نمبر 1594 حدیث مرفوع مکررات 3

صلت بن محمد ابو عوانہ ہلال بن حمید وزان عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں وفات سے کچھ قبل فرما رہے تھے کہ اللہ یہودیوں پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالی احضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھول دیا جاتا۔

Narrated Urwa bin Az-Zubair:

'Aisha said, "The Prophet said during his fatal illness, "***Allah cursed the Jews for they took the graves of their prophets as places for worship***." 'Aisha added, "Had it not been for that (statement of the Prophet) his grave would have been made conspicuous. But he was afraid that it might be taken as a place for worship."

6 - مساجد اور نماز پڑھنے کی جگہوں کا بیان: (408)

قبروں پر مسجد بنانے اور ان پر مردوں کی تصویریں رکھنے اور ان کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

صحیح مسلم:جلد اول:حدیث نمبر 1180 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 9

ہارون بن سعید ایلی، ابن وہب، یونس، مالک، ابن شہاب، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ وبرباد کردے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

Abu Huraira reported: The Messenger of Allah (may peace be upon him) said: ***Let Allah destroy the Jews for they have taken the graves of their apostles as places of worship***.

فصل اوّل

قبروں کو مسجد نہ بناؤ

اس فصل میں ان احادیث کا ذکر ہے جن میں قبروں کو مسجد بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

پہلی حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) قَالَتْ فَلَوْلَا ذَاكَ اُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ اَنَّهُ خُشِيَ اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا ❶

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا:

یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ قبر نبوی کو مسجد بنالیا جائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلی فضا میں بنائی جاتی۔" یعنی اس پر کوئی پردہ نہ کیا جاتا اور آپ بھی گھر کے باہر عام قبرستان میں دفن کیے جاتے۔ ❷

دوسری حدیث

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

❶ صحیح بخاری (۱/ ۱۷۷، ۱۸۶۔ ۲/ ۱۳۹) صحیح مسلم (۱/ ۲۰۱) مسند ابی عوانہ (۱/ ۳۹۹) مسند احمد (۶/ ۸۰، ۱۲۱، ۲۵۵) مسند سراج (۳/ ۴۸/ ۲) بروایت عروہ عن عائشہ، وسند احمد (۶/ ۱۴۶، ۲۵۲) شرح السنۃ بغوی (۱/ ۴۱۵) بروایت سعید بن مسیب عن عائشہ۔ اس کی سند بھی شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

❷ گھر میں دفن کیا جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں کیوں دفن کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے صاف واضح ہے کہ اس کا سبب قبر نبوی کو سجدہ گاہ بنا لیے جانے یا اس پر کسی کے مسجد تعمیر کر دینے کے خطرہ کا سد باب کرنا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو قبرستان کی بجائے گھر میں دفن کرنا اور اس کے جواز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں دفن کیے جانے کو بطور دلیل وحجت پیش کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ میت کو گھر میں دفن کرنا حکم شرعی کے خلاف ہے اور سنت یہ ہے کہ مردوں کو قبرستان (بقیہ اگلے صفحہ پر)

((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی

گزشتہ سے پیوستہ: ..... ہی میں دفن کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو عام قبرستان جنت البقیع میں دفن فرماتے تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اپنے گھروں میں قبریں مت بناؤ" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا فعل ہرگز قابل اتباع نہیں ہے۔

ابن عروہ حنبلی نے الکواکب الدراری (ق ۸۸/ا تفسیر ۵۲۸) میں ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کے قبرستانوں ہی میں مردوں کو دفن کرنا اور گھر میں دفن نہ کرنا امام احمد ابن حنبلؒ کو زیادہ پسند تھا، کیونکہ اس سے میت کے زندہ ورثہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور یہ اخروی زندگی کے زیادہ مناسب اور اس کو بہت زیادہ یاد دلانے والا بھی ہے، نیز یہ میت کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا کرنے کی طرف راغب اور متوجہ کرتا ہے، صحابہ کرام، تابعین، عظام اور تبع تابعین سب کا یہی معمول تھا کہ مردوں کو آبادی سے باہر صحرا (قبرستان) میں دفن کیا کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ میں کیوں دفن کیا گیا؟ (حضرت عائشہؓ کی وضاحت)

سوال ہوسکتا ہے کہ جب گھر میں دفن کرنا حکم شرعی کے خلاف ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرۂ عائشہ میں کیوں دفن کیا گیا؟ عائشہ صدیقہؓ نے اسی اشکال کا جواب دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے حجرہ میں دفن کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنایا جا سکے، قبر نبوی کو کھلی جگہ بنانے میں خطرہ تھا کہ اسے مسجد بنالیا جائے گا "یعنی میدان میں اس کی دارو گیر مشکل تھی۔"

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "انبیا جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن کیے جاتے ہیں" علاوہ ازیں آپ کو غیر سے ممتاز کرنا اور زیادہ آمد ورفت کی جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو محفوظ رکھنا وغیرہ وہ اسباب ومصالح ہیں جن کے پیش نظر صحابۂ کرامؓ نے آپ کو خصوصیت کے ساتھ مذکورہ حکم شرعی (گھروں میں قبریں مت بناؤ) سے مستثنیٰ قرار دیا اور عام قبرستان میں دفن کرنے کے بجائے گھر میں دفن کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وضاحت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیال کی تائید حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ زنجویہ نے بطریق عمر سولی غفرہ روایت کیا ہے کہ جب صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے تدفین کے متعلق باہم مشورہ کیا تو بعض صحابہ نے یہ رائے دی کہ ہم آپ کو اس جگہ دفن کریں جہاں آپ نماز پڑھتے تھے" یعنی مسجد میں، مگر حضرت ابوبکر نے اس رائے کو سختی کے ساتھ رد کردیا اور فرمایا "پناہ بخدا! کہ ہم آپ کی قبر کو بت اور آستانہ بنادیں۔ جس پر رسوم بندگی ادا کی جائیں" (یعنی ایسا کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو قبلۂ حاجات اور مقصود ومعبود بنالیے جانے کا خطرہ ہے) تو کچھ دوسرے صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عام قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا جائے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی مہاجرین مدفون ہیں" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی رد کر دیا اور فرمایا "ہمیں یہ ہرگز گوارا نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلی جگہ قبرستان میں بنادی جائے کہ لوگ اس سے لپٹنا اور وہاں دعا والتجا شروع کردیں۔ یہ خاص اللہ کا حق ہے کہ اس سے دعا والتجا کی جائے اور اللہ کا حق رسول کے

Death of Jesus Christ Isa Declared in Sahih Bukhari

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ {مُتَوَفِّيكَ} مُمِيتُكَ

لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الآيَةِ كُلِّهَا.

١٣- باب قوله

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلاَ سَائِبَةٍ وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ﴾ ﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَإِذْ﴾ هٰهُنَا صِلَةٌ ﴿الْمَائِدَةُ﴾ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ: كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنَى مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ: مَادَنِي يَمِيدُنِي، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ.

٤٦٢٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلاَ يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لآلِهَتِهِمْ لاَ يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ)) وَالْوَصِيلَةُ: النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهُمْ لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ

پڑھ کر سنائی۔

باب آیت ﴿ماجعل اللہ من بحیرۃ﴾ کی تفسیر

یعنی اللہ نے نہ بحیرہ کو مقرر کیا ہے' نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو۔ "واذ قال اللہ (میں قال) معنی میں یقول کے ہے اور "اذ" یہاں زائد ہے۔ المائدہ اصل میں مفعولۃ (میمودۃ) کے معنی میں ہے۔ گو صیغہ فاعل کا ہے' جیسے عیشۃ راضیۃ اور تطلیقۃ بائنۃ میں ہے۔ تو مائدہ کا معنی ممیدہ یعنی خیر اور بھلائی جو کسی کو دی گئی ہے۔ اسی سے مادنی یمیدنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' متوفیک کے معنی میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ کو آخر زمانہ میں اپنے وقت مقررہ پر جو موت آئے گی وہ مراد ہو سکتی ہے۔

(۴۶۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ "بحیرہ" اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا دودھ بتوں کے لیے روک دیا جاتا اور کوئی شخص اس کے دودھ کو دوہنے کا مجاز نہ سمجھا جاتا اور "سائبہ" اس اونٹنی کو کہتے تھے جسے وہ اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے اور اس سے بار برداری و سواری وغیرہ کا کام نہ لیتے۔ سعید راوی نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا' اس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ اور "وصیلۃ" اس جوان اونٹنی کو کہتے تھے جو پہلی مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور پھر دوسری مرتبہ بھی مادہ ہی جنتی' اسے بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے لیکن اسی صورت میں جبکہ وہ برابر دو مرتبہ مادہ بچہ جنتی اور اس درمیان میں کوئی نر بچہ نہ ہوتا۔ اور "حام" وہ نر اونٹ جو مادہ پر شمار سے کئی دفعہ چڑھتا (اس کے نطفے سے دس بچے پیدا ہو جاتے) جب وہ اتنی صحبتیں کر چکتا تو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور

Note Change of Meaning of Arabic Hadith in Urdu by Urdu Translator

وقال ابن عباس؟ خنزیر کیاہے کی تفسیر کس حدیث میں ہے؟

ابن عباس کے قول پر کوئی سند ہی نہیں ہے!

اس پر عقیدہ بنانا؟

ابن عباس نے عربی کے لفظ کا مطلب بیان کیا ہے۔

کیا مطلب کے لیے معنی کے لیے حدیث کی سند کی ضرورت ہے؟

تحریف کا نمونہ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ { مُتَوَفِّيكَ } مُمِيتُكَ

عن ابن عباس في قوله { إني متوفيك ورافعك } يعني رافعك ثم متوفيك في آخر الزمان

معارف القرآن: جو نبی بھی ہوں گے۔

بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے

خلاصۂ تفسیر

اور ان لوگوں نے (جو کہ بنی اسرائیل میں سے آپ کے منکرِ نبوت تھے آپ کو ہلاک کرنے اور ایذاء پہونچانے کے لئے) خفیہ تدبیر کی (چنانچہ مکر و حیلہ سے آپ کو گرفتار کرکے سولی دینے پر آمادہ ہوئے) اور اللہ تعالیٰ نے (آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے) خفیہ تدبیر فرمائی (جس کی حقیقت کا ان لوگوں کو بھی پتہ نہ لگا، کیونکہ انھیں مخالفین میں سے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر بنا دیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا جس سے وہ محفوظ ہے، اور وہ ہمشکل سولی دیا گیا، ان لوگوں کو اس تدبیر کا علم تک بھی نہ ہو سکا اور دفع پر تو کیا قدرت ہوتی) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں، (کیونکہ اوروں کی تدبیریں ضعیف ہوتی ہیں، اور کبھی قبیح اور بے موقع بھی ہوتی ہیں، اور حق تعالیٰ کی تدبیریں قوی بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ خیرِ محض اور موافق حکمت کے ہوتی ہیں، اور وہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمائی) جبکہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جبکہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لئے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں، اور تم کو ان لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روزِ قیامت تک (گو اس وقت یہ منکرین غلبہ اور قدرت رکھتے ہیں) پھر (جب قیامت آجائے گی اس وقت) میری طرف ہو گی، سب کی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو میں (اس وقت) تمہارے (سب کے) درمیان (عملی) فیصلہ کر دوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے کہ (منجملہ ان امور کے مقدمہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا)۔

آیت کے اہم الفاظ کی تشریح

اس آیت کے الفاظ و معانی میں بعض فرقوں نے تحریفات کا دروازہ کھولا ہے جو

پ ۳

تمام امت کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آخر زمانہ میں نزول کے منکر ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ ان الفاظ کی تشریح وضاحت کے ساتھ کردی جائے۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ، لفظ "مکر" عربی زبان میں لطیف وخفیہ تدبیر کو کہتے ہیں، اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہو تو اچھا ہے، اور برائی کے لئے ہو تو برا ہے، اسی لئے وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ (۳۵: ۴۳) میں مکر کے ساتھ "سیئ" کی قید لگائی، اردو زبان کے محاورات میں مکر صرف سازش اور بری تدبیر اور حیلہ کے لئے بولا جاتا ہے، اس سے عربی محاورات پر شبہ نہ کیا جائے، اسی لئے یہاں خدا کو "خیر الماکرین" کہا گیا، مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کردیں، حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے، تورات کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بددین بناکر چھوڑے گا، اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دیدیا، اُدھر یہ ہو رہا تھا اور اِدھر حق تعالیٰ کی لطیف وخفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی جس کا ذکر اگلی آیات میں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ، لفظ "متوفی" کا مصدر "توفی" اور مادہ "وفی" ہے، اس کے اصل معنی عربی لغت کے اعتبار سے پورا پورا لینے کے ہیں، وفاء، ایفاء، استیفاء اسی معنی کے لئے بولے جاتے ہیں، توفی کے بھی اصلی معنی پورا پورا لینے کے ہیں، تمام کتبِ لغت عربی زبان کی اس پر شاہد ہیں، اور چونکہ موت کے وقت انسان اپنی اَجَلِ مقدر پوری کرلیتا ہے، اور خدا کی دی ہوئی روح پوری لے لی جاتی ہے، اس کی مناسبت سے یہ لفظ بطور کنایہ موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، اور موت کا ایک ہلکا سا نمونہ روزانہ انسان کی نیند ہے، اس کے لئے بھی قرآن کریم میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے، اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا (۳۹: ۴۲) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت، اور جن کی موت نہیں آئی ان کی نیند کے وقت"۔

حافظ ابن تیمیہؒ نے الجواب الصحیح ص ۸۳ ج ۲ میں فرمایا: اَلتَّوَفِّيْ فِيْ لُغَةِ الْعَرَبِ مَعْنَاهَا الْقَبْضُ وَالْاِسْتِيْفَاءُ وَذٰلِكَ ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ، اَحَدُهَا التَّوَفِّيْ فِي النَّوْمِ وَالثَّانِيْ تَوَفِّي الْمَوْتِ وَالثَّالِثُ تَوَفِّي الرُّوْحِ وَالْبَدَنِ جَمِيْعًا۔

اور کلیات ابو البقاء میں ہے: اَلتوفی الاماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء۔

اسی لئے آیتِ مذکورہ میں لفظ متوفیک کا ترجمہ اکثر حضرات نے پورا لینے سے کیا ہے، جیسا کہ ترجمہ شیخ الہندؒ میں مذکور ہے، اس ترجمہ کے لحاظ سے مطلب واضح ہے کہ ہم آپ کو

پ ۳

یہودیوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑیں گے، بلکہ خود آپ کو لے لیں گے، جس کی صورت یہ ہوگی کہ اپنی طرف آسمان پر چڑھالیں گے۔

اور بعض حضرات نے اس کا ترجمہ موت دینے سے کیا ہے، جیساکہ بیان القرآن کے خلاصہ میں اوپر مذکور ہے، اور یہی ترجمہ مفسر القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اسانید صحیحہ کے ساتھ منقول ہے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی منقول ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس وقت جب کہ یہودی آپ کے قتل کے درپے تھے آپ کی تسلی کے لئے دو لفظ ارشاد فرمائے، ایک یہ کہ آپ کی موت اُن کے ہاتھوں قتل کی صورت میں نہیں بلکہ طبعی موت کی صورت میں ہوگی، دوسرا یہ کہ اُس وقت اُن لوگوں کے نرغہ سے نجات دینے کی ہم یہ صورت کریں گے کہ آپ کو اپنی طرف اٹھالیں گے، یہی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

تفسیر درمنثور میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت اس طرح منقول ہے:

أَخْرَجَ إِسْحٰقُ بْنُ بِشْرٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيْقِ جَوْهَرٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ يعني رَافِعُكَ ثُمَّ مُتَوَفِّيْكَ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ (درمنثور، ص ۳۶ ج ۲)

"اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے بروایت جوہر عن الضحاک حضرت ابن عباسؓ سے آیت انی متوفیک ورافعک الیّ کی تفسیر میں یہ لفظ نقل کئے ہیں کہ میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا، پھر آخر زمانہ میں آپ کو طبعی طور پر وفات دوں گا"

اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ توفی کے معنی موت ہی کے ہیں، مگر الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے، رَافِعُكَ کا پہلے اور مُتَوَفِّيْكَ کا وقوع بعد میں ہوگا، اور اس موقع پر مُتَوَفِّيْكَ کو مقدم ذکر کرنے کی حکمت و مصلحت اس پورے معاملے کی طرف اشارہ کرنا ہے جو آگے ہونے والا ہے، یعنی یہ اپنی طرف بلا لینا ہمیشہ کے لئے نہیں، چند روزہ ہوگا اور پھر آپ اس دنیا میں آئیں گے اور دشمنوں پر فتح پائیں گے، اور بعد میں طبعی طور پر آپ کی موت واقع ہوگی، اس طرح دوبارہ آسمان سے نازل ہونے اور دنیا پر فتح پانے کے بعد موت آنے کا واقعہ ایک معجزہ بھی تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعزاز و اکرام کی تکمیل بھی، نیز اس میں عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت کا ابطال بھی تھا، ورنہ ان کے زندہ آسمان پر چلے جانے کے واقعہ سے ان کا یہ عقیدہ باطل اور پختہ ہوجاتا کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح حی و قیوم ہے، اس لئے پہلے مُتَوَفِّيْكَ کا لفظ ارشاد

پ ۳

لے رہا کر ان تمام خیالات کا ابطال کر دیا پھر اپنی طرف بلانے کا ذکر فرمایا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین کی مخالفت و عداوت تو انبیاء علیہم السلام سے ہمیشہ ہی ہوتی چلی آئی ہے، اور عادۃ اللہ یہ رہی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم اپنے انکار اور ضد پر جمی رہی پیغمبر کی بات نہ مانی، ان کے معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائی، تو دو صورتوں میں سے ایک صورت کی گئی ہے، یا تو اس قوم پر آسمانی عذاب بھیج کر سب کو فنا کر دیا گیا، جیسے عاد و ثمود اور قوم لوط علیہ السلام و قوم صالح علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کیا گیا، یا پھر یہ صورت ہوئی کہ اپنے پیغمبر کو اس دار الکفر سے ہجرت کرا کے کسی دوسری طرف منتقل کیا گیا اور وہاں ان کو وہ قوت و شوکت دی گئی کہ پھر اپنی قوم پر فتح پائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے ہجرت کر کے شام میں پناہ لی، اسی طرح حضرت موسیٰ نے مصر سے ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے، اور آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے، پھر وہاں سے حملہ آور ہو کر مکہ فتح کیا، یہودیوں کے نرغہ سے بچانے کے لئے یہ آسمان پر بلا لینا بھی درحقیقت ایک قسم کی ہجرت تھی، جس کے بعد وہ پھر دنیا میں واپس آ کر یہودیوں پر مکمل فتح حاصل کریں گے،

رہا یہ معاملہ کہ ان کی یہ ہجرت سب سے الگ آسمان کی طرف کیوں ہے؟ تو حق تعالیٰ نے ان کے بارے میں خود فرما دیا ہے کہ ان کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے، جس طرح آدم علیہ السلام کی پیدائش عام مخلوقات کے طریق پیدائش سے مختلف بغیر ماں باپ کے ہے اسی طرح ان کی پیدائش عام انسانوں کی پیدائش سے مختلف صورت سے ہوئی اور موت بھی عجیب و غریب طریقہ سے صدہا سال کے بعد دنیا میں آ کر عجیب ہوگی، تو اس میں کیا تعجب ہے کہ ان کی ہجرت بھی کسی ایسے عجیب طریقہ سے ہو۔

یہی عجائب قدرت تو جاہل نصاریٰ کے لئے اس عقیدہ میں مبتلا ہونے کا سبب بن گئے، کہ ان کو خدا کہنے لگے، حالانکہ انہی عجائب کے ہر قدم اور ہر چیز پر غور کیا جائے تو ہر ایک واقعہ میں ان کی عبدیت و بندگی اور تابع فرمان الٰہی ہونے اور بشری خصائص سے متصف ہونے کے دلائل ہیں، اور اسی لئے ہر ایسے موقع پر قرآن حکیم نے عقیدۂ الوہیت کے ابطال کی طرف اشارہ کر دیا ہے، آسمان پر اٹھانے سے یہ شبہ بہت قوی ہو جاتا، اس لئے مُتَوَفِّيكَ کو پہلے بیان کر کے شبہ کا قلع قمع کر دیا، اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں یہود کی تردید تو مقصود ہی ہے کہ یہود جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی دینے کا عزم کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا اسی تقدیم و تاخیر الفاظ کے ذریعہ اسی کے ساتھ نصاریٰ کی بھی تردید ہو گئی کہ وہ خدا نہیں جو موت سے

پ ۳

بری ہوں، ایک وقت آئے گا جب اُن کو بھی موت آئے گی۔

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں اس طرح کی تقدیم و تاخیر اسی طرح کے مصالح کے ماتحت بکثرت آئی ہے کہ جو واقعہ بعد میں ہونے والا تھا اس کو پہلے اور پہلے ہونیوالے واقعہ کو بعد میں بیان فرمایا (تفسیر کبیر، ص ۴۸۱، ج ۲)

وَرَافِعُكَ إِلَيَّ، اس کا مفہوم ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا، اور سب جانتے ہیں کہ عیسیٰ نام صرف روح کا نہیں بلکہ روح مع جسم کا ہے، تو رفع عیسیٰ کا یہ مفہوم لینا کہ صرف رفع روحانی ہوا جسمانی نہیں اٹھایا گیا بالکل غلط ہے، رہا یہ کہ لفظ رفع کبھی بلندیٔ مرتبہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ (۶: ۱۶۶)، اور يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (۵۸: ۱۱) وغیرہ آیات میں مذکور ہے۔

تو یہ ظاہر ہے کہ لفظ رفع کو رفع درجہ کے معنی میں استعمال کرنا ایک مجاز ہے جو قرائن کی بناء پر مذکورہ آیات میں ہوا ہے، یہاں حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی لینے کی کوئی وجہ نہیں، اس کے علاوہ اس جگہ لفظ رفع کے ساتھ لفظ إلیٰ استعمال فرما کر اس مجازی معنی کا احتمال بالکل ختم کر دیا گیا ہے، اس آیت میں رَافِعُكَ إِلَيَّ فرمایا، اور سورۂ نساء کی آیت میں بھی جہاں یہودیوں کے عقیدہ کا رد کیا گیا وہاں بھی یہی فرمایا وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (۴: ۱۵۸) یعنی یہودیوں نے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا، اپنی طرف اٹھا لینا روح مع جسد کے زندہ اٹھا لینے ہی کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں تک الفاظ آیت کی تشریح ہوئی۔

آیت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے پانچ وعدے

اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ وعدے فرمائے:

سب سے پہلا وعدہ یہ تھا کہ ان کی موت یہودیوں کے ہاتھوں قتل کے ذریعہ نہیں ہوگی، طبعی طور سے وقت موعود پر ہوگی، اور وہ وقت موعود قرب قیامت میں آئے گا جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ میں اس کی تفصیل موجود ہے، اور اس کا کچھ حصہ آگے آئے گا۔

دوسرا وعدہ فی الحال عالم بالا کی طرف اٹھا لینے کا تھا، یہ اُسی وقت پورا کر دیا گیا جس کے پورا کرنے کی خبر سورۂ نساء کی آیت میں اس طرح دیدی گئی، وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (۴: ۱۵۸) "یقیناً ان کو یہودیوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا"

تیسرا وعدہ، ان کو دشمنوں کی تہمتوں سے پاک کرنے کا تھا وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا، میں وہ اس طرح پورا ہوا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور یہود کے سب غلط الزامات کو صاف کر دیا، مثلاً یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے ان کے نسب کو مطعون کرتے تھے، قرآن کریم نے اس الزام کو یہ فرما کر صاف کر دیا کہ وہ محض اللہ کی قدرت اور اس کے حکم سے بلا باپ کے پیدا ہوئے، اور یہ کوئی تعجب کی چیز نہیں، حضرت آدم کی پیدائش اس سے زیادہ تعجب کی چیز ہے، کہ ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خدائی کے دعوے کا الزام لگاتے تھے، قرآن کریم کی بہت سی آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس کے خلاف اپنی عبدیت اور بندگی اور بشریت کا اقرار نقل فرمایا۔

چوتھا وعدہ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ میں ہے کہ آپ کے متبعین کو آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رکھا جائے گا، یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ یہاں اتباع سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اعتقاد اور اقرار مراد ہے، ان کے سب احکام پر ایمان واعتقاد کی شرط نہیں تو اس طرح نصاریٰ اور اہل اسلام دونوں اس میں داخل ہو گئے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے معتقد ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ صرف اتنا اعتقاد نجاتِ آخرت کے لئے کافی نہیں، بلکہ نجاتِ آخرت اس پر موقوف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تمام احکام پر اعتقاد وایمان رکھے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی اور ضروری احکام میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کے بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائیں، نصاریٰ نے اس پر اعتقاد وایمان اختیار نہ کیا، اس لئے نجاتِ آخرت سے محروم رہے، مسلمانوں نے اس پر بھی عمل کیا، اس لئے نجاتِ آخرت کے مستحق ہو گئے، لیکن دنیا میں یہودیوں پر غالب رہنے کا وعدہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر موقوف تھا، وہ دنیا کا غلبہ نصاریٰ اور مسلمانوں کو بمقابلہ یہود ہمیشہ حاصل رہا اور یقیناً قیامت تک رہے گا۔

جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا اس وقت سے آج تک ہمیشہ مشاہدہ یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ بمقابلہ یہود ہمیشہ نصاریٰ اور مسلمان غالب رہے ہیں، انھیں کی حکومتیں دنیا میں قائم ہوئیں اور رہیں۔

اسرائیل کی موجودہ حکومت سے اس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا

کیونکہ اول تو اس حکومت کی حقیقت اس کے سوا نہیں کہ وہ روس اور یورپ کے نصاریٰ کی مشترکہ چھاؤنی ہے جو انھوں نے مسلمانوں

پ ۳

کے خلاف قائم کر رکھی ہے، ایک دن کے لئے بھی اگر حکومتِ روس و امریکہ و دیگر ممالکِ یورپ اپنا ہاتھ اس کے سر سے ہٹالیں تو دنیا کے نقشے سے اس کا وجود مٹتا ہوا ساری دنیا مشاہدہ کرلے، اس لئے یہود یا اسرائیل کی یہ حکومت حقیقت شناس لوگوں کی نظر میں ایک مجاز تو ہوسکتا ہے اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں، اور بالفرض اس کو انکی اپنی ہی حکومت تسلیم کرلیا جائے تو بھی نصاریٰ اور اہلِ اسلام کے مجموعے کے مقابلہ میں اس کے مغلوب و مقہور ہونے سے کونسا صحیح العقل انسان انکار کرسکتا ہے، اس سے بھی قطعِ نظر کرو تو قربِ قیامت میں چند روزہ یہود کے غلبہ کی خبر تو خود اسلام کی متواتر روایات میں موجود ہے، اگر اس دنیا کو اب زیادہ باقی رہنا نہیں ہے اور قیامت قریب ہی آچکی ہے تو اس کا ہونا بھی اسلامی روایات کے منافی نہیں، اور ایسی چند روزہ شورش کو سلطنت یا حکومت نہیں کہہ سکتے۔

پانچواں وعدہ، قیامت کے روز ان مذہبی اختلافات کا فیصلہ فرمانے کا تو وہ وعدہ بھی اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا، جیسا کہ آیت میں ارشاد ہے ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ

مسئلہ حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

دنیا میں صرف یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و مصلوب ہو کر دفن ہوچکے اور پھر زندہ نہیں ہوئے، اور ان کے اس خیال کی حقیقت قرآن کریم نے سورۂ نساء کی آیت میں واضح کردی ہے، اور اس آیت میں بھی وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ میں اس کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے کید اور تدبیر کو خود انہی کی طرف لوٹا دیا کہ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے مکان کے اندر گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک شخص کی شکل و صورت تبدیل کرکے بالکل عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ڈھال دیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا، آیت کے الفاظ یہ ہیں:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط (۴: ۱۵۷)	"نہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ سُولی چڑھایا لیکن تدبیرِ حق نے ان کو شبہ میں ڈال دیا کہ اپنے ہی آدمی کو قتل کرکے خوش ہولئے"

اس کی مزید تفصیل سورۂ نساء میں آئے گی۔

نصاریٰ کا کہنا یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و مصلوب تو ہوگئے مگر پھر دوبارہ زندہ کرکے آسمان پر اٹھالئے گئے، مذکورہ آیت نے اُن کے اس غلط خیال کی بھی تردید کردی، اور بتلادیا کہ جیسے یہودی اپنے ہی آدمی کو قتل کرکے خوشیاں منا رہے تھے اس سے یہ دھوکہ

پ ۳

عیسائیوں کو بھی لگ گیا کہ قتل ہونے والے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس لئے شُبِّهَ لَهُمْ کے مصداق یہود کی طرح نصاریٰ بھی ہو گئے۔

ان دونوں گروہوں کے بالمقابل اسلام کا وہ عقیدہ ہے جو اس آیت اور دوسری کئی آیتوں میں وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لئے آسمان پر زندہ اٹھا لیا، نہ ان کو قتل کیا جا سکا نہ سولی پر چڑھایا جا سکا، وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر یہودیوں پر فتح پائیں گے، اور آخر میں طبعی موت سے وفات پائیں گے۔

اسی عقیدہ پر تمام امتِ مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے، حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الجبیر ص ۳۱۹ میں یہ اجماع نقل کیا ہے، قرآن مجید کی متعدد آیات اور حدیث کی متواتر روایات سے یہ عقیدہ اور اس پر اجماعِ امت سے ثابت ہے، یہاں اس کی پوری تفصیل کا موقع بھی نہیں، اور ضرورت بھی نہیں، کیونکہ علماء امت نے اس مسئلہ کو مستقل کتابوں اور رسالوں میں پورا پورا واضح فرما دیا ہے، اور منکرین کے جوابات تفصیل سے دیئے ہیں، ان کا مطالعہ کافی ہے مثلاً حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی تصنیف بزبان عربی عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مولانا بدرِ عالم صاحب مہاجر مدنی کی تصنیف بزبان اردو حیات عیسیٰ علیہ السلام، مولانا سید محمد ادریس صاحب کی تصنیف حیات مسیح علیہ السلام، اور بھی سینکڑوں چھوٹے بڑے رسائل اس مسئلہ پر طبوع و مشتہر ہو چکے ہیں، احقر نے بامر استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سو سے زائد احادیث جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا اور پھر قرب قیامت میں نازل ہونا بتواتر ثابت ہوتا ہے ایک مستقل کتاب التصریح بما تواتر فی نزول المسیح میں جمع کر دیا ہے جس کو حال میں حواشی و شرح کے ساتھ حلب شام کے ایک بزرگ علامہ عبدالفتاح ابو غدہ نے بیروت میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔

اور حافظ ابن کثیرؒ نے سورۂ زخرف کی آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (۴۳: ۶۱) کی تفسیر میں لکھا ہے:

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَحَادِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَخْبَرَ بِنُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِمَامًا عَادِلًا الخ	"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس معاملے میں متواتر ہیں کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل قیامت نازل ہونے کی خبر دی ہے"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور زندہ رہنے پھر قرب قیامت

میں نازل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کی نصوصِ قطعیہ اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے، جن کو علماء اُمت نے مستقل کتابوں رسالوں کی صورت میں شائع کر دیا ہے جن میں سے بعض کے نام اوپر درج ہیں مسئلہ کی مکمل تحقیق کے لئے تو انہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

یہاں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس پر نظر کرنے سے ذرا بھی عقل و انصاف ہو تو اس مسئلہ میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، وہ یہ ہے کہ سورۂ آلِ عمران کے چوتھے رکوع میں حق تعالیٰ نے انبیاء سابقین کا ذکر فرمایا تو حضرت آدم، نوح، آلِ ابراہیمؑ، آلِ عمرانؑ، سب کا ذکر ایک ہی آیت میں اجمالاً کرنے پر اکتفاء فرمایا، اس کے بعد تقریباً تین رکوع اور بائیس آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان کا ذکر اس بسط و تفصیل کے ساتھ کیا گیا کہ خود خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا ان کا ذکر بھی اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں آیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کا ذکر، ان کی نذر کا بیان، والدہ کی پیدائش، ان کا نام، ان کی تربیت کا تفصیلی ذکر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطنِ مادر میں آنا، پھر ولادت کا مفصل حال، ولادت کے بعد ماں نے کیا کھایا پیا اس کا ذکر، اپنے خاندان میں بچے کو لے کر آنا، ان کے طعن و تشنیع، اول ولادت میں ان کو بطور معجزہ گویائی عطا ہونا، پھر جوان ہونا اور قوم کو دعوت دینا، اُن کی مخالفت، حواریین کی امداد، یہودیوں کا نرغہ، ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ، پھر احادیث متواترہ میں ان کی مزید صفات، شکل و صورت، ہیئت، لباس وغیرہ کی پوری تفصیلات، یہ ایسے حالات ہیں کہ پورے قرآن و حدیث میں کسی نبی و رسول کے حالات اس تفصیل سے بیان نہیں کئے گئے، یہ بات ہر انسان کو دعوتِ فکر دیتی ہے کہ ایسا کیوں اور کس حکمت سے ہوا۔

ذرا بھی غور کیا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی و رسول ہیں کوئی دوسرا نبی آپ کے بعد آنے والا نہیں، اس لئے آپ نے اپنی تعلیمات میں اس کا بڑا اہتمام فرمایا کہ قیامت تک جو جو مراحل امت کو پیش آنے والے ہیں ان کے متعلق ہدایات دیدیں، اس لئے آپؐ نے ایک طرف تو اس کا اہتمام فرمایا کہ آپ کے بعد قابلِ اتباع کون لوگ ہوں گے، ان کا تذکرہ اصولی طور پر عام اوصاف کے ساتھ بھی بیان فرمایا بہت سے حضرات کے نام متعین کر کے بھی امت کو ان کے اتباع کی تاکید فرمائی، اس کے بالمقابل ان گمراہ لوگوں کا بھی پتہ دیا جن سے امت کے دین کو خطرہ تھا۔

بعد کے آنے والے گمراہوں میں سب سے بڑا شخص مسیح دجال تھا، جس کا فتنہ سخت گمراہ کن تھا اس کے اتنے حالات و صفات بیان فرما دیئے کہ اس کے آنے کے وقت امت کو اس کے گمراہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے، اسی طرح بعد کے آنے والے مصلحین اور قابلِ تقلید

پ ۳

بزرگوں میں سب سے زیادہ بڑے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جن کو حق تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے نوازا، اور فتنۂ دجال میں امتِ مسلمہ کی امداد کے لئے ان کو آسمان میں زندہ رکھا، اور قربِ قیامت میں ان کو قتلِ دجال کے لئے مامور فرمایا، اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے حالات و صفات بھی امت کو ایسے واشگاف بتلائے جائیں جن کے بعد نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کسی انسان کو ان کے پہچاننے میں کوئی شک و شبہ نہ رہ جائے۔

اس میں بہت سی حِکَم و مصالح ہیں، اوّل یہ کہ اگر امت کو ان کے پہچاننے ہی میں اشکال پیش آیا تو ان کے نزول کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا، امتِ مسلمہ ان کے ساتھ نہ لگے گی تو وہ امت کی امداد و نصرت کس طرح فرمائیں گے۔

دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ اس وقت فرائضِ نبوت و رسالت پر مامور ہو کر دنیا میں نہ آئیں گے، بلکہ امتِ محمدیہ کی قیادت و امامت کے لئے بحیثیت خلیفۂ رسول تشریف لائیں گے، مگر ذاتی طور پر جو ان کو منصبِ نبوت و رسالت حاصل ہے اس سے معزول بھی نہ ہوں گے، بلکہ اس وقت ان کی مثال اس گورنر کی سی ہوگی جو اپنے صوبہ کا گورنر ہے، مگر کسی ضرورت سے دوسرے صوبہ میں چلا گیا ہے، تو وہ اگرچہ صوبے میں گورنر کی حیثیت پر نہیں مگر اپنے عہدۂ گورنری سے معزول بھی نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی صفتِ نبوت و رسالت سے الگ نہیں ہوں گے، اور جس طرح ان کی نبوت سے انکار پہلے کفر تھا اس وقت بھی کفر ہوگا، تو امتِ مسلمہ جو پہلے سے ان کی نبوت پر قرآنی ارشادات کی بناء پر ایمان لائے ہوئے ہے اگر نزول کے وقت ان کو نہ پہچانے تو انکار میں مبتلا ہو جائے گی، اس لئے ان کی علامات و صفات کو بہت زیادہ واضح کرنے کی ضرورت تھی۔

تیسرے یہ کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تو دنیا کی آخری عمر میں پیش آئے گا، اگر ان کی علامات و حالات مبہم ہوتے تو بہت ممکن ہے کہ کوئی دوسرا آدمی دعویٰ کر بیٹھے کہ میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں، ان علامات کے ذریعہ اس کی تردید کی جاسکے گی، جیسا کہ ہندوستان میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں، اور علماءِ امت نے انہی علامات کی بناء پر اس کے قول کو رد کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ اور دوسرے مواقع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و صفات کا اتنی تفصیل کے ساتھ بیان ہونا خود ان کے قربِ قیامت میں نازل ہونے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لانے ہی کی خبر دے رہا ہے، احقر نے اس مضمون کو پوری وضاحت کے ساتھ اپنے رسالہ مسیح موعود کی پہچان میں بیان کردیا ہے، اس کو دیکھ لیا جائے۔

پ ۳

موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو وہ میری پیروی کرتے۔

اس حدیث سے وفات عیسیٰ ثابت ہوتی ہے، کیونکہ اگر واقعی میں عیسیٰ زندہ ہوتے تو رسول اللہ کبھی بھی مفروضہ سے بات نہیں کرتے۔

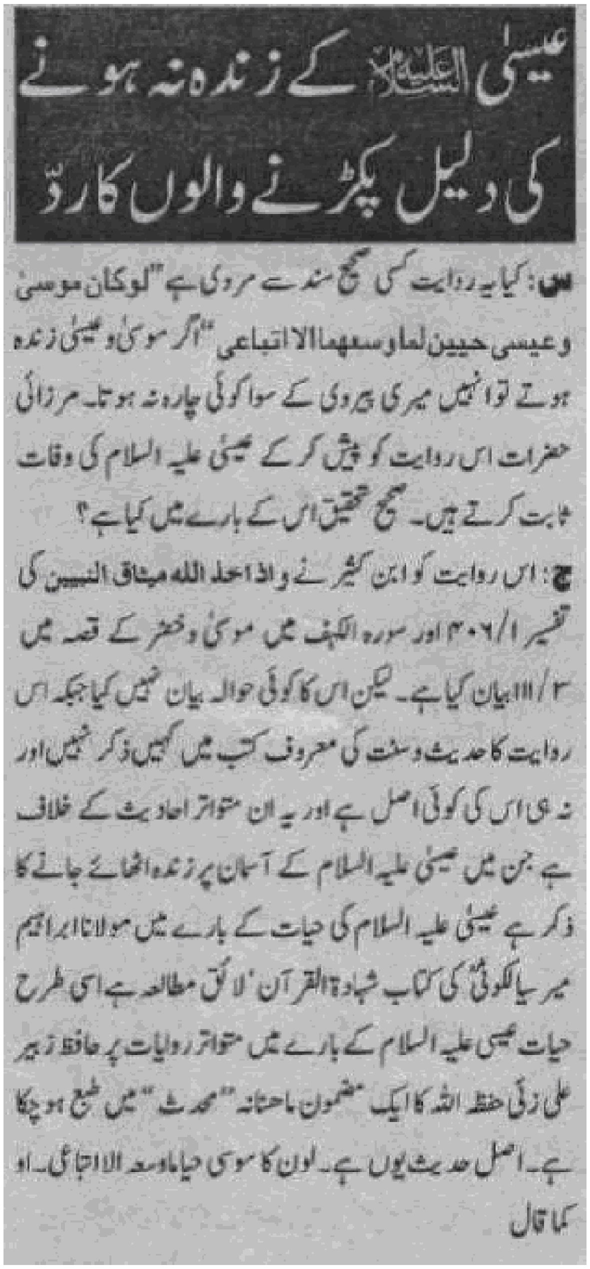

عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ نہ ہونے کی دلیل پکڑنے والوں کا ردّ

س: کیا یہ روایت کسی صحیح سند سے مروی ہے "لوکان موسیٰ وعیسی حیین لما وسعهما الا اتباعی" "اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مرزائی حضرات اس روایت کو پیش کر کے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں۔ صحیح تحقیق اس کے بارے میں کیا ہے؟

ج: اس روایت کو ابن کثیر نے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کی تفسیر ۱/۴۰۶ اور سورہ الکہف میں موسیٰ و خضر کے قصہ میں ۳/۱۱۱ بیان کیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی حوالہ بیان نہیں کیا جبکہ اس روایت کا حدیث وسنت کی معروف کتب میں کہیں ذکر نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے اور یہ ان متواتر احادیث کے خلاف ہے جن میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا ذکر ہے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بارے میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کی کتاب شہادۃ القرآن' لائق مطالعہ ہے اسی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں متواتر روایات پر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کا ایک مضمون ماہنامہ "محدث" میں طبع ہو چکا ہے۔ اصل حدیث یوں ہے۔ لو ان کا موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی۔ او کما قال

رسول اللہ شہید ہو گئے اور یا اللہ نے عیسیٰ کی طرح انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔

شجاعت رسول کی حقیقی معرفت شیر خدا حضرت علی مرتضی کو تھی۔ جنگ ِاحد میں قتل محمد کی آواز تھی جس نے کل فوجِ اسلام کے قدم اکھاڑ دیئے۔ اور اس تصور نے علی پر کیا اثر کیا۔ اسے خود آپ نے بعد میں بیان کیا ہے کہ میں نے نظر ڈالی تو رسول اللہ نظر نہ آئے۔ میں نے دل میں کہا کہ دو ہی صورتیں ہیں۔ یا وہ شہید ہو گئے اور یا اللہ نے عیسیٰ کی طرح انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ دونوں صورتوں میں میں اب زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ بس یہ سوچنا تھا کہ نیام توڑ کر پھینک دیا اور تلوار لے کر فوج میں ڈوب گئے۔ جب فوج ہٹی تو رسول نظر آئے۔ دیکھنے کی یہ چیز ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کو صرف یہی دو تصور ہوئے۔ رسول شہید ہو گئے یا خدا نے آسمان پر اٹھا لیا۔ یہ تو ہم بھی نہیں ہوا کہ شاید رسول بھی میدان سے کسی گوشۂ عافیت کی طرف چلے گئے ہوں۔ یہ علی کا ایمان ہے رسول کی شجاعت پر۔

کیا تفسیر ابن کثیر مشکوک ہے؟ موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو وہ میری پیروی کرتے۔

تفسیریں بھی مشکوک ہیں!

تفسير
القرآن العظيم

للإمام الجليل الحافظ عماد الدين أبي الفداء
إسماعيل بن كثير الدمشقي
المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

هذه الطبعة أول طبعة مقابلة على النسخة الأزهرية
وكذلك على نسخة كاملة بدار الكتب المصرية

تحقيق

مصطفى السيد محمد — محمد السيد رشاد
محمد فضل العجماوي — علي أحمد عبد الباقي
حسن عباس قطب

المجلد الثالث

مؤسسة قرطبة
طباعة - نشر - توزيع
جيزة - ت: ٥٨١٥٠٩٧

مكتبة أولاد الشيخ للتراث
٢٦ ش اليابان - عمرانية غربية - جيزة
ت: ٥٦٢٨٣١٨ - ٥٦١١٤٤٢

عبد الله بن ثابت ؛ قال : جاء عمر إلى [رسول الله] صلى الله عليه وآله وسلم ، فقال : يارسول الله ، إني مررت بأخ[١] لي من قريظة ، فكتب لي جوامع من التوراة ، ألا أعرضها عليك ؟ قال : فتغير وجه رسول الله ﷺ قال عبد الله ابن ثابت : قلت له : ألا ترى ما بوجه رسول الله ﷺ ؟ قال[٢] عمر : رضينا بالله ربًا ، وبالإسلام دينًا ، وبمحمد رسولًا ، قال : فسري عن النبي ﷺ ، وقال : « **والذي نفس محمد بيده ، لو أصبح فيكم موسى ، عليه السلام ، ثم اتبعتموه وتركتموني لضللتم ، إنكم حظي من الأمم ، وأنا حظكم من النبيين** » .

(حديث آخر) قال الحافظ أبو بكر(١٧١) : حدثنا إسحاق ، حدثنا حماد ، عن مجالد ، عن الشعبي ، عن جابر ، قال : قال رسول الله ﷺ : « **لا تسألوا أهل الكتاب عن شيء ؛ فإنهم لن يهدوكم وقد ضلوا ، وإنكم إما أن تصدقوا بباطل ، وإما أن تكذبوا بحق ، وإنه والله لو كان موسى حيًا بين أظهركم ، ما حل له إلا أن يتبعني** » .

وفي بعض الأحاديث : « **لو كان موسى وعيسى حيين ، لما وسعهما إلا اتباعي** » .

فالرسول محمد خاتم الأنبياء صلوات الله وسلامه عليه دائمًا إلى يوم الدين ، وهو الإمام الأعظم الذي لو وجد في أي عصر وجد ؛ لكان[٣] هو الواجب الطاعة ، المقدم على الأنبياء كلهم ، ولهذا كان إمامهم ليلة الإسراء ، لما[٤] اجتمعوا ببيت المقدس ، وكذلك هو الشفيع في المحشر[٥] ، في إتيان الرب [جل جلاله] لفصل القضاء [بين عباده][٦] ، وهو المقام المحمود الذي لا يليق إلا له ، والذي يحيد عنه أولوا العزم من الأنبياء والمرسلين ، حتى تنتهي النبوة إليه فيكون هو المخصوص به ، [صلوات الله وسلامه عليه] .

أَفَغَيْرَ دِينِ ٱللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُۥٓ أَسْلَمَ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ قُلْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿٨٤﴾ وَمَن

(١٧١) – أخرجه البزار كما في « كشف الأستار » (١/٧٨ – ٧٩) حديث (١٢٤) . ويأتي تخريجه بأبسط من ذلك في فاتحة سورة يوسف (٧) .

[١] – في خ : « برجل » .
[٢] – في خ ، ز : « فقال » .
[٣] – في ز : « كان » .
[٤] – في ت : « يوم » .
[٥] – في ز : « يوم المحشر » .
[٦] – ما بين المعكوفتين سقط من : خ ، ز .

Motawafi In Mujam Al Quran Concordance

Roots of Motawafi

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
تَعِيَهَا	لنجعلها لكم تذكرة وتعيها أذن واعية	١٢	ك الحاقة	٦٩
فَأَوْعَى	تدعوا من أدبر وتولى • وجمع فأوعى	١٨	ك المعارج	٧٠
يُوعُونَ	بل الذين كفروا يكذبون • والله أعلم بما يوعون	٢٣	ك الأنشقاق	٨٤
وَاعِيَةٌ	لنجعلها لكم تذكرة وتعيها أذن واعية	١٢	ك الحاقة	٦٩
وِعَاءِ	فبدأ بأوعيتهم قبل وعاء أخيه	٧٦	ك يوسف	١٢
(٢)	ثم استخرجها من وعاء أخيه	٧٦	ك »	١٢
بِأَوْعِيَتِهِمْ	فبدأ بأوعيتهم قبل وعاء أخيه...	٧٦	ك »	١٢
وَفْدًا	يوم نحشر المتقين إلى الرحمن وفدا	٨٥	ك مريم	١٩
مَوْفُورًا	فمن تبعك منهم فإن جهنم جزاؤكم جزاء موفورا ...	٦٣	ك الإسراء	١٧
يُوفِضُونَ	كأنهم إلى نصب يوفضون	٤٣	ك المعارج	٧٠
يُوَفِّقِ	إن يريدا إصلاحا يوفق الله بينهما...	٣٥	م النساء	٤
وِفَاقًا	إلا حميا وغساقا • جزاء وفاقا	٢٦	ك النبأ	٧٨
تَوْفِيقًا	ثم جاءوك يحلفون بالله إن أردنا إلا إحسانا وتوفيقا	٦٢	م النساء	٤
تَوْفِيقِي	إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله	٨٨	ك هود	١١
وَفَّى	أم لم ينبأ بما في صحف موسى • وإبراهيم الذي وفى	٣٧	ك النجم	٥٣
فَوَفَّاهُ	حتى إذا جاءه لم يجده شيئا ووجد الله عنده فوفاه حسابه	٣٩	م النور	٢٤
نُوَفِّ	من كان يريد الحياة الدنيا وزينتها نوف إليهم أعمالهم فيها	١٥	ك هود	١١
لَيُوَفِّيَنَّهُمْ	وإن كلا لما ليوفينهم ربك أعمالهم	١١١	ك »	١١
يُوَفِّيهِمْ	وأما الذين آمنوا وعملوا الصالحات فيوفيهم أجورهم	٥٧	م آل عمران	٣
(٥)	فأما الذين آمنوا وعملوا الصالحات فيوفيهم أجورهم	١٧٣	م النساء	٤
	يومئذ يوفيهم الله دينهم الحق	٢٥	م النور	٢٤
	ليوفيهم أجورهم ويزيدهم من فضله	٣٠	ك فاطر	٣٥
	ولكل درجات مما عملوا وليوفيهم أعمالهم وهم لا يظلمون	١٩	ك الأحقاف	٤٦
وُفِّيَتْ (٢)	فكيف إذا جمعناهم ليوم لا ريب فيه ووفيت كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون	٢٥	م آل عمران	٣
	ووفيت كل نفس ما عملت وهو أعلم بما يفعلون ...	٧٠	ك الزمر	٣٩
تُوَفَّى	ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون	٢٨١	م البقرة	٢
(٣)	ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون	١٦١	م آل عمران	٣
	يوم تأتي كل نفس تجادل عن نفسها وتوفى كل نفس ما عملت	١١١	ك النحل	١٦
تُوَفَّوْنَ	وإنما توفون أجوركم يوم القيامة	١٨٥	م آل عمران	٣

اللفظة	الآيـــة	رقمها	السورة	رقمها
يُوَفَّ	وما تنفقوا من خير يوف إليكم وأنتم لا تظلمون ...	٢٧٢	م البقرة	٢
(٢)	وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف إليكم	٦٠	م الأنفال	٨
يُوَفَّى	إنما يوفى الصابرون أجرهم بغير حساب	١٠	ك الزمر	٣٩
أَوْفَى	بلى من أوفى بعهده واتقى فإن الله يحب المتقين ...	٧٦	م آل عمران	٣
(٢)	ومن أوفى بما عاهد عليهُ الله فسيؤتيه أجرا عظيما ...	١٠	م الفتح	٤٨
أُوفِ	وأوفوا بعهدي أوف بعهدكم وإياي فارهبون ...	٤٠	م البقرة	٢
أُوفِي	ألا ترون أني أوفي الكيل وأنا خير المنزلين	٥٩	ك يوسف	١٢
وَلْيُوفُوا	وليوفوا نذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق	٢٩	م الحج	٢٢
يُوفُونَ	الذين يوفون بعهد الله ولا ينقضون الميثاق... ...	٢٠	م الرعد	١٣
(٢)	يوفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا... ...	٧	م الإنسان	٧٦
فَأَوْفِ	وجئنا ببضاعة مزجاة فأوف لنا الكيل وتصدق علينا	٨٨	ك يوسف	١٢
أَوْفُوا	وأوفوا بعهدي أوف بعهدكم وإياي فارهبون	٤٠	م البقرة	٢
(١٠)	يأيها الذين آمنوا أوفوا بالعقود	١	م المائدة	٥
	وأوفوا الكيل والميزان بالقسط	١٥٢	م الأنعام	٦
	وإذا قلتم فاعدلوا ولو كان ذا قربى وبعهد الله أوفوا	١٥٢	م »	٦
	فأوفوا الكيل والميزان ولا تبخسوا الناس أشياءهم	٨٥	ك الأعراف	٧
	ويا قوم أوفوا المكيال والميزان بالقسط	٨٥	ك هود	١١
	وأوفوا بعهد الله إذا عاهدتم	٩١	ك النحل	١٦
	وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا	٣٤	ك الإسراء	١٧
	وأوفوا الكيل إذا كلتم وزنوا بالقسطاس المستقيم	٣٥	ك »	١٧
	أوفوا الكيل ولا تكونوا من المخسرين	١٨١	ك الشعراء	٢٦
تَوَفَّاهُمُ	إن الذين توفاهم الملائكة ظالمي أنفسهم قالوا فيم كنتم	٩٧	م النساء	٤
تَوَفَّتْهُ	حتى إذا جاء أحدكم الموت توفته رسلنا وهم لا يفرطون	٦١	ك الأنعام	٦
تَوَفَّتْهُمُ	فكيف إذا توفتهم الملائكة يضربون وجوههم وأدبارهم	٢٧	م محمد	٤٧
تَوَفَّيْتَنِي	فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم	١١٧	م المائدة	٥
تَتَوَفَّاهُمُ	الذين تتوفاهم الملائكة ظالمي أنفسهم	٢٨	ك النحل	١٦
(٢)	الذين تتوفاهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ...	٣٢	ك »	١٦
نَتَوَفَّيَنَّكَ (٣)	وإما نرينك بعض الذي نعدهم أو نتوفينك فإلينا مرجعهم...	٤٦	ك يونس	١٠
	وإن ما نرينك بعض الذي نعدهم أو نتوفينك فإنما عليك البلاغ وعلينا الحساب...	٤٠	م الرعد	١٣
	فإما نرينك بعض الذي نعدهم أو نتوفينك فإلينا يرجعون	٧٧	ك غافر	٤٠
يَتَوَفَّى (٢)	ولو ترى إذ يتوفى الذين كفروا الملائكة يضربون وجوههم وأدبارهم وذوقوا عذاب الحريق ...	٥٠	م الأنفال	٨
	الله يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها	٤٢	ك الزمر	٣٩

— ٧٥٦ —

عنوان الكتاب: المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم

المؤلف: محمد فؤاد عبد الباقي

اللفظة	الآية	رقمها	السورة	رقمها
يَتَوَفَّاكُمْ	وهو الذى يتوفاكم بالليل و يعلم ما جرحتم بالنهار	٦٠	ك الأنعام	٦
(٤)	ولكن أعبد الله الذى يتوفاكم	١٠٤	ك يونس	١٠
	والله خلقكم ثم يتوفاكم ومنكم من يرد إلى أرذل العمر	٧٠	ك النحل	١٦
	قل يتوفاكم ملك الموت الذى وكل بكم	١١	ك السجدة	٣٢
يَتَوَفَّاهُنَّ	فأمسكوهن فى البيوت حتى يتوفاهن الموت...	١٥	م النساء	٤
يَتَوَفَّوْنَهُمْ	حتى إذا جاءتهم رسلنا يتوفونهم قالوا أين ما كنتم تدعون من دون الله	٣٧	ك الأعراف	٧
تَوَفَّنَا	ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وكفرعنا سيئاتنا وتوفنا مع الأبرار	١٩٣	م آل عمران	٣
(٢)	ربنا أفرغ علينا صبرا وتوفنا مسلمين...	١٢٦	ك الأعراف	٧
تَوَفَّنِي	توفنى مسلما وألحقنى بالصالحين	١٠١	ك يوسف	١٢
يُتَوَفَّى	ومنكم من يتوفى ومنكم من يرد إلى أرذل العمر	٥	م الحج	٢٢
(٢)	ومنكم من يتوفى من قبل ولتبلغوا أجلا مسمى ولعلكم تعقلون	٦٧	ك غافر	٤٠
يُتَوَفَّوْنَ	والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا...	٢٣٤	م البقرة	٢
(٢)	والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا وصية لأزواجهم	٢٤٠	م »	٢
يَسْتَوْفُونَ	الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون... ...	٢	ك المطففين	٨٣
أَوْفَى	ومن أوفى بعهده من الله	١١١	م التوبة	٩
الْأَوْفَى	وأن سعيه سوف يرى • ثم يجزاه الجزاء الأوفى	٤١	ك النجم	٥٣
الْمُوفُونَ	والموفون بعهدهم إذا عاهدوا	١٧٧	م البقرة	٢
لَمُوَفُّوهُمْ	وإنا لموفوهم نصيبهم غير منقوص...	١٠٩	ك هود	١١
مُتَوَفِّيكَ	إذ قال الله ياعيسى إنى متوفيك ورافعك إلىّ	٥٥	م آل عمران	٣
✦				
وَقَبَ	من شر ما خلق • ومن شر غاسق إذا وقب... ...	٣	ك الفلق	١١٣
✦				
أُقِّتَتْ	وإذا الرسل أقتت • لأى يوم أجلت • ليوم الفصل	١١	ك المرسلات	٧٧
الْوَقْتِ	قال فإنك من المنظرين • إلى يوم الوقت المعلوم	٣٨	ك الحجر	١٥
(٢)	قال فإنك من المنظرين • إلى يوم الوقت المعلوم	٨١	ك ص	٣٨
لِوَقْتِهَا	قل إنما علمها عند ربى لا يجليها لوقتها إلا هو	١٨٧	ك الأعراف	٧
مِيقَاتُ	وأتممناها بعشر فتم ميقات ربه أربعين ليلة... ...	١٤٢	ك »	٧
(٣)	فجمع السحرة لميقات يوم معلوم...	٣٨	ك الشعراء	٢٦
	لمجموعون إلى ميقات يوم معلوم...	٥٠	ك الواقعة	٥٦
مِيقَاتًا	إن يوم الفصل كان ميقاتا	١٧	ك النبأ	٧٨
لِمِيقَاتِنَا (٢)	ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب أرنى أنظر إليك...	١٤٣	ك الأعراف	٧
	واختار موسى قومه سبعين رجلا لميقاتنا	١٥٥	ك »	٧
مِيقَاتُهُمْ	إن يوم الفصل ميقاتهم أجمعين...	٤٠	ك الدخان	٤٤

اللفظة	الآية	رقمها	السورة	رقمها
مَوَاقِيتُ	يسئلونك عن الأهلة قل هى مواقيت للناس والحج	١٨٩	م البقرة	٢
مَوْقُوتًا	إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا... ...	١٠٣	م النساء	٤
✦				
أَوْقَدُوا	كلما أوقدوا نارا للحرب أطفأها الله	٦٤	م المائدة	٥
تُوقِدُونَ	الذى جعل لكم من الشجر الأخضر نارا فإذا أنتم منه توقدون	٨٠	ك يس	٣٦
يُوقِدُونَ	ومما يوقدون عليه فى النار ابتغاء حلية	١٧	م الرعد	١٣
فَأَوْقِدْ	فأوقد لى يا هامان على الطين فاجعل لى صرحا ...	٣٨	ك القصص	٢٨
يُوقَدُ	كأنها كوكب درى يوقد من شجرة مباركة...	٣٥	م النور	٢٤
اسْتَوْقَدَ	مثلهم كمثل الذى استوقد نارا	١٧	م البقرة	٢
وَقُودُ	وأولئك هم وقود النار...	١٠	م آل عمران	٣
(٢)	قتل أصحاب الأخدود • النار ذات الوقود	٥	ك البروج	٨٥
وَقُودُهَا	فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة	٢٤	م البقرة	٢
(٢)	قوا أنفسكم وأهليكم نارا وقودها الناس والحجارة ...	٦	م التحريم	٦٦
الْمُوقَدَةُ	وما أدراك ما الحطمة • نار الله الموقدة	٦	ك الهمزة	١٠٤
✦				
الْمَوْقُوذَةُ	حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة	٣	م المائدة	٥
✦				
وَتُوَقِّرُوهُ	وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة وأصيلا	٩	م الفتح	٤٨
وَقَارًا	ما لكم لا ترجون لله وقارا • وقد خلقكم أطوارا	١٣	ك نوح	٧١
وَقْرٌ	وقالوا قلوبنا فى أكنة مما تدعونا إليه وفى آذاننا وقر	٥	ك فصلت	٤١
(٢)	والذين لا يؤمنون فى آذانهم وقر وهو عليهم عمى ...	٤٤	ك »	٤١
وَقْرًا	وجعلنا على قلوبهم أكنة أن يفقهوه وفى آذانهم وقرا	٢٥	ك الأنعام	٦
(٤)	وجعلنا على قلوبهم أكنة أن يفقهوه وفى آذانهم وقرا	٤٦	ك الإسراء	١٧
	إنا جعلنا على قلوبهم أكنة أن يفقهوه وفى آذانهم وقرا	٥٧	ك الكهف	١٨
	ولّى مستكبرا كأن لم يسمعها كأن فى أذنيه وقرا... ...	٧	ك لقمان	٣١
وِقْرًا	والذاريات ذروا • فالحاملات وقرا	٢	ك الذاريات	٥١
✦				
وَقَعَ (٧)	ومن يخرج من بيته مهاجرا إلى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع أجره على الله...	١٠٠	م النساء	٤
	قال قد وقع عليكم من ربكم رجس وغضب	٧١	ك الأعراف	٧
	فوقع الحق وبطل ما كانوا يعملون	١١٨	ك »	٧
	ولما وقع عليهم الرجز قالوا ياموسى ادع لنا ربك بما عهد عندك	١٣٤	ك »	٧
	أثم إذا ما وقع آمنتم به آلآن وقد كنتم به تستعجلون	٥١	ك يونس	١٠
	وإذا وقع القول عليهم أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم	٨٢	ك النمل	٢٧
	ووقع القول عليهم بما ظلموا فهم لا ينطقون...	٨٥	ك »	٢٧

Motawafi in Dictionary

مُتَوَسِّط۔ (مُ۔تَ۔وَس۔سِط) (ع۔صف) اوسط درجہ کا۔ درمیانی بیچ کا (۲) معمولی۔ رسمی۔ رواج۔ جمع۔ متوسطین۔

مُتَوَسِّطُ الحال۔ (ع۔صف)۔ اوسط درجہ کی حالت والا۔ نہ امیر نہ غریب درمیانی حیثیت کا۔

مُتَوَسِّل۔ (مُ۔تَ۔وَس۔سِل) (ع۔صف) وسیلہ ڈھونڈنے والا۔ وسیلہ بنانے والا۔ نزدیکی چاہنے والا۔ سبب تلاش کرنے والا (۲) وسیلہ ہونے والا۔ مقرب۔ جمع۔ متوسلین۔

مُتَوَطِّن۔ (مُ۔تَ۔وَط۔طِن) (ع۔صف) وطن اختیار کرنے والا۔ رہنے والا۔ باشندہ۔ ساکن۔ مقیم۔

مُتَوَفّٰی۔ (مُ۔تَ۔وَف۔فی) (ع۔صف) وفات پایا ہوا۔ مرا ہوا۔ جہان سے گذرا ہوا۔ جمع۔ متوفین۔ متوفیان۔

مُتَوَقِّع۔ (مُ۔تَ۔وَق۔قِع) (ع۔صف) توقع رکھنے والا۔ اُمیدوار۔ آس لگانے والا۔ جمع۔ متوقعین۔

مُتَوَقِّف۔ (مُ۔تَ۔وَق۔قِف) (ع۔صف) توقف کرنے والا۔ دیر لگانے والا۔ ٹھہرنے والا۔ جمع۔ متوقفین۔

مُتَوَکِّل۔ (مُ۔تَ۔وَک۔کِل) (ع۔صف) توکل کرنے والا۔ بھروسہ کرنے والا۔ صابر۔ جمع۔ متوکلین۔

مُتَوَکِّلاً علی اللہ۔ (ع۔ مقولہ) اللہ پر توکل کرکے۔ خدا پر بھروسہ کرکے۔

مُتَوَکِّلانہ۔ (مُ۔تَ۔وَک۔کِ۔لا۔نَہ) (ع۔صف) خدا کے بھروسے پر متوکل کی مانند۔

مُتَوَلِّد۔ (مُ۔تَ۔وَل۔لِد) (ع۔صف) تولّد ہونے والا۔ پیدا ہونے والا۔

مُتَوَلّی۔ (مُ۔تَ۔وَل۔لی) (ع۔صف) انتظام کرنے والا۔ منتظم۔ منصرم۔

مُتَوَہِّم۔ (مُ۔تَ۔وَہ۔ہِم) (ع۔صف) وہم کرنے والا۔ وسواسی۔

متھا۔ (مَتھ۔تھا) (ہ۔ا۔مذ) ماتھا۔ پیشانی۔ جبیں۔

متھا پُھٹَول۔ (ہ۔ا۔مذ) معمولی صاحب سلامت۔

مُتَہاوِن۔ (مُ۔تَ۔ہا۔وِن) (ع۔صف) سستی کرنے والا۔ غافل (۲) حقیر۔ خوار۔

متھانی۔ (مُ۔تھا۔نی) (ہ۔ا۔مث) وہ لکڑی جس سے دہی بلوتے ہیں (ہن) مدھانی۔

مُتَہَری۔ (مُ۔تہ۔ری) (ہ۔ا۔مث) اصطبل میں جگہ جو گھوڑوں کے پیشاب کے لیے بنائی جاتی ہے۔

مُتَّہَم۔ (مُت۔تَ۔ہَم) (ع۔صف) جس پر تہمت لگائی گئی ہو۔

مُتَّہِم۔ (مُت۔تَ۔ہِم) (ع۔صف) تہمت لگانے والا۔

مِتھُن۔ (مِ۔تھُن) (س۔ا۔مذ) آسمان کا تیسرا بُرج جسے جوزا بھی کہتے ہیں۔

متھنا۔ (مَتھ۔نا) (ہ۔مص) بلانا۔ بلونا۔ چکر دینا (۲) مکھن نکالنے کے لیے دہی کو بلونا۔ (۳) دل میں کسی بات کو بار بار سوچنا (۴) تفتیش کرنا۔

مِتّھی۔ (مِتھ۔تھی) (ہ۔ا۔مث) تاریخ۔ تِتھ (۲) سود (۳) دستوری۔ کمیشن۔

مَتی۔ (ق۔صف) مست۔

مِتّی۔ (مِت۔تی) (ہ۔ا۔مث) تاریخ۔ تتھ (۲) سود (۳) دستوری۔ کمیشن۔

مِتّی پکنا۔ (ا۔محاورہ) روپیہ ادا کرنے کی تاریخ کا پورا ہوجانا۔ ہنڈی کی میعاد کا ختم ہوجانا۔

مِتّی چڑھانا۔ (ا۔محاورہ) تاریخ ڈالنا۔ تاریخ لکھنا۔

مِتّی کاٹا۔ (ہ۔ا۔مذ) وہ حساب جس کے مطابق ہنڈی پر مدت معینہ کا سود لیتے ہیں۔ کٹوتی۔

مِتّی کاٹنا۔ (ا۔محاورہ) سود یا کمیشن کی رقم وضع کرنا۔

مِتّی وار۔ (ہ۔صف) تاریخ وار۔

مَتیا۔ (مَت۔یا) (ق۔صف) مست۔

مِتیرا۔ (مُ۔تی۔را) (ہ۔ا۔مذ) ایک قسم کا چھوٹا اور بہت میٹھا تربوز۔

مُتَیَقَّن۔ (مُ۔تَ۔یَق۔قَن) (ع۔صف) یقین کیا گیا۔ وہ امر جس کا یقین ہو۔ یقینی۔

مُتَیَقِّن۔ (مُ۔تَ۔یَق۔قِن) (ع۔صف) یقین کرنے والا۔

مَتین۔ (مَ۔تین) (ع۔صف) مضبوط۔ مستحکم۔ استوار (۲) سنجیدہ۔ مستقل مزاج (۳) دقیق۔ مشکل۔

م۔ٹ

مُٹ۔ (ق۔ا۔مذ) مکان۔

مُٹّا۔ (ق۔صف) موٹا۔

مُٹّا۔ (ق) چوگان۔

مُٹاپا۔ (مُو۔ٹا۔پا) (ہ۔صف) موٹاپن۔ فربہی۔ جسامت۔

مُٹاپا چڑھنا۔ (ا۔محاورہ) جسم کا پھول جانا۔ خوب تیاری آنا۔ فربہ ہونا۔

مِٹانا۔ (مِ۔ٹا۔نا) (ہ۔مص) نابود کرنا۔ زائل کرنا (۲) تباہ کرنا۔ برباد کرنا (۳) کھرچنا۔ چھیلنا (۴) منسوخ کرنا۔ رد کرنا۔

مِٹا ہوا۔ محو کیا ہوا۔ اُڑا ہوا (کنایۃً) عاشق۔

مُٹائی۔ (مُ۔ٹا۔ای) (ہ۔ا۔مث) موٹاپن۔ فربہی۔

مُٹ بھیڑ۔ مُٹھ بھیڑ۔ (ہ۔ا۔مث) آمنا سامنا۔ دوبدو۔ مقابلہ (۲) گتھ جانا (۳) اتفاقیہ ملاقات۔

مِٹ جانا۔ (ہ۔مص) تباہ و برباد ہوجانا۔ بے نشان ہوجانا (۲) عاشق ہونا (۳) محو ہوجانا (۴) زائل ہوجانا۔

مَٹَر۔ (مَ۔ٹَر) (ہ۔ا۔مذ) ایک قسم کا غلّہ جس کے دانے گول ہوتے ہیں۔

مٹر لگانا۔ (ا۔محاورہ) پریشان ہونا۔ دقت میں پڑنا۔

مٹرسی آنکھیں۔ مٹر سے دیدے۔ (ا۔صف) چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔

مٹر گشت۔ (مَ۔ٹَر۔گشت) (ہ۔ا۔مذ) سیر۔ ہوا خوری۔ آوارہ گردی۔

مٹر گشت کرنا۔ سیر کرنا۔ ہوا خوری کرنا (۲) آوارہ پھرنا۔ بے فائدہ پھرنا۔

Khuda Utha Lay

خداوند۔ مرکبات کے آخر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً نا خدا۔ کتخدا
خدا اُٹھالے (بد دعا) خدا مار ڈالے۔ موت آجائے۔ مرجائے۔
خدا امیر کے پڑوس قبر بھی نہ بنوائے (۱۔ مثل) امیر آدمی کی ہمسائیگی غریب کے لیے تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔
خدا اس کا سہرا دکھائے۔ (۱۔ مقولہ) بیٹے کی شادی کے لیے دعا۔
خدا بچھڑی رات نہ کرے لڑتی رات کرے (۱۔ مثل) اکٹھے رہیں خواہ لڑتے ہی رہیں۔
خدا بخشے (کلمہ دعا) خدا گناہوں کو معاف کرے۔ دعائے مغفرت جو کسی مُردے کا ذکر کرتے وقت زبان پر لاتے ہیں۔
خدا بھرے کو بھرتا ہے (۱۔ مثل) جو دولتمند ہو اس کو خدا اور بھی دیتا ہے
خدا بھوکا اٹھاتا ہے بھوکا سلاتا نہیں (۱۔ مثل) خدا ہر ایک کو رزق دیتا ہے۔
خدا پر تکیہ (توکل) خدا پر بھروسا۔ خدا پر سہارا۔
خدا پر چھوڑ دینا۔ خدا پر چھوڑنا (۱۔ محاورہ) کسی کام کو خدا کی مرضی پر چھوڑنا۔ توکل کرنا۔ خدا پر بھروسہ کرلینا
خدا پرست (ف۔ا۔ مذ) خدا کو پوجنے والا۔ زاہد۔ عابد۔ حق پرست۔
خدا پناہ میں رکھے (دعا) خدا بچائے۔
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد (ف۔ مثل) سب برابر نہیں ہوتے ایک سے ایک جدا ہے۔
خدا جھوٹ نہ بلوائے (۱۔ مثل) کوئی غیر معمولی بات کہنے سے پہلے کہتے ہیں کہ سچ کہہ رہا ہوں۔
خدا چاہے۔ اگر خدا کو منظور ہو۔ اگر اللہ نے چاہا۔ انشاءاللہ
خدا حافظ۔ کلمۂ دعا جو کسی کو رخصت کرتے وقت کہتے ہیں اللہ نگہبان۔
خدا ترس (ف۔ صف) (۱) خدا سے ڈرنے والا (۲) رحمدل۔ نرم دل۔
خدا جانے۔ دیکھیے اللہ جانے۔
خدا خدا کرو (۱۔ روزمرہ) اللہ سے ڈرو۔ توبہ کرو۔
خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را (ف۔ مثل) اللہ توکل کرنے والوں کی خود مدد کرتا ہے۔
خدا خدا کرکے۔ مشکل سے۔ دقت سے۔ دشواری سے۔
خدا خدا کرکے کفر ٹوٹا (۱۔ محاورہ) بڑی مشکل سے راضی کیا۔
خدا خدا کرنا (۱۔ محاورہ) (۱) خدا کا نام لینا۔ عبادت کرنا۔ اللہ اللہ کرنا
خدا خیر کرے (۱۔ دعا) (خطرے کے موقع پر بولتے ہیں) اللہ بچائے۔ اللہ محفوظ رکھے۔
خداداد (ف۔ صف) خدا کی دی ہوئی۔ منجانب اللہ۔ قدرتی۔ فطرتی۔
خدا داری چہ غم داری (ف۔ مثل) خدا پر بھروسہ ہو تو کیا غم ہے۔
خدا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ (مثل) خدا جب دیتا ہے تو بے سبب بھی دے دیتا ہے۔
خدا دے کھانے کو بلا جائے کمانے کو (۱۔ مثل) مفت میں مل جائے تو کمانے کی کیا ضرورت ہے۔
خدا را۔ خدا کے لیے۔ اللہ کے واسطے۔

خدارسیدہ (۱) اللہ تک پہنچا ہوا۔ اللہ والا (۲) نیک۔ پرہیزگار۔ بزرگ
خدا رکھے (کلمۂ دعا) کسی زندہ عزیز کا ذکر کرتے وقت یہ لفظ زبان پر لاتے ہیں کہ یعنی خدا اسے زندہ رکھے۔
خدا ساز (ف۔ صف) خدا کا بنایا ہوا۔
خدا سب کی محنت سوارت کرتا ہے (۱۔ مثل) اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی محنت کا پھل دیتا ہے۔
خدا سلامت رکھے (۱۔ کلمۂ دعا) خدا زندہ رکھے۔
خدا سمجھے (۱۔ کلمۂ بددعا) خدا سزا دے۔ خدا بدلہ دے۔
خدا سے پھرنا (۱۔ محاورہ) خدا کو نہ ماننا۔ کافر ہونا۔
خدا سے خیر مانگو (کلمۂ ندا) بری بات کی پیش گوئی کی جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے۔
خدا سے ڈرو (کلمۂ ندا) توبہ کرو۔ اللہ سے خوف کھاؤ۔
خدا سے کیا پانا (۱۔ محاورہ) بدی کا بدلا ملنا۔
خدا سے لڑنا (۱۔ محاورہ) اللہ کی مرضی سے مقابلہ کرنا۔ ناشکری کرنا۔
خدا سے لو لگانا (۱۔ محاورہ) اللہ کی یاد کرنا۔ (۲) مرنے کے قریب ہونا۔
خدا شرے برانگیزد کہ خیرے مادراں باشد (ف۔ مثل) بعض اوقات ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ بظاہر وہ مضرت رساں نظر آتے ہیں۔ مگر ان میں بھلائی ہوتی ہے۔
خدا شکر خورے کو شکر ہی دیتا ہے (۱۔ مثل) خدا ہر شخص کو اس کے حوصلے کے مطابق دیتا ہے۔
خدا شناس (ف۔ صف) خدا کو پہچاننے والا۔ عارف۔ نیک۔ پارسا۔
خدا طلبی (ف۔ا۔ مذ) خدا کو چاہنا۔ خدا کی تلاش
خدا ظالم سے پالا نہ ڈالے (کلمۂ دعا) اللہ ظالم سے بچائے۔
خدا کا دیا سر پر (۱۔ مثل) جو مصیبت اللہ کی طرف سے آئے اسے صبر و شکر سے برداشت کرنا چاہیے۔
خدا کا نام لو (۱) اللہ اللہ کرو (۲) سچ بولو۔ انصاف کرو۔
خدا کا غضب (قہر) ٹوٹے (۱۔ محاورہ) مصیبت پڑے۔ آفت نازل ہو۔
خدا کا نام لے کر (۱۔ روزمرہ) اللہ پر بھروسہ کرکے۔ اللہ کا نام لے کر۔
خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے (۱۔ محاورہ) خدا کسی سے کوئی کام نہ ڈالے۔
خدا کو سونپنا (۱۔ محاورہ) اللہ کے حوالے کرنا۔ کسی عزیز کے سفر جانے پر عورتیں کہتی ہیں۔
خدا کو کیا جواب دو گے (۱۔ مثل)۔ خدا سے ڈرو۔ انصاف کرو۔
خدا کو مان (۱۔ محاورہ) اللہ سے ڈر۔ انصاف کر۔
خدا کی باتیں خدا ہی جانے (۱۔ مثل) خدا کے بھیدوں کی کسی کو خبر نہیں خدا کی حکمت خدا ہی کو معلوم ہے۔
خدا کی جیب نہیں چوری تو بندے کی کیا چوری (۱۔ مثل) گستاخ لوگوں کا مقولہ کہ جب گناہ کرتے وقت خدا کا خوف نہیں تو پھر بندوں سے کیوں شرم کی جائے
خدا کی خدائی میں کسے دخل (۱۔ مقولہ) خدا کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ وہ جو چاہے کرے۔

Motawafi In Mujam Al Quran Urdu

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : معجم القرآن
مؤلف : حافظ سید فضل الرحمن
صفحات : ۵۷۶
پہلا ایڈیشن : ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء
دوسرا ایڈیشن : ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء
تیسرا ایڈیشن : ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/اپریل ۲۰۰۸ء

ناشر

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے-۴/۱۷، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی - فون: ۶۶۸۴۷۹۰
E-mail:syed.azizurrahman@gmail.com

اس لئے اس کو گرا دیا۔ پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک یا کو حذف کر دیا تو مُتَّقِین ہو گیا۔ ۲/۲، ۶۶/۲، ۱۸۰/۲، ۱۹۴/۲، ۲۴۱/۲، ۷۶/۳، ۱۱۵/۳، ۱۳۳/۳، ۱۳۸/۳، ۲۷/۵، ۴۶/۵، ۱۲۸/۷، ۴/۹، ۷/۹، ۳۶/۹، ۴۴/۹، ۱۲۳/۹، ۴۹/۱۱، ۴۵/۱۵، ۳۰/۱۶، ۳۱/۱۶، ۸۵/۱۹، ۹۷/۱۹، ۴۸/۲۱، ۳۴/۲۴ ...... ۴۳ جگہ

مُتَکَبِّرٍ: (تفع) تکبر کرنے والا، مغرور۔ تَکَبُّرٌ سے اسم فاعل۔ ۲۷/۴۰، ۳۵/۴۰

مُتَکَبِّرُ: بڑی عظمت والا، بزرگ، اللہ تعالیٰ کا اسم صفت۔ ۲۳/۵۹

مُتَکَبِّرِیْنَ: تکبر، (غرور) کرنے والے۔ ۲۹/۱۶، ۶۰/۳۹، ۷۲/۳۹، ۷۶/۴۰

مُتَکَلِّفِیْنَ: (تفع) تکلف کرنے والے، بناوٹ کرنے والے۔ تَکَلُّفٌ سے اسم فاعل ۸۶/۳۸

مُتَّکَأً: (افت) تکیہ لگانے کی جگہ، سہارا لگانے کی جگہ۔ اِتِّکَاءٌ سے اسم ظرف۔ ۳۱/۱۲

مُتَّکِئُوْنَ: تکیہ لگائے ہوئے، سہارا لئے ہوئے، اِتِّکَاءٌ سے اسم فاعل، واحد مُتَّکِیٌٔ ۵۶/۳۶

مُتَّکِئِیْنَ: تکیہ لگائے ہوئے، سہارا لئے ہوئے۔ ۳۱/۱۸، ۵۱/۳۸، ۲۰/۵۲، ۵۴/۵۵، ۷۶/۵۵، ۱۶/۵۶، ۱۳/۷۶

مُتَلَقِّیٰنِ: (تفع) دو ملاقاتیں کرنے والے، دو لینے والے، مراد اعمال لکھنے والے۔ دو فرشتے یعنی کراماً کاتبین جو ہر روز آدمیوں کی نیکی و بدی لکھ کر لے جاتے ہیں۔ تَلَقِّیٌ سے اسم فاعل، واحد مُتَلَقِّیٌ۔ ۱۷/۵۰

مِتُّمْ: (ض،س) تم مر جاؤ گے۔ مَوْتٌ سے ماضی، بمعنی استقبال۔ ۳۵/۲۳

مُتُّمْ: (ن) تم مر جاؤ گے۔ مَوْتٌ سے ماضی بمعنی مضارع۔ ۱۵۷/۳، ۱۵۸/۳

مُتِمٌّ: (اف) تمام کرنے والا، پورا کرنے والا۔ اِتْمَامٌ سے اسم فاعل۔ ۸/۶۱

مِتْنَا: ہم مر جائیں گے۔ ۸۲/۲۳، ۱۶/۳۷، ۵۳/۳۷، ۳/۵۰، ۴۷/۵۶

مُتَنَافِسُوْنَ: (تفا) حرص کرنے والے، رغبت کرنے والے۔ تَنَافُسٌ سے اسم فاعل ۲۶/۸۳

مُتَوَسِّمِیْنَ: (تفع) اہلِ بصیرت، اہلِ فراست پہچاننے والے۔ تَوَسُّمٌ سے اسم فاعل۔ ۷۵/۱۵

مُتَوَفِّیْکَ: (تفع) تجھے وفات دینے والا، تجھے موت دینے والا۔ تَوَفِّیٌ سے اسم فاعل۔ ۵۵/۳

مُتَوَکِّلُوْنَ: (تفع) توکل کرنے والے، بھروسہ کرنے والے۔ تَوَکُّلٌ سے اسم فاعل۔ ۶۷/۱۲، ۱۲/۱۴، ۳۸/۳۹

مُتَوَکِّلِیْنَ: توکل کرنے والے، بھروسہ کرنے والے۔ ۱۵۹/۳

مَتِیْنُ: (ن،ک) مضبوط، قوی، محکم۔ مَتْنٌ و مَتَانَۃٌ سے صفت مشبہ۔ ۵۸/۵۱

مَتِیْنٌ: مضبوط، قوی، محکم۔ ۱۸۳/۷، ۴۵/۶۸

م ث

مَثَابَۃً: (ن) ثواب کی جگہ، عبادت کی جگہ، جمع ہونے کی جگہ۔ ثَوْبٌ سے ظرف مکان۔ ۱۲۵/۲

مَثَانِیَ: بار بار ذکر کئے ہوئے مضامین، مکرر، تعریف کیا ہوا۔ ثِنْیٌ و ثَنَاءٌ سے واحد مُثْنٰی۔ ۸۷/۱۵، ۲۳/۳۹

مَثْبُوْرًا: (ن) ملعون، ہلاک کیا ہوا۔ ثَبْرٌ و ثُبُوْرٌ سے اسم مفعول۔ ۱۰۲/۱۷

مِثْقَالَ: (ک،ن،س) برابر، ہم وزن، بھاری ہونا۔

Motawafi In Al-Mawrid Arabic English Dictionary

الدكتور روحي البعلبكي

Dr. ROHI BAALBAKI

المورد

قاموس عربي - إنكليزي

AL-MAWRID

A MODERN ARABIC-ENGLISH DICTIONARY

دار العلم للملايين

DAR EL-ILM LILMALAYIN

تَرَدُّدٌ مُتَوَسِّط medium frequency

الطَّبَقَةُ المُتَوَسِّطَة the middle class, the bourgeoisie

مَدْرَسَةٌ مُتَوَسِّطَة junior high school, intermediate school

مَوْجَةٌ مُتَوَسِّطَة medium wave

اليُونَانِيَّةُ المُتَوَسِّطَة Middle Greek

مُتَوَسِّطِيّ: مُتَعَلِّقٌ بالبحرِ الأبيضِ المُتَوَسِّطِ أو بشُعُوبِه Mediterranean

مُتَوَسِّل: مُتَضَرِّع، مُسْتَجْدٍ، مُلْتَمِس entreating, imploring, beseeching, begging, supplicating; supplicant; suppliant; solicitor, solicitant; petitioner

مُتَوَطِّد - راجع وَطِيد، مُوَطَّد

مُتَوَطِّن - راجع مُسْتَوْطِن

مُتَوَعَّد: مُهَدَّد threatened, menaced

مُتَوَعِّد: مُهَدِّد threatening, menacing, minacious, minatory; threatener, menacer

مُتَوَعِّك: مُصَابٌ بِوَعْكَة indisposed, unwell, out of sorts, not feeling well, ill, sickly, slightly sick, out of health

مُتَوَفًّى: مَيْت، راحِل dead, deceased, defunct, departed, late

مُتَوَفِّر: مُتَاح، مَوْجُود available, obtainable

مُتَوَفِّر: وافِر - راجع وافِر

مُتَوَفَّر: مُؤَمَّن، مُحَقَّق secured, ensured, procured; fulfilled, satisfied, met

مُتَوَفِّز: مُسْتَعِدّ، مُتَأَهِّب prepared, ready; alert(ed), on the alert; quick, lively

مُتَوَفِّق - راجع مُوَفَّق

مُتَوَقٍّ (المُتَوَقِّي) - راجع مُتَّقٍ

مُتَوَقِّد: مُتَّقِد - راجع مُتَّقِد

مُتَوَقِّدُ الذِّهْن sharp-witted, witty, sharp, smart, intelligent, bright, brilliant

مُتَوَقَّع: مُرْتَقَب، مُنْتَظَر، مُحْتَمَل expected, anticipated, in prospect; foreseen; prospective, likely, potential

مِنَ المُتَوَقَّعِ أنْ it is expected that...

مُتَوَسِّطُ العُمْرِ المُتَوَقَّع life expectancy

مُتَوَقِّع: مُتَرَقِّب expecting, expectant, anticipating, looking forward to; waiting for, awaiting, looking for

مُتَوَقِّفٌ على: مُعَلَّقٌ على، رَهْنٌ بـ dependent on, depending on, conditional on, contingent on, hinging on, subject to

مُتَوَقِّف: واقِف - راجع واقِف

مُتَوَقَّف: مَوْقُوف - راجع مَوْقُوف

مُتَوَكِّد: مُتَأَكِّد sure, certain, positive, convinced, confident, assured

مُتَوَكِّلٌ على - راجع مُتَّكِلٌ على

مُتَوَلٍّ (المُتَوَلِّي) in charge of, charged with, entrusted with, commissioned with; managing, handling, running; taking care of; assuming, undertaking, taking upon oneself, taking over, shouldering, carrying; holding, occupying

مُتَوَلِّي الأَعْمَال chargé d'affaires

مُتَوَلِّه - راجع وَلْهان

مُتَوَهِّج - راجع وَهَّاج

مُتَوَهِّم imagining, fancying; suspecting; having a false impression, (being) under a delusion or an illusion; deluded, deceived, misled; mistaken, wrong

مُتَيَبِّس stiff, rigid, hard, solid; stiffened, hardened, solidified; dried, dried up, dried out, desiccated, exsiccated; dry

مُتَيَتِّم: مُيَتَّم orphaned; orphan, parentless

مُتَيَسِّر: مُيَسَّر available, obtainable, accessible; possible, feasible; easy; facilitated, made easy; simplified

مُتَيَقِّظ - راجع يَقِظ

مُتَيَقِّن - راجع على يقين (يَقِين)

مُتَيَّمٌ بـ: مَفْتُونٌ بـ enthralled by, enslaved by, infatuated by, enamored of, crazy about, mad about, madly in love with, captivated by, captured by, fascinated by, enchanted by, spellbound by, mesmerized by, hypnotized by, bewitched by

مَتِين: صُلْب، قَوِيّ solid, strong, firm, sound, tough, sturdy, substantial, substantive; durable, lasting, enduring; heavy-duty

مَثَاب، مَثَابَة meeting place, rendezvous; resort, refuge

بِمَثَابَة like, as, similar to; tantamount to, equivalent to

مُثَابِر: مُوَاظِب persevering, persistent, diligent, assiduous, sedulous, painstaking, hardworking, industri-

Ali Akbar Muhammad Asad & Isa

علی اکبر و محمد اسد اور عیسیٰ

اسرائیل اور قرآنی پیشین گوئیاں

اکیاسیوں روشن کتاب حاضر ہے۔ اسرائیل آج پوری دنیا کے لئے ایک نزاعی حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف لوگوں اور قوموں کا اس کے بارے میں مختلف خیال ہے، لیکن قرآن حکیم اس بارے میں حرف آخر ہے...... قرآن اسرائیل کے بارے میں کیا بتاتا ہے، یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ قرآن پاک کی ان پیشین گوئیوں پر بحث کی گئی ہے جو اسرائیل سے متعلق ہیں۔

اس ہمہ گیر کتاب کے مصنف جناب علی اکبر ہیں۔ اور اس کا ترجمہ میاں محمد افضل صاحب نے کیا ہے۔ بہت سی دوسری زبانوں میں بھی اسے منتقل کیا جا چکا ہے اور اس طرح یہ کتاب ہر مذہب اور ہر نظریے کے لوگوں کے لئے دلچسپی کا باعث بنی ہوئی ہے۔

مصنف نے اگرچہ دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کیا، لیکن استفادہ صرف اسلامی ذرائع سے کیا۔ اس سے پیشتر بھی مختلف مفسرین یاجوج ماجوج اور دجال کے بارے میں قرآن اور حدیث کی رو سے پیشین گوئیاں اپنے انداز میں کرتے رہے ہیں۔ ہر نسل نے ان پیشین گوئیوں کو اپنے عہد پر منطبق کرنے کی کوشش کی، لیکن علی اکبر صاحب نے اپنے گردوپیش کے واقعات کی روشنی میں ان پیشین گوئیوں کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات ثابت کی ہے کہ ان کا اطلاق ہمارے ہی عہد پر ہوتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے جہاں آپ یہ جان سکیں گی کہ وہ کونسی اقوام ہیں جنہیں دجال اور یاجوج ماجوج کہا گیا ہے اور جن کی تباہی سرزمین اسرائیل میں ہونا طے پا چکی ہے، وہاں اگر دنیا کے تیزی سے کروٹ لیتے ہوئے حالات و واقعات کو پیش نظر رکھا جائے تو کافی حد تک وہ نزاعی کیفیت اور الجھن بھی رفع ہو جائے گی جو اس گمبھیر موضوع کے بارے میں کھٹک رہی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے اس روشن سلسلے کی دوسری اہم ترین کتابوں کی طرح اسے بھی خصوصی اہمیت کا حامل پائیں گے اور اپنی رائے سے مستفیض فرمائیں گے۔

نیاز احمد

دنیا کی ہر قومی اور علاقائی زبان
کی روشن کتابوں کا انتخاب

نگران : شیخ نیاز احمد
مدیر مسئول: اسد نیاز
مدیر : محمد طاہر معراج

مجلس مشاورت :
اے حمید۔ ایم ایس ناز
محمد حنیف شاہد۔ میثاق خالد

طابع : شیخ نیاز احمد
مطبع : غلام علی پرنٹرز، اشرفیہ پارک
فیروز پور روڈ، لاہور

مقام اشاعت

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز
۱۹۹۔ سرکلر روڈ، چوک انار کلی، لاہور ۵۴۰۰۰ (پاکستان)
پی او بکس نمبر 528

PHONE NO : 7352908- 7323951
FAX : 92- 42- 7583611
TELEX : 44422 ASIA PK

کتاب مین (KITABMAN) لاہور
ISBN- 969- 31- 0671- 7
CODE NO : 52- 02- 99

"لہٰذا۔ جنگ کے لئے اپنی تیاری برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ ہمیں امن کے قیام کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ اگر بات چیت سود مند نظر آئے تو بات چیت کے لئے ہمیشہ آمادہ رہیں اور اگر جنگ کے بغیر چارہ نہ ہو تو لڑنے کے لئے بھی تیار رہیں۔"

(سنڈے ٹیلی گراف لندن ۔ ۳۰، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

آٹھواں باب

نبی یسوعؑ

جیسا کہ سب مسلمان مانتے ہیں اور اتفاق رکھتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کی سوانح حیات بالخصوص ان کی موت ایک متنازعہ موضوع ہے۔ لیکن کوئی مسلمان اگر محسوس کرتا ہے کہ اس سے اس کا قدامت پسندانہ عقیدہ مجروح ہوتا ہے تو میں اس کو کہوں گا کہ وہ اس باب کو چھوڑ کر کتاب کے دیگر حصوں یا ابواب پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔ خود ایک قدامت پسند مسلمان ہوتے ہوئے میں کسی قسم کی بحث و دلیل میں پڑنا نہیں چاہتا کیونکہ اسی طرح باہمی اور اختلافات سے ہم غیر مسلموں کی نظر میں اسلام کو رسوا کرتے ہیں اور خود بھی تشنۂ تشکیک بنتے ہیں۔

آئندہ باب میں میں نے اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کئے بغیر مسلمان علماء کے نظریات و افکار پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے لئے سب سے اہم چیز قرآن پاک کی پیشین گوئیوں اور حضرت محمد صلعم کی تعلیمات پر غور کرنا ہے، تاکہ نبی عیسیٰؑ کے متعلق مباحث میں اپنے آپ کو ملوث کرنا۔ لیکن میں نے یہ باب کتاب میں اس وجہ سے شامل کیا ہے کہ موجودہ دور کے متعلق پیشین گوئیوں میں یہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے، اور قاری دیکھ سکتا ہے کہ اس باب کے بغیر کتاب نامکمل رہے گی۔

یہاں میں اس موضوع پر قرآن کی وہ آیات پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ان آیات پر محمد اسد کا تبصرہ بھی پیش کروں گا، جس کا ترجمہ قرآن (انگریزی میں) رابطہ عالم اسلامی مکہ نے شائع کیا ہے:۔

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ
إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا
قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ
اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ
إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ
إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا
حَكِيمًا ۝

ترجمہ:۔ "اور اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور مریم پر بڑا بہتان باندھا اور ان کے اس کہنے پر کہ :۔ ہم نے مسیح عیسیٰؑ ابن مریم کو شہید کیا جو اللہ کے رسول (کہلاتے) تھے ۔ تاہم (حقیقت یہ ہے) نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ انہیں محض ایسا (ہوتا ہوا) دکھائی دیتا تھا اور وہ جو اس سلسلے میں اختلاف کر رہے تھے مزید اس کے متعلق شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کی کوئی خبر نہیں مگر صرف گمان پر چلتے ہیں۔ اور بے شک انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔" (قرآن ۱۵۸ - ۱۵۶ : ۴)

پس قرآن حضرت عیسیٰؑ کے صلیب پر چڑھائے جانے کے افسانہ کی صاف صاف تردید کرتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان ایک عام عقیدہ پھیلا ہوا ہے کہ آخری وقت میں خدا نے حضرت یسوعؑ کی بجائے ان سے شکل و شباہت میں مشابہ ایک شخص بھیج دیا۔ (بعض کے نزدیک اس کا نام یہودا تھا) جسے حضرت یسوعؑ کی جگہ پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ اس خیال کے حق میں متعدد دلائل دئے گئے ہیں جن کی وضاحت کرنے کے لیے لمبی چوڑی تفصیلات میں جانا ضروری ہے مگر اس کی اس کتاب میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے برخلاف ایسے لوگ بھی ہیں جن کے خیال میں قرآن اور احادیث مستند اس نظریے کی تائید نہیں کرتے۔

ان لوگوں کے مطابق، یہ خیال، قرآن کے بیان کو کہ جس طرح انجیل میں ان کے صلیب پر چڑھائے جانے کی تصویر کشی کی گئی ہے حضرت عیسیٰؑ اس طرح صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تھے "مربوط" بنانے کی محض ایک پریشان کوشش ہے۔ صلیب پر چڑھائے جانے کی کہانی نہایت بلیغ انداز میں قرآن کے جملے "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" میں بیان کی گئی ہے۔ جس کا مفہوم وہ اس طرح ادا کرتے ہیں "لیکن انہیں بس ظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایسا ہو چکا ہو" اور غالباً جذباتی اثرات کے تحت لوگوں میں یہ داستان بھی مشہور ہو گئی کہ عیسیٰؑ نے صلیب پر اسی لئے جان دی کہ بنی نوع انسان جس موروثی پیدائشی پاپ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہے اس کا کفارہ ہو جائے۔ یہ داستان حضرت عیسیٰؑ کے متاخر پیروکاروں نے اتنی شدت سے پھیلائی کہ حتی کہ ان کے دشمن، یہودی بھی اس کو ماننے لگے۔ ہاں البتہ ان کا یہ ماننا، سولی کے مفہوم میں تھا کیونکہ صلیب کی سزا ان دنوں انتہائی مکروہ فعل کے مرتکب مجرموں کے لئے مخصوص، سزائے موت کی سب سے بڑی مکمل شکل تھی) جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح پھانسی پر نہیں چڑھائے گئے تھے وہ اپنے اعتقاد کی بنیاد "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کی تعبیر یوں رکھتے ہیں کہ لفظ "شُبِّهَ لَهُ" "خُيِّلَ لَهُ" سے بطور محاورہ مترادف ہے اور جس کا مطلب بنتا ہے :۔ "وہ ایک چیز اس کے لئے مشابہ ہی کر دی گئی" یعنی "تصور میں"۔ دوسرے الفاظ میں:۔ "یہ مجھے دکھائی دیتی تھی" (ملاحظہ ہو قاموس، الرشد، تاج اور لین کی ڈکشنری III)

قرآن میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے کہتا ہے:۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ۔

ترجمہ:۔ "یقیناً میں تجھے موت دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا"

لغوی اعتبار سے فعل "رَفَعَهُ" کا مطلب ہے "اس نے اسے اٹھایا" یا "اسے بلند کیا"۔ بعض شارحین کے مطابق، جب کسی انسان کے بارے میں خدا سے "رفیع" کا عمل منسوب کیا جاتا ہے تو اس کا مفہوم اس شخص کی شان میں ترقی یا عزت افزائی سمجھنا چاہیے۔ قرآن میں کہیں بھی مسلمانوں کے اس معروف عقیدے کی ضمانت نہیں ملتی کہ "اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو جسمانی طور پر آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے" محمد اسد نے بھی لفظ "رَفَعَهُ" کا ترجمہ "اسے نوازا" کیا ہے۔ تاہم یہ ترجمہ "رابطہ عالم اسلامی" کو منظور نہ تھا اور اس وجہ سے اور بعض دیگر متنازعہ فیہ نکات کے باعث انہوں نے اسد کے ترجمہ کو ضبط کر لیا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں الفاظ "خدا نے اسے اپنی طرف رفعت دی" سے مراد حضرت عیسیٰؑ کا اللہ کی خاص رحمت کے حلقہ میں سرفراز

ہوتا ہے۔ اور یہ وہ برکت خداوندی ہے جو ہر نبی کو عطا کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن کی سورۃ ۱۹ کی آیت ۵۷ سے ظاہر ہے جہاں یہ لفظ (رَفَعْنٰهُ) بنی ادریس کے لئے استعمال ہوا ہے (ملاحظہ ہو محمد عبدہ، تفسیر المنار III ' ۲۶۱)۔ اس فقرے کے آغاز میں "نہیں" (بَلْ) ان مفسرین کے مطابق یہود کے عقیدہ، کہ انہوں نے اپنے تئیں عیسیٰؑ کو صلیب کی شرمناک سزا دے دی تھی، اور اللہ کے فرمان، کہ "اسے سرفراز کر دیا گیا تھا" کے درمیان فرق پر زور دینے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

مقبول عام عقیدے کے برعکس، قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کا اعلان کردہ اسد کی تعبیر کی تائید کرتے ہیں۔ ہمیں چونکا دیتا ہے۔ میری بیوی کے نام ایک خط (مورخہ ۹ جنوری ۱۹۶۰ء) میں، جو یسوع مسیحؑ کی وفات کے متعلق اس کے سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا، محمد توفیق احمد، رکن دار تبلیغ الاسلام، قاہرہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا:-

"وہ (عیسیٰؑ) ایک انسان تھے اور اس طرح فوت ہوئے جس طرح سب لوگ فوت ہوتے ہیں۔ لیکن کہاں اور کب، اسے کوئی نہیں جانتا۔ وہ اپنا فریضہ ادا کر گئے اور وہ دوبارہ کبھی واپس نہ آئیں گے۔"

انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ اسلامی تعلیمات کی تکمیل ہو چکی ہے اور یہ کہ یسوعؑ یا کسی اور نبی کے واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ جب قرآن ہمارے درمیان موجود ہے، ہمیں کسی اور خبردار کرنے والے کی حاجت نہیں ہے۔

الازہر یونیورسٹی کے سابق ریکٹر مرحوم شیخ محمود شلتوت نے مندرجہ ذیل فتویٰ جاری کیا تھا۔

"قرآن پاک یا احادیث مبارکہ میں ایسی کوئی چیز نہیں جو طمانیت قلب کی حد تک اس عقیدے کی صداقت کی ضمانت دے سکے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم سمیت آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے اور وہاں زندہ موجود ہیں اور آخری زمانے میں زمین پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔" (الفتاویٰ۔ محمود شلتوت)

اس تنازع سے کئی اور فروعات نے جنم لیا ہے۔ مثلاً قرآن پاک ہمیں صاف لفظوں میں یہ بتاتا ہے کہ حضرت محمد صلعم آخری نبی ہیں:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ (قرآن ۔ ۳۳:۴۰)

ترجمہ: "محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"
حدیث شریف میں ہے:- "میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"

مسلمانوں میں ایک مکتب فکر کہتا ہے کہ قرآن اور حدیث کی ان آیات کی روشنی میں جو مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ نبی عیسیٰؑ ایک دفعہ پھر دنیا میں آکر زندگی بسر کریں گے اور اس کے بعد مر جائیں گے، اسے اس سوال کا جواب ضرور دینا چاہئے کہ آخری نبی کون ہے؟ محمد صلعم یا حضرت عیسیٰؑ؟ ایک مسلمان کے ایمان کی یہ شرط ہے کہ وہ حضرت محمدؐ کو آخری نبی مانے، لیکن یہ عقیدہ کہ عیسیٰؑ واپس دنیا میں آکر رہیں گے اور اس کے بعد فوت ہوں گے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ آخری نبی عیسیٰؑ ہیں۔ دوسرا مکتب خیال یہ جواب دیتا ہے کہ زمین پر واپس آکر عیسیٰؑ کوئی نیا پیغام ساتھ نہیں لائیں گے بلکہ قرآن پاک کے مطابق عمل کریں گے اور ان کی دوبارہ آمد ایک مسلمان کی حیثیت سے یعنی حضرت محمدؐ کے پیروکار کی حیثیت سے ہوگی۔

یوں یہ تنازع گزشتہ چودہ سو سالوں سے جاری ہے۔ جب اللہ کسی قوم سے ناراض ہوتا ہے ان سے ترجیحات میں تمیز کا احساس واپس لے لیتا ہے۔

حضرت یسوعؑ کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب "پاس اوور پلاٹ" (PASS OVER PLOT) مصنفہ ہیو۔ جے۔ شونفیلڈ مطبوعہ لندن ۱۹۶۶ء کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں یہود مورخ کے قدیم آثار اور حضرت یسوعؑ کی پیدائش، زندگی اور وفات کے متعلق نہایت اہم مواد جمع کیا گیا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اور دلچسپ کتاب، اے۔ ٹی۔ رابنسن، بشپ آف وول وچ کی آنسٹ ٹو گاڈ (HONEST TO GOD) ہے۔ جو لندن میں ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی۔

نواں باب
عیسائیت کے بنیادی معتقدات

عیسائیت کا سب سے اہم عقیدہ غالباً تثلیث ہے۔ یعنی ایک میں تین اور تین میں ایک۔ یہ تین ہیں۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ لیکن اگر کوئی عیسائی سے پوچھے کہ ان تینوں میں سے خدا کون ہے تو اس کا جواب ہوگا: "اسے ماننے کے لئے ایمان کی ضرورت ہے، سوال کی ضرورت نہیں۔" تثلیث کا یہ تصور خاص طور پر عیسائیوں کی ذہنی اپج نہیں ہے۔ ہندو بھی ایک قسم کی تثلیث کے قائل ہیں جس میں برہما، وشنو اور شیو شامل ہیں اور یہ عقیدہ پیدائش عیسیٰ سے ہزاروں برس قبل موجود تھا۔

عیسائیوں کے مطابق حضرت عیسیٰ بنی نوع انسان کے پاپ زائل کرنے کے لئے فوت ہوئے۔ انہیں جمعہ کے روز (گڈ فرائیڈے) صلیب پر چڑھایا گیا۔ موت کے بعد انہیں دفن کیا گیا جہاں سے وہ دوزخ میں اتر گئے۔ تیسرے دن (اتوار کے دن) وہ دوبارہ زندہ کئے گئے اور وہاں سے آسمان میں اٹھائے گئے جہاں وہ اب خدا کے داہنے پہلو میں تشریف رکھتے ہیں۔

عیسائی بائبل کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں انسانی ہاتھوں سے ردوبدل کیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن بھی فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

ترجمہ: "خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہہ دیتے ہیں: "یہ تو خدا سے آئی ہے" تاکہ اس کے عوض تھوڑے سے دام کما سکیں۔ سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے ایسی کمائی سے۔" (قرآن ۲:۷۹)

یہاں تک کہ نبی عیسیٰؑ کے الفاظ کو اتنی زیادہ مرتبہ بگاڑا اور جھٹلایا گیا ہے کہ انہیں سمجھنا یا ان پر یقین کرنا محال ہو گیا ہے۔ ایک دفعہ یہ تمام حقائق واضح ہو جائیں تو یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ کیوں یورپ کی عیسائی اقوام کو المسیح الدجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

تثلیث اور کفارہ گناہ کے عقیدے کے متعلق دسمبر ۱۹۶۳ء کے رسالہ "اسلامک ریویو"

Jesus: The Message of the Quran Translated & Explained By Muhammad Asad

3:55

Lo! God said: "O Jesus! Verily, I shall cause thee to die, and shall exalt thee unto Me, and cleanse thee of [the presence of] those who are bent on denying the truth; and I shall place those who follow thee [far] above those who are bent on denying the truth, unto the Day of Resurrection. In the end, unto Me you all must return, and I shall judge between you with regard to all on which you were wont to differ.**45**

45 This refers to all who revere Jesus (i.e., the Christians, who believe him to be "the son of God", and the Muslims, who regard him as a prophet) as well as to those who deny him altogether. Regarding God's promise to Jesus, "I shall exalt thee unto Me", see surah 4, note 172.

4:155

And so, [We punished them **168**] for the breaking of their pledge, and their refusal to acknowledge God's messages, and their slaying of prophets against all right, and their boast, "Our hearts are already full of knowledge"- nay, but God has sealed their hearts in result of their denial of the truth, and [now] they believe in but few things -;**169** (4:156) and for their refusal to acknowledge the truth, and the awesome calumny which they utter against Mary,**170** (4:157) and their boast, "Behold, we have slain the Christ Jesus, son of Mary, [who claimed to be] an apostle of God!" However, they did not slay him, and neither did they crucify him, but it only seemed to them [as if it had been] so;**171** and, verily, those who hold conflicting views thereon are indeed confused, having no [real] knowledge thereof, and following mere conjecture. For, of a certainty, they did not slay him: (4:158) nay, God exalted him unto Himself **172** - and God is indeed almighty, wise. (4:159) Yet there is not one of the followers of earlier revelation who does not, at the moment of his death, grasp the truth about Jesus; **173** and on the Day of Resurrection he [himself] shall bear witness to the truth against them.

172 Cf. 3:55, where God says to Jesus, "Verily, I shall cause thee to die, and shall exalt thee unto Me." The verb rafa ahu (lit., "he raised him" or "elevated him") has always, whenever the act of raf' ("elevating") of a human being is attributed to God, the meaning of "honouring" or "exalting". Nowhere in the Qur'an is there any warrant for the popular belief that God has "taken up" Jesus bodily, in his lifetime, into heaven. The expression "God exalted him unto

Himself" in the above verse denotes the elevation of Jesus to the realm of God's special grace - a blessing in which all prophets partake, as is evident from 19:57, where the verb rafa nahu ("We exalted him") is used with regard to the Prophet Idris. (See also Muhammad 'Abduh in Manar III, 316 f., and VI, 20f.) The "nay" (bal) at the beginning of the sentence is meant to stress the contrast between the belief of the Jews that they had put Jesus to a shameful death on the cross and the fact of God's having "exalted him unto Himself".

Iqbal: Last Prophet & Isa

علامہ اقبالؒ سے ایک ملاقات

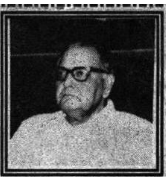

جسٹس (ر)
عطاء اللہ سجاد

تقریباً چونسٹھ برس پہلے کی بات ہے میں علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان دنوں میں روزنامہ "احسان" میں رکن ادارہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اخبار کے چیف ایڈیٹر مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش نے دریافت کیا کہ آپ کبھی علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ مجھے یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ اگلے دن میکش صاحب سہ پہر کے بعد مجھے اپنے ساتھ جاوید منزل لے گئے۔ علامہ کی طبیعت ان دنوں خراب تھی اور وہ بستر علالت پر ہی ملاقاتیوں سے ملتے تھے۔ یہ غالباً اکتوبر 1935ء کا زمانہ تھا۔

جب ہم علامہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ آدھے بازو کی بنیان پہنے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ میکش صاحب نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ میرے رفیق کار ہیں اور آپ کے سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ علامہ نے فرمایا کہ میں آپ کے مضامین پڑھتا رہتا ہوں، آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ علامہ کے ان الفاظ سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی اور ان کے ہاں حاضر ہونے سے پہلے مجھ پر جو مرعوبیت طاری تھی وہ دور ہو گئی۔ ان دنوں مرتضیٰ احمد خان میکش مسلم لیگ کے پروگرام کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مشغول تھے اور علامہ اقبال اپنے بستر علالت سے بھی ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اور قوم کے نام پیغام جاری کرتے تھے۔

علامہ اقبال کی نظمیں "ایکس" شاعر کے نام سے "احسان" میں شائع ہوتیں۔ ایک دفعہ یونینسٹ پارٹی کی طرف سے کسی انگریزی اخبار میں ایک مراسلہ شائع ہوا، جس میں قائداعظم پر یہ تنقید کی گئی تھی کہ وہ آمرانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مراسلہ کے نیچے لکھنے والے کا نام مراۃ جان درج تھا۔ علامہ اقبال نے ایکس شاعر کے نام سے ایک نظم لکھی جس کا مطلع مجھے یاد رہ گیا ہے۔

پوچھتے ہیں حضرت میکش ہے مراۃ جان کون؟
حکم صدر لیگ کو دیتی ہے ڈکٹیٹر نہ بن

بعد میں یونینسٹ حلقوں کی طرف سے وضاحت کی گئی کہ مراۃ جان کسی عورت کا نام نہیں بلکہ لکھنے والے نے عربی میں اپنا نام مراۃ جاں اپنایا تھا۔

اس کے علاوہ بھی علامہ کی کافی نظمیں ایکس شاعر کے نام سے احسان میں شائع ہوتی رہیں۔ مسجد شہید گنج کی تحریک کے دوران مولانا ظفر علی خان کی رہائی کے بعد انہیں سر فضل حسین مرحوم نے ڈلہوزی بلوایا، جہاں وہ علالت کی وجہ سے مقیم تھے۔ علامہ نے اس واقعہ کے متعلق بھی ایک رباعی یا نظم لکھی جس کا ایک شعر مجھے یاد ہے:

سوئے کوہسار اڑ گیا مولوی
بڑے بول نے جب کہا کم تو می

کنہیالال گابا...... کے ایل گابا کے نام سے موسوم تھے۔ وہ اس وقت کے سیاستدان اور مالیات کے ماہر لالہ ہرکشن لال کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو مسلمانان لاہور نے انہیں مرکزی اسمبلی کی نشست کے لئے امیدوار کھڑا کر دیا۔ ان کے مقابلے میں مسلم کانفرنس کی طرف سے حاجی رحیم بخش جو غالباً ریٹائرڈ سیشن جج تھے، اسمبلی کی رکنیت کے امیدوار کھڑے ہوئے۔ لاہور میں کہا جاتا تھا کہ "حاجی رحیم بخش کھابا اور ووٹ کے ایل گابا" اس پر اخبار احسان میں ایک قطعہ شائع ہوا، جو علامہ کی طرف منسوب کیا گیا۔ میرے خیال میں وہ قطعہ یا تو علامہ کی تصنیف تھا اور یا مرتضیٰ احمد میکش کی کاوش کا نتیجہ تھا

خضر کا حکم ہے روز الیکشن
کوئی مچھلی لب دریا نہ جائے
اسے ڈر ہے کہ ان بیچاریوں کو
کوئی حاجی کا ووٹر کھا نہ جائے

مولانا حسین احمد مدنی نے جب اپنی ایک تقریر میں یہ کہا کہ قومیں مذہب سے نہیں اوطان سے بنتی ہیں تو علامہ اقبال نے اس مشہور قطعہ:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمدؐ عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

کے علاوہ ایک طویل بیان شائع فرمایا، جو اخبار "احسان" میں شائع ہوا اور جس کی ترتیب اور ادارت کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ جاوید منزل سے لکھی ہوئی چٹیں ایک سائیکل سوار لاتا جاتا تھا اور میں سرخیاں لگا کر کاتبوں کو دیتا جاتا تھا۔ علامہ نے اس بیان میں قرآنی حوالوں سے ملت اور قوم کا فرق واضح کیا اور بتایا کہ ملت اسلامیہ اپنی ترکیب میں خاص اجزاء کی حامل ہے اور وطنیت کا مغربی تصور اس پر غالب نہیں ہوتا۔ مجھے یاد ہے کہ بیان کے آخر میں علامہ نے یہ شعر لکھا تھا۔

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

یہ علم و عرفاں کی خوشبو لئے ہوئے ایک بھرپور شام تھی کہ میں نے اپنے آپ کو علامہ اقبال کے ساتھ مصروف گفتگو پایا۔ اس ملاقات کی ابتدا میں کچھ باتیں مسلم لیگ سے متعلق ہی ہوتی رہیں، پھر اس کے بعد ملاقات کا تمام وقت میرے اور حضرت علامہ کے درمیان گفتگو میں گزرا۔ افسوس کہ میں نے اس ملاقات کا ریکارڈ نہیں رکھا لیکن مجھے یاد ہے کہ سب سے زیادہ نمایاں موضوع قادیانیوں کے متعلق وہ بیان تھا جو حضرت علامہ نے شائع کروایا تھا اور جس پر پنڈت جواہر لال نہرو نے تنقید کی تھی اور اس طرح علامہ کی طرف سے پنڈت نہرو کے ساتھ پریس میں ایک وسیع مناظرہ شروع ہوا۔ میں نے حضرت علامہ سے دریافت کیا کہ آپ قادیانیوں کے اخبار میں لکھتے رہے ہیں اور ان کے ساتھ بعض معاملات میں تعاون بھی کرتے رہے ہیں، پھر اچانک آپ کا رویہ ان کے متعلق اس قدر شدید کیوں ہو گیا کہ آپ نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو عالم اسلام سے الگ ایک اقلیت قرار دیا جائے۔ حضرت علامہ نے کہا کہ میں ان کی جماعت کو اچھا سمجھتا تھا اور مسئلہ کشمیر کے متعلق انہوں نے جو جماعت بنائی تھی، میں اس کا سیکرٹری بھی رہا لیکن میری بیماری میرے لئے باعث رحمت بن گئی کہ خدا نے مجھ پر حق اور صداقت کے دروازے کھول دیئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے الیاس برنی کی ایک کتاب جو قادیانیوں کے عقائد کے خلاف تھی، پڑھی اور پھر اس کے بعد قادیانیوں کی اصل کتابیں منگوا کر ان کا مطالعہ کیا کیونکہ میرے پاس کافی وقت تھا۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ ملت کے مختلف فرقے ایک دوسرے سے بعض معاملات میں شدید اختلاف رکھتے ہیں لیکن ختم نبوت کے معاملہ میں امت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو پھر وہ یہ بھی دعوے کرے گا کہ اس کو الہام ہوتا ہے اور اس پر کتاب اتر سکتی ہے اور اس کتاب میں قرآنی تعلیمات سے اختلاف رکھنے والا مواد بھی شامل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد فصاحت اور علم قرآنی کا ایک دریا بہہ نکلا اور علامہ اقبال نے حضورؐ کی ختم المرسلینی اور امت اسلامیہ کے وجود اور اتحاد سے اس کے تعلق کو اس طرح جوڑا کہ علم و آگہی کے موتی بکھرنے لگے اور میں اور مولانا میکش وہ موتی سمیٹتے رہے۔

• علامہ نے فرمایا کہ ختم نبوت سے انحراف کے بعد ملت اسلامیہ کی یکجہتی اور اتحاد کی بنیاد معدوم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے فرمایا کہ اسلام کی قوت شکوہ ملک و دین کا امتزاج ہے اور ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو مذہبی اور سیاسی طور اسلام کی سربلندی کا باعث بنیں گے لیکن یہ کہنا کہ ایک خاص زمانے میں ایک خاص شخص ظاہر ہو کر تجدید دین اور شوکت اسلام کا اہتمام کرے گا، ملت اسلامیہ کو عمل سے غافل کرنے پر منتج ہو گا۔ اس موقع پر انہوں نے اپنا یہ شعر پڑھا۔

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی وہی آخر زمانی

انہوں نے مزید بر آں فرمایا کہ علم اور دین کی منتہا حضورؐ ہیں اور یہ کہنا کہ کوئی مہدی یا نبی ایک خاص زمانے میں ظاہر ہو کر دین کو تکمیل کی آخری منزل تک پہنچائے گا، حضورؐ کی ختم المرسلینی کے تصور سے دور لے جاتا ہے۔ انہوں نے مثالیں دیں کہ بڑے بڑے علماء کے قدم اس سلسلے میں متزلزل ہو گئے اور اس طرح اس ارشاد قرآنی کے باوجود کہ حضورؐ کے ساتھ دین کی تکمیل ہو گئی، وہ پوری طرح استقامت کے رستے پر قائم نہ رہ سکے۔

گفتگو کے دوران علی بخش، حضرت علامہ اقبال کے لئے شوربہ لے آئے۔ علامہ نے شوربہ پیتے ہوئے پوچھا کہ علی بخش یہ کیا ہے؟ تو علی بخش نے کہا حضور یہ مرغ کا شوربہ ہے۔ علامہ کو غالباً شوربے کا رنگ پسند نہیں آیا تھا۔ انہوں نے ازراہ مذاق کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مرغ کا رنگ سرخ تھا۔ ہمارے رخصت ہونے سے پہلے علامہ نے عالم اسلام کی اس وقت کی سیاسی کیفیت پر تبصرہ فرمایا اور انعام کے طور پر اپنی ایک نظم مجھے خود سنائی، یہ نظم ضرب کلیم میں چھپی ہے اور اس کے چند اشعار جو اس وقت سے مجھے یاد رہ گئے ہیں کچھ یوں ہیں۔

رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان
تو بھی اے فرزند کہستاں، اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان، او غافل افغان
اونچی جس کی لہر نہیں ہے وہ کیسا دریا
جس کی ہوائیں تند نہیں ہیں وہ کیسا طوفان
اپنی خودی پہچان، او غافل افغان
تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج
عالم، فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان
اپنی خودی پہچان، او غافل افغان

گفتگو کے اس حصے سے میں نے یہ تاثر لیا کہ علامہ اقبال کو اس وقت کے تحت یہ خیال تھا کہ افغانستان عالم اسلام کی سربلندی کے لئے اہم کردار ادا کرے گا۔ اگر آج علامہ اقبال زندہ ہوتے تو افغانستان کے مختلف قبائل کی باہم آویزش سے انہیں شدید دکھ پہنچتا۔ بہرحال پاکستان کا وجود ان کے لئے ضرور تسلی اور خوشی کا باعث ہوتا۔

خداتعالیٰ کے پاک مسیح اور مہدی علیہ السلام مامور من اللہ ہیں۔

مامور من اللہ: مختلف دعاوی اور ناموں پر اعتراض

راشد علی اور اس کے پیر نے ایک خبیثانہ استہزاء کرتے ہوئے زیر عنوان "تھالی کے بینگن" لکھا ہے۔

"غرضیکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خود کاشتہ پودا پروان چڑھتا رہا۔ مرزا صاحب ایک کے بعد دوسری قلابازیاں کھاتے رہے۔ مجدّد بنے، مسیح موعود بنے ،لارڈ کرشنا اور جے سنگھ بہادر بنے۔ کبھی خدا تو کبھی خدا کا بیٹا ہونے کے الہام ہونے لگے، الغرض کبھی بنتے کبھی بگڑتے رہے۔ کبھی مغل کبھی فارسی النسل، کبھی اسرائیلی تو کبھی چینی۔ جدھر جھکاؤ دیکھا تھالی کے بینگن کی طرح ادھر ہی لڑھک پڑے۔" (بے لگام کتاب)

دراصل یہ ایک استہزاء ہے جو راشد علی نے اپنے ذہن کی خبیثانہ تھالی میں رکھ کر پیش کیا ہے۔ ورنہ یہ باتیں محلِّ اعتراض نہیں ہو سکتیں۔ راشد علی تو بظاہر پڑھا لکھا، ایک ڈاکٹر ہے جبکہ ایک اَن پڑھ اور جاہلِ مطلق شخص بھی جانتا ہے کہ ایک انسان اپنی ذاتی حیثیت اور حسب و نسب اور رشتوں کے اعتبار سے کئی حیثیتوں اور کئی صفات کا حامل ہوتا ہے۔ اگر یہ ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنے اور MRCP بننے کے بعد اپنی ذات پر ہی غور کر لیتا تو ذہن پر کافی زور دینے سے اسے شاید یہ علم ہو ہی جاتا کہ وہ ایک ہی وقت میں ڈاکٹر بھی ہے اور MRCP کا مقام بھی اسے حاصل ہے۔ وہ غالباً سیّد بھی ہے اور پنجابی بھی اور ساتھ ہی پاکستانی اور ایشین بھی اور فجیرہ میں رہنے کی وجہ سے فجیروی یا فجوری بھی، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ جب وہ اچھی طرح اپنی ذاتی حیثیت پر غور کر لیتا تو پھر اسے یقین ہو جاتا کہ در حقیقت تھالی کا اصل بینگن تو وہ خود ہے۔ مامور من اللہ، خدا تعالیٰ کے پاک مسیح اور مہدی علیہ السلام کو تو اس نے محض اپنے نفس کے آئینہ میں دیکھا ہے جو اسے اپنی ہی شکل نظر آئی ہے۔ کیونکہ وہ کبھی ڈاکٹر ہے تو کبھی سیّد، کبھی پاکستانی اور کبھی ..... وغیرہ وغیرہ۔

راشد علی اور اس کے پیر کی حالت پر ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک مرتبہ سرورِ دوعالم حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایک بچے سے بڑے پیار سے پوچھا کہ تمہاری والدہ کا بھائی کون ہے؟ بچہ سوچ میں پڑ گیا تو آپؐ نے اس کی سوچ سے محظوظ ہوتے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ کیا وہ تمہارا ماموں نہ ہوا۔

اگر خدانخواستہ یہ پیر اور مرید وہاں ہوتے تو نجانے کیا کیا تبصرے اس شخص کے بارہ میں کر جاتے جو ایک پہلو سے اس بچے کا ماموں تھا اور ایک پہلو سے اس کی ماں کا بھائی تھا۔ وہ عرب بھی تھا اور حجازی بھی۔۔۔۔۔۔

ان پیر و مرید کے نزدیک کسی کے بکثرت دعاوی اور اس کے مراتب و مناصب اور صفاتی نام اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہیں۔ ان کے حضرت مرزا صاحب پر اس نوع کے حملہ سے یہ تو قطعی طور پر واضح ہے کہ ان پر صرف عقل کی مار ہی نہیں پڑی، بلکہ ان کے دل میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بھی ذرّہ بھر محبت نہیں اور نہ ہی آپؐ کے مقامِ بلند، آپ کے دعاوی، آپ کے منصب اور صفاتی ناموں کا کوئی پاس ہے۔ ورنہ حضرت مرزا صاحب کی دشمنی میں آپ پر حملہ کرتے ہوئے یہ ضرور سوچتے کہ اس کی زد دراصل مظہرِ ذاتِ خدا، محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکات پر پڑتی ہے۔

قبل اس کے کہ اس کی تفصیل بیان کریں، ہم قارئین کی خدمت میں چند بزرگانِ امّت کے دعاوی پیش کرتے ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان دعاوی اور ناموں کی کثرت سے ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے، ان کے منصب و مقام میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

اگر یہ دعوے ایسے ہی قابلِ اعتراض ہیں اور مدّعی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہیں جس طرح راشد علی اور اس کا پیر بیان کرتے ہیں اور ان پر وہی نام صادق آتا ہے جو انہوں نے اس اعتراض کو دیا ہے تو ہم تو اس سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں لیکن اس پیر اور اس کے مرید سے یہ پوچھتے ہیں کہ وہ حضرت شمس الدین تبریزؒ کو کیا کہیں گے جو فرماتے ہیں۔

ہم نوح وہم آدم توئی ہم عیسیٰ مریم توئی

ہمراز وہم محرم توئی چیزے بدہ درویش را

(دیوان حضرت شمس تبریز صفحہ ۶ مطبع نامی منشی نولکشور لکھنو)

کہ تو ہی نوح ہے، تو ہی آدمؑ ہے اور تو ہی عیسیٰ مریمی ہے۔

اور پھر حضرت ابن عزلیؒ پر کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے۔ جنہوں نے فرمایا

انا القرآن والسبع المثانی

وروح الروح لاروح الاوانی

(فتوحاتِ مکّیہ۔ جلد ا صفحہ ۹۔ مطبوعہ دار صادر بیروت)

کہ میں قرآن کریم ہوں اور میں سبع المثانی ہوں۔

نیز کیا عنوان لگائیں گے حضرت بایزید بسطامیؒ کے ان فرمودات پر کہ ان سے جب:

پوچھا عرش کیا ہے؟ کہا میں ہوں!

پوچھا کرسی کیا ہے؟ کہا میں ہوں!

پوچھا لوح و قلم کیا ہے؟ کہا میں ہوں!

پوچھا خدا عزّوجلّ کے بندے ہیں ابراہیم وموسیٰ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام؟ کہا وہ سب میں ہوں!

پوچھا کہتے ہیں خدا عزّوجلّ کے بندے ہیں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہ السلام؟ کہا وہ سب میں ہوں!

(تذکرۃ الاولیاء اردو۔ باب ۱۴ ص۔ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

اور پھر یہ پیر اور مرید کیا نام دیں گے حضرت شاہ ولی اللہؒ محدّث دہلوی کو جنہوں نے دعوے کئے کہ

"تعلیم اسماء مردم رامن بودم وآنچہ بر نوح طوفان شد وسبب نصرۃ اوشد من بودم آنچہ ابراہیم راگلزار گشت من بودم توریت موسی من بودم احیاء عیسیٰ میت رامن بودم قرآن مصطفی من بودم والحمد للہ رب العالمین۔" (التفہیمات الالٰہیہ۔ جلد نمبر ا صفحہ ۱۸۔ مطبوعہ مدنیہ برقی پریس بجنور)

ترجمہ۔ میں، اسماء کی تعلیم تھا اور طوفانِ نوح کے وقت جو نصرت آئی وہ میں تھا، ابراہیمؑ پر جب آگ گلزار ہوئی تو وہ میں تھا، موسیٰؑ کی توریت میں تھا، عیسیٰؑ کا احیائے موتیٰ میں تھا اور حضرت محمد مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا قرآن میں تھا۔

قارئین کرام! راشد علی اور اس کے پیر کی الٹی منطق کا آپ نے ایک حدّ تک اندازہ تو لگا لیا ہوگا۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ

کثرۃُ الاسمائِ تدلّ علٰی شرفِ المسمّٰی وفضلہٖ

(تفسیر الخازن۔ جز واول صفحہ ۱۱ تفسیر سورہ فاتحہ)

کہ ناموں کی کثرت مسمّٰی کے بلند مقام، بزرگی اور اس کی فضیلت کا ثبوت ہے۔ اسی وجہ سے سرتاجِ انبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کو سب سے زیادہ اسمائے مبارکہ سے نوازا گیا جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں:

" وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں، جس کا اتمّ اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمدؐ مصطفی ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتمّ طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمدؐ مصطفی ﷺ میں پائی جاتی تھی "۔(روحانی خزائن جلد ۵۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

چنانچہ قرآن کریم میں آپؐ کے جو نام اور منصب بیان فرمائے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ آپؐ احمدؐ ہیں وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف:۷)

۲۔ آپؐ محمدؐ ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ (الفتح:۳۰)

۳۔ آپؐ یٰس ہیں۔ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (یٰس: ۲ تا ۴)

۴۔ آپ طٰہٰ ہیں۔ طٰهٰ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى (طٰہٰ: ۲،۳)

۵۔ آپ مزّمل ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (المزّمل:۲)

۶۔ آپ مدّثر ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (المدّثر:۲)

۷۔ آپؐ نبی امی ہیں۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ (الاعراف: ۱۵۸)

۸۔ آپ داعی الی اللہ ہیں۔ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ (الاحزاب: ۴۷)

۹۔ آپؐ سراج منیر ہیں۔ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب:۴۷)

۱۰۔ ۱۱ آپؐ منذر اور ہادی ہیں۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد:۸)

۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ آپؐ شاہد ہیں، مبشر ہیں اور نذیر ہیں۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔(الاحزاب:۴)

۱۵۔ آپؐ مزکّی ہیں يُزَكِّيْهِمْ (الجمعہ:۳)

۱۶۔ آپؐ معلّم کتاب و حکمت ہیں يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ:۳)

۱۷۔ آپؐ نور ہیں قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدہ:۱۶)

۱۸۔ آپؐ برہان ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (النساء:۱۷۰)

۱۹، ۲۰۔ آپؐ سراپا ہدایت ہیں اور رحمۃٌ للمومنین ہیں۔ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (النمل:۷۸)

۲۱۔ آپؐ رحمۃٌ للعالمین ہیں۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷)

۲۴،۲۳،۲۱۔ آپؐ امّت کے لئے حریص ہیں، رؤوف ہیں اور رحیم ہیں۔ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبۃ:۱۲۹)

۲۵۔ آپؐ گواہ / نگران ہیں۔ لِیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَہِیۡدًا (الحج:۷۸)

۲۶۔ آپؐ صاحب خلق عظیم ہیں۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:۵)

۲۷۔ آپؐ اوّل المسلمین ہیں۔ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (الانعام:۱۶۴)

۲۸،۲۹۔ آپؐ رسول اللہ ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (الاحزاب:۴۰)

۳۰۔ آپؐ عبد اللہ ہیں۔ وَاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰہِ (الجنّ:۲۰)

۳۱۔ آپؐ صاحبِ کوثر ہیں۔ اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (الکوثر:۲)

۳۲۔ آپؐ محی ہیں۔ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (الانفال:۲۵)

۳۳۔ آپؐ صاحبِ اسراء ہیں۔ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (بنی اسرائیل:۲)

۳۴۔ آپؐ صاحبِ مقام قاب قوسین ہیں۔ فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی (النجم:۱۰)

قرآن کریم میں بیان شدہ اسمائے مبارکہ کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بہت سے نام بھی بیان فرمائے جو کتبِ احادیث میں مذکور ہیں۔ ان کی تفصیل میں ہم نہیں جاتے۔ البتّہ یہ ذکر ضروری ہے کہ

"للنّبیّ ﷺ الف اسم"

(زاد المعاد۔ الجزء الاوّل صفحہ ۲۱۔ دار الکتاب العربی بیروت)

کہ آنحضرت ﷺ کے ایک ہزار نام ہیں۔

حضرت امام ابنِ قیّمؒ نے ان اسماء کے بارہ میں ساتھ یہ بھی وضاحت کی ہے کہ

"وکلّھا نعوت لیست اعلاماً محضۃ لمجرّد التعریف بل اسماء مشتقّۃ من صفات قائمۃ بہ توجب المدح والکمال۔" (ایضاً)

کہ یہ (اسماء النّبیؐ) محض نام ہی نہیں بلکہ در حقیقت سب کے سب ہی صفات ہیں اور ایسی صفات سے مشتق ہیں کہ جن کی بناء پر آپؐ کی مدح اور کمال کا ثبوت ملتا ہے۔

ہم نے یہاں نمونۃً چند اسمائے مبارکہ قارئین کی خدمت میں پیش کئے ہیں جبکہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمّد مصطفی ﷺ جامع جمیع صفاتِ الٰہیہ ہیں۔ آپؐ کے یہ اسماء آپ کے دعاوی کی صداقت اور عظمت اور رفعتِ شان کے آئینہ دار ہیں۔ پس ہم راشد علی اور اس کے پیر کی منطق کو انہیں پر الٹا کر یہ سوال کرتے ہیں کہ اس کے مطابق کیا ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بکثرت نام یا دعاوی آپؐ کو (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت کرتے ہیں؟ ۔۔۔ ہمارا جواب تو یہ ہے کہ، نہیں ہر گز نہیں۔ خدا کی قسم ہر گز نہیں۔ بلکہ آپؐ کا ایک ایک نام اور ایک ایک دعویٰ آپؐ کی بلند شان کی عکاسی کرتا ہے ۔۔۔۔۔ البتہ راشد علی اور اس کے پیر نے یقیناً ایک ایسی اختراع کی ہے جو خود انہیں ایک مرتبہ نہیں، ہزار ہزار مرتبہ جھوٹا ثابت کرتی ہے۔

اس شخص سے بڑا احمق کون ہو سکتا ہے جو اسی شاخ کو کاٹے جس پر وہ خود بیٹھا ہو یا جو عناد اور دشمنی میں اندھا ہو کر دوسرے پر حملہ کرتے ہوئے اپنے پیاروں ہی کا خون کر دے۔ ان پیر و مرید کے دل میں اگر حبِ پیغمبر ﷺ کا ایک ذرّہ بھی ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرنے سے پہلے یہ سوچتے کہ کہیں ان کے حملہ کی زد ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر تو نہیں پڑتی؟

ان کے حملوں کی جو طرز ہے اس کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نہ تو 'نعوذ باللہ' خدا تعالیٰ کی ذات ان سے بچ سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور ہستی۔

عیسی علیہ السلام نبی نہیں محمد ﷺ کے امتی بن کے آئیں گے۔

ہم کیا مانیں نبی یا امتی

امام مہدی حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھتے ہی جائے نماز چھوڑ دیں گے کہ عیسی علیہ السلام امامت کروائیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام نبی نہیں حضرت محمد ﷺ کے امتی بن کے آئیں گے اور حدیث میں لکھا ہے کہ جب ان کا نزول ہو گا اس وقت فجر کی نماز کا وقت ہو گا اور اقامت کہی جا چکی ہو گی اس وقت وہ ملک شام میں نازل ہوں گے اس حالت میں کہ ان کے دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے
جب وہ مسجد میں داخل ہوں گے تو دیکھیں گے کہ نماز شروع ہونے والی ہے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ جائے نماز پر کھڑے ہیں امامت کے لیے
حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھتے ہی جائے نماز چھوڑ دیں گے کہ حضرت عیسی امامت کروائیں لیکن حضرت عیسی انھوں اشارے سے منع فرما دیں گے
اس کے بعد حضرت عیسی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کی امامت میں نماز فجر ادا فرمائیں گے انشا اللہ

اصل بات کی طرف آتا ہوں کہ
ایک دفعہ حضرت محمد ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بائبل پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے لال ہو گیا
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بائبل کو سائیڈ پر رکھ دیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آج اگر موسی علیہ السلام بھی آ جائیں تو انھیں بھی میری پیروی کیے بغیر فلاح نہ ملے گی

اللہ پاک کمی بیشی معاف فرمائے

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اب تمام شریعتیں منسوخ کر دی گئیں ہیں اب صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کی پیروی کر کے ہی فلاح ملے گی
لہذا حضرت عیسی نبی بن کر نہیں حضرت محمد ﷺ کے امتی بن کر ان کی پیروی کرنے آئیں گے
انشا اللہ

اللہ پاک آپ سے اور ہم سے یہ سب قبول فرمائے اور ہم سب کو حق اور سچ کی راہ پر چلائے آمین
آسمان پر اٹھانا اس بات کی دلیل نہیں کہ حضرت عیسی عیلہ السلام اللہ پاک کو تمام نبیوں سے زیادہ عزیز تھے اس وقت یہود حضرت عیسی السلام کو شہید کرنے کا پلان بنا چکے تھے
لہذا اللہ پاک نے حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا
حالانکہ اللہ پاک چاہتا تو تمام یہود کو موت دے کر حضرت عیسی کو بھی بچا سکتا تھا
یا ہجرت کی رات جب کفار نے نبی پاک ﷺ کو شہید کرنے کا پلان بنایا اس وقت انھیں بی اٹھا سکتا تھا

لیکن

اللہ پاک نے خود قرآن میں فرمایا
کہ اللہ پاک جو کرتا ہے اس کے لیے کسی کو جواب دہ نہیں

اور مزید یہ کہوں گا کہ اللہ پاک کے ہر کام میں بھلائی اور حکمت ہے

حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ اٹھانے کا بیان اللہ پاک نے قرآن میں فرمادیا
اب جنھوں نے یقین کیا قرآن کی اس آیت ہر
وہ فلاح پا گئے
جنھوں نے نہیں کیا وہ برباد ہو گئے

ایمان کی آزمائش سمجھ لیں اسے

یہ تو تھا میرے ذہین کے مطابق
اگر آپ مطمئن نہیں ہوئیں تو بلا جھجک لکھ دیں کی مجھے مزید وضاحت چاہیے

" متوفّیک "کامادہ ہے " وفات " اور یہ موت کے معنی میں ہے۔

روح کو اپنی تحویل میں لینے کے معنی موت ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ یہودیوں نے بعض جرائم پیشہ عیسائیوں کو مدد سے حضرت مسیح (علیہ السلام) کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی سازشوں کو نقش بر آب کر دیا اور اپنے پیغمبر کو ان کے چنگل سے رہائی بخشی۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے جو احسان حضرت مسیح (علیہ السلام) پر کیا اس کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: اے عیسیٰ میں تمہیں لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا ("انّی متوفیک ورافعک الیّ"۔)

سورۂ نساء کی آیت ۱۵۷ سے استفادہ کرتے ہوئے مفسرین میں یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) قتل نہیں ہوئے اور خدا انہیں آسمان کی طرف لے گیا۔ لیکن خود عیسائی موجودہ اناجیل کے مطابق کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ قتل ہوئے اور بعد از آں انہیں دفن کر دیا گیا، پھر وہ مردوں کے درمیان سے اٹھے، تھوڑی مدت زمین پر رہے اور آسمان کی طرف اٹھ گئے۔

المندر کے موٴلف کی طرح بعض مفسرین اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) قتل ہوئے اور خدا صرف ان کی روح کو آسمان کی طرف لے گیا۔ اس بارے میں ضروری گفتگو اور یہ کہ ان دو نظریوں میں سے کونسا حق ہے اس سلسلے میں بحث انشاء اللہ سورہ نساء کی آیت ۱۵۷ کے ذیل میں آئے گی۔

یہاں جس بات کی طرف توجہ ضروری ہے، یہ ہے کہ محل بحث آیت عیسیٰ کی موت پر دلالت نہیں کرتی اگرچہ یہ تصور کرتے ہیں کہ " متوفّیک "کامادہ ہے " وفات " اور یہ موت کے معنی میں ہے۔

اس لئے ان کا خیال ہے کہ جو عقیدہ مسلمانوں میں مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے وفات نہیں پائی اور وہ زندہ ہیں اس مفہوم کے منافی ہے کہ حالانکہ احادیث بھی اس عقیدہ کی تائید کرتی ہیں نیز، فوت ہاتھ سے نکل جانے کے معنی میں ہے اور توفی (بروزن ترقی) " وفی " کے مادہ سے ہے جس کا مطلب ہے " کسی چیز کی تکمیل کرنا " عہد وپیمان پر عمل کرنے کو " وفا " بھی تکمیل کرنے اور اسے انجام تک پہنچانے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اسی بناء پر اگر کوئی شخص کامل طور پر اپنا حق دوسرے سے اپنی تحویل میں لے لے تو عرب کہتے ہیں " توفی دینہ " یعنی اپنا حق پورا پورا وصول کر لیا۔

آیات قرآنی میں بھی " توفی " بارہا " لینے " کے معنی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً " وھو الذی یتوفّٰکم باللیل ویعلم ماجر حتم بالنھار "۔

وہ ذات وہ ہے جو تمہاری روح کو رات کے وقت لے لیتی ہے اور جو کچھ تم دن کو انجام دیتے ہوئے اس سے آگاہ ہے۔ (انعام۔ ۶۰)

اس آیت میں نیند کو " توفی روح " کہا گیا ہے۔ یہی معنی سورہ زمر کی آیہ ۴ میں بھی آیا ہے۔ قرآن کی متعدد دیگر آیات میں بھی " توفی " " لینے " کے معنی میں نظر آتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ " توفی " بعض اوقات " موت " کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن وہاں بھی درحقیقت موت کے مفہوم میں نہیں بلکہ روح کو اپنی تحویل میں لینے کے معنی میں ہے۔ اصولی طور پر " توفی " کے معنی میں " موت "پوشیدہ نہیں ہے، اور "وت "کامادہ " وفی " کے مادہ سے بالکل جدا ہے۔

جو کچھ کہا جا چکا ہے اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے محل بحث آیت کی تفسیر پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے:۔ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی تحویل میں لے لوں گا، تجھے، اٹھالے جاؤں گا اور یہ مفہوم حضرت عیسیٰ کی حیات اور زندگی پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی موت پر (غور کیجئے) ۔ "ومطھّرک من الذین کفروا"۔

پروردگار نے حضرت عیسیٰ سے جو خطاب فرمایا اس جملے میں اس ایک حصہ آیا ہے۔ ارشاد ہے: جو کافر ہیں ان سے میں تمہیں پاک وپاکیزہ رکھوں گا۔ اس پاکیزگی سے مراد بے ایمان، ناپاک اور حق وحقیقت سے ہٹے ہوئے افراد کے چنگل سے نجات دینا ہے۔ وہ کوشش کرتے تھے کہ ناروا تہمتوں سے پاک کیا جیسا کہ سورہ فتح میں پیغمبر اسلام کے بارے میں ہے:۔

"انّا فتحنالک فتحاً مبیناً لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخّر"۔

" ہم نے تمہیں واضح کامیابی عطا فرمائی تا کہ خدا تمہارے گذشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے (اور تمہیں ان تہمتوں سے جو گناہ کی شکل میں دشمنوں نے تم سے باندھ دی تھیں، پاک رکھے) (فتح۔ ۲،۱)

یہ بھی ممکن ہے کہ پاک کرنے سے مراد حضرت مسیح کو اس آلودہ ماحول سے باہر نکالنا ہو اور اس جملے سے پہلے والے جملے سے بھی یہی معنی مناسبت رکھتا ہے۔

"وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"

اس کے بعد فرمایا گیا ہے: تیرے پیروکاروں کو قیامت تک کے لئے کافروں پر برتری دوں گا۔ یہ ایک بشارت ہے جو....... خدا نے حضرت مسیح (علیہ السلام) اور ان کے پیروکاروں کو دی تا کہ جو راہ انہوں منتخب کی تھی اس پر چلتے رہنے کے لئے ان میں ولولہ پیدا ہو۔ در حقیقت یہ آیت قرآن کی معجز نمائیوں اور غیبی پیشین گوئیوں میں سے ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح کے پیروکار ہمیشہ یہویوں پر جو کہ مسیح (علیہ السلام) کے مخالف تھے۔ برتر رہیں گے۔

آج کی دنیا میں ہم یہ حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہودی اور صہیونی عیسائیوں سے وابستگی اس پر بھروسہ کئے بغیر ایک دن بھی سیاسی اور سماجی طور پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ واضح ہے کہ "الذین کفروا"۔ سے مراد وہی یہودی ہیں جنھوں نے حضرت مسیح کا انکار کیا۔

کیا اہل یہود اور مسیح (علیہ السلام) کا دین باقی رہے گا۔ **قرآنی آثار۔ تفسیر نمونہ جلد02۔ اے عیسیٰ میں تمہیں لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا۔**

Hazrat Essa Alihey Assalam k Rafa o Nazool per Ijmaa e Ummat

nasirnoman

السلام علیکم ورحمتہ اللہ !

قادیانیوں کے حوالہ سے جو ساتھی تھوڑی بہت معلومات رکھتے ہیں ان کے علم میں ہو گا کہ قادیانیوں کی ایک زبردست گمراہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا اور قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کے عقیدے کا انکار ہے
جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور نزول پر قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیث متواتر موجود ہیں
اور آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے
اور الحمد للہ اس عقیدے پر ہر دور میں امت مسلمہ کا اجماع رہا ہے
اس حوالے سے تمام دوستو کی معلومات میں اضافے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کے عقیدے پر اجماع امت کے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قولہ تعالیٰ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان (در منشور ص 36ج2)
یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے (بروایت صحیح) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف پھر آخر زمانہ میں (بعد نزول) کے موت دینے والا ہوں

تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں

ورفع عیسیٰ من روزنہ فی البیت الی السماء ھذا اسناد صحیح الی ابن عباس)" تفسیر ابن کثیر ج1 ص574 زیر آیت بل رفع اللہ) ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روزن (روشن دان سے) سے (زندہ) آسمان کی طرف اٹھالیے گئے، یہ اسناد ابن عباس تک بالکل صحیح ہے

(1)
حضرت امام بو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں
ونزول عیسیٰ علیہ والصلوۃ والسلام من السمائ حق کائن (الفقہ الاکبر مع شرحہ لعلی القاری ص135)
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا حق اور یقینا ہونے والی چیز ہے.

(2)

حضرت امام ابو جعفر الطحاویؒ رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 321ھ) فرماتے ہیں:

ونومن بخروج الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام من السماء الخ (عقیدۃ الطحاویۃ ص 8 مع الشرح ص 426(

یعنی ہم دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما والسلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں(

(3)

مشہور اور نامور محدث قاضی عیاض التوفی (544ھ) فرماتے ہیں:

نزول عیسیٰ علیہ السلام وقتلہ دجال حق وصحیح عند اھل السنۃ للاحادیث الصحیحتہ فی ذٰلک ولیس فی العقل والشرع مایبطلہ فوجب اثباتہ (بحوالہ نووی شرح مسلم جلد 2 ص 403(

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس سلسلہ میں وارد احادیث صحیحہ کی بنا پر حق اور صحیح ہے اور عقل اور شرع میں اس کے باطل کرنے کے لئے کوئی دلیل

موجود نہیں ہے لہذا اس کا اثبات واجب اور ضروری ہے

(4)

امام اہلسنت والجماعت الشیخ ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 330ھ) لکھتے ہیں:

واجمعت الامتہ علیٰ ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ علیہ والصلوۃ والسلام الیٰ السماء الخ (کتاب الاہانۃ عن اصول الدیانہ ص 46(

یعنی امت مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے(

قادیانی ملاحظہ فرمائیں کہ امام ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الیٰ السماء کے بارے میں امت کا اجماع کا حوالہ دیا ہے

(5)

مشہور مفسر علامہ الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 745ھ) فرماتے ہیں:

واجمعت الامتہ علیٰ ماتضمنتہ الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ علیہ السلام فی السماء حی وانہ ینزل فی آخر الزمان الخ (تفسیر البحر المحیط ج2 ص 473(

یعنی حدیث متواتر کے پیش نظر امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہ نازل ہوں گے

(6)

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 792ھ) لکھتے ہیں:

وقد وردت الاحادیث صحیحتہ فی ظھور امام من ولد فاطمۃ الزہرآء الیٰ قولہ فی عیسیٰ وخروج دجال من الاشراط کدابۃ الارض ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربھا الخ (مقاصد مع الشرح ج2 ص 307 ص 308(

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں ایک امام کے ظاہر ہونے کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دابتہ الارض اور یاجوج اور ماجوج کے خروج اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں جو قیامت کی نشانیاں ہیں صحیح احادیث پاک میں وارد ہیں.

(7)

علم عقائد کی مستند اور معروف کتاب المسایرۃ (للشیخ الامام کمال الدین محمد بن ہمام الدین عبد الواحد المتوفی 861ھ) اور اس کی شرح المسامرۃ میں ہے:

واشرط الساعۃ من خروج الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم علیہما والسلام میں السماء وخروج یاجوج وماجوج وخروج دابتہ........(چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں) کل منھا حق وردت بہ النصوص الصریحۃ الصحیحہ الخ (المسامرۃ مع المسایرۃ ج 2 ص 242 ص 243(

یعنی اور قیامت کی نشانیاں دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما والصلوۃ والسلام کا آسمان سے نزول اور یاجوج ماجوج کا خروج اور دابتہ کا خروج..........پھر چند سطروں بعد لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ہر چیز حق ہے

کیوں کہ نصوص صریحہ صحیحہ ان میں وارد ہوئی ہیں

دعاوں کے طلبگار

والسلام

ناصر نعمان

Be Aware Of Qadianis' Misinterpretation Of Quran

The Universality And Sanctity Of The Quran

What Muslims Believe

Muslims believe that:

1. The Holy Quran is literally the Word of Allah(SWT).
2. Quran contains the final revelation for man's guidance and salvation and no new revelation is now possible to any human being. Therefore, Muslims reject any claim of Divine revelation by anybody. No more Prophets or Messengers will be appointed.
3. Quran has been revealed for all ages and for all humanity. The message is not limited to any period of time, any specific race, or any geographic location.
4. Reading, understanding, teaching, and obeying the Holy Quran are all acts of worship to Allah(SWT).

BACKGROUND

Throughout the history of Islam, Muslim philanthropists have made copies of the Quran available at all public places like mosques, inns, hotels, and even mausoleums. They do so to spread the Word of Allah(SWT) and to make it easier for people to gain guidance from the book at all times.

Quran is actually the title of the book where all letters, words, and verses are edited in a specific and divine order. Its reading, pronunciation, and interpretation cannot be changed. A book in which the letters, words, meanings, or interpretation are tampered with ceases to be called the Holy Quran.

Therefore, it is necessary that the translation and interpretation of the Holy Quran remain the same and be in agreement with Muslim thought traced back to the Prophet(SAW). Muslims are not permitted to read or keep copies of Quran that contain a different meaning or interpretation of its content, regardless of who produced such copies -- be they Muslim, Christian, Jew, Hindu, Qadiani, or others.

WHAT IS HAPPENING NOW

A group of people, namely the Qadianis (Ahmadiyya / Lahori) missionaries, are very active in spreading misinterpretation of the Quranic message. The Qadianis do so by proclaiming to be believers in Islam and Quran. However, they believe in Quran under the direction of their misguided and false prophet, Mirza Ghulam Ahmad of Qadian. Therefore, they translate and interpret the Holy Quran as told to them by Mirza Ghulam Qadiani and not in accordance to Arabic text and historical records.

Since the rise of this pretender Punjabi prophet, scholars of Islam everywhere have rejected his version of the Holy Quran. In particular, the scholars of Pakistan have fulfilled their duty to make the public aware of this fraudulent new cult that uses a tampered translation of Quran to misguide the humanity. As a result of these scholars' hard work, the Qadianis are prohibited by law to publish or disseminate misguided versions of the meaning of the Holy Quran in Pakistan and other Muslim nations. Now, they have diverted their efforts to the West and are actively distributing copies of the modified translation of the Holy Quran. We have received complaints that Qadiani translation / interpretation of the Holy Quran are being donated to some schools, libraries, hotels, guest houses, etc.

WHAT WE SHOULD DO

It is our duty to replace such copies with authenticated copies of the Quran. We should request the management of such public places not to accept copies of the Holy Quran unless they are authenticated by 2 or 3 responsible local Islamic organizations.

Additionally, we have noticed that some fraudulent translations have made it into the hands of the unknowing Muslims. Please check the Qurans available in your area of residence, travel, or influence. If they show any of the following names, then press for the sake of Allah(SWT) for the immediate removal of such copies and replace them with authenticated copies that are available from Muslim centers or us. The fraudulent names are as follows:

- Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad
- Malik Ghulam Farid
- The Late Moulvi Sher Ali
- Muhammad Zafarullah Khan
- Moulvi Mohammad Ali Lahori
- Ahmaiyya Movement in Islam

Any of these copies are a deliberate attempt by the above named and misguided followers of a false prophet to distort the Message of Allah(SWT). We would appreciate your help and input.

http://irshad.org/qadianism/trueislm.php

یہ موضوع ایک اختلافی بحث کو جنم دیگا! یہ کوئی فروعی فقہی مسئلہ نہیں، بنیادی عقائد میں سے ایک مسئلہ ہے

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
جزاک اللہ خیرا، ساجد بھائی، منکران حدیث ایک نئے انداز میں کام کررہے ہیں، جس کو یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ """ صاف چھپتے بھی نہیں اور سامنے آتے بھی نہیں """
اللہ آپ کو اس محنت کا بہترین اجر عطا فرمائے، ساجد بھائی والسلام علیکم۔

اب نہ ہو گا کہیں کوئی نزول کتاب::: بند کر دیا رب العالمین نے یہ باب

ہے جو بھی صحیح سنت رسالت مآب::: بے شک ہے وحیءرب الارباب

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب shafresha :**
>
> **یہ موضوع بہر حال ایک اختلافی بحث کو جنم دیگا، یہ الگ بات ہے کے اس کے مخالفت میں بولنے لوگ کم ہوں گے!**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
صدیقی بھائی، اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کے نیک مقصد """ اختلاف کو ختم کرنے """ میں آپ کو کامیاب فرمائے، لیکن میرے بھائی، اختلاف چھپانے یا دبا دینے سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ ختم کرنے سے ختم ہوتا ہے، اور اس کے کچھ اسلوب اور طریقے ہیں،
یہ موضوع تو یوں بھی کوئی فروعی فقہی مسئلہ نہیں کی جس سے """ اختلافی """ ہونے کی بنا پر صرف نظر کر لیا جایا، بنیادی عقائد میں سے ایک مسئلہ ہے، اگر ہم """ اختلاف """ کے خوف سے ایسے مسائل پر بھی گفتگو نہ کریں گے تو یقین جانیے غامدی اور اس کے مسلک کے سالکوں کی گمراہی کے پھیلنے میں ہمارا حصہ بھی ہو گا، اور پھر اللہ کے سامنے حق بات کرنے سے رکے رہنے کے لیے، یا حق بات کو دبانے چھپانے کے جرم کی صفائی میں """ اختلاف """ کا عذر کام نہ آئے گا،
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر شر سے محفوظ رکھے، والسلام علیکم۔

shafresha

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
صدیقی بھائی، اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کے نیک مقصد """ اختلاف کو ختم کرنے """" میں آپ کو کامیاب فرمائے، لیکن میرے بھائی، اختلاف چھپانے یا دبا دینے سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ ختم کرنے سے ختم ہوتا ہے، اور اس کے کچھ اسلوب اور طریقے ہیں،
یہ موضوع تو یوں بھی کوئی فروعی فقہی مسئلہ نہیں کی جس سے """ اختلافی """" ہونے کی بنا پر صرف نظر کر لیا جایا، بنیادی عقائد میں سے ایک مسئلہ ہے، اگر ہم """ اختلاف """ کے خوف سے ایسے مسائل پر بھی گفتگو نہ کریں گے تو یقین جانیے غامدی اور اس کے مسلک کے سالکوں کی گمراہی کے پھیلنے میں ہمارا حصہ بھی ہو گا، اور پھر اللہ کے سامنے حق بات کرنے سے رکے رہنے کے لیے، یا حق بات کو دبانے چھپانے کے جرم کی صفائی میں """ اختلاف """ کا عذر کام نہ آئے گا،
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر شر سے محفوظ رکھے، والسلام علیکم۔

السلام علیکم
عادل سہیل صاحب،
اُمید ہیں آپ بخیر ہوں گے۔

حیات المسیح، عذاب قبر، داڑھی کی شرعی حثیت، دجال کی آمد، شادی شدہ زانی کی سزا رجم، اور حلالہ وغیرھم ایسے مسائل ہیں جن پر علماء کی اختلافی رائے اور فیصلے موجود ہیں۔
یہ مسائل باعتبار فقہی عقائدِ لازمہ نہیں ہیں لہذا ان کی بنیاد پر کسی کو گمراہ اور کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔
sahj

قیامت کے دن بہت سے چہرے ذلیل و رسوا ہونگے۔ اس لئے نہیں کہ وہ عمل نہیں کرتے تھے، محبت اور کوشش نہیں کرتے تھے بلکہ عمل کرتے تھے اور بہت زیادہ کرتے تھے عمل کرتے کرتے تھک جایا کرتے تھے لیکن یہ دھکتی ہوئی جہنم کی آگ کا لقمہ بن جائیں گے۔ بے تحاشا عمل کرنے والے محنتیں اور ریاضتیں کرنے والے، صبح و شام سفر کرنے والے جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

کیوں!
اس لئے کہ ان کا عمل اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقے کے مطابق نہ تھا۔
قرآن وحدیث کے مطابق نہ تھا۔

اگر

عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کو بلا جھجک اور بلا چوں وچرا اں تسلیم کر لیا جائے

تو یہی کامیابی ہے اور یہی ایمان ہے۔ دعا ہے اللہ تعالی ہمارے عقیدے، عمل اور منہج کو کتاب وسنت کے مطابق بنادے۔ تاکہ ہم قرآن وحدیث کو ہی اپنا مرکز اطاعت ٹھہرالیں۔

(آمین)

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : shafresha

السلام علیکم عادل سہیل صاحب،

اُمید ہیں آپ بخیر ہوں گے۔

حیات المسیح، عذاب قبر، داڑھی کی شرعی حثیت، دجال کی آمد، شادی شدہ زانی کی سزا رجم، اور حلالہ وغیرھم ایسے مسائل ہیں جن پر علماء کی اختلافی رائے اور فیصلے موجود ہیں۔

یہ مسائل باعتبار فقہی عقائدِلازمہ نہیں ہیں لہذا ان کی بنیاد پر کسی کو گمراہ اور کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محترم بھائی صدیقی صاحب، الحمد للہ جس نے آپ کی امید مکمل کر رکھی ہے، نیک تمنا پر شکریہ قبول فرمایے،

صدیقی بھائی، آپ نے جن معاملات کا ذکر فرمایا ان میں سے حیات المسیح علیہ السلام، عذاب قبر، دجال کی آمد تو اسلامی عقائد میں سے ہیں، اور عقیدے کی فقہ یہ ہوتی ہے کہ مسلمان اس میں کسی فقہ کو استعمال نہیں کرے گا بلکہ """" یومنون بالغیب """" کے مصداق جو کچھ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا اس پر ایمان لائے گا،

داڑھی کی شرعی حیثیت، شادی شدہ زانی کی سزا رجم، اور حلالہ براہ راست عقائد سے متعلق نہیں بلکہ معاملات میں سے اور یہاں وہ فقہ باعث اختلاف بنتی ہے جسے انسانی زندگی کے معاملات سے متعلقہ اسلامی احکام جاننے جانچنے کے کام میں لایا جاتا ہے،

اور ان اختلافات کو بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے احکام کے مطابق ان کی قرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے نمٹایا جانا ہی اختلاف کے خاتمے کا باعث ہو سکتا ہے کچھ بھی اور نہیں، اس کی خبر ہمیں اللہ تعالی سے چکا ہے،

پس میرے بھائی، ہر وہ عقیدہ جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خبر سے ثابت ہے وہ """" عقیدہ لازمہ """" ہے اور ہر مسلمان کو اس کا التزام کرنا ہی ہے،

اگر کوئی شخص اس عقیدے کی خبر کی سچائی جان کر بھی اس سے اعراض کرتا ہے تو اسے کافر ہی کہا جائے گا، (((((وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلماً و علواً)))))

کسی مسلمان نظر آنے والے کو اتمام حجت ہونے سے پہلے یقینا کافر نہیں کہا جائے گا خواہ وہ کسی کفر میں ملوث بھی نظر آتا ہو سوائے کفر محض کے،

لیکن ایسے مسلمان کو بلا شک وشبہہ گمراہ کہا جائے گا، اگر یہ بھی گمراہ نہیں تو پھر گمراہ کون ہو گا؟؟؟

صدیقی بھائی، آپ کے پیغام کے آخری جملے میں """ فقہی اعتبار سے عقائد لازمہ""" کی کچھ تشریح کا طلبگار ہوں، کیونکہ ایسی بات پہلے دفعہ پڑھنے سننے کو ملی ہے کہ عقائد میں سے کسی کا لازمی اور کسی کا غیر لازمی ہونا بھی"" فقہ """ کا مرہون منت ہے، والسلام علیکم۔

shafresha

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : عادل سہیل

صدیقی بھائی، آپ کے پیغام کے آخری جملے میں """ فقہی اعتبار سے عقائد لازمہ """ کی کچھ تشریح کا طلبگار ہوں، کیونکہ ایسی بات پہلے دفعہ پڑھنے سننے کو ملی ہے کہ عقائد میں سے کسی کا لازمی اور کسی کا غیر لازمی ہونا بھی"" فقہ """ کا مرہون منت ہے، والسلام علیکم۔

"فقہی اعتبار سے عقائدِ لازمہ" یقیناً ایک نئی اصطلاح ہے۔

کاش میں آپ کی بات کی جواب دے سکتا! مگر مجھے ایک نئی بحث کے چھڑ جانے کا خوف ہے۔

اپنا موقف اپنے پچھلے مُراسلے میں بیان کر چکا ہوں۔

میری دانست میں ایمان مفصل و مجمل میں بیان کردہ چیزوں پر بلا مشروط ایمان کسی انسان کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔

اٰمَنتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالیَومِ الاٰخِرِ وَالقَدرِ خَیرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالبَعثِ بَعدَ المَوتِ

"میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لایا"

یہ آپ کا اپنا اختراع کردہ ایمان ہے۔

اختلافی عقائد جن کے بارے میں خود لکھنے والے قرآن حکیم سے کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکتے اسلامی عقائد کس طور بن گئے؟

فاروق سرور خان

برادران سلام علیکم،

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : عادل سہیل
>
> صدیقی بھائی، آپ نے جن معاملات کا ذکر فرمایا ان میں سے حیات المسیح علیہ السلام، عذاب قبر، دجال کی آمد تو اسلامی عقائد میں سے ہیں،
>
> داڑھی کی شرعی حیثیت، شادی شدہ زانی کی سزا رجم، اور حلالہ براہ راست عقائد سے متعلق نہیں بلکہ معاملات میں سے اور یہاں وہ فقہ باعث اختلاف بنتی ہے جسے انسانی زندگی کے معاملات سے متعلقہ اسلامی احکام جاننے جانچنے کے کام میں لایا جاتا ہے،

جو کچھ آپ نے لکھا ان میں سے کوئی بھی امر اسلامی ایمان کا حصہ نہیں ہے۔ معذرت چاہتا ہوں بھائی لیکن یہ آپ کا اپنا اختراع کردہ ایمان ہے۔

1۔ حیات المسیح علیہ السلام،
سب سے پہلے درست لفظ المسیح ہے، المیسح نہیں۔
اس بات کا کوئی ثبوت قرآن میں موجود نہیں کہ عیسی علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں۔ اسی لئے یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔

2۔ عذاب قبر،
حیات بعد الممات پر ایمان قیامت کے دن دوبارا اٹھائے جانے پر ہے نہ کہ قبر میں زندہ رہنے پر، قرآن میں قبر میں زندہ رہنے کے بارے میں کوئی آیت نہیں۔

3۔ دجال کی آمد تو اسلامی عقائد میں سے ہیں،

دجال کی آمد قرآن سے ثابت نہیں، کوئی آیت یہ نہیں کہتی کہ دجال آئے گا۔

قرآن آیمان لانے کے لئے بہت ہی واضح شرائط رکھتا ہے۔ ان میں سے ایک بھی مندرجہ بالا شرط نہیں ہے۔ یہ تمام کے تمام اختلافی مسائیل ہیں جن کا قرآن سے دور دور کا تعلق نہیں۔ لیکن کچھ حضرات مصر ہیں کہ یہ ایمان کا حصہ ہیں

ایمان مفصل کی آئت دیکھئے۔

2:177 لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کرنے والے ہوں، اور سختی (تنگدستی) میں اور مصیبت (بیماری) میں اور جنگ کی شدّت (جہاد) کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں

اختلافی عقائد جن کے بارے میں خود لکھنے والے قرآن حکیم سے کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکتے اسلامی عقائد کس طور بن گئے؟

اللہ تعالیٰ نے اسی سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے کے لئے قرآن اتارا۔

فاروق سرور خان

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

قرآن کی اس آئت کا حوالہ فراہم کیجئے جس میں صراحت اور وضاحت سے یہ کہا گیا ہو کہ عیسی کو دوبارہ زندہ اتارا جائے گا۔

فاروق سرور خان

آپ سب اہل حدیث کے کہنے کے مطابق، اللہ نے ان کو اوپر اٹھالیا۔ تاکہ وہ واپس آسکیں۔ براہ کرم قرآن کی اس آئت کا حوالہ فراہم کیجئے جس میں صراحت اور وضاحت سے یہ کہا گیا ہو کہ عیسی علیہ السلام کو دوبارہ زندہ اتارا جائے گا۔

عبداللہ حیدر

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب :** فاروق سرور خان
> **آپ سب اہل حدیث کے کہنے کے مطابق، اللہ نے ان کو اوپر اٹھالیا۔ تاکہ وہ واپس آسکیں۔ براہ کرم قرآن کی اس آئت کا حوالہ فراہم کیجئے جس میں صراحت اور وضاحت سے یہ کہا گیا ہو کہ عیسی علیہ السلام کو دوبارہ زندہ اتارا جائے گا۔**

السلام علیکم، صرف قرآن کی آیت ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

یعنی حدیث رسول کی صراحت قبول نہیں ہو سکتی۔؟

والسلام علیکم

میں قادیانی نہیں ہوں۔ قرآن میرے لئے ایک مکمل دلیل ہے۔

پہلے تم کو "متوفی کروں گا "وفات دوں گا اور دوم تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا؟

فاروق سرورخان

عبداللہ حیدر بھائی، سلام مسنون

میں قادیانی نہیں ہوں اور رسول اکرم کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہوں۔ قرآن حکیم کو انسانیت کے لئے اللہ کا فرمان جو کہ رسول اکرم لے کر آئے۔ یہی کتاب میرے لئے ایک مکمل دلیل ہے۔ میری معلومات کے مطابق، قرآن ان کے واپس آنے کے بارے میں کوئی بات نہیں کہتا۔ اور اٹھائے جانے والی آیت کو ایک بار پھر دیکھ لیجئے۔ غامدی نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

3:54 إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسٰی! بیشک میں تمہیں متوفی کروں گا اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے نجات دلادوں گا، اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کردوں گا

کیا یہ آیت یہ نہیں کہتی کہ:

پہلے تم کو "متوفی کروں گا "وفات دوں گا

اور

دوم تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا؟

لفظ متوفی کیا قرآن میں وفات یعنی موت واقع ہوجانے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے کہ ایک شخص کا وقت پورا ہوگیا، تکمیل ہوگئی، پورا ہوگیا۔ اگر پورا ہوگیا تو باقی کیا بچا؟

اسی طرح لفظ ارفع، اوپر اٹھانے (موت کی صورت میں) اور عزت واحترام بڑھانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ آسمان میں زندہ لے جانے کے لئے صرف اس موقع پر کیوں استعمال ہوا ہے جبکہ اس سے پہلے لفظ متوفیک موجود ہے۔

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:

5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ

اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو، وہ عرض کریں گے: تو پاک ہے، میرے لئے یہ (روا) نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو یقیناً تو اسے جانتا، تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔ بیشک تو ہی غیب کی سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

عام عقیدہ یہ ہے کہ جب عیسی علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے اور پھر ان کی وفات ہو جائے گی۔

اس عقیدی کے خلاف اس آیت میں عیسی علیہ السلام فرمارہے ہیں انہوں نے تو سب کو ایک ہی رب کی عبادت کا حکم دیا تھا کہ ان کی وفات کے بعد لوگوں نے عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ(بلحاظ قرآن سب سے زیادہ درجہ میں بلند خاتون) کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔

اگر عیسی علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی ہے تو پھر عیسائی، عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو کو خدا بنا کر عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالی کے الفاظ میں عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی ایسا ہوا، کیا نعوذ باللہ اللہ تعالی اس حقیقت سے واقف نہیں یا بھول گئے؟

ہم کو قرآن میں رسول اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کے وفات کے بعد اوپر اٹھالئے جانے کا صراحت سے ملتا ہے۔

اور واپس آنے کا کوئی تذکرہ موجود نہیں

تو پھر یہ اسلامی عقیدہ کیسے ہے

یا پھر

عیسائیوں کے ایمان کا اثر و نفوذ؟

اب اس صورت میں رسول اکرم سے منسوب روایات قرآن کے خلاف کیوں ہیں؟

کیا مسلمان اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں؟

یہی سوال غامدی کا ہے۔

ادریس کو بھی(اونچی جگہ) اُٹھایا نہ آسمان پر نہ اللہ نے اپنی طرف(اللہ کی طرف؟) اُٹھایا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا(19:56)

اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کرو۔ وہ بھی نہایت سچے نبی تھے(19:56)

Also mention in the Book the case of Idris: He was a man of truth (and sincerity), (and) a prophet:(19:56)

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا(19:57)

اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اُٹھالیا تھا(19:57)

And We raised him to a lofty station.(19:57)

وکیپیڈیا سے

پیغمبر ۔ قرآن مجید کی دو سورتوں میں آپ کا ذکر آیا ہے۔ سورۃ مریم" سورہ مریم" آیہ 55 میں خدا نے آپ کو سچا نبی کہا ہے۔ سورہ الانبیا آیہ 86.85 میں اسماعیل علیہ السلام اور ذوالکفل علیہ سلام کے ساتھ آپ کو بھی صبر والا اور نیک بخت کہا گیا ہے۔ بائبل کے مطابق آپ کا نام ضوک تھا اور آپ یارد کے بیٹے تھے۔ **آپ نے 365 برس کی عمر پائی اور پھر زندہ مع جسد خاکی آسمان پر اٹھا لیے گئے۔** حضرت ادریس کی شخصیت، زمانے اور وطن کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ آپ آدم اور نوح کے درمیانی زمانے میں پیدا ہوئے اور بابل آپ کا وطن تھا۔ ابن مسعود اور ابن عباس کے نزدیک الیاس علیہ السلام اور ادریس علیہ سلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔" صحیح بخاری کتاب الانبیا " صحیح بخاری ہی کی ایک روایت کے مطابق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو چوتھے آسمان پر آپ نے حضرت ادریس سے ملاقات فرمائی۔

ادریس علیہ السلام زندہ مع جد خاکی آسمان پر اٹھا لیے گئے۔

قال الم ۱۶ ۳۷۳ مریم ۱۹

مِنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ

پیغمبروں سے اولاد آدم کی سے اور ان لوگوں سے کہ چڑھا لیا ہم نے ساتھ نوح کے اور

ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى

اولاد ابراہیم کی اور اسرائیل کی سے اور ان لوگوں سے کہ ہدایت کی ہم نے اور کھینچ لیا ہم نے انکو اپنی طرف جب

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں رحمٰن کی گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے پس جانشین ہوئے پیچھے ان کے

خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾

بُرے لوگ کہ ضائع کیا انہوں نے نماز کو اور پیروی کی خواہشوں کی پس ملاقات کریں گے غی کی

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ان سے سیکھا خلق نے ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس یہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے خضر کی طرح یہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ ۱۲۰ منہ رح

کیا خضر علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں؟

خضر علیہ السلام پانچ نمازیں کہاں پڑھتے ہیں؟

خضر پانچ نماز کہاں پڑھتے ہیں

ایک بزرگ کو خضر نے بتلایا میں صبح کی نماز مکہ میں پڑھتا ہوں عصر کی نماز بیت المقدس میں اور عشاء کی سد سکندری پر (فضائل حج فصل ۱۰، اللہ والوں کے قصے ،قصہ ۶۲).

یہ حکایت بھی مسئلہ طی الارض سے تعلق رکھتی ہے اس قسم کا طی الارض بطور معجزہ ہمارے نبی کو نہیں ملا دوسروں کو اسکا حاصل ہونا کہاں ممکن ہے، اس لیے یہ بھی صوفی کا سفید جھوٹ ہے. اس صوفی نے یہ نہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خضر اسی طرح مکہ و مدینہ آیا کرتے تھے یا نہیں اگر آیا کرتے تھے تو مکہ و مدینہ میں انہوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کیوں نہیں کی اور آپ ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان کیوں نہیں ہوئے. جو شخص رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں زندہ تھا اور وہ آپ ﷺ تک پہنچ بھی سکتا تھا پھر بھی وہ آ کر مسلمان نہیں ہوا وہ کافر ہے. ان صوفیوں کو شرم نہیں آتی یہ خضر کو زندہ مان کر ان کے کافر ہونے کے درپے کیوں ہیں. ان لوگوں نے شیطان کو خضر مان رکھا ہے کیونکہ وہ مخلوق جو انسانی آنکھ سے

اوجھل ہے وہ جن ہے، جن کا معنی ہے آنکھوں سے اوجھل مخلوق۔ خضر علیہ السلام انسان تھے اگر وہ زندہ ہیں تو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کیوں ہیں، اگر وہ صبح کی نماز مکہ میں پڑھتے ہیں تو پھر وہ عام مسلمانوں کو نظر کیوں نہیں آتے، اگر وہ واقعی بیت اللہ میں موجود ہوتے ہیں اور نظر بھی نہیں آتے تو وہ یقیناً انسان نہیں دوسری مخلوق ہیں، لہذا وہ خضر شیطان ہوسکتا ہے، وہ خضر نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم سفر تھا جن کا ذکر سورہ کہف میں آیا ہے۔

اگر خضر علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی زندہ تھے تو آج وہ صحیح مسلم کی حدیث کی رو سے زندہ نہیں ہیں.

(أن عبدالله بن عمر قال صلیٰ بنا رسول الله ﷺ ذات لیلة ، صلاة العشاء فی آخر حیاته ،فلماسلم قام فقال : أرأیتکم لیلتکم هذه؟ فان علی راس مائة سنة منها لا یبقی ممن هو علی ظهر الارض احد. رواہ مسلم حدیث ۲۵۳۷) جابر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہوکر فرمایا اس رات میں جو شخص زندہ ہے وہ آج سے سو سال بعد زندہ نہیں رہے گا. ائمہ اہل حدیث نے اس حدیث سے خضر کے زندہ نہ ہونے پر استدلال کیا ہے اور یہ حدیث بھی خضر کے زندہ نہ ہونے پر دلیل ہے.(عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ ما من احد یسمع بی من هذه الا مة ولا یهودی ولا نصرانی

ولا یو من بی الا ا دخل النار فجعلت اقول این تصدیقها فی کتاب الله حتی وجدت هذا الایة ومن یکفر به من الاحزاب فالنار موعده. (هود : ۱۷) قال: الاحزاب الملل. رواه الحاکم فی المستدرک ج۲ص۳۴۲)۔

ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت سے جس شخص نے بھی میری رسالت ونبوت کے بارے میں سنا اور اسی طرح یہودی اور نصرانی نے بھی پھر وہ میرے اوپر ایمان نہیں لایا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں : رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق میں نے قرآن میں تلاش کی تو مجھے سورہ ھود کی یہ آیت ملی سابقہ امتوں میں سے جس شخص نے بھی اس دین کے ساتھ کفر کیا وہ اس پر اور اس کے نبی پر ایمان نہیں لایا اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی.

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زندہ تھا اس نے آپ کی نبوت کے بارے میں سنا پھر بھی وہ آکر آپ کے ہاتھ پر مسلمان نہ ہوا وہ کافر ہے اس لئے خضرؑ اگر زندہ ہوتے تو آکر آپ ﷺ کے ہاتھ پر ضرور بیعت کرتے.

کیا خضر علیہ السلام (What about Isa?) ابھی تک دنیا میں زندہ ہیں؟

کیا خضر علیہ السلام دنیا میں آج تک زندہ ہیں، اور کیا وہ قیامت تک زندہ ہی رہیں گے؟

الحمدللہ

شیخ شنقیطی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں :

خضر علیہ السلام کے بارہ میں صالحین کی حکایات کا شمار نہیں، اوران کا یہ دعوی کہ الیاس اور خضر علیہ السلام ہر سال حج کرتے ہیں، اوران سے بعض دعائیں بھی روایت کی جاتی ہیں یہ سب کچھ معروف ہے، اس کے قائلین کی سب سندیں بہت ہی زیادہ ضعیف ہیں۔

اس لیے کہ ان میں غالب طور پر ان لوگوں سے حکایات ہیں جن کے بارہ میں گمان ہے کہ وہ صالح قسم کے لوگ تھے، اور یا پھر وہ خوابوں کے قصے ہیں، اور انس رضي اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے کچھ مرفوع احادیث بھی ہیں جو سب کی سب ضعیف ہیں اور پایہ ثبوت نہیں پہنچتیں اور نہ ہی ان سے حجت قائم ہوسکتی ہے۔

اس مسئلہ میں دلائل کے ساتھ جو بات مجھے راجح معلوم ہوئی ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ نہیں بلکہ وفات پا چکے ہیں، اس کے کئی ایک دلائل ہیں جن میں سے چند ایک ذکر کیا جاتا ہے :

پہلی دلیل :

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کا ظاہر :

{ آپ سے قبل ہم نے کسی انسان کو بھی ہیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ فوت ہوگئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے } الانبیاء (34) ۔

دوسری دلیل :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

)اے اللہ اگر تو اہل اسلام کی اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کردے گا تو زمین میں تیری عبادت نہیں ہوگی) صحیح مسلم۔

تیسری دلیل :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ زمین پر جو بھی آج کی رات موجود ہے وہ سو برس بعد باقی نہیں رہے گا۔

تو بالفرض اگر اس وقت خضر علیہ السلام زندہ بھی تھے تو اس سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضي اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد فرمانے لگے :

تم اپنی آج کی اس رات کو یاد رکھو، بلاشبہ جو بھی آج روئے زمین پر موجود ہے وہ سو برس بعد اس زمین پر باقی نہیں رہے گا۔

عبداللہ بن عمر رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کو سمجھنے میں غلطی لگ گئی جس میں وہ اس سو برس کے متعلق باتیں کرنے لگے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ جو آج اس زمین پر زندہ ہے وہ سو برس بعد زندہ نہیں رہے گا، اس سے مراد تو یہ تھا کہ وہ صحابہ کا دور گزر جائے گا۔۔۔ ۔

چوتھی دلیل :

اگر خضر علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک زندہ ہوتے تو پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں میں ہوتے اور ان کی مدد و تعاون کرتے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد و قتال کرتے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب جن و انس کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔

واللہ اعلم .

دیکھیں اضواء البیان للشنقیطی رحمہ اللہ (4 / 178- 183) ۔

http://www.islam-qa.com/ur/ref/20505/

Is Al-Kihdr (What About Isa?) Living On The Face Of The Earth?

Is al-Khidr still living on the face of the earth until the present day? And will he remain alive until the Day of Resurrection?

Praise be to Allaah.

Al-Shanqeeti said:

The stories of al-Khidr told by the righteous are innumerable. They claim that he and Ilyaas perform Hajj each year and they narrated du'aa's from them, and these stories are well known and widespread, but the basis of what they say is very weak, because most of them are stories narrated from some of those whom they think are righteous, or dreams and ahaadeeth that are attributed to Anas or others, but all of them are da'eef (weak) and cannot be used to prove anything.

What seems to me to be more likely, based on the evidence concerning this matter, is that al-Khidr is not alive, rather he died. This is for a number of reasons:

1 – The apparent meaning of the aayah (interpretation of the meaning)

"And We granted not to any human being immortality before you (O Muhammad); then if you die, would they live forever?"

[al-Anbiya' 21:34]

2 – The Prophet SAWS (peace and blessings of Allaah be upon him) said: "O Allaah, if you allow this group of Muslims to be destroyed, You will not be worshipped on earth." (Narrated by Muslim)

3 – The Prophet SAWS (peace and blessings of Allaah be upon him) said that one hundred years after the night on which he was speaking, none of the people who were on the face of the earth then would still be alive. If al-Khidr had been alive at that point he would not have remained after the hundred years mentioned. Muslim ibn al-Hajjaaj said that 'Abd-Allaah ibn 'Abd-Allaah ibn 'Umar said: "The Messenger of Allaah SAWS (peace and blessings of Allaah be upon him) led us in praying 'Isha' one night towards the end of his life, then he stood up and said: 'Do you see this night of yours? One hundred years from now not one of those who are on the face of the earth now will remain." Ibn 'Umar said: "The people did not understand these words of the Messenger of Allaah SAWS (peace and blessings of Allaah be upon him), and they said that this meant that the Day of Resurrection would come after one hundred years. The Prophet SAWS (peace and blessings of Allaah be upon him) said, 'not one of those who are on the face of the earth now will remain' meaning that that generation would pass away."

4 – If al-Khidr had lived until the time of the Prophet SAWS (peace and blessings of Allaah be upon him), he would have followed him, supported him

and fought alongside him, because he was sent to the two races of jinn and mankind.

Adwaa' al-Bayaan, 4/178-183

http://www.islam-qa.com/en/ref/20505

خضر علیہ السلام چشمہ آب حیات پی لیتے ہیں: وکیپیڈیا سے

خضر ایک پیغمبر کا لقب ہے۔ ان کا اصل نام نامعلوم ہے۔ بفتح خ، بکسر ض اور بکسر خ وہ بسکون ض، دونوں صحیح۔ قرآن کہ سورۃ کہف میں خدا کے ایک بندے کا ذکر ہے اور مفسرین کی اکثریت کے نزدیک اس سے مراد خضر ہیں۔ قرآن میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم "جسے مفسرین نے یوشع لکھا ہے" کے ساتھ مجمع البحرین جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کی ملاقات خدا کے بندے سے ہوئی۔ حضرت موسیٰ نے اس سے کہا کہ آپ اپنے علم میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیں تو میں چند روز آپ کے ساتھ رہوں۔ بندے نے کہا کہ آپ جو واقعات دیکھیں گے ان پر صبر نہ کر سکیں گے۔ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کسی چیز کی بابت سوال نہ کرنا۔ اس قول و قرار کے بعد دونوں سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں خدا کے بندے نے چند عجیب و غریب باتیں کیں۔ کشتی میں سوراخ، ایک لڑکے کا قتل اور بغیر معاوضہ ایک گرتی ہوئی دیوار کو سیدھا کرنا، حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہو سکا اور آپ ان باتوں کا سبب پوچھ بیٹھے۔ خدا کے بندے نے سبب تو بتا دیا۔ لیکن حضرت موسیٰ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

ایک دوسرا قصہ جو خضر سے منسوب ہے، ان کا سکندر اعظم کے ساتھ سفر کرنا ہے۔ جس میں یہ دونوں آب حیات کی تلاش میں روانہ ہوتے ہیں۔ سکندر ایک گھاٹی میں راہ بھول کر رہ جاتا ہے۔ اور **خضر چشمہ آب حیات پی لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔** عام اعتقادات کے مطابق حضرت خضر کا کام سمندر اور دریاؤں میں لوگوں کی رہنمائی کرنا ہے۔ عوام آپ کو خواجہ خضر کہتے ہیں۔ بعض علما آپ کو پیغمبر نہیں مانتے کیونکہ اس امر کا پتا نہیں چلتا کہ آپ نے کسی قوم کی ہدایت کی ہو۔

کتاب حدیث صحیح بخاری

کتاب انبیاء علیہم السلام کا بیان

باب طوفان کا بیان۔

حدیث نمبر 3161

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ ابْنُ الْأَصْبَهَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ

محمد بن سعید اصبہانی ابن مبارک معمر ہمام بن منبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خضر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ جس کسی صاف اور خشک زمین پر بیٹھتے تو ان کے اٹھتے ہی وہ جگہ سبزے سے لہلہانے لگتی۔

Narrated Abu Huraira:

The Prophet said, "Al-Khadir was named so because he sat over a barren white land, it turned green with plantation after (his sitting over it."

43 - قرآن کی تفسیر کا بیان: (445)

تفسیر سورت کہف

حدثنا يحيى بن موسى حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن همام بن منبه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما سمي الخضر لأنه جلس على فروة بيضا فاهتزت تحته خضرا قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح غريب

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 1096 حدیث مرفوع مکررات 2

یحی بن موسی، عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت خضر علیہ السلام کا نام اس لئے رکھا گیا کہ وہ ایک جگہ بنجر زمین پر بیٹھے تو وہ نیچے سے ہری بھری ہوگئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

Sayyidina Abu Hurayrah reported that Allah's Messenger said, 'He was named Khidr because he sat down on barren land which turned green below him." (Khidr means 'green.)

[Ahmed 8119, Bukhari 3402]

سید محمود الحسن شاہ خاکی کا حضرت خواجہ خضر کے ساتھ قرآن کا دور کرنا!

یہ واقعہ میں)قلندر سید محمود الحسن شاہ (نے اس طرح پیر صاحب سے سنا تھا کہ ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ تھے وہ پیدل کشمیر سے حج پر گئے۔ راستے میں ان کی ملاقات حضرت خواجہ خضر سے ہوئی اور یہ بات بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ جو اللہ کا دوست ہوتا ہے۔اس سے کسی ارواح کا ملنا یا کسی بزرگ کا غائبانہ ملنا یہ ممکن ہوتا ہے اور خواجہ خضر کی ملاقات لازمی ہوتی ہے۔خواہ کوئی ابھی راہ طریقت کا مسافر ہو یا کامل ہو جائے۔اس طرح جب راستے میں خواجہ خضر ملے تو وہ بزرگ حضرت خواجہ خضر کے ساتھ قرآن کا دور کرتے رہے حتیٰ کہ وہ بیت اللہ شریف پہنچے تو قرآن مجید مکمل ہو گیا حضرت خواجہ خضر نے دعا دی کہ آپ کی نسل میں قرآن کریم اچھا پڑھنے والے ہوں گے۔ایک دِن دربار میں کافی لوگ موجود تھے ان کے سامنے پیر صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اس کے علاوہ بھی متعدد بار یہ واقعہ بیان فرمایا تھا۔

چکوال سے تلہ گنگ کی جانب تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر دائیں طرف ایک پر شکوہ مزار کے گنبد و مینار پر ہر گذرنے والے کی نظر پڑتی ہے اور ساتھ سڑک کے ساتھ نصب ایک سائن بورڈ مخدوم پور شریف نصب ہے جو کسی آنے جانے والے کی نظر سے چھپا نہیں رہ سکتا ۔یہ جگہ در اصل مرجع خاص وعام ہے اور دور دور سے تشنگان تصوف اپنی روحانی پیاس بجھانے کیلئے یہاں حاضر ہوتے۔ مخدوم رشید کی وجہ شہرت اعجاز ھادی سید رسول شاہ خاکی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مقدس ہے قصبہ مرید کے قریب واقع یہ مزار مبارک اس مرد قلندر کی آرام گاہ ہے جس کا تعلق تو چکوال سے نہیں تھا مگر جس نے اک عرصہ تک اپنی نظر کرم سے ہزاروں لوگوں کو فیض یاب کیا اور رشد وہدایت کا اک ایسا سلسلہ جاری کیا جو تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

مردِ قلندر سید رسول شاہ خاکی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق وادئی جنت نظر کشمیر سے تھا۔آپ سری نگر کے علاقہ لولا پ میں پیدا ہوئے۔ہندوستان اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں قیام کے دوران اولیائے کرام سے ملاقات کے بعد آپ لاہور سے چکوال کے ایک گاؤں ڈھوڈہ تشریف لائے۔ ڈھوڈہ شریف میں ایک خاتون گلاب نامی بیوہ کے ہاں قیام کیا۔ شاید یہی وہ مقام تھا جہا ں انہیں ان کی منزل تک پہنچانے کا قدرت نے پہلے سے بندوبست کر رکھا تھا۔ حسب معمول یہ ٹھکانہ بھی عارضی ثابت ہوا اور آپ قاری محمد حسین کے ہمراہ ڈھوڈہ شریف سے کلر کہار اور پھر اس کے گھر مرید شریف لے آئے ۔یہاں آپ کی ملاقات ایک بزرگ اکبر شاہ سے ہوئی جو آپ کے اپنے گھر لے گئے۔ یہاں دو ہفتہ قیام کے بعد آپ واپس ڈھوڈا شریف پہنچ گئے۔اک روز الہامی طور پر آپ کو اکبر شاہ کی وفات کا اشارہ ملا اور آپ پھر واپس مرید آنا پڑا۔یہاں کچھ روز بسر کرنے کے بعد آپ راولپنڈی تشریف لے گئے ۔مگر جلد ہی مرید کے ایک باسی غلام علی کی درخواست پر واپس مُرید تشریف لے آئے۔ غلام علی کے پاس دو حویلیا ں تھیں اس نے ایک مستقل طور پر آپ کو دے دی۔ یہا ں اطراف واکناف کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منہ مانگی مرادیں لے کر واپس جاتے۔اسی دوران ایک شب آپ کو بشارت ہوئی اک نئی جگہ کی جو نالہ سوج کے ساتھ ہے۔آپ نے مریدوں کو اس جگہ کی تلاش کیلئے روانہ کیا۔ اور اک روز سید گوہر علی شاہ کو مل گئی جس کو آج مخدوم پور کے نام سے پکارا جاتا ہے۔مالک نے بغیر معاوضہ کے چھ کنال جگہ عطیہ کر دی۔ یہ فیضان کر م تھا اور اس کے بعد آپ یہاں سے تشریف لے آئے اور اس جگہ کا نام مخدوم پور شریف رکھا۔ اور یہاں بیٹھ کر اعجاز ہادی سید رسول شاہ خاکی رحمتہ اللہ علیہ نے عبادت و ریاضت، مجاہد ومذاکرہ۔ اوراد و وظائف،نوافل ،فرائض دنیا وعدہ دینوی اور مخلوق خدا کی بہتری کیلئے خلوص وبرکات کا سلسلہ شروع کیا۔یہ سید رسول شاہ خاکی رحمتہ اللہ علیہ کی وہ آخری منزل تھی جس کا تعین قدرت نے بہت پہلے کر دیا تھا۔ اعجاز ہادی سید رسول شاہ خاکی رحمتہ اللہ علیہ نے سلوک کی جو منزلیں سر کیں اس کی وجہ سے وہ درجہ بلند مقام پر فائز ہوئے۔ 25 جمادی الاول کو ولدیت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ مگر معتقدین اور مریدین کے دلوں میں آج بھی نصف النہار پر ہے اور ان کے اذہان و قلوب کو اپنی روشنی سے منور کر کے رہنمائی فراہم کر رہا ہے۔ مخدوم پور شریف میں ہر سال 25 جمادی الاول کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔جس میں دنیا بھر سے آپ کے

مریدین ومعتقدین اور منزل تصوف کے راہی اپنی تشنگی کم کرنے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ سجادہ نشین دربار عالیہ پیر مستوار قلندر سید محمود الحسن شاہ اس موقع پر خصوصی خطاب سے نوازتے ہیں۔

http://www.alkhaki.com/Tazkarah_e_khaki_7.html

مہدی اسی طرح زندہ باقی ہیں جس طرح عیسیٰ، خضر، الیاس وغیرہ ہم زندہ اور باقی ہیں۔

غیبت امام مہدی پر علمآ اہل سنت کا اجماع:

جمہور علمآ اسلام امام مہدی کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں، اس میں شیعہ اور سنی کا سوال نہیں ۔ ہر فرقہ کے علماء یہ مانتے ہیں کہ آپ پیدا ہو چکے ہیں اور موجود ہیں۔ ہم علماء اہل سنت کے اسماء مع ان کی کتابوں اور مختصر اقوال کے درج کرتے ہیں:

۱)۔ علامہ محمد بن طلحہ شافعی کتاب مطالب السوال میں فرماتے ہیں کہ امام مہدی سامرہ میں پیدا ہوئے ہیں جو بغداد سے ۲۰ فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔

۲)۔ علامہ علی بن محمد صباغ مالکی کی کتاب فصول المہمہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسن عسکری گیارہویں امام نے اپنے بیٹے امام مہدی کی ولادت بادشاہ وقت کے خوف سے پوشیدہ رکھی۔

۳)۔ علامہ شیخ عبداللہ بن احمد خشاب کی کتاب تاریخ موالید میں ہے کہ امام مہدی کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ آخری زمانہ میں ظہور و خروج کریں گے۔

۴)۔ علامہ محی الدین ابن عربی حنبلی کی کتاب فتوحات مکہ میں ہے کہ جب دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی تو امام مہدی ظہور کریں گے۔

۵)۔ علامہ شیخ عبدالوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر میں ہے کہ امام مہدی ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے اب اس وقت یعنی ۹۵۸ ہجری میں ان کی عمر ۷۰۶ سال کی ہے، یہی مضمون علامہ بدخشانی کی کتاب مفتاح النجاۃ میں بھی ہے۔

۶)۔ علامہ عبدالرحمن جامی حنفی کی کتاب شواہد النبوت میں ہے کہ امام مہدی سامرہ میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کی ولادت پوشیدہ رکھی گئی ہے وہ امام حسن عسکری کی موجودگی میں غائب ہوگئے تھے۔ اسی کتاب میں ولادت کا پورا واقعہ حکیمہ خاتون کی زبانی مندرج ہے۔

۷)۔ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مناقب الائمہ ہے کہ امام مہدی ۱۵ شعبان ۲۵۵ میں پیدا ہوئے ہیں امام حسن عسکری نے ان کے اذان واقامت کہی ہے اور تھوڑے عرصہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ اس مالک کے سپرد ہوگئے جن کے پاس حضرت موسیٰ بچپنے میں تھے۔

۸)۔ علامہ جمال الدین محدث کی کتاب روضۃ الاحباب میں ہے کہ امام مہدی ۱۵ شعبان ۲۵۵ میں پیدا ہوئے اور زمانہ معتمد عباسی میں بمقام "سر من رائے" از نظر برایا غائب شد لوگوں کی نظر سے سرداب میں غائب ہوگئے۔

۹)۔ علامہ عبدالرحمن صوفی کی کتاب مرآۃ الاسرار میں ہے کہ آپ بطن نرجس سے ۱۵ شعبان ۲۵۵ میں پیدا ہوئے۔

۱۰)۔ علامہ شہاب الدین دولت آبادی صاحب تفسیر بحر مواج کی کتاب ہدایۃ السعداء میں ہے کہ خلافت رسول حضرت علی کے واسطہ سے امام مہدی تک پہونچی آپ ہی آخری امام ہیں۔

۱۱)۔ علامہ نصر بن علی جہمنی کی کتاب موالید الائمہ میں ہے کہ امام مہدی نرجس خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۱۲)۔ علامہ ملا علی قاری کی کتاب مرقات شرح مشکوۃ میں ہے کہ امام مہدی بارہویں امام ہیں شیعوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ اہل سنت اہل بیت کے دشمن ہیں۔

۱۳)۔علامہ جواد ساباطی کی کتاب براہےن ساباطیہ میں ہے کہ امام مہدی اولاد فاطمہ میں سے ہیں،وہ بقولے ۲۵۵ میں متولد ہو کر ایک عرصہ کے بعد غائب ہو گئے ہیں۔

۱۴)۔علامہ شیخ حسن عراقی کی تعرےف کتاب الواقع میں ہے کہ انھوں نے امام مہدی سے ملاقات کی ہے۔

۱۵)۔علامہ علی خواص جن کے متعلق شعرانی نے الےواقےت میں لکھاہے کہ انھوں نے امام مہدی سے ملاقات کی ہے۔

۱۶)۔علامہ شیخ سعد الدےن کا کہنا ہے کہ امام مہدی پےدا ہو کر غائب ہو گئے ہیں"دور آخر زمانہ آشکار گردد" اور وہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔جےسا کہ کتاب مقصد اقصیٰ میں لکھاہے۔

۱۷)۔علامہ علی اکبر ابن اسعد اللہ کی کتاب مکاشفات میں ہے کہ آپ پےدا ہو کر قطب ہو گئے ہیں۔

۱۸)۔علامہ احمد بلاذری ااحادےث لکھتے ہیں کہ آپ پےدا ہو کر مجوب ہو گئے ہیں ۔

۱۹)۔علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے رسالہ نوادر میں ہے، محمد بن حسن)المہدی) کے بارے میں شےعوں کا کہنا درست ہے۔

۲۰)۔علامہ شمس الدےن جزری نے بحوالہ مسلسلات بلاذری اعتراف کیا ہے۔

۲۱)۔علامہ علاالدولہ احمد منانی صاحب تارےخ خمےس دراحوالی النفس نفےس اپنی کتاب میں لکھاہے کہ امام مہدی غیبت کے بعد ابدال پھر قطب ہو گئے۔

علامہ نوراللہ بحوالہ کتابیان الاحسان لکھتے ہیں کہ امام مہدی تکمیل صفات کے لئے غائب ہوئے ہیں

۲۴ علامہ ذہبی اپنی تارےخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ امام مہدی ۲۵۶ میں پےدا ہو کر معدوم ہو گئے ہیں

۲۵ علامہ ابن حجر مکی کی کتاب صواعق محرقہ میں ہے کہ امام مہدی المنتظر پےدا ہو کر سرداب میں غائب ہو گئے ہیں۔

۲۶ علامہ عصر کی کتاب وفیات الاعیان کی جلد ۲ ص ۴۵۱ میں ہے کہ امام مہدی کی عمر امام حسن عسکری کی وفات کے وقت ۵ سال تھی وہ سرداب میں غائب ہو کر پھر واپس نہیں ہوے۔

۲۷ علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرۃ الخواص الامہ کے ص ۲۰۴ مےں ہے کہ آپ کا لقب القائم، المنتظر، الباقی ہے۔

۲۸ علامہ عبےداللہ امرتسری کی کتاب ارجح المطالب کے ص ۳۷۷ میں بحوالہ کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان مرقوم ہے کہ آپ اسی طرح زندہ باقی ہیں جس طرح عیسیٰ، خضر، الیاس وغیرہ ہم زندہ اور باقی ہیں۔

۲۹ علامہ شیخ سلےمان تمندوزی نے کتاب ےنابع المودۃ ص ۳۹۳ میں

۳۰ علامہ ابن خشاب نے کتاب موالےد اہل بےت میں

۳۱ علامہ شبلنجی نے نورالابصار کے ص ۱۵۲ طبع مصر ۱۲۲۲ مےں بحوالہ کتاب البیان لکھا ہے کہ امام مہدی غائب ہونے کے بعد اب تک زندہ اور باقی ہیں اوران کے وجود کے باقی، اور زندہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ اسی طرح زندہ اور باقی ہیں جس طرح حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس وغےرہم زندہ اور باقی ہیں ان اللہ والوں کے علاوہ دجال ،ابلےس بھی زندہ ہیں جےسا کہ قرآن مجید صحیح مسلم، تارےخ طبری وغےرہ سے ثابت ہے لہذا" لاامتناع فی بقائہ" ان کے باقی اور زندہ ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے علامہ چلپی کتاب کشف الظنون کے ص ۲۰۸ میں لکھتے ہیں کہ کتاب البیان فی

اخبار صاحب الزمان ابو عبد اللہ محمد بن یوسف گنجی شافعی کی تصنیف ہے۔(علامہ فاضل روز بہان کی ابطال الباطل میں ہے کہ امام مہدی قائم و منتظر ہیں وہ آفتاب کی مانند ظاہر ہو کر دنیا کی تاریکی، کفر زائل کر دے گے۔

۳۱ علامہ علی متقی کی کتاب کنزالعمال کی جلد ۷ کے ص ۱۱۴ میں ہے کہ آپ غائب ہیں ظہور کرکے ۹ سال حکومت کریں گے۔

۳۲ علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب در منثور جلد ۳ ص ۲۳ میں ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بعد عیسیٰ نازل ہوں گے وغیرہ۔

امام مہدی کی غیبت اور آپ کا وجود و ظہور قرآن مجید کی روشنی میں:

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت اور آپ کے موجود ہونے اور آپ کے طول عمر نیز آپ کے ظہور و شہود اور ظہور کے بعد سارے دین کو ایک کر دینے کے متعلق ۹۴ آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں سے اکثر دونوں فریق نے تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح بے شمار خصوصی احادیث بھی ہیں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو غایۃ المقصود و غایۃ المرام علامہ ہاشم بحرانی اور ینابیع المودۃ، میں اس مقام پر صرف دو تین آیتیں لکھتا ہوں:

۱(آپ کی غیبت کے متعلق : آلم ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ہے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایمان بالغیب سے امام مہدی کی غیبت مراد ہے۔ نیک بخت ہیں وہ لوگ جو ان کی غیبت پر صبر کریں گے اور مبارکباد کے قابل ہیں۔ وہ سمجھدار لوگ جو غیبت میں بھی ان کی محبت پر قائم رہیں گے۔(ینابیع المودۃ ص ۳۷۰ طبع بمبئی)

۲(آپ کے موجود اور باقی ہونے کے متعلق "جعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ " ہے ابراھیم کی نسل میں کلمہ باقیہ کو قرار دیا ہے جو باقی اور زندہ رہے گا اس کلمہ باقیہ سے امام مہدی کا باقی رہنا مراد ہے اور وہی آل محمد میں باقی ہیں۔(تفسیر حسینی علامہ حسین واعظ کاشفی ص ۲۲۶) ۔

(0 آپ کے ظہور اور غلبہ کے متعلق "یظھرہ علی الدین کلہ " جب امام مہدی بحکم خدا ظہور فرمائیں گے تو تمام دینوں پر غلبہ حاصل کرلیں گے یعنی دنیا میں سوا ایک دین اسلام کے کوئی اور دین نہ ہو گا ۔(نور الابصار ص ۱۵۳ طبع مصر)۔

http://www.imamalmahdi.com/html/urd/html/7/05.html

حضرت خضر کی نبوت کے قائلین کی یہ دوسری دلیل ہے۔

http://qurancomplex.com/Quran/Targama/targama.asp?l=arb&t=urd&nSora=18&nAya=81

خضر علیہ السلام زندہ ہیں بلکہ قیامت کے دن تک زندہ رہے گے کیونکہ انہوں نے آب حیات پی رکھا ہے۔

بعض بڑے محدثین جیسے بخاری اور ابن مبارک وغیرہ نے ان کی حیات ابدی کا انکار کیا ہے۔

یارسول اللہ! کیا ہم منیٰ کے میدان میں اس حال میں جائیں گے کہ ہماری شرمگاہ سے آب حیات کے قطرے ٹپکتے ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں۔

سفیان کہتے ہیں کہ قتادہ کی روایت میں ہے کہ اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جس کو چشمہ آب حیات کہتے تھے جس مردے پر اس کا پانی پڑجاتا وہ زندہ ہوجاتا۔

176 - جنت اور دوزخ کی تخلیق کا بیان۔: (45)

حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر:

وعن أبي بن كعب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن الغلام الذي قتله الخضر طبع كافرا ولو عاش لأرهق أبويه طغيانا وكفرا" . متفق عليه

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 275

اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو مارڈالا تھا وہ کفر کی طبیعت لے کر پیدا ہوا تھا اگر وہ لڑکا زندہ رہتا تو یقیناً اپنے ماں باپ کو کفر وسرکشی میں مبتلا کر دیتا(بخاری ومسلم)

تشریح:

کفر کی طبیعت لے کر پیدا ہوا تھا کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مقدر میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوگا پس یہ حدیث اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کل مولود یولد علی فطرت الاسلام۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ فطرت اسلام پر ہونے کا مطلب فطرت انسانی کا ایسی ساخت کا ہونا ہے جو نور ہدایت کی طرف لپکے اور اسلام کو قبول کرنے کی استعداد وصلاحیت رکھتی ہے اور یہ بات اس چیز کے منافی نہیں ہے کہ کوئی نومولود بچہ آگے چل کر اپنے ماحول اور اپنے نفس کی گمراہیوں کا اس طرح شکار ہو جائے کہ اس کی وہ استعداد وصلاحیت دب کر رہ جائے اور وہ اپنی اصل فطرت کے تقاضوں پر قائم نہ رہ سکے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو۔

" لفظ" خضر" خ کے زیر کے ساتھ خضر ہے اور ایک نسخے میں یہ لفظ خ کے زیر اور ض کے جزم کے ساتھ خِضر، منقول ہے، یہ ان کا لقب ہے، اصل نام لیان ابن ملکان ہے! بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ یہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بھائی ہیں، بعض حضرات نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے تھے اور بعض نے ان کو بیفت واسطہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں کہا ہے اور وضاحت کی ہے کہ ان کے باپ سلاطین میں سے تھے ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھے مشہور قول کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں عمر طویل رکھتے ہیں عام نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ زندہ ہیں بلکہ قیامت کے دن تک زندہ رہے گے کیونکہ انہوں نے آب حیات پی رکھا ہے لیکن **بعض بڑے محدثین جیسے بخاری اور ابن مبارک وغیرہ نے ان کی حیات ابدی کا انکار کیا ہے** جمہور علماء صوفیاء اور بہت سے صلحاء ان کی حیات کے قائل ہیں نیز حضرت خضر علیہ السلام کا بعض صلحاء سے ملاقات کا کرنا ان سے ہم کلام ہونا اور خیر وبھلائی کی جگہوں پر ان کا موجود ہونا بہت مشہور ہے، مشائخ کے حالات وکلام میں ان کا بہت

ذکر آتا ہے اور عجیب وغریب واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ کسی مسئلہ پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو ہوا پر سوار گذرتے دیکھا اور فرمایا قف یا اسرائیلی واسمع کلام محمدی" اے اسرائیلی (خضر) ٹھہریئے کلام محمدی سنتے جایئے۔"

چنانچہ منقول ہے کہ اس زمانہ کے مشائخ میں سے جو بھی حضرت خضر علیہ السلام کو ملتا، آپ اس کو ہدایت فرماتے کہ شیخ عبد القادر کی مجلس میں ضرور جایا کرو کیونکہ ان مجلسوں میں برکتیں نازل ہوتی ہیں اور وہاں فلاح وسعادت حاصل ہوتی ہے۔

45 - تفاسیر کا بیان: (502)

اللہ تعالیٰ کا قول کہ جب موسیٰ وہاں سے آگے بڑھے تو اپنے ساتھی سے کہا کہ کھانا لاؤ ہم کو اس سفر سے تکان معلوم ہوتی ہے۔ "عجباً" تک "صنعا" کے معنی عمل "حولا" پھر جانا بدلنا ہٹنا۔ (قال ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی اثار ھما قصصا) " امرا و نکرا" دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی برا کام "ینقض" بمعنی گر جائے گی "لتخذت اور اتخذت" دونوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں مشدد اور مخفف دونوں طرح معنی ایک ہی ہوں گے " رحما" رحم سے بنا ہے معنی ہیں بہت زیادہ رحم اور ہمدردی بعض اس کو "رحیم" سے مشتق کہتے ہیں مکہ کو" ام رحمتہ " کہتے ہیں کیونکہ رحمت وہاں نازل ہوتی ہے۔

حدثني قتيبة بن سعيد قال حدثني سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن سعيد بن جبير قال قلت لابن عباس إن نوفا البكالي يزعم أن موسىٰ بني إسرائيل ليس بموسى الخضر فقال كذب عدو الله حدثنا أبي بن كعب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قام موسىٰ خطيبا في بني إسرائيل فقيل له أي الناس أعلم قال أنا فعتب الله عليه إذ لم يرد العلم إليه وأوحى إليه بلى عبد من عبادي بمجمع البحرين هو أعلم منك قال أي رب كيف السبيل إليه قال تأخذ حوتا في مكتل فحيثما فقدت الحوت فاتبعه قال فخرج موسىٰ ومعه فتاه يوشع بن نون ومعهما الحوت حتى انتهيا إلى الصخرة فنزلا عندها قال فوضع موسىٰ رأسه فنام قال سفيان وفي حديث غير عمرو قال وفي أصل الصخرة عين يقال لها الحياة لا يصيب من مائها شيء إلا حيي فأصاب الحوت من ماء تلك العين قال فتحرك وانسل من المكتل فدخل البحر فلما استيقظ موسىٰ قال لفتاه آتنا غداءنا الآية قال ولم يجد النصب حتى جاوز ما أمر به قال له فتاه يوشع بن نون أرأيت إذ أوينا إلى الصخرة فإني نسيت الحوت الآية قال فرجعا يقصان في آثارهما فوجدا في البحر كالطاق ممر الحوت فكان لفتاه عجبا وللحوت سربا قال فلما انتهيا إلى الصخرة إذ هما برجل مسجى بثوب فسلم عليه موسىٰ قال وأنى بأرضك السلام فقال أنا موسىٰ قال موسىٰ بني إسرائيل قال نعم قال هل أتبعك على أن تعلمني مما علمت رشدا قال له الخضر يا موسىٰ إنك على علم من علم الله علمكه الله لا أعلمه وأنا على علم من علم الله علمنيه الله لا تعلمه قال بل أتبعك قال فإن اتبعتني فلا تسألني عن شيء حتى أحدث لك منه ذكرا فانطلقا يمشيان على الساحل فمرت بهم سفينة فعرف الخضر فحملوهم في سفينتهم بغير نول يقول بغير أجر فركبا السفينة قال ووقع عصفور على حرف السفينة فغمس منقاره في البحر فقال الخضر لموسى ما علمك وعلمي وعلم الخلائق في علم الله إلا مقدار ما غمس هذا العصفور منقاره قال فلم يفجأ موسىٰ إذ عمد الخضر إلى قدوم فخرق السفينة فقال له موسىٰ قوم حملونا بغير نول عمدت إلى سفينتهم فخرقتها لتغرق أهلها لقد جئت الآية فانطلقا إذا هما بغلام يلعب مع الغلمان فأخذ الخضر برأسه فقطعه قال له موسىٰ أقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت شيئا نكرا قال ألم أقل لك إنك لن تستطيع معي صبرا إلى قوله فأبوا أن يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض فقال بيده هكذا فأقامه فقال له موسىٰ إنا دخلنا هذه القرية فلم يضيفونا ولم يطعمونا لو شئت لاتخذت عليه أجرا قال هذا فراق بيني وبينك سأنبئك بتأويل ما لم تستطع عليه صبرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وددنا أن موسىٰ صبر حتى يقص علينا من أمرهما قال وكان ابن عباس يقرأ وكان أمامهم ملك يأخذ كل سفينة صالحة غصبا وأما الغلام فكان كافرا

صحیح بخاری:جلد دوم:حدیث نمبر 1871 حدیث مرفوع مکررات 16 متفق علیہ 11 بدون مکرر

قتیبہ بن سعید، سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار، سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل کے نبی دوسرے تھے اور خضر والے موسیٰ دوسرے ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے کیونکہ ابی بن کعب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے اپنی امت میں وعظ کیا لوگوں نے پوچھا کہ تمام آدمیوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ نے کہا میں ہوں اور یہ نہیں کہا کہ اللہ جاننے والا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناگوار ہوئی اور وحی نازل کی کہ میرے بندوں میں ایک بندہ ہے جو مجمع البحرین میں ہے اور تم سے زیادہ جاننے والا ہے موسیٰ نے کہا اے اللہ! میں اس سے کس طرح مل سکتا ہوں؟ مجھے اس کا پتہ بتا، ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی اپنی جھولی میں ڈال کر جاؤ جہاں وہ گم ہو جائے بس وہ اسی جگہ ہے حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور اپنے خادم یوشع کو ہمراہ لے کر چلے اور ایک چٹان کے قریب پتھر پر سر رکھ کر سو گئے **سفیان کہتے ہیں کہ قتادہ کی روایت میں ہے کہ اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جس کو چشمہ آب حیات کہتے تھے جس مردے پر اس کا پانی پڑ جاتا وہ زندہ ہو جاتا**، لہذا اس مچھلی پر بھی اس کا پانی پڑا جو زندہ ہو گئی اور سمندر میں تڑپ کر چلی گئی حضرت موسیٰ سو کر اٹھے اور خادم کے ساتھ آگے بڑھ گئے کچھ دور چل کر کہا ہمارا کھانا لاؤ اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ہم اپنی مطلوبہ جگہ سے آگے بڑھ آئے ہیں چنانچہ قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس لوٹے خادم نے کہا کہ میں آپ سے کہنا بھول گیا تھا کہ پتھر کے نزدیک مچھلی دریا میں گم ہو گئی تھی اور جس جگہ وہ گزری وہاں طاق کا سا نشان بنا یا تھا غرض لوٹ کر جب اس جگہ پہنچے تو ایک بزرگ کو دیکھا جو کپڑے اوڑھے ہوئے تھا تو حضرت موسیٰ نے سلام کیا بزرگ نے کہا کہ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ حضرت موسیٰ نے کہا جی ہاں! میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہو پھر حضرت موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ مجھے اپنا علم سکھا دو؟ حضرت خضر نے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جان سکتا ہوں اور مجھے جو علم دیا ہے اسے تم نہیں جان سکتے حضرت موسیٰ نے کہا میں تو ضرور آپ کے ساتھ رہوں گا آپ مجھے ضرور علم سکھا دیجئے، خضر نے کہا مگر میرے ساتھ تم اس شرط پر رہ سکتے ہو کہ جو کچھ کرتا ہوں تم ہرگز مت بولنا اور نہ پوچھنا تاوقتیکہ میں ہی تم کو نہ بتا دوں آخر حضرت موسیٰ اور خضر چل دیئے ایک دریا کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ ایک کشتی ملی ملاحوں نے حضرت خضر کو پہچان لیا اور بلا کسی اجرت کے دونوں کو کشتی میں بٹھا لیا پھر ایک پرندہ آیا اور اس نے اپنی چونچ میں دریا سے پانی لیا حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے ہمارا اور تمہارا علم ایسی ہی حیثیت رکھتا ہے جیسے پرندہ کے چونچ کا پانی، اس کے بعد حضرت خضر نے ایک جگہ سے کشتی کے ایک تختہ کو توڑ ڈالا حضرت موسیٰ کو بہت تعجب ہوا اور حضرت خضر سے کہنے لگے کہ ان بیچاروں نے تو ہم کو بلا اجرت کشتی میں بٹھایا ہے اور تم نے اس کو توڑ ڈالا ہے یہ تو تم نے سب کو غرق کرنے کا کام کیا ہے اچھا نہیں کیا، حضرت خضر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ہو پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک لڑکے پر آئے جو لڑکوں سے کھیل رہا تھا، حضرت خضر نے اس کو پکڑ کر مار ڈالا اور اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا حضرت موسیٰ نے کہا تم نے اس کو بلا قصور کیوں مار ڈالا؟ حضرت خضر نے کہا دیکھو کہ میں نے تو تم سے کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ صبر نہیں کر سکو گے حضرت موسیٰ نے کہا خیر اب کی مرتبہ اگر میں پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا پھر ایک گاؤں میں پہنچے وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا مگر گاؤں والوں نے مہمانی سے انکار کر دیا اس گاؤں میں حضرت خضر نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی تھی حضرت خضر نے اسے سیدھا کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے دیوار کو سیدھا کر دیا حالانکہ انہوں نے ہمیں کھانا بھی نہیں کھلایا اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت لیتے حضرت خضر نے اس مرتبہ حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ بس اب تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ تم میری باتوں پر صبر نہیں کر سکتے اور اب میں تم کو ان باتوں کی حقیقت بھی بتائے دیتا ہوں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا ہوتا کہ موسیٰ صبر کرتے تاکہ کچھ اور باتیں ظہور میں آتیں سعید کہتے ہیں کہ ابن عباس اس طرح پڑھتے تھے (وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا الخ۔)

Narrated Said bin Jubair:

I said to Ibn 'Abbas, "Nauf-al-Bakali " claims that Moses of Bani Israel was not

Moses, the companion of Al-Khadir." Ibn 'Abbas said, "Allah's enemy tells a lie! Ubai bin Ka'b narrated to us that Allah's Apostle said, 'Moses got up to deliver a sermon before Bani Israel and he was asked, 'Who is the most learned person among the people?' Moses replied, 'I (am the most learned).' Allah then admonished Moses for he did not ascribe all knowledge to Allah only (Then) came the Divine Inspiration:-- 'Yes, one of Our slaves at the junction of the two seas is more learned than you.'

Moses said, 'O my Lord ! How can meet him?' Allah said, 'Take a fish in a basket and wherever the fish is lost, follow it (you will find him at that place). So Moses set out along with his attendant Yusha' bin Nun, and they carried with them a fish till they reached a rock and rested there. Moses put his head down and slept. (Sufyan, a sub-narrator said that somebody other than 'Amr said) 'At the rock there was a water spring called 'Al-Hayat' and none came in touch with its water but became alive. So some of the water of that spring fell over that fish, so it moved and slipped out of the basket and entered the sea. When Moses woke up, he asked his attendant, 'Bring our early meal' (18.62).

The narrator added: Moses did not suffer from fatigue except after he had passed the place he had been ordered to observe. His attendant Yusha bin Nun said to him, 'Do you remember (what happened) when we betook ourselves to the rock? I did indeed forget (about) the fish ...' (18.63) The narrator added: So they came back, retracing their steps and then they found in the sea, the way of the fish looking like a tunnel. So there was an astonishing event for his attendant, and there was tunnel for the fish. When they reached the rock, they found a man covered with a garment. Moses greeted him. The man said astonishingly, 'Is there any such greeting in your land?' Moses said, 'I am Moses.' The man said, 'Moses of Bani Israel?' Moses said, 'Yes,' and added, 'may I follow you so that you teach me something of the Knowledge which you have been taught?' (18.66). Al-Khadir said to him, 'O Moses! You have something of Allah's knowledge which Allah has taught you and which I do not know; and I have something of Allah's knowledge which Allah has taught me and which you do not know.' Moses said, 'But I will follow you.' Al-Khadir said, 'Then if you follow me, ask me no question about anything until I myself speak to you concerning it.' (18.70). After that both of them proceeded along the seashore. There passed by them a boat whose crew recognized Al-Khadir and received them on board free of charge. So they both got on board. A sparrow came and sat on the edge of the boat and dipped its beak unto the sea. Al-Khadir said to Moses. 'My knowledge and your knowledge and all the creation's knowledge compared to Allah's knowledge is not more than the water taken by this sparrow's beak.'

Then Moses was startled by Al-Khadir's action of taking an adze and scuttling the boat with it. Moses said to him, 'These people gave us a free lift, but you intentionally scuttled their boat so as to drown them. Surely you have...' (18.71) Then they both proceeded and found a boy playing with other boys. Al-Khadir took hold of him by the head and cut it off. Moses said to him, 'Have you killed

an innocent soul who has killed nobody? Surely you have done an illegal thing! ' (18.74) He said, "Didn't I tell you that you will not be able to have patient with me up to ..but they refused to entertain them as their guests. There they found a wall therein at the point of collapsing.' (18.75-77) Al-Khadir moved his hand thus and set it upright (repaired it). Moses said to him, 'When we entered this town, they neither gave us hospitality nor fed us; if you had wished, you could have taken wages for it,' Al-Khadir said, 'This is the parting between you and me I will tell you the interpretation of (those things) about which you were unable to hold patience.'...(18.78)

Allah's Apostle said, 'We wished that Moses could have been more patient so that He (Allah) could have described to us more about their story.' Ibn 'Abbas used to recite:-- 'And in front (ahead) of them there was a king who used to seize every (serviceable) boat by force. (18.79) ...and as for the boy he was a disbeliever. "

43 - قرآن کی تفسیر کا بیان: (445)

تفسیر سورت کہف

حدثنا ابن أبي عمر حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن سعيد بن جبير قال قلت لابن عباس إن نوفا البكالي يزعم أن موسى صاحب بني إسرائيل ليس بموسى صاحب الخضر قال كذب عدو الله سمعت أبي بن كعب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قام موسى خطيبا في بني إسرائيل فسئل أي الناس أعلم فقال أنا أعلم فعتب الله عليه إذ لم يرد العلم إليه فأوحى الله إليه أن عبدا من عبادي بمجمع البحرين هو أعلم منك قال أي رب فكيف لي به فقال له احمل حوتا في مكتل فحيث تفقد الحوت فهو ثم فانطلق وانطلق معه فتاه وهو يوشع بن نون فجعل موسى حوتا في مكتل فانطلق هو وفتاه يمشيان حتى أتيا الصخرة فرقد موسى وفتاه فاضطرب الحوت في المكتل حتى خرج من المكتل فسقط في البحر قال وأمسك الله عنه جرية الماء حتى كان مثل الطاق وكان للحوت سربا وكان لموسى ولفتاه عجبا فانطلقا بقية يومهما وليلتهما ونسي صاحب موسى أن يخبره فلما أصبح موسى قال لفتاه آتنا غداءنا لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا قال ولم ينصب حتى جاوز المكان الذي أمر به قال أرأيت إذ أوينا إلى الصخرة فإني نسيت الحوت وما أنسانيه إلا الشيطان أن أذكره واتخذ سبيله في البحر عجبا قال موسى ذلك ما كنا نبغ فارتدا على آثارهما قصصا قال يقصان آثارهما قال سفيان يزعم ناس أن تلك الصخرة عندها عين الحياة ولا يصيب ماؤها ميتا إلا عاش قال وكان الحوت قد أكل منه فلما قطر عليه الماء عاش قال فقصا آثارهما حتى أتيا الصخرة فرأى رجلا مسجى عليه بثوب فسلم عليه موسى فقال أنى بأرضك السلام قال أنا موسى قال موسى بني إسرائيل قال نعم قال يا موسى إنك على علم من علم الله علمكه لا أعلمه وأنا على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه فقال موسى هل أتبعك على أن تعلمن مما علمت رشدا قال إنك لن تستطيع معي صبرا وكيف تصبر على ما لم تحط به خبرا قال ستجدني إن شاء الله صابرا ولا أعصي لك أمرا قال له الخضر فإن اتبعتني فلا تسألني عن شيء حتى أحدث لك منه ذكرا قال نعم فانطلق الخضر وموسى يمشيان على ساحل البحر فمرت بهما سفينة فكلماهم أن يحملوهما فعرفوا الخضر فحملوهما بغير نول فعمد الخضر إلى لوح من ألواح السفينة فنزعه فقال له موسى قوم حملونا بغير نول عمدت إلى سفينتهم فخرقتها لتغرق أهلها لقد جئت شيئا إمرا قال ألم أقل إنك لن تستطيع معي صبرا قال لا تؤاخذني بما نسيت ولا ترهقني من أمري عسرا ثم خرجا من السفينة فبينما هما يمشيان على الساحل وإذا غلام يلعب مع الغلمان فأخذ الخضر برأسه فاقتلعه بيده فقتله قال له موسى أقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت شيئا نكرا قال ألم أقل لك إنك لن تستطيع معي صبرا قال وهذه أشد من الأولى قال إن سألتك عن شيء بعدها فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا فانطلقا حتى إذا أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض يقول مال فقال الخضر بيده هكذا فأقامه فقال له موسى قوم أتيناهم فلم يضيفونا ولم يطعمونا لو شئت لاتخذت عليه

أجرا قال ھذا فراق بيني وبينك سأنبئك بتأويل مالم تستطع عليه صبرا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يرحم الله موسى لوددنا أنه كان صبر حتى يقص علينا من أخبارهما قال وقال رسول الله صلى اللہ علیہ وسلم الأولى كانت من موسى نسيان قال وجاء عصفور حتى وقع على حرف السفينة ثم نقر في البحر فقال له الخضر ما نقص علمي وعلمك من علم الله إلا مثل ما نقص هذا العصفور من البحر قال سعيد بن جبير وكان يعني ابن عباس يقرأ وكان أمامهم ملك يأخذ كل سفينة صالحة غصبا وكان يقرأ وأما الغلام فكان كافرا قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح ورواه الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس عن أبي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد رواه أبو إسحق الهمداني عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن أبي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أبو عيسى سمعت أبا مزاحم السمرقندي يقول سمعت علي بن المديني يقول حججت حجة وليس لي همة إلا أن أسمع من سفيان يذكر في هذا الحديث الخبر حتى سمعته يقول حدثنا عمرو بن دينار وقد كنت سمعت هذا من سفيان من قبل ذلك ولم يذكر فيه الخبر

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 1094 حدیث مرفوع مکررات 16 بدون مکرر

ابن ابی عمر، سفیان، عمرو بن دینار، سعدی بن جبیر، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ عرض کیا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام وہ نہیں جن کا خضر کے ساتھ بھی ایک قصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کہ علم کو اللہ کی طرف منسوب کیوں نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کی بحریں جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا ہے جس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! میں کس طرح اس کے پاس پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ کر چل دو جہاں وہ کھو جائے گی وہیں وہ شخص آپ کو لے گا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ستھ اپنے خادم یوشع بن نون کو لیا اور زنبیل میں مچھلی رکھ کر چل دیئے یہاں تک کہ ایک ٹیلے کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم دونوں لیٹ گئے اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل میں کودنے لگی۔ یہاں تک کہ نکل کر دریا میں گر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہاؤ وہیں روک دیا اور وہاں طاق سا بن گیا اور اس کا راستہ ویسا ہی بنا رہا۔ جب کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بھول گئے کہ انہیں مچھلی کے متعلق بتائیں، صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کھانا طلب کیا اور فرمایا کہ اس سفر میں ہمیں بہت تھکن ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اسی وقت تھکے جب اس جگہ سے تجاوز کیا جس کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھی نے کہا۔ دیکھئے جب ہم ٹیلے پر ٹھہرے تو میں مچھلی بھول گیا تھا اور یقیناً یہ شیطان ہی کا کام ہے کہ مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا تذکرہ کروں کہ اس نے عجیب طریقے سے دریا کا راستہ اختیار کیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے وہی جگہ تم تلاش کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ **سفیان کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اسی ٹیلے کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے۔ جس مردہ پر پڑے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس مچھلی میں کچھ وہ کھا چکے تھے۔ جب اس پر پانی ٹپکا تو وہ زندہ ہو گئی۔** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے چلتے چٹان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چادر سے اپنے آپ کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اس زمین میں سلام کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں زمین میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں حضرت خضر نے فرمایا اے موسیٰ تمہارے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے جسے میں نہیں جانتا اور میرے پاس خدا کا عطا کردہ ایک علم ہے جسے آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں اس شرط پر آپ کے پیچھے چلوں کہ آپ میری رہنمائی فرماتے ہوئے مجھے وہ بات سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی۔ حضرت خضر نے فرمایا آپ صبر نہیں کر سکیں گے اور اس چیز پر کیسے صبر کر سکیں گے جس کا آپ کی عقل احاطہ نہیں نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا اگر میری پیروی کرنا ہی چاہتے ہو تو جب تک کوئی بات میں خود نہ بیان کروں آپ مجھے

نہیں پوچھیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر دونوں ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے پاس سے گذری، انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی سوار کرلو انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرائے کے دونوں کو بٹھالیا۔ خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھیڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی خراب کر دی اور اس میں سوراخ کر دیا تاکہ لوگ غرق ہو جائیں۔ آپ نے بڑی بھاری بات کی۔ وہ کہنے لگے میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے آپ میری بھول چوک پر میری گرفت نہ کیجئے اور اس معاملے میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے، پھر وہ کشتی پر سے اتر کر ابھی ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور اسے ہاتھ سے جھٹکا دے کر قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ قتل کر دیا۔ آپ نے بڑی بے جا حرکت کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات پہلی بات سے زیادہ تعجب خیز تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ اگر اس کے بعد بھی میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی کے پاس سے گذرے اور ان سے کھانے کے لئے کچھ مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں وہاں انہیں ایک دیوار ملی جو گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ سیدھی ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہماری ضیافت تک نہیں کی اور ہمیں کھانا کھلانے سے بھی انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ وہ کہنے لگے یہ وقت ہماری اور آپ کی جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری چاہت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام (اللہ ان پر رحمت کرے) کچھ دیر اور صبر کرتے تاکہ ہمیں ان کی عجیب وغریب خبریں سننے کو ملتیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے پہلا سوال تو بھول کر کیا تھا پھر ایک چڑیا آئی جس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں اپنی چونچ ڈبوئی، پھر حضرت خضرت علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم میں سے صرف اسی قدر کم کیا جتنا اس چڑیا نے دریا سے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ آیت اس قرات میں پڑھتے تھے وَكَانَ أَمَامَهُم مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا اور یہ آیت اس طرح پڑھتے وَ أَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اسیا بو اسحاق ہمدانی سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ زہری بھی عبید اللہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کرتے ہیں۔ ابو مزاحم سمرقندی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک حج صرف اس نیت سے کیا کہ سفیان سے یہ حدیث سنوں وہ اس حدیث میں ایک چیز بیان کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے عمرو بن دینا سے حدیث نقل کی جب کہ اس سے پہلے جب میں نے ان سے یہ حدیث سنی تو انہوں نے اس چیز کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

Sa'eed ibn Jubayr said that he told Ibn Abbas (RA) that Nawf al-Bikali believed that Musa of the Banu Israel was not (the same as) Musa of Khidr, He replied, "The enemy of Allah lies." Then he said that he had heard Ubayy ibn Ka'b say that he heard Allah's Messenger (SAW) say: Musa stood up among the Banu Israel to deliver a sermon. He was asked, "Which of mankind is the most learned?" He said, "I am the most learned." Allah admonished him for not attributing knowledge to Him (Allah). So Allah revealed to him, "A slave among My slaves at the meeting point of the two seas is more learned than you." Musa said, "O Lord! How can I go to him?" He said to him, "Take a fish in your basket. Wherever you lose the fish - that is the place where he is" So he went with him went his servant he was Yusha' ibn Nun Musa placed the fish in the basket and he and his servant departed. They walked till they came to a rock. Musa and his servant lied down there. The fish stirred within the basket and came out of it

and dropped into the sea. Allah stopped the current of the water so that it was like a tunnel and there was a passage for the fish. For Musa and his servant it was strange. They departed walking the remainder of their day and their night, and the servant of Musa forgot to inform him. When it was morning, Musa said to his servant: "Bring us our breakfast, certainly we have encountered fatigue from this journey of ours." (18:62) Indeed, Musa did not feel fatigued but only after they had gone past the place which they had been commanded to seek. The servant said: "Did you see when we took refuge on the rock, then I indeed forgot the fish - and none but Satan made me forget that I should speak of it - and it took its way into the sea; what a wonder!"(18:63) Musa said: "That is what we were seeking." (18: 64) "So they returned retracing their footsteps." (18: 64) They both returned retracing their footsteps. Sufyan said that people imagine that at this rock lies the spring of life to which no dead thing is brought but it revives. The fish had been eaten partly but drops of; ter poured on it, it revived. So they retraced their footsteps till they were at the rock. They observed a man covered with a garment. Musa greeted him (with salaam). He asked, "is there (a greeting like) salaam on your land?' He said, "I am Musa." He asked, "Musa of Banu Israel?" He said, "Yes." He said, "Musa, you have knowledge from Allah that Alalh taught you but He did not teach me. And, I possess knowledge from Allah that He taught me but did not teach you." Musa pleaded: "May I follow you, so that you may teach me of what you have been taught of right judgment." (18:66) He said: "Surely you will not be able to bear with me patiently. And how can you have patience in that you have not encompassed in (your) knowledge?' He said, "If Allah will you shall find me patient; and I shall not disobey you in any affair." (18: 67-69) Khidr said in response to him: "If you follow me, question me not about anything until I muself mention it to you about it."(18: 70) He said, "Yes. So they - Khidr and Musa - departed walking along the coast, when a boat passed by them. They requested them to let them board it and they recognized Khidr and took them on board without any fare. Khidr pulled out a plank of the boat. Musa said to him, "These people took us in without fare but you damaged it with a hole that it may drown." He added: "In order to drown its occupants. You have certainly done a grievous thing." (18: 71) He said: "Did I not say that you would not be able to bear with me patiently?" He (Musa) said: Reproach me not for what I forgot, and oppress me not in my affair distressingly." (18: 73) Then they came out of the boat. While they were walking along the coast, they came across a boy playing with other two lads. Khidr grabbed him by his head and jerked him by his hand and killed him. So, Musa said to him: "Have you slain an innocent person who has slain no one. Certainly you have done a horrible thing." (18: 74) He said reminding him: "Did I not say to you that you would not be able to bear with me patiently?" (18: 75) And, indeed, this was more severe than the first time. He (Musa) pleaded: If I question you about anything after this, keep not company with me; indeed you have received an excuse from me. "So they departed until, when they came to the people of a township, they asked its people for food, but they refused to entertain them as guests. Then they found

therein a wall about to fall down." (18: 76-77) That is, leaning down and Khidr gestured to it with his hand like this, "and so he set it up." (18:77) So, Musa protested, "A people to whom we came but they did not play host to us and did not serve us food." And, also: if you had wished you could have taken a wage for it." He (Khidr) said, "This is the parting between me and you. Now I will inform you the interpretation of that you were not able to bear patiently." (18: 77-78).

(Allah's Messenger's (SAW) narration continues :) May Allah have mercy on Musa! We wish that Musa had shown patience until (Allah) described to us more about the two of them! The first - it was from Musa's forgetfulness. Then a swallow came and sitting on the edge of the boat, dipped its beak in the sea. Khidr thereupon said to Musa, "My knowledge and your knowledge have not lessened Allah's knowledge even so much as this sparrow has withdrawn from the sea." Sa'eed ibn Jubayr said that Ibn Abbas (RA) recited: "And there was before them a king who seized every perfect boat forcibly." And he recited: "And as for the lad, he was a disbeliever."

[Ahmed 21167, Bukhari 74, Muslim 2380, Abu Dawud 4707]

1 - اب ج: (26407)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرویات

مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 376

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حج تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جو شخص چاہتا ہے اس احرام کو عمرہ کا احرام بنا لے سوائے اس شخص کے جس کے پاس ہدی کا جانور ہو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم منٰی کے میدان میں اس حال میں جائیں گے کہ ہماری شرمگاہ سے آب حیات کے قطرے ٹپکتے ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر انگیٹھیاں خوشبو اڑانے لگیں اسی اثنا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یمن سے آ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا؟ انہوں نے عرض کیا اس نیت سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو احرام ہے وہی میرا بھی احرام ہے۔ روح اس سے آگے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آپ کے ہدی کے جانور ہیں حمید کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث طاؤس سے بیان کی تو وہ کہنے لگے کہ لوگوں نے اسی طرح کیا تھا اور عفان کہتے ہیں کہ آگے یہ ہے کہ اسے عمرہ کا احرام بنالو۔

1 - اب ج: (26407)

حضرت جابر انصاری کی مرویات۔

مسند احمد: جلد ششم: حدیث نمبر 833

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور باسعادت میں ہم عزل کرتے تھے آب حیات کا باہر خارج کر دینا۔

Death Of Jesus In Quran "Reasonable And Valid"

Saudi Religious Scholar Says Muslims Are Entitled To Believe In It

(*The Light & Islamic Review*: Vol. 70; No. 3; May-June 1993, p. 9-10)

In the Saudi Arabian newspaper *Arab News* (Saudi Arabia's first English language daily), of 18 September 1992, one of the questions on the religious page (*Islam in Perspective*, p. 9), asked by a reader from Jeddah, is as follows:

"May I put to you a question that you have answered before: 'Had the death of Jesus Christ preceded the miracle of his ascension?' After reading your question in which you said that Jesus Christ did not die, I happened to read a book entitled *Deep into the Quran* by Dr. Kamal Umar, an eminent Pakistani author. He comes decidedly in favor of the view that Jesus Christ died a natural death. I am sending you a photocopy of the relevant pages, requesting you to clear the controversy."

Image Of Original Page In Arab News Newspaper

Top of the page of 'Arab News' on which the question/answer appears, showing the name and date of the newspaper

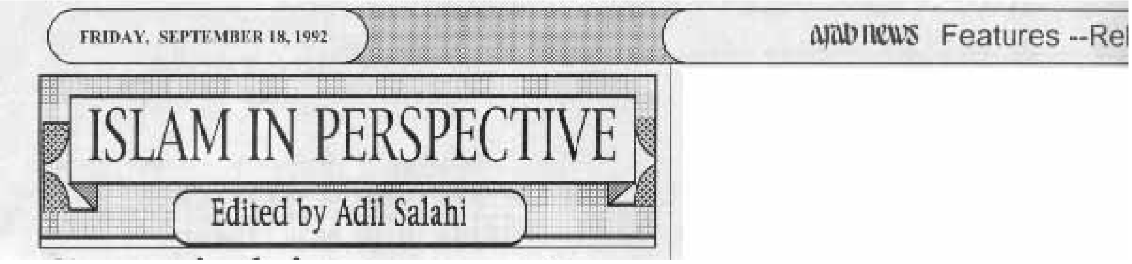
FRIDAY, SEPTEMBER 18, 1992

arab news Features --Rel

ISLAM IN PERSPECTIVE

Edited by Adil Salahi

The question and answer:

Jesus & his rise to heaven

Q. May I put to you a question that you have answered before: " Had the death of Jesus Christ preceded the miracle of his ascension?" After reading your question in which you said that Jesus Christ did not die, I happened to read a book entitled,"Deep into the Qur'an" by Dr Kamal Umar, an eminent Pakistani author. He comes decidedly in favor of the view that Jesus Christ died a natural death. I am sending you a photocopy of the relevant pages, requesting you to clear the controversy.

Q. P.
Jeddah

A. I have certainly answered that question by saying that Jesus Christ did not die, but Allah raised him to Himself. In this, I have only given the view of the majority of scholars, including contemporary ones. I have quoted the Qur'anic verse which says in reference to what the Jews used to assert : **"And their statement, 'We have killed the Messiah Jesus, son of Mary, the messenger of Allah.' They certainly have neither killed him nor crucified him, although it was made to appear so to them."** This verse concludes with a categorical statement: **"For certain they have not killed him, but Allah has raised him to Himself. Allah is Almighty, Wise."**

There are a number of Hadiths which speak of the return of Jesus Christ to this world when he will resume his mission of preaching the message of the Oneness of Allah. That will definitely be the Divine message in its final form, i.e. Islam, as preached by Prophet Muhammed (peace be on them both). Those Hadiths and the Qur'anic statements which speak of the raising of the Prophet Jesus provide a full justification for the view of the majority of scholars that Jesus Christ did not die but was raised by Allah and that he will make a second appearance at a time which will be appointed by Allah Himself and known to Him alone. However, there are references to Jesus Christ in the Qur'an which use a term that is most frequently used to indicate death although not necessarily so. Linguistically speaking, the word means the completion of a term. When it refers to life, it means the completion of one's life and its termination by death. It is used in this sense in other verses of the Qur'an. Dr Kamal Umar quotes these verses in his book and translates them as referring to the death of Jesus. Thus, he gives the translation of Verse 55 of Surah 3 as follows: **"When Allah said: Isa! (this is the Arabic name of Jesus) certainly I would cause you to die and would raise you to Myself and will protect you from those people who rejected you."** In this respect, Dr Umar is not alone. A number of scholars, some of them prominent indeed, have expressed this view and argued that this expression which occurs in three different verses in the Qur'an, means actually that Jesus Christ died a natural death. They point out that Allah has protected him from his enemies, by foiling their attempts to kill or crucify him. There is no argument among Muslim scholars that Jesus Christ was neither killed nor crucified. But, as you see, some scholars argue that he died a natural death.

When these scholars refer to the "Ascension" of Jesus, or, to use the Qur'anic expression, his being raised to Allah, they interpret this as having an abstract sense. According to them, it means that his position with Allah has been enhanced and he has been given a very high status, This is indeed the case, because Jesus Christ is one of the five messengers of Allah who have shown the greatest resolve in their service of Allah's cause. The other four are: Noah, Abraham, Moses and Muhammad (peace be on them all). .

When these scholars speak about the Hadiths which tell of the second coming of Jesus Christ and what he will be doing, such as breaking the cross, killing the pig and preaching the message of the Oneness of Allah, they cast strong doubts about their authenticity. Their argument is not without validity. Where does this leave us? The answer is that there are two views: The first, which is held by a majority of scholars, is that Jesus Christ did not die but was raised by Allah and that he will make a second coming at a time determined by Allah, when he will be preaching the message of Islam. The other view is that Jesus Christ died a natural death after Allah had saved him from his enemies. Both groups of scholars agree that Jesus Christ was neither killed nor crucified. Needless to say, those who subscribe to the second view do not speak of a second coming of Jesus Christ.

What we need to know is that the raising of Jesus Christ alive to Heaven is not an article of Islamic faith. This means that if a person denies it he is not an unbeliever. A person is not considered to be an unbeliever for preferring a reasonable and valid interpretation of a Qur'anic verse. Had the Qur'anic verse been of the sort that cannot admit more than one interpretation, then denying its meaning could easily land the person who makes such a denial in the class of non-believers. This means that a person may adopt the view he prefers, but when he does so, he should arrive at the conclusion he prefers after carefully studying the matter and considering the evidence each group of scholars supply in support of their view. Dr Umar has made a choice to which he is certainly entitled. I chose the other view and I am equally entitled to it.

The answers on the page are given by Adil Salahi, who replies to readers' questions in other newspapers and magazines as well. His answer to this question is given below in full. (For the convenience of our readers, we have printed in bold those parts of the text which we wish to draw attention to.)

I have certainly answered that question by saying that Jesus Christ did not die, but Allah raised him to Himself. In this, I have only given the view of the majority of scholars, including contemporary ones. I have quoted the Quranic verse which says in reference to what the Jews used to assert: "And their statement 'We have killed the Messiah, Jesus, son of Mary, the messenger of Allah'. They certainly have neither killed him nor crucified him, although it was made to appear so to them." This verse concludes with a categorical statement: "For certain they have not killed him, but Allah has raised him to Himself. Allah is Almighty, Wise."

There are a number of hadiths which speak of the return of Jesus Christ to this world when he will resume his mission of preaching the message of the Oneness of Allah. That will definitely be the Divine message in its final form, i.e. Islam, as preached by Prophet Muhammad (peace be on them both). Those Hadiths and the Quranic statements which speak of the raising of the Prophet Jesus provide a full justification for the view of the majority of scholars that Jesus Christ did not die but was raised by Allah and that he will make a second appearance at a time which will be appointed by Allah Himself and known to Him alone. However, **there are references to Jesus Christ in the Quran which use a term that is most frequently used to indicate death** although not necessarily so. Linguistically speaking, the word means the completion of a term. **When it refers to life, it means the completion of one's life and its termination by death.** It is used in this sense in other verses of the Quran. Dr. Kamal Umar quotes these verses in his book and translates them as referring to the death of Jesus. Thus, he gives the translation of Verse 55 of Surah 3 as follows: "When Allah said: Isa! (this is the Arabic name of Jesus) certainly I would cause you to die and would raise you to Myself and will protect you from those people who rejected you." In this respect, Dr. Umar is not alone. **A number of scholars, some of them prominent indeed, have expressed this view and argued that this expression which occurs in three different verses in the Quran, means actually that Jesus Christ died a natural death.** They point out that Allah has protected him from his enemies, by foiling their attempts to kill or crucify him. There is no argument among Muslim scholars that Jesus Christ was neither killed nor crucified. But, as you see, some scholars argue that he died a natural death.

When these scholars refer to the "Ascension" of Jesus, or, to use the Quranic expression, his being raised to Allah, they interpret this as having an abstract sense. According to them, it means that his position with Allah has been enhanced and he has been given a very high status. This is indeed the case, because Jesus Christ is one of the five messengers of Allah who have shown

the greatest resolve in their service of Allah's cause. The other four are: Noah, Abraham, Moses and Muhammad (peace be on them all).

When these scholars speak about the Hadiths which tell of the second coming of Jesus Christ and what he will be doing, such as breaking the cross, killing the pig and preaching the message of the Oneness of Allah, they cast strong doubts about their authenticity. Their argument is not without validity. Where does this leave us? The answer is that there are two views: The first, which is held by a majority of scholars, is that Jesus Christ did not die but was raised by Allah and that he will make a second coming at a time determined by Allah, when he will be preaching the message of Islam. The other view is that Jesus Christ died a natural death after Allah had saved him from his enemies. Both groups of scholars agree that Jesus Christ was neither killed nor crucified. Needless to say, those who subscribe to the second view do not speak of a second coming of Jesus Christ.

What we need to know is that **the raising of Jesus Christ alive to Heaven is not an article of Islamic faith. This means that if a person denies it he is not an unbeliever.** A person is not considered to be an unbeliever for preferring **a reasonable and valid interpretation** of a Quranic verse. Had the Quranic verse been of the sort that cannot admit more than one interpretation, then denying its meaning could easily land the person who makes such a denial in the class of non-believers. This means that **a person may adopt the view he prefers,** but when he does so, he should arrive at the conclusion he prefers after carefully studying the matter and considering the evidence each group of scholars supply in support of their view. Dr. Umar has made a choice to which he is certainly entitled. I chose the other view and I am equally entitled to it.

Some comments

Not much comment is needed on the answer given above. We would point out that the following words are rather striking : *". . . the Hadiths which tell of the second coming of Jesus Christ and what he will be doing, such as breaking the cross, killing the pig and preaching the message of the Oneness of Allah . . . ".* The first two tasks seem out of place with the third! To have any connection with the third, the tasks of "breaking the cross and killing the pig" cannot possibly be taken literally, and it is certain that Mr. Salahi, if asked further, would interpret these in a figurative sense.

Once that is conceded, it is only natural to take figuratively all those aspects of these Hadith reports which would clash with the principles of Islam if taken literally. Primarily this means that the return of Jesus must be taken to mean the coming of a *Mujaddid*, a non-prophet, from among the followers of Islam, and not the appearance of a prophet after prophethood came to a close with the coming of the Holy Prophet Muhammad. So Mr. Salahi is not entirely correct in saying that those who believe in the death of Jesus must necessarily reject the Hadith reports about his second coming. There are those who believe in the

death of Jesus, and yet also hold that reports of his second coming are genuine, but to be taken metaphorically.

Appendix 22 of the Authorized English translation of the Quran: Jesus

by Dr. Rashad Khalifa

The Quran, informs us that Jesus was a human messenger of God whose sole mission was to deliver God's message; he never possessed any power, and is now dead (4:171, 5:75, 117).
Those who consider Jesus to be God, or Son of God, or part of a trinity are "pagans" (5:17, 72, 73). Outstanding Christian scholars have reached these same conclusions (THE MYTH OF GOD INCARNATE, John Hick, ed., The Westminster Press, Philadelphia, 1977 & THE MYTH MAKER, Hyam Maccoby,Harper & Row 1986). Christianity is the product of Nicene (AD 325).

The Bible's Jesus

Jesus proclaimed aloud: ``Whoever puts faith in me believes not so much in me as in him who sent me; ..... For I have not spoken on my own; no, the Father who sent me has commanded me what to say and how to speak. Since I know that his commandment means eternal life, whatever I say is spoken just as he instructed me.'' [John 12:44-50]

"I cannot do anything of myself. I judge as I hear, and my judgment is honest because I am not seeking my own will but the will of him who sent me." [John 5:30]

Jesus said: ``My doctrine is not my own; it comes from him who sent me.'' [John 7:16]

"Men of Israel, listen to me! Jesus the Nazorean was a man whom God sent to you with miracles, wonders, and signs as his credentials. These God worked through him in your midst, as you well know."
[Acts 2:22]

``...The man who hears my word and has faith in him who sent me possesses eternal life.''
[John 5:24]

"Whoever welcomes me welcomes, not me, but him who sent me."
[Matthew 10:40, Mark 9:37, Luke 9:48, & John 13:20]

``...I have not come of myself. I was sent by One who has the right to send, and him you do not know. I know him because it is from him I come; he sent me.'' [John 7:28-29]

Jesus looked up to heaven and said, ``...Eternal life is this: to know you, the only true God, and him whom you have sent, Jesus Christ.'' [John 17:1-3]

All who are led by the Spirit of God are sons of God.
[Romans 8:14]

Jesus looked upward and said, ``Father, I thank you for having heard me. I know that you always hear me but I have said this for the sake of the crowd, that they may believe that you sent me.''
[John 11:41-42]

As he was setting out on a journey a man came running up, knelt down before him and asked, ``Good Teacher, what must I do to share in everlasting life?'' Jesus answered, ``Why do you call me good? No one is good but God alone.'' [Mark 10:17-18]

``None of those who call me `Lord' will enter the kingdom of God, but only the one who does the will of my Father in heaven.''
[Matthew 7:21]

``...Go to my brothers and tell them, `I am ascending to my Father and your Father, to my God and your God.' '' [John 20:17]

``God is my Lord and your Lord; you shall worship Him alone. This is the right path.''
[Quran 3:51, 19:36, & 43:64]

Trinity, the doctrine of God taught by Christians that asserts that God is one in essence but three in ``person,'' Father, Son, and Holy Spirit. Neither the word Trinity, nor the explicit doctrine as such,
appears in the New Testament, nor did Jesus and his followers intend to contradict the Shema in the Old Testament: ``Hear O Israel: The Lord our God is one'' (Deut. 6:4).
[Encyclopedia Britannica, 1975]

Jesus' Death

This has been the single most controversial subject in the world. The Quran's miraculous mathematical code has now provided the final answer to this topic:

Jesus' soul was raised, i.e., he was put to death prior to the arrest and crucifixion of his body. Thus, his persecutors arrested, tortured, and crucified an empty body - Jesus was already gone to the world of souls (3:55, 4:157).

They plotted and schemed, but so did God, and God is the best schemer. Thus, God said,
``O Jesus, I am putting you to death, and raising you to Me; I will save you from the disbelievers.''
[Quran 3:54-55]

They claimed that they killed the Messiah, Jesus, the son of Mary, the messenger of God! In fact, they never killed him; they never crucified him; they were led to believe that they did.
[Quran 4:157]

Mercifully, God has given our generation a living example of a person whose soul departed this world, but his body continued to live for 19 months. On November 25, 1984, doctors at the Humana Hospital of Louisville, Kentucky

removed the diseased heart of Mr. William Schroeder and replaced it with a plastic and metal pump (THE NEW YORK TIMES, Monday, November 26, 1984).

On the 19th day after this historic operation - Thursday, December 13, 1984 - Mr. Schroeder, the soul, the real person, departed this world. Mr. Schroeder died. But his body continued to function with the artificial heart implanted in his body. The world was told that he "probably suffered a stroke" (THE NEW YORK TIMES, December 14, 1984).

Significantly, only one day before Mr. Schroeder's departure, he talked with President Ronald Reagan on national TV, and demanded that the Social Security Administration send his overdue check. He was
perfectly alert. From the moment "he suffered a stroke," he did not recognize the day or time, nor his family members. In fact, Mr.Schroeder was no longer in this world.
The Gospels state clearly that the arrested body of Jesus was oblivious to the events surrounding it: The chief priests, meanwhile, brought many accusations against Jesus. Pilate interrogated him again: "Surely you have some answer? See how many accusations they are leveling against you."
But greatly to Pilate's surprise, Jesus made no further response. [Mark 15:3-5]
Herod was extremely pleased to see Jesus. From the reports about him he had wanted for a long time to see him, and he was hoping to see him work some miracles. He questioned Jesus at considerable length, but Jesus made no response. The chief priests and scribes were at hand to accuse him vehemently. Herod and his guards then treated him with contempt and insult. [Luke 23:8-11]

The Savior said to me, "He whom you saw on the tree, glad and laughing, this is the living Jesus. But this one into whose hands and feet they drive the nails is the fleshly part. [Apocalypse of Peter, VII, 3, 81] from THE NAG HAMMADI LIBRARY (Harper & Row, 1977, James M.Robinson, ed, Page 339).

The facts that
(1) Mr. Schroeder's soul departed on the 19th day after the operation, and
(2) his body survived for 19 months, are uncanny reminders that God wanted the world to know the parallel between Schroeder's situation, and the proven account of Jesus' departure prior to the arrest, torture, and crucifixion of his soulless body.

info@submission.org

جو ملے حیات خضر مجھے اور اسے میں صرف ثنا کروں

جو ملے حیات خضر مجھے اور اسے میں صرف ثنا کروں
تیرا شکر پھر بھی ادا نہ ہو تیرا شکر کیسے ادا کروں

تیرے لطف کی کوئی حد نہیں گنوں کس طرح کہ عدد نہیں
نہیں کوئی تیرے سوا میرا کسے یاد تیرے سوا کروں

تیرے در پہ خم رہے سر میرا تیری رحمتوں پہ گزر میرا
میں کہا کروں تو سنا کرے تو دیا کرے میں لیا کروں

مجھے خوشبوؤں کی کلاہ دے مجھے روشنی سی نگاہ دے
کبھی پھول بن کے مہک اٹھوں کبھی شمع بن کے جلا کروں

میں بہت ہی عاجز و بے نوا تیرے آگے میری بساط کیا
کوئی بھول ہو تو معاف کر مجھے بخش دے جو خطا کروں

میرے ایک دامنِ عمر میں ہیں نجانے کتنی ندامتیں
میرا خاتمہ بھی بخیر ہو یہی رات دن میں دعا کروں

مظفر وارثی

Only Seventeen Ahadith Are Correct.

وہ صرف سترہ احادیث کو صحیح قرار دیتے تھے۔

Ehkaam Ul Furqan احکام الفرقان

Author/Translator: Rafi Ullah Shahab

تعارف

ہمارے عظیم فقہاے نے جب دوسری اور تیسری صدی میں اسلامی قانون کی تدوین کی، تو انھوں نے اس مقصد کے لئیے زیادہ تر قرآن مجید سے ہی رہنمائی حاصل کی تھی۔ کیونکہ زندگی کے اہم مسائل کے بارے قران مجید میں اصول بیان کردیئے گئے تھے جن کی روشنی میں انھوں نے اس زمانے میں وقوع پذیر ہونیوالے مسائل کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا۔ ان عظیم فقہا کی اصل کتابیں بعد کے لوگوں تک نہ پہنچ سکیں۔ وگرنہ لوگ قران مجید ہی کو اپنا رہنما بناتے۔ یہ کتابیں، جیسا کہ ابھی بتایا جائے گا۔ ایک سازش کے تحت تباہ کی گئیں۔

ہمارے ملک میں حنفی فقہ کی پیروی کی جاتی ہے اس کے بانی حضرت امام ابو حنیفہ تھیے۔ انھوں نے اسلامی قانون کی تدوین کے لیے فقہا کی ایک مجلس قائم کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اسلامی قانون کی دو تین لاکھ دفعات مرتب کی تھیں۔ لیکن ان کے سا کام کا بعد کی نسلوں تک پہچنا تو کجا، ان کی کوئی کتاب ہم تک نہ پہنچ سکی۔ انھوں نے اسلامی قانوں کی تدوین، قران مجید ہی کی روشنی میں کی تھ۔ روایات میں آتا ہے کہ وہ صرف سترہ احادیث کو صحیح قرار دیتے تھے قران مجید سے اسلامی قانون کی تدوین کے ان کے کام کو علمائے اہل حدیث نے پسند نہ کیا۔ امام بخاری، جو صحیح بخاری کے جامع ہیں وہ تو ان کے اس حد تک دشمن ہو گئے تھے کہ انھوں نے اپنی کتابون میں امام صاحب کے اس "جرم" کی وجہ سے انھیں گالیاں دیں اور ان پر کفر کا فتوی لگایا۔ یہ فتوی اور گالیاں ان کی مشہور کتاب "تاریخ صغیر" کے صفحہ 171 پر موجود ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے مدون کردہ اسلامی قانون کے مسودے کو جان بوجھ کر ضائع کیا گیا۔ بعد میں جو فقہ ان کے نام سے مرتب کی گئی۔ اگرچہ اس میں بھی آپ کے بہت سے فتاوی شامل کردیئے گئے تھے لیکن جن فتاوی سے بعد کے فقہا کے مفادات پر ضرب پڑتی تھی۔ انھیں حنفی فقہ کی کتابوں سے خارج کردیا گیا۔ مثلا امام صاحب نے سورہ المائدہ کی آیت نمبر 103 سے استدلال کرتے ہوئے اوقاف کو حرام قرار دے دیا تھا لیکن یہی اوقاف بعد کے علما اور فقہا کا ذریعہ روزگار بن گئے۔ تو پھر وہ اپنے امام کے اس فتوے کو کیسے برداشت کرسکتے تھے؟ چنانچہ انھوں نے اسے حنفی فقہ کی کتابوں سے خارج کردیا۔ لیکن ان کا یہ فتوی دوسرے فقہی مذاہب کی کتابوں میں درج ہو گیا۔ اس لیے ضائع ہونے سے بچ گیا اسی طرح امام ابو حنیفہ نے عقیقہ کو زمانہ جاہلیت کی ایک رسم قرار دیتے ہوئے۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے سے منع کردیا تھا۔ لیکن بعد کے علما کا یہ ذریعہ بن گیا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان کا یہ فتوی حنفی فقہ کی تمام کتابوں میں اب بھی موجود ہے لیکن تھوڑے سے ذاتی فائدے کے لیے ہمارے ملک کے علما نے کبھی ان کے اس فتوی کو بیان نہیں کیا۔ عقیقہ سے مراد لڑکے یا لڑکی کی پیدائش پر جانور ذبح کرنا ہیں۔

جس کتاب یعنی بدائع الصنائع کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے مصنف علامہ کاسانی نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ وہ امام صاحب کے اصل فتاوی کو پیش کرے۔ اسی طرح دوسرے عظیم فقہا کے بھی بہت سے فتاوی جو قرانی تعلیمات کے عین مطابق تھے فقہ کی کسی نہ کسی کتاب میں درج ہو گئے۔ راقم نے متعلقہ قرانی آیات کے تحت ان فتاوی کو جمع کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ اس میں راقم کو کہاں تک کامیابی ہوئی ہے اس کا فیصلہ تو قارئین کریں گے لیکن اس سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ ہمارے عظیم فقہانے اسلامی قانون کی تدوین کے لیے سب سے زیادہ رہنمائی قران مجید سے حاصل کی تھی۔ یہاں تک احادیث نبوی کا تعلق ہے۔ انھوں نے صرف ایسی احادیث سے فائدہ اٹھایا جو قرانی تعلیمات کے عین مطابق تھیں۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ جن احادیث کو ان ائمہ

نے صحیح تسلیم کیا تھا آجکل کے فرقہ اہل حدیث کے لوگ ان سچی احادیث کو تسلیم نہیں کرتے۔ مثلاً زمین کی بٹائی کو رسول اللہ صلعم نے خود سودی معامہ قراد دیا ۔ آجکل کی جدید علمی تحقیق کے مطابق بھی یہ سودی معاملہ قرار پاتا ہے۔ بلکہ زمانہ جدید کے مشہور ماہر معاشیات لارڈ کنیز نے تو یہاں تک دعوی کیا ہے کہ قدیم زمانے میں یہی زمین کو بٹائی پر کاشت کرانے کا معاملہ ہی سب سے بڑا سودی معاملہ تھا۔

امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے محدثین رفقاء

مگر انہوں نے شدتِ احتیاط کی وجہ سے "قال رسول اللہ" نہیں فرمایا ہے جیسا کہ حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازبؓ کا طرز رہا ہے۔

فقہ حنفی پر عام طور سے یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ رائے اور قیاس پر مبنی ہے، اس میں نصوص شرعیہ سے چشم پوشی کی گئی ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ خود امام ابو حنیفہؒ جو اس فقہ کے بانی ہیں اور ان کے رفقاء جنہوں نے اس سلسلہ میں ان کا تعاون کیا ہے وہ علم حدیث سے بے بہرہ تھے اور بعض ناعاقبت اندیش نے تو یہاں تک لکھدیا کہ امام ابو حنیفہؒ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں، ظاہر ہے کہ جو فقہ حنفی کا مطالعہ کرے گا یا مسانید امام ابو حنیفہؒ کو دیکھے گا تو وہ پکار اٹھے گا "مَاهٰذَا اِلَّا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ"۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کم روایت ہونے کی وجہ

ان تفصیلات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے جن مسائل کا بھی استنباط واستخراج کیا ہے وہ سب احادیث کے موافق ہیں یا ان کے قریب قریب ہیں؛ **مگر انہوں نے شدتِ احتیاط کی وجہ سے "قال رسول اللہ" نہیں فرمایا ہے جیسا کہ حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری اور براء بن عازبؓ کا طرز رہا ہے**؛ حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ان حضرات کو متوسطین میں شمار فرمایا ہے (ازالۃ الخفاء مقصد: ۲۱۴/ ۲) پھر کچھ آگے انہوں نے ان حضرات کو مکثرین فرمایا کیونکہ ان کی اکثر باتیں احادیث مرفوعہ کے موافق ہوئیں، اس لیے امام ابو حنیفہؒ بھی مکثرین میں سے ہیں؛ کیونکہ ان کے بہت سے اقوال، مسائل، مرفوعات کے موافق ہیں؛ اسی وجہ سے ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ "یہ نہ کہو کہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے؛ بلکہ یہ کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے"۔

مقدمہ اعلاء السنن:

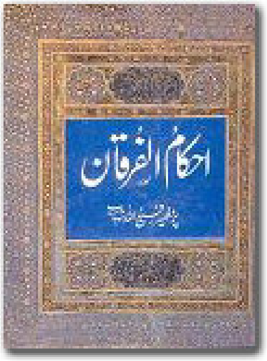

تعارف

ہمارے عظیم فقہا نے جب دوسری اور تیسری صدی میں اسلامی قانون کی تدوین کی، تو انھوں نے اس مقصد کے لئے زیادہ تر قرآنِ مجید سے ہی رہنمائی حاصل کی تھی. کیونکہ زندگی کے اہم مسائل کے بارے قرآنِ مجید میں اصول بیان کر دیئے گئے تھے، جن کی روشنی میں انھوں نے اس زمانے میں وقوع پذیر ہونیوالے مسائل کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کیا. ان عظیم فقہا کی اصل کتابیں بعد کے لوگوں تک نہ پہنچ سکیں، ورنہ لوگ قرآنِ مجید ہی کو اپنا رہنما بناتے. یہ کتابیں، جیسا کہ ابھی بتایا جائے گا، ایک سازش کے تحت تباہ کی گئیں.

ہمارے ملک میں حنفی فقہ کی پیروی کی جاتی ہے. اس کے بانی حضرت امام ابو حنیفہؒ تھے. انھوں نے اسلامی قانون کی تدوین کے لئے فقہا کی ایک مجلس قائم کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اسلامی قانون کی دو۲ تین۳ لاکھ دفعات مرتب کی تھیں. لیکن ان کے اس کام کا بعد کی نسلوں تک پہنچنا تو کجا، ان کی کوئی کتاب ہم تک نہ پہنچ سکی. انھوں نے اسلامی قانون کی تدوین، قرآنِ مجید ہی کی روشنی میں کی تھی. روایات میں آتا ہے کہ وہ صرف سترہ احادیث کو صحیح قرار دیتے تھے. قرآنِ مجید سے اسلامی قانون کی تدوین کے ان کے کام کو، علمائے اہلِ حدیث نے پسند نہ کیا. امام بخاری، جو صحیح بخاری کے جامع ہیں وہ تو ان کے اس حد تک دشمن ہو گئے تھے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں امام صاحب کے اس "جرم" کی وجہ سے انھیں گالیاں دیں اور ان پر کفر کا فتویٰ لگایا. یہ فتوے اور گالیاں ان کی مشہور کتاب 'تاریخ صغیر' کے صفحہ ۱۷۱ پر موجود ہیں.

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے مدوّن کردہ اسلامی قانون کے مسودے کو جان بوجھ کر ضائع کیا گیا.

العشرین لابی حنیفة: امام اعظم کی بیس احادیث

تالیف وترجمہ: مفتی رشید احمد العلوی استاذ جامعہ علوم اسلامیہ

میری اس تصنیف کا اصل مقصد یہ تھا کہ میں اہل حق کے سامنے یہ واضح کروں کہ حضرت امام اعظم سے منقول احادیث کی کیا تعداد اور ان کی کیا نوعیت ہے عام طور پر یہ کہا جارتا ہے اور یہی سمجھا بھی جاتا ہے کہ امام اعظم سے منقول احادیث کی تعداد صرف اور صرف سترہ ہے اور اس کے علاوہ ان سے کوءی حدیث منقول نہیں ہے ؟؟؟؟ مجھے اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ واقعی امام صاحب کی احادیث کی تعداد سترہ ہے لیکن اس کی تھوڑی سی تفصیل ہے اگر اہل حق برانہ منائیں تو سی دیدہ ریزی فرمالیں

اور وہ اس طرح کہ

پہلی بات یہ دعوی امام ابن خلدون کا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اہل حدیث حضرات کے منہ میں گولی دی کہ امام صاحب کی احادیث کی تعداد صرف سترہ ہے اور اسی کو لیکر بلا سمجھے اور سوچے ہم نے لایعنی تفکرات کے جہاز اڑانے شروع کر دئے ؛ کیونکہ امام ابن خلدون کو ہم اگر واقعی امام مانتے ہیں اور واقعہ میں وہ امام بھی تھے لیکن ان کے افکار کے ساتھ بہت زیادتی کی گ ءی ہے کیونکہ جب انہوں نے امام صاحب کی احادیث کی تعداد سترہ بتائی تھی تو اس کی متعدد وجوہ تھیں

وجہ اول یہ کہ امام اعظم نے جو احادیث خود براہ راست اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سنی تھیں ان کی تعداد صرف سترہ ہی تھی اور اس کا مشاہدہ قارئین کرام ہماری تصنیف العشرین میں سے مکررات کو ختم کر کے گن سکتے ہیں وہ سترہ ہی ہیں

دوسری وہ یہ ہے کہ امام اعظم سے جو ان کی کتاب الفقہ الابسط منقول ہے اور جو ہمارے مجموعہ الفقہ الاکبر میں تیسرے رسالے کے طور پر شامل اشاعت ہے اس میں امام اعظم سے صرف سترہ احادیث منقول ہیں اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام اعظم سے صرف سترہ احادیث منقول ہیں

تیسری وجہ یہ ہے کہ امام اعظم سے جو مسانید نقل کی گ ءی ہیں ان کو دیکھا جائے تو انب کی تعداد بھی سترہ ہے جیسا کہ اکثر ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے اور ان میں سے بہت ساری مسانید چھپ چکی ہیں جو مزید تحقیق کرنا چاہے وہ ہماری تصانیف میں آسانی کے ساتھ مشاہدہ کر سکتا ہے

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع المآب

والسلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

جزاک اللہ

گوہر شاہی کا دین الٰہی اور یاجوج ماجوج

اعجاز علی شاہ

ص 21 پر ہندوئوں کے ناگ دیوتا کے متعلق دیومالائی کہانی ملاحظہ کریں "آخری لائن سد سکندری (جو ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی) سمندر میں سکندر کی بیوی جو کہ دراصل ناگن تھی اسے پھینک دیا گیا اس کا نشان اب بھی موجود ہے اسے سد سکندری کہتے ہیں۔ ان کی نسل (یعنی وہ جو سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیئے گئے تھے گوہر شاہی نے یہ نہیں بتایا کہ یہ لوگ تھے کون) بھی اس دنیا میں موجود ہے۔ عام سانپوں کے کان نہیں ہوتے لیکن اس نسل والے سانپ کے کان ہوتے ہیں۔ یاجوج ماجوج کو چینی پہاڑوں میں بند قرار دیا ہے۔ قارئین کرام یہ سبھی باتیں بلا حوالہ اور بالکل بے سروپا ہیں۔

ایک شخص کا وقت پورا ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟

عبداللہ حیدر

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
> **لفظ متوفی کیا قرآن میں وفات یعنی موت واقع ہو جانے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے کہ ایک شخص کا وقت پورا ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحمدللہ سب مسلمان ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کسی بھی طرح ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئیں گے بلکہ شریعت محمدی کی پیروی کریں گے۔ ختم نبوت کے عقیدے کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت ملنے والی نہیں ہے، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام بعثت محمدی سے قبل ہی منصب نبوت پر فائز تھے۔ قرآن وحدیث میں بیان کیے گئے عقیدے نہایت صاف اور واضح ہیں لیکن انہیں صحیح طریقے سے سمجھنا اور ان میں میخ نکالنے بغیر ان پر ایمان رکھنا اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر ممکن نہیں۔

آپ نے اپنی منفرد قرآن فہمی استعمال کرتے ہوئے صحیح احادیث کو رد کرنے کی جو دلیل تراشی ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے لیے "متوفیک" اور "توفیتنی" یعنی وفات کا لفظ استعمال ہوا ہے جو موت کا مترادف ہے لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہو چکی ہے اور اب وہ دنیا میں تشریف نہیں لانے والے ہیں۔ اس قسم کی باتیں وہ شخص ہی کر سکتا ہے جو پہلے سے اپنے ذہن میں ایک عقیدہ بٹھا کر قرآن مجید سے اپنے حق میں دلائل کشید کرنا چاہتا ہو خواہ اس کے لیے اسے صحیح احادیث اور ائمہ امت کی تصریحات سے بے نیاز ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔ خیر، یہ آپ کے اپنی مرضی ہے کہ آپ قرآن مجید کی وہ تفسیر پسند کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بتائی ہے یا پھر اپنی عقل سے کلام اللہ کے نئے معنی متعین فرماتے ہیں۔ ہمارے لیے آپ کے پیش کیے ہوئے اشکال کو رفع کرنے کے لیے یہی امر کافی ہے کہ لغت کے اعتبار سے "وفات" کا لفظ بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ایک مطلب "واپس لینا" بھی ہے اور ان آیات میں یہی مطلب مراد ہے۔ خود قرآن مجید میں "وفات" کا اطلاق نیند پر کیا گیا ہے مثلاً:

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ (الانعام)

"اور وہی ہے جو تمہیں رات کو "وفات" دیتا ہے"

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا] الزمر : 42]

"اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو موت کے وقت اور جو مری نہیں ہیں انہیں نیند میں"

عربی کی معتبر ترین لغت لسان العرب سے "وفات" کے دو مزید استعمال دیکھیے۔

تَوَفَّيْتُ المالَ منه

لفظی مطلب: "میں نے اس کے مال کو "وفات" دے دی"

حقیقی مراد: "میں نے اس سے سارا مال واپس لے لیا"

ایک اور مثال:

تَوَفَّيْتُ عَدَدَ الْقَوْمِ

لفظی مطلب: "میں نے قوم کے افراد کی تعداد کو وفات دی"

حقیقی مراد: "میں نے قوم کے افراد کو شمار کیا"

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ عربی زبان میں "وفات" کا مطلب ہمیشہ "موت" نہیں ہوتا، بلکہ اگر کوئی شخص محض لغت کی مدد سے ترجمہ کرنا بیٹھے تو وہ قائل کی حقیقی مراد سے بہت دور جا پڑے گا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ محض لغت کی مدد سے قرآن کی تفسیر نہیں کی جاسکتی۔ قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے جس کے لیے صرف عربی زبان جان لینا کافی نہیں بلکہ تمام متعلقہ علوم میں مہارت ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ کچھ عرصے سے مسلمانوں میں یہ خطرناک وبا چل پڑی ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف عربی پڑھ لینے کو تفسیر قرآن کے لیے کافی سمجھ رکھا ہے، چنانچہ جو شخص بھی معمولی عربی زبان پڑھ لیتا ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر میں رائے زنی شروع کر دیتا ہے بلکہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان کی نہایت معمولی شدبد رکھنے والے لوگ، جنہیں عربی پر بھی مکمل عبور نہیں ہوتا، نہ صرف من مانے طریقے پر قرآن کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں بلکہ پرانے مفسرین کی غلطیاں نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض ستم ظریف تو صرف ترجمے کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو قرآن کا عالم سمجھنے لگتے ہیں اور بڑے بڑے مفسرین پر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے۔

ہمارے اور آپ کے درمیان مسئلہ صرف یہ ہے کہ آپ صحیح احادیث، علماء، فقہاء اور ائمہ امت کی تصریحات اور ان کے چھوڑے ہوئے علمی کام کو دریابرد کر کے اپنی عقل اور لغت کے بھروسے پر قرآن مجید کے نئے معنی متعین فرمانا چاہتے ہیں۔ بنیادی سوال صرف یہ ہے کہ جن آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کے لیے "وفات" کا لفظ آیا ہے وہاں اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بتائے ہوئے مطلب سے کی جائے یا کسی متجدد کے فہم ودانش کو معیار مانا جائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ احادیث سے عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد معلوم ہے۔ ایک صحیح حدیث ملاحظہ کیجیے:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حاکم عادل بن کر اتریں گے، پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔۔۔"

اس حدیث کو درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے اور محدثین نے جانچ پرکھ کے کڑے اصولوں پر پرکھنے کے بعد اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

صحیح البخاری کتاب البیوع باب قتل الخنزیر

صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا

سنن ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی نزول عیسیٰ ابن مریم

مستخرج ابی عوانہ کتاب الایمان باب ثواب من آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

مصنف عبد الرزاق کتاب الجامع باب نزول عیسیٰ ابن مریم

مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

صحیح ابن حبان کتاب التاریخ باب ذکر خبر قد یوھم من لم یحکم صناعۃ الحدیث ان خبر

سنن البیہقی جلد 6 ص 110

علاوہ ازیں قرآن کریم کی ایک آیت سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا اشارہ نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا) النساء 159(

"اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہ بچے گا جو اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔ اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہو گا"

مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے ہاں معتبر تفسیر ابن کثیر میں اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

وذلک حین ینزل إلی الأرض قبل یوم القیامة

"یہ واقعہ تب ہو گا جب عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے زمین پر دوبارہ نازل ہوں گے"

غامدی یا کسی دوسرے کو اپنی رائے رکھنے کا پورا حق ہے لیکن یہ خیال رکھتے ہوئے کہ اپنی رائے اور عقل سے قرآن کی تفسیر کرنے پر وہ اللہ کو کیا جواب دیں گے۔

والسلام علیکم

sahj

فاروق سرور صاحب کیا آپ کھلے الفاظ میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں؟

کیوں کہ بقول آپ کے " قرآن حکیم کو انسانیت کے لئے اللہ کا فرمان جو کہ رسول اکرم لے کر آئے۔ یہی کتاب میرے لئے ایک مکمل دلیل ہے۔"

واضع الفاظ میں جواب دیجئے شکریہ

قرآن میں بہت کچھ نہیں ہے جس پر ساری امت رسول اللہ کے دور مبارک سے ہی ایمان رکھتی ہے۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> برادران سلام علیکم،
> جو کچھ آپ نے لکھا ان میں سے کوئی بھی امر اسلامی ایمان کا حصہ نہیں ہے۔ معذرت چاہتا ہوں بھائی لیکن یہ آپ کا اپنا اختراع کردہ ایمان ہے۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی، میں نے سوچا تھا کہ اتنے عرصہ بعد کچھ مثبت تبدیلی کے ساتھ آئے ہوں گے لیکن،،،،

بھائی جی، کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ دوسروں کے ایمان پر الزام مت لگایا کیجیے، اللہ کو جواب دینا بہت ہی بھاری پڑے گا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحیح ثابت شدہ فرامین مبارکہ میں بیان کردہ عقائد کو آپ خارج از ایمان قرار دے رہے ہیں اور اس فاش غلطی کو درست ایمان بھی سمجھ رہے ہیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ،

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> 1۔ حیات المسیح علیہ السلام،
> سب سے پہلے درست لفظ المسیح ہے، المسیح نہیں۔
> اس بات کا کوئی ثبوت قرآن میں موجود نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں۔ اسی لئے یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔

محترم آپ اکثر دوسروں کی اردو میں غلطیاں نکالنے کی کوشش میں مصروف ہوتے ہیں، کچھ اپنی طرف بھی توجہ فرمایا کیجیے،

""""حیات مسیح""""" اردو کی ترکیب ہے، کچھ یوں لکھا جائے تو درست تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے گا اور آپ کو غلطی کا ٹھیک سے اندازہ ہو جائے گا کہ کس کی ہے ان شاء اللہ،

""""حیاتِ مسیح""""" تلفظ کی صحیح ترجمانی """حیات اے مسیح """""

جی بھائی، """"" المسیح""" عربی ترکیب میں لکھا جانا چاہیے یعنی""" حیاتُ المسیح """ اور بھائی شاھد صدیقی اور میں نے اردو ترکیب کے مطابق اردو میں بات کر رہے تھے،

شاید آپ کسی کی غلطی پکڑنے کے زعم میں اتنی جلدی میں تھے کہ خود واقعتاً غلطی کر بیٹھے، دیکھیے یہ آپ نے کیا لکھا ہے """""" ::: سب سے پہلے درست لفظ المسیح ہے، المسیح نہیں"""""""

کیا یہ بھی صحیح ثابت شدہ عقائد کے انکار کی طرح کوئی فسلفیانہ کلام ہے ؟؟؟

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

2۔عذاب قبر،

حیات بعد الممات پر ایمان قیامت کے دن دوبارا اٹھائے جانے پر ہے نہ کہ قبر میں زندہ رہنے پر،

قرآن میں قبر میں زندہ رہنے کے بارے میں کوئی آیت نہیں۔

3۔دجال کی آمد تو اسلامی عقائد میں سے ہیں،

دجال کی آمد قرآن سے ثابت نہیں، کوئی آیت یہ نہیں کہتی کہ دجال آئے گا۔

بڑے بھائی، قران میں بہت کچھ نہیں ہے جس پر ساری امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دور مبارک سے ہی ایمان رکھتی ہے، عقائد، عبادات، اور معاملات کے احکام سب میں ہی ایسا معاملہ چلتا چلا آرہا ہے،

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

ایمان مفصل کی آئت دیکھئے۔

2:177 لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کرنے والے ہوں، اور

سختی (تنگدستی) میں اور مصیبت (بیماری) میں اور جنگ کی شدّت (جہاد) کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں

فاروق بھائی، اس آیت میں اس ایمان مفصل کی کئی باتیں مذکور نہیں جس کا ذکر صدیقی بھائی نے کیا تھا، آپ اس آیت کو اس ایمان مفصل کی دلیل کیسے بنا رہے ہیں، جو کچھ اس آیت میں مذکور نہیں کیا اُس ایمان مفصل میں سے ان چیزوں کو نکال دیا جائے؟؟؟

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
اختلافی عقائد جن کے بارے میں خود لکھنے والے قرآن حکیم سے کوئی ثبوت فراہم نہیں کرسکتے اسلامی عقائد کس طور بن گئے؟

اللہ تعالی نے اسی سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے کے لئے قرآن اتارا۔

جی فاروق بھائی، اس میں کوئی شک نہیں کہ قران سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے کے لیے نازل فرمایا گیا ہے، لیکن اس قران کو محض اپنے فسلفے کی بنا پر سمجھ کر سچ اور جھوٹ کی تمیز نہیں ہو سکتی، اس کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سنت مبارکہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال کے ذریعے سمجھنا ہوتا ہے، ورنہ **(یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً ::: اللہ اس قران کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے)**

اس موضوع پر پہلے بات ہو چکی ہے، تو بڑے بھائی قران کو اس طرح سمجھیے جس طرح اللہ نے سمجھانے کا انتظام فرمایا ہے ،
آپ کے دیگر مراسلات کا جواب ان شاء اللہ کسی فارغ وقت میں، والسلام علیکم۔

ایسا کیسے ہے کہ روایت صاف صاف قرآن کی مخالفت کر رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اسے مان لو۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : sahj

فاروق سرور صاحب کیا آپ کھلے الفاظ میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں؟ کیوں کہ بقول آپ کے " قرآن حکیم کو انسانیت کے لئے اللہ کا فرمان جو کہ رسول اکرم لے کر آئے۔ یہی کتاب میرے لئے ایک مکمل دلیل ہے۔"

واضح الفاظ میں جواب دیجئے شکریہ

بہت کھلے الفاظ مین ان روایات سے انکار کرتا ہوں جو صاف صاف قرآن کے خلاف ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ "وفات" کے بعد "ارفع" کیا۔ یہ وفات، عمر کا پورا ہونا، نیند آنا، مکمل ہونا، موت آنا تو ممکن ہے۔ لیکن یہ زندہ رہنا کیسے ہوا؟

ایسا کیسے ہے کہ روایت صاف صاف قرآن کی مخالفت کر رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اسے مان لو۔ من گھڑت باتوں کو رسول اللہ سے منسوب کرنے کو آپ کیا کہتے ہیں؟

ایک محدث امام مالک (ر) بھی ہو گذرا ہے۔ جو کہ اتفاق سے عرب بھی تھا۔ اس کی مرتب کی ہوئی روایت کی کتاب سے آپ کوئی روایت حضرت عیسی کے زندہ ہونے، زندہ آسمان پر جانے اور زندہ واپس آنے پر فراہم کر دیجئے

بھائی یہ سمجھائیے کہ جو امر نہ قرآن میں ملتا ہو
اور نہ ہی کم ازم کم ایک عدد حدیث کی کتاب میں
بلکہ قرآن اس کے بالکل برعکس کہہ رہا ہو
تو پھر ایسی روایت کہانی نہیں ہے

تو پھر کیا ہے

صاحب۔

فاروق سرور خان

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

قرآن کی ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے اور زندہ واپس زمین پر نزول کی پیش کر دیجئے۔

فاروق سرور خان

اس سب بحث کو چھوڑئے اور قرآن کی ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے اور زندہ واپس زمین پر نزول کی پیش کر دیجئے، اتنا اہم مسئلہ اور اتنی اہم بات اور اللہ تعالیٰ بالکل خاموش؟ بلکہ ان روایات کے برعکس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وفات دے کر اوپر اٹھایا نہ کہ زندہ رکھ کر اوپر اٹھایا۔۔۔ اس امر کو جھٹلانا کیا قرآن کی تردید نہیں ہے؟

شاہد جمیل حفیظ

واقعی قرآن کو سمجھنے کے لے صاحب قرآن حضرت محمد صل اللہ علیہ وسلم، صحابہ اکرام، تابعین اکرام کو سمجھنا ضروری ہے
اگر اپنی عقل سے قرآن کی تشریح کریں گے تو لازم بات ہے گمراہ ہی ہونگے گے۔

naeemuddin

غامدی کوئی عالم نہں، جاہل آدمی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

نا اسکی شکل مسلمانوں جیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فیصلہ آپ خود کرلیں۔۔۔۔۔۔۔۔

shafresha

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب naeemuddin :
>
> غامدی کوئی عالم نہں، جاہل آدمی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔
>
> نا اسکی شکل مسلمانوں جیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔
>
> فیصلہ آپ خود کرلیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگرچہ میں نے آپ کے مُراسلے کو بعینہ " اپرو " کر دیا ہے مگر مجھے آپ کے انداز تحریر / تخاطب پر اعتراض ہے !

آپ موطا امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے کوئی حدیث پیش کیجئے۔

یہاں تو وفات کو زندہ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ کیا متوفی میں اور زندہ میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

فاروق سرور خان

ذہن میں رکھئے کہ ہم یہاں انسانوں کی برائی کرنے جمع نہیں ہوئے ہیں۔ جس نظریہ پر بات ہو رہی ہے اس پر اگر آپ کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں تو غامدی پر کیچڑ اچھالنے سے آپ کی شمعیں کچھ زیادہ روشن نہین ہو جائیں گی

اپنی محرومی کے احساس سے شرمندہ ہو؟
خود تو رکھتے نہیں اور کے بجھاتے ہو چراغ؟

شاعر سے معذرت کے ساتھ۔

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : شاہد جمیل حفیظ
>
> واقعی قرآن کو سمجھنے کے لے صاحب قرآن حضرت محمد صل اللہ علیہ وسلم، صحابہ اکرام، تابعین اکرام کو سمجھنا ضروری ہے
> اگر اپنی عقل سے قرآن کی تشریح کریں گے تو لازم بات ہے گمراہ ہی ہونگے گے۔

حقیقت یہی ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے صاحب قرآن حضرت محمد صل اللہ علیہ وسلم سے سمجھنا ضروری ہے۔

حضرت محمد صل اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھایا کہ ان کا کوئی قول فعل قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتا۔
یہاں تو وفات کو زندہ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ کیا متوفی میں اور زندہ میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

پھر آپ موطا امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے کوئی حدیث پیش کیجئے، کہ جس سے عیسی علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے کی خبر ملتی ہو۔ کہ یہ صاحب واحد عرب دان محدث ہیں اور ان کی کتاب باقی حدیث کی کتب سے پہلے لکھی گئی تھی۔

اگر نبی اکرم کا کوئی قول بھی اس کتاب میں موجود نہ ہو جو عیسی علیہ السلام کو زندہ اوپر جانے کا بتاتا ہو اور زندہ نیچے آنے کا،
تو پھر اس بات کو کس نے سمجھایا؟

کہانیوں نے؟

حوالہ فراہم کیجئے ان آیات کا جن میں اتنا بڑا معاملہ درج ہو۔

والسلام

شاہد جمیل حفیظ

معذرت کے ساتھ یہ تحریر پیش خدمت ہے میری نظر سے گزری تھی میں نے سوچا آپ بھی پڑھ لیں۔

جاوید احمد غامدی (کاکوشاہ) دور حاضر کا فیضی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوشاہ۔۔۔دور حاضر کا فیضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔وبعد!

المیہ یہ نہیں کہ لوگ دین کا فہم نہیں رکھتے بلکہ یہ ہے کہ بعض قوتیں دین کا نام لے کر دین پر حملہ آور ہیں دینی اصلاحات کی آڑ لے کر دین کی روح کو کچلنے کے درپے ہیں ان کے عزائم مخفی ہیں نہ ہتھکنڈے نئے بلکہ سب کچھ واضع اور صاف نظر آنے کے باوجود تحفظ دین کے ذمہ داران اچکوں کی وارداتوں پر مہر بلب ہیں، بلکہ اٹھائی گیروں کی حرکتوں کو دیکھنے اور جانتے ہوئے چپ ہیں کہ انتہاپسندی کا الزام نہ لگ جائے، ہماری رواداری پر دھبہ نہ لگ جائے دین چاہئے بدنام ہو اس کا چاہئے کوئی حلیہ بگاڑ دے بس ہم پر الزام نہ آئے ہمیں کانٹا نہ چبھے ہمیں برا نہ کیا جائے۔۔۔

اس احتیاط پسندی کا نتیجہ ہے کہ آج کاکوشاہ جیسے لوگ شارح دین ہونے کے دعویدار ہیں دین کی روح سے ناواقف لوگ اجتہاد کی کبڈی میں مصروف ہیں اور حالت یہ ہے کہ کشمالہ طارق کہتی ہیں (میں اجتہاد کروں گی) اجتہاد کیا ہے؟؟؟۔۔۔اس کی شرائط کیا ہیں؟؟؟۔۔۔اور حدود و قیود کے ضمن میں کیا دیکھنا پڑتا ہے یہ ایک خالصتاً علمی موضوع ہے جس کا کالم سردست متحمل نہیں ہو سکتا البتہ یہ ضرور دیکھنا پڑے گا کہ حکومت پاکستان کا مجتھد کون ہے؟؟؟۔۔۔جو دین میں سے روشن خیالی کا ایڈیشن نکالنے میں ہے اور حکومت کے فیضی کا کردار ادا کرتے ہوئے دین اکبری سے بھی آگے بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔۔۔

اس شخصیت کی تلاش میں کچھ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کوئی بھی ٹی وی چینل کھول لیں اس پر دینی اقدار اور دینی روایات کے خلاف اپنی سوچ کو بطور حجت پیش کرتے ہوئے جو شخص دکھائی دے وہی حکومت کا فیضی یعنی (علامہ) جاوید غامدی ہے۔ جن کا سنت کی تعریف سے لے کر قرآن حکیم تک اُمت

سے اختلاف ہے اور موصوف کا دعویٰ ہے کہ ۱۴ سو برس میں دین کی کو ان کے سوا کوئی سمجھ ہی نہیں سکا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے اعمال و فیصلوں سے لے کر آئمہ احادیث تک سے اختلاف کرتے ہیں اور جہاں دال نہ گلے قرآن کو چھوڑ کر تورات اور انجیل تک سے اپنے مقصد کے احکامات نکال لینے میں ثانی نہیں رکھتے۔ خود کو علامہ کہلواتے ہیں لیکن مبلغ علمی اتنا ہے کہ بی اے کرنے کے بعد علم کا دورہ پڑا اور پھر از خود مطالعہ کرتے کرتے مجتہدین بن بیٹھے۔ ان کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہر چند برس بعد ان کے نظریات میں جوہری تبدیلی واقع ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی ان کے ساتھی انہیں چھوڑ جاتے ہیں اور وہ نہ صرف اپنے نظریات بلکہ ساتھیوں کو بھی چھوڑ کر اگلی منزلوں کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔۔۔

حدود اللہ کے خلاف سازش کی قیادت کے علاوہ موصوف پورے اسلامی معاشرے کو روشن خیال بنانے کی فکر رکھتے ہیں اسی باعث ان کے نزدیک، گانا بجانا، رقص و سر دوست جائز ہے پردہ جہالت کی نشانی ہے اگر مغرب پسند نہیں کرتا تو ہمیں پردہ پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ ستر عورت کے حوالے سے ان کے خیالات میں تغیر و تبدل آتا رہتا ہے بعض اوقات جذباتی ہو کر یہاں تک چلے جاتے ہیں کہ فقہ حنفی میں مرد و عورت کا ستر برابر ہے سوال کریں کہ یہ حنفی کی کونسی کتاب میں ہے تو جواب دل و دماغ کو باغ باغ کر دیتا ہے فرماتے ہیں کہ اب کسی کتاب میں مرقوم نہیں، امام یوسف نے بعد میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے بدل دی تھی۔ سوال یہ ہے کہ جب اس بات کا کہیں تذکرہ ہی نہیں ہو وہ (جناب) کو کہاں سے معلوم ہوا امام ابو حنیفہ رحمہ پر الزام دھرنے اُٹھ کھڑے ہوئے سیدھے سیدھے اپنے دل کی کیوں نہیں کہتے؟؟؟۔۔۔ صرف ستر عورت پر ہی کیا موقوف جناب کے اکثر نظریات کا یہی عالم ہے۔۔۔

ان کے جاننے والے ایک ساتھی کا موقف ہے کہ جسے اسلام پر کوئی شک وشبہ ہو جاوید غامدی سے مل لے اور کچھ نہ ہوا تو مشکوک ضرور ہو جائے گا۔۔۔

موصوف کا تازہ ترین فرمان ہے کہ قرآن کے تمام تر احکامات عملدرآمد کی خاطر نہیں۔ اکثر کا تعلق ریاست مدینہ کے دور سے تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سنت کو آپ نہیں مانتے بلکہ آپ کے نزدیک سنت صرف وہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک تواتر سے ثابت ہو یعنی سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قابل اعتناء نہیں۔ قرآن پورے کا پورا قابل نفاذ نہیں حدیث کی ثقاہت پر آپ کو اعتراض ہے تو دین کہاں گیا؟؟؟۔۔۔ یہ دین تا قیامت رہنمائی کیسے کرے گا؟؟؟۔۔۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۱۴ سو برس بعد آپ پر یہ انکشاف کیسے ہو گیا کہ قرآن کے تمام احکامات قابل عمل نہیں اور پھر اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ کون سا حکم آج کے لئے ہے کون سا متروک ہو چکا ہے موجودہ حکومت کے شارح دین کو جہاد سے بھی خاصی چڑ ہے ان کا نقطہ نظر ہے کہ طاقتور کو حق حاصل ہے کہ وہ کمزور کو دبا لے لہذا افغانستان اور عراق پر امریکہ کا قبضہ جائز اور اس کی مزاحمت ناجائز ہے۔۔۔

جناب فیضی جدید کے یہ نظریات وہ ہیں جو ان کے بیانات، مباحث میں عام دستیاب ہیں ورنہ فکری غامدی اور دین اسلام میں اتفاق کم اور بعد المشرقین زیادہ ہے دین اسلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور ۱۴ سو برس سے نافذ اور رائج ہے اس کے مقابلہ میں فکری غامدی سراپا روشن خیالی اور امریکہ کے فرمودات کے عین مطابق ہے موجودہ حکومت کے اس فیضی کی حیثیت کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ صرف احباب اور نظریات ہی نہیں بدلتے بلکہ نمایاں ہونے کے شوق میں نت نئے نام بھی اختیار کرتے رہتے ہیں۔۔۔

ماضی میں ان کے رفیق خاص رفیق چودھری نے اپنے ایک مقابلہ میں لکھا ہے کہ علامہ جاوید غامدی کا ابتدائی نام کا کوشاہ تھا بی اے کیا تو محمد شفیق بن چکے تھے بعد ازاں ماڈل ٹاؤن میں سرکار سے پلاٹ الاٹ ہو گیا جہاں دائرۃ فکر کے نام سے ادارہ بنایا اور تحریک اسلامی کے نام سے جماعت بنا کر مولانا مودودی پر تنقید سے کارجہاں کا آغاز کیا جلد ہی انہیں محسوس ہوا کہ محمد شفیق تو عام سا نام ہے اس سے علمیت کی گہری چھاپ کا اظہار نہیں ہوتا لہذا جاوید احمد کا لبادہ اوڑھ لیا اور

ساتھ ہی جماعت اسلامی کی مخالفت چھوڑ کر مولانا مودودی کے سایہ عاطفت میں جاپناہ گزیں ہوئے جہاں انہیں پذیرائی ملی مولانا نے دارالعروبہ سے خالی ہونے والی کوٹھی ۴ ذیلدار پارک ان کے تصرف میں دے دی اور ساتھ ہی ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا انہیں دنوں انہیں عربی سیکھنے کا شوق ہوا اور یہ شوق انہیں فرقہ معتزلہ کے لٹریچر کے قریب لے گیا۔ جہاں ان کی خواہشات کی تکمیل یوں ہوئی کہ چونکہ اس دور میں معتزلہ کے عقائد سے لوگ آگاہ نہیں لہذا (جاوید غامدی) نے اپنی انفرادیت کا سکہ جمانے کی خاطر (کتاب المفصل) اور (الکشاف) نامی معروف معتزلہ تصنیفات کو اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ اس دور کسی مرحلہ پر انہیں جاوید احمد نام بھی عام سا لگنے لگا تو غامدی کا لاحقہ لگا کر نام کی حد تک خود کو امام قرار دے دیا اور اس کے ساتھ ہی جماعت اسلامی سے بھی رخصت سفر باندھا کہ نظم کی پابندی اور مولانا مودودی جیسے شخص کی موجودگی میں فقیہہ دوراں بننے کا امکان کم تھا۔۔۔

نام کے ساتھ اپنے ادارہ کے نام میں بھی انہیں ہمشہ کسی مخصوص احساس کا سامنا رہا پہلے جسے دائرۃ الفکر کہا تھا وہ کئی رنگ اختیار کرتے کرتے آج کل المورد کے نام سے موجود ہے اس بحث میں نہیں پڑھنا چاہئے بار بار نام بدلنے والے شخص کو ماہرین نفسیات کس نام سے پکارتے ہیں اور اس کیفیت کا کوئی مکمل علاج ہے یا نہیں؟؟؟۔۔۔ اس سلسلہ میں غامدی جانیں ان کے ورثاء جانیں یا وہ جانیں جن کے وہ امام اور مجتہد ہیں ہمیں اس بات سے غرض ہے کہ حدود اللہ کے خلاف جس شخص کو استعمال کیا گیا ہے اور آنے والے دنوں میں اسلامی شعائر کے خلاف جسے استعمال ہونا ہے اس کا ماضی کیا ہے اور اس کی شخصیت استعمال کرنے والوں کیلئے کس قدر موزوں ہے۔۔۔۔

ذکر ہو رہا تھا کا کو شاہ المعرف علامہ جاوید احمد غامدی کا کہ کس طرح سے نمایاں ہونے اور (امام وقت) بننے کے شوق میں وہ اپنے نام تک کو بدلنے اور بدلتے رہنے کی حد تک چلے گئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معتزلہ کی تعلیمات سے متاثر حدیث اور سنت سے غیر مطمئن، انفرادیت بلکہ خبط عظمت کے مریض اس شخص کا وائٹ ہاؤس کے منبع روشن خیالی سے کنکشن کیسے ہوا؟؟؟۔۔۔ اور یہ سانحہ کس طرح رونما ہوا کہ ماڈل ٹاؤن کے ایک گھر کی چار دیواری میں ایڑیاں اٹھا اٹھا کر خود کو دار قد قرار دینے والے اچانک ملک بھر کے ٹی وی چینلز اور حکومت کے لئے محبوب ترین قرار پائے۔۔۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ ۲۰۰۴ میں امریکہ محکمہ دفاع سے ایسوسی ایٹ ایک مشاورتی فرم (رینڈ) جسے اردو میں رانڈ بھی پڑھ لیا جائے تو غلط نہ ہوگا اس ادارہ کے نیشنل سیکورٹی ڈویژن نے امریکی حکومت کے لئے ایک ۸۰ صفحات پر مشتمل ماورتی رپورٹ پیش کی جس کا عنوان (مہذب جمہوری اسلام) رکھا۔۔

رپورٹ کے مصنف اور رینڈ کے عہدیدار شیرل بنیارنے اپنی رپورٹ کا ایک خلاصہ بھی تحریر کیا مکمل رپورٹ اور اس کا خلاصہ نیٹ پر جاری کر دیئے گئے۔ عالم اسلام کے ارباب دانش نے اس کا شدت سے نوٹس لیا کیونکہ اس رپورٹ میں امریکی حکومت کو مشورہ دیا گیا تھا کہ مسلمان اس وقت سوچ وفکر کے چاروں دھاروں میں منقسم ہیں ان میں سے ایک جسے بنیاد پرست کہا جائے وہ زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ گروہ مغربی کلچر کو تو مسترد کرتا ہے لیکن جدید دور کی تمام تر ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے اسلامی قوانین کو خالص انداز میں نافذ کرنا چاہتا ہے اس کی راہ روکنے کی خاطر روایت پسند طبقے کو استعمال کرنا چاہئیے جو جدید دور کی ضروریات سے عاری ہے اور ماضی میں زندہ رہنا چاہتا ہے اس گروہ کو اسلام اور بنیاد پرستوں کو بدنام کرنے کے لئے آلہ کار کے طور پر استعمال کرنا چاہئیے لیکن اسے مضبوط نہ ہونے دیا جائے۔۔۔

رینڈ کے مطابق سیکولر طبقہ مغربی انداز فکر اور طرز حیات کے سبب اپنی افادیت کھو چکا ہے لہذا امریکہ کو چاہئیے کہ تمام تر وسائل کے ساتھ چوتھے گروہ کی حمایت کرے جسے جدت پسند کہا جاتا ہے یہ لوگ اسلام کو جدید بنا کر اور اس میں اصلاحات کر کے موجودہ حالات کے مطابق بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں لہذا

امریکہ کو چاہئیے کہ وہ اس طبقہ کی مالی، مادی، اخلاقی، سیاسی مدد کرے---

۱ -ان کی تحریروں کی نوک پلک درست کر کے انہیں ارزاں نرخوں پر عام کیا جائے---
۲ -انہیں عام آدمی اور نوجواں کیلئے لکھنے پر آمادہ کیا جائے---
۳ -ان کی آراء اور مذہبی تشریحات پر مبنی سوالات اُٹھائیں اور اس بحث کو عوام میں عام کرنے کا ہر راستہ اختیار کیا جائے---
۴ -ان کے توسط سے عام مسلمانوں کے سامنے مغربی کلچر کو متبادل کے طور پر پیش کیا جۓ---
۵ -ان کے ذریعے قبل از اسلام کی تاریخ--- غیر اسلامی تاریخ اور کلچر کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جائے بلکہ متعلقہ مسلمان ممالک کے نصاب تعلیم اور ذرائع ابلاغ میں اسے داخل کیا جائے--

یہ اور اسی طرح کے بیشمار سازشی اقدامات کی سفارش کرتے ہوئے زور دیا گیا تھا کہ جدت پسندوں کو تلاش کر کے اک نئی طرف کا مغرب کے لئے قابل قبول اسلام گھڑا جائے رینڈ کی اس رپورٹ پر ایک محفل میں بحث جاری تھی کہ ایک اخبار نویس نے ازرہ تفنن کہا(لو جی غامدی صاحب کی پانچوں گھی میں ہو گئیں (وہ اس معیار پر سو فیصد پورا اترتے ہیں اس پر شریک محفل ایک اعلٰی سرکاری افسر نے ترنت پوچھا یہ غامدی صاحب کیا ہیں؟؟؟--- اصل جملہ یوں تھا(ہاواز شی) انداز ایسا تھا کہ وہ انہیں نام سے عرب خیال کر گئے اس پر اخبار نویس نے کاکوشاہ کا مکمل تعارف کروادیا۔ چند روز بعد ملکی سطح پر ایک حادثہ کے بعد سرکاری افسر پاکستان اسی اخبار نویس کے کٹیا نما غریب خانہ پر غامدی صاحب کا فون نمبر مانگنے آن پہنچے اخبار نویس جانتا تھا کہ جناب غامدی آمریت کے ناقد اور جمہوریت کے دلدادہ ہیں ان کے ہتھے شاید نہ چڑھ سکیں کیونکہ ابھی یہ بھرم قائم تھا کہ وہ بکاؤ مال نہیں---

مگر پھر ایسی ہوا چلی کہ صرف کاکوشاہ المعروف غامدی اکیلے اپنی پانچوں تانگے کی سواریوں سمیت حکومت کی آنکھ کا تارہ بن کر طلوع ہوئے ہر ٹیلویژن اسکرین انہی کے رُخ(روشن) سے(منور) نظر آنے لگی۔ اشفاق احمد فوت ہوئے تو پی ٹی وی نے ان کی جگہ بھی جناب غامدی کو لا بٹھایا جو بڑے دھڑلے سے اسلام کے پردے میں فکر غامدی کی ترویج میں مصروف ہیں سرکاری غیر سرکاری الیکٹرانک میڈیا میں ان کا ڈنکا بجتا ہے اور رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ جو آج بھی نیٹ پر دستیاب ہے اس کا ایک ایک حرف عملدرآمد کے مراحل طے کرتا ہوا نظر آرہا ہے--

قصر ابیض کے روسیاہ دین حنیف کا جس طرح سے حلیہ بگاڑ کر اسے اپنے معاشرے کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں ماڈل میں کاکوشاہ کا مرکز روشن خیالی اس کے عین مطابق تشریحات گھڑتا چلا جارہا ہے امریکیوں کو پردے سے چڑ ہے--- فکر غامدی پردہ غیر ضروری فعل ہے---

وائٹ ہاؤس کو جہاد سے دشمنی ہے--- فکر غامدی کے لئے ایسی ایسی ناممکن العمل شرائط لگا کر جہاد کی راہ روک رہا ہے کہ جس کا کسی کو ماضی میں خیال بھی نہ گزرا ہو گا---

صدر بش کو اسلام سے افغانستان اور عراق پر حملہ کی حمایت چاہئے--- فکر غامدی حدیث اور سنت کو غیر معتبر قرار دے کر ان کی راہ ہموار کر رہا ہے--- مغربی خبث باطن توہین رسالت پر آمادہ ہے--- فکر غامدی توہین رسالت کی سزا پر معترض ہے اور اہل مغرت کو اس کا حق دیتا ہے--- امریکی بد معاش مسلمان اور قرآن کا تعلق توڑنا اور تقدس ختم کرنا چاہتے ہیں--- فکر غامدی قرآن کے احکامات کو دور حاضر کے لئے ناقابل عمل قرار دیتا

ہے۔۔۔مغربی صلیبی قرآن کے مقابلے میں جعلی کتاب لاتے ہیں۔۔۔فکر غامدی اسے ان کا حق مانتا ہے۔۔۔ اور اب امریکی حکمران پاکستان میں حدود قوانین کا خاتمہ چاہتے ہیں۔۔۔فکر غامدی کا سرخیل اس مہم کا نگران قرار پاتا ہے۔۔۔۔وہ مسلمان کے نصاب تعلیم میں غیر اسلامی کلچر داخل کرنا چاہتے ہیں یہ اسکولوں میں اسلامیات پڑھانے کی مخالفت کرتا ہے۔۔۔۔

کیا اب بھی یہ مان لیا جائے کہ فکر غامدی اور امریکی استعمار کی خواہشات میں مشترکات محض (اتفاق) ہے کی اب بھی اس دور کے فیضی کو شک کا فائدہ دیا جائے گا؟؟؟۔۔۔۔۔

شواہد چیخ چیخ کر گواہی دیتے ہیں کہ کاکوشاہ المعروف جاوید غامدی کسی نئے دین اکبری کی نوک پلک سنوار رہا ہے اس کی تعلیمات اور حدود قوانین کے خلاف سازش دراصل حدود اللہ اور اسلام کے خلاف سازش ہے کیا اب بھی اس کا نوٹس نہیں لینا چاہئے؟؟؟۔۔۔کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان شرح متین وہ اس پر چپ کیوں ہیں؟؟؟۔۔۔اپنا فرض ادا کیوں نہیں کرتے؟؟؟؟۔۔۔۔

جاوید احمد غامدی (کاکوشاہ) دور حاضر کا فیضی – URDU MAJLIS FORUM -

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جزاک اللہ خیرا، بھتیجے، اللہ کرے آپ کی محنت فاروق بھائی کو کچھ درست بات بھی سمجھانے کا سبب بن سکے،
اللہ مزید خیر کی توفیق عطاء فرمائے، اور مجھ سے دوچار سوچا عطاء فرمائے، اور مجھے آپ جیسے دوچار ہزار بھتیجے عطاء فرمائے، تاکہ فاروق بھائی کی خوشی کے لیے """ ملاؤں """ کی ایک مزید کھیپ تیار ہو جائے، و السلام علیکم۔

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
> **بہت کھلے الفاظ میں ان روایات سے انکار کرتا ہوں جو صاف قرآن کے خلاف ہیں۔**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فاروق بھائی آج تک آپ اپنے """ خلاف قران """ والے فلسفے کی وضاحت نہیں فرما سکے، اس موضوع پر آپ سے بہت گفتگو ہو چکی اور آپ کی طرف میرے سوالات کا انبار جوابات کے لیے موجود ہے، پہلے اپنے اس فلسفے کی کوئی ایسی تعریف پیش کر لیجیے جس کا آپ خود ہی انکار نہ کر چکے ہوں، پھر اس کی بات کیجیے،

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
قرآن کہتا ہے کہ "وفات" کے بعد" ارفع" کیا۔ یہ وفات، عمر کا پورا ہونا، نیند آنا، مکمل ہونا، موت آنا تو ممکن ہے۔ لیکن یہ زندہ رہنا کیسے ہوا؟

ایسا کیسے ہے کہ روایت صاف صاف قرآن کی مخالفت کر رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اسے مان لو۔ من گھڑت باتوں کو رسول اللہ سے منسوب کرنے کو آپ کیا کہتے ہیں؟

بھائی جی، یہ بھی پہلے بتا چکا ہوں کہ قران اللہ کی مخلوق نہیں جسے اللہ نے کچھ کہنے کی قدرت دی ہو، بلکہ اللہ کا کلام ہے، لہذا قران میں اللہ کہتا ہے، نہ قران کہتا ہے،

اسی قران میں سے بنیادی عقیدہ بھی سیکھنے کی کوشش فرمایے ان شاءاللہ فائدہ مند ہو گا،
فاروق بھائی، اپنی ترجموں پر منحصر قران فہمی کو ایک طرف رکھتے ہوئے، جس کی بنا پر آپ """ متوفی """ کا ترجمہ بھی """ متوفی """ ہی کر رہے ہیں، اس ترجموں کی محتاج قران فہمی کو ایک طرف رکھ کر عیسی علیہ السلام کے بارے میں اللہ طرف سے وفات دینے اور اوپر اٹھا لینے کے فرمان کی کچھ تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زبان مبارک سے، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال سے، اور امت کے ائمہ کے اقوال سے سیکھنے کی کوشش کیجیے، ان شاء اللہ افاقہ ہو گا،
بھیتجے کے سابقہ مراسلے کا دھیمے دھیمے بغور مطالعہ فرمایے،
یہ بھی پہلے بارہا کہہ چکا ہوں کہ جتنا وقت آپ حدیث مبارک پر طعن کرنے میں لگاتے ہیں اس کا عشر عشیر ہی حدیث اور علوم حدیث کے مطالعے میں لگایے تو ان شاءاللہ اس گمراہ فلسفے سے نکل جائیں گے جس میں آپ پھنسے ہوئے ہیں اور جس کا پرچار کرنے میں اپنی قوتیں صرف کر رہے ہیں اور ایسی فاش غلطیاں بھی نہ ہوں جیسی کہ آپ کر رہے ہیں، آگے ملاحظہ فرمایے،
عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
ایک محدث امام مالک (ر) بھی ہو گذرا ہے۔ جو کہ اتفاق سے عرب بھی تھا۔ اس کی مرتب کی ہوئی روایت کی کتاب سے آپ کوئی روایت حضرت عیسی کے زندہ ہونے، زندہ آسمان پر جانے اور زندہ واپس آنے پر فراہم کر دیجئے

بھائی یہ سمجھائیے کہ جو امر نہ قرآن میں ملتا ہو اور نہ ہی کم از کم ایک عدد حدیث کی کتاب میں بلکہ قرآن اس کے بالکل برعکس کہہ رہا ہو تو پھر ایسی روایت کہانی نہیں ہے تو پھر کیا ہے صاحب۔

افسوس کرنے کے علاوہ اور کیا کہوں، بڑے بھائی، کسی بات کی مخالفت کرنے کے لیے بھی اس کا کچھ علم حاصل کرنا چاہیے،

پھر کہنا پڑتا ہے کہ جتنا وقت آپ مخالفت حدیث میں لگاتے ہیں اس کا دسواں حصہ حدیث اور علوم حدیث سیکھنے میں لگاتے تو اپنے گمراہ فلسفے سے نکل جاتے، ان شاء اللہ،

بڑے بھائی، یہ """ امام مالک """ نامی محدث کون تھے ؟؟؟

افسوس صد افسوس، ایک تو نسبی نام کو نام قرار دے رہے ہیں، بلکہ نسب کو ہی بگاڑ رہے ہیں اور پھر اسے ایک محدث کا نام بھی کہہ رہے ہیں، اور اس غلطی کو ایک اور مراسلے میں بھی دہرا رہے ہیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ،

جس کو محدثین اور ائمہ رحمہم اللہ کے نام تک پتہ نہیں، وہ ان کے علم کو کیا جانے گا، اور وہ ان کی عزت و عظمت کو کیا پہچانے گا، وہ تو اسی طرح تحقیر انداز میں ان کا ذکر کرے گا کہ """ ایک محدث امام مالک بھی ہو گذرا ہے """ جیسے یہ حضرت تو امام المحدیثن ہیں، جنہیں ترجموں کی محتاج قران فہمی کے زعم میں حدیث کا انکار کرنے میں کوئی عار نہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون،

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

ایک محدث امام مالک (ر) بھی ہو گذرا ہے۔ جو کہ اتفاق سے عرب بھی تھا۔ اس کی مرتب کی ہوئی روایت کی کتاب سے آپ کوئی روایت حضرت عیسی کے زندہ ہونے، زندہ آسمان پر جانے اور زندہ واپس آنے پر فراہم کر دیجئے

بھائی یہ سمجھائیے کہ جو امر نہ قرآن میں ملتا ہو اور نہ ہی کم از کم ایک عدد حدیث کی کتاب میں بلکہ قرآن اس کے بالکل برعکس کہہ رہا ہو تو پھر ایسی روایت کہانی نہیں ہے تو پھر کیا ہے صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی، کیا اگر حدیث کی کسی ایک کتاب میں کسی بات کا ذکر نہ ہو تو دیگر کتابیں صحیح اسناد کے ساتھ اس بات کو بیان کرتے ہوں تو اس بات کا انکار کیا جائے گا؟؟؟

آپ نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے (اس کی بات ابھی کرتا ہوں ان شاء اللہ) اگر یہ کتاب آپ کے لیے حجت ہے تو کیا اس میں موجود تمام روایات کو آپ مان لیں گے ؟؟؟

محترم بھائی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قران میں عیسی علیہ السلام کے بارے میں جو فرمایا وہ وہی ہے جو ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تفسیر میں ملتا ہے اس کے خلاف کچھ بھی کہا گیا ہو امر دود ہے، ایک دفعہ پھر گذارش ہے کہ ترجموں کی محتاج قران فہمی سے نکلیے، کچھ قواعد لغت ہی سیکھ لیجیے اس سے بھی

ان شاء اللہ تعالی آپ کے فلسفے کی ہوا اکھڑ جائے گی،

والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
ایک محدث امام مالک (ر) بھی ہو گذرا ہے۔ جو کہ اتفاق سے عرب بھی تھا۔ اس کی مرتب کی ہوئی روایت کی کتاب سے آپ کوئی روایت حضرت عیسی کے زندہ ہونے، زندہ آسمان پر جانے اور زندہ واپس آنے پر فراہم کر دیجئے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی اپنے اس انداز تخاطب اور لاعلمی کی خود ہی داد دے لیجیے، ایک امام کا ذکر آپ کس قدر حقارت اور طنزیہ انداز میں کر رہے ہیں، جس کے بارے میں مجھے پورا یقین ہے کہ ان شاء اللہ ایک کڑوڑ فاروق سرور بھی ہوں اور جو کچھ آپ کر رہے ہیں وہ سب وہی کچھ ہزاروں سال کرتے رہیں تو بھی اس عظیم مومن کی ایک رات کی عبادت اور اللہ کے دین کے لیے برداشت کی ہوئی ایک دن کی مشقت، اور اللہ کے دین کو سکھانے کی ایک مجلس، کے برابر نہیں ہو سکتے،

ان شاء اللہ وباذنہ،

آپ کو یقینا پتہ نہیں کہ آپ سے کس شخصیت کے بارے میں اُس رویے کا اظاہر ہو گیا جو آپ کے اندر """ملاوں""" کے لیے موج زن ہے، جسے چھپانے کے لیے آپ """ ملاء""" کو ایک اصطلاح کہہ چکے ہیں، اور اماموں کے خلاف بات نہ کرنے کا دعویٰ کر چکے ہیں، اور یہاں اپنے اس دعویٰ کو خود ہی غلط بھی ثابت کر دیا ہے، اللہ کا شکر ہے جو جس کا بھید چاہے افشاء کر دیتا ہے،

آپ نے اپنے دوسرے مراسلے میں اسی """ ایک اتفاقی عرب محدث """ کی کتاب کا ذکر بھی کر دیا ہے کہ:::

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
پھر آپ موطا امام مالک سے کوئی حدیث پیش کیجئے، کہ جس سے عیسی علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے کی خبر ملتی ہو۔ کہ یہ صاحب واحد عرب دان محدث ہیں اور ان کی کتاب باقی حدیث کی کتب سے پہلے لکھی گئی تھی۔ اگر نبی اکرم کا کوئی قول بھی اس کتاب میں موجود نہ ہو جو عیسی علیہ السلام کو زندہ اوپر جانے کا بتاتا ہو اور زندہ نیچے آنے کا، تو پھر اس بات کو کس نے سمجھایا؟ کہانیوں نے؟

فاروق بھائی، غلطیوں کی کوئی تو حد رکھ لیجیے، اعتراض کرنے چلے ہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر تو ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس طرح بھونچکا کیے رکھے گا،

جناب،اس کتاب کانام """ موطہ""" نہیں،""" موَطا""" ہے،""" موَطامالک """ ،

اور کتاب کے موَلف محدث کانام""" امام مالک""" نہیں،بلکہ """امام مالک ابن اَنس""" ہے،جو مسلمانوں کے چار بڑے اور پہلے اماموں میں سے زمانے کے لحاظ سے دوسرے امام ہیں،اور آپ نے دو دفعہ ان کا ذکر اس طرح کیا ہے گویا کہ وہ کوئی معمولی سا شخص ہوں

یہ ایک دلیل ہے آپ کی ہر ایک دین دار مسلمان کو بلالحاظ و فرق""" ملاء """ سمجھنے کی،اور آپ کی""" ملاء سے محبت""" تو اب ہر کسی کے لیے معروف ہو چکی،

تو غور فرمایے،زعم علم میں آپ نے"""" امام المدینہ مالک ابن انس رحمہ اللہ """ کو کیا سے کیا بنا دیا،

کچھ تو سیکھ لیجیے فاروق بھائی،کبھی حوالہ جات کا ذکر کرنے سے کم از کم ان کا ٹائیٹل ہی دیکھ لیا کیجیے،کتاب اور مصنف یا صحیح نام تو پتہ چلا جائے گا،

پہلے بھی پوچھا تھا اب پھر پوچھ رہا ہوں ،موَطا مالک کو آپ اپنے لیے صرف اسی معاملے میں حجت سمجھتے ہیں یا اس کی ہر روایت کو مانیں گے ؟؟؟

والسلام علیکم۔

جب ایک آیت کے معنی اور مفہوم بالکل واضح ہوں اور وہ اسکا مفہوم صاف صاف محسوس کر رہا ہو تو اسکو حدیث کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

حدیث جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف

حیدر

"وہی ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی۔ اسکی کچھ آیات محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل وبنیاد ہیں۔ دوسری میتشابہات ہیں۔ سو۔۔۔ جن لوگوں کے دلوں میں تیڑھ ہے وہ اس کتاب کی ان آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو میتشابہ ہیں۔ تاکہ فتنہ برپا کریں اور معنی پہنائیں۔"

آیات متشابہات سے مراد ایسی آیات ہیں جن میں انسانی حواس سے ماورا حقیقتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ حقیقتیں چونکہ براہ راست انسان کے تجربے اور مشاہدے میں نہیں آئی ہیں، اسی بنا پر انسانی زبان میں ان کے لیے ایسے الفاظ موجود نہیں جو انہی کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اس لیے لامحالہ انکو بیان کرنے کے لیے وہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو دراصل محسوس چیزوں کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ مثلاً اللہ تعالی کے لیے زندگی، بینائی، سماعت اور گویائی وغیرہ کے الفاظ کا استعمال یا اس کے لیے عرش اور کرسی کا ثابت کرنا یا یہ کہنا کہ وہ آسمان میں ہے یا یہ کہنا کہ وہ محبت کرتا ہے، یا غضب ناک ہوتا ہے۔ اس طرح کے الفاظ اور اسالیبِ بیان حقیقت کا ایک مجمل تصور تو دے سکتے ہیں اور وہی دینا مقصود بھی ہے لیکن ان الفاظ اور بیانات کی مدد سے حقیقت کا کُلی اور تفصیلی تصور حاصل کرنا اور ان ماورائے حواس واقعات کی پوری پوری کیفیت اور نوعیت معلوم کرلینا بہر حال ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے قرآن انکی تاویل کرنے والوں کی کوشش کرنے والوں کو غلط ذہنیت قرار دیتا ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا وجہ ہے جو مسئلہ مسلمانوں میں اجماع کی حیثیت رکھتا ہے یعنی اس پر مسلمانوں میں کوئی تنازعہ نہیں رہا۔۔۔ کیونکر اس کو متنازع کیا جارہا ہے۔ اگر تو موصوف محترم امام اربعہ کو "ملا" نہیں علما تسلیم کرتے ہیں جس طرح انکی کچھ پوسٹس سے ظاہر ہوا تو کیا غامدی صاحب ان امام حضرات سے بڑھ کر عالم نکلے ہیں کہ جس مسئلہ یا قرآن کی جس تعبیر کا انکو علم نہ ہو سکا۔۔۔ اسکا علم 1400 سال بعد غامدی صاحب کو ہو گیا (اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو)۔ کیا غامدی صاحب۔۔۔ صحابہ کرام سے بڑھ کر قرآن کو جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ تو انکے درمیان بھی کبھی متنازعہ فی نہ رہا۔۔۔ مگر گزشتہ ساٹھ سالوں سے ایک مخصوص طبقہ اسکو اچھال رہا ہے۔

یہی حضرات یہ مسئلہ بھی چھیڑ دیتے ہیں کہ جب ایک آیت کے معنی اور مفہوم بالکل واضح ہوں اور وہ اسکا مفہوم صاف صاف محسوس کر رہا ہو تو اسکو حدیث کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص خواہ قرآن کو محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف سمجھتا ہو یا اللہ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی کتاب دونوں صورتوں میں اس کا دعوی غلط ہو گا کہ اس کتاب کو سمجھنے کے لیے محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و عملی تشریح سے مدد

لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ اسکو محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف مانتا ہو گا تو اسکو ماننا ہو گا کہ مصنف نے اپنی کتاب کی جو تشریح کی ہے وہی اسکا مدعا ہے۔ اور اگر وہ یہ مانتا ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی تھی اور خدا ہی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تعلیم دینے پر مامور کیا تھا تب بھی اسے ماننا پڑے گا کہ خدا کے کلام کا جو مفہوم نبیٔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے وہی مستند مفہوم ہے۔ یہ الگ بحث ہے کہ **کوئی حدیث جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ صحیح ہے یا ضعیف**، اور اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے دلائل کیا ہیں۔ مگر بجائے خود یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے ہم حدیث سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

(یہ پیراگراف سید مودودی سے ایک انگریز کے سوال کے جواب سے نکالے گئے ہیں۔ گو کہ سوال کافی سارے اور اس ٹاپک سے مختلف اور جواب بہت طویل تھا لیکن بظاہر اس موضوع سے مطابقت نہ رکھنے کے باوجود اس ٹاپک میں جاری بحث سے خاصی مطابقت رکھتے ہیں۔ عقل والوں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے)

قرآن کو عربی کی کس ترکیب سے پڑھیں گے کہ متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائے گا؟

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد   جو چاہے آپ کا حُسن کرشمہ ساز کرے

فاروق سرور خان

نشاندہی کا شکریہ۔ امام مالک کا ریفرینس درست کر دیا ہے۔

موطا امام مالک پر ہی کیا منحصر، میں تو رسول صلعم کی ہر حدیث پر ایمان رکھتا ہوں، شرط صرف یہ ہے کہ وہ قرآن کے مخالف نہ ہو۔

یہاں قرآن صاف صاف کہہ رہا ہے (جی قرآن زندہ نہیں ہے، اللہ تعالی قرآن حکیم میں فرماتے ہیں، اردو زبان میں یہ عام رواج ہے، قانون کہہ رہا ہے، آئین کہتا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ کی اردو بہتر ہو جائے گی تو بہتر سمجھ میں آئے گا)۔

تو کہہ رہا تھا کہ جو قرآن حکیم کہہ رہا ہے (یعنی جو اللہ تعالی فرما رہے ہیں، اردو زبان کی کم استطاعت رکھنے والوں کے لئے وضاحت (کہ ان کی وفات ہوئی، اور وہ اٹھا لئے گئے۔ اب ہم کو وہ معرکہ دکھایئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی متوفی کرتا ہے، وفات دیتا ہے تو اس کئے معانی ہوتے ہیں کہ اللہ زندہ کرتا ہے۔ ایسا عربی کے کس کس کلیئے سے ہوتا ہے

قرآن کو عربی کی کسی بھی ترکیب سے پڑھیں گے تو متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائیگا؟

اور کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اس اہم موضوع کے بارے میں نہیں کہا--- کہ **عیسی علیہ السلام واپس زندہ آئیں گے** ----- وہ بھی قرآن سے نکال کر دکھایئے، تاکہ اس کی تفسیر میں روایات پیش کی جا سکیں؟

کیوں آپ اپنا وقت میری خراب عربی پر برباد کرتے ہیں۔ لوگوں کی معلومات میں اضافہ فرمایئے۔ آپ سے قرآن اور حدیث دونوں کے لئے سوال کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اب تک ساری توجہ مجھ پر ہے، جو ریفرنسز دیے ان پر کوئی ایک نکتہ بھی نہیں۔ موضوع کی طرف آیئے، میں تو ایک معمولی طالب علم ہوں، اتنی توجہ کا متحمل نہیں ہو پاتا۔

آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر حدیث کی کتب میں ہے۔ تو بھائی ان آیات کے بارے میں جو تفسیر رسول اللہ صلعم سے منسوب کی گئی ہے وہ بھی درج فرما دیجئے کہ یہ آیات پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا؟ اس طرح ان آیات کا ریفرنس بھی حدیث کی کتب میں کہاں کہاں ہے فراہم کر دیجئے تو بہت نوازش ہو گی۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

حیدر

میں تو پہلے ہی کہہ چکا کہ تجربے کے باوجود ابھی کچے ہیں۔

عبداللہ حیدر

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
جزاک اللہ خیرا، بھتیجے، اللہ کرے آپ کی محنت فاروق بھائی کو کچھ درست بات بھی سمجھانے کا سبب بن سکے،
اللہ مزید خیر کی توفیق عطاء فرمائے، اور مجھ سے دوچار سوچ‌چار عطاء فرمائے، اور مجھے آپ جیسے دوچار ہزار بھتیجے عطاء فرمائے، تاکہ فاروق بھائی کی خوشی کے لیے """ ملاؤں""" کی ایک مزید کھیپ تیار ہو جائے، و السلام علیکم۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے۔ میں اسی شش و پنج میں رہا ہوں کہ حدیث کی تمام کتابیں تو عربی میں ہیں پھر "واحد عرب دان" محدث کون ہیں۔ فاروق صاحب نے "ابن مبارک" کا نام لیا تو بے اختیار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذہن میں آیا لیکن موطا کے تذکرے سے شک ہوتا رہا کہ شاید امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ پھر یاد آیا کہ قبل ازیں وہ امام ابن حجر العسقلانی کو ابن حجار الا ثقلیبنی کہا کرتے تھے۔ چنانچہ خاموشی سادھ لی۔ محدثین کے علمی کارناموں اور حدیث کے میدان میں ہونی والی بے مثل تحقیق سے واقفیت بعد میں ہوتی رہے گی، لیکن ان پر تنقید کرنے سے قبل کم از کم درست نام تو سیکھ لینے چاہیئیں۔

والسلام علیکم

عبداللہ حیدر

سورۃ النساء میں فرمایا:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (157) بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (15 وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (159 (سورۃ النساء

"انہوں نے مسیح کو یقین کے ساتھ قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا" (159)

یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ اس میں جزم اور صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھا لینے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن میں نہ اس کی تصریح ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرہ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ یہی صاف بیان ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی۔ اس لیے محض قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔ لامحالہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اسی لیے بھیجا تھا کہ وہ لوگوں کی طرف نازل کیے جانے والے اس "ذکر" کو کھول کھول کر واضح انداز میں بیان کر دیں اور اس کے اجمال کی شرح فرمادیں۔ لیکن افسوس کہ صحیح احادیث کو فلسفوں اور عقلی تاویلوں اور من چاہی تعبیروں سے رد کرنے کا رواج چل نکلا ہے۔ بہر حال، جیسا میں نے کہا کہ صرف قرآن میں مذکور الفاظ سے تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی صراحت بھی نہیں ہوتی بلکہ یہ بات صاف محسوس ہوتی ہے کہ "اٹھائے جانے" کی نوعیت اور کیفیت خواہ کچھ بھی ہو بہرحال مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ نے کوئی ایسا معاملہ ضرور کیا ہے جو غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ اس غیر معمولی پن کا اظہار تین چیزوں سے ہوتا ہے:

ایک یہ اللہ تعالیٰ نے "رفع" کا لفظ استعمال کیا، باوجود اس کے کہ عیسائیوں میں رفع مسیح کے عقیدے کی وجہ سے ایک بڑا گروہ الوہیت مسیح کا قائل ہوا ہے۔ **کتاب مبین کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ کسی خیال یا عقیدے کی تردید میں ایسی زبان استعمال کرے جو اس خیال کر مزید تقویت پہنچانے والی ہو۔**

دوسرے یہ کہ اگر اس سے مراد محض درجات کی بلندی ہوتی تو اس مضمون کو بیان کرنے کا انداز یہ نہ ہوتا جو ہم یہاں دیکھ رہے ہیں بلکہ زیادہ مناسب الفاظ یہ ہو سکتے تھے کہ "یقینا انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے زندہ بچالیا، پھر اسے طبعی موت دی، یہودیوں نے اسے ذلیل کرنا چاہا مگر اللہ نے اسے بلند درجہ عطا فرمایا"۔

تیسرے یہ کہ اگر یہ رفع عام قسم کا معمولی رفع ہوتا تو اس کا ذکر کرنے کے بعد یہ فقرہ بالکل غیر موزوں تھا کہ "اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے" یہ تو صرف کسی ایسے واقعہ کے بعد ہی موزوں ہو سکتا ہے جس میں اللہ کی قوت قاہرہ اور اس کی حکمت کا غیر معمولی ظہور ہوا ہو۔

اس کے جواب میں "صرف قرآن" سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں "متوفیک" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کی کچھ وضاحت پچھلے مراسلے میں کر چکا ہوں۔ کہ یہ لفظ طبعی موت کے معنی میں صریح نہیں ہے۔ بلکہ قبض روح اور قبض روح و جسم دونوں پر دلالت کر سکتا ہے۔ قرآن میں موت کے صریح لفظ کو چھوڑ کر وفات کے لفظ کو ایسے موقع پر استعمال کرنا ان قرائن میں ایک اور اضافہ کر دیتا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے اور قیامت کے نزدیک دوبارہ آمد کے عقیدہ کو تقویت ملتی ہے۔ یہ عقلی دلائل محض آپ کی تسلی کے لیے لکھے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہمیں ان کی دوبارہ آمد میں کوئی شک نہیں ہے اور نہ اس پر ایمان کے لیے ہمیں کسی عقلی دلیل کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے وہ کثیر التعداد صحیح احادیث ہی کافی ہیں جو قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے اور دجال سے جنگ کرنے کی تصریح کرتی ہیں۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد، یہودیوں سے ان کی جنگ، صلیبیت کا خاتمہ اور ساری دنیا پر اسلام کا غلبہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ ہے جو برے سے برے حالات میں بھی ان کے عزم جوان رکھتا ہے کہ کوئی بھی قیامت ٹوٹ پڑے بالآخر اللہ کا گروہ ہی غالب رہے گا۔ غامدی اور ہمنواؤں کے بوئے ہوئے فتنوں کو بین الاقوامی

حالات کے تناظر میں دیکھیں گے تو بہت سی گتھیاں آپ سے آپ سلجھتی چلی جائیں گی ان شاء اللہ۔ کچھ عرصہ قبل ایک نظم کسی ویب سائٹ پر سنی تھی، اس کے چند شعر ابھی تک یاد ہیں:

تکمیل جہاد حق کے لیے جب حضرت عیسیٰ آئیں گے

اللہ کے لیے لڑنے والے، اللہ کی زمین پر چھائیں گے

کچھ وقت وہنر، کچھ خون جگر ان راہوں میں قربان تو ہو

تا وقت نزول عیسیٰ ہم اس لشکر میں مل جائیں گے۔

والسلام علیکم

لوگ اب اللہ کے فرمان کی ایڈیٹنگ کرتے ہیں، اللہ کی آیات کو قطع کرکے، آگے پیچھے کی آیات کو جوڑ کر اپنی مرضی کا تاثر پیش کرنے ہیں۔

فاروق سرور خان

لاحول ولا قوۃ، لوگ اب اللہ کے فرمان کی ایڈیٹنگ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات کو قطع کرکے، آگے پیچھے کی آیات کو جوڑ کر اپنی مرضی کا تاثر پیش کرنے ہیں۔

Below Is Traditional Translation:

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (4:157)

اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو معلون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروئی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا(4:157)

That they said (in boast), "We killed Christ Jesus the son of Mary, the Messenger of Allah";- but they killed him not, nor crucified him, but so it was made to appear to them, and those who differ therein are full of doubts, with no (certain) knowledge, but only conjecture to follow, for of a surety they killed him not:-(4:157)

بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا(4:158)

بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے(4:158)

Nay, Allah raised him up unto Himself; and Allah is Exalted in Power, Wise;-(4:158)

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا(4:159)

اور کوئی اہل کتاب نہیں ہوگا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے(4:159)

And there is none of the People of the Book but must believe in him before his death; and on the Day of Judgment he will be a witness against them;-(4:159)

اور ان کے اس کہنے (یعنی فخریہ دعویٰ) کی وجہ سے (بھی) کہ ہم نے اللہ کے رسول، مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو قتل کر ڈالا ہے، حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ انہیں سولی چڑھایا مگر (ہوا یہ کہ) ان کے لئے (کسی کو عیسیٰ علیہ السلام کا) ہم شکل بنا دیا گیا، اور بیشک جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں وہ یقیناً اس (قتل کے حوالے) سے شک میں پڑے ہوئے ہیں، انہیں (حقیقتِ حال کا) کچھ بھی علم نہیں مگر یہ کہ گمان کی پیروی (کر رہے ہیں)، اور انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو یقیناً قتل نہیں کیا

اس آیت میں صرف اور صرف ان لوگوں کے فخریہ دعویٰ کی نفی کی گئی ہے جن کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ترجمہ اور اوپن برہان پر تمام ترجمہ صرف اور صرف اس دعویٰ قتل یا دعویٰ صلیب پر چڑھانے کی نفی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وضاحت سے صرف یہ مطلب ہے کہ کوئی ان کو قتل نہیں کر سکا۔ اس آیت میں کہیں نہیں کہا جا رہا کہ ان کو زندہ اٹھا لیا گیا۔

اب اس سے اگلی آیت کو دیکھتے ہیں۔

بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا

بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے

اس آیت میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ان کو زندہ اٹھا لیا گیا۔

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا

اور نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا مسیح پر اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا مسیح ان پر گواہ۔

اس آیت میں بھی نہ زندہ اٹھانے اور نہ ہی زندہ واپس آنے کا کوئی تذکرہ ہے۔

بنیادی طور پر اس آیت میں یہ کہا جا رہا ہے کہ

قیامت کے دن، عیسیٰ علیہ السلام ان اہل کتاب لوگوں پر گواہ ہوں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کی (طبعی) موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر اور اس بات پر ایمان لائے جو اس سے پہلے کی آیات میں بیان کی گئی ہے (کہ نہ ان کا قتل ہوا اور نہ ان کو مصلوب کیا گیا)۔

یہ کہنا کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر اور اس حقیت پر ایمان نہ لے آیا ہو کہ ان کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ان کو مصلوب کیا گیا -------- ہم کو یہ بتاتا ہے کہ کہا جا رہا ہے کہ اہل کتاب کو ایسا یقین ان کی موت سے پہلے ہوا، یہ نہیں کہا جا رہا کہ ان کی موت ان کے زندہ نازل

ہونے کے بعد ہوگی۔

صاف بات ہے کہ جو اہل کتاب اس وقت زندہ تھے، اس بات کو جانتے تھے کہ نہ عیسی علیہ السلام قتل ہوئے اور نہ ہی مصلوب، اس لئے کے یہ اہل کتاب عیسی علیہ السلام کے ساتھ اس واقعے کے بعد بھی تھے۔لہذا عیسی علیہ السلام کی طبعی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے اوران امور کے گواہ رہے۔

1۔ایسا کہنا کہ اس آیت میں درج ہے کہ عیسی علیہ السلام دوبارا زندہ آسمان سے نازل ہونگے، اس آئت میں کہیں نہیں لکھا۔

2۔ایسا کہنا کہ "اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا،جو عیسی علیہ السلام کی مستقبل میں ہونے والی موت پر ایمان نہ لے آئے، بھی درست نہیں
اس لئے کہ بہت سے اہل کتاب آج بھی عیسی علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور اسی حالت میں مر جاتے ہیں۔ان کا شمار کس طرف ہوگا۔

لہذا اس بات کو تسلیم کر لینے میں کوئی برائی نہیں کہ عیسی علیہ السلام کی وفات یعنی موت واقع ہوئی اور اس کی وجہ نہ قتل تھی اور نہ ہی مصلوب ہونا۔

ان کی وفات کی تفصیل ان دو آیات میں مزید دی گئی ہے جہاں ان کی وفات کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ پہلے فراہم کی جا چکی ہیں۔۔ یہاں بھی لفظ موتہ سے یہ بتایا جارہا ہے کہ مسیح کی موت واقع ہو چکی ہے۔اور قیامت کے دن مسیح ان لوگوں پر گواہ ہونگے جو ان پر اور ان سے متعلق اس بات کو جانتے اور ایمان رکھتے تھے کہ ان کی موت نہ قتل سے ہوئی اور نہ مصلوب ہونے سے۔

قرآن کی آیات کے من پسند ترجمہ تو بہت زمانہ سے چلے آرہے ہیں۔

فاروق سرور خان

ہم چاہے کس قدر لوگوں کو قرآن سے ثبوت فراہم کردیں کہ اللہ تعالی کیا فرماتے ہیں۔ اور اگر کچھ لوگ مان بھی جائیں تو بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ اختلافی مسائیل، قرآن کی آیات کے من پسند ترجمہ تو بہت زمانہ سے چلے آرہے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ ہم مساوات، عدل و انصاف جیسے اجتماعی مسائیل پر توجہ دیں نہ کہ ان اختلافی مسائیل پر۔

حیدر

بھایو اتفاق سے مجھے قرآن سے شراب پینے پر کوئی سزا نہیں ملی تو آئیندہ سے میں شراب پیا کروں گا کہ کونسا مجھے سزا ملنی ہے

میں نے سُنا ہے کہ زنا پر بھی کوئی اسلامی حد نہیں۔ اب تو مزے ہی مزے

عادل بھائی آئیندہ آپ نے مجھے یہ نہیں کہنا کہ وضو ایسے کرنا ہے یا ویسے۔ بھیا قرآن میں تو محض چند باتیں ہیں۔ آپ لوگوں نے ایسے ہی تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ آئیندہ سے میں نماز میں رکوع، سجود اور قیام اپنی مرضی سے کروں گا کیونکہ مجھے قرآن میں کوئی واضح بات نہیں ملی کہ نماز کس طرح پڑھنی ہے۔ اب میری مرضی جس طرح مرضی پڑھوں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میں آئیندہ سے نماز میں بیٹھا بالکل نہیں کروں گا کیونکہ مجھے کوئی واضح دلیل نہیں ملی اس کی قرآں میں سے۔ اور خبردار رہیں وہ لوگ جو ایک ہی وضو سے کئی کئی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔۔۔ وہ گمراہ ہیں۔۔۔ کینکہ قرآں تو ہر نماز سے قبل وضو کا کہتا ہے۔

میں نماز میں قرآن نہیں پڑھا کروں گا بالکہ نعتیں پڑھا کروں گا۔۔۔ اب چونکہ غامدی صاحب نے مجھے گانوں کی بھی اجازت دے دی ہے تو۔۔۔ کچھ دنوں تک گانے بھی پڑھا کروں گا۔ کیونکہ مجھے قرآن میں کہیں نہیں مل سکا کہ نماز میں پڑھنا کیا ہے۔

قرآن میں تو محض فجر کی اور عصر کی نماز کی حفاظت کا کہا گیا ہے اس کا مطلب ہے باقی نمازیں اہم نہیں ہیں۔ آئیندہ سے میں صرف یہی دو نمازیں پڑھا کروں گا۔ ویسے بھی مجھے واضح طور پر 5 نمازوں کا حکم نہیں ملا۔ اذان کو تو میں جانتا ہی نہیں۔ قرآن میں اسکا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ چونکہ قرآن میں ہے کہ جب تم کو نماز کی طرف بلایا جائے۔/ اس لیے آئیندہ سے میں بلانے کے لیے اذان کے بجائے ناقوس کا استعمال کروں گا۔ کون روک سکتا ہے مجھے۔ قرآن نے اجازت دی ہیے۔

اسی طرح خبردار رہیں وہ لوگ جو حیثیت رکھنے کے باوجود صرف ایک حج کرتے ہیں۔ چونکہ اللہ نے کوئی متعین نمبر نہیں بتائے اس لیے جب تک تم لوگ غریب نہیں ہو جاتے تب تک حج کرتے رہا کرو۔

روزہ کھولنے اور بند کرنے کے سلسلہ میں۔۔۔ اب سے میں کالے دھاگوں اور سفید دھاگوں کا استعمال کروں گا کیونکہ قرآن میں یہی ہے۔ اور میری کوشش ہو گی کہ کمرے کے اندر بیٹھ کر یہ دھاگے استعمال کروں تاکہ سفید دھاھ کالے دھاگے میں جلدی مدغم ہو جائے۔ ہاں تو کونسا قرآن نے یہ کہا ہے کہ یہ دھاگے باہر بیٹھ کر استعمال کرو۔

آئیندہ سے مجھے جہاں بھی کوئی کافر ملا اس کو قتل کردیا کروں گا کیونکہ قرآن مجھے کہتا ہے کہ جہاں بھی تم کافروں کو پاؤ انکو قتل کرو۔ اب تو ایسی کی تیسی ان کافروں کی۔

کوئی کہہ کر دکھائے مجھے کہ صاحب طعنوں سے کام نہیں چلنا دلائل لائیں۔ میرے پاس قرآن دلیل ہے۔اور صرف انکی نہیں سیکڑوں احکامات کی دلیل ہے قرآن سے۔

استغفر اللہ ربی من کُل ذنب

فی الحال اتناہی۔ عقل والوں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

شاہد جمیل حفیظ

یہ بڑی اہم کتاب ہے خاص طور پر فاروق بھائی کے لیے اور تمام ممبران کے لیے

امید ہے اس سے آپ کے علم میں ضرور اضافہ ہو گا حقیقت آپ کے سامنے آجائے گی

ضرور مطالعہ کریں لیکن تعصب کی عینک اُتار کر لکھنے والا کوئی بھی ہو دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیا لکھ رہا ہے

http://www.khatmenubuwwat.org/books/...s/ubook_31.pdf

آپ کے ہر سوال کا جواب قرآن حکیم نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اس کتاب کو پڑھ کر تو دیکھیں۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : بدرالزمان
بھایو اتفاق سے مجھے قرآن سے شراب پینے پر کوئی سزا نہیں ملی تو آئندہ سے میں شراب پیا کروں گا کہ کونسا مجھے سزا ملنی ہے
میں نے سنا ہے کہ زنا پر بھی کوئی اسلامی حد نہیں۔ اب تو مزے ہی مزے
عادل بھائی آئندہ آپ نے مجھے یہ نہیں کہنا کہ وضو ایسے کرنا ہے یا ویسے۔ بھیا قرآن میں تو محض چند باتیں ہیں۔
آپ لوگوں نے ایسے ہی تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ آئندہ سے میں نماز میں رکوع، سجود اور قیام اپنی مرضی سے کروں گا کیونکہ مجھے قرآن میں کوئی واضح بات نہیں ملی کہ نماز کس طرح پڑھنی ہے۔ اب میری مرضی جس طرح مرضی پڑھوں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میں آئندہ سے نماز میں بیٹھا بالکل نہیں کروں گا کیونکہ مجھے کوئی واضح دلیل نہیں ملی اس کی قرآن میں سے۔ اور خبردار رہیں وہ لوگ جو ایک ہی وضو سے کئی کئی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔۔۔ وہ گمراہ ہیں۔۔۔ کینکہ قرآن تو ہر نماز سے قبل وضو کا کہتا ہے۔
میں نماز میں قرآن نہیں پڑھا کروں گا بالکہ نعتیں پڑھا کروں گا۔۔۔ اب چونکہ غامدی صاحب نے مجھے گانوں کی بھی اجازت دے دی ہے تو۔۔۔ کچھ دنوں تک گانے بھی پڑھا کروں گا۔ کیونکہ مجھے قرآن میں کہیں نہیں مل سکا کہ نماز میں پڑھنا کیا ہے۔
قرآن میں تو محض فجر کی اور عصر کی نماز کی حفاظت کا کہا گیا ہے اس کا مطلب ہے باقی نمازیں اہم نہیں ہیں۔
آئندہ سے میں صرف یہی دو نمازیں پڑھا کروں گا۔ ویسے بھی مجھے واضح طور پر 5 نمازوں کا حکم نہیں ملا۔ اذان کو تو میں جانتا ہی نہیں۔ قرآن میں اسکا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ چونکہ قرآن میں ہے کہ جب تم کو نماز کی طرف بلایا جائے۔ / اس لیے آئندہ سے میں بلانے کے لیے اذان کے بجائے ناقوس کا استعمال کروں گا۔ کون روک سکتا ہے مجھے۔
قرآن نے اجازت دی ہے۔
اسی طرح خبردار رہیں وہ لوگ جو حیثیت رکھنے کے باوجود صرف ایک حج کرتے ہیں۔ چونکہ اللہ نے کوئی متعین نمبر نہیں بتائے اس لیے جب تک تم لوگ غریب نہیں ہوجاتے تب تک حج کرتے رہا کرو۔
روزہ کھولنے اور بند کرنے کے سلسلہ میں۔۔۔ اب سے میں کالے دھاگوں اور سفید دھاگوں کا استعمال کروں گا کیونکہ قرآن میں یہی ہے۔ اور میری کوشش ہوگی کہ کمرے کے اندر بیٹھ کر یہ دھاگے استعمال کروں تاکہ سفید دھاھ کالے دھاگے میں جلدی مدغم ہوجائے۔ ہاں تو کونسا قرآن نے یہ کہا ہے کہ یہ دھاگے باہر بیٹھ کر

استعمال کرو۔
آئندہ سے مجھے جہاں بھی کوئی کافر ملا اس کو قتل کر دیا کروں گا کیونکہ قرآن مجھے کہتا ہے کہ جہاں بھی تم کافروں کو پاؤ انکو قتل کرو۔ اب تو ایسی کی تیسی ان کافروں کی۔
کوئی کہہ کر دکھائے مجھے کہ صاحب طعنوں سے کام نہیں چلنا دلائل لائیں۔ میرے پاس قرآن دلیل ہے۔ اور صرف انکی نہیں سیکڑوں احکامات کی دلیل ہے قرآن سے۔
استغفراللہ ربی من کُل ذنب
فی الحال اتنا ہی۔ عقل والوں کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

بدرالزماں صاحب،

آپ کے ہر سوال کا جواب قرآن حکیم نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اس کتاب کو پڑھ کر تو دیکھیں۔
آپ نے جو کچھ لکھا، وہ قرآن حکیم اور اللہ تعالی کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

انشاءاللہ آپ کی ہر بات کا جواب قرآن حکیم سے بہت جلد۔

والسلام

میں صرف ان لوگوں سے اسلام پر بحث کرتا ہوں جو قرآن حکیم کو اللہ کی کتاب سمجھ کر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ مجھے اندازہ تھا کہ جب قرآن سے دلائل فراہم نہیں کر سکیں گے تو قرآن کو کمزور، مشکوک اور نامکمل ثابت کرنے کی کوششوں کو دوبارہ دہرایا جائے گا۔

فاروق سرور خان

میں صرف ان لوگوں سے اسلام پر بحث کرتا ہوں جو قرآن حکیم کو اللہ کی کتاب سمجھ کر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ اس کو کمزور سمجھتے ہیں۔ ان سے میری کوئی بحث ہی نہیں۔

مجھے اندازہ تھا کہ جب قرآن سے دلائل فراہم نہیں کر سکیں گے تو قرآن کو کمزور، مشکوک اور نامکمل ثابت کرنے کی کوششوں کو دوبارہ دہرایا جائے گا۔
اور اس طرح خالق کائنات، اللہ تعالی کی اور اس کی اس عظیم کتاب کی توہین کی جائے گی۔ اللہ تعالی کا مذاق اڑایا جائے گا۔

بھایو اتفاق سے مجھے قرآن سے شراب پینے پر کوئی سزا نہیں ملی تو آئیندہ سے میں شراب پیا کروں گا کہ کونسا مجھے سزا ملنی ہے

شراب نشہ:
نشہ کرنے کے بارے میں اور نشہ کی حالت میں نماز کے پاس جانے کے بارے میں اللہ تعالی کے احکامات موجود ہیں، ان معاملات پر قابو کس طرح پایا جائے، اس کی کیا سزا ہو، اس کے لئے فیصلوں کو باہمی مشورہ سے کرنے یعنی مناسب قانون سازی کا اختیار انسانوں کو دیا گیا ہے۔ اس معاشرتی برائی جس کو اللہ تعالی قرآن میں برا کہتے ہیں، اس کو کرنے کے لئے قرآن سے دلیل لانا، اور جائز قرار دینا یا قرآن کو کمزور قرار دینا، ایک کریہہ عمل ہے۔ مثبت بحث ایک اچھا عمل ہے لیکن اس بحث میں جیتنے کے لئے قران کو کمزور قرار دینا ایک نامناسب رویہ ہے۔

4:43 اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ تم وہ بات سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ حالتِ جنابت میں (نماز کے قریب جاؤ) تا آنکہ تم غسل کر لو سوائے اس کے کہ تم سفر میں راستہ طے کر رہے ہو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے لوٹے یا تم نے (اپنی) عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر تم پانی نہ پاسکو تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر مسح کر لیا کرو، بیشک اللہ معاف فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے

2:219 آپ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں، فرما دیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ (دنیوی) فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے، اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں؟ فرما دیں: جو ضرورت سے زائد ہے (خرچ کر دو)، اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو

میں نے سُنا ہے کہ زنا پر بھی کوئی اسلامی حد نہیں۔ اب تو مزے ہی مزے

زنا کے لئے اللہ تعالی نے چار گواہوں کی گواہی کے بعد کوڑوں کی سزا رکھی ہے۔ اس پر بہت بحث ہو چکی ہے۔ مزید سزا آپس کے مشورہ سے بڑھانے پر کوئی پابندی نہیں۔ معاشرہ پر اس عمل کی منفی اثرات کا بہترین تذکرہ کیا گیا ہے اور باقاعدہ نکاح کرنے، سب کو اس کی اطلاع دینے اور مرد و عورت کے طویل تعلقات کی ہدایت سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ ایسے میں یہ کہنا کہ اسلامی کوئی حد نہیں صرف اور صرف ناواقفیت کی بناء پر ہے۔ عموماً لوگ قرآن کی آیات اور اس کے ترجمے کو پڑھتے ہی نہیں ہیں۔

عادل بھائی آئیندہ آپ نے مجھے یہ نہیں کہنا کہ وضو ایسے کرنا ہے یا ویسے۔ بھیا قرآن میں تو محض چند باتیں ہیں۔ آپ لوگوں نے ایسے ہی تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ آئیندہ سے میں نماز میں رکوع، سجود اور قیام اپنی مرضی سے کروں گا کیونکہ مجھے قرآن میں کوئی واضح بات نہیں ملی کہ نماز کس طرح پڑھنی ہے۔ اب میری مرضی جس طرح مرضی پڑھوں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میں آئیندہ سے نماز میں بیٹھا بالکل نہیں کروں گا کیونکہ مجھے کوئی واضح دلیل نہیں ملی اس کی قرآن میں سے۔ اور خبردار رہیں وہ لوگ جو ایک ہی وضو سے کئی کئی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔۔۔ وہ گمراہ ہیں۔۔۔ کینکہ قرآن تو ہر نماز سے قبل وضو کا کہتا ہے۔
میں نماز میں قرآن نہیں پڑھا کروں گا بالکہ نعتیں پڑھا کروں گا۔۔۔ اب چونکہ غامدی صاحب نے مجھے گانوں کی بھی اجازت دے دی ہے تو۔۔۔ کچھ دنوں تک گانے بھی پڑھا کروں گا۔ کیونکہ مجھے قرآن میں کہیں نہیں مل سکا کہ نماز میں پڑھنا کیا ہے۔

وضو بھی اللہ تعالی نے اپنے نبی (ص) کو اور اپنی نبی (ص) کے ذریعے دنیا کے ہر شخص کو سکھایا۔ کیا ابراہیم علیہ السلام بناء وضو کے نماز پڑھتے تھے؟
5:6 اے ایمان والوں! جب کھڑے ہو تم نماز کے لیے تو دھو لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کر لو اپنے سر کا اور (دھولو) اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر ہو تم حالتِ جنابت میں تو (نہا دھو کر) اچھی طرح پاک ہو جاؤ اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آیا ہو کوئی تم میں سے بیت الخلا سے یا مباشرت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ میسر ہو تم کو پانی تو تیّمم کر لو پاک مٹّی سے۔ سو مسح کر و اپنے منہ کا اور اپنے ہاتھوں کا اس سے، نہیں چاہتا اللہ کہ مُبتلا کرے تم کو کسی قسم کی تنگی میں بلکہ چاہتا ہے کہ پاک کرے تم کو اور پُوری کرے اپنی نعمت تم پر، تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔

یہ تو ہوئی کم سے کم صفائی، اب آپ مزید کچھ دھو لیں نہا لیں تو کیا یہ غیر منطقی ہے؟
عیسی علیہ السلام کی وفات اور اس کے بعد اٹھائے جانے میں اور زندہ اٹھائے جانے میں منطقی امر کوئی نہیں صرف اور صرف اللہ تعالی کے بیان کی مخالفت ہے۔

نماز کے بارے میں کیا احکامات ہیں، وہ بھی اللہ تعالی نے رسول اکرم اور اس سے پہلے انبیاء کرام کو سکھائے۔ یہ ایک سنت جاریہ ہے، اس پر اللہ تعالی کے احکامات ایک الگ دھاگہ میں تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ قرآن نماز کی تعلیم کس طرح دیتا ہے۔

قرآن میں تو محض فجر کی اور عصر کی نماز کی حفاظت کا کہا گیا ہے اس کا مطلب ہے باقی نمازیں اہم نہیں ہیں۔ آئیندہ سے میں صرف یہی دو نمازیں پڑھا کروں گا۔

ویسے بھی مجھے واضح طور پر 5 نمازوں کا حکم نہیں ملا۔ اذان کو تو میں جانتا ہی نہیں۔ قرآن میں اسکا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ چونکہ قرآن میں ہے کہ جب تم کو نماز کی طرف بلایا جائے۔ / اس لیے آئندہ سے میں بلانے کے لیے اذان کے بجائے ناقوس کا استعمال کروں گا۔ کون روک سکتا ہے مجھے۔ قرآن نے اجازت دی ہے۔

شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور۔ اس پر آپ کو ایک الگ دھاگہ میں جواب دیا گیا ہے۔ وہ دیکھ لیجئے۔ اس طرح آپ قرآن کو کمزور و نازک ثابت کرنے کی کوشش صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اللہ تعالی قرآن میں صاف صاف عیسی علیہ السلام کی وفات کے بارے میں بتاتا ہے۔

جو کہ عیسائی ایمان پر ایک ضرب ہے۔

لہذا قرآن کو ہی غلط ثابت کر دیا جائے، بھائی آپ کے دلائل بہت ہی کمزور ہیں، غلط ہیں اور بے معنی ہیں۔

روزہ کھولنے اور بند کرنے کے سلسلہ میں۔۔۔اب سے میں کالے دھاگوں اور سفید دھاگوں کا استعمال کروں گا کیونکہ قرآن میں یہی ہے۔ اور میری کوشش ہوگی کہ کمرے کے اندر بیٹھ کر یہ دھاگے استعمال کروں تاکہ سفید دھاھ کالے دھاگے میں جلدی مدغم ہو جائے۔ ہاں تو کونسا قرآن نے یہ کہا ہے کہ یہ دھاگے باہر بیٹھ کر استعمال کرو۔

اس سے بے معانی دلیل ممکن ہی نہ تھی۔ دھاگوں کے رنگ میں شناخت نہ رہ جائے اس سے بہتر نشانی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ منطقی اور باعقل شخص کے لئے یہ ایک بہت ہی اچھی نشانی ہے، قران کو رد کر دینے والے کے لئے یہ ایک بے معانی نشانی کہ ہم تو ٹیوب لائٹ کی روشنی میں قطب شمالی پر بیٹھ کر سیاہ و سفید دھاگہ کو دیکھیں گے، اس ٹائم زون میں دیکھیں گے جہاں ابی دن ہے اور ہماری رات ہے۔ جی؟ بھائی نہ رکھو روزہ۔ طبع نازک پر قید رمضاں بھاری ہے؟ تمہی کہہ دو یہ آئین وفاداری ہے؟

آئیندہ سے مجھے جہاں بھی کوئی کافر ملا اس کو قتل کر دیا کروں گا کیونکہ قرآن مجھے کہتا ہے کہ جہاں بھی تم کافروں کو پاؤ انکو قتل کرو۔ اب تو ایسی کی تیسی ان کافروں کی۔

صرف ان لوگوں کو جہاد یعنی جنگ شروع کرنے کی اجازت ہے جن پر جنگ مسلط کی گئی۔ باقی تمام احکامات اس حکم کے بعد آتے ہیں۔ آپ اگر عقل کو ایک طرف رکھ کر بات کریں تو بھائی ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس پر یہ دعوی کہ عقل والوں کو اشارہ کافی ہے؟ شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور۔

22:39 أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

ان لوگوں کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی ہے جن سے (ناحق) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا، اور بیشک اللہ ان (مظلوموں) کی مدد پر بڑا قادر ہے

اللہ تعالی نماز کس طور تعلیم فرماتا ہے یہ دیکھنا نہ بھولئے۔

sahj

السلام علیکم

فاروق سرور صاحب کی باتوں سے لگتا ھے ان پر بھی احادیث مبارکہ کا اثر ھو گیا ھے،،

مبارک ھو

والسلام

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بدر بھائی آپ کا مراسلہ پڑھ کر میں ہنستا ہی رہا،

اب آپ فاروق بھائی کے جوابات دیکھیے اور دیکھتے چلیے،

کچھ باتیں آپ نے لکھی، اور بھائی فاروق نے ان کے جوابات دیے، بدر بھائی آپ خوش قسمت ہیں کہ فاروق بھائی نے آپ کو فوراً جوابات دے دیے، خواہ کیسے بھی دیے،

اس قسم کے سوالات کی ایک قطار ہے، ایک انبار ہے جو میں نے بھی پوچھے اور بہت سے اور لوگوں نے بھی پوچھے کہ فلاں فلاں کام کی قران میں سے کیا دلیل ہے، لیکن،،،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر شر سے محفوظ رکھے، والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> نشاندہی کا شکریہ۔ امام مالک کا ریفرینس درست کر دیا ہے۔
>
> موطا امام مالک پر ہی کیا منحصر، میں تو رسول صلعم کی ہر حدیث پر ایمان رکھتا ہوں، شرط صرف یہ ہے کہ وہ قرآن کے مخالف نہ ہو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی، وہ دن کب آئے گا جب آپ حقیقتاً اپنے اس """" خلاف قرآن """" فلسفے کی کوئی ایک ایسی تعریف پیچ کر سکیں گے جس کے بعد آپ اس پر ہی قائم رہ سکیں ؟؟؟

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> یہاں قرآن صاف صاف کہہ رہا ہے (جی قرآن زندہ نہیں ہے، اللہ تعالی قرآن حکیم میں فرماتے ہیں، اردو زبان میں یہ عام رواج ہے، قانون کہہ رہا ہے، آئین کہتا ہے وغیرہ وغیر، آپ کی اردو بہتر ہو جائے گی تو بہتر سمجھ میں آئے گا)۔

بڑے ہی افسوس کی بات ہے بڑے بھائی، اس قسم کی تاویلیں پیش کر کے اپنی بدعقیدگی کو چھپانے کی کوشش مت کیا کیجیے،

اس موضوع پر پہلے آپ کو بہت کچھ بتا چکا ہوں،

صاف سیدھی بات کیا کیجیے، اردو کا انداز خطاب اپنی جگہ اور اسلامی معاملات اور خاص طور پر عقیدے سے متعلقہ معاملات اپنی جگہ ،

الحمد للہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی اردو سکھائی ہے میں اس میں اپنی بات سمجھا پاتا ہوں اور لغت کے قواعد کی فکر کیے بغیر بات کو واضح رکھنے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ کسی کی گمراہی کا سبب نہ بنے، باذن اللہ،

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> تو کہہ رہا تھا کہ جو قرآن حکیم کہہ رہا ہے (یعنی جو اللہ تعالی فرما رہے ہیں، اردو زبان کی کم استطاعت رکھنے والوں کے لئے وضاحت (کہ ان کی وفات ہوئی، اور وہ اٹھا لئے گئے۔ اب ہم کو وہ معرکہ دکھایئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی متوفی کرتا ہے، وفات دیتا ہے تو اس کئے معانی ہوتے ہیں کہ اللہ زندہ کرتا ہے۔ ایا عربی کے کس کس کلیئے سے ہوتا ہے
>
> قرآن کو عربی کی کسی بھی ترکیب سے پڑھیں گے تو متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائیگا؟
> اور کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اس اہم موضوع کے بارے میں نہیں کہا---کہ عیسی علیہ السلام واپس زندہ آئیں گے -----
> وہ بھی قرآن سے نکال کر دکھایئے، تاکہ اس کی تفسیر میں روایات پیش کی جاسکیں؟

بہت نوازش بھائی جی، آپ ہمیشہ یہی سمجھا کیجیے کہ آپ اردو سے بالکل ناآشنا لوگوں سے بات کرتے ہیں اور صاف صاف لکھا کیجیے،

لیکن محترم بھائی دوسروں کی اردو کو خراب سمجھتے سمجھتے اپنی اردو خراب مت کرتے چلیے یہ کیا لکھا ہے بھائی جی """""""" قرآن کو عربی کی کسی بھی ترکیب سے پڑھیں گے """""""""" ، چلیے خیر یہ تو یوں ہی ایک بات تھی، """"" کونسی بھی بات """"" سمجھ کر جانے دیتے ہیں،

فاروق بھائی، میرے اور آپ کے درمیان کچھ اور موضوعات پر بات چل رہی ہے جو آپ کے جوابات کے انتظار میں رکی ہوئی ہے، کیا آپ اس موضوع پر

بھی ایک نیا محاذ کھولنا چاہتے ہیں؟

فی الحال اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ قران کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرامین کے مطابق سمجھنے کی کوشش کیا کیجیے، ترجموں کی مطابق نہیں،

اگر آپ عربی سیکھنا چاہتے ہیں

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> کیوں آپ اپنا وقت میری خراب عربی پر برباد کرتے ہیں۔ لوگوں کی معلومات میں اضافہ فرمائیے۔ آپ سے قرآن اور حدیث دونوں کے لئے سوال کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اب تک ساری توجہ مجھ پر ہے، جو ریفرنز دیے ان پر کوئی ایک نکتہ بھی نہیں۔ موضوع کی طرف آیئے، میں تو ایک معمولی طالب علم ہوں، اتنی توجہ کا متحمل نہیں ہو پاتا۔

فاروق بھائی پہلے بھی بار بار کہہ چکا ہوں اور ایک دفعہ پھر یقین دھانی کرواتا چلوں کہ مجھے آپ کی شخصیت میں ایسی کوئی جاذبیت دکھائی نہیں دی جس کی بناپر میں """ آپ""" کی طرف متوجہ ہوں، بہت سی اور خوش فہمیوں کی طرح یہ بھی محض آپ کی ایک خوش فہمی ہے، یقین رکھیے مجھے آپ کی ذات میں ایسی کوئی دلچسپی نہیں کہ میں آپ کی طرف توجہ کروں،

میں تو صرف اس کے بارے میں بات کرتا ہوں جو گمراہی آپ کی باتوں میں ہوتی ہے، اور پھر ایسی باتیں کرنے والے کا مبلغ علم ظاہر کرنے کے لیے اس کی عربی اور دیگر ایسی باتوں کا ذکر بھی ضمناً ہو جاتا ہے جو اس کے فلسفے کی قوت اور اصلیت کو آشکار کر سکیں، ان شااللہ،

بس اسی لیے آپ کی خراب ترین عربی، اور ناقص معلومات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرتا ہوں کہ دیکھیے جن صاحب کو امت کے ائمہ تک کے ناموں کا ٹھیک سے پتہ نہیں، انگلش کتابوں میں سے جو کچھ پڑا انگلش تلفظ کو اردو میں لکھ کر کیا سے کیا بنا دیتے ہیں، اور تو اور انگلش الفاظ کی روایات کو دیکھ کر احادیث کا ترجمہ بھی کیا سے کیا کر دیتے ہیں (اردو محفل میں موسیقی کے بارے میں گفتگو تو آپ کو یاد ہو گی) جی تو معاملہ صرف یہ ہے بھائی جی جو ابھی بیان کیا ہے، نہ کہ آپ کی شخصیت پر کوئی توجہ ہے۔

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر حدیث کی کتب میں ہے۔ تو بھائی ان آیات کے بارے میں جو تفسیر رسول اللہ صلعم سے منسوب کی گئی ہے وہ بھی درج فرما دیجئے کہ یہ آیات پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا ؟ اس طرح ان آیات کا ریفرنس بھی حدیث کی کتب میں کہاں کہاں ہے فراہم کر دیجئے تو بہت نوازش ہو گی۔

فاروق بھائی، یہاں آپ دیگر بھائیوں سے محوِ گفتگو رہیے، ان شاءاللہ اس موضوع پر مکمل معلومات پیش کروں گا، آپ سے کسی بھی موضوع پر گفتگو کرنے میں تردد اس لیے رہتا ہے کہ آپ بڑی صفائی سے میرے سوالات کو گول کرتے جاتے ہیں اور اپنی رٹی رٹائی چند باتیں دہراتے رہتے ہیں، اگر آپ سناو اور سنو، پوچھو اور بتاو کے اصولوں کے مطابق بات کریں تو ان شاءاللہ گفتگو میں زیادہ دل جمعی رہے اور قارئین کو بھی اندازہ ہو جائے کہ بھائی فاروق سرور بھی اپنے فلسفوں کے لیے کوئی علمی حجت رکھتے ہیں،

والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : sahj**
>
> **السلام علیکم**
>
> **فاروق سرور صاحب کی باتوں سے لگتا ھے ان پر بھی احادیث مبارکہ کا اثر ھو گیا ھے،،**
>
> **مبارک ھو**
>
> **والسلام**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ساھج بھائی،

اللہ آپ کی زبان مبارک کرے اور آپ کے اس خیال کو سچ کرے،

والسلام علیکم۔

میں رسول اکرم کی تمام حدیث صحیح پر ایمان رکھتا ہوں۔ صرف وہ روایات جو خلاف قرآن ہیں ان کو سامنے لاتا ہوں۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب sahj :

السلام علیکم
فاروق سرور صاحب کی باتوں سے لگتا ھے ان پر بھی احادیث مبارکہ کا اثر ہو گیا ھے،،
مبارک ہو

والسلام

سہج، آپ کسی بہت ہی بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ الحمدللہ میں رسول اکرم کی تمام حدیث صحیح پر ایمان رکھتا ہوں۔ صرف وہ روایات جو خلاف قرآن ہیں ان کو سامنے لاتا ہوں۔

یہ وہ روایات ہیں جو اقتدار اور عوام کی دولت پر قبضہ اور خواتین کا استحصال اور اسلام کو برا ثابت کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور صاف صاف خلاف قرآن ہیں۔

اس دھاگہ کو بغور پڑھیئے۔ آپ کو قرآن کی آیات کے خلاف روایات کا اندازہ ہو جائے گا۔

اب تک کوئی برادر محترم، ہم کو ایک بھی آیت عیسی علیہ السلام کو زندہ اوپر اٹھائے جانے کے بارے میں یا ان کی زندہ واپسی کے بارے میں فراہم نہیں کر سکا ہے۔ جو آیات پیش کی گئی ہیں وہ ان کی موت اور وفات کو ثابت کرتی ہیں۔

تو پھر ان روایات کا کیا مقام ہے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہم کو عیسی علیہں السلام کے زندہ اٹھائے جانے والے عیسائی نظریہ کا پرچار کرتی نظر آتی ہیں۔ کیا ان کے بارے میں سوال کرنا اور حقیقت جاننے کی کوشش کرنا گناہ ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر گناہ یہ ہے کہ رسول ارکم سے ایسی روایات منسوب کی جائیں جو کہ قرآن کے مضمون کے صریح خلاف ہیں۔

والسلام

فاروق سرور خان

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

ان روایات کا کیا مقام ہے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہم کو عیسیٰ کے زندہ اٹھائے جانے والے عیسائی نظریہ کا پرچار کرتی نظر آتی ہیں؟

فاروق سرور خان

برادر محترم، آپ نے میرے ایک بھی سوال کو دور سے بھی نہیں دیکھا اور شکوہ آپ کا یہ ہے کہ میں جواب نہیں دیتا۔ بھائی سوال تو میں اٹھا رہا ہوں۔ آپ کے پاس جواب نہیں۔

کہ اللہ تعالی کا فرمان، قرآن کی وہ آیات پیش کر دیجئے جو عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اور واپس زندہ لاتی ہوں۔ ورنہ مان لیجئے کہ یہ عیسائی نظریہ قرآن حکیم کے خلاف ہے۔

کسی کے پاس قرآن حکیم سے ان قرآن مخالف نظریات کی حمایت میں کوئی آیت نہیں۔

فاروق سرور خان

الحمد للہ، میں رب کریم کا عاجزی سے شکر گزار ہوں کہ پچھلے کئی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالی کے فرمان، رسول اکرم کی زبان مبارک سے ادا ہوئے قرآن حکیم کی آیات مبارکہ پیش کرنے کے بعد کسی کے پاس قرآن حکیم سے ان قرآن مخالف نظریات کی حمایت میں کوئی آیت نہیں۔

پھر یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ لوگوں کے حواسوں پر معمولی انسان اور طالب علم سوار ہیں، ان کا تمام تر فوکس اب معمولی طالب علموں پر ہے۔ اللہ کی کتاب پر نہیں، یہ دیکھ کر بھی دکھ ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایک معمولی طالب علم کو نیچا دکھانے کے لئے اللہ تعالی کے فرمان کا مذاق اڑاتے ہیں، اس کتاب کو کمزور ثابت کرنے کی کوششیں کرتے ہیں اور اس کتاب مبارک پر توجہ دینے کے بجائے اس کا ارتداد کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اے رب کریم ان فرزندان اسلام کو اپنی کتاب مبارک سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اپنے قرآن کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالی ان کو ہدایت دے کہ یہ معمولی طالب علم انسانوں کو توجہ دینے کے بجائے رب عظیم، اللہ تعالی کی کتاب، جس کا لفظ لفظ رسول اکرم کی زبان سے ادا ہوا، اس کتاب پر توجہ دینے کی توفیق عطا فرما۔ ان کو اسی کتاب عظیم قرآن حکیم کی جو کہ رسول پر نور کی زبان مبارک سے ادا ہوا سے دلائیل دینے کی توفیق عطا فرما۔

آمین۔

والسلام

حیدر

تعریف اس بات کی جس نے مجھے ایسا مسلمان بنایا جو ایک اللہ پر، اسکے تمام نبیوں پر، اسکی بھیجی گئی تمام کتابوں پر اور اس کے تمام احکامات پر بعینہ ویسا ہی یقین وایمان رکھتا ہے جیسا شارع اسلام نے حکم دیا۔ یہ مسلمان اس بات پر بھی یقین رکھتا ہے کہ قرآن ہی راہ ہدایت ہے۔ اس مسلمان کو اپنی چلتی ہوئی سانس سے بڑھ کر یہ یقین ہے کہ قرآن کی اول اور درست وضاحت وہی کر سکتا ہے جس نے اسکو بیان کیا۔ اس مسلمان کا یہ بھی ایمان ہے اللہ ہی اپنے اسلام اور قرآن کی حفاظت کرنے والا ہے۔ چناچہ یہ مسلمان اس بات کو یقین سے کہہ سکتا ہے کہ جو فتنے آج (مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ سے متعلق) پیدا کیے جا رہے ہیں ان سے متعلق اگر قرآن میں کوئی واضح حکم موجود ہے تو بھی اسکی تشریح و توضیح۔۔۔ کسی نہ کسی طور شارع قرآن نے ضرور کی ہوگی۔ تاہم اگر شارع اس سلسلہ میں خاموش ہے تو اس کی تشریح کے سلسلہ میں صحابہ کرام کی سنت کو سمجھنا اور اسکو تسلیم کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ وہ حضرات براہ راست نبی سے تعلیم یافتہ تھے۔ تاہم اگر نبی کے بعد صحابہ کرام میں بھی کسی سلسلہ میں خاموشی پائی جاتی ہے۔۔۔ تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنی رائے قائم کرنے سے قبل۔۔۔ ان لوگوں کی آرا کو بغور پڑھ لیا جائے اور سمجھ لیا جائے جنہوں نے ان صحابہ یا صحابہ کے شاگردوں سے تربیت حاصل کی تھی۔ امام اربعہ کے سلسلے کے پہلے امام

نعمان رحمۃ اللہ علیہ (امید ہے جناب کو امام نعمان کا پتا ہی نہیں ہو گا۔ تاہم تلاش کر لیں انکو۔ با آسانی مل جائیں گے) کے ساتھ ساتھ باقی امام بھی اس سلسلہ میں وہی موقف رکھتے ہیں جس پر آج ان کے فقہ کے پیروکار عمل پیرا ہیں۔ اسلام کی سنت ہے کہ جو کوئی قانون یا فقہ تلاش کرنا چاہے اسکو اسی طریقہ پر عمل کرنا ہو گا۔ جو کہ بد قسمتی سے آج کے جدیدیت پرست سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قانون کی تشریح انہی بنیادوں پر کرتے ہیں جو وہاں پر الفاظ بیان کیئے گئے ہیں۔ جبکہ قرآن کی تشریح کرنا۔۔۔وہ بھی از خود۔۔۔تب تک ممکن نہیں جب تک آپ عربی کے رموز واو قاف سے ویسی ہی واقفیت حاصل نہ کر لیں جیسی ماہر عربی دان رکھتے ہیں۔ عربی کو جتنا میں جانتا ہوں اس کے مطابق " الحمدللہ " اور الَحمدللہ " کے الفاظ کے معنی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس زبان میں محض ادائیگی کے معمولی فرق سے مطالب میں فرق پڑ جائے وہاں پر اگر کوئی یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ محض الفاظ کے معنوں کو رٹا مار لینے سے قرآن کا معنی کُلی طور پر آشکارا ہو جائیں گے۔۔۔تو اس کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ رہی میری ایمانیات کی بات۔ یہ وضاحت اس لیے دی کہ فاروق بھائی اس بار بھی میرے الفاظ کا مقصد نہیں سمجھ سکے (حالانکہ قرآن سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور یہ سمجھ بیٹھے کہ میں معاذ اللہ قرآن کو کمزور پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ وضاحت میں نے اس لیے بھی دی کہ میرا بھائی میرے بارے میں بدگمانی کا شکار نہ ہو۔ کیونکہ میں نے اپنی بد کلامیوں کے بارے میں خود ہی جواب دہ ہونا ہے۔

مزے کی بات ہے کہ "ملا" کو تنگ نظر کہنے کا دعویٰ کرنے والے بھائی۔۔۔ خود اچانک سے ہی تنگ نظری کا شکار ہو گئے اور۔۔۔قرآن جو ہر کسی کے لیے ہدایت ہے (کبھی کبھی گمراہی بھی) سے مجھے اپنی مرضی سے مسائل اخز کرنے دینے کے بجائے۔۔۔اچانک سے ہی الزام تاشی کرنا شروع ہو گئے۔ جبکہ "وہی تنگ نظر، جاہل، فتنہ پرور ملا" میری باتوں پر ہنس رہے تھے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ ملا گنڈاسہ لے کر میرے پیچھے پڑ جاتے کہ تم اسلام کا بتنگڑ بنا رہے ہو۔ مگر ایسا نہ ہوا وہ تنگ نظر مُلا تو مسکراتے رہے لیکن کھلے دل والے قرآن سے ہدایت لینے والے بھائی۔۔۔مجھ پر چڑھ دوڑے۔

اسی سلسلہ میں مزید بات آتی ہے کہ میں نے جو جو اعتراضات کیے وہ قرآن پر تو نہیں کیے۔ میں نے تو تسلیم کیا کہ قرآن میں یہ احکامات یوں یوں موجود ہیں اس لیے میں انکو ویسا ہی تسلیم کروں گا۔ چونکہ اس میں موجود اضافی چیزیں قرآن میں موجود نہیں۔۔۔وہ تو ملا کی بتائی ہوئی ہیں۔۔۔تو میں کیوں کر تسلیم کروں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جب انکے سامنے کوئی حدیث پیش کی جاتی ہے تو وہ اسکو قرآن سے منافی قرار دیتے ہیں۔۔۔لیکن جب میں یہی استدلال کرتا ہوں تو میرے ایمان پر ہی شک کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ کرنا تو ملاؤں کو چاہیے تھا کہ جن کو اسلام کا ٹھیکیدار تک قرار دیا جاتا رہا ہے۔۔۔مگر انہوں نے تو کوئی ٹینشن نہ لی۔

مزید یہ بات بھی پیدا ہوئی کہ۔۔۔یہ بات کون طے کرے گا کہ کونسی حدیث قرآن کے مطابق ہے اور کون سی نہیں؟ جب محترم۔۔۔خود ہی سے امام بخاری ، مسلم و دیگر کی پیش کردہ کئی احادیث کو منافی قرآن کہہ رہے ہیں۔۔۔تو کیا وجہ ہے کہ ان حضرات نے باقی حدیثیں بھی خود سے ہی نہ گھڑلی ہونگی؟ کیا حدیث کے اختیار کرنے کا فیصلہ ہم نے خود کرنا ہے تنہا۔۔۔یا پھر اس سلسلہ میں پھر سے اسلامی تاریخ سے استفادہ کرنا پڑے گا؟ جب پھر سے ہمیں اسلامی تاریخ سے استفادہ کرنا پڑے گا تو پھر فاروق بھائی کے باقی استدالات کی کیا حیثیت رہ جائے گی؟ کون مجھے منا سکے گا کہ نماز میں بیٹھنے کا حکم اسلام کا ہی منشا ہے بے شک قرآن میں نہ بھی ہو؟ کون مجھے منا سکے گا کہ ہاتھ باندھنے کا حکم بھی نماز کے سلسلے میں ہی ہے۔ جناب۔۔۔اگر احادیث کو ہم اپنی مرضی سے یونہی چھانتے رہے۔۔۔تو پھر تو اسلام کی بنیاد ہی ہل جائے گی۔ میرا خیال ہے قرآن میں ہی ہے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو کہ جو بات تم کو پسند ہو وہ تو تم اپنا لو اور جو بات تم کو ناگوار گزرے یا پسند نا آئے تو اسکو تم چھوڑ دیتے ہو۔ تو جناب میں تو کسی حدیث کو پکڑنے اور کسی کو چھوڑنے والے استدلال کو استعمال کرتے ہوئے اگر اپنے لیے **ہوائی جزیرے** والی حالات پیدا نہ بھی کر سکا تو بھی۔۔۔ اتنی آزادی حاصل ضرور کر لوں گا کہ " رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی"

جناب نے میری بات) شراب وزنا) کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے انسانوں کو بھی قوانین کے حقوق دیئے ہیں اور وہ حسب ضرورت سزاوؤں کو بڑھا کم بھی کر سکتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کام کون کرے گا؟ جب کسی سزا کا وجود قران میں ہے ہی نہیں تو کیا سزا تجویز کرنے والے اللہ سے بڑھ کر ہیں؟ کیا اللہ کو پتا نہ تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے یا ویسا ہو سکتا ہے؟ جب کوئی ایسی قانون سازی ہو رہی ہو گی تو کیا انسان کو آزادی ہو گی کہ وہ سابقہ تجربات کو بالکل ملحوظ خاطر نہ لائے؟ اس بات کی کوئی پروانہ کرے کہ اس کے پیش رووں نے۔۔۔ اسکے بزرگوں نے، اسکے بزرگوں کے بزرگوں نے۔۔۔ یا صحابہ نے اس سلسلہ میں کیا کیا؟ کیا وہ ان سب کا رد کرتے ہوئے بالکل نئی بات تخلیق کر دے گا؟ اگر یقیناً نہیں تو پھر اس سلسلہ میں مُلا کیوں بُرے ہیں؟ جو چیز دوسروں کے لیے جائز ہے وہ مُلا کے لیے کیوں ناجائز ہے؟

گھوم پھر کر بات پھر سے احادیث پر آجاتی ہے۔ جناب کان کو جدھر سے مرضی پکڑ لیں۔۔۔ پکڑا کان ہی جانا ہے۔ آپ بھی صحیح احادیث کے چکر میں ۔۔۔ صحیح احادیث کا ہی رد کر دیں ۔۔۔ یا ضعیف کا۔۔۔ رد آحادیث کا ہی نکلنا ہے۔ **آپ اگر یہ کہتے کہ حضرت عیسی سے متعلق پیش کردہ احادیث ضعیف ہیں تو کوئی منطق بھی تھی۔** مگر افسوس آپ انکو کسی خاطر ہی نہ لائے یہی کہتے رہے کہ قرآن سے دلیل لاؤ (جسکا مطلب واضح ہے کہ آپ ان احادیث کا انکار کر رہے تھے (تو میرا ابھی آپ سے مطالبہ ہے کہ آپ بھی میرے اعتراضات کا جواب قرآن سے لاؤ۔ میرے ہر اعتراض کا جواب ہونا چاہیے نہ کہ گھمانے پھرانے کی بات۔

اُس پوسٹ میں۔۔۔ تو میں نے چند اعتراضات پیش کیے تھے اس منطق پر کہ قرآن کی تشریح۔۔۔ محض قرآن سے۔
اب آپ اسی گورکھ دھندے میں الجھ جاؤ گے۔ میں تو اتنے سوالات لاؤں گا کہ یہ سارا فورم ہی بھر جائے گا۔

میرا کہنا پھر وہی ہے کہ قرآن کی تشریح۔۔۔ نبی پاک سے پھر صحابہ سے پھر تابعین و علماء سے۔۔۔ پھر بعد میں آنے والے علماء سے۔۔۔ اور اگر پھر بھی کسی مسئلہ کا حل نہ ملے تو اجماع / اجتہاد / قیاس سے۔

جو آیات عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھائے جانے اور زندہ واپس آنے کے بارے میں ہیں عنایت فرمائیے۔

قرآن حکیم سے صرف ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زدہ واپس آنے کی فراہم کردیجئے جناب۔

اگر قرآن اس ضمن میں خاموش ہے تو کیا ہم کو حدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے؟

فاروق سرور خان

بدر الزماں صاحب۔

موضوع تھا جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا۔ ان کی وفات پر مشتمل آیات آپ کو پیش کردی گئی ہیں۔ اگر ایسا درست نہیں تو جناب جو آیات رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واضح طور پر زندہ اٹھائے جانے اور زندہ واپس آنے کے بارے میں ہیں عنایت فرمائیے۔

رہ گئی روایات کی بات تو جو روایت بھی خلاف قرآن، اہانت رسول سے بھرپور، اللہ تعالی پر بہتان عظیم ہو۔ وہ روایت کیوں قابل قبول ہو گی۔۔۔ وضاحت فرما دیجئے۔

آپ نے قرآن کی آیات کو غلط ثابت کرنے کے لئے روایات کا راستہ کیوں اپنایا ہے؟ کیا قرآن حکیم اور سنت رسول پر نور ایک دوسرے کے مخالف ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ قرآن حکیم یعنی رسول اللہ کی زبان سے ادا ہوئے اللہ تعالی کی فرامین کچھ اور ہیں اور ان نظریات کی ضد روایات کی کتب میں پائی جاتی ہے؟

ٹھوڑی دیر سوچئے، اپنے پچھلے مراسلہ کو پڑھیئے اور مجھے بتائیے کہ جو روایات قرآن حکیم کے معانوں کے خلاف پیغام دے رہی ہیں ان میں سے قرآن کو مانا جائے یا پھر ان روایات کو؟

اوپن برہان پر تراجم میں نے نہیں کئے وہ 23 عدد اردو اور English کے تراجم جن لوگوں نے کئے ان کو دنیا مانتی ہے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ وہ تراجم سب ایک ہی بات کہتے ہیں۔

تو پھر اتنی بحث کیسی؟ قرآن حکیم سے صرف ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زدہ واپس آنے کی فراہم کردیجئے جناب۔

والسلام۔

باذوق

السلام علیکم فاروق بھائی

کافی عرصہ بعد آپ کو دیکھ کر ایک طرف خوشی ہوئی تو دکھ بھی ہوا کہ آج تک بھی آپ کا وہی رویہ جاری ہے۔

اللہ ہم تمام کو ہدایت سے نوازے، آمین۔

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> ۔۔۔ آپ کسی بہت ہی بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ الحمد للہ میں رسول اکرم کی تمام حدیث صحیح پر ایمان رکھتا ہوں۔ صرف وہ روایات جو خلاف قرآن ہیں ان کو سامنے لاتا ہوں۔

محترم فاروق بھائی! میں نے شائد اس سے پہلے بھی آپ سے کئی بار "خلاف قرآن" کی وضاحت پوچھی ہے۔ جیسا کہ عادل بھائی بھی آپ کو بار بار یاد دلا رہے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ۔۔۔ یہاں آپ نے یہ بالکل جھوٹ کہا ہے کہ جو روایات خلاف قرآن ہیں، آپ ان کو سامنے لاتے ہیں۔

میرا دعوٰی ہے کہ آپ ان تمام ہی روایات کو سامنے نہیں لاتے چاہے اس کے پیچھے آپ کی جو بھی مجبوری رہی ہو۔

مثلاً ایک مشہور روایت ہے کہ سونا (gold) امت مسلمہ کے مردوں پر حرام ہے۔

جبکہ قرآن کہتا ہے:

فرما دیجئے: اللہ کی اس زینت (و آرائش) کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے اور کھانے کی پاک ستھری چیزوں کو (بھی کس نے حرام کیا ہے)؟ فرما دیجئے: یہ (سب نعمتیں جو) اہلِ ایمان کی دنیا کی زندگی میں (بالعموم روا) ہیں قیامت کے دن بالخصوص (انہی کے لئے) ہوں گی۔ اس طرح ہم جاننے والوں کے لئے آیتیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں

)الاعراف:32، ترجمہ طاہر القادری(

فاروق بھائی، کیا آپ اس آیت کے حوالے سے ہم مسلمانوں کو gold یا ریشم پہننے کی اجازت دے سکتے ہیں؟؟ اگر نہیں تو کیوں جبکہ آپ کی ہی عقل کے مطابق جب میں قرآن کو سمجھنے جاؤں تو گولڈ اور ریشم جیسی زینت و آرائش اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے۔

اسی طرح ایک مشہور حدیث ہے کہ

دو مردار یعنی ٹڈی اور مچھلی اور دو خون یعنی کلیجی اور تلی حلال ہیں۔

جبکہ قرآن کہتا ہے:

تم پر مرا ہوا جانور، خون، سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے (المائدہ:3)

تو پھر فاروق بھائی، کیا اس آیت کے حوالے سے آپ ہم مسلمانوں کو ٹڈی، مچھلی، تلی اور کلیجی کے حرام ہونے کا فتوٰی دے سکتے ہیں؟؟

رہ گئی تھریڈ کے اصل موضوع سے متعلق آپ کا یہ تقاضا کہ صرف ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ واپس آنے کی فراہم کیا جائے۔

فاروق بھائی! اگر قرآن اس ضمن میں خاموش ہے تو کیا ہم کو حدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے؟

قرآن میں تو عبادات کے بیشمار طریقے بیان نہیں ہوئے ہیں تو کیا ہم اپنی مرضی سے دو رکعت نماز میں دس رکوع، پندرہ سجدے وغیرہ وغیرہ ادا کر سکتے ہیں؟ اگر تدفین کا طریقہ قرآن میں نہیں ملتا تو کیا ہم اپنی مرضی سے مردے کو دفن کر سکتے ہیں؟ اگر حج، عمرہ، زکوۃ وغیرہ کی تفصیل قرآن میں نہیں ملتی تو کیا ہم اپنی مرضی چلا سکتے ہیں؟؟

فاروق بھائی! آپ کہتے ہیں کہ آپ "حدیث صحیح" پر ایمان رکھتے ہیں۔

مگر یقین کیجئے کہ میں جتنا آپ کے فہم پر غور کرتا ہوں اتنا ہی یقین ہوتا ہے کہ آپ "حدیث صحیح" پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اپنے "فہم" پر ایمان رکھتے ہیں۔

کیونکہ حدیث کے " صحیح" ہونے کے لئے آپ کے پاس شرط یہ ہے کہ وہ اس" قرآن فہمی" سے نہ ٹکرائے جس کو آپ اپنے پاس رکھتے ہیں۔

ورنہ کیا بات ہے کہ دنیا بھر کے ائمہ و علما gold اور ریشم کو مسلمان مرد کے لئے حرام کہیں مگر آپ کو یہ چیز قرآن کے خلاف اس لئے نظر آئے کہ آپ قرآن کو اپنے فہم سے سمجھنا شرط مانتے ہیں۔

بتائیے کہ ہم پھر یہ کیوں کر نہ مانیں کہ آپ کا ایمان "حدیث صحیح" پر نہیں بلکہ اپنے "فہم" پر ہے!! یہ تو بس آپ ہمیں مغالطہ دینے کہہ دیا کرتے ہیں کہ حدیثِ صحیح پر آپ کا ایمان ہے۔

کیا وجہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی غیر مستند روایات کی کتاب کی مدد سے قران کی تردید کریں؟

فاروق سرور خان

دوبارہ اس تھریڈ کو پڑھ لیجئے۔ خلاف موضوع آپ کے بیان نظر انداز کر رہا ہوں۔ جب بھی کسی روایت میں شبہ ہو قران حکیم کی آیت اولین حیثیت رکھے گی۔ اس معاملے میں قرآن حکیم کی واضح آیات موجود ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو وفات کے بعد اوپر اٹھایا گیا، اور ان کی واضح موت کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ ان آیات کو دیکھ لیجئے۔ سوچئیے اور جواب دیجئے کہ کیوں ایک حقیقت کو نظر انداز کیا جائے اور کیوں ایسی روایات پر یقین کیا جائے جو خلاف قرآن ہیں؟

نکاح کا انسٹی تیوشن اسلام میں بہت ہی مظبوط ہے، اس کے بارے میں رسول اکرم کے بیانات وروایات اور قرآن کی آیات سے نکاح کے ہر رخ پر روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح وہ عورتیں جو جنگوں کی صورت میں یتیم ہو جائیں ان کو مناسب سرپرستی میں دینے کے واضح احکامات، آیات اور روایات موجود ہیں۔ اس روشنی میں آپ متعہ کے بارے میں مراسلہ میں ایسی روایات جن میں رسول اللہ پر اہانت آمیز الزام لگایا گیا، اسی فورم میں پڑھئیے اور دیکھئے کہ رسول اللہ پر کس طرح اہانت آمیز الزام لگایا جارہا ہے کہ انہوں کے متعہ کی اجازت دی۔ اس طرح روایات کے بھیس میں رسول اکرم پر بہتان عظیم لگائے گئے۔ دشمنان اسلام سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں؟

قرآن کی واضح آیات کی موجودگی میں کہ رسول اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہو گئی،

ایسا کیوں کہ مسلمان عیسائی ایمان پر یقین رکھیں؟

قران حکیم سے اس کا حوالہ عنایت فرمائیے۔ پڑھئیے اور سوچئیے۔

اللہ تعالی مجھ سے میرا احساب لے گا۔ میرے دل میں اس رب کا خوف ہر وقت ہے۔ آپ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ میں کیا کہتا تھا۔

لیکن ہم سب سے یہ ضرور پوچھے گا کہ اس کتاب پر ایماں رکھا تھا کہ نہیں۔

کیا وجہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی غیر مستند روایات کی کتاب کی مدد سے قران کی تردید کریں؟

ایسی کتب جس پر نہ رسول اکرم نے ایمان رکھنے کو کہا اور نہ ہی اللہ تعالی نے ایمان رکھنے کو کہا؟

والسلام

آپ کیوں مصر رہتے ہیں کہ آیات کی نفی روایت سے کی جائے؟ جیسا کہ اس صورت میں ہے؟
اگر ہم کو تفصیل رسول اکرم سکھاتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی آیت ہوتی ہے۔

فاروق سرور خان

آپ کیوں مصر رہتے ہیں کہ آیات کی نفی روایت سے کی جائے؟ جیسا کہ اس صورت میں ہے؟

باذوق بھائی، سلام علیکم،

قرآن کی بہت سی آیات کی تشریح و تفسیر رسول اکرم نے فرمائی ہے،
اگر ہم کو سمندری گوشت کھانے کے بارے میں تفصیل رسول اکرم سکھاتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی آیت ہوتی ہے، مثال کے طور پر آپ مچھلی یعنی سمندری گوشت کی بابت دریافت کر رہے ہیں تو اس کے پیچھے آپ کو یہ آئت ملے گی۔
گویا بات موافق القرآن ہی ہو رہی ہے۔

16:14 وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُ
اور وہی تو ہے جس نے مسخّر کر رکھا ہے سمندر کو تاکہ کھاؤ تم اس میں سے گوشت، ترو تازہ اور نکالو تم اس میں سے سامانِ زینت جسے تم پہنتے ہو اور دیکھتے ہو تم کشتیوں کو کہ چلتی ہیں وہ پانی کو چیرتی ہُوئی اس میں، اور اس لیے بھی تاکہ تلاش کرو تم اس کا فضل (اپنا معاش) اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

5:100 قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
فرما دیجئے: پاک اور ناپاک (دونوں) برابر نہیں ہوسکتے (اے مخاطب!) اگرچہ تمہیں ناپاک (چیزوں) کی کثرت بھلی لگے۔ پس اے عقلمند لوگو! تم (کثرت و قلت کا فرق دیکھنے کی بجائے) اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ

اسی طرح کلیجی اور تلی ہے کہ اگر رسول اکرم اس کی اجازت دیتے ہیں تو اس کے پیچھے "بہتا ہوا خون" حرام کیا گیا کی آیت موجود ہے۔

6:145 قُل لاَّ أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلاَّ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
آپ فرما دیں کہ میری طرف جو وحی بھیجی گئی ہے اس میں تو میں کسی (بھی) (کھانے والے پر (ایسی چیز کو) جسے وہ کھاتا ہو حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مُردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سؤر کا گوشت ہو کیونکہ یہ ناپاک ہے یا نافرمانی کا جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص (بھوک کے باعث) سخت لاچار ہو جائے نہ تو نافرمانی کر رہا ہو اور نہ حد سے تجاوز کر رہا ہو تو بیشک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

ان سب مثالوں سے آپ دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم کی سنت، قرآن حکیم کے احکامات سے مطابقت رکھتی ہے۔ رہ گیا معاملہ ٹڈی کا تو اگر کوئی اس کو نہ کھائے تو خدانخواستہ کافر تو نہیں ہو جائے گا۔ مانے یا نہ مانے کھائے یا نہ کھائے یہ سنت ہے فرض نہیں۔

لیکن صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور موت کے بارے میں اگر آیات موجود ہوں اور ہم ان کو زندہ قرار دیں تو یہ کیا اللہ کے فرمان کے مطابق ہو گا؟ اگر ہاں تو بھائی کیسے؟

قرآن کی بہت سی آیات کی تشریح وتفسیر موافق القرآن رسول اکرم نے فرمائی ہے تو اس کے پیچھے آپ کو آیت ملے گی۔

فاروق سرور خان

فی الحال اگر بات چیت کو صرف موضوع تک محدود رکھئے تو بہتر۔ باقی موضوعات سے ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ اگر یہ نکتہ ہم نے روایات سے اٹھایا ہے تو اب ان کتب میں موجود ہر بات پر ایمان رکھنا ہے۔ یہ تو ہم پہلے بھی طے کر چکے ہیں۔

عبداللہ حیدر

اقتباس:

> اس معاملے میں قرآن حکیم کی واضح آیات موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات کے بعد اوپر اٹھایا گیا، اور ان کی واضح موت کا تذکرہ کیا گیا۔

قرآن کریم کی کوئی بھی آیت عیسیٰ علیہ السلام کی "موت" پر صراحت نہیں کرتی۔ اس بارے میں اوپر کافی وضاحت ہو چکی ہے۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : باذوق
> السلام علیکم فاروق بھائی
> کافی عرصہ بعد آپ کو دیکھ کر ایک طرف خوشی ہوئی تو دکھ بھی ہوا کہ آج تک بھی آپ کا وہی رویہ جاری ہے۔
> اللہ ہم تمام کو ہدایت سے نوازے، آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میرا احساس بھی کچھ ایسا ہی ہے، باذوق بھائی،

اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے۔

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : باذوق
محترم فاروق بھائی! میں نے شائد اس سے پہلے بھی آپ سے کئی بار "خلاف قرآن" کی وضاحت پوچھی ہے۔ جیسا کہ عادل بھائی بھی آپ کو بار بار یاد دلا رہے ہیں۔
دوسری بات یہ کہ ۔۔۔ یہاں آپ نے یہ بالکل جھوٹ کہا ہے کہ جو روایات خلاف قرآن ہیں، آپ ان کو سامنے لاتے ہیں۔
میرا دعویٰ ہے کہ آپ ان تمام ہی روایات کو سامنے نہیں لاتے چاہے اس کے پیچھے آپ کی جو بھی مجبوری رہی ہو۔

باذوق بھائی، فاروق بھائی کا فسلفہ بذات خود """ خلاف قران """ ہے، وہ جو جو بھی تعریفات بتا چکے ہیں خوٗد ہی اس کے خلاف کر چکے ہیں، اس لیے ان سے کسی وضاحت کا مت کہیے، ان کو خوٗد پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہوتے ہیں کیونکہ بارہا اپنے ہی کہے ہوئے کی مخالفت کر جاتے ہیں، اس کے بارے میں ان کے ساتھ مختلف موضوعات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے وضاحت ہو چکی ہے،

لیکن، اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں، اللہ ہی کی انگلیوں میں لوگوں کے دل ہیں جسے چاہتا ہے ان دلوں کو پلٹاتا ہے، وہ چاہے تو فاروق بھائی کے دل کو بھی ان کے حلاف قران فلسفے سے، ااپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سنت مبارک کی طرف پلٹا دے،
اب شاید بھائی فاروق اس پر بھی اعتراض وارد فرما دیں گے کہ قران میں تو اس کا ذکر نہیں،
میں نے بھی فاروق بھائی سے بہت ہی دفعہ کہا کہ اُن کے فلسفے کے مطابق جو جو احادیث قران کے خلاف ہیں انہیں سامنے لایے تا کہ ان پر بات کی جائے، آخر کار جو ایک دو رویات سامنے لائے ان کا حال یہ تھا کہ وہ ضعیف تھیں،
فاروق بھائی کا حال بے حال ہے، جس روایت کو چاہیں خلاف قران کہہ دیں کہ قران میں اس کی موافقت میسر نہیں، اور جس روایت کو چاہیں اپنے لیے دلیل بنا لیں، قران میں سے موافقت تو دور ٹھہری اس روایت کی درستگی اور صحت کا بھی پھر انہیں خیال نہیں رہتا،
یقین رکھیے وہ کسی بھی روایت کو سامنے لانے والے نہیں، اور میرا خیال ہے کہ ان کی مجبوری قران فہمی میں ان کی انتہائی کم علمی، اور حدیث اور علوم ء حدیث میں مکمل لاعلمی ہے،

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : باذوق
رہ گئی تھریڈ کے اصل موضوع سے متعلق آپ کا یہ تقاضا کہ صرف ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ واپس آنے کی فراہم کیا جائے۔
فاروق بھائی! اگر قرآن اس ضمن میں خاموش ہے تو کیا ہم کو حدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے؟

عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اللہ کی طرف اٹھائے جانے کو ان کی موت سے تعبیر کرنا بھی فاروق بھائی کی لاعلمی کا شاخسانہ ہے، جو تراجم تک محدود رہنے کی وجہ سے ہے، بھتیجے عبداللہ نے انہیں """ توفیٰ """ کے مفاہیم کی قران میں سے ہی مثالیں دے کر سمجھانا چاہا لیکن،،،

فاروق بھائی، عربی لغت کی تو شاید ابجد بھی نہیں جانتے، لہذا بے چارے قران میں مذکور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامین اور احکامات کو ٹھیک سے کبھی بھی نہیں سمجھ سکیں گے،

ابھی ابھی انہوں نے آپ کو جو جواب لکھا ہے اس میں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کسی بھی ایسے معاملے میں جس کا ذکر قران میں نہ ہو اسے حدیث میں نہیں لیتے، اور جب جواب نہ بن پڑے تو مزید فلسفوں کا اظہار فرماتے ہیں،

جیسا کہ، ٹڈی کھانے کو سنت کہ دیا ہے، اب یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور اس کے بعد فاروق بھائی کہ انہوں نے کس طرح یہ کہا ہے،

آپ کے تمام سوالات میں سے انہوں نے کئی کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی وہ دے سکتے ہیں، اس طرح میرے بھی ایک سو سے زائد سوال ان کی طرف ادھار ہیں ،یہ ان کی لاعلمی کا علمی ثبوت ہے کہ خود نہیں جانتے کہ وہ کہاں گم ہیں،

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : باذوق
>
> فاروق بھائی! آپ کہتے ہیں کہ آپ "حدیث صحیح" پر ایمان رکھتے ہیں۔
>
> مگر یقین کیجئے کہ میں جتنا آپ کے فہم پر غور کرتا ہوں اتنا ہی یقین ہوتا ہے کہ آپ "حدیث صحیح" پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اپنے "فہم" پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ حدیث کے "صحیح" ہونے کے لئے آپ کے پاس شرط یہ ہے کہ وہ اس "قرآن فہمی" سے نہ ٹکرائے جس کو آپ اپنے پاس رکھتے ہیں۔
>
> ورنہ کیا بات ہے کہ دنیا بھر کے ائمہ و علما gold اور ریشم کو مسلمان مرد کے لئے حرام کہیں مگر آپ کو یہ چیز قرآن کے خلاف اس لئے نظر آئے کہ آپ قرآن کو اپنے فہم سے سمجھنا شرط مانتے ہیں۔
>
> بتائیے کہ ہم پھر یہ کیوں کر نہ مانیں کہ آپ کا ایمان "حدیث صحیح" پر نہیں بلکہ اپنے "فہم" پر ہے!! یہ تو بس آپ ہمیں مغالطہ دینے کہہ دیا کرتے ہیں کہ حدیثِ صحیح پر آپ کا ایمان ہے۔

باذوق بھائی، """ حدیث صحیح """ سے مراد فاروق بھائی کے فلسفے میں وہ نہیں جو تمام امت کے ائمہ نے مقرر کر رکھا ہے، بلکہ وہ روایت ہے جو ان کے جہالت زدہ فلسفے کی موافقت کرتی ہو، سنداً متناً اس کا کا کچھ بھی حال رہے اس کا تو انہیں علم ہی نہیں،

آپ کے سوالات کے جوابات کے بارے میں کچھ گذارشات اب ان شاءاللہ میں براہ راست ان ہی کی خدمت میں پیش کروں گا، والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : باذوق
>
> مثلاً ایک مشہور روایت ہے کہ سونا (gold) امت مسلمہ کے مَردوں پر حرام ہے۔
>
> جبکہ قرآن کہتا ہے:
>
> فرما دیجئے: اللہ کی اس زینت (و آرائش) کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے اور کھانے کی پاک ستھری چیزوں کو (بھی کس نے حرام کیا ہے)؟ فرما دیجئے: یہ (سب نعمتیں جو) اہلِ

ایمان کی دنیا کی زندگی میں (بالعموم روا) ہیں قیامت کے دن بالخصوص (انہی کے لئے) ہوں گی۔ اسی طرح ہم جاننے والوں کے لئے آیتیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں

)الاعراف:32،ترجمہ طاہر القادری(

سوال رقم(1 ::: (فاروق بھائی، کیا آپ اس آیت کے حوالے سے ہم مسلمانوں کو gold یا ریشم پہننے کی اجازت دے سکتے ہیں؟؟ اگر نہیں تو کیوں جبکہ آپ کی ہی عقل کے مطابق جب میں قرآن کو سمجھنے جاؤں تو گولڈ اور ریشم جیسی زینت و آرائش اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمائی ہے۔

اسی طرح ایک مشہور حدیث ہے کہ دو مردار یعنی ٹڈی اور مچھلی اور دو خون یعنی کلیجی اور تلی حلال ہیں۔

جبکہ قرآن کہتا ہے:

تم پر مرا ہوا جانور، خون، سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے (المائدہ:3(

سوال رقم(2 ::: (تو پھر فاروق بھائی، کیا اس آیت کے حوالے سے آپ ہم مسلمانوں کو ٹڈی، مچھلی، تلی اور کلیجی کے حرام ہونے کا فتویٰ دے سکتے ہیں؟؟

رہ گئی تھریڈ کے اصل موضوع سے متعلق آپ کا یہ تقاضا کہ صرف ایک عدد آیت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ واپس آنے کی فراہم کیا جائے۔

سوال رقم(3 ::: (فاروق بھائی! اگر قرآن اس ضمن میں خاموش ہے تو کیا ہم کو حدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے؟

سوال رقم(4 ::: (قرآن میں تو عبادات کے بیشمار طریقے بیان نہیں ہوئے ہیں تو کیا ہم اپنی مرضی سے دو رکعت نماز میں دس رکوع، پندرہ سجدے وغیرہ وغیرہ ادا کر سکتے ہیں؟

سوال رقم(5 ::: (اگر تدفین کا طریقہ قرآن میں نہیں ملتا تو کیا ہم اپنی مرضی سے مردے کو دفن کر سکتے ہیں؟

سوال رقم(6 ::: (اگر حج، عمرہ، زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیل قرآن میں نہیں ملتی تو کیا ہم اپنی مرضی چلا سکتے ہیں؟؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محترم فاروق بھائی، بھائی باذوق نے آپ سے مندرجہ بالا چھ سوال پوچھے لیکن آپ نے اپنی روایت کی پاس داری کرتے ہوئے صرف دو سوالات کے جوابات دیے اور وہ بھی ایسے کہ ان سے آپ کی """ قران فہمی """ مزید آشکار ہوتی ہے،

گذارش ہے کہ باذوق بھائی کے باقی سوالات کے جوابات بھی عنایت فرمادیجیے،

اور ان کے ساتھ میرے ان سوالات کو بھی شامل کر لیجیے:::

سوال رقم(1 ::: (کیا آپ مسلمان کے ہاں پیدا ہونے والے نومولود بچے اور بچیوں کے ختنے کو خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(2 ::: (کیا آپ مسلمان کے ہاں پیدا ہونے والے نومولود بچوں کے سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا خلاف قران

قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(3 ::: (کیا آپ نماز کی ادائیگی کی وہ کیفیت جس پر ساری امت عمل کرتی چلی آ رہی ہے اسے خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(4 ::: (کیا آپ نمازوں کے اوقات کا تقرر خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(5 ::: (کیا آپ نمازوں کی مقرر شدہ رکعات کو خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(6 ::: (کیا آپ حج اور عمرہ کے مناسک کو خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(7 ::: (کیا آپ میاں بیوی کے خاص تعلقات کے طریقوں میں سے کسی طریقے کو خلاف قران قرار دے سکتے ہیں ؟

سوال رقم(8 ::: (کیا آپ مسلمان مردے کو غسل دینا خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(9 ::: (کیا آپ مسلمان مردے کو کفن دینا خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(10 ::: (کیا آپ مسلمان مردے کی نماز جنازہ کو خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

سوال رقم(11 ::: (کیا آپ مسلمان مردے کو دفن کرنے کو خلاف قران قرار دے سکتے ہیں؟

ابھی مزید بھی بہت ہیں، فی الحال ان کے بارے میں کچھ بتایے،

اور اب فرار اختیار کرتے ہوئے یہ مت کہیے گا کہ یہ سوالات موضوع سے متعلق نہیں ہیں،

یہاں اب چونکہ میرے اور بھائی باذوق کے سوالات ملا کر کل پندرہ سوال ہوگئے ہیں اور میں آپ کو مشقت میں ڈالنا چاہتا ہوں لہذا فی الحال صرف ہاں یا نہیں میں جواب دے دیجے، باقی باتیں ان شاالله اس کے بعد، بلکہ بہتر ہے کہ میری اور آپ کی اسی موضوع پر جہاں گفتگو ہو رہی تھی اور آپ کے جوابات کے انتظار میں رکی ہوئی ہے وہیں تشریف لے آیے، وہاں آپ کے """ خلاف قران """ فلسفے اور آس فلسفے کی بیان کردہ تعریفوں کے ساتھ خود آپ کا تصادم پہلے بھی واضح ہو چکا اور ان شاالله اب مزید واضح ہو جائے گا، والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

باذوق بھائی، سلام علیکم،

قرآن کی بہت سی آیات کی تشریح و تفسیر رسول اکرم نے فرمائی ہے، اگر ہم کو سمندری گوشت کھانے کے بارے میں تفصیل رسول اکرم سکھاتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی آیت ہوتی ہے، مثال کے طور پر آپ مچھلی یعنی سمندری گوشت کی بابت دریافت کر رہے ہیں تو اس کے پیچھے آپ کو یہ آئت ملے گی۔ گویا بات موافق القرآن ہی ہو رہی ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی یہ بات آپ کچھ مختلف الفاظ میں میرے ساتھ ایک گفتگو میں پہلے بھی کہہ چکے ہیں،
کیا ہم اس سے یہ سمجھ لیں کہ ہر وہ معاملہ ، موضوع،مسئلہ جس کا ذکر قران کریم میں نہیں، لیکن صحیح احادیث مبارکہ میں ہے وہ احادیث،اور ان میں بیان کردہ معاملہ، موضوع،مسئلہ آپ کے نزدیک خلاف قران ہے ؟؟؟

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> ان سب مثالوں سے آپ دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم کی سنت، قرآن حکیم کے احکامات سے مطابقت رکھتی ہے۔ رہ گیا معاملہ ٹڈی کا تو اگر کوئی اس کو نہ کھائے تو خدانخواستہ کافر تو نہیں ہوجائے گا۔ مانے یا نہ مانے کھائے یا نہ کھائے یہ سنت ہے فرض نہیں۔

اناللہ وانا الیہ راجعون، کاش آپ میری نصیحت پر تھوڑا سا ہی عمل کر لیں اور دینی علوم کا کم از کم تعارف ہی سیکھ لیں، بڑے بھائی ٹڈی کھانا """" سُنت """"" کیسے ؟؟؟

کوئی ٹڈی کھائے یا نہ کھائے یہ ایک الگ معاملہ ہے،
اور کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے کسی حکم، کسی فرمان، کسی عمل مبارک کو نہ مانے، اپنی لاعلمی کی بنا پر، اس لاعلمی پر مبنی، ذاتی افکار کے پروردہ فلسفوں کی بنا پر ان کا انکار کرے،
یہ ایک الگ معاملہ ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے کسی حکم کے صحیح ثابت شدہ طور پر سامنے آنے کے بعد بھی کوئی اپنی جہالت، ضد، فلسفے کے بنا پر نہ مانے تو
وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً
اور جس نے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کو الگ کیا(یعنی ان کی سنت کو نہ مانا) اور ایمان والوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت) کی راہ کے علاوہ کسی اور راہ کی پیروی کی تو ہم اسے اسی طرف موڑ دیں گے جس طور وہ مڑا اور اسے جہنم سے ملا دیں گے اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے سورت النساء / آیت 115،
اور جس کام پر اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم میں ڈال دینے کی وعید دے رہا ہو اسے کیا کہیں گے ؟؟؟؟؟ اور ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی اس کے کرنے والے کیا کہیں گے ؟؟؟؟؟

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> لیکن صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور موت کے بارے میں اگر آیات موجود ہوں اور ہم ان کو زندہ قرار دیں تو یہ کیا اللہ کے فرمان کے مطابق ہوگا؟ اگر ہاں تو بھائی کیسے؟

جی بڑے بھائی، """" موت """" کے لیے لفظ """" وفات """" استعمال ہوتا ہے لیکن ہمیشہ """" وفات """" کا معنی اور مفہوم """" موت """" ہی نہیں ہوتا،

قرآن کی تفسیر فقط لغت کے معانی اور مفاہیم کی بنا پر کرنا کبھی بھی درست بات تک نہیں پہنچاتا،

مودبانہ درخواست ہے کہ آپ اسی دھاگے میں عبداللہ حیدر کے مراسلہ کا دھیرے دھیرے سکون اور تحمل کے ساتھ مطالعہ کیجیے، صرف ترجموں کے مطالعے کی بنا پر آپ کو """ وفات """ سے متعلقہ الفاظ کے مفہوم میں جو غلط فہمی ہو رہی ہے جس کی بنا پر آپ سے صحیح ثابت شدہ احادیث کا انکار وارد ہو رہا ہے ،ان شاءاللہ اس کا ازالہ ہو جائے گا،

اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت میں ہوا تو میں بھی کچھ مزید باتیں پیش کروں گا، باذن اللہ تعالیٰ، والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> آپ کیوں مصر رہتے ہیں کہ آیات کی نفی روایت سے کی جائے؟ جیسا کہ اس صورت میں ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی، یہاں ایسا کوئی بھی نہیں جو معاذ اللہ کسی """ روایت """ کی بنا پر قران کریم کی نفی کرنے کا کہتا ہو چہ جائیکہ اصرار کرنے، بڑے بھائی آپ نے ہم سب پر ایک اور الزام وارد فرما دیا!!!

پہلے بھی کہہ چکا ہوں """ روایت """ اور """ حدیث """ میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے، مناسب اور واضح الفاظ استعمال کیا کیجیے،

بڑے بھائی اللہ کے واسطے دین کے کچھ علوم کی الف ب ہی سیکھ لیجیے، """ نفی """ اور """ شرح """ اور """ استثناء """ کا فرق جان لیجیے اور اس کے بعد ان شاءاللہ آپ کی طرف سے ایسے بے ڈھب اعتراضات وارد ہونے میں کافی کمی ہو سکتی ہے،

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس کا دین اس طرح سمجھنے کی کوشش کیجیے جس طرح اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے ہمیں قولی اور علمی طور پر بیان کر دیا، نہ کہ اپنی لاعلمی پر مبنی سوچ اور فلسفوں کے مطابق، والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : کنعان

السلام علیکم
والسلام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اھلاً وسھلاً ومرحبا،

خوش آمدید،

جی آیاں نوں،

پخیر راغلے،

ویلکم،

اور نہیں آتا

کنعان بھائی یہ کس طرح کی آمد ہے ،

والسلام علیکم۔

جو کچھ بھی خلاف قرآن ہے وہ حدیث نبوی نہیں ہے۔ یہ خود نبی اکرم کا پیغام ہے، حدیث مبارک ہے۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

> ان سب مثالوں سے آپ دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم کی سنت، قرآن حکیم کے احکامات سے مطابقت رکھتی ہے۔ رہ گیا معاملہ ٹڈی کا تو اگر کوئی اس کو نہ کھائے تو خدانخواستہ کافر تو نہیں ہو جائے گا۔ مانے یا نہ مانے کھائے یا نہ کھائے یہ سنت ہے فرض نہیں۔

اقتباس:

> اناللہ وانا الیہ راجعون، کاش آپ میری نصیحت پر تھوڑا سا ہی عمل کر لیں اور دینی علوم کا کم از کم تعارف ہی سیکھ لیں، بڑے بھائی ٹڈی کھانا """ سُنت """"" کیسے

برادر من، کیا آپ کو سچ مچ پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے؟

دو عدد جملہ ہیں۔ جس جملہ میں ٹڈی کی بات ہو رہی ہے، اس کا پچھلے جملے سے کوئی تعلق نہیں۔ احتیاط سے پڑھا کریں۔

اقتباس:

> فاروق بھائی یہ بات آپ کچھ مختلف الفاظ میں میرے ساتھ ایک گفتگو میں پہلے بھی کہہ چکے ہیں، کیا ہم اس سے یہ سمجھ لیں کہ ہر وہ معاملہ، موضوع، مسئلہ جس کا ذکر قران کریم میں نہیں، لیکن صحیح احادیث مبارکہ میں ہے وہ احادیث، اور ان میں بیان کردہ معاملہ، موضوع، مسئلہ آپ کے نزدیک خلاف قران ہے ؟؟؟

السلام علیکم

سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ قرآن سے ہم کو کوئی دلیل نہیں ملتی کہ عیسی علیہ السلام زندہ اوپر لے جائے گئے اور زندہ واپس آئیں گے۔ بلکہ اس کے مخالف دلیل ملتی ہے -اسی موضوع پر رہیئے۔

اگر اللہ تعالی کا فرمان قرآن حکیم میں حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات اور موت (دونوں) کے بعد اوپر اٹھائے جانے کا موجود ہے تو پھر ایسی روایات جن میں حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ اوپر اٹھایا جارہا ہے اور زندہ واپس نازل کیا جارہا ہے۔ خلاف قرآن ثابت ہوتی ہیں۔ کہ زندہ ---- کسی طور --- موت و

وفات---کے برابر نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی موت کے بارے میں بھی آیت بھی پیش کی جاچکی ہے۔ دیکھ لیجئے

جس طرح کی تاویلات پیش کی جارہی ہیں کہ اگر ایسا ہوگا تو پھر کیا ہوگا وہ غیر ضروری ہیں۔ اگر آپ کے پاس قرآن حکیم سے دلائل نہیں ہیں تو تضحیک آمیز لہجے پر نہ اترئے۔ آپ نے جو کچھ میرے بارے میں کہا اس کو نظر انداز کررہا ہوں۔ مجھے آپ نصیحت کی چنداں ضرورت نہیں بھائی۔ ہم سب کو چاہیئے کہ رسول اکرم کی نصیحت پر عمل کریں اور قرآن حکیم سے ہدایت حاصل کریں۔

رسول اکرم یا اللہ تعالی نے کہاں کہا ہے کہ ان کتب روایات پر کامل ایمان رکھنا ہے؟ جو کچھ ان کتب روایات میں لکھا ہے اس پر صدق دل سے یقین رکھنا ہے کوئی سوال نہیں کرنا ہے؟

آپ سے اس معاملہ پر سیر حاصل بحث ہوچکی ہے، آپ کے اور میری خیالات دونوں کے علم میں ہیں تو پھر بار بار اس موضوع کو اٹھانے کی کیا ضرورت؟ آپ خلاف قرآن روایات پر یقین رکھتے ہیں، میں نہیں رکھتا ہوں۔ یہ الزام نہیں۔ اسی دھاگہ میں دیکھ لیجئے کہ آیات کی نفی روایات سے کی جارہی ہے اور آپ اس معاملے میں ان خلاف قرآن روایات کے ساتھ ہیں۔

تاویلات سے وفات وموت کو زندہ ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف،

ایسا خلاف قرآن، اہانت رسول پر نور سے بھرپور کتب روایات پر مشتمل دین، میں کیسے سیکھ لوں؟ لکم دینکم ولی دین۔

افسوس ناک مقام یہ ہے خلوص کی کمی، ہر معاملہ میں آیات کی نفی - روایات سے کرنے کی بحث، "کچھ سیکھ لیجئے" کی مدد سے کردار کشی، بے معانی تاویلات اور زبردستی کتب روایات پر ایمان دلانے کی مہم، نہ تو مسلمان کی اقدار ہیں اور نہ ہی اس سے کسی کی عزت بڑھتی ہے بلکہ الٹی بندہ کی قدر آنکھوں سے گھٹتی جاتی ہے۔

بھائی جو کچھ بھی خلاف قرآن ہے وہ حدیث نبوی نہیں ہے۔ یہ خود نبی اکرم کا پیغام ہے، حدیث مبارک ہے۔

میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہاں کسی کے پاس قرآن حکیم سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے حضرت عیسی علیہ السلام زندہ اوپر اٹھائے گئے اور زندہ واپس آئیں گے۔ آپ سے ان آیات کی استدعا بار ہا کرچکا ہوں جو اس طرح کا فرمان الہی رکھتی ہوں۔ لیکن ہر بار اصحاب واحباب تاویلات سے کچھ روایات سے ان مصدقہ آیات کی نفی کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

آپ کی آسانی کے لئے موت والی آیات ایک بار پھر :

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو یقیناً ایمان نہ لایا ہو اس (مصلوب نہ ہونے اور قتل نہ ہونے) پر اس (مسیح) کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا (مسیح) ان پر گواہ۔

اس آیت میں بھی نہ زندہ اٹھانے اور نہ ہی زندہ واپس آنے کا کوئی تذکرہ ہے۔

بنیادی طور پر اس آیت میں یہ کہا جارہا ہے کہ

قیامت کے دن، عیسی علیہ السلام ان اہل کتاب لوگوں پر گواہ ہوں گے جو عیسی علیہ السلام کی (طبعی) موت سے پہلے عیسی علیہ السلام پر اور اس بات پر ایمان لائے جو اس سے پہلے کی آیات میں بیان کی گئی ہے) کہ نہ ان کا قتل ہوا اور نہ ان کو مصلوب کیا گیا)۔

جب کہ روایات پر یقین رکھنے والے فرقہ اس آیت کو مستقبل میں حضرت عیسی علیہ السلام کی زندہ آمد کے بعد ہونے والی موت سے مراد لیتے ہیں۔ اس آیت میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ وہ زندہ آئیں گے بھی۔

یہ کہنا کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو عیسی کی موت سے پہلے ان پر اور اس حقیقت پر ایمان نہ لے آیا ہو کہ ان کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ان کو مصلوب کیا گیا-------ہم کو یہ بتاتا ہے کہ کہا جارہا ہے کہ اہل کتاب کو ایسا یقین ان کی موت سے پہلے ہوا، یہ نہیں کہا جارہا کہ ان کی موت ان کے زندہ نازل ہونے کے بعد ہوگی۔

صاف بات ہے کہ جو اہل کتاب اس وقت زندہ تھے، اس بات کو جانتے تھے کہ نہ عیسی علیہ السلام قتل ہوئے اور نہ ہی مصلوب، اس لئے کے یہ اہل کتاب عیسی علیہ السلام کے ساتھ اس واقعے کے بعد بھی تھے۔لہذا عیسی علیہ السلام کی طبعی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے اور ان امور (نہ قتل ہونے اور نہ مصلوب ہونے) کے گواہ رہے۔

1۔ایسا کہنا کہ اس آیت میں درج ہے کہ عیسی علیہ السلام دوبارا زندہ آسمان سے نازل ہونگے، اس آئت میں کہیں نہیں لکھا۔
2۔ایسا کہنا کہ "اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا، جو عیسی علیہ السلام کی مستقبل میں ہونے والی موت پر ایمان نہ لے آئے، بھی درست نہیں

اس لئے کہ بہت سے اہل کتاب آج بھی عیسی علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور اسی حالت میں مر جاتے ہیں۔ان کا شمار کس طرف ہوگا؟

لہذا اس بات کو تسلیم کر لینے میں کوئی برائی نہیں کہ عیسی علیہ السلام کی وفات یعنی موت واقع ہوئی اور اس کی وجہ نہ قتل تھی اور نہ ہی مصلوب ہونا۔

ان کی وفات کی تفصیل ان دو آیات میں مزید دی گئی ہے جہاں ان کی وفات کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ پہلے فراہم کی جاچکی ہیں۔۔ یہاں بھی لفظ "موتہ" سے یہ بتایا جارہا ہے کہ مسیح کی موت واقع ہوچکی ہے۔ اور قیامت کے دن مسیح ان لوگوں پر گواہ ہونگے جو ان پر اور ان سے متعلق اس بات کو جانتے اور ایمان رکھتے تھے کہ ان کی موت نہ قتل سے ہوئی اور نہ مصلوب ہونے سے۔

والسلام

اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہو اُس پر اُس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہونگے اُن کے گواہ۔

فاروق سرور خان

السلام علیکم۔

میری عربی بہت کمزور ہے، اس آیت کا حرف بہ حرف تجزیہ اپنی کم علمی کے ساتھ کر رہا ہوں۔ اگر کسی احباب یا اصحاب کو کوئی غلطی نظر آئے تو درستگی فرمادیں۔

اس تجزیہ میں ہر لفظ کی عربی اور انگریزی گرامر، ہر لفظ کے اردو اور انگریزی معانی اور آخر میں اس آیت کے انگریزی اور اردو معانی دیے گئے ہیں۔

4:159 وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

وَإِن --- الواو عاطفه و حرف - اور نہیں کوئی And (there is) not

prefixed conjunction wa (and) PART – particle

مِّنْ --- حرف جر --- میں -- سے from

preposition

أَهْلِ --- اسم مجرور --- لوگوں the People

genitive masculine noun

الْكِتَابِ --- اسم مجرور -- کتاب والے of the book

genitive masculine noun

إِلاَّ --- حرف -- لیکن - ماسوائے - مگر but

particle

لَيُؤْمِنَنَّ -- اللام لام التوكيد، فعل مضارع -- یقیناً وہ ایمان رکھتا ہے surely he believes

prefixed emphatic particle lām and – 3rd person masculine singular – imperfect verb

بِهِ -- جار و مجرور--اس(شخص) میں In him

prefixed preposition bi and – 3rd person masculine singular personal pronoun

قَبْلَ --- ظرف زمان منصوب --- قبل یا اس سے پہلے before

accusative time adverb

مَوْتِهِ --- اسم مجرور والهاء ضمير متصل في محل جر بالاضافه --- اس (شخص) کی موت His Death

genitive masculine noun --- 3rd person masculine singular possessive pronoun

وَيَوْمَ --- الواو عاطفة -- اسم منصوب --- اور اُس دن and (on) the day

prefixed conjunction wa (and) – accusative masculine noun

الْقِيَامَةِ -- اسم مجرور --- اٹھائے جانے کے / قائم ہونے کے / قیامت(کے دن) of the Resurrection

genitive feminine plural noun

يَكُونُ --- فعل مضارع --- وہ ہو گا He will be

3rd person masculine singular imperfect verb

عَلَيْهِمْ --- جار و مجرور---ان کے لئے یا ان کے سامنے Against them –

preposition – 3rd person masculine plural object pronoun

شَهِيدًا --- اسم منصوب ---گواہ a witness

accusative masculine singular indefinite noun

اس آیت کے ممکنہ اردو تراجم عربی زبان کی معمولی شدھ بدھ کے مطابق:

اور نہیں کوئی کتاب والے لوگوں میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہو اِس(عیسیٰ علیہ السلام کے بارے) میں اُس(عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ(عیسیٰ علیہ السلام) ہونگے اِس کا گواہ۔

اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہو اُس (عیسی علیہ السلام) پر اُس (عیسی علیہ السلام) کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ (عیسی علیہ السلام) ہونگے اُن کے گواہ۔

And there is not from the people of book but surely he believes in him before his death and on the day of the resurrection, he will be a witness for them.

اس آیت میں یہ کہیں نہیں ملتا کہ عیسی علیہ السلام مستقبل میں زندہ آئیں گے بلکہ پچھلی دو آیات کے واقعات کی تصدیق میں یہ بتایا جارہا ہے کہ جو اہل کتاب ان کے ساتھ تھے وہ ان کی موت سے قبل اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ نہ وہ مصلوب کئے گئے اور نہ ہی ان کا قتل ہوا بلکہ ان کو وفات دے کر اللہ تعالی نے اوپر اٹھا لیا۔ اللہ تعالی نے ان (عیسی علیہ السلام) کو موت بصورت وفات دی یعنی عمر پوری کر کے دی۔

خود ان اہل کتاب لوگوں پر حضرت عیسی علیہ السلام گواہ ہونگے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں طالب علم قرآن ہوں، عربی میری پہلی یا مادری زبان نہیں ہے اس لئے قواعد و گرامر میں کمزور ہوں۔ جو حضرات بہتر عربی جانتے ہیں اس آیت کے تجزیہ میں اگر کوئی خامی پاتے ہیں تو ہم سب کے علم میں اضافہ فرمائیں۔

والسلام

جس امر کی قرآن میں صراحت ووضاحت کے ساتھ تصدیق وتوثیق آئی ہو اس کے خلاف روایات کو خلاف قرآن کیوں نہ مانا جائے؟

فاروق سرور خان

السلام وعلیکم،

بھائی آپ کے پندرہ عدد سوالات صرف اور صرف اس موضوع کو بگاڑنے کے لئے ہیں۔ ان میں سے بیشتر سنت رسول سے ثابت ہیں اور سنت جاریہ ہیں۔ ایسی سنت رسول سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس امر کی قرآن میں صراحت ووضاحت کے ساتھ تصدیق وتوثیق آئی ہو اس کے خلاف روایات کو خلاف قرآن کیوں نہ مانا جائے؟

آپ کے بیان کردہ امور میں سے خلاف قرآن کونسا امر ہے؟ کیا اس میں سے کسی سنت کے بارے میں قرآن حکیم میں مخالف حکم موجود ہے؟

لیکن حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات اور موت کے بارے میں قرآن کی واضح اور صریح آیات موجود ہیں۔ جبکہ زندہ اٹھائے جانے یا واپس نازل کئے جانے کی ایک بھی آیت موجود نہیں صرف روایات موجود ہیں وہ بھی غیر تصدیق شدہ، مجھے یقین ہے کہ ہمارے محدثین کا کام ایسی روایات شامل کرنا نہیں رہا ہوگا۔ ایسی روایات دشمنان اسلام کا کارنامہ نظر آتی ہیں۔

اگر آپ کو یہ فرق نظر نہیں آتا تو برادر عزیز
صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
پر مجھے دل سے یقین سے بڑھ کر عین الیقین ہو جائیگا۔

اس مراسلہ کو اس بحث کا میری طرف سے آخری مراسلہ تصور کیجئے۔ جو میں نے کہنا تھا وہ مکمل کر لیا، تمام حوالہ جات مع تجزیہ وہ ترجمہ حاضر ہیں۔ جو شئیر کرنا تھا وہ ہو گیا۔ میرا مقصد آپ کو قائیل کرنے کا ہر گز نہیں ہے۔ آیات شئیر کرنا میرا کام تھا، غور خوض کرنا آپ کا کام ہے۔

والسلام

کنعان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : عادل سہیل
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
اھلاً وسھلاً ومرحبا،
خوش آمدید،
جی آیاں نوں،
پخیر راغلے،
ویلکم،
اور نہیں آتا
کنعان بھائی یہ کس طرح کی آمد ہے ،
والسلام علیکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جزاک اللہ عادل بھائی جان
میں نے مثبت انداز میں بہت کچھ لکھا تھا مگر بعد میں سوچا کہ کہیں موصوف ناراض نہ ہو جائیں تو پھر ڈلیٹ کر دیا۔

آپ نے جو جوابات دئے ہیں میں امید کرتا تھا کہ فاروق صاحب کو کوئی اس طرح کے جوابات لکھے اس سے پہلے جتنے بھی بھائیوں نے فاروق صاحب کے ساتھ مباھلے کئے ہیں اس میں قرآن اور احادیث مبارکہ کا ہی استعمال کیا جو کہ ان کے لئے ناکافی ھے۔

فاروق صاحب کو جو آپ نے اب جوابات دئے ہیں اس میں آپ نے ساتھ ساتھ اپنی تھیوری اور کیمسٹری بھی استعمال کی ھے، یقین جانین فاروق صاحب کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے ان کا استعمال کرنا بھی بہت ضروری ھے۔

عادل بھائی ایک اور بات سے پردہ بھی اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں جو جس کا جاننا آپ کو بہت ضروری ھے اب میں آپ سے مخاطب ہوں اور شائد کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

عادل بھائی دبئ سعودی میں پاکستانی ویزہ پر جاتے ہیں اور جب تک ان کا ویزہ ویلڈ ہوتا ھے وہ وہاں پر رہتے ہیں

اور جو پاکستانی مسلم بھائی یورپ، بریطانیہ، امریکہ، کینیڈا میں جاتے ہیں ان کے پاس ٹرانزٹ، وزٹ ویزا ہوتا ھے جس کی مدت زیادہ سے زیادہ 6 مہینے کی ہوتی ھے۔

اس کے ختم ہونے کے بعد وہ اللیگل ہو جاتے ہیں اور پاکستانی ہوٹلوں، قصاب کی دکانوں، اور سٹوروں میں کام کرتے ہیں جس کی مدت 3 سال سے 5 سال تک

ہوتی ھے اس کی وجہ یہ ھے کہ پہلے وہ اپنی وہ رقم پوری کرتے ہیں جو وہ یہاں پہنچنے کے لئے لگا کر آئے ہوتے ہیں، جو وہ ادھار کی رقم پوری ہو جاتی ھے تو اس کے بعد 3 یا 5 سال کی مدت کے بعد وہ پھر اپنے لیگل سٹیٹس کے بارے میں سوچتے ہیں۔

لیگل سٹیٹس کے لئے یہاں کچھ آپشن ہیں، یہاں کسی نیشنل سے شادی کرلیں، یا اسائلم کیس کرلیں۔

شادی کرنے والا فارمولا یہ ہوتا ھے۔ اور تھوڑا مہنگا ھے اس لئے اس کی پہلے ضرورت نہیں محسوس کی جاتی،

اسائلم کا طریقہ: یہ طریقہ میں بہت فائدے ہوتے ہیں اور اس کے 6 آپشن ہوتے ہیں۔

اسائلم کرنے سے بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔ گونمنٹ گھر کا کرایہ دیتی ھے اور ساتھ میں کھانے کے پیسے بھی دیتی ھے اور جب تک کیس چلتا رہتا ھے وکیل کی فیس کورٹ کی فیس، یعنی یوں کہہ لیں بندے کی نہ ہینگ لگتی ھے نہ پھٹکری۔ یہ اسائلم کے 5 آپشن میں شامل ھے اس میں فیصلہ ہار جیت پر ہوتا ھے۔

اب آتے ہیں 6 آپشن جو کہ مذھبی اسائلم ھے

ہر 50 فی صد پاکستانی مسلمان ان حادثوں کا شکار ہوتے ہیں اور پھر وہ آہستہ آہستہ مسلمان کم مرزائی- مسلمان کم پرویزی- مسلمان کم وغیرہ وغیرہ ہو جاتے ہیں۔

اور ان کو ان اداروں تک پہنچانے میں بھی اپنے ہی بندوں کا ہاتھ ہوتا ھے جس کا فاروق صاحب بھی 1982 میں شکار ہو چکے ہوئے ہیں۔

اور یہ ایک فاروق صاحب ہی نہیں ہیں اور بھی میرے بہت سے بھائی ہیں جو آنلائن پر ہیں مگر وہ دوسرے فارمز میں ہیں جن کو میں جانتا ہوں اور وہ مجھے نہیں جانتے۔

اب ہو سکتا ہے فاروق صاحب کو میری یہ بات پسند نہ آئے تو میں آپ کو میرے ساتھ ہوئے ہوئے ایسے حادثات کے بارے میں بتاتا ہوں۔

میں دبئی سے انگلینڈ 2 سال تک آتا رہا صرف یہ سروے کرنے کہ یہاں پر کس طرح سیٹ ہوا جا سکتا ھے۔ ہر 3 مہینے بعد میرا ایک ہفتہ کا وزٹ ہوتا تھا انگلینڈ میں اور اسی دوران جو ہوا وہ تھوڑا عرض کرتا ہوں سمجھانے کے لئے۔

میں سیالکوٹ کے ایک بٹ صاحب جو شیفر ڈبش علاقہ میں رہتے تھے میں ان کے پاس قیام پذیر تھا وہ مجھے اپنے ایک دوست کے پاس لے گئے انہوں نے کہا کہ یہ ایک جماعت ھے ان کی مسجد میں صرف جمعہ ہی پڑھنا ھے اور ان کا وکیل میرا کیس لڑے گا اور وہ مالی امداد بھی ساتھ ساتھ کریں گے گورنمنٹ سے بھی

ملے گا اور ان سے بھی، اور وہ تم کو سیٹ کروائیں گے گارنٹی ہے اس کی، آپ مسلمان ہی رہو گے جھوٹ موٹ وہاں ہر جمعہ کو جا کر ان کے ساتھ جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ وہ بٹ صاحب بھی یہی تھے اور انہوں نے کہا کہ کسی کو بتانا نہیں یار۔

پھر آئے تو اپنے کسی رشتہ دار کے پاس مانچسٹر رہا۔ وہ مجھے وہاں اپنے ایک وکیل چوھدری بشیر سولیسٹر کے پاس لے گئے انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا میں نے قبول نہیں کیا یہ رشتہ دار بھی یہی نکلے۔

پھر ایک چغتائی صاحب جو کرائڈن میں رہتے تھے جو دبئی میں جب آتے تھے تو میرے پاس رہا کرتے تھے وہ بھی کسی کے پاس لے گئے وہ بھی ایسے ہی تھے چغتائی صاحب نے بتایا کہ کرائڈن ایریا تو گڑھ ہے ان کا۔

پھر آئے تو کسی نے کہا کہ اقبال سولیسٹر بہت پاورفل وکیل ہے جو کہ کارڈیف میں ہوتا ہے اس کے پاس جاؤ جب اس کے پاس گیا تو اس نے بھی یہی مشورہ دیا

ایک بات بتاتا چلوں کہ یہاں پر آپ کوئی بھی کیس کرو تو اس میں چانس بہت کم ہوتے ہیں مگر یہ مذھب بدلنے والا کیس اس لیے قبول کرتے ہیں کہ اس میں انگریز خوش ہو کر سٹے بھی دے دیتے ہیں کہ چلو ایک مسلمان تو کم ہوا۔

پھر ایک ایشین کیمونٹی سینٹر والوں کے پاس گیا اور ان کو کہا کہ مذھبی چھوڑ کے کسی بھی قسم کا کیس مجھے دے دو میں اس کو ون کر لوں گا انہوں نے بھی کہا کہ بہت مشکل ہے کیونکہ وہ بہت مشکل ہوتے ہیں، میں نے کہا میرے لئے مشکل نہیں تو انہوں نے پولیٹیکل کیس کہا۔ اور اس میں کامیابی ہوئی بفضل الٰہی۔

قرآن کتاب باعث رحمت ہے اور ان کو ان اداروں میں وہ آیات پڑھائی جاتی ہیں وہ رحمت کی جگہ زحمت نشاندہی کروائی جاتی ہیں۔

اللہ سبحان تعالی مسلمانوں کو مسلمان کم وغیرہ وغیرہ ہونے سے بچائے آمین ثم آمین

کنعان

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : عبداللہ حیدر

قرآن کریم کی کوئی بھی آیت عیسیٰ علیہ السلام کی "موت" پر صراحت نہیں کرتی۔ اس بارے میں اوپر کافی وضاحت ہو چکی ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جزاک اللہ خیرا بھتیجے، بھائی فاروق سرور کی خود فہمی پر مبنی باتوں کے کچھ جوابات ارسال کرنے والا ہوں اللہ اسے تمام قارئین کے لیے اور میرے لیے خیر والا بنادے، والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> اصل مراسلہ منجانب: فاروق سرور خان
> برادر من، کیا آپ کو سچ مچ پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے؟
> دو عدد جملہ ہیں۔ جس جملہ میں ٹڈی کی بات ہو رہی ہے، اس کا پچھلے جملے سے کوئی تعلق نہیں۔ احتیاط سے پڑھا کریں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محترم فاروق بھائی، الحمد للہ مجھے اردو پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور آپ کے فلسفے پڑھ پڑھ کر آپ کی تحریر کو سمجھنے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہوتی، و للہ الحمد

آپ نے فرمایا تھا:::

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> ان سب مثالوں سے آپ دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم کی سنت، قرآن حکیم کے احکامات سے مطابقت رکھتی ہے۔ رہ گیا معاملہ ٹڈی کا تو اگر کوئی اس کو نہ کھائے تو خدانخواستہ کافر تو نہیں ہو جائے گا۔ مانے یا نہ مانے کھائے یا نہ کھائے یہ سنت ہے فرض نہیں۔

اب آپ کی نئی تاویل کے مطابق اگر اس فقرے کے حصے بخرے کر لیے جائیں اور پہلا جملہ نکال دیا جائے تو یوں ہو گا:::

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> رہ گیا معاملہ ٹڈی کا تو اگر کوئی اس کو نہ کھائے تو خدانخواستہ کافر تو نہیں ہو جائے گا۔ مانے یا نہ مانے کھائے یا نہ کھائے یہ سنت ہے فرض نہیں۔

اور اگر اس میں بھی ڈیش سے جدا ہونے والے دو جملوں کو الگ کر دیا جائے تو آخری جملہ یوں ہو جائے گا:::

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
مانے یا نہ مانے کھائے یا نہ کھائے یہ سنت ہے فرض نہیں۔

اب آپ صرف یہ بتادیجیے کہ اس جملے میں """ یہ سنت ہے """"" کس کو قرار دیا جارہاہے،

""" یہ """ اسم اشارہ ہے جو کسی فعل کی طرف اشارہ کررہاہے کیونکہ آپ کے آخری دو جملوں میں کسی فاعل کا ذکر نہیں، بلکہ مندرجہ ذیل افعال کا ذکر ہے :::

(1)مانے (2) نہ مانے (3) کھائے (4) نہ کھائے،

ان چار افعال میں سے کس کو """ یہ سنت ہے """ کہا گیاہے، اور یہ چاروں افعال اصل میں کس ایک فعل سے متعلق ہو کر ذکر کیے گئے ہیں،

اس لیے بڑے بھائی میرے مشورے پر پھر غور فرمایے،

اور ابھی جایے مت بھائی جی، آپ نے حسب عادت سارے سوالات کے جوابات یہ کہہ کر گول کر دیے کہ """"""" بھائی آپ کے پندرہ عدد سوالات صرف اور صرف اس موضوع کو بگاڑنے کے لئے ہیں """"""

الحمد للہ جس نے ایک دفعہ پھر میری توقع پوری فرمائی، مجھے یقین تھا کہ آپ ایسا ہی کریں گے ،

ماشاءاللہ آپ کے راسلہ رقم 66 میں آیت کی صرفی تشکیل دیکھ کر کافی خوشی ہوئی، ان شاءاللہ اس کے بارے میں بھی بات میرے اگلے مراسلات میں ہو جائے گی،

فاروق بھائی آپ نے اپنے اسی مراسلہ رقم 67 میں لکھا """"""" اس مراسلہ کو اس بحث کا میری طرف سے آخری مراسلہ تصور کیجئے۔ جو میں نے کہنا تھا وہ مکمل کر لیا، تمام حوالہ جات مع تجزیہ وہ ترجمہ حاضر ہیں۔ جو شئیر کرنا تھا وہ ہو گیا۔ میرا مقصد آپ کو قائل کرنے کا ہر گز نہیں ہے۔ آیات شئیر کرنا میرا کام تھا، غور خوض کرنا آپ کا کام ہے۔"""""""

تو گذارش ہے بھائی جی کہ جیسا کہ میں نے کل کہا تھا، اب میں آپ کے تجزیے کا تجزیہ پیش کرنے والا ہوں ان شاءاللہ، لہذا آپ فی الحال یہاں رکیے،

میرا مقصد ہر ایک کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تابع فرمانی کی طرف مائل کرنا ہی ہے، اللہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہی میں چھوڑ دے،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر شر سے محفوظ رکھے،

والسلام علیکم۔

کنعان

السلام علیکم

فاروق سرور خان صاحب

جب آپ ہر فارم میں اور اپنے بلاگوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ برھان قرآن کا ترجمہ بہت اچھا ھے اسے استعمال کریں تو پھر آپ کو اپنی کوئی بھی بات ثابت کرنے کے لئے دوسرے قرآن کا سہارہ لینے کی کیوں ضرورت پیش آتی ھے یہ عجیب بات ھے۔ میں ایک تفصیلی پوسٹ بنا رہا تھا تو میرے نظر سے یہ آیت گزری تو سوچا اس کا علیحدہ جواب آپ کی نظر کر دوں۔

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

السلام علیکم

سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ قرآن سے ہم کو کوئی دلیل نہیں ملتی کہ عیسی علیہ السلام زندہ اوپر لے جائے گئے اور زندہ واپس آئیں گے۔ بلکہ اس کے مخالف دلیل ملتی ہے -اسی موضوع پر رہیئے۔

آپ کی آسانی کے لئے موت والی آیات ایک بار پھر

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں

جو یقیناً ایمان نہ لایا ہو

اس (مصلوب نہ ہونے اور قتل نہ ہونے) پر

اس (مسیح) کی موت سے پہلے

اور قیامت کے دن ہوگا

(مسیح) ان پر گواہ۔

اس آیت میں بھی نہ زندہ اٹھانے اور نہ ہی زندہ واپس آنے کا کوئی تذکرہ ہے۔

بنیادی طور پر اس آیت میں یہ کہا جا رہا ہے کہ

قیامت کے دن، عیسی علیہ السلام ان اہل کتاب لوگوں پر گواہ ہوں گے جو عیسی علیہ السلام کی (طبعی) موت سے پہلے عیسی علیہ السلام پر اور اس بات پر ایمان لائے جو اس سے پہلے کی آیات میں بیان کی گئی ہے (کہ نہ ان کا قتل ہوا اور نہ ان کو مصلوب کیا گیا)۔

جب کہ روایات پر یقین رکھنے والے فرقہ اس آیت کو مستقبل میں حضرت عیسی علیہ السلام کی زندہ آمد کے

بعد ہونے والی موت سے مراد لیتے ہیں۔اس آیت میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ وہ زندہ آئیں گے بھی۔

یہ کہنا کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو عیسی کی موت سے پہلے ان پر اور اس حقیت پر ایمان نہ لے آیا ہو کہ ان کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ان کو مصلوب کیا گیا--------ہم کو یہ بتاتا ہے کہ کہا جا رہا ہے کہ اہل کتاب کو ایسا یقین ان کی موت سے پہلے ہوا، یہ نہیں کہا جا رہا کہ ان کی موت ان کے زندہ نازل ہونے کے بعد ہو گی۔

برھان قرآن

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

Tahir ul Qadri

اور (قربِ قیامت نزولِ مسیح علیہ السلام کے وقت) اہلِ کتاب میں سے کوئی (فرد یا فرقہ) نہ رہے گا

مگر وہ عیسٰی (علیہ السلام) پر ان کی موت سے پہلے ضرور (صحیح طریقے سے) ایمان لے آئے گا،

اور قیامت کے دن عیسٰی (علیہ السلام) ان پر گواہ ہوں گے

4:159

Ahmed Raza Khan

کوئی کتابی ایسا نہیں

جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے (ف402)

اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا (ف403)

Shabbir Ahmed

اور نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے

مگر ضرور ایمان لائے گا مسیح پر

اس کی موت سے پہلے

اور قیامت کے دن ہو گا مسیح ان پر گواہ۔

Fateh Muhammad Jalandhary

اور کوئی اہل کتاب نہیں ہو گا مگر

ان کی موت سے پہلے

ان پر ایمان لے آئے گا۔

اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے

Mehmood Al Hassan

اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے

سو عیسٰی پر یقین لاویں گے

اس کی موت سے پہلے

اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ

Yusuf Ali

And there is none of the People of the Book

but must believe in him before his death;

and on the Day of Judgment

he will be a witness against them;-

جناب من یہ سارے ترجمے آپ کے برھان قرآن سے کاپی کئے گئے ہیں اور جو ترجمہ آپ دکھارہے ہین وہ آیت کا ترجمہ آپ نے پتہ نہیں کہاں سے لیا ھے کیا آپ کا ایسا کرنا یہ ثابت تو نہیں کرتا کہ آپ بھی مانتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام نے واپس آنا ھے مگر مجبور ہیں کہ اقرار کہنا مہنگا پڑ رہا ھے۔

آپ کی اس حرکت سے ایک بات یاد آگئی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور۔

جناب من میں بھی برھان قرآن کا ہی ترجمہ استعمال کرتا ہوں مگر آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے کوئی بات ثابت کرنے کے لئے باہر سے کوئی ترجمہ لینا پڑا ہو۔

جناب من یہ آپکی پسندیدہ ایک ہی آیات جو مختلف تراجم سے پیش کی گئی ھے یہی اس بات کی گواہی دے رہی ھے کہ عیسی علیہ السلام واپس آئیں گے۔

اھل کتاب کے بھی دو بڑے گروہ ہیں آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور ان دونوں کی کیا ایکٹوٹی ہیں وہ بھی جانتے ہونگے۔

اسی آیت کو لے لیں تو ابھی تک تو ان میں ایسی کوئی بات نہیں ثابت ہوتی جو ابھی تک ھے ان میں۔

عیسی علیہ السلام اٹھا لئے گئے ہیں اور وہ دوبارہ آئیں گے اس آیت سے بھی اور دوسری آیات سے بھی جن کا ہمیں مکمل

ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاتعداد احادیث مبارکہ سے ملتا ھے

فاروق صاحب اب آپ جیسا مفکر بقول آپ کے یہ کہے کہ قرآن میں جانے کا ذکر ھے آنے کا ذکر نہیں تو یہ بچوں والی باتیں ہیں۔

والسلام

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محترم فاروق بھائی اس دھاگے میں اصل موضوع کے علاوہ کافی باتیں ہو چکی ہیں، اور حسب عادت آپ نے میرے اور بھائیوں کے سوالات کے جوابات دینے سے کنی کترائی ہے، اور اپنے اسی پرانے """" خلاف ِ قران """" فلسفے کے مطابق، اپنی لا علمی کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرامین کو سمجھانے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے،

اس دفعہ تو اپنے مقصد کے حصول کے لیے ایک آیت کی صرفی تشکیل بھی بیان کرنے کی سعی فرمائی ہے، اور اس کے علاوہ آپ بار بار اپنی غلط فہمیوں کے بارے میں خوش فہمیوں کی بنا پر بہت کچھ کہتے رہے ہیں، لہذا میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی عطا کردہ توفیق سے آپ کے سارے مراسلات پر کچھ بات کی جائے،

سب سے پہلے آپ نے بھتیجے عبداللہ کے مراسلہ کے جواب میں مراسلہ میں لکھا :::

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
> عبداللہ حیدر بھائی، سلام مسنون
> میں قادیانی نہیں ہوں اور رسول اکرم کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہوں۔ قرآن حکیم کو انسانیت کے لئے اللہ کا فرمان جو کہ رسول اکرم لے کر آئے۔ یہی کتاب میرے لئے ایک مکمل دلیل ہے۔ میری معلومات کے مطابق، قرآن ان کے واپس آنے کے بارے میں کوئی بات نہیں کہتا۔

جی فاروق بھائی الحمد للہ ہم سب کو پتہ ہے کہ آپ قادیانی نہیں ہیں اور **قولی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن عملاً،،، ان کی صحیح ثابت شدہ سُنّت (بشمول قولی، فعلی اور تقریری) کا انکار کرتے ہیں، اور کسی برہان کے بغیر صرف لا علمی پر مبنی فلسفوں کی وجہ سے کرتے ہیں،**

آپ کے اس مذکورہ بالا قول کے بارے میں مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **یہ اُردو کا ایک شاہکار ہے،** بڑے بھائی جس قاری کو یہ پتہ نہ ہو کہ کس موضوع پر بات ہو رہی ہے وہ آپ کی اس بات سے کیا سمجھے گا !!!!!!

ی ہ ہی ناں، کہ قران میں محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے واپس آنے کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے،

اسی لیے بار بار آپ کو سمجھا چکا ہوں بھائی کہ بات مکمل اور واضح کیا کیجیے،

بات جاری ہے،،،،

----

arifkarim

اگر نزول عیسیٰ ہو بھی گیا تو ہم نے کونسا مال لینا ہے۔ مین میخ نکالنے میں ہم سے بڑا چیمپئن اور کون ہو سکتا ہے؟!

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

چلیے فاروق بھائی اب آپ کے اگلے اقوال کے تجزیے کی طرف چلتے ہیں،

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
>
> اور اٹھائے جانے والی آیت کو ایک بار پھر دیکھ لیجئے۔ غامدی نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔
>
> 3:54 إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ
>
> جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! بیشک میں تمہیں متوفی کروں گا اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے نجات دلادوں گا، اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کر دوں گا

فاروق بھائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی باتیں تو اشارے نہیں """ بینات """ ہوتی ہیں، لہذا انہیں سمجھنے کے لیے اشارے اور وہ بھی کا کو شاہ جیسے """ تعلیم یافتہ مولوی """ لوگوں کے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ،

یہ اشارے آپ کے لیے ہوں گے، ہمارے لیے نہیں، بلکہ کسی بھی صاحب ایمان کے لیے نہیں ہمارے لیے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ فرامین ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں صاف صاف واضح ترین طور پر یہ بتایا ہے کہ ہمیں اللہ کی نازل کردہ کتاب، اور اس کی نازل کردہ وحی جو اس کتاب میں نہیں، ان دونوں کے معانی اور مفاہیم کہاں سے سیکھنے ہیں،

فاروق بھائی، معذرت اور دُکھ کے ساتھ پھر سے کہنا پڑ رہا ہے کہ محترم بڑے بھائی، صرف ترجموں کی بنا پر خود سے قران کی تفسیر کرنے کی کوشش مت کیا کیجیے، عربی لغت سیکھیے، اور اہل زبان کے قواعد اور قوانین اور استعمال اور فہم کے مطابق سیکھیے، کسی اور زبان کے مطابق نہیں،

اصل عربی کتابوں میں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سنت مبارکہ کا مطالعہ فرمایے، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت کا مطالعہ فرمایے ان کے فہم قران کا مطالعہ فرمایے، ان شاءاللہ بہت فائدہ مند ہو گا ،

ان شاءاللہ جلد ہی الگ دھاگوں کی صورت میں قران کی تفسیر اور تاویل کے بارے میں کچھ معلومات ارسال کروں گا، اللہ انہیں قارئین کے لیے نفع مند بنائے، انہیں ضرور پڑھیے گا فاروق بھائی،

جی، تو فاروق بھائی یہ نظر آرہا ہے کہ اس مذکورہ بالا آیت کو جب آپ نے اپنے انداز میں کچھ تراجم کی روشنی میں کچھ عربی الفاظ کو سمجھنے کی کوشش میں اور کچھ آیت کے عبارت کی ترتیب کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی ہو گی تو آپ کو وہ سمجھ آیا ہو گا جو آپ نے لکھا، اگر یہ واقعتاً آپ کی سمجھ کا نتیجہ ہے اور اگر کسی اور کا چربہ کر رہے ہیں تو پھر اس کی سمجھ کا ہوا، بہر حال اسی غلط سمجھی نے آپ سے اس موضوع پر وارد صحیح ثابت شدہ احادیث کا انکار کروایا، اللہ اس کو غلط سمجھی کو درست فرمائے،

اپنے طور پر اُس آیت کی تفسیر میں آپ رقم طراز ہوئے کہ:::

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
>
> **کیا یہ آیت یہ نہیں کہتی کہ پہلے تم کو "متوفی کروں گا "وفات دوں گا اور دوم تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا؟**
>
> **لفظ متوفی کیا قرآن میں وفات یعنی موت واقع ہو جانے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے کہ ایک شخص کا وقت پورا ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟**

فاروق بھائی آپ کی قران فہمی کا ایک اندازہ تو """ آیت نہیں کہتی """ سے ہوتا ہے،

اور دوسرا """ متوفیک """ کے ترجے سے،

اور تیسرا صرف اسی ایک آیت میں بیان کردہ واقعات کی قولی ترتیب کے اعتبار سے سارے ہی موضوع کو سمجھنے سے،

فاروق بھائی، ہمارے پاس اس آیت مبارکہ کو اس طرح سمجھنے کے لیے قران میں سے ہی دلائل ہیں جس طرح کہ صحیح ثابت شدہ احادیث میں عیسی علیہ السلام کے بارے میں خبر موجود ہے، آیے دیکھتے ہیں :::

(لفظ """ **متوفی** """ کا اصل مادہ """ **وفی** """ ہے اور اس مادے سے """ **وفات دینے** """ یا """ **وفات ہونے** """ کے مفہوم میں قران میں صرف """ **موت واقع ہو جانے** """ کے بارے میں ہی تو استعمال نہیں ہوا،)

بھتیجے عبداللہ حیدر نے آپ کو یہ بات سمجھانے کے لیے قران میں سے ہی مثالیں دی ہیں، اور لغت میں سے بھی، اُس نے مراسلہ میں لکھا تھا کہ:::

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : عبداللہ حیدر**
>
> **وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، الحمد للہ جس نے ہمیں اور آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ختم**

نبوت پر ایمان رکھنے والا بنایا۔ بلاشبہ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے اللہ کے احسان کے بغیر ہم نہ پا سکتے تھے۔
آپ کے مراسلے کا خلاصہ یہ نظر آتا ہے کہ "متوفیک" ، "توفیتنی" میں وفات کا لفظ استعمال ہوا ہے جو موت کا مترادف ہے اس لیے عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہو چکی ہے اور اب وہ دنیا میں تشریف نہیں لانے والے ہیں۔ اس اشکال کو رفع کرنے کے لیے یہی امر کافی ہے کہ قرآن مجید میں "وفات" کا لفظ موت کے علاوہ نیند کے لیے بھی استعمال ہوا ہے مثلاً:

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ (الانعام(

"اور وہی ہے جو تمہیں رات کو "وفات" دیتا ہے"

اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا] الزمر: 42]

"اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو موت کے وقت اور جو مری نہیں ہیں انہیں نیند میں"

عربی زبان کی گہرائی سے آپ بخوبی واقف ہوں گے اس لیے اشارہ ہی کافی ہے کہ اس بے مثل زبان میں ایک ہی لفظ بسا اوقات ستر ستر معنوں میں استعمال ہوتا ہے جسے سیاق و سباق سے سمجھا جاتا ہے، "وفات" ہی کو لے لیجیے، ایسے ایسے استعمال ملتے ہیں کہ غیر عرب حیران ہو کر رہ جائے۔ عربی کی معتبر ترین لغت لسان العرب سے دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

تَوَفَّيْتُ المالَ منه

لفظی مطلب: "میں نے اس کے مال کو "وفات" دے دی "

حقیقی مراد: "میں نے اس کا سارا مال لے لیا"

ایک اور مثال:

تَوَفَّيْتُ عَدَدَ القومِ

لفظی مطلب: "میں نے قوم کے سب افراد کو وفات دی"

حقیقی مراد: "میں نے قوم کے سب افراد کو شمار کیا"

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ محض لغت کی مدد سے قرآن کی تفسیر نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے جس کے لیے صرف عربی زبان جان لینا کافی نہیں بلکہ تمام متعلقہ علوم میں مہارت ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ کچھ عرصے سے مسلمانوں میں یہ خطرناک وبا چل پڑی ہے کہ بہت سے لوگوں نے صرف عربی پڑھ لینے کو تفسیر قرآن کے لیے کافی سمجھ رکھا ہے، چنانچہ جو شخص بھی معمولی عربی زبان پڑھ لیتا ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر میں رائے زنی شروع کر دیتا ہے بلکہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان کی نہایت معمولی شدبد رکھنے والے لوگ، جنہیں عربی پر بھی مکمل عبور نہیں ہوتا، نہ صرف من مانے طریقے پر قرآن کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں بلکہ پرانے مفسرین کی غلطیاں نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض ستم ظریف تو صرف ترجمے کا مطالعہ کر کے اپنے آپ کو قرآن کا عالم سمجھنے لگتے ہیں اور بڑے بڑے مفسرین پر تنقید کرنے سے نہیں چوکتے۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کے لیے "وفات" کا لفظ آیا ہے وہاں اس

کا اصل مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بتائی ہوئی تفسیر سے کیا جائے گا یا کسی متجدد کے فہم و دانش پر؟

اور آپ حسب معمول یا تو ان سب باتوں کو دیکھے بغیر اپنی ہی دُھن میں مگن اپنی بات کرتے چلے گئے یا پھر آپ کو ان باتوں کی سمجھ ہی نہیں آئی،

یہاں صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ بھتیجے عبداللہ نے جو آیات ذکر کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے """ توفیٰ """ کا استعمال """ نیند """ کے لیے بھی کیا ہے، اور موت کے لیے بھی، پھر آپ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق بات کرتے ہوئے """ توفیٰ """ کا معنی اور مفہوم صرف """ موت """ کے لیے کیسے """ مُقید """ کر رہے ہیں، ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

کیوں آپ اپنی بے دلیل بات منوانے پر مصر ہیں ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

کیوں آپ اپنی اس غلط فہمی کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ احادیث کے انکار کا مرتکب ہو کر اہانت رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مرتکب ہو رہے ہیں ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

فاروق بھائی، آغاز امر سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرامین کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اور ساری امت کے عُلماء کی بہت بڑی اکثریت نے یہاں اس آیت میں """ متوفیک """ میں """ وفات """ کا معنیٰ """ نیند """ لیا ہے،

اور وہ مفہوم لیا ہے جس کا ابھی ان شاء اللہ میں ذکر کروں گا

پس محترم بھائی، اگر کہیں کوئی کسی جہالت کی بنا پر، اور دوسروں پر الزام لگا لگا کر، """ عیسائیوں اور یہودیوں """ کے عقائد کو قران سے ثابت کرنے کی کوشش میں صحیح ثابت شدہ سنّت مبارکہ کا انکار کرے تو کسی سلیم العقل مسلمان کو اس کی بات نہیں ماننی چاہیے، بلکہ دیکھنا اور سوچنا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی فرمان کا مفہوم اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور ان کے شاگردوں رضی اللہ عنہم اجمعین، اور ان کے شاگردوں رحمہم اللہ جمعیاً نے کیا بیان کیا ہے، ان شاء اللہ، وذلک احسن تاویلا ،

بات جاری ہے،،،،

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جی فاروق بھائی آپ کی اگلی بات یا یہ کہہ لیتے ہیں کہ سابقہ بات کے اگلے حصے کی طرف چلتے ہیں :::

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

کیا یہ آیت یہ نہیں کہتی کہ پہلے تم کو "متوفی کروں گا "وفات دوں گا اور دوم تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا؟

لفظ متوفی کیا قرآن میں وفات یعنی موت واقع ہو جانے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے کہ ایک شخص کا وقت پورا

ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟

(2) قران کریم میں سے ہی """ توفی """ کے دوسرے معانی پر بات ہو گئی، جو عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سلامت اللہ کی طرف اٹھایے جانے اور پھر ان کے دوبارہ اتارے جانے کے بارے میں وارد ہونے والی صحیح احادیث کے عین مطابق ہے، پس کسی قسم کے خلاف کی کوئی بات ہی نہیں،

خلاف صحیح احادیث میں نہیں، خلاف ان احادیث کو اپنی لا علمی پر مبنی قران فہمی میں ہے،

اب آیے لغت میں سے اس کے معانی کی بات کرتے ہیں،

دو معانی اور مفہوم تو عبداللہ حیدر نے آپ کو بتائے، اب کچھ بات قواعد کے رو سے بھی کرتا ہوں، ان شاء اللہ

اس آیت مبارکہ میں """ متوفیک """ میں استعمال ہونے والے """ توفی """ کا استعمال لغت کے حقیقی مفہوم کے مطابق ہوا ہے،

لغت کے حقیقی مفہوم کا مفہوم یہ ہے کہ """ ایسا معنیٰ جو لغت میں بنیادی اور عام استعمال میں ہو""" اور """ توفی""" کے عام معنوں میں سے بنیادی معنی کسی چیز کو مکمل، بغیر کسی کمی اور نُقص کے لے لینا ہے، جیسا کہ اہل زبان، عرب کہتے ہیں اور عبداللہ حیدر نے اپنے مراسلے میں اس کا ذکر بھی کیا ہے اور میں اس کو مکمل طور پر ذکر کرتا ہوں کہ """"""" وتوفّیتُ المالَ منه واستوفیته إذا أخذته کُلّهُ ::: میں نے اس سے مال لے لیا اور اس مال پر قبضہ کر لیا جب میں نے اس کو مکمل طور پر لے لیا """""" دیکھیے لسان العرب، مادہ """ وفی """ ،

اور کہا جاتا ہے """""" توفی فُلانٌ دینهُ فهو متوفٍ لهُ إذا قبضهُ وحازهُ إليه کاملاً من غیر نقص ::: فُلان نے اپنا قرض لے لیا پس وہ اس کو وفات دینے والا ہوا جب اُس نے اُس کو اپنی طرف لے لیا اور اس پر مکمل طور پر قابض ہو گیا """"""

اور لغت کے مطابق یہ حقیقی معانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ احادیث کی موافقت کرتے ہیں، وہ احادیث جو قران میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان))))) انی متوفیک ورافعک الی،،،،::: میں تمہیں مکمل طور پر قبضے میں لے لوں گا اور تمہیں اپنی طرف اُٹھالوں گا،،،، (((((کی شرح اور تفسیر ہیں،

اس انداز بیان کو کہا جاتا ہے"""""" تقدیم الحقیقة اللغوية على الحقيقة العُرفية"""""" ،

اس کے بعد اس معنیٰ کی طرف آتے ہیں جسے لے کر آپ نے ان تمام متواتر صحیح احادیث کا انکار کر دیا ہے، اور وہ معنی ہے """ موت دینا """ ،

جی ہاں """ توفیٰ """ کے معانی میں ایک معنیٰ """ موت دینا """ بھی ہے جسے، لغتاً """ الحقيقة العُرفية """ کہا جاتا ہے، یعنی الفاظ کا وہ معنیٰ جو عام معروف ہو چکا ہو، لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ صرف وہی معنی ہے اور دیگر معانی سے چشم پوشی کی جائے اور وہ بھی اس حد تک کہ صحیح احادیث کا انکار کر دیا جائے،

پس اللہ کے اس فرمان

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

::: جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! بیشک میں تمہیں سُلا کر اپنے قبضے میں لوں گا اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے نجات دلا دوں گا، اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے لہٰذا (لوگو) جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کر دوں گا

،میں """ **متوفیک** """ معنٰی اور مفہوم""" **موت دوں گا** """ نہیں، بلکہ """ **نیند دے کر مکمل طور پر جسم اور روح سمیت اپنے قبضے میں لینا ہے** """،
فاروق بھائی، یہ مفہوم صرف لغت کی بنا پر نہیں، کیونکہ ہم قران اور حدیث کو صرف لغت کے مفاہیم کی بنا پر نہیں سمجھتے بلکہ لغت کے مفاہیم کو قران اور صحیح ثابت شدہ سُنّت مبارکہ کی کسوٹی پر پرکھ کر قبول کرتے ہیں،
اللہ کرے، یہ تشریح آپ کی غلط فہمی کی درستگی کا سبب بن جائے کہ عیسی علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور ان کے دوبارہ زندہ ہی واپس اتارے جانے والی صحیح احادیث کا قران کی کسی آیت سے کوئی خلاف نہیں بلکہ وہ ان آیات کی تفسیر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنا منصبِ بیان پورا فرماتے ہوئے بتائی،

بات جاری ہے،،،،،،،،،،،،،،،،

عادل سہیل

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
> **کیا یہ آیت یہ نہیں کہتی کہ پہلے تم کو "متوفی کروں گا "وفات دوں گا اور دوم تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا؟**
> **لفظ متوفی کیا قرآن میں وفات یعنی موت واقع ہو جانے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے کہ ایک شخص کا وقت پورا ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟**

اور،،،،،،،،،،،،،،،،

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
> **اسی طرح لفظ ارفع، اوپر اٹھانے) موت کی صورت میں) اور عزت و احترام بڑھانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔**
> **آسمان میں زندہ لے جانے کے لئے صرف اس موقع پر کیوں استعمال ہوا ہے جبکہ اس سے پہلے لفظ متوفیک موجود ہے۔**

(3) آپ کی منقولہ اور ہماری زیر فہم آیت مبارکہ کا ایک اور پہلو سے بھی وہی مفہوم بنتا ہے جو کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے صحیح ثابت شدہ فرامین میں ملتا ہے، اور جسے سمجھنے میں آپ کو ایک اور شدید غلط فہمی ہو رہی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں بیان کردہ کاموں کی قولی ترتیب سے ہوئی ہے،
اور وہ یوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے فرمایا))))) انی متوفّیکَ ::: میں تمہیں قبضے میں لوں گا(((((اور پھر فرمایا(((((ورافعکَ اِلیّ:::اور تمہیں اپنی

طرف اٹھالوں گا))))) سے آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے موت دی اور پھر اوپر اٹھالیا،
جیسا کہ آپ کے مقتبس شدہ مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے،
بھائی جی، """ ارفع """ کا معنیٰ """ اس ایک مذکر کے اوپر اٹھایا """ ہوتا ہے اور اس کا مادہ """ رفع """ ہے، پس اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں فرمان))))) رافعک الیّ ::: میں تمہیں اپنی طرف اوپر اٹھاوں گا))))) سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا اپنی طرف اوپر اٹھانا ہی ہے،))) سر راہ یاد کرواتا چلوں کہ ایک جگہ آپ نے اللہ کے زمین ءِ آسمان پر نازل ہونے پر بھی بحث شروع کی تھی، یہاں آپ خود مان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے))) !!! ،

پہلی بات تو یہ کہ کچھ کاموں کو ایک خاص ترتیب سے ذکر کرنے کا یہ مطلب خاص نہیں کیا جاسکتا کہ ان کاموں کو اسی ترتیب سے کیا گیا یا کیا جائے گا،

مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے))))) ::::::: فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ ::: اور ہم نے نجات دے دی اس کو اور کشتی والوں کو))))) سورت العنکبوت / آیت 15
،

اب بتایے تو کس طور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پہلے تو،،،،،،،،،،،،،،، کو نجات دی گئی اور پھر کشتی والوں کو ؟؟؟

:::::::اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے)))))) وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ::: اور سورج اور چاند کو جمع کر دیا گیا))))) سورت القیامۃ / آیت 9،

اب بتایے کہ کہاں سے کوئی اس بات کی تخصیص کر سکتا ہے کہ پہلے سورج کو ہی چاند میں ڈالا جائے گا یا چاند کو سورج میں ؟؟؟

:::::::اسی طرح))))) وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ::: اور آیا تُمہارا رب اور فرشتے صف باندھے))))) سورت الفجر / آیت 22،

بتایے تو بھلا اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے آئیں گے یا فرشتے ؟؟؟ خیال رہے دُنیاوی پروٹوکولز اور انداز وہاں نہیں ہوں گے،

:::::::اسی طرح))))) يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ::: اُس دن جبریل اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے، بات تک نہ کریں گے سوائے اس کے جس کو رحمان اجازت دے گا اور وہ درست بات کہے گا))))) سورت النبأ/ آیت 38،

بتایے تو فاروق بھائی، جبریل پہلے آئیں گے اور فرشتے بعد میں یہ ترتیب لازماً ہے گی اس کو کون مقیّد کر سکتا ہے ؟؟؟

اور پھر ان میں سے اللہ تعالیٰ کس کو پہلے بولنے کی اجازت دے گا، جبریل علیہ السلام کو یا فرشتوں میں سے کسی اور کو ؟؟؟ اس اجازت کو کون پابند کر سکتا ہے ؟؟؟

اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ کچھ کاموں کا ایک ہی جگہ ایک ترتیب سے ذکر ہونا اس ترتیب کے لازم ہونے کی دلیل نہیں، جب تک اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے اس کی تاکید وارد نہ ہو،

اور فاروق بھائی، ابھی بیان کی گئی چار آیات میں سے درمیانی دو آیات مبارکہ میں یہ بھی غور فرمایے کہ اللہ تعالیٰ مستقبل میں ہونے والے کام کا ماضی میں ہو چکے ہوئے کام کی طرح ذکر فرما رہے ہیں،

کیا آپ ان کے الفاظ کے معانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا ہو چکا ہے ؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اس کو ذہن میں رکھیے گا، ان شاء اللہ اس کے مطابق کچھ بات آگے ہو گی،

اور اگر اس آیت مبارکہ کو اُسی ترتیب میں سمجھا جائے تو سابقہ مراسلات میں """ **متوفیک** """ کا وہ معنیٰ اور مفہوم بیان ہو چکا جو صحیح احادیث میں وارد ہے، اور لغتا بھی زیادہ حقیقی ہے،

اور اگر اس آیت میں """ **متوفیک** """ کو """ **میں تمہیں موت دوں گا** """ ہی کے معنیٰ میں لینا ہے تو بھائی پھر یہ تفسیر ہو گی کہ یہاں """""" **تقدیم الحقیقۃ العُرفیۃ علی الحقیقۃ اللغویۃ** """""" والا اسلوب اپنایا گیا ہے لہذا پہلے موت دے کر پھر اوپر اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے، **لیکن آیت کی اس طرح تاویل (تفسیر نہیں)** کرنے میں بھی آپ کا ہدف حاصل نہیں ہو پاتا، کیونکہ))))) انی متوفیک ::: میں تمہیں موت دوں گا))))) **سے کہیں یہ لازم نہیں آتا کہ**

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فرمان کے بعد عیسی علیہ السلام کو موت دے بھی دی،

اور نہ ہی ترتیب کے ذِکرسے کاموں کا اسی ترتیب سے ہونا لازم ہوتا ہے اس کی تشریح ابھی کر چکا ہوں،

پس اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کسی کام کو کرنے کا اردادہ ظاہر فرما کر اسے کب کرتا ہے اور کسی ترتیب سے کرتا ہے، کوئی اس کی خبر نہیں دے سکتا جب تک اسے خود اللہ کی طرف سے خبر نہ ہو یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے اس کام کے ہو چکنے کی خبر نہ ہو،

اور یہاں ہمیں ایسی کوئی خبر میسر نہیں، بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے یہ خبریں میسر ہیں کہ عیسی علیہ السلام کو زندہ اٹھایا گیا اور زندہ ہی واپس اتارا جائے گا،

پس **محترم فاروق بھائی، براہ مہربانی**، صرف لغت کے چند معانی کے بنا پر اللہ کے کلام کو سمجھنے کی بجائے اللہ ہی کے فرامین اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرامین سے سمجھنے کی کوشش فرمایے کیونکہ ان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زبان مبارک سے جاری ہونے والا ہر کلمہ وحی ہے،

جی لغت سے مدد لی ہی جائے گی لیکن اسے حرف آخر نہیں بنایا جائے گا۔

بات جاری ہے ،،،،،،،،،،،

<u>کنعان</u>

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

کیا یہ آیت یہ نہیں کہتی کہ پہلے تم کو " متوفی کروں گا " وفات دوں گا اور دوم تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا؟
لفظ متوفی کیا قرآن میں وفات یعنی موت واقع ہو جانے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے کہ ایک شخص کا وقت پورا ہو گیا، تکمیل ہو گئی، پورا ہو گیا۔ اگر پورا ہو گیا تو باقی کیا بچا؟
اسی طرح لفظ ارفع، اوپر اٹھانے (موت کی صورت میں) اور عزت و احترام بڑھانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔
آسمان میں زندہ لے جانے کے لئے صرف اس موقع پر کیوں استعمال ہوا ہے جبکہ اس سے پہلے لفظ متوفیک موجود ہے۔

موت اور وفات میں فرق

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں معلوم ہوا کہ موت اور وفات دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

"**يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ** " میں وفات تو ہے مگر موت نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالی نیند کی حالت میں روح کو اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں۔ مگر بیداری کے وقت پھر لوٹا دیتے ہیں

جبکہ موت میں روح قبضے میں تو لے لی جاتی ہے مگر اسے لوٹایا نہیں جاتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ موت کا وقت آنا الگ چیز ہے،

روح کا قبضہ الگ اور وفات پانا الگ چیز ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ عمر کا پورا ہونا، روح کا قبضے میں لے لینا، قبضے سے واپس لوٹا دینا اور موت وقت آنا یا نہ آنا یہ سب جدا جدا حقیقتیں ہیں۔

اپنے قبضے میں لے لینا یہ بھی وفات کا معنی ہے۔

جب قران مجید سے وفات کا معنی عمر پوری کرنا اور قبضہ میں لے لینا ثابت ہے تو اب **لغت** میں کے معنی موت تلاش کرنا نصِ قرانی کو بگاڑنے کے مترادف ہے۔

پس اس آیت کریمہ میں **مُتَوَفِّيكَ** کے دو معنی ہو سکتے ہیں

1۔ اے عیسی علیہ السلام! میں تیرا عرصہ حیات پورا کرنے والا ہوں خواہ یہ یہودی جتنے بھی منصوبے بنائیں
ان کے باعث تیری موت واقع نہیں ہو گی بلکہ " **وَرَافِعُكَ إِلَيَّ** " میں تجھے اپنی قدرت کاملہ سے تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔

2۔ دوسرا معنی یہ ہو گا کہ اے عیسی علیہ السلام! میں تجھے اپنے قبضہ قدرت اور حفاظت میں لے لوں گا وہ اس طرح کہ " **وَرَافِعُكَ إِلَيَّ** " تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ یہ جتنی بھی تجھے صلیب پر چڑھانے کی سازشیں تیار کرتے پھریں ناکام ونامراد ہوں گے۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ **مُتَوَفِّيكَ** لفظ میں وفات کا مطلب موت نہیں۔

جب وفات موت نہیں تو " **وَرَافِعُكَ** " سے مراد رفع روح نہیں بلکہ اس سے مراد کسی زندہ شخصیت کو معجزہ جسمانی طور پر اوپر اٹھا لینا ہے۔

بالفرض اس لفظ کا مطلب موت لیا جائے تو بھی اس سے حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس صورت میں : **إِنِّي مُتَوَفِّيكَ** : کا معنی یہ ہو گا کہ

اے عیسیٰ! بے شک میں موت دینے والا ہوں اور تجھے میں جب چاہوں گا موت دوں گا۔ یہ تجھے قتل کرنے کے چاہے جتنے منصوبے اور سازشیں تیار کریں وہ تجھے موت نہیں دے سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامہ

ترجمہ : بے شک عیسیٰ علیہ السلام پر موت واقع نہیں ہوئی اور وہ تمہاری طرف قیامت بپا ہونے سے پہلے دوبارہ آئیں گے

} قرطبی، الجامع لاحکام القران 3:202 {

کنعان

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت اور وفات کے بارے میں صاف صاف بتایا اور اس کے مقابلے میں بتایا کہ ان کی وفات قتل یا مصلوب ہونے سے نہیں ہوئی۔

فاروق سرور خان

السلام علیکم۔

وفات کا مطلب --- پورا ہونا یا قبضہ میں لینا --- جیسا کہ آپ نے فراہم کیا ہے --بالکل درست ہے۔ یہی معانی یہاں استعمال ہو رہے ہیں وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارے میں درج ذیل ممکنہ صورت حال فراہم کی ہے۔

1۔ قتل کیا جانا -- اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کر دی ہے۔
2۔ مصلوب کیا جانا -- اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی تردید کر دی ہے۔
3۔ عمر مکمل یا عمر پوری ہونا یا روح قبضہ میں لے کر روح کا اوپر اٹھایا جانا ------------ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات (آپ جو بھی معانی لیں) کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دی اور یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اس بات کی حامی بھریں گے کہ وفات دی۔
4۔ موت واقع ہونا -- اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی کہ موت واقع ہو چکی ہے۔ اس ضمن کی ایک آیت جو اس امر کا تعین کرتی ہے مع گرامر کی تحلیل کے سب کے فائیدہ کے لئے نذر کر چکا ہوں۔ ایک آیت مزید ہے لیکن میں اس کو یہاں پیش نہیں کروں گا کیوں کہ اس کا پیغام مختلف ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت اور وفات (عمر پوری ہو کر موت یا روح کا قبضہ) کے بارے میں صاف صاف بتایا اور اس کے مقابلے میں بتایا کہ ان کی وفات قتل یا مصلوب ہونے سے نہیں ہوئی۔

آپ اپنی بات جاری رکھئے۔ جو کچھ میں پڑھتا جا رہا ہوں اس پر شکریہ ادا کرتا جا رہا ہوں کہ اس کو دیکھ لیا ہے۔

والسلام

احادیث کے انسانی کلام ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کی آیات زمان ومکان کی قید سے آزاد ہیں۔

فاروق سرور خان

کنعان صاحب، السلام علیکم

بھائی آپ اپنے گمان کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں میرے بارے میں۔ آپ پوچھتے ہیں تو بتا دیتا ہوں۔ اس میں کوئی بہت بڑی بڑی باتیں نہیں ہیں، سب ہی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

بھائی میں اس طرح سے نہیں آیا جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔

1980 میں تعلیم کے لئے آیا، اور اللہ کا عظیم احسان ہے کہ فزیکل الیکٹرانکس میں بیچلر آف انجینیئرنگ، اور الیکٹریکل اور کمپیوٹر انجینئرنگ میں ماسٹر آف انجینئرنگ کیا اور ایک نامکمل ایم بی اے جس کے صرف 9 کریڈٹ باقی تھے۔ اور تعلیم مکمل کرکے تجربہ حاصل کرنے کی بنیاد پر نوکری حاصل کی، اور نوکری کی بنیاد پر امریکہ میں بس گیا۔ تکنیکی کارنامہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے رزق حلال کماتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں صرف طالب علم قرآن ہوں۔ عربی کی شدھ بدھ بہت معمولی ہے، اس لئے کہ عربی پہلی زبان نہیں۔

اوپن برہان کے بارے میں:

آپ نے پوچھا تو بتا دیتا ہوں کہ شروع شروع (1980 سے 1982) میں غیر مسلم لوگوں سے معمول کی بات چیت میں غیر مسلم لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے تھے کہ تمہارے قرآن میں یہ لکھا ہے اور یہ لکھا ہے۔ صرف ناظرہ قرآن کی بنیاد پر میری معلومات صفر تھیں۔ لہذا پہلا ترجمہ ایک انگریزی ترجمہ تھا، گو کہ بعد میں اندازہ ہوا کہ یہ ترجمہ بذات خود کچھ جھکاؤ رکھتا تھا۔ لیکن کم از کم اس سے بنیادی معلومات حاصل ہو گئیں کہ قرآن میں کیا موجود ہے اور کیا نہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ مزید کئی تراجم پڑھے اور یہ جاننے کے لئے عربی زبان یونیورسٹی میں پڑھی (جو کہ بہت کمزور ہے) کہ قرآن میں لکھا کیا ہے۔ چونکہ حافظہ اچھا ہے اور عقل چلتی ہے (اللہ کا احسان ہے الحمد للہ) لہذا بہت جلد لوگ ریفرنسز مانگنے لگے کہ قرآن میں کوئی امر کہاں ہے یا کسی امر کے بارے میں کیا آیات ہیں۔ ذہن میں رکھئے کہ قرآن کی کوئی ڈیٹا بیس وغیرہ 1980 کی دہائی میں نہیں ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ موٹے موٹے معاملات کے بارے میں آیات یاد ہوتی گئیں، لیکن جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں پرفیکٹ ہونا بہت ہی مشکل ہے۔

پھر یہ ہونے لگا کہ جو لوگ سوال پوچھتے تھے ان کو قرآن کی آیت کا جواب پسند نہیں آتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ ترجمہ کس کا ہے۔ کچھ لوگ الفاظ کے معانی کی بحث بھی کرتے رہے۔ میرا مؤقف اور اصول یہ رہا کہ جو پوچھا ہے اس کے بارے میں یہ ریفرنس مجھے معلوم ہے باقی کہیں اور دیکھ لیں اور یہی مؤقف آج بھی ہے۔ ایک طالب علم قرآن کا موقف اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

میں ایک قرآن کے ترجمہ کی ویب سائٹ کے بارے میں سوچتا رہا، جس پر باقاعدہ تراجم موجود ہوں، تاکہ جو لوگ بھی قرآن کو سمجھنا چاہیں وہ سمجھ سکیں۔ اس میں مصادر سے الفاظ اور الفاظ سے آیات کے لنک شامل ہوں۔

وقت کے ساتھ ساتھ کئی تراجم الیکٹرانک میڈیا میں آ گئے جن میں سے کچھ اردو اور کچھ انگریزی کے تھے توان کو میں نے ایک ڈیٹا بیس میں ڈال دیا کہ تمام تراجم جو لوگ ریسرچ کرنا چاہتے ہیں، ان کے سامنے ریسرچ کرتے ہوئے سب تراجم ایک ہی جگہ پر موجود ہوں۔ ایک اور صاحب برہان (صرف ایک نام ہے ان کا) کی مدد سے قران کے تقریباً 87 فی صد الفاظ کے مصادر "لین لیکسی کان " سے نکالے اور خود سے بیٹھ کر ڈیٹا بیس میں ڈالے، مزید یہ کہ ہر لفظ کو اس کے مصدر سے منسلک کیا، ان کے معانی دیکھ کر لکھے۔ اس تمام کام میں تقریباً تین سال لگے۔ دو عدد تراجم جو مجھے زیادہ پسند تھے ان کو خود سے ٹائپ کر کے اور کچھ سپاروں کی ادائیگی کر کے شامل کیا۔ اس کے باوجود آپ کو ترجمہ میں غلطی مل سکتی ہے کہ کوئی سطر نامکمل ہو یا کہیں ٹائپنگ کی غلطی مل جائے۔

کوئی بھی ترجمہ شائع کرنے سے پہلے میں اس ترجمہ کو خود سے پڑھتا ہوں اور بعد میں بھی پڑھتا رہتا ہوں تا کہ عربی کی آیت اور ترجمہ درست جگہ پر ہوں۔ اگر کوئی کسی غلطی یا ترمیم کی طرف توجہ دلاتا ہے تو اس کو درست کر کے شائع کر دیا ہوں۔۔ اس میں روایتی تراجم شامل ہیں جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ پرانے ہو جاتے ہیں۔۔ اس لئے کہ قرآن کی زبان ہر دور کے لئے ہے۔ ہم کو سمجھ میں بعد میں آتا ہے۔ قران حکیم کے عربی زبان کی تحریر کو قرات کے ساتھ منسلک کیا اور خود بیٹھ کر ایک سے زائید بار قران حکیم کو پڑھتے ہوئے قرآت کو سنا کہ آیات میں کسی غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اس کے باوجود اگر احباب کو کوئی غلطی ملے تو فوراً مطلع فرمائیے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں:

کوئی عرصہ دو سال پہلے تک میں اسی نظریہ کا قائیل تھا جیسے کہ آپ ہیں۔

تقریباً دو سال پیشتر میں نے ڈاکٹر شبیر احمد کی ایک کتاب پڑھی، جس میں ان آیات کی تشریح کی ہوئی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔

میرا پہلا ردعمل یہ تھا کہ میں نے ان صاحب سے فون پر رابطہ کیا اور ان کو قائیل کرنے کی کوشش کی کہ نہیں عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

ان صاحب نے بہت سے حوالہ دئے جن کو میں نے پڑھا بھی لیکن اس کا اثر مجھ پر کچھ نہیں ہوا ---- آخر کار میری ان صاحب سے بات چیت بند ہو گئی۔

لیکن میں اس کے بارے میں سوچتا رہا اور پڑھتا بھی رہا، تمام آیات کا دوبارہ ترجمہ خود سے کیا اور جو جو ممکن تراجم ہو سکتے تھے وہ بھی کئے۔

کوئی دو سال میں، اسی نتیجہ پر پہنچا جس پر غامدی صاحب پہنچے ہیں۔۔۔

حدیث نبوی کے بارے میں:

بھائی میرے پاس احادیث کی صرف ساڑھے تین کتب ہیں۔ ایک کتاب نصف ہے یعنی اس کا دوسرا حصہ نہیں۔ ان کتب کو پڑھ کر میں اس بات کا قائیل ہوں کہ ان کتب میں اور قرآن میں کہیں کہیں تضاد پایا جاتا ہے جس کی توضیح صرف یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ان کتب پر دشمنان دین اپنا ہاتھ صاف کر چکے ہیں۔ ایسے معاملات بہت تھوڑے ہیں۔ جن میں زیادہ تر، خواتین کے حقوق، قومی دولت، اقتدار پر قبضہ اور کچھ عیسائی اور یہودی تصورات جو قرآن میں مختلف پائے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں مزید ایک اور دھاگہ میں لکھوں گا۔ میں جہاں میری اور عادل صاحب کی بات ہوتی رہتی ہے۔ کتب روایات میں سچ کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ آمیزش ہے، یہ جوں جوں آپ قران پڑھتے جائیں گے بہتر محسوس کرتے جائیں گے۔

ان معاملات کے بارے میں آپ کا اور میرا رویہ۔

دیکھئے ان باتوں پر آپ مجھے کچھ برا بھلا کہہ لیجئے اور کچھ میں آپ کو برا بھلا کہہ لیتا ہوں۔ اس سے ہم میں سے ایک چپ ہو جائے گا یا چپ کرا دیا جائیگا۔

لیکن یہ مسئلہ اپنی جگہ رہے گا۔ اس لئے کہ یہ میرا اور آپ کا ذاتی عناد تو ہے نہیں، کوئی غامدی، کوئی شبیر احمد، کوئی ذاکر نائیک پھر بھی یہی کہتا رہے گا۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس پر دردمندی، عقل مندی اور تجزیہ کاری و آیات کی تحلیل سے کام لیا جائے۔ ہم ایک دوسرے پر کتنے ہی حرف اچھال لیں اس سے جذبات تو مجروح کئے جاسکتے ہیں لیکن تعمیری کام نہیں کئے جاسکتے۔ لہذا سب لوگوں کے عظیم تر مفاد میں سوچیئے۔ اور نرم دلی اور خوش اخلاقی سے اس بحث میں شامل رہیئے۔ علمی اور اخلاقی بات کیجئے کہ اسی سے سب کو فائیدہ ہو سکتا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ قرآن سے ہم کو عیسی علیہ السلام کے متوفی (جو بھی معانی آپ استعمال کیجئے) ہو کر اوپر جانے کے بارے میں تو پتہ چلتا ہے، ان کی موت کا بھی پتہ چلتا ہے لیکن زندہ اوپر جانے کا نہیں پتہ چلتا۔ اور نہ ہی زندہ واپس آنے کا بیان صراحت سے ہوا ہے۔ اس کے بعد کتب روایات ہی رہ جاتی ہیں، ان کتب میں خلاف قرآن روایات کی موجودگی کا میں قائیل ہوں۔ اس خلاف قرآن کی ایک بہتر مثال مجھے نظر آئی ہے، جو کہ میں ایک دوسرے دھاگہ میں پیش کروں گا۔

اوپن برہان پر مزید کیا آرہا ہے؟

آج کل میں چند ایسے لوگوں کے ساتھ کام کررہا ہوں جن کی مادری زبان عربی ہے، مسلمان ہیں اور زبان دانی میں پی ایچ ڈی ہیں۔ ہم لوگ مل کر قرآن کے ہر حرف کی گرامر پر کام کررہے ہیں کہ ہر حرف کی صفت کیا ہے، اس پر عربی زبان کے کن قواعد کا اطلاق ہوتا ہے اور اس نکتہ سے کونسا ترجمہ (دوسروں کا کیا ہوا) بہتریا قرآن کی عربی زبان کے قریب ہے۔ اس طرح آپ ہر ہر لفظ کے بارے میں اس کے بہتر تر معانی کو دیکھ سکیں گے۔ اس کا مقصد ذہنوں کو کسی ایک نظریہ کے بارے میں بند کرنا نہیں ہے بلکہ ذہنوں کو کھولنا ہے اور ایک بہتر اوزار فراہم کرنا ہے کہ جس کی مدد سے ہم اللہ تعالی کے فرمان کو مزید بہتر سمجھ سکیں۔

فرمان الہی، قرآن کریم کے بارے میں میرا مشاہدہ:

میں نے اب تک قرآن میں کوئی کمی کوئی سقم نہیں پایا، یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ اس کتاب کے کلام کا مالک بلاشک وشبہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کی آیات اور جملے، اختصار کے ساتھ ساتھ، ہر حال میں درست رہتے ہیں۔ یعنی جو کچھ کہا گیا ہے وہ ایک عام تھوڑی تعلیم والے انسان کی سمجھ میں بھی آتا ہے اور وہ تکنیکی حساب سے بھی درست رہتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جوں جوں ہم نت نئی باتوں کو جانتے جارہے ہیں، قرآن ان جدید نظریات کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ یہ خصوصیات رسول اکرم کی صحیح حدیثوں بھی ملتی ہیں لیکن ایسی روایات بھی ہیں کہ وہ زمان ومکان میں محدود ہیں، جس سے ان احادیث کے انسانی کلام ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کی آیات زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں وہ ہر ماحول اور ہر زمانے کے لئے ایک جیسی رہتی ہیں۔ ایسا صرف وہی ذات لکھ سکتی ہے جو ازل سے ابد تک ہو یعنی وقت کی قید سے آزاد ہو اور کائنات کے فاصلے اس کے لئے کچھ حقیقت نہ رکھتے ہوں کہ وہ ذات ہر جگہ دیکھ سکتی ہو۔

مزید کسی اور وقت۔

ابھی صرف اتنا کہ بات چیت میں باہمی عزت ملحوظ رکھئے۔ بھائی عادل سہیل کے سابقہ مراسلہ علمیت سے بھرپور ہیں اور ان میں باہمی عزت کا تاثر بھی ملتا

ہے۔ جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

والسلام

کنعان

السلام علیکم فاروق بھائی صاحب

مجھے آپ سے اسی سٹیٹمنٹ کی امید تھی، بہت اچھا لگا۔
اب مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

میری سب ممبران سے ایک گزارش ھے کہ فاروق صاحب نے جو میرے لئے سٹیٹمنٹ دی ھے اسے اپنے مباہلوں کے دوران بذریعہ حوالہ یا اٹیک کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔ اس کے لئے میں سب کا مشکور ہونگا۔ اور اچھے انداز میں اپنی گفتگو جاری رکھی جائے۔

فاروق بھائی صاحب تعلیم اور تجربہ میں میں بھی کچھ کم نہیں ہوں اسی لئے میں کسی کو بھی کچھ نہیں کہتا جب تک کہ مجھے کوئی چھیڑے نہ۔

فاروق بھائی میں 4 سال سے فارمز میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر بندے نے آپ کی کلاس لگائی ہوتی تھی مگر ان تمام ممبران میں سے جو طریقہ انداز عادل بھائی صاحب کا ھے وہ ان سب کی نسبت قابل دید ھے اور میری طرف سے بھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ نہ تو میں کسی بھی مذہب کے عالم کو گالی نکالتا ہوں نہ برا بھلا کہتا ہوں۔ مگر جو اللہ سبحان تعالی نے مجھے جو عطا کیا ھے اس کا استعمال کرتا ہوں اور اسی سے سامنے والے کو قائل کرنے کی کوشش کرتا ہوں

اس فارم میں مجھے ایک اور ممبر کی ایک بات بہت اچھی لگی تھی اس کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس کا نام سافریشہ ھے، میں نے جب یہ فارم جوئن کیا تھا تو اسی طرح اسی موضوع سے ملتا جلتا ایک دھاگہ لگایا تھا، اور جس کے ریپلائی میں سافریشہ صاحب نے شائد یہ لکھا تھا کہ اور بھی لکھیں، تو میں نے وہ دھاگہ ڈلیٹ کر دیا تھا، پھر انہوں نے بعد میں وجہ پوچھی تو میں نے انہیں لکھا کہ آپ ناظم ہیں اور شائد آپ کا تعلق پرویزیت سے ھے اسی لئے میں نے وہ دھاگہ ڈلیٹ کر دیا ھے، تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ میرا پرویزیت سے کوئی تعلق نہیں لیکن ہاں میں اس کی کتابوں کا مطالعہ ضرور کرتا ہوں اور میں اس کی کئی باتوں سے متفق ہوں اور کوئی باتوں سے نہیں۔
نہ ان کے ایسا کہنے سے کوئی فرق پڑا اور نہ ان کے بارے میں مجھے جان کے کوئی تشنگی ہوئی۔

باقی فاروق صاحب جو موضوع چل رہا ھے اسی پر گفتگو چلتی رہے گی۔
میں اور بھی پوسٹ تیار کر رہا ہوں جس کے لئے وقت کم ملتا ھے کیونکہ مجھے بہت جگہ پر کام کرنا ہوتا ھے اور سب جگہ پر اسی طرح تھوڑا تھوڑا کام چلتا رہتا ھے۔
کوشش یہی ہوتی ھے کہ کسی سے زیادتی نہ ہو۔ یہ بات بھی ھے کہ جب کسی کے پاس دلائل ختم ہو جاتے ہیں تو پھر وہ غلط حربے استعمال کرنے پر آجاتا ھے۔
لیکن میں ان کی پرواہ نہیں کرتا۔

والسلام

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کنعان بھائی، آپ کے مراسلہ میں دی گئی معلومات کافی افسوس ناک ہیں، اور اچھی طرح واضح کرتی ہیں کہ کافر کسی بھی طرح مسلمان کو اس کے دین سے پٹانا چاہتے ہیں اور اسی میں خوش ہوتے ہیں،

الحمد للہ جس نے آپ کو ایسی کسی مصیبت میں پڑنے سے محفوظ رکھا، اللہ تبارک وتعالیٰ آئندہ بھی محفوظ رکھے،

جزاک اللہ خیرا، کنعان بھائی، آپ نے فاروق بھائی کے برھان والے تراجم کو نقل کر کے بہت اچھا کیا جزاک اللہ خیرا،

میرے اگلے مراسلات میں ان کا حوالہ بہت ضروری ہو گیا ہے،

جی ایک بات کی میری طرف سے یقین دہانی سمجھیے کہ ان شاءاللہ فاروق بھائی بات بے بات غصہ کرنے والوں میں سے نہیں، کافی حوصلے سے بات سنتے اور کرتے ہیں، اس لیے آپ اپنی بات اچھے طور پر پیش کر سکتے ہیں، ان شاءاللہ وہ برا نہیں منائیں گے اور اگر منایا بھی تو بھی جواب میں کافی تحمل سے کام لیں گے، یہ میرا تجربہ ہے، وللہ الحمد،

ایک دفعہ پھر جزاک اللہ خیرا

والسلام علیکم۔

عادل سہیل

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> السلام علیکم۔
>
> وفات کا مطلب --- پورا ہونا یا قبضہ میں لینا --- جیسا کہ آپ نے فراہم کیا ہے -- بالکل درست ہے۔ یہی معانی یہاں استعمال ہو رہے ہیں وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارے میں درج ذیل ممکنہ صورت حال فراہم کی ہے۔
>
> 1۔ قتل کیا جانا -- اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کر دی ہے۔
>
> 2۔ مصلوب کیا جانا -- اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی تردید کر دی ہے۔
>
> 3۔ عمر مکمل یا عمر پوری ہونا یا روح قبضہ میں لے کر روح کا اوپر اٹھایا جانا ------------ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات (آپ جو بھی معانی لیں) کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دی اور یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اس بات کی حامی بھریں گے کہ وفات دی۔

4۔ موت واقع ہونا -- اللہ تعالی نے اس کی تصدیق کی کہ موت واقع ہو چکی ہے۔ اس ضمن کی ایک آیت جو اس امر کا تعین کرتی ہے مع گرامر کی تحلیل کے سب کے فائدہ کے لئے نذر کر چکا ہوں۔ ایک آیت مزید ہے لیکن میں اس کو یہاں پیش نہیں کروں گا کیوں کہ اس کا پیغام مختلف ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کی موت اور وفات) عمر پوری ہو کر موت یا روح کا قبضہ) کے بارے میں صاف صاف بتایا اور اس کے مقابلے میں بتایا کہ ان کی وفات قتل یا مصلوب ہونے سے نہیں ہوئی۔

آپ اپنی بات جاری رکھئے۔ جو کچھ میں پڑھتا جا رہا ہوں اس پر شکریہ ادا کرتا جا رہا ہوں کہ اس کو دیکھ لیا ہے۔

والسلام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جزاک اللہ خیرا، فاروق بھائی، اور الحمد للہ، جس نے آپ سے میری بیان کردہ شرح قبول کروائی، بس ایک تھوڑی سے کسر رہ گئی ہے،
گذارش ہے کہ اس پر بھی محبت اور تحمل سے غور فرمایے، بھائی جی میں نے لکھا تھا :::
اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : عادل سہیل
عبداللہ حیدر نے اپنے مراسلے میں اس کا ذکر بھی کیا ہے اور میں اس کو مکمل طور پر ذکر کرتا ہوں کہ """"""" و تَوَفّـِیتُ المالَ مِنه واستوفَیتہ إِذا أَخذتہ کلَّہ ::: میں نے اس سے مال لے لیا اور اس مال پر قبضہ کر لیا جب میں نے اس کو مکمل طور پر لے لیا """""" دیکھیے لسان العرب، مادہ """ وفی """ ،
اور کہا جاتا ہے """""" توفی فُلانٌ دینہ فھو مُتوفٍ لہُ إِذا قبضہ وحازہ اِلیہ کاملاً من غیر نقصٍ ::: فُلان نے اپنا قرض لے لیا پس وہ اس کو وفات دینے والا ہوا جب اُس نے اُس کو اپنی طرف لے لیا اور اس پر مکمل طور پر قابض ہو گیا """"""
اور لغت کے مطابق یہ حقیقی معانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ احادیث کی موافقت کرتے ہیں، وہ احادیث جو قران میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان))))) انی متوفیک ورافعک الی،،،،::: میں تمہیں مکمل طور پر قبضے میں لے لوں گا اور تمہیں اپنی طرف اُٹھا لوں گا،،،، (((((کی شرح اور تفسیر ہیں،
اس انداز بیان کو کہا جاتا ہے """""" تقدیم الحقیقۃ اللغویۃ علی الحقیقۃ العُرفیۃ"""""" ،
اس کے بعد اس معنیٰ کی طرف آتے ہیں جسے لے کر آپ نے ان تمام متواتر صحیح احادیث کا انکار کر دیا ہے، اور وہ معنی ہے """ موت دینا """ ،

جی ہاں """ توفیٰ """ کے معانی میں ایک معنیٰ """ موت دینا """ بھی ہے جسے، لغتاً """ الحقیقة العُرفیة """ کہا جاتا ہے، یعنی الفاظ کا وہ معنیٰ جو عام معروف ہو چکا ہو، لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ صرف وہی معنی ہے اور دیگر معانی سے چشم پوشی کی جائے اور وہ بھی اس حد تک کہ صحیح احادیث کا انکار کر دیا جائے،
پس اللہ کے اس فرمان))))) إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ::: جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! بیشک میں تمہیں سُلا کر اپنے قبضے میں لوں گا اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے نجات دلا دوں گا، اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے لہذا (لوگو) جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کر دوں گا (((((، میں """ متوفیکَ """ معنیٰ اور مفہوم """ موت دوں گا """ نہیں، بلکہ """ نیند دے کر مکمل طور پر جسم اور روح سمیت اپنے قبضے میں لینا ہے """،

پس میرے محترم بھائی، مکمل ہونے کی بات نہیں کی گئی بلکہ کسی چیز کو مکمل طور پر کسی کمی یا نقص کے بغیر اپنے قبضے میں لینے کی بات کی گئی ہے، پس اللہ سبحانہُ و تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم اور روح سمیت مکمل طور پر اپنے قبضے میں لیا اور اپنی طرف آسمانوں میں اٹھالیا

باقی وضاحت ان شاء اللہ، اگلے مراسلات میں پیش کروں گا، اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے جو اُسی کی عطا کردہ توفیق کے سبب سے ہے، اور اسے سب قارئین کے لیے دین دنیا اور آخرت کی خیر کا سبب بنا دے،
و السلام علیکم۔

جب عیسی دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے پھر ان کی وفات کے بعد مسلمانوں نے عیسی اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔

فاروق سرور خان

برادرم کنعان، السلام علیکم،

آپ کے ایک سوال کا جواب نہیں شامل ہو سکا، ان تمام تراجم کے ہوتے ہوئے مجھے اس آیت کا ترجمہ دوبارہ فراہم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

تمام اردو ترجموں میں ترجمہ کیا گیا ہے "ایمان لے آئیں گے" جو کہ مستقبل بعید میں ہے۔ جبکہ عربی گرامر اور اس کے مورفولوجیکل تجزیے سے یہ نظر آتا ہے کہ یہاں ترجمہ "ایمان لے آتا ہو" یا "ایمان رکھتا ہے" کیا جانا چاہئیے کیونکہ اصل لفظ پریزینٹ انڈیفینٹ ٹینس میں ہے۔ اس ترجمہ میں اس نکتہ کو واضح کیا گیا ہے۔

بھائی عادل سہیل اور بھائی عبداللہ حیدر سے ساتھ ساتھ عرض بھی کی ہے کہ اس پر نظر ثانی کر لیں اور اس ترجمہ میں موجود کسی نقص کی نشاندہی کر دیں۔ ترجمہ کی درستگی کے بعد اس کو سمجھنے کی مزید کوشش کریں گے۔

بنیادی طور پر میں اپنے نکات مکمل کر چکا ہوں۔ مزید کہنے کے لئے کچھ ہے نہیں، لہذا ہمہ تن گوش ہوں۔

والسلام

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گذشتہ سے پیوستہ،

فاروق بھائی کے مراسلات کا تجزیہ :::

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
>
> **اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:**
>
> **5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ**

اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسٰی ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو، وہ عرض کریں گے: تو پاک ہے، میرے لئے یہ (روا) نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو یقیناً تو اسے جانتا، تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔ بیشک تو ہی غیب کی سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

عام عقیدہ یہ ہے کہ جب عیسی علیہ السلام دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے اور پھر ان کی وفات ہو جائے گی۔
اس عقیدی کے خلاف اس آیت میں عیسی علیہ السلام فرما رہے ہیں انہوں نے تو سب کو ایک ہی رب کی عبادت کا حکم دیا تھا کہ ان کی وفات کے بعد لوگوں نے عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ (بلحاظ قرآن سب سے زیادہ درجہ میں بلند خاتون) کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔

اگر عیسی علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی ہے تو پھر عیسائی، عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو کو خدا بنا کر عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالی کے الفاظ میں عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی ایسا ہوا، کیا نعوذ باللہ اللہ تعالی اس حقیقت سے واقف نہیں یا بھول گئے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم فاروق بھائی، معذرت کے ساتھ پھر کہنا پڑا ہے کہ آپ کو ان مذکورہ بالا دو آیات کے سمجھنے میں بھی وہی چُوک ہو رہی ہے جو))))) انی متوفیک (((((والی آیت میں تھی،

بھائی جی، اب آپ کی طرف سے ان مذکورہ بالا دو آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قیامت کے دِن کے بارے میں خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان یہ گفتگو ہو گی، نہ کہ آپ کے فہم کے مطابق """" متوفیک """" اور """" توفیتنی """" کے لفظی معانی کی بنا پر ماضی میں عیسیٰ علیہ السلام سے ہو چکی ہے،

بڑے بھائی،))))) وإذ قال اللہ ::: اور جب اللہ نے کہا (((((، سے قطعاً یہ مراد نہیں لی جا سکتی کہ یہ کام ماضی میں ہو چکا ہے، گو کہ لفظی معانی ماضی کے ہی

بنتے ہیں، لیکن قران مبارک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسلوب کلام میں یہ بات بالکل معروف ترین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے تقریباً سارے ہی واقعات اور مناظر ماضی کے صیغے میں بیان فرمائے ہیں،

اس کی ڈھیروں مثالیں دی جاسکتی ہیں،

اسی بات کے پیش نظر میں نے کل اپنے ایک مراسلے (رقم 76) میں دو ایسی ہی آیات ذکر کی تھیں اور پھر پیشگی آپ کو لکھا تھا کہ:::

اس کو ذہن میں رکھیے گا، ان شاء اللہ اس کے مطابق کچھ بات آگے ہو گی،

تو اس کے بعد، فاروق بھائی، آپ کا یہ فرمان :::::

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
>
> **اگر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی ہے تو پھر عیسائی، عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو کو خدا بنا کر عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی ایسا ہوا، کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت سے واقف نہیں یا بھول گئے؟**

نہیں بھائی جی، معاذ اللہ، ایسا ہر گز نہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے جو کہ حق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر ایک کی حقیقت سے واقف ہے اس کو تخلیق کرنے سے پہلے ہی اس کی حقیقت سے واقف ہے، اور نہ ہی اللہ عزّوجلّ کچھ بھولتا ہے،

ہم جہاں کہیں کچھ غلط سمجھتے ہیں تو وہ ہمارے اپنے نفوس کی پیداوار ہے، نہ کہ معاذ اللہ، اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ کی بات میں کسی جھول کی وجہ سے ، کیونکہ اللہ کی بات میں کہیں کچھ جھول نہیں، جی ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی باتوں میں اپنی مکمل اور بے عیب حکمت کے مطابق ایسی باتیں بھی رکھی ہیں جن کے ذریعے وہ کچھ لوگوں کو آزماتا ہے اور ان کی گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے،

تو فاروق بھائی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ گفتگو قیامت کے دن کی ہے، اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کو اور ان کی والدہ کو معبود بنا لیا،

۱) یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد سے اب تک پائے جا رہے ہیں،

۲) اور جب عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور پوری زمین کو عدل و انصاف سے بھرنے اور اس پر شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلاۃ والتسلیم نافذ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو """" موت """" دے گا،

اس کے بعد جب تک اللہ چاہے گا دنیا اور اہل دنیا رہیں گے، پوری دنیا فسق و فجور، کفر و شرک سے بھر جائے گی اور جب کوئی ایک بھی ایمان والا، خالصتاً اللہ کی عبادت کرنے والا باقی نہ رہے گا تو بچے ہوئے لوگوں پر قیامت قائم ہو گی،

تو فاروق بھائی، **عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پہلے دور میں کسی کو ایسی کوئی تعلیم نہیں دی کہ لوگ انہیں یا ان کی والدہ کو معبود بنا لیں، اور نہ ہی اپنے دوسرے دور میں دیں گے،**

اور جب اللہ تعالیٰ ان سے قیامت میں اس بارے میں وہ سوال کریں گے جو مذکورہ بالا آیات میں مذکور ہے **تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کی پوری زندگی کے بارے میں یعنی ان دونوں زمانوں کے بارے میں ہو گا** ، اور عیسیٰ علیہ السلام کا جواب بھی بہت واضح ہے کہ جب تک میں ان لوگوں میں تھا ان پر گواہ تھا اور جب آپ نے مجھے """" **موت** """" دے دی تو اُس کے بعد ان لوگوں کے حالات آپ ہی جانتے ہیں،

مجھے """ موت """ دے دی۔

فاروق بھائی بات بالکل صاف اور واضح ہے، پہلے کی طرح یہاں بھی آپ لفظ """ توفیٰ """ کے استعمال شدہ صیغے کے معنی کو ایک محدود مفہوم میں سمجھ رہے ہیں،

گذارشاًعرض ہے میرے بھائی، بہت دھیرے دھیرے تحمل سے غور فرمایے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسلوب کلام کے مطابق، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین کے مطابق یہ معاملہ بالکل واضح ہے، وللہ الحمد،

ایک دفعہ پھر گذارش کرتا ہوں کہ """ مخالفت """ اور تشریح وتفسیر""" میں بہت فرق ہوتا ہے، اس موضوع کو اس زاویے سے دیکھیے، اور سوچیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے، پھر نازل کیے جانے، اور پھر انہیں موت دیے جانے کے بارے میں وارد شدہ احادیث اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان فرامین کی تفسیر ہیں نہ کہ معاذ اللہ مخالفت،

آپ کی ذکر کردہ ان دو آیات کی تفسیر جو کہ آپ کے یہاں بیان کردہ مفہوم کو غلط ثابت کرتی ہے اور اس ترجمہ اور مفہوم کو بھی جو آپ نے اپنے مراسلہ میں لکھا ہے، اور وہ آیت ہے))))) وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا::: اور نہیں ہو گا کوئی اہل کتاب جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لا چکا ہو اور وہ قیامت والے دن اس پر گواہ ہو گا (((((سورت النساء / آیت 159

ان شاء اللہ اس آیت کے درست یعنی قران اور صحیح ثابت شدہ سنت کے مطابق مفہوم پر، اس کے سیاق وسباق کے مطابق اور لغت کے مطابق اور صحیح تفاسیر کے مطابق بات اگلے مراسلات میں کروں گا، جس سے ان شاء اللہ آپ کے مراسلہ میں لکھا ہوئے ترجے اور صرفی تشکیل کی بھی وضاحت ہو جائے گی،

جوابات کو اس طرح قسطوں میں ارسال کرنے پر معذرت خواہ ہوں، سبب یہ ہے کہ بڑی مشکل سے چوبیس گھنٹوں میں سے کھینچ تان کر اسی طرح قسطوں میں تقریباً دو گھنٹے میسر ہوتے ہیں، والسلام علیکم۔

بات جاری ہے،،،،،،،،،،

عادل سہیل

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

کنعان صاحب، السلام علیکم

بھائی آپ اپنے گمان کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں میرے بارے میں۔ آپ پوچھتے ہیں تو بتا دیتا ہوں۔ اس میں کوئی بہت بڑی بڑی باتیں نہیں ہیں، سب ہی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ماشاءاللہ فاروق بھائی، آپ سے گفتگو کرتے کرتے یہ اندازہ ساہو گیا تھا اور اب اس کو مزید تقویت ملی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھا ذہن دے رکھا ہے، دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو، ہمیں جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے اسے، ان کاموں میں خرچ کروادے جن میں اس کی رضا ہو، کہ اس کی عطاء، نعمت ہو امتحان نہ ہو، والسلام علیکم۔

جناب امام مالک کی جمع کردہ روایات کے کوئی 200 سال بعد کی روایات میں ایسی روایات موجود ہیں۔

جب کہ آپ کا موقف یہ ہے کہ ان روایات کی مدد سے قرآن کے معانی نکالے جائیں گے۔

فاروق سرور خان

السلام علیکم،

غور سے دیکھئے، اس مراسلے میں میں کسی ایک شخص سے مخاطب نہیں ہوں۔

1۔ قرآن سے کی روشنی میں ثبوت کی کمی:

اب تک کسی نکتہ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ قرآن حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے کا صراحت سے بیان کرتا ہے۔ لفظ وفات کو اوور لوڈ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش ضرور کی ہے کہ اس "قبضہ کرنے میں" جسم و روح دونوں شامل تھے، لیکن یہ صرف اور صرف ایک قیاس ہے جس کی تردید میں کم از کم دو عدد آیت موجود ہیں ایک جس کا تجزیہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ اور ایک پیش نہیں کی گئی۔ ایک سے زیادہ نئے اور پرانے عالم ایسے موجود ہیں جو "وفات اور موت" کی آیات کا مفہوں ایسے ہی پیش کر چکے ہیں جیسا کہ یہاں پیش کیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور موت ہو چکی ہے۔

حدیث کی روشنی میں قرآن کے معانی نکالنے سے ثبوت بنانا:

اب تک اس نظریہ کا ثبوت صرف اور صرف کتب روایات کی روشنی میں قرآن کے الفاظ کے معانوں میں حدیث کی روشنی میں تحریف کر کے پیش کیا گیا ہے۔

اس کی صورت حال یہ ہے کہ جناب امام مالک کی جمع کردہ روایات میں ایک بھی روایات ایسی نہیں ہے جو صراحت سے عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے یا زندہ واپس نازل ہونے کا تذکرہ کرتی ہو۔ کوئی 200 سال بعد کی روایات میں ایسی روایات موجود ہیں۔ گویا یہ سب روایات امام مالک کے بعد کتب روایات میں شامل ہوئی ہیں۔

جب کہ آپ کا موقف یہ ہے کہ ان روایات کی مدد سے قرآن کے معانی نکالے جائیں گے۔

ان میں سے کیا مستند ہے اور کیا نہیں (یعنی صحیح وضعیف)۔ تو یہ اب ایک شخص کے ذاتی ایمان کی بات ہے۔ میں ان میں سے صرف اور صرف ان روایات پر یقین رکھتا ہوں جو قرآن سے ثابت کی جا سکیں۔ جب کہ آپ کا موقف یہ ہے کہ ان روایات کی مدد سے قرآن کے معانی نکالے جائیں گے۔

اگر ایک شخص قران پر ایمان رکھتا ہے تو ان کتب روایات کو قرآن کی روشنی میں دیکھے گا، جب کہ اس کا الٹ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان بعد میں آنے والی کتب پر ایمان رکھتا ہے تو وہ ان کتب روایات کی روشنی میں قران کو دیکھے گا۔

میں بہت ہی صاف الفاظ میں یہ واضح کر چکا ہوں کہ میں قران کی روشنی میں ان روایات کو دیکھتا ہوں کہ آیات ان میں شامل روایات، قران کی روشنی میں فران

رسول ثابت ہوتی ہیں یا نہیں؟

جب کہ

آپ ان کتب روایات کی روشنی میں قران کو دیکھتے ہیں۔ کہ ان روایات کی روشنی میں قرآن کی آیات کو ثابت کیا جائے۔

یہ الزام نہیں ہے، یہ سوچنے کا وہ بنیادی فرق ہے جو آپ میں اور مجھ میں ہے کہ آپ کے تمام مراسلہ اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ بھائی فرمانِ رسول کی روشنی میں قرآن کو دیکھیں گے۔

جبکہ میں کہتا ہوں کہ فرمانِ الٰہی کی روشنی میں ان کتب روایات جو کہ انسانوں کی مرتب کی ہوئی ہے، دیکھی جائیں گی

یہ میرا ایمان ہے اور وہ آپ کا ایمان ہے۔ ان میں سے کیا صحیح ہے وہ میرا آپ کا رب جانتا ہے۔ میں نے اپنے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں فرمان الٰہی کی روشنی میں ان کتب روایات کو دیکھوں گا۔ یہ میرا اپنا فیصلہ ہے۔ میرا ایمان ہے۔ آپ کا کیا ایمان ہے؟
والسلام

عادل سہیل

السلام علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہ،

فاروق بھائی آپ کے مراسلات کا ترتیب وار جواب دینے کی بجائے میں اپنے سابقہ مراسلہ سے جاری رہنے والی بات کو لے کر آگے بڑھ رہا ہوں، کیونکہ موضوع کا تسلسل اسی طرح برقرار رہے گا ان شاءاللہ،
جی تو اب بات کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اُس فرمان کے بارے میں جس میں بڑی وضاحت سے بیان فرمایا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی""" **موت** """ واقع نہیں ہوئی اور وہ فرمان مبارک یہ ہے))))) **وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً ::: اور نہیں ہو گا کوئی اہل کتاب جو عیسی کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لا چکا ہو اور وہ قیامت والے دن اس پر گواہ ہو گا** (((((سورت النساء / آیت 159،
فاروق بھائی، آپ نے اپنے مراسلہ میں اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ لکھا کہ:::
""""""""اور نہیں کوئی کتاب والے لوگوں میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہو اِس (عیسی علیہ السلام کے بارے) میں اُس (عیسی علیہ السلام) کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ (عیسی علیہ السلام) ہونگے اِس کا گواہ۔
اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہو اُس (عیسی علیہ السلام) پر اُس (عیسی علیہ السلام) کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ) عیسی علیہ السلام) ہونگے اُن کے گواہ۔

And there is not from the people of book but surely he believes in him before his death and on the day of the resurrection, he will be a witness for them.

اور پھر اسی ترجمے کے مطابق یہ بھی لکھا """"""""" اس آیت میں یہ کہیں نہیں ملتا کہ عیسی علیہ السلام مستقبل میں زندہ آئیں گے بلکہ پچھلی دو آیات کے واقعات کی تصدیق میں یہ بتایا جارہا ہے کہ جو اہل کتاب ان کے ساتھ تھے وہ ان کی موت سے قبل اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ نہ وہ مصلوب کئے گئے اور نہ ہی ان کا قتل ہوا بلکہ ان کو وفات دے کر اللہ تعالی نے اوپر اٹھالیا۔ اللہ تعالی نے ان (عیسی علیہ السلام) کو موت بصورت وفات دی یعنی عمر پوری کر کے دی۔

خود ان اہل کتاب لوگوں پر حضرت عیسی علیہ السلام گواہ ہونگے۔"""""""""

فاروق بھائی، آیت پر غور کیجیے اس میں کہیں بھی """" جو اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے """" صرف ان کے ایمان لانے کی بات نہیں، کیونکہ یہاں """" ایل کتاب """" کا ذکر مطلقاً ہے ،

اگر آپ کی اس بات کو درست مانا جائے تو معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا یہ مذکورہ بالا فرمان درست نہیں رہتا، **کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جو اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھے، یعنی یہودی ان میں سے صرف چند ایک ہی ان پر ایمان لا کر """" حواری """" بنے، باقی تو سارے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے،**

آپ کے بیان کردہ مفہوم میں آپ نے """""" جو اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے """""" کی """" قید """" یا """" شرط """" لگائی ہے وہ درست نہیں ہے،

اللہ کے فرامین کی روشنی میں سمجھیے:::

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے))))) **وَاِن مِّنکُم اِلَّاوَارِدُھَاکَانَ عَلَی رَبِّکَ حَتمًا مَّقضِیّاً ::: اور نہیں کوئی تُم میں سے ایسا جو جہنم پر وارد نہ ہو گا** (((((سورت مریم / آیت 71،

اور فرمایا))))) **وَاِن مِّن اُمَّۃٍ اِلاَّ خَلاَ فِیھَا نَذِیرٌ ::: اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں ڈرانے والا (یعنی نبی یا رسول) نہ آیا ہو** (((((، سورت / آیت

اور فرمایا))))) **وَاِن مِّن شَیٍٔ اِلاَّ عِندَنَا خَزَائِنُہُ ::: اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں** (((((، سورت / آیت

تو بھائی جی))))) وَاِن::: اور کوئی بھی نہیں، اور کچھ بھی نہیں (((((کا معنی اور مفہوم رکھتا ہے، """" بلا استثناء """" ، """" مُطلقاً """" ، اور """" عمومی """" ،

اس کے بعد آنے والا """" اِلاَّ """" بھی """" اہل کتاب """" میں سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کر رہا گو کہ عام طور پر لغتاً اسے حرف ءاستثناء کہا جاتا ہے، لیکن یہاں وہ))))) **وَاِن::: اور کوئی بھی نہیں، اور کچھ بھی نہیں** (((((کی تاکید کر رہا ہے،

اس میں سے کسی قسم کا استثناء بنانے کے لیے، اس کو """" **مُقید** """" بنانے کے لیے، اس کو کسی خاص چیز یا عدد یا کیفیت کے لیے """" **مخصوص** """" کرنے کے لیے یقینی طور پر ہمیں کوئی دوسری نص چاہیے اور یقیناً قران یا صحیح ثابت شدہ سُنّت سے چاہیے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ سبحانہُ و تعالیٰ کے کسی """" **بلا استثناء** """" ، """" **مُطلق** """" یا """" **عمومی** """" کلام پر کسی قسم کا """" **استثناء** """" ، """" **قید** """" یا """" **تخصیص** """" وارد کرے،

لہذا میرے محترم بھائی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان))))) **وَاِن مِّن اَھلِ الکِتَابِ اِلاَّ لَیُومِنَنَّ بِہِ قَبلَ مَوتِہِ وَیَومَ القِیَامَۃِ یَکُونُ عَلَیھِم شَھِیداً ::: اور نہیں ہو گا کوئی اہل کتاب جو عیسی کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لا چکا ہو اور وہ قیامت والے دن اس پر گواہ ہو گا** (((((تمام تر اہل کتاب کے بارے میں ہے،

ہر کوئی جانتا ہے کہ ابھی تک تو لاکھوں ایسے اہل کتاب ہو چکے اور ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے، اور یہ اس بات کی ایک واقعاتی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی """" موت """" واقع نہیں ،

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کی تکمیل کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نازل فرمائے گا اور پھر ان کی موت سے پہلے تمام تر اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے، ان کی تعلیمات جو کہ اس وقت شریعتءِ محمدیہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام ہوں گی پر ایمان لائیں گے، اور وہ سب مسلمان ہو جائیں گے،

غور کیجیے، فاروق بھائی، یہ اللہ کے فرمان کا وہ واضح مفہوم ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ احادیث میں بیان ہوا ہے،

محترم بھائی، وہ تمام صحیح احادیث قران کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ قران کی تفسیر ہیں، جو بلا شک وشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی کی بنا پر ارشاد فرمائی ہیں))))) وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (((((،

بھائی کنعان نے آپ کی ویب سائٹ اوپن برھان سے جو تراجم پیش کیے ہیں ان میں طاہر القادری صاحب کا ترجمہ بھی تو آپ کے بیان کردہ مفہوم کو رد کر رہا ہے ، میں یہ نہیں پوچھوں گا آپ نے اپنی سوچ کے مطابق وہ """" خلافءِ قران """" ترجمہ کیوں اپنی ویب سائٹ پر لگار کھا ہے، لیکن یہ گذارش ضرور کروں گا کہ میرے بھائی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ سُنّت مبارکہ کو معاذ اللہ قران کے خِلاف پر محمول مت کیا کیجیے، بلکہ اسے قران کی تفسیر جان کر سمجھنے کی کوشش کیا کیجیے، ان شاء اللہ اس میں خیر ہی خیر ہے کیونکہ یہ ہی حق ہے،

میرا خیال ہے کی یہاں تک بیان کی گئی وضاحتیں کافی ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ،

آپ سے پھر گذارش کرتا ہوں کہ میری سابقہ تمام تر گذارشات اور مشوروں پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایے،

کسی مزید بحث یا جواب سے پہلے میرے سابقہ جوابات کو پھر پڑھیے، اگر اس موضوع سے متعلق کوئی ایسی بات ہو جس کا جواب نہ دیا گیا ہو یا جو آپ نے پہلے نہ کی ہو تو ضرور سامنے لایے۔ والسلام علیکم۔

کنعان

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> برادرم کنعان، السلام علیکم،
>
> آپ کے ایک سوال کا جواب نہیں شامل ہو سکا، ان تمام تراجم کے ہوتے ہوئے مجھے اس آیت کا ترجمہ دوبارہ فراہم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟
>
> تمام اردو ترجموں میں ترجمہ کیا گیا ہے "ایمان لے آئیں گے " جو کہ مستقبل بعید میں ہے۔ جبکہ عربی گرامر اور اس کے مورفولوجیکل تجزیہ سے یہ نظر آتا ہے کہ یہاں ترجمہ " ایمان لے آتا ہو "یا" ایمان رکھتا ہے" کیا جانا چاہیئے کیونکہ اصل لفظ پریزینٹ انڈیفینٹ ٹینس میں ہے۔ اس ترجمہ میں اس نکتہ کو واضح کیا گیا ہے۔

والسلام

السلام علیکم محترم فاروق برادر

آپ نے جو یہ پوائنٹ سورٹ اوٹ کیا ھے ترجمہ کے لحاظ سے تو اس میں میں آپ کو اپنا تجربہ بتا دیتا ہوں

آن لائن میں جتنے بھی ٹرانسلیشن سافٹوئر ہیں آپ کوئی بھی لفظ ان میں لکھو آپ کو کبھی بھی سب میں ایک معنی نہیں ملے گا۔ سب سافٹوئر میں تھوڑا، بہت، بہت زیادہ فرق نکلے گا۔

ایک اور بھی اس میں ھے، کہ آپ کوئی لفظ میں سپیس رکھیں گے ترجمہ اور بن جائے گا، اگر ایک لفظ کا ترجمہ لیں گے تو ترجمہ اور اگر دو الفاظ لیں گے تو ترجمہ بن جاتا ھے۔

جو ترجمہ آپ نے دوبارہ پیش کیا اس پر آپ سے حیدر اور عادل بھائی صاحب بات کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس کتابیں موجود ہیں۔ میں جب الامارت میں ہوتا تھا تو میرے پاس 400 کتابیں تھیں اور جب یہاں پر سیٹ ہونے کے بعد لینے گیا تو بھائی نے کہا کہ وہ کسی مسجد میں رکھ آیا تھا۔

میں انٹرنٹ میں جو ٹرانسلیشن سافٹوئر پر کئے گئے ترجمہ پر یقین نہیں رکھتا اسی لئے کچھ تراجم اکٹھے کر کے ان میں سے ویو لے لیتا ہوں۔

والسلام

اس کے لئے اس آیت کے ٹینس کو حال سے مستقبل میں تبدیل کر کے حسب منشا معانی نکالنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔

ان توجیہات سے اللہ تعالی کے الفاظ کا زمانہ حال سے بدل کر مستقبل کر دینا کوئی سمجھداری نہیں۔

ان کتب روایات کی روشنی میں ہم اللہ تعالی کے فرمان کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

میں یہ نہیں پوچھوں گا آپ نے اپنی سوچ کے مطابق وہ""" خلاف قران""" ترجمہ کیوں اپنی ویب سائٹ پر لگا رکھا ہے

گو کہ یہ ایک ثانوی سوال ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب ضروری ہے۔ اوپن برہان پر موجود تراجم کا صرف ایک مقصد ہے وہ یہ کہ جتنے زیادہ تراجم موجود ہوں گے ریسرچ میں اتنی ہی آسانی رہے گی۔ ترجمہ کی شمولیت کسی عقیدہ سے منسلک ہونے کا اظہار نہیں۔ ایک دو جگہ مجھے الفاظ کے غلط تراجم بھی نظر آئے، ان کو بھی من و عن ایسے ہی شامل کر دیا ہے۔ اگر آپ کوئی ترجمہ فراہم کریں مع طبع شدہ کتاب کے تو میں ذاتی طور پر پروف ریڈنگ کے بعد اس کو بھی شامل کر کے خوشی محسوس کروں گا۔ آپ اس کو میرا کیا ہوا کام کہہ سکتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ترجمہ کے ہر حصے سے میں متفق ہوں ایسا ممکن نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اصل عربی متن سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش ہمیشہ جاری رہتی ہے۔

میں آپ کا اور کنعان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان تراجم کو سمجھنے کے لئے اپنا قیمتی وقت اللہ کی راہ میں استعمال کرتے ہیں اور قرآن حکیم کو سمجھنے کی کوشش میں اپنی تائید و تنقید سے معاون ہیں۔ اللہ تعالی آپ سب کو اس کی جزا دیں، آپ کی بات دہراؤں گا کہ کسی نیک مقصد کے حصول کے لئے نہ کہ کسی امتحان کے لیئے

جو ترجمہ میں کرتا ہوں، وہ میری اپنی معلومات کے مطابق ہے۔ کسی ٹرانسلیشن سوفٹویر سے نہیں۔ جو ٹرانسلیشن پیش کیا گیا ہے وہ درست ہے، اس کی توثیق عبداللہ حیدر اور سہیل عادل صاحب کر سکتے ہیں۔ سہیل عادل صاحب نے اس موضوع پر بات کی ہے۔ ان کا مراسلہ پڑھ لیجئے۔ بولی جانے والی عربی میری کمزوری ضرور ہے لیکن آج عربی سے اردو ٹرانسلیشن کی درستگی پر مجھے اعتماد ہے۔

مزید یہ کہ میں ایسے مسلم دوستوں سے مدد لیتا ہوں جن کی مادری زبان عربی ہے۔

اس کے باوجود آپ کو عربی زبان کے ترجمہ میں زبان دانی کے نکتہ نگاہ سے کوئی خامی نظر آئے تو ضرور بتایئے۔ تا کہ بات کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

اقتباس:

خود ان اہل کتاب لوگوں پر حضرت عیسی علیہ السلام گواہ ہونگے۔""""""""
فاروق بھائی، آیت پر غور کیجیے اس میں کہیں بھی""" جو اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے""" صرف ان کے ایمان لانے کی بات نہیں،کیونکہ یہاں """ اہل کتاب """ کاذکر مطلقاً ہے،
اگر آپ کی اس بات کو درست مانا جائے تو معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کا یہ مذکورہ بالا فرمان درست نہیں رہتا،
کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جو اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھے،یعنی یہودی ان میں سے صرف چند ایک ہی ان پر ایمان لاکر """ حواری """ بنے،باقی تو سارے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے،
آپ کے بیان کردہ مفہوم میں آپ نے """"" جو اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے""""" کی """ قید"""
یا"""شرط""" لگائی ہے وہ درست نہیں ہے

آپ نے اچھانکتہ اٹھاہے کہ اہل کتاب تو سبھی ہونا چاہئیے،وہ جو حضرت عیسی پر ایمان لے آئے یعنی اہل کتاب اور وہ جو حضرت عیسی کی جان کے درپہ تھے یعنی یہودی۔(یہ تاریخی حقیقت ہے کہ یہودی حضرت عیسی کے جان کے درپے تھے)۔لیکن ایسا نہیں ہے اللہ تعالی اپنے رسول کو جھٹلانے والوں اور قتل کی سازشیں کرنے والوں کو اہل کتاب میں کس طور شامل کر سکتا ہے۔

یہاں اہل کتاب سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ کے نبی رسول اللہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے۔
اس کے لئے اس آیت کے ٹینس کو حال سے مستقبل میں تبدیل کر کے حسب منشا معانی نکالنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ان توجیہات سے اللہ تعالی کے الفاظ کا زمانہ حال سے بدل کر مسقبل کردینا کوئی سمجھداری نہیں۔

اللہ تعالی نے اس سے اگلی آیت میں اس بات کو واضح کر دیا ہے۔دیکھئے۔
4:159 وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا
اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یقیناوہ ایمان رکھتا ہو اُس (عیسی علیہ السلام) پر اُس (عیسی علیہ السلام) کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ (عیسی علیہ السلام) ہونگے اُن کے گواہ۔

4:160 فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا
پس بسبب ان مظالم کے جو کیے ان لوگوں میں سے انہوں نے جو یہودی ہیں، حرام کر دیں ہم نے ان پر بہت سی پاکیزہ چیزیں جو (پہلے) حلال تھیں ان کے لیے اور اس بنا پر بھی کہ روکتے ہیں وہ۔ اللہ کی راہ سے بہت زیادہ۔

یہاں اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو یہودی ہیں الگ سے بیان ہو گیا،

متوفی، وفاۃ، جسم وروح کاقبضہ یا جسم کی عمر پوری ہونے پر موت؟

آپ نے وفاۃ کو جسم وروح کا قبضہ لینے سے مرادلی ہے جبکہ میں نے وفاۃ کی وضاحت عمر کا پورا ہونے سے لی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اس کو کس طور لے رہے ہیں، کیا ہمیں قرآن حکیم سے کوئی ثبوت ملتاہے کہ آیا کہ یہ ---- عمرپوری ہو جانے سے جسم کی موت مراد ہے؟ ----- یا پھر ----- یہ جسم و روح کو قبضہ میں لینا مراد ہے------

درج ذیل آیات کو دیکھئے اور غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو موت وفات یعنی عمرپوری ہو جانے پر دی۔ پڑھے بغیر یہ نکتہ سمجھ میں نہیں آئے گالہذا بغور دیکھئے (استدعا)

3:54 إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسٰی ! بیشک میں تمہیں متوفی کروں گا اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے نجات دلادوں گا، اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کردوں گا

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:

5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ

جب کہے گا اللہ اے عیسٰی ابن مریم! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا؟ وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے تو، نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا۔

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو، تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

آپ نے لکھا کہ یہ مکالمہ مستقبل میں قیامت کے بعد ہو رہا ہے۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

آیت 3:54 میں اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام سے فرمارہے ہیں کہ وہ ان کو متوفی کریں گے۔ آپ کی تشریح یہ ہے کہ ان کو جسم وروح سمیت قبضہ میں لے لیا گیا۔ آیئے اس کو دیکھتے ہیں کہ بعد میں کیا ہوا۔

آیات 5:116 اور 5:117 میں مستقبل میں اللہ تعالی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان ہونے والا ایک مکالمہ درج کیا گیا ہے۔اس کو بغور پڑھیئے

اس مکالمہ کی ترتیب یہ ہے۔

5:116

1۔جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا؟

2۔وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے تو، نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق،اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا۔تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔

3۔

بے شک تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا۔

5:117

4۔میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے،

5۔اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا،

6۔پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا،

7۔اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

یہ دو آیات ہم کو اس متوفی ہونے کی تفصیل بتاتی ہیں کہ یہ وفات صرف اور صرف ایک بار ہوئی۔یعنی ایک وفات پہلے اور ایک موت بعد میں نہیں ہوئی

کہ اول:

جب حضرت عیسی علیہ السلام ان لوگوں کے درمیان موجود تھے تو حضرت عیسی علیہ السلام نے لوگوں کو کیا تعلیم دی؟ کہ ایک رب کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا رب ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہی حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیم تھی،

اس کے بعد:
عیسی علیہ السلام کی وفات ہوگئی، جس کے بعد لوگوں نے حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ مریم علیھا السلام کو دو عدد معبود بنالیا، جیسا کہ آج کل ہے۔

اب اگر آپ کی توجیہات درست ہیں اور ہم قیامت کے دن اس مکالمہ کو دیکھ یا سن رہے ہیں تو ہم کو یہاں یہ خبر ملنی چاہیئے کہ جب پھر اللہ تعالی نے دوبارہ عیسی علیہ السلام کو بھیجا تو تمام عیسائیوں کے فرقہ (حضرت عیسی علیہ السلام) پر ایمان لے آئے۔ لیکن ایسا کہتے نبی کریم حضرت عیسی علیہ السلام نظر نہیں آتے ہیں۔
اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ پہلی وفات کے بعد دوسری مرتبہ موت واقع ہوئی۔

بلکہ حضرت عیسی علیہ السلام صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ جس دن اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وفات دی اس کے بعد سے اللہ تعالی ہی جانتے ہیں، وہی گواہ ہیں وہی نگہبان ہیں کہ دو معبود کی عبادت کب شروع ہوئی اور اس آیت سے واضح ہے کہ یوم قیامت تک ہوتی رہی ہے۔ اس آیت میں متوفی ہونے کے بعد یعنی وہ وفات جو کہ ماضی میں ہو چکی ہے دوبارہ نازل ہونے اور سب لوگوں کو ایک رب کی عبادت کی دوبارہ خبر دینے کی کوئی خبر نہیں ملتی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ پہلی وفات ہی عمر پوری ہونے پر موت ہے۔ اس بات کو دوبارہ 4:159 میں دہرایا گیا ہے۔

لہذا 4:159 بالکل درست ثابت ہوتی ہے کہ ان کی وفات سے پہلے ہر وہ شخص جو ان کے ساتھ تھا، گویا اہل کتاب میں شامل تھا کفار میں نہیں، ان پر ایمان لے آیا تھا کہ ایک اللہ تعالی کی عبادت کریں گے۔ ان کی وفات کے بعد سے قیامت تک لوگوں نے حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو معبود بنا لیا۔ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو دوبارہ نہیں بھیجا ان کو اس" وفات "سے قیامت تک۔ اس سارے معاملہ کی خبر اس مکالمہ سے مل رہی ہے۔

اگر قیامت سے پہلے ماضی میں حضرت عیسی علیہ السلام کو دوبارہ نازل کیا گیا اور تمام فرقہ ان پر ایمان لے آئے اور پھر ان کی وفات ہوتی ہے تو پھر دو معبود کی عبادت، ان کی وفات کے بعد دوبارہ شروع گئی؟ اس بات کا کوئی ثبوت ان آیات سے نہیں ملتا۔

ان آیات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ
1۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے لوگوں کو ایک رب کی عبادت کی تعلیم دی
2۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہوئی اور ان کی روح مبارک کو اوپر اٹھالیا گیا۔
3۔ ان کی وفات کے بعد لوگوں نے دو معبودوں کی عبادت شرع کر دی

4۔ ان کی وفات کے بات اللہ تعالی اس بات کا گواہ اور لوگوں پر نگہبان تھا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کو کوئی علم نہیں اس بارے میں۔
5۔ قیامت کے دن یہ مکالمہ ہوا جس میں ان باتوں کو دہرا جائے گا۔ اس مکالمہ میں بھی حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کو قیامت تک کے لئے دکھایا گیا ہے۔ دوبارہ زندہ آسمانوں سے واپس آتا نہیں بتایا گیا ہے۔ اور پہلی "وفات" کے بعد دوبارہ موت نہیں بتائی جا رہی ہے۔

ان نکات سے یہ واضح اور ثابت ہے کہ جس وفات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی واحد وفات ہے۔ اور جس موت کا تذکرہ 4:159 میں کیا گیا ہے وہ واقع ہو چکی ہے۔

ان کی اس موت سے پہلے جو اہل کتاب تھے وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ مصلوب ہوئے اور نہ ہی قتل ہوئے۔ یہی ایمان آج مسلمانوں کا بھی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کے اس واضح ثبوت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی وفات یعنی موت عمر پوری ہونے سے ہو چکی ہے۔

حدیث سے ثبوت:

امام مالک رحمت اللہ علیہ نے رسول اکرم سے منسوب روایات کی ایک مکمل کتاب پیش کی۔ حضرت عیسی علیہ السلام کا واپس آنا ایک اہم معاملہ ہے۔ ان کی مرتب کی ہوئی روایات کی کتاب میں کوئی روایت ایسی نہیں جو عیسی علیہ السلام کی زندہ آسمانوں میں روانگی اور زندہ آسمانوں سے واپسی کا تذکرہ، رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے کرتی ہو۔

روایات کی اس کتاب کے تقریباً دوسو سال بعد جن کتب روایات میں حضرت عیسی علیہ السلام کے واپس آنے کی روایات رسول اللہ سے منسوب کی گئی ہیں وہ دشمنان اسلام کا کارنامہ لگتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم محدثین کو ہر الزام سے مبراء سمجھتے ہیں، یہ رسول اللہ کی وفات سے دوسو سال بعد کی کاروائیاں لگتی ہیں۔

استدعا یہ ہے کہ قرآن حکیم کی روشنی میں ان کتب روایات کو دیکھئے

نہ کہ

ان کتب روایات کی روشنی میں ہم اللہ تعالی کے فرمان کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں۔

ان آیات کے تجزیہ سے یہ واضح ہے کہ فرمان الہی کی روشنی میں حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہی ان کی موت ہے، جس کے واضح ثبوت قرآن کی آیات میں پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالی نے صرف یہ وضاحت کی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی موت، وفات یعنی عمر کے پورے ہو جانے کی صورت میں ہوئی نہ کہ ان کو قتل کیا گیا اور نہ ہی ان کو مصلوب کیا گیا۔

امام مالک کا سنہ پیدائش 711 ہے،

(Mālik ibn Anas ibn Malik ibn ʿĀmr al-Asbahi (مالک بن أنس) (93 AH – 179 AH) (c. 711 – 795))

امام بخاری، امام مالک سے 99 سال بعد 810 عیسوی میں بعد پیدا ہوئے۔

Imam Bukhari (194/810-256/870البخاري)

ان 99 سالوں کے دوران قرآن حکیم یا امام مالک کی روایات کے کتابی مجموعہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر جانے یا واپس آنے کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ اس طرح یہ دخل در معقولات رسول اکرم کے اس دینا سے تشریف لے جانے کے تقریباً 100 سے 150 سال بعد کا واقعہ ہے۔

اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ہم امام بخاری یا ان کے طالب علموں پر کوئی الزام رکھ رہے ہیں۔ ان پر کوئی الزام رکھا ہی نہیں جا سکتا کہ ان اصحاب کی کتب کی اصل موجود ہی نہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ دخل در معقولات کب ہوا، کس دور میں ہوا، بس اتنا معلوم ہے کہ احادیث کی کتب میں یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لگ بھگ 190 سال تک نہیں ملتا۔

نتیجہ:

قرآن سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یعنی اپنی عمر پوری کرنے کے ساتھ ساتھ جناب کی موت کا واضح ثبوت موجود ہے۔ امام مالک کی مرتب کی ہوئی احادیث میں اس طرح کا کوئی واقعہ موجود نہیں جس سے زندہ آسمانوں پر جانے کا کوئی ثبوت ملتا ہو۔ لہذا بعد کی کہانیاں دخل در معقولات ثابت ہوتی ہیں ان کہانیوں کا کوئی ثبوت قرآن حکیم یعنی فرمان الٰہی سے نہیں ملتا۔ اور نہ ہی ایسا کوئی ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امام مالک کی مرتب کی ہوئی احادیث سے ملتا ہے۔

والسلام

ملنگ

اسلام علیکم!

یہ ٹاپک کا نام پڑھ کر میں سمجھا تھا کہ اندر قادیانیوں کہ ساتھ گرما گرم بحث چل رہی ہو گی۔۔۔ لیکن اندر آکر عجیب حال دیکھا ہے۔۔۔ ہر حال پہلے والی پوسٹس کا منہ توڑ جوابات دیے گے ءہیں یہ آخری پوسٹ بھی کل میں نے اسی وقت دیکھی تھی اسکا جواب نہیں دیا گیا تھا میرا خیال تھا کہ اب تک کوئی نہ کوئی دے گا لیکن ابھی تک نہیں دیا گیا تو میرے سے رہا نہیں گیا۔۔۔ پیچھے والی بحث سے قطع نظر۔۔ اس پوسٹ میں فاروق صاحب نے جو لکھا ہے اسکا جواب دوں گا۔۔

جناب فاروق صاحب اپکی عمر 52 سال ہے اور حیرت مجھے اس بات پر ہو رہی ہے کہ ان 52 سالوں میں آپکو اہل کتاب کا مطلب پتا نہیں چلا بہت معذرت کے ساتھ۔۔۔ اہل کتاب ان کو کہتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی کوی کتاب نازل ہوی ہو۔۔۔ اس کو اہل کتاب نہیں کہتے جو نبی کو مانتے ہوں۔۔ اس طرح تو پھر عیساءیوں پر بھی لفظ اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی حضور نبی کرم حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے انکاری اور انکے مخالف ہو گے ءتھے۔۔ اگر لفظ اہل پر بھی ہی غور کر لیا جاے تو مطلب واضح ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن اسلام کے ایک اہم عقیدہ کا انکار کرنے کے لیے اگر آپ یہ چیزیں گھر بیٹھ کر نہیں

بناءیں گے تو اور کہاں بناءیں گے ،۔۔ بہر حال۔۔۔ آپ نے قرآن کی آیت میں بہت شرمناک تحریف کی ہے۔۔ ویسے زاتی طور پر مجھے عربی کی الف بے بھی نہیں آتی لیکن چونکہ تھوڑی سی عقل ہے اس سے کام چل جاتا ہے۔۔۔

سورہ النسا کی آیت نمبر 159 کا ترجمہ بھی آپ نے غلط کیا ہے۔۔ صحیح ترجمہ میں آپ کی معلومات کے لیے یہاں لگا رہا ہوں۔۔

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا‌ ۚ﴿۱۵۹﴾
اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ

دوسری بات جناب۔۔ آپ نے کہا کہ اس سے اگلی آیت میں یہود کو الگ سے بیان کر کہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں سے نہیں ہیں۔۔۔ آپ کی یہ بات بالکل غلط ہے،۔۔۔ آگر آپکو کوی معتبر تفسیر دیکھنے کی توفیق ہو تو آپکو پتا چلے گا کہ اس آیت میں یہود مومنینن کا تذکرہ ہے۔۔ جیسے عبد اللہ بن سلامؓ جو پہلے یہودی تھے پھر ایمان لے آے جنکو تورات کا مکمل علم ہے انکے بارے میں ہے یہ لوگ مانتے ہیں پچھلی کتابوں کو اور اللہ کے احکامات کو ۔۔۔ آپ پلیز اپنی مرضی کی تفسیر یہاں بیان نہیں کریں۔۔۔ جو تفسیر صحیح اور معتبر ہے وہ ہی بیان کریں۔۔۔۔ ہوم میڈ تفسیر نہیں چلے گی۔۔۔ یہ دین اللہ کا ہے چچا ماما تایا کی باتیں نہیں۔۔۔
جناب عربی میں وفات کا لفظ ضروری نہیں ہے موت پر ہی لازمی آے وفات کا مطلب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے آپ کسی بھی معتبر عربی لغت میں دیکھ سکتے ہیں۔۔۔ یہ جو سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 55 ہے آپ نے اسکا حوالہ بھی غلط لکھا ہے یہ 54 نیں بلکہ 55 ہے زرا غور کر لیں۔۔۔ اس میں بھی متوفیک جسم اور روح دونے کے اٹھانے کے لیے استعمال ہوا ہے۔۔ اگر آپ اس آیت سے پہلے والی آیات پڑھیں سورۃ آل عمران آیت نمبر 52 سے تو یہ والی آُت کا مطلب صحیح سمجھ آے گا۔۔۔ اللہ تعالیٰ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کافروں سے بچانے کی بات کر رہے ہیں زرا اس سے پہلے آیت نمبر 52 دیکھیں وہاں ذکر ہے

﴿۵۲﴾
پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر[۸۶] بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں[۸۷] کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی
]۸۸ [ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا[۸۹]
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کون ہے جو میری مدد کرے گا۔۔۔
پھر اس سے آگے آیت نمبر 54 میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ
﴿۵۴﴾
اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے
تو اب اللہ نے کیا مکر کیا تھا اسکو آیت 55 میں بیان کیا کہ میں تجھے اوپر اٹھالوں گا۔۔۔ یعنی کافروں سے بچا کر۔۔۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی کو مار کر بچایا جاتا ہے ؟؟؟؟ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو روح اور جسم دونوں کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا اسی لیے یہاں پر لفظ متوفیک کا استعمال ہوا ہے نہ کہ موت کا یہاں پر یہ بھی ہو سکتا تھا کہ میں تجھے موت دے کر اپنے پاس بلالوں گا لیکن لفظ متوفیک یہ بتاتا ہے کہ اللہ نے اٹھایا پھر جس کی تفصیل دیگر صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے۔۔۔

جناب یہ جو مکالمہ اللہ تعالیٰ کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہو رہا ہے اس سے بالکل بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت واقع ہو گیء کیونکہ اگر میں پاکستان چھوڑ کر کہیں اور چلا جاوں تو مجھے کیا پتا کہ میرے پیچھے کیا کیا ہو گیا ہے۔۔۔ یہاں پر انبیاء کے علم غیب کی نفی ہو رہی ہے کہ وہ غیب کو نہیں جانتے۔۔۔ یہ یاد رکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور وہ اللہ کی طرح علم غیب وغیرہ نہیں رکھتے اسی لیے وہ انکار کر رہے ہیں کہ اے اللہ آُپنے تو مجھے یہاں اپنے پاس اٹھا لیا تھا تو پھر میں کیسے جانتا کہ میرے بعد وہاں کیا ہوں۔۔۔ آُپکا یہ تاویل کرنا بالکل باطل ہے۔۔

دوسرا آپ نے یہ جو اشکال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ نازل کیا گیا اور تمام فرقہ ان پر ایمان لے آے اسکا ثبوت نہیں ملتا آُپکی یہ بات بالکل باطل ہے۔۔۔ آُپ سورہ النسا کی آیت نمبر 159 کا غور سے مطالعہ کریں۔۔ تمام اہل کتاب ایمان لے آے حالانکہ آج کے دور کے عیسای ہیں وہ بھی اس باطل عقیدہ پر ہیں کہ حضرت عیسیٰ اللہ ہیں یا اللہ کے بیٹے ہیں اب یہ تو ایمان لانا نہیں ہوا ایمان لانا تو یہ ہوتا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانتے اور انکی لای ہوی تعلیمات کو بھی مانتے۔۔۔ اب عیسای تو اہل کتاب ہیں نہ اگر آپ یہودیوں کو نہیں مانتے تو عیسای تک تو ٹھیک ایمان لاے نہیں پھر یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ سب ایمان لے آءیں گے۔۔ یہ ابھی تک ہوا نہیں۔۔۔ اگر ہوا نہیں تو اللہ کہتے ہیں ہو گا کب ہو گا حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ابھی نہیں ہوی اور جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ وہ آءیں گے تو ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آءیں گے۔۔۔

دوسرا اشکال آپ کا یہ ہے کہ امام مالک کی جمع کی ہوی احادیث میں حضرت عیسیٰ کے واپس آنے پر کوی حدیث نہیں تو اس سے بھی کچھ ثابت نہیں ہوتا۔۔ کیونکہ امام مالک نے ساری احادیث جو تھیں وہ اس کتاب میں جمع نہیں کیں۔۔۔ بلکہ انکو چند مسایل ثابت کرنے تھے جنکے لیے انہوں نے وہ احادیث جمع کی تھیں کسی بھی محدث نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے اس کتاب میں حضور کی تمام احادیث جمع کر لی ہیں۔۔ تمام محدثین نے اپنے اپنے حساب سے احادیث جمع کی ہیں۔۔۔ اب جو محدیثین کے احادیث کو پرکھنے کے بناے ہوے قاءدے ہیں ان کے مطابق جو حدیث صحیح ہوتی ہے ہم اسکو مان لیتے ہیں اور حیاتِ عیسیٰ کا مسلہ اجماعی ہے اور اسکا انکار کفر ہے کیونکہ یہ مسلہ قرآن سے ثابت ہے ،،،، متواتر احادیث سے ثابت ہے۔۔۔ اور اجماع امت سے ثابت ہے تمام امت کا اجماع آج تک اس بات پر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آءیں گے۔۔۔ اب انگریز کا پٹھو کوی قادیانی یا متجدد یہ کہہ دے کہ نہیں جی وہ تو وفات پا چکے ہیں اور ان کی قبر محلہ یار خاں سرینگر میں ہے تو ہم اسکو کافر کہہ کر سایڈ پر کر دیں گے اور قرآن حدیث اور اجماع کا انکار نہیں کریں گے۔۔۔

یہ جو آپ نے عجیب منطق گھڑی ہے کہ امام مالک کے بعد امام بخاری 99 سالوں کے بعد آے اور انہوں نے یہ احادیث بیان کی تو یہ سراسر جہالت کی بات ہے اور آپکا علم حدیث سے کم علمی کی نشانی ہے۔۔۔ اس طرح تو آپ امام مالک کی احادیث کا بھی انکار کر دیں گے کہ یہ صحابہ کے زمانے میں نہیں تھے تو یہ تو حضور اکرم کے اتنے عرصے بعد آے ہیں حضور کے زمانے میں ایسا نہیں ہوا تو یہ انہوں نے گھڑا ہے نعوذ باللہ یہ کیسا عجیب منطق ہے آپکا۔۔ میرے بھای یہ احادیث گھڑنے کا سسٹم شاءید آپکے یہاں ہو امام بخاری کے یہاں نہیں تھا انہوں نے احادیث کی بہت چھان پھٹک کے بعد احادیث کو اپنی کتاب بخاری میں جمع کیا ہے آپ انکی اسناد چیک کر سکتے ہیں۔۔۔ اور یہ احادیث صرف امام بخاری نے ہی بیان نہیں کیں بلکہ دیگر محدیثین نے بھی ان احادیث کو بیان کیا ہے اور یہ احادیث امت میں متواتر چلتی آرہی ہیں۔۔۔

آپ نے آخر میں جو نتیجہ نکالا ہے اسکا رد بھی الحمد اللہ میں اوپر اپنی پوسٹ میں کر چکا ہوں۔۔ مجھے امید ہے کہ آپ شر القرون کے متجددین کی تقلید چھوڑ کر خیر القرون کے صلف الصاحین کی تقلید کریں گے۔۔۔

اور مجھے بہت افسوس ہوا کہ آُپنے احادیث کو کہانیاں کہہ کر کفر کا ارتکاب کیا اور قرآن میں اپنی مرضی کی تحریف کرنے کی کوشش کی

اللہ ہم سب کو دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرماءیں اور غامدی اور قادیانیت جیسے فتنے سے بچنے کی توفیق عطا فرماءیں۔۔۔

dxbgraphics

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
نشاندہی کا شکریہ۔ امام مالک کا ریفرینس درست کر دیا ہے۔

موطا امام مالک پر ہی کیا منحصر، میں تو رسول صلعم کی ہر حدیث پر ایمان رکھتا ہوں، شرط صرف یہ ہے کہ وہ قرآن کے مخالف نہ ہو۔

یہاں قرآن صاف صاف کہہ رہا ہے (جی قرآن زندہ نہیں ہے، اللہ تعالی قرآن حکیم میں فرماتے ہیں، اردو زبان میں یہ عام رواج ہے، قانون کہہ رہا ہے، آئین کہتا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ کی اردو بہتر ہو جائے گی تو بہتر سمجھ میں آئے گا)۔

تو کہہ رہا تھا کہ جو قرآن حکیم کہہ رہا ہے (یعنی جو اللہ تعالی فرما رہے ہیں، اردو زبان کی کم استطاعت رکھنے والوں کے لئے وضاحت (کہ ان کی وفات ہوئی، اور وہ اٹھا لئے گئے۔ اب ہم کو وہ معرکہ دکھایئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی متوفی کرتا ہے، وفات دیتا ہے تو اس کے معانی ہوتے ہیں کہ اللہ زندہ کرتا ہے۔ ایسا عربی کے کس کس کلیئے سے ہوتا ہے

قرآن کو عربی کی کسی بھی ترکیب سے پڑھیں گے تو متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائیگا؟
اور کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اس اہم موضوع کے بارے میں نہیں کہا --- کہ عیسی علیہ السلام واپس زندہ آئیں گے -----
وہ بھی قرآن سے نکال کر دکھایئے، تاکہ اس کی تفسیر میں روایات پیش کی جا سکیں؟

کیوں آپ اپنا وقت میری خراب عربی پر برباد کرتے ہیں۔ لوگوں کی معلومات میں اضافہ فرمایئے۔
آپ سے قرآن اور حدیث دونوں کے لئے سوال کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اب تک ساری توجہ مجھ پر ہے، جو ریفرنسز دیے ان پر کوئی ایک نکتہ بھی نہیں۔ موضوع کی طرف آیئے، میں تو ایک معمولی طالب علم ہوں، اتنی توجہ کا متحمل نہیں ہو پاتا۔

آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر حدیث کی کتب میں ہے۔ تو بھائی ان آیات کے بارے میں جو تفسیر رسول اللہ صلعم سے منسوب کی گئی ہے وہ بھی درج فرما دیجئے کہ یہ آیات پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا ؟ اس طرح ان آیات کا ریفرنس بھی حدیث کی کتب میں کہاں کہاں ہے فراہم کر دیجئے تو بہت نوازش ہوگی۔

فاروق سرور صاحب۔ کاکوشاہ والے حربے نہ ہی آزمائیں تو اچھا ہے۔ ایوئیں اپنی آخرت خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

قرآن پڑھئے بھائی کہ مسلمان کی کتاب صرف قرآن ہی ہے۔

فاروق سرور خان

قرآن حکیم کی یہ آیات بہت ہی وضاحت سے یہ بتاتی ہیں کہ عیسی علیہ السلام اپنی وفات کے بعد اس دنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔ دیکھئے:

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:

5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ

اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسٰی ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو، وہ عرض کریں گے: تو پاک ہے، میرے لئے یہ (روا) نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو یقیناً تو اسے جانتا، تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔ بیشک تو ہی غیب کی سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام رسول اللہ سے سوال کر رہے ہیں۔

اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسٰی ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو،؟
وہ عرض کریں گے: تو پاک ہے، میرے لئے یہ (روا) نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو یقیناً تو اسے جانتا، تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں (کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔ بیشک تو ہی غیب کی سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے

میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

جب وفات دے دی تو پھر اللہ تعالی ہی اس بات پر گواہ رہے کہ یہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی عبادت کرتے رہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات سے قیامت تک کی صورت حال اللہ تعالی نے بیان کر دی ہے۔ اس میں کہیں نہیں ہے کہ میری وفات کے بعد سے میرے دوبارہ زمین پر نزول تک کا تو مجھے معلوم نہیں لیکن یہ لوگ میرے دوبارہ نزول کے بعد سدھر گئے تھے۔

قرآن کے اس صاف اور وضاحتی بیان کے بعد آپ کے پاس حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات اور وفات سے قیامت تک واپس نہ آنے کی گواہی موجود ہے۔ لیکن آپ پھر بھی اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں لوگوں کے بہکانے میں آ کر۔

قرآن پڑھئے بھائی کہ مسلمان کی کتاب صرف قرآن ہی ہے۔

والسلام

محمد مبشر علی

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : naeemuddin**
> **غامدی کوئی عالم نہں، جاہل آدمی ہے---------**
> **نا اسکی شکل مسلمانوں جیسی ہے----------**
> **فیصلہ آپ خود کر لیں------------------------ ------------------**

بڑے صاحب آپ شکل و سورت سے کسی کے مسلمان ہونے یا یہ ہوتے کا فیصلہ نہیں کر سکتے،،

کیا آپ نے اس حدیث کو نہیں سنا
"آپ(ص) کا ارشاد مبارک ہے کہ 'کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر، کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر صرف تقوی کی بنیاد پر'"

والسلام

محمد مبشر علی

اسلام علیکم !

یہاں اختلاف اس بات کا ہے کہ حضرت مسیح علیہ سلام زندہ اوپر اٹھائے گئے تھے یا نہیں، اس بحث سے قطع نظر،
کیا قرآن مجید میں اس بات کی نفی موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ سلام دوبارہ واپس آئیں گے، جبکہ حدیث مبارکہ میں تو ان کا نزول واضع ہے۔۔۔۔
واضع رہے کہ حضرت مسیح علیہ سلام امتی کی حیثیت سے آئیں گے، اور دین اسلام کا نفاذ کریں گے۔
والسلام

محمد مبشر علی

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
قرآن حکیم کی یہ آیات بہت ہی وضاحت سے یہ بتاتی ہیں کہ عیسی علیہ السلام اپنی وفات کے بعد اس دنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔ دیکھئے:

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:
5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ
اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسٰی ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو، وہ عرض کریں گے: تو پاک ہے، میرے لئے یہ (روا) نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو یقیناً تو اسے جانتا، تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔ بیشک تو ہی غیب کی سب باتوں کو خوب جاننے والا ہے

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

والسلام

جناب والا یہ آیت مبارکہ حضرت مسیح علیہ سلام کے نزول کا انکار نہیں کرتیں، سزا و جزا روز محشر ہو گی اللہ تعالیٰ روز محشر ارشاد فرمائے گا،

راجہ اکرام

مبشر بھائی

آپ درست فرمارہے ہیں۔
بنیادی مغالطہ یہ ہے کہ ان حضرات کے نزدیک خلاف قرآن ہونے کا معیار کچھ عجیب سا ہے۔

وفات سے قیامت تک، عیسائی ، حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی ماں کی پوجا ایسے ہی کرتے رہیں گے جیسا کہ آج کرتے ہیں۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا انتظار کرنا اتنا ہی ضروری ہے۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : محمد مبشر علی

جناب والا یہ آیت مبارکہ حضرت مسیح علیہ سلام کے نزول کا انکار نہیں کرتیں، سزا و جزا روز محشر ہو گی اللہ تعالیٰ روز محشر ارشاد فرمائے گا،

مبشر سلام،

یہ آیات قیامت کے دن کی طرف سے واپس عیسی رسول اللہ کی وفات کی طرف دیکھتی ہیں اور قیامت سے وفات تک کے دورانیہ میں جو کچھ پیش آیا ہے اس کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں۔ ان معلومات میں سے ایک معلومات ہے، عیسی علیہ السلام کی وفات، دوسرے عیسائیوں کا عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کی پرستش وعبادت اور تیسرا قیامت تک کا وقت۔ اس سارے عرصہ میں عیسی علیہ السلام ---ایک بہت اہم واقعہ --- کہ ان کا دوبارہ نزول ہوا اور پھر سب سدھر گئے ----- کا ذکرہ بالکل نہیں کرتے نظر آتے۔۔۔ یعنی بقول شخصے عیسی علیہ السلام کو واپس دنیا میں آنے کا موقع ملا، سب کو سدھار دیا، سب ایک اللہ کی پرستش کرنے لگے۔۔۔ لیکن رسول اللہ اس اہم واقعے کی نشاندہی قطعاً نہیں کر رہے ہیں۔

اس کی دو ممکنہ وجوہات ہیں۔ یا تو اللہ تعالی اور عیسی علیہ السلام اس غیر اہم اور غیر ضروری واقعہ کا تذکرہ بھول گئے۔۔۔ یا پھر ایسا حضرت عیسی کی وفات کے بعد قیامت تک ایسا ہونا ہی نہیں ہے۔

چونکہ یہ آیت قیامت یعنی مستقبل سے وفات تک کے واقعات کے بارے میں ہے۔ اس میں حضرت عیسی علیہ السلام کی دوبارہ واپسی کا تذکرہ نہ ہونا ایک بڑی ہی اہم بات ہے۔

وہ اہم بات یہ ہے کہ وفات سے قیامت تک، عیسائی ، حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی ماں کی پوجا ایسے ہی کرتے رہیں گے جیسا کہ آج کرتے ہیں۔

تمام قرآن میں حضرت عیسی کی قیامت سے پہلے واپسی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اگر کوئی آیت صراحت سے یہ بیان کرتی ہے تو جناب وہ پیش کیجیے تاکہ ہم سب کا بھلا ہو۔

والسلام

dxbgraphics

فاروق بھائی میں آپ سے دوسرے فورم پر بھی پوچھا تھا کہ " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ " کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں شاید آپ کو موقع نہیں ملا اس فورم پر جانے کا۔ لہذا میں یہاں پوچھنے کی جسارت کرونگا۔

گوندل

ماشااللہ۔ اللہ تمام ساتھیوں کی صلاحیتوں میں اضافہ فرمائے۔ عقیدہ ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام واقعی ایک مسلمان کے لیے کافی ذہنی اشکالات کا باعث ہیں۔ ان کو تسلیم کرنے میں یہ چیز بھی رکاوٹ بنتی ہے کہ قرون اولیٰ میں ان کو بیان کرنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ پھر قرآن میں ان کے بارے میں واضح آیات موجود نہیں ہیں۔ نہ ہی احادیث میں ان کے ماننے کا کوئی حکم آیا ہے۔ اگر ان کا تسلیم کرنا ضروری ہوتا تو کیا قرآن و احادیث میں دوسرے عقائد کی طرح ان کی وضاحت نہ ہوتی۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ حدیث مبارکہ کی پہلی جامع اور صحیح کتاب موطا امام مالک میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کوئی واضح ثبوت موجود نہیں ہے۔ اگر یہ عقیدہ اتنا ہی اہم اور مشہور ہوتا تو کیا اس کتاب میں بھی اس کا ذکر موجود نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ عقیدہ اس کے بعد نمودار ہوا ہو۔

اسی طرح یہ آیت: وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اس میں ان الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ کو کیسے متعین کیا گیا ہے۔ کیا اس کا یہ مفہوم کہ اپنی موت سے قبل زیادہ قرین قیاس نہیں لگتا۔

ساتھیوں سے گزارش ہے کہ مزید وضاحت یہ بھی کی جائے کہ دین اسلام بھی مکمل ہے اور نبوت کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا انتظار کرنا اتنا ہی ضروری ہے۔

علمائے اسلام جن کو انبیائے بنی اسرائیل کے برابر قرار دیا گیا ہے، کیا ان دینی امور کے لیے وہ کافی نہیں تھے۔

عادل سہیل اور فاروق بھائی بہت شکریہ۔ آپ لوگوں کی بحث سے ہم لوگوں کو حقائق تک پہنچنے میں کافی آسانی ہوتی ہے۔

عابد

اہل کتاب کے لئے موتہِ استعمال نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اہل کتاب ایک جمع کا صیغہ ہے اور ان کے لئے صیغہ واحد استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

فاروق سرور خان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : گوندل
اسی طرح یہ آیت:وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا
اس میں ان الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ کو کیسے متعین کیا گیا ہے۔کیا اس کا یہ مفہوم کہ اپنی موت سے قبل زیادہ قرین قیاس نہیں لگتا۔

میں نے آپ کی آسانی کے لئے اس آیت کے ان حصوں کو اجاگر کر دیا ہے جن سے اس آیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

یہاں اہل کتاب کے لئے ---- موتہِ ---- استعمال نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اہل کتاب ایک جمع کا صیغہ ہے اور ان کے لئے صیغہ واحد استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

والسلام

گوندل

حیات ونزول مسیح علیہ السلام

حیات مسیح اور نزول مسیح کے سلسلے میں ایک کتاب:

Death-of-Jesus-Christ-Isa-in-Quran-Islam-Hadith-Fiqh.pdf - 4shared.com - document sharing - download

اے رب! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا۔

لیکن ایسی کوئی آیت نہیں کہ جس میں رسول اللہ شکایت کریں کے میری قوم نے کہانیوں کو چھوڑ رکھا تھا۔

مرزا عامر

رفع

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ O

اور یہی ہماری (توحید کی) دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی (مخالف) قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بڑی حکمت والا خوب جاننے والا ہے (oانعام 83)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ O

.اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔ بیشک آپ کا رب (عذاب کے حق داروں کو) جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ (مغفرت کے امیدواروں کو) بڑا بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے (oانعام 165)

درجات بلند کرنے کے لئیے آسمان پر اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات عزت افزائی کی ہے

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ O

اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان کے ذریعے بلند فرما دیتے لیکن وہ زمینی دنیا کی طرف راغب ہو گیا اور اپنی خواہش کا پیرو بن گیا، تو (اب) اس کی مثال اس کتے کی مثال جیسی ہے کہ اگر تو اس پر سختی کرے تو وہ زبان نکال دے یا تو اسے چھوڑ دے (تب بھی) زبان نکالے رہے۔ یہ ایسے لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو آپ یہ واقعات (لوگوں سے) بیان کریں تاکہ وہ غور و فکر کریں (oاعراف 176)

درجات بلند کرنے کے لئیے آسمان پر اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات عزت افزائی کی ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا O

.وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا O

.اور (اس) کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے، بیشک وہ بڑے صاحبِ صدق نبی تھے (oمریم 56)

اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھالیا تھا) o مریم57(

حضرت ادریس کے درجات بلند کرنے کے لیئے کونسے آسمان پر اٹھایا گیا

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ O

)اللہ کا یہ نور) ایسے گھروں (مساجد اور مراکز) میں (میسر آتا ہے) جن (کی قدر و منزلت) کے بلند کئے جانے اور جن میں اللہ کے نام کا ذکر کئے جانے کا حکم اللہ نے دیا ہے (یہ وہ گھر ہیں کہ اللہ والے) ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں) oالنور(36

ایسے گھر اور مساجد کون سے آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں۔

مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُوْلَئِكَ هُوَ يَبُورُ O

جو شخص عزت چاہتا ہے تو اللہ ہی کے لئے ساری عزت ہے، پاکیزہ کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور وہی نیک عمل (کے مدارج) کو بلند فرماتا ہے، اور جو لوگ بری چالوں میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر و فریب نیست و نابود ہو جائے گا) oفاطر10(

نیک عمل سے عزت ملتی ہے۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ O

.32 کیا آپ کے رب کی رحمت (نبوّت) کو یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم اِن کے درمیان دنیوی زندگی میں ان کے (اسباب) معیشت کو تقسیم کرتے ہیں اور ہم ہی ان میں سے بعض کو بعض پر (وسائل و دولت میں) درجات کی فوقیت دیتے ہیں، (کیا ہم یہ اس لئے کرتے ہیں) کہ ان میں سے بعض (جو امیر ہیں) بعض (غریبوں) (کا مذاق اڑائیں (یہ غربت کا تمسخر ہے کہ تم اس وجہ سے کسی کو رحمتِ نبوت کا حق دار ہی نہ سمجھو)، اور آپ کے رب کی رحمت اس (دولت) سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے (اور گھمنڈ کرتے) ہیں) o زخرف32(

یہاں بات ہے درجات میں فوقیت کی

اگر ہم رفع الیہ کا ترجمہ اس طرح کریں کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں اٹھا لیا تو ہم اللہ کی بادشاہت اور قدرت کو اور اس کے وجود کو صرف آسمان تک محدود کر دیتے ہیں۔

جبکہ اللہ جس طرح آسمانوں میں قائم ہے اس طرح زمین پر بھی- اور زمین آسمان کے مقابلے میں ایک باریک سے ذرّہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ کی اللہ نے یہودیوں سے حفاظت کر کے عزت رکھ لی تو اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کسی بھی آیت میں آسمان کا لفظ نہیں ملتا۔

یہ محض ہمارے ذہن کی پیداوار ہے۔ اور ہاں اگر یہودی انہیں قتل کرنے میں ناکام رہے تو اس کا یہ بھی ہرگز مطلب نہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ اللہ نے جو آیات بیان فرمائی ہیں ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ یہودی اپنی سازش میں ناکام رہ گئے۔ اور عیسائیوں کے اس عقیدے کو بھی غلط ثابت کرنا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے صلیب پر قربانی دے کر ہمیں جہنم سے بچا لیا۔ افسوس مسلمان بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی پیروی کرنے لگے

اور (بروزِ قیامت) رسولِ (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض کریں گے: اے رب! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا) o الفرقان 30(

لیکن ایسی کوئی آیت نہیں کہ جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ شکایت کریں کہ میری قوم نے کہانیوں کو چھوڑ رکھا تھا۔

بلکہ حقیقت تو کچھ اس طرح نظر آتی ہے کہ قرآن چھوڑنے کی وجہ ہی یہود و نصاریٰ سے ادھار لیئے گئے قصے کہانیاں ہیں۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو تسلیم ہی نہیں کیا اور آج تک مسیحا کے منتظر ہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کے دوبارہ زندہ ہونے کہ منتظر ہیں۔ افسوس کہ قیامت سے قبل جس رحمت العٰلمین کے آنے کا ذکر تھا ہم اس آخری مسیحا کے نسخہ کیمیا کو بھلا بیٹھے۔ اور لگ گئے اس میں کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔۔۔

اگر لفظ وفات سے تسلی نہیں ہوتی تو یہ لے لیں

مسیح ابنِ مریم (علیہما السلام) رسول کے سوا (کچھ) نہیں ہیں، یقیناً ان سے پہلے کے رسول گزر چکے ہیں، اور ان کی والدہ بڑی صاحبِ صدق (ولیّہ) تھیں، وہ دونوں کھانا بھی کھایا کرتے تھے۔ (اے حبیب!) دیکھئے ہم ان (کی رہنمائی) کے لئے کس طرح آیتوں کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں پھر ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کس طرح پھرے جا رہے ہیں)o المائدہ (75

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے تمام رسول اس بے وفا دنیا سے کوچ کر گئے یعنی انتقال کر گئے۔

اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو) رسول ہی ہیں (نہ کہ خدا)، یقیناً آپ سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔۔۔ (ال عمران 144)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول انتقال فرما چکے ہیں۔ اللہ نے اس آیت میں گزر جانے کا مطلب سوائے موت کے اور کوئی نہیں لیا۔ اگر کوئی اور مطلب ہے تو بتا دیں

مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے (9:129)

abc

فاروق سرور خان صاحب اللہ آپکو دین میں استقامت عطا فرمائے تاکہ آپ (اور ہم سب) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرائیں۔

"برائے باذوق

اسی طرح ایک مشہور حدیث ہے کہ دو مردار یعنی ٹڈی اور مچھلی اور دو خون یعنی کلیجی اور تلی حلال ہیں۔

جبکہ قرآن کہتا ہے:

تم پر مرا ہوا جانور، خون، سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے (المائدہ:3)

تو پھر فاروق بھائی، کیا اس آیت کے حوالے سے آپ ہم مسلمانوں کو ٹڈی، مچھلی، تلی اور کلیجی کے حرام ہونے کا فتویٰ دے سکتے ہیں؟؟

جواب :

"ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال ہیں: مری ہوئی چیزیں مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔"

آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لیے جو جانور حلال قرار دیئے گئے ہیں ان میں دو ایسے ہیں کہ انھیں زندہ حالت میں پکڑ کر خود ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، وہ اپنی مردہ حالت ہی میں حلال ہیں۔ اب مچھلی خواہ ہمیں دریا ہی سے مردہ حالت میں ملے یا ہمارے پانی سے باہر نکالنے کی وجہ سے مر جائے وہ ہر صورت میں ہمارے لیے حلال ہے۔

اللہ نے جو چیزیں حرام ٹھیرائی ہیں ان میں سے ایک میتة (مردار) بھی ہے پہلی صورت میں یہ ہر اس چیز کیلئے مستعمل ہے جس پر موت وارد ہو گئی ہو لیکن عربی سے واقف کوئی شخص اسے مردہ ٹڈی یا مچھلی کے لئے استعمال نہیں کر سکتا۔

زمخشری لکھتے ہیں۔

"پھر اگر تم سوال کرو گے کہ مری ہوئی چیزوں میں سے تو کچھ ہمارے لئے حلال بھی ہیں، جیسے مچھلی اور ٹڈی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ': ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال کئے گئے تو ہم جواب میں کہیں گے: قرآن میں لفظ 'میتة' عرف وعادت کے اعتبار سے استعمال ہوا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی کہنے والا کہتا ہے: فلاں نے مردار کھایا تو ہمارا خیال کبھی مچھلی یا ٹڈی کی طرف نہیں جاتا، جس طرح اگر اس نے کہا ہوتا: فلاں شخص نے خون کھالیا تو ذہن کبھی جگر اور تلی کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ چنانچہ عرف وعادت ہی کی بنا پر فقہانے کہا ہے کہ جس نے قسم کھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا، پھر اس نے مچھلی کھالی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، دراں حالیکہ اس نے حقیقت میں گوشت ہی کھایا ہے۔ "

اس دنیا میں اللہ نے جو جانور پیدا کئے ہیں ان میں سے بعض کھانے کے ہیں اور بعض نہیں۔ یہ دوسری قسم کے جانور اگر کھائے جائیں تو اسکا اثر انسان کے تزکیہ پر پڑتا ہے اس لئے ان سے ابا اسکی فطرت میں داخل ہے اور بالعموم وہ اسکی صحیح رہنمائی کرتی ہے کہ اسے کیا کھانا ہے اور کیا نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ شیر، چیتے ہاتھی، چیل، کوے، گدھ، عقاب، سانپ، بچھو اور خود انسان کوئی کھانے کی چیز نہیں۔ ان جانوروں کے بول وبراز کی نجاست سے بھی وہ واقف ہے۔ اس میں شبہ نہیں کی اسکی یہ فطرت کبھی مسخ بھی ہو جاتی ہے لیکن انسانوں کی عادات کا مطالعہ شاہد ہے کہ انکی اکثریت اس معاملے میں بالعموم غلطی نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ان جاوروں کی حلت وحرمت کو موضوع نہیں بنایا بلکہ اس کو انسان کی رہنمائی پر چھوڑ دیا اور ان جانوروں اور انکے متعلقات کو موضوع بنایا جنکی حلت وحرمت کا فیصلہ تنہا عقل وفطرت کی رہنمائی سے ممکن نہ تھا۔ مثلاً سور، انعام کی قسم کے بہائم میں سے ہے لیکن درندوں کی طرح گوشت بھی کھاتا ہے، پھر اسے کیا کھانے کا جانور سمجھا جائے یا نہیں؟ وہ جانور جنھیں ہم ذبح کر کے کھاتے ہیں، اگر تذکیے کے بغیر مر جائیں تو انکا حکم کیا ہونا چاہئے؟ انھی جانوروں کا خون کیا انکے بول وبراز کی طرح نجس ہے یا اسے حلال وطیب قرار دیا جائے گا؟ یہ جانور اگر خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کر دئے جائیں تو کیا پھر بھی حلال ہی رہیں گے؟ ان سوالوں کا کوئی قطعی جواب چونکہ انسانوں کے لئے دینا مشکل تھا اس لئے اللہ نے اپنے نبیوں کے ذریعے بتایا کہ سور، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کئے گئے جانور کھانے کے لئے پاک نہیں ہیں۔ شریعت کا موضوع اصلاً یہ چار ہی چیزیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض روایتوں میں کچلی والے درندوں، چنگال والے پرندوں اور پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اوپر کی بحث سے واضح ہے کہ یہ اسی فطرت کا بیان ہے جسکا علم انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے۔ لوگوں کی غلطی یہ ہے کہ انھوں نے اسے بیان فطرت کی بجائے بیان شریعت سمجھا۔ حالانکہ کہ شریعت کی ان حرمتوں سے جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں اسکا سرے کوئی تعلق ہی نہیں کہ اسکی بنیاد پر حدیث سے قرآن کے نسخ یا اسکے مدعا میں تبدیلی کا کوئی مسئلہ پیدا کیا جائے۔

قرآن میں تو عبادات کے بیشمار طریقے بیان نہیں ہوئے ہیں تو کیا ہم اپنی مرضی سے دو رکعت نماز میں دس رکوع، پندرہ سجدے وغیرہ وغیرہ ادا کر سکتے ہیں؟

اگر تدفین کا طریقہ قرآن میں نہیں ملتا تو کیا ہم اپنی مرضی سے مردے کو دفن کر سکتے ہیں؟ اگر حج، عمرہ، زکوۃ وغیرہ کی تفصیل قرآن میں نہیں ملتی تو کیا ہم اپنی مرضی چلا سکتے ہیں؟؟

بات دراصل یہ ہے کہ اسلام اللہ کا دین اور قرآن اس کی آخری کتاب ہے نہ کہ پہلی کتاب یہی وجہ ہے کہ حج، روزہ، زکوۃ وغیرہ سے لوگ پہلے ہی واقف تھے۔ یہ اعمال نزول قرآن سے پہلے بھی معلوم تھے۔ یہ دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔ اس کے تمام مشمولات اپنی نوعیت میں عملی ہیں۔ یہ امت کے اجماع اور عملی تواتر سے اگلی نسلوں کو منتقل ہوتی رہی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے قرآن اجماع اور قولی تواتر سے اگلی نسلوں کو منتقل ہوتا رہا ہے۔ یہ اجماع اور تواتر دنیا میں چیزوں کے منتقل ہونے کے سب سے مستند اور یقینی ذرائع ہیں۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن میں بھی یہ اسی حیثیت میں انکا بیان ہوئے ہیں۔ البتہ ان میں جو ردوبدل کر دیا گیا تھا انکی قرآن میں تصحیح کر دی گئی۔ مثال کے طور پر قریش نے اپنے یہ امتیاز قائم کر لیا تھا کہ وہ مزدلفہ سے آگے نہیں جاتے تھے چناں چہ حکم دیا کہ
پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو۔ بے شک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے ﴿البقرہ ۱۹۹﴾

نوٹ: یہ وضاحتی مضمون جاوید احمد غامدی کی کتاب میزان سے اخذ کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے میزان کا مطالعہ کریں جو کہ انکی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہے۔

بلال اویسی

یہ غامدی اپنے انہیں عقائد کی وجہ سے جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ سے نکالا جا چکا ہے، کافی عرصہ خاموش رہنے کے بعد اب یہ ٹیڈی مجتہد کھل کر اپنے غلیظ عقائد کی گڈی اڑا رہا ہے۔ اور ہوا چلا رہے ہیں ممی ڈیڈی بچے۔ جن کو اسلام خوف میں مبتلا کرتا ہے۔ بہر حال غامدی کی گڈی اس وقت صحیح اڑ رہی ہے۔

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ النساء:64
ترجمہ: امام احمد رضا بریلوی

sahj

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

) صحیح البخاری و صحیح مسلم) حدیث

"اور حضرت عبد اللہ ابن عباس راوی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کی پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (انھیں دیکھ کر) فرمایا کہ " **ان دونوں قبر والوں پر عذاب نازل ہورہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑی چیز پر نہیں نازل ہورہا ہے**) کہ جس سے بچنا مشکل ہو) ان میں ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا" مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ "پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "کھجور کی" ایک تر شاخ لی اور اس کو بیچ سے آدھیوں آدھ چیرا انہیں ایک ایک کر کے دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ "صحابہ نے (یہ دیکھ کر) پوچھا" یارسول اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم (نے ایسا کیوں کیا ہے "؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شاید (اس عمل سے) ان کے عذاب میں (اس وقت تک کے لیے) کچھ تخفیف ہو جائے جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔" (صحیح البخاری و صحیح مسلم(

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ **يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا** فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا حدیث

عثمان، جریر، منصور، مجاہد، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغات میں تشریف لے گئے، تو دو آدمیوں کی آواز سنی، جن پر قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، پھر **نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے،** لیکن کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، پھر آپ نے فرمایا! ہاں (بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب دیا جارہا ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا، اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے، ان دونوں میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ نے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا! امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب میں کمی ہو جائے۔

مرزا عامر

بھائی! اس دھاگے میں مندرجہ بالا مراسلے کی سمجھ نہیں لگی۔ ذرا وضاحت کر دیں گے کہ ان احادیث کا تعلق حضرت عیسیٰ کی آمد سے کس طرح بنتا ہے۔ یا پھر آپنے اسے یہاں غلطی سے لگا دیا۔

فیصل ناصر

ڈراصل یہ تھریڈ اینٹی غامدی بن چکا ہے

اس لئے یہاں ہر اس بات کی مخالفت کی جائے گی جو غامدی صاحب نے کہی ہے

ویسے بلال اویسی بھائی

مودودی صاحب اور منصورہ کے بارے میں کیا آپکی رائے مثبت ہے؟

ایک زمانے میں تو منصورہ اور مودودی صاحب کے عقائد کو بھی غلیظ کہا جاتا رہا ہے۔

دوسری عرض سب صاحبان سے یہ ہے کے سنی سنائی باتوں اور مخالفت برائے مخالفت کے بجائے کسی بھی شخص کی بات کو اور اسکے دلائل کو ذاتی طور پر پڑھ اور سن لیں

یہ شخص غامدی ان سوالوں کے بھی اطمینان بخش جوابات دیتا ہے جن سوالوں کو کرنے پر ہی علماء شاید کفر کا فتوی لگا دیں

)اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

مرزا عامر

مراسلہ کا نزول عیسیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر آپ اسے غامدی کی مخالفت میں بھی بیان کر رہے ہیں تب بھی یہ مراسلہ سمجھ سے یوں بھی بالاتر ہے کہ کوئی درخت کی ٹہنی انسان کو کسی قبر کے عذاب سے کیسے بچا سکتی ہے۔

دنیا میں تو کسی بھی قسم کا تعویز استعمال کرنے پر کفر کے فتوے اور مرنے کے بعد درخت کی ٹہنی عذاب سے بچا رہی ہے۔

واہ رے واہ بند آنکھوں والو۔ کبھی قرآن کو بھی کھول لیا کرو۔

sahj

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ کی قسم! مریم علیہا السلام کے بیٹے (آسمان سے) اتریں گے اور وہ حاکم ہوں گے، عدل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ لینا موقوف کر دیں گے۔ اور جوان اونٹ کو چھوڑ دیا جائے گا، پھر کوئی اس پر محنت نہ کرے گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں سے بخل، دشمنی اور حسد جاتے رہیں گے اور وہ لوگوں کو مال دینے کے لئے بلائیں گے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا ۔(اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہو گی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہو گا)

صحیح مسلم

فتنوں کا بیان

باب: عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، صلیب توڑنا اور خنزیر کا قتل کرنا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

قتیبہ بن سعید لیث ابن شہاب ابن مسیب حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم اتریں گے وہ منصف حاکم ہوں گے صلیب توڑ دیں گے اور سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں**

گے اور مال کی اس قدر کثرت ہو گی کہ مکہ میں کوئی لینے والا نہ ہو گا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

علی بن عبد اللہ، سفیان، زہری، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی، جب تک کہ تم میں ابن مریم منصف حاکم بن کر نہ اتریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے، اور مال کی اتنی کثرت ہو گی، کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ہو گا۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اسحاق یعقوب بن ابراہیم ان کے والد صالح ابن اشہاب سعید بن مسیب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے جزیہ ختم کر دیں گے (کیونکہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے) اور مال بہتا پھرے گا حتیٰ کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا پھر ابوہریرہ کہتے ہیں اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

قتیبہ بن سعید، لیث، محمد بن رمح، لیث، ابن شہاب، ابن مسیب سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ بن سے سنا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم لوگوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے شریعت محمدیہ کے مطابق حکم دیں گے اور عدل وانصاف کریں گے صلیب (سولی) توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے اور مال بہت دیں گے یہاں تک کہ کوئی مال قبول کرنے والا نہیں رہے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ

قتیبہ بن سعید، لیث، سعید بن ابی سعید، عطاء بن میناء، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور اتریں گے** وہ انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑیں گے مگر ان پر کوئی متوجہ نہیں ہو گا یعنی ان سے بار برداری کے لئے کام نہیں لے گا لوگوں کے دلوں سے کینہ بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور وہ لوگوں کو مال کی طرف بلائیں گے مگر کوئی بھی مال قبول نہیں کرے گا۔

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ آدَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

ھدبہ بن خالد، ھمام بن یحیی، قتادہ، عبدالرحمن بن آدم، **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہو گا اور بیشک وہ اتریں گے پس جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو کہ وہ سرخ وسفید رنگ کے درمیانی رنگ کے مرد ہیں درمیانے قد و قامت کے ہیں گویا کہ ان کا سر ٹپک رہا ہو گا پانی سے اگرچہ وہ تر نہیں ہو گا پس وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔** صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کر دیں گے سوائے اسلام) اور مسلمانوں) کے اور مسیح دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے پھر دنیا میں چالیس برس تک رہیں گے پھر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قتیبہ، لیث، ابن شہاب، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب لوگوں میں عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ نازل ہوں گے** جو عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیے کو موقوف کر دیں گے اور اتنا مال تقسیم کریں گے کہ لوگ قبول کرنا چھوڑ دیں گے یہ حدیث حسن صحیح ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَإِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

ابو بکر بن ابی شیبہ، سفیان بن عیینہ، زہری، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں گے** اور وہ عادل حاکم منصف امام ہوں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور سور کو قتل کریں گے اور جزیہ کو معاف کر دیں گے اور مال کو بہا دیں گے لوگوں پر (بے شمار دیں گے یہاں تک کہ کوئی اسکو قبول نہ کرے گا)۔

وعن أبي أمامة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم " : إن الله تعالى بعثني رحمة للعالمين وهدى للعالمين وأمرني ربي عز وجل بمحق المعازف والمزامير والأوثان والصلب وأمر الجاهلية وحلف ربي عز وجل : بعزتي لا يشرب عبد من عبيدي جرعة خمر إلا سقيته من الصديد مثلها ولا يتركها من مخافتي إلا سقيته من حياض القدس" . رواه أحمد

حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پوری دنیا کے لئے رحمت اور تمام عالم کے لئے ہادی بنا کر بھیجا ہے، اور میرے بزرگ وبرتر خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں، مزامیر، بتوں، سولیوں اور زمانہ جاہلیت (یعنی حالت کفر) کے تمام رسوم وعادات کو مٹادوں، اور میرے بزرگ وبرتر خدا نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیئے گا میں اس کو (آخر میں) اسی بقدر دوزخیوں کی پیپ پلاؤں گا، اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دیگا میں اس کو (آخرت میں) پاک حوضوں (یعنی جنت کی نہروں) سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔" (احمد)

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله أحد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها . ثم يقول أبو هريرة فاقرؤوا إن شئتم وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته الآية . **متفق عليه**

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، **یقیناً عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے تمہارے درمیان اتریں گے جو ایک عادل حاکم ہوں گے** ، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ سور کو مار ڈالیں گے (یعنی اس کو پالنا اور کھانا مطلق حرام وممنوع اور اس کو مار ڈالنا مباح کر دیں گے) جزیہ کو اٹھادیں گے (ان کے زمانہ میں) مال ودولت کی فراوانی ہوگی یہاں تک کہ کوئی اس کا خواہشمند نہ رہے گا۔ اور اس وقت ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا)" **اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد (حضرت ابوہریرہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم اس بات میں کوئی شک وہ شبہ رکھتے ہو اور دلیل حاصل کرنا) چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو" وان من اهل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موته۔) یعنی کوئی اہل کتاب (خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی) ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے گا۔)** " بخاری ومسلم(

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله لينزلن ابن مريم حكما عادلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية وليتركن القلاص فلا يسعى عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد . رواه مسلم . وفي رواية لهما قال كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم .

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ **نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بخدا، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اس حالت میں نازل ہونگے کہ وہ ایک عادل حاکم ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے** ، سور کو مار ڈالیں گے، زمیوں سے جزیہ کو اٹھادیں گے، اور جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا کہ اس سے سواری اور بار برداری کا کام نہیں لیا جائے گا اور یقیناً لوگوں کے دلوں سے کینہ، بغض اور حسد جاتا رہے گا (کیونکہ یہ سب برائیاں دنیا کی محبت ولالچ سے پیدا ہوتی ہیں، جب دنیا اور دنیا کی چیزوں کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں رہ جائے گی تو یہ برائیاں کہاں سے پیدا ہونگی) اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال ودولت سے نوازنے کے لئے بلائیں گے لیکن (استغناو بے نیازی کی وجہ سے کوئی بھی مال دولت لینے والا نہیں ہوگا۔" (مسلم) اور بخاری ومسلم کی روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا (یعنی تم کتنا سکون وکیف محسوس کروگے) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے

اور تمہارا امام تم ہی میں سے (یعنی اہل قریش میں سے یا تمہاری ملت کا کوئی بھی فرد) ہو گا۔

اب سب یہ بتائیں کہ "نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنھوں نے اوپر درج تمام احادیث بیان کیں"

یا

ان تمام احادیث کا منکر "غامدی" ملعون؟؟

فیصلہ آپ خود کریں

والسلام

حسین

ابرار حسین

شجاع بھائی کیا حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کے بارے میں صیح احادیث صرف یہیں ہیں (تعداد 14 ہے) یا اور بھی موجود ہیں، اگر ہیں تو انہیں بھی پیش کر دیں۔

مرزا عامر

اقتباس:

> **ان تمام احادیث کا منکر "غامدی" ملعون؟؟**
>
> **فیصلہ آپ خود کریں**

اور ان آیات کے کے منکر آپ۔

اقتباس:

> **مراسلہ**
> **مسیح ابنِ مریم (علیہما السلام) رسول کے سوا (کچھ) نہیں ہیں، یقیناً ان سے پہلے کے رسول گزر چکے ہیں، اور ان کی والدہ بڑی صاحبِ صدق (ولیّہ) تھیں، وہ دونوں کھانا بھی کھایا کرتے تھے۔ (اے حبیب!) دیکھئے ہم ان (کی رہنمائی) کے لئے کس طرح آیتوں کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں پھر ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کس طرح پھرے جا رہے ہے**

ہیں)oالمائدہ75)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے تمام رسول اس بے وفا دنیا سے کوچ کر گئے یعنی انتقال کر گئے۔

اور محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو) رسول ہی ہیں(نہ کہ خدا)، یقیناً آپ سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہیں، پھر اگر وہ وفات فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔۔(ال عمران144)
یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول انتقال فرما چکے ہیں۔ اللہ نے اس آیت میں گزر جانے کا مطلب سوائے موت کے اور کوئی نہیں لیا۔ اگر کوئی اور مطلب ہے تو بتا دیں

فیصلہ آپ بھی کریں۔

sahj

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب: مرزا عامر
اور ان آیات کے منکر آپ۔

فیصلہ آپ بھی کریں۔

یعنی کہ آپ کا یہ ماننا ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا شہید کر دئے گئے ہیں؟

اور وہ آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے؟
جب آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے تو واپس بھی نہیں آئیں گے؟
برائے مہربانی لکھ کر جواب دیجئے
جبکہ میرا عقیدہ ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا اور قیامت سے پہلے وہ واپس دنیا میں تشریف لائیں گے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ وقت گزاریں گے، اور پھر وفات پائیں گے۔
آسان الفاظ ہیں دیکھ لیں اسی طرح آپ بھی لکھ دیں یا جو جو شخص غامدی یا کسی اور گروہ کے افراد جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اب واپس تشریف نہیں لائیں گے یعنی انہیں سولی پر لٹکایا جا چکا ھے، وہ بھی اپنا عقیدہ ایسے ہی جیسے میں نے لکھا ھے پیش کر دیں۔
شکریہ

فیصل ناصر

بھائی یہ عقیدہ کیا ایمان کا حصہ ہے ؟؟؟

sahj

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فیصل ناصر
بھائی یہ عقیدہ کیا ایمان کا حصہ ہے ؟؟؟

السلام علیکم

مختصر ترین جوب تو یہ ھے کہ "جی ھاں "
اور تھوڑی سی تفصیل یہ ھے کہ اگر اس عقیدے کا انکار کر دیا جائے تو، سب سے پہلے دجال کے خروج کا بھی عقیدہ باطل قرار پائے گا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو "قیامت کی نشانیاں" اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائیں ان سب کا بھی انکار لازم آئے گا کیونکہ یہ بھی تو کہا جاتا ھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے خبر ھوئی کہ قیامت سے پہلے کیا کچھ ھو گا؟(معاذ اللہ (اگر ایسی بات ھو تو پھر قرآن پاک جو کہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ھوا، اس پر کیسے اعتبار کیا جاتا ھے ؟ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر وحی کئے گئے قرآن پر ایمان لانا بنیادی عقیدہ مانتے ہیں اور اس پر شک کا زرہ بھر امکان بھی کفر ھے تو پھر جو الفاظ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بتانے میں ادا کئے جو کہ سچے نبی کے سچے صحابہ نے سینا در سینا منتقل کئے اور پھر فقہا کرام نے ان احادیث کو آسان آسان معنی میں امت کے سامنے پیش کیا، اور محدثین نے انہیں تدوین کے مراحل سے گزارا اگر ان پر اعتبار آج کا مسلمان نہیں کرتا صرف اپنی عقل کو جوھر میدان میں اپنے جیسے کم عقل انسانوں کے ترجموں کی محتاج ہیں پھر آپ خود سوچیں درد مند دل کے ساتھ کہ احادیث مبارکہ اور قرآن کریم کے ساتھ کیسا ظلم ھے ؟ اور ان محدثین اور امت کے اکابرین جنھوں نے صحابہ سے ان باتوں کو لیا اور آگے آج تک کی امت تک پہنچایا، کیا وہ سب جھوٹ ھے ؟(معاذ اللہ)

بے شمار احادیث موجود ہیں جو قیامت کی نشانیوں پر مبنی ہیں، تو کیا ان کا انکار کرنا بھی درست ھو گا؟
شکریہ

فیصل ناصر

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب sahj :
السلام علیکم

> مختصر ترین جوب تو یہ ھے کہ "جی ھاں "
>
> شکریہ

مختصر ترین جواب پر ایک سوال یہ ہے کہ

ایمان کیا ہے؟

باقی جو تفصیل آپ نے بیان کی ہے اس پر تو بہت زیادہ بات ہو سکتی ہے لیکن فی الحال صرف مطلوبہ سوال کا جواب قرآن و حدیث سے عنایت فرمادیں

شکریہ

sahj

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فیصل ناصر
> مختصر ترین جواب پر ایک سوال یہ ہے کے
> ایمان کیا ہے؟
>
> باقی جو تفصیل آپ نے بیان کی ہے اس پر تو بہت زیادہ بات ہو سکتی ہے لیکن فی الحال صرف مطلوبہ سوال کا جواب قرآن وحدیث سے عنایت فرمادیں
> شکریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

49:1

اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی نہ ہو جائے)، بیشک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

49:14

دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، آپ فرما دیجئے: تم ایمان نہیں لائے، ہاں یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال (کے ثواب میں) سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! **ایمان کسے کہتے ہیں؟** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے قیامت میں زندہ ہونے پر۔۔۔۔۔۔

صحیح مسلم

ایمان کے متعلق

باب: ایمان کا پہلا رکن لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس نے ایمان کا مزا چکھ لیا جو اللہ کے پروردگار عالم (لائق عبادت) ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے پر راضی ہو گیا

صحیح مسلم

ایمان کے متعلق

باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا، اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ " اے اللہ ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے دشمنوں سے لڑا۔ اے مالک ! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے بھٹکا دے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور تو زندہ ہے جس کو موت نہیں اور جن وانس مرتے ہیں

صحیح مسلم

دعا کے مسائل

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔

میرے اپنے الفاظ میں کچھ یوں ھے (ویسے میں ھوں جاھل سا بندہ لیکن آپ کے سوال کا جواب تو دینا ھے اسلیئے جسارت کرلیتا ھوں) بھائی فیصل ناصر کہ ایمان وہ ھے جو دل میں پوشیدہ ھوتا ھے لیکن مسلمان کے اعمال و نظریات اس کی عکاسی کرتے ہیں کہ اس کی ترجیحات کیا ہیں، یعنی ایمان دار مسلمان وہ ھے جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو اولین مقام پر رکھے۔ بلکہ دل کی گہرائیوں سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و ارشادات سے محبت رکھے اور جس جو کرنے کا حکم دیا گیا وہ کرے اور جس سے منع کیا گیا اس سے رک جائے۔ اور مزید یہ کہ کہیں حکم ٹوٹا دیکھے تو دکھ کے ساتھ ساتھ حکم پورا کروانے کی فکر کرے اور کہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل ھو تو اس کو اچھا جانے۔

والسلام

اللہ تعالی کے الفاظ میں ایمان کی تعریف سے آج بیشتر مسلمان یا تو صاف انکار کرتے ہیں یا پھر حیلے بہانوں سے۔

فاروق سرور خان

اللہ تعالی کے الفاظ میں ایمان کی تعریف: بہت ہی غور سے پڑھئیے۔

آج بیشتر مسلمان، اس آیت سے یا تو صاف انکار کرتے ہیں یا پھر حیلے بہانوں سے۔

استدعا: شکریہ صرف اس صورت میں ادا کیجئے جب اس آیت پر ایمان کامل ہو۔ ورنہ نا ادا کیجئے
2:177 لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے، اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب کوئی وعدہ کریں تو اپنا وعدہ پورا کرنے والے ہوں، اور سختی (تنگدستی) میں اور مصیبت (بیماری) میں اور جنگ کی شدّت (جہاد) کے وقت صبر کرنے والے ہوں، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں

مرزا عامر

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب: sahj
> یعنی کہ آپ کا یہ ماننا ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا شہید کر دئے گئے ہیں؟
> اور وہ آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے؟
> جب آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے تو واپس بھی نہیں آئیں گے؟
>
> برائے مہربانی لکھ کر جواب دیجئے
>
> جبکہ میرا عقیدہ ھے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰی نے آسمانوں پر اٹھا لیا اور قیامت سے پہلے وہ

واپس دنیا میں تشریف لائیں گے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ وقت گزاریں گے، اور پھر وفات پائیں گے۔
آسان الفاظ ہیں دیکھ لیں اسی طرح آپ بھی لکھ دیں یا جو شخص غامدی یا کسی اور گروہ کے افراد جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اب واپس تشریف نہیں لائیں گے یعنی انہیں سولی پر لٹکایا جا چکا ھے، وہ بھی اپنا عقیدہ ایسے ہی جیسے میں نے لکھا ھے پیش کر دیں۔

شکریہ

1۔ ابھی تک میں نے جو بھی جواب دیا ہے لکھ کر ہی دیا ہے۔ فون پر میری کسی سے بات نہیں ہوئی۔

2۔ میرے گذشتہ کسی بھی مراسلے میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ حضرت عیسٰی کو صلیب پر شہید کر دیا گیا تھا۔

3۔ حضرت عیسٰی کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہو گیا۔

مراسلہ میں دی گئی آیات اس کا ثبوت پیش کرتی ہیں اس کے علاوہ سورۃ المائدہ کی آخری آیات کے مکالمات بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے(9:129)

sahj

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : مرزا عامر
3۔ حضرت عیسٰی کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہو گیا۔ مراسلہ میں دی گئی آیات اس کا ثبوت پیش کرتی ہیں اس کے علاوہ سورۃ المائدہ کی آخری آیات کے مکالمات بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

السلام علیکم

مرزا عامر صاحب

اقتباس:

حضرت عیسٰی کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہو گیا

یہ بات صرف آپ کی سمجھ ھے یا کسی عالم نے بھی ایسی ہی بات ذکر کی ھے؟ اگر کی ھے تو پیش کر دیں۔

مزید یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نہ فوت ہوئے ہیں اور نا ہی انہیں سولی پر چڑھایا گیا۔ اسکے دلائیل پیش کئے گئے۔

آیت:

"وَاِنَّہٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَۃِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِہَا وَاتَّبِعُوۡنِ ؕ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ" اور یقیناوہ (عیسٰی) قیامت کی علامت ہے پس تم قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے۔"

(سورہ الزخرف: آیت 61)

اس آیت میں عیسٰی کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے کہ وہ قیامت کی علامت ہیں اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے قول منقول ہے (لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَۃِ) یعنی علامتِ قیامت سے مراد نزول عیسٰی ہیں،

دیکھئے۔

یعنی حضرت عیسٰی قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ اس لئے کہ اوپر سے ہی آپ کا بیان چلا آرہا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ مراد یہاں حضرت عیسٰی کا قیامت سے پہلے کا نازل ہونا ہے جیسے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا آیت (وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ) یعنی ان کی موت سے پہلے ایک ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا۔ یعنی حضرت عیسٰی کی موت سے پہلے قیامت کے دن یہ ان پر گواہ ہوں گے۔

اس مطلب کی پوری وضاحت اسی آیت کی دوسری قرأت (what is this?) سے ہوتی ہے جس میں ہے (انہ لعلم للساعۃ (یعنی جناب روح اللہ قیامت کے قائم ہونے کا نشان اور علامت ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ نشان ہیں قیامت کے لئے حضرت عیسٰی بن مریم کا قیامت سے پہلے آنا۔
اسی طرح روایت کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے اور حضرت عباس سے اور یہی مروی ہے ابولعالیہ، ابومالک، عکرمہ ، حسن، قتادہ ضحاک وغیرہ سے رحم اللہ تعالیٰ۔ اور متواتر احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے حضرت عیسٰی امام عادل اور حاکم باانصاف ہو کر نازل ہوں گے۔ پس تم قیامت کا آنا یقینی جانو اس میں شک شبہ نہ کرو اور جو خبریں تمہیں دے رہا ہوں اس میں میری تابعداری کرو یہی صراط مستقیم ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان جو تمہارا کھلا دشمن ہے تمہیں صحیح راہ سے اور میری واجب اتباع سے روک دے

((تفسیر ابن کثیر))

(تفسیر طبری، تفسیر قرطبی، تفسر ابن کثیر) اور ایک حدیث سے بھی ابن عباس کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

مفہوم حدیث:

"حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ہم پر اور ہم باتیں کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا باتیں کر رہے ہو ہم نے کہا ہم قیامت کا ذکر کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہو گی جب تک دس نشانیاں اس سے پہلے نہیں دیکھ لو گے "

ان نشانیوں میں سے ایک نزول عیسٰی بھی ہے "

(صحیح مسلم کتاب الفتن جلد ۶، ابن ماجہ کتاب الفتن باب قیامت کی نشانیاں جلد ۳، ترمذی کتاب الفتن باب زمین کا دھنس جانا جلد ۲)

نزول عیسٰی قیامت کی علامت ہے جیسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور ابن عباس کے اس قول سے جو اس آیت کے بارے میں بیان ہوا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید میں (لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ) سے مراد عیسٰی کی دوبارہ آمد ہے، یہاں نزول عیسٰی کے حوالے سے یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ)المورد، غامدی کا) یہ کہنا ہے کہ یہ تصور احادیث سے منتقل ہوا ہے تو ہم یہ بتانا چاہتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ اس بارے میں کوئی اشارہ کسی حدیث میں بیان ہوا ہو یا کسی ایک حدیث میں یہ بات بیان ہوئی ہو جس سے یہ تصور کیا گیا ہو بلکہ نزول عیسٰی کے بارے میں کثرت کے ساتھ روایات موجود ہیں اور صحابہ کرام کی کثیر جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس کے بعد تابعین محدثین مفسرینِ قرآن سب کا اس بات (نزول عیسٰی) پر اجماع ہے یہاں تک کہ ابن کثیر نے سورہ النساء آیت ۱۵۹،۱۵۶ـ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اِن تمام روایات کو ایک جگہ جمع کرنا بہت مشکل ہے اور یہ روایات تواتر کے ساتھ موجود ہیں اب نہ جانے کون سے علماء ہیں جن کا اس بارے میں اختلاف ہے ہمارے خیال سے یہ ادارہ المورد کے علماء ہوں گے جن کے آپس میں اختلاف ہوں گے کیونکہ ان کے سرپرست جاوید احمد غامدی کے اپنے موقف میں اختلاف ہوتا ہے کبھی وہ سنتوں کو چالیس قرار دیتے ہیں کبھی یہ ۳۷ ہو جاتی ہیں اور کبھی ۲۷ اور ہر بار یہ سب قطعی ہوتی ہیں ابھی تک سنتوں کے بارے میں ان کا موقف واضح نہیں ہے تو (نزول عیسٰی) کے بارے میں رائے قائم کرنا دور کی بات ہے۔اب ان احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔

مفہوم حدیث:

ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے عیسٰی تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نزول کریں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے اس وقت مال ودولت کی اتنی کثرت ہو جائی گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بڑھ کر ہو گا پھر ابو ہریرہ نے فرمایا کہ تمھارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو اور کوئی اہلِ کتاب ایسا نہیں ہو گا جو حضرت عیسٰی کی موت سے پہلے ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔"

) صحیح بخاری کتاب الانبیاء(

مفہوم حدیث:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور عیسٰی کے درمیان کوئی نبی نہ ہو گا اور بیشک عیسٰی اتریں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ ایک شخص ہیں متوسط قد و قامت کے رنگ ان کا سرخی اور سفیدی کے درمیان میں ہے وہ زرد کپڑے ہلکے رنگ کے پہنے ہوں گے ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا معلوم ہو گا اگرچہ وہ تر بھی نہ ہوں گے وہ لوگوں سے جہاد کریں گے اسلام قبول کرنے کے لئے اور توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور موقوف کر دیں جزیے کو اور تباہ کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں سب مذہبوں کو سوا اسلام کے اور ہلاک کریں گے وہ دجال مردود کو پھر دنیا میں رہیں گے چالیس برس تک بعد اس کے ان کی وفات ہو گی اور مسلمان ان پر جنازے کی نماز پڑھیں گے"

)سنن ابو داوٗد کتاب الملاحم باب دجال کا نکلنا جلد ۳ (

مفہوم حدیث:

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہو گا جب مریم کے بیٹے اُتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے"

(ابن ابی ذئب نے کہا جو (راوی حدیث ہیں) امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے مراد ہے کہ عیسٰی امامت کریں گے اللہ کی کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے (یعنی تابع ہوں گے شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیروی کریں گے قرآن وحدیث کی (

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ جلد اول بمع شرح امام نووی)

مفہوم حدیث:

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا نماز پڑھایئے وہ کہیں گے تم میں سے ایک دوسرے پر حاکم رہیں۔ یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرماوے گا اس امت کو" (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ جلد اول) اس کے علاوہ یہ روایات (بخاری کتاب الانبیاء جلد دوئم، مسلم کتاب الایمان اور کتاب الفتن باب فتح قسطنطنیہ جلد اول، سنن ابو داؤد کتاب الملاحم باب دجال کا نکلنا جلد ۳، صحیح مسلم کتاب الفتن جلد ۶، ابن ماجہ کتاب الفتن باب قیامت کی نشانیاں اور خروج دجال جلد ۳، ترمذی کتاب الفتن باب زمین کا دھنس جانا اور نزول عیسیٰ اور قتل دجال جلد دوئم، مسند احمد، تفسیر ابن کثیر) میں بیان ہوئی ہیں۔

اسکے علاوہ بھی کئی احادیث مراسلہ میں پیش کیں تھیں۔ انہیں بھی یہاں آپ کی اور تمام احباب کی آسانی کے لئے دوبارہ پیش کرتا ھوں دیکھ لیں۔ اور یہ اظہار بھی کیجئے گا کہ نبی محترم فرماتے ہیں کہ **" اللہ کی قسم! مریم علیہا السلام کے بیٹے (آسمان سے) اتریں گے "** اور فرمایا **"" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم اتریں گے ""** دیکھئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے خبر دے دی ھوگی کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھانا اور واپس امتی بن کر زمین پر آنا نہیں مانیں گے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قسمیں کھا کر بھی بتا رہے ہیں کہ مان لو، یقین کرلو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے آسمانوں پر اٹھالیا ھے اور وہ واپس آئیں گے۔

شکریہ

قاسم شاہ

مرزا صاحب بات کو لمبا نا کریں پہلے جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا جواب دیں۔ اور پھر سوال کریں۔ اگر سوال سے سوال نکالیں گے تو پھر بحث لامحدود ہو جائے گی۔

Rana Ammar Mazhar

میں فاروق سرور خان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان تراجم کو سمجھنے کے لئے اپنا قیمتی وقت اللہ کی راہ میں استعمال کرتے ہیں۔

ابن آدم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

میں بحث میں مداخلت نہیں کرتا

تاہم چند لنک دے رہا ہوں جہاں آپ کو غامدی اور امین اصلاحی کے متعلق خاطر خواہ مواد مل جائے گا

اصولِ اصلاحی اور اصولِ غامدی کا تحقیقی جائزہ

اصول ومبادی پر تحقیقی نظر

مرزا عامر

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب sahj :

یعنی کہ آپ کا یہ ماننا ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں یا شہید کر دیے گئے ہیں؟
اور وہ آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے؟
جب آسمانوں پر نہیں اٹھائے گئے تو واپس بھی نہیں آئیں گے؟

برائے مہربانی لکھ کر جواب دیجئے

جبکہ میرا عقیدہ ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا اور قیامت سے پہلے وہ واپس دنیا میں تشریف لائیں گے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ وقت گزاریں گے،اور پھر وفات پائیں گے۔
آسان الفاظ ہیں دیکھ لیں اسی طرح آپ بھی لکھ دیں یا جو شخص غامدی یا کسی اور گروہ کے افراد جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور اب واپس تشریف نہیں لائیں گے یعنی انہیں سولی پر لٹکایا جا چکا ھے ،وہ بھی اپنا عقیدہ ایسے ہی جیسے میں نے لکھا ھے پیش کر دیں۔

شکریہ

1- ابھی تک میں نے جو بھی جواب دیا ہے لکھ کر ہی دیا ہے۔ فون پر میری کسی سے بات نہیں ہوئی۔

2۔ میرے گذشتہ کسی بھی مراسلے میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب پر شہید کر دیا گیا تھا۔

3۔ حضرت عیسیٰ کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہو گیا۔ مراسلہ میں دی گئی آیات اس کا ثبوت پیش کرتی ہیں اس کے علاوہ سورۃ المائدہ کی آخری آیات کے مکالمات بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

انقلاب اور خوشحالی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی ترک کیئے بغیر ناممکن ہے۔

sahj

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : مرزاعامر

3۔ حضرت عیسٰی کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہوگیا۔ مراسلہ میں دی گئی آیات اس کا ثبوت پیش کرتی ہیں اس کے علاوہ سورۃ المائدہ کی آخری آیات کے مکالمات بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

السلام علیکم

مرزاعامر صاحب

اقتباس:

حضرت عیسٰی کو اللہ نے صلیب سے بچا کر عزت دی اسکے بعد ان کا طبعی طور پر انتقال ہوگیا

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : sahj

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ کی قسم ! مریم علیہا السلام کے بیٹے (آسمان سے) اتریں گے اور وہ حاکم ہوں گے ، عدل کریں گے ، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ لینا موقوف کردیں گے۔ اور جوان اونٹ کو چھوڑ دیا جائے گا ، پھر کوئی اس پر محنت نہ کرے گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں سے بخل ، دشمنی اور حسد جاتے رہیں گے اور وہ لوگوں کو مال دینے کے لئے بلائیں گے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا۔ (اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا)
صحیح مسلم
فتنوں کا بیان
باب : عیسٰی علیہ السلام کا نازل ہونا ، صلیب توڑنا اور خنزیر کا قتل کرنا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

قتیبہ بن سعید لیث ابن شہاب ابن مسیب حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم اتریں گے وہ منصف حاکم ہوں گے صلیب توڑدیں گے اور سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے اور مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ مکہ میں کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

علی بن عبداللہ، سفیان، زہری، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی، جب تک کہ تم میں ابن مریم منصف حاکم بن کر نہ اتریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ ختم کردیں گے، اور مال کی اتنی کثرت ہوگی، کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ہوگا۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اسحاق یعقوب بن ابراہیم ان کے والد صالح ابن اشہاب سعید بن مسیب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے جزیہ ختم کردیں گے (کیونکہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے) اور مال بہتا پھرے گا حتی کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا پھر ابوہریرہ کہتے ہیں اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

قتیبہ بن سعید، لیث، محمد بن رمح، لیث، ابن شہاب، ابن مسیب سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ بن سے سنا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم لوگوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے شریعت محمدیہ کے مطابق حکم دیں گے اور عدل وانصاف کریں گے صلیب (سولی) توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے اور مال بہت دیں گے یہاں تک کہ کوئی مال قبول کرنے والا نہیں رہے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ

قتیبہ بن سعید، لیث، سعید بن ابی سعید، عطاء بن میناء، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور اتریں گے وہ انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے وہ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑیں گے مگر ان پر کوئی متوجہ نہیں ہوگا یعنی ان سے باربرداری کے لئے کام نہیں لے گا لوگوں کے دلوں سے کینہ بغض اور حسد ختم ہو جائے گا اور وہ لوگوں کو مال کی طرف بلائیں گے مگر کوئی بھی مال قبول نہیں کرے گا۔

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ آدَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

ھدبہ بن خالد، ہمام بن یحیی، قتادہ، عبدالرحمن بن آدم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا اور بیشک وہ اتریں گے پس جب تم انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو کہ وہ سرخ وسفید رنگ کے درمیانی رنگ کے مرد ہیں درمیانے قد وقامت کے ہیں گویا کہ ان کا سر ٹپک رہا ہوگا پانی سے اگرچہ وہ تر نہیں ہوگا پس وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور اللہ تعالی ان کے زمانہ میں تمام اقوام مذاہب کو ہلاک کر دیں گے سوائے اسلام)اور مسلمانوں) کے اور مسیح دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے پھر دنیا میں چالیس برس تک رہیں گے پھر انتقال کر جائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ

يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قتیبہ، لیث، ابن شہاب، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب لوگوں میں عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ نازل ہوں گے جو عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیے کو موقوف کر دیں گے اور اتنا مال تقسیم کریں گے کہ لوگ قبول کرنا چھوڑ دیں گے یہ حدیث حسن صحیح ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَإِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

ابو بکر بن ابی شیبہ، سفیان بن عیینہ، زہری، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور وہ عادل حاکم منصف امام ہوں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور سور کو قتل کریں گے اور جزیہ کو معاف کر دیں گے اور مال کو بہا دیں گے لوگوں پر (بے شمار دیں گے یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا)۔

وعن أبي أمامة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم " : إن الله تعالى بعثني رحمة للعالمين وهدى للعالمين وأمرني ربي عز وجل بمحق المعازف والمزامير والأوثان والصلب وأمر الجاهلية وحلف ربي عز وجل : بعزتي لايشرب عبد من عبيدي جرعة خمر إلاسقيته من الصديد مثلها ولايتركها من مخافتي إلاسقيته من حياض القدس" . رواه أحمد

حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پوری دنیا کے لئے رحمت اور تمام عالم کے لئے ہادی بنا کر بھیجا ہے، اور میرے بزرگ و برتر خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں ، مزامیر، بتوں، سولیوں اور زمانہ جاہلیت (یعنی حالت کفر) کے تمام رسوم و عادات کو مٹادوں، اور میرے بزرگ و برتر خدا نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا میں اس کو) آخر میں) اسی بقدر دوزخیوں کی پیپ پلاؤں گا، اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دیگا میں اس کو (آخرت میں) پاک حوضوں (یعنی جنت کی نہروں (سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔" (احمد)

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لايقبله أحد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها . ثم يقول أبو هريرة فاقرؤا

إن شئتم وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته الآية . متفق عليه

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقیناً عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے تمہارے درمیان اتریں گے جو ایک عادل حاکم ہوں گے ، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ سور کو مار ڈالیں گے (یعنی اس کو پالنا اور کھانا مطلق حرام وممنوع اور اس کو مار ڈالنا مباح کر دیں گے) جزیہ کو اٹھا دیں گے (ان کے زمانہ میں) مال و دولت کی فراوانی ہو گی یہاں تک کہ کوئی اس کا خواہشمند نہ رہے گا۔ اور اس وقت ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہو گا) " اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد (حضرت ابوہریرہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم اس بات میں کوئی شک وشبہ رکھتے ہو اور دلیل حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو " وان من اہل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔) یعنی کوئی اہل کتاب (خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی (ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے گا۔) " بخاری ومسلم (

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله لينزلن ابن مريم حكما عادلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية وليتركن القلاص فلا يسعى عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد . رواه مسلم. وفي رواية لهما قال كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم.

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بخدا، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اس حالت میں نازل ہونگے کہ وہ ایک عادل حاکم ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے ، سور کو مار ڈالیں گے، زمیوں سے جزیہ کو اٹھا دیں گے، اور جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا کہ اس سے سواری اور بار برداری کا کام نہیں لیا جائے گا اور یقیناً لوگوں کے دلوں سے کینہ، بغض اور حسد جاتا رہے گا (کیونکہ یہ سب برائیاں دنیا کی محبت ولالچ سے پیدا ہوتی ہیں، جب دنیا اور دنیا کی چیزوں کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں رہ جائے گی تو یہ برائیاں کہاں سے پیدا ہونگی (اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال ودولت سے نوازنے کے لئے بلائیں گے لیکن (استغنا و بے نیازی کی وجہ سے کوئی بھی مال دولت لینے والا نہیں ہو گا۔" (مسلم) اور بخاری ومسلم کی روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا (یعنی تم کتنا سکون وکیف محسوس کرو گے) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے (یعنی اہل قریش میں سے یا تمہاری ملت کا کوئی بھی فرد) ہو گا۔

اب سب یہ بتائیں کہ " نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنہوں نے اوپر درج تمام احادیث بیان کیں "

یا

ان تمام احادیث کا منکر "غامدی" ملعون؟؟

فیصلہ آپ خود کریں

والسلام

حسین

قاسم شاہ

مرزا صاحب بات کو لمبا نا کریں پہلے جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا جواب دیں۔اور پھر سوال کریں۔

اگر سوال سے سوال نکالیں گے تو پھر بحث لا محدود ہو جائے گی۔

ناصر نعمان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

جزاک اللہ حسین بھائی۔۔۔ماشاءاللہ سے آپ نے مذکورہ مسئلہ کی بہت عمدہ وضاحتیں پیش کیں۔۔۔جس کے بعد مزید کسی وضاحت کی ضرورت تو نہیں محسوس ہوتی ۔۔۔لیکن پھر بھی قارئین کرام کی معلومات میں اضافے کے لئے امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمتہ اللہ علیہ کی ایک مختصر تحقیق پیش خدمت ہے۔۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(وَقَوۡلِهِمۡ إِنَّا قَتَلۡنَا ٱلۡمَسِيحَ عِيسَى ٱبۡنَ مَرۡيَمَ رَسُولَ ٱللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمۡۚ وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنۡهُۚ مَا لَهُم بِهِۦ مِنۡ عِلۡمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينَۢا ﴿۱۵۷﴾ بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيۡهِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۵۸﴾ وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدًا(النساء159،157 پارہ6

)ترجمہ:اور ان کے کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے قتل کیا ہے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو رسول ہیں اللہ کے حالانکہ نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی پر چڑھایا اسے بلکہ معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ان کے لئے اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا اس معاملہ میں ضرور مبتلا ہیں شک میں اس بارے میں اور نہیں ہے انہیں اس واقعہ کا کچھ بھی علم،سوائے گمان کی پیروی کے اور نہیں قتل کیا انہوں نے مسیح کو یقینا۔بلکہ اٹھا لیا ہے اس کو اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست طاقت رکھنے والا،بڑی حکمت والا۔اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا(مسیح پر)اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا(مسیح) ان پر گواہ(

فرماتے ہیں کہ کتب تفاسیر میں " اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ "کی دو تفسیریں نقل کی گئیں ہیں۔۔۔ایک یہ کہ " بِهٖ "کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔۔۔اور" قَبْلَ مَوْتِهٖ "میں ضمیر یہود اور نصاری کے ہر ہر فرد کی طرف راجع ہے۔۔۔یعنی کہ ہر یہودی اور ہر نصرانی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا ۔۔۔وہ اس طرح کہ نزع اور جان کنی کے وقت انہیں اپنے باطل عقیدہ پر بخوبی اطلاع ہو جائے گی اور وہ مجبور ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔۔۔اگر چہ کتب تفسیر میں یہ تفسیر بھی موجود و مذکور ہے مگر دلائل اور سیاق وسباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

)اول(

اس لئے کہ نزع کے حالت کا ایمان، ایمان نہیں اور نہ ہی عند اللہ تعالیٰ اس کی قبولیت ہے۔۔۔حالاں کہ آیت کریمہ میں "لام" تاکید اول اور "نون" تاکید ثقیلہ آخر میں ہے۔۔۔جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور بضرور ایمان لائیں گے ۔۔۔اور اس ایمان سے مراد ایسا ایمان ہے جو عند اللہ ایمان ہو اور مقبول بھی ہو اور مرتے وقت یہودی اور نصرانی کا ایمان لانا ایمان ہی نہیں۔۔۔تو وہ اس " لَيُؤْمِنَنَّ "کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے؟

)ثانیا(

اس لئے کہ اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" فمن شاء فلیومن "یعنی ہر مکلف سے وہ ایمان مطلوب ہے جو اس کی مرضی اور مشیت سے ہو۔۔۔اور نزع کے وقت جب فرشتے سامنے ہوں تو اس وقت کا ایمان لانا مجبوری میں ایمان لانا ہو گا جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔

)ثالثاً(

اس لئے کہ قرآن کریم سے زیادہ فصاحت اور بلاغت والی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے۔۔۔اگر" مَوْتِهٖ "کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہو تو آگے" وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا "میں" يَكُوْنُ "میں ھو ضمیر یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے تو انتشار ضمائر لازم آئے گا کہ ایک تو ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے اور دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام طرف جو فصاحت اور بلاغت کے خلاف ہے۔۔۔اس لئے یہی بات راجع اور متعین ہے کہ " قَبْلَ مَوْتِهٖ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور یہود اور نصاریٰ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گا تو اپنے نزع سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔اور وہ ایمان عند اللہ تعالیٰ اور مقبول ہو گا۔

اور علامہ اندلسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اور ظاہر یہی ہے کہ " بِهٖ "اور" مَوْتِهٖ "میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔۔۔اور سیاق کلام بھی اسی کو چاہتا ہے اور معنیٰ یہ ہیں کہ جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوں گے ان میں سے کوئی ایک ایسا نہ رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے"(البحر المحیط ج3ص329(

اور عبد اللہ بن عمر بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 648ھ) نے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

)تفسیر بیضاوی ج1ص255(ناصر نعمان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

درج ذیل آیات کو دیکھئے اور غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو موت وفات یعنی عمر پوری ہوجانے پر دی۔ پڑھے بغیر یہ نکتہ سمجھ میں نہیں آئے گا لہذا بغور دیکھئے (استدعا)

3:54 إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ !بیشک میں تمہیں متوفی کروں گا اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے نجات دلادوں گا، اور تمہارے پیروکاروں کو (ان) کافروں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کر دوں گا

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:

5:116 وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ

جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا؟ وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے تو، نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا۔

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) (رب ہے)، اور میں ان (کے عقائد و اعمال) پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو، تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

آپ نے لکھا کہ یہ مکالمہ مستقبل میں قیامت کے بعد ہو رہا ہے۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

آیت 3:54 میں میں اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام سے فرما رہے ہیں کہ وہ ان کو متوفی کریں گے۔ آپ کی تشریح یہ ہے کہ ان کو جسم و روح سمیت قبضہ میں لے لیا گیا۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

معزز قارئین کرام۔۔۔جو حضرات قادیانیوں سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہوں گے کہ قادیانیوں کی ایک گمراہی "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول" کا انکار بھی ہے ۔۔۔اس سلسلہ میں جو قادیانی اعتراضات کرتے ہیں۔۔اُن اعتراضات کے جوابات علماء کرام بخوبی دے چکے ہیں۔۔۔اسی سلسلہ میں ہماری نظر فاروق صاحب کے ایک مراسلہ پر پڑی جس میں انہوں نے لفظ "توفی" کو موت سمجھ کر اپنے خیالات پیش فرمائے۔۔۔جبکہ شاید فاروق صاحب اس حقیقت سے واقف نہ ہوں کہ لفظ "توفی" کے معنی حقیقی موت کے نہیں۔۔۔اس کی وضاحت میں ایک تحقیق پیش خدمت ہے۔۔۔امید ہے کہ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہوگا:

معزز قارئین کرام۔۔۔قادیانی حضرات اپنا یہ اعتراض یوں پیش کرتے ہیں:

"فلما توفیتنی" کا مطلب ہے (پس جب تونے وفات دی مجھے) لفظ "توفی" باب تفعل کا مصدر ہے۔یہ قرآن شرف میں 25 دفعہ آتا ہے۔23 جگہ موت یا قبض روح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی 2 آیات میں موت کے معنی کیوں نہیں لئے جاتے؟ "

اس کے بعد قادیانی یہ آیت پیش کرتے ہیں (جو غامدی صاحب نے بھی پیش فرمائی ہے: (

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ(ال عمران 55 پارہ 3

)ترجمہ: جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ! بے شک میں واپس لے لوں گا تمہیں اور اٹھالوں گا تم کو اپنی طرف اور پاک کردوں گا ان لوگوں) کے گندے ماحول)سے جو کافر ہیں اور کروں گا ان لوگوں کو جنہوں نے اتباع کیا تمہارا غالب ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا قیامت کے دن تک پھر میری طرف لوٹ کر آنا ہے تمہیں پس فیصلہ کروں گا میں تمہارے درمیان ان باتوں کا جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے(

قادیانی اور غامدی صاحب نے " **متوفیک**" کے ترجمہ میں " **موت**" مراد لی ہے۔(اب آجائیں وضاحت کی طرف(

توفی کا لغوی معنی:

لسان العرب میں ہے "توفی المیت استیفاء مدۃ التی وفیت لہ وعدد ایامہ وشھورہ وعوامہ فی الدنیا) "ص 359 ج 15(

یعنی میت کے اور توفی کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مدت حیات کو پورا کرنا اور اس کی دنیاوی زندگی کے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو پورا کرنا "

معزز قارئین کرام۔۔۔خصوصی توجہ کی درخواست ہے

"**وصال**" کے معنی ہیں" **ملنے کے** "اور" **انتقال**" کے معنی ہے" **ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوجانے کے**"اب بزرگوں کی موت پر ادب اور احترام کی وجہ سے" **وصال**" یا" **انتقال** " کے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔یعنی اپنے رب سے جا ملے یا دار فانی سے دار جاودانی کی طرف انتقال فرماگئے یا رحلت فرماگئے یا رخصت ہوگئے ۔۔۔۔تو **وصال، انتقال، رحلت** اور رخصت کے معنی" **موت** " کے تو نہیں بن جائیں گے نہ؟

بس اسی طرح" **توفی**" کے لفظ کو سمجھیں کہ" **توفی**" کے اصلی اور حقیقی معنی تو **استیفا اور اکمال کے ہیں**)**یعنی کسی شے کو پورا پورا کرلینے کے** (مگر بعض دفعہ بغرض تشریف و تکریم کسی کی موت کو کنایتہ تعبیر کردیا جاتا ہے ۔۔۔جس سے قادیانی اور غامدی صاحب سمجھتے ہیں کہ "توفی" کا حقیقی معنی "موت" کے ہیں۔

علامہ زمخشری (اساس البلاغتہ ص 304 ج 2) میں تصریح فرماتے ہیں:

"توفی کے حقیقی معنی استیفاء اور اکمال کے ہیں اور مجازی معنی موت کے ہیں "

اور علامہ زبیدی (تاج العروس شرح قاموس ج 20 ص 301) فرماتے ہیں: "توفی کا حقیقی معنی موت نہیں "

معزز قارئین کرام

تین آیات مبارکہ پیش خدمت ہیں توجہ فرمایئے گا، جس سے صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ "توفی "کی حقیقت موت نہیں، بلکہ "توفی" موت کے علاوہ کوئی اور شے ہے۔

آیت اول:

ارشادباری تعالی ہے۔)اللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَاوَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَافَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَاالْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰیٓ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی (الزمر42پارہ 24

)ترجمہ:وہ اللہ ہی ہے جو قبض کرتا ہے روحیں موت کے وقت، اور جو مرا نہیں ہے(اس کی روح قبض کرتا ہے)اس کی نیند میں پھر روک لیتا ہے انہیں جن کے لئے فیصلہ ہو چکا ہے موت کا اور واپس بھیج دیتا ہے دوسروں کو ایک وقت مقرر کے لئے(

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ " توفی "بمعنی موت کے نہیں ہیں، بلکہ " توفی "موت کے علاوہ کوئی شے ہے جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے ۔۔تو کبھی نیند کے ساتھ۔۔۔یعنی تمہاری جانیں خدا کے قبضے میں ہیں۔۔۔ہر روز سوتے میں تمہاری جانیں کھینچتا ہے اور پھر واپس کر دیتا ہے۔۔۔مرنے تک ایسا ہی ہوتا رہے گا اور جب موت کا وقت ہوتا ہے تو پھر جان کھینچنے کے بعد واپس نہیں کی جاتی ۔۔۔

خلاصہ یہ کہ آیت مبارکہ میں " توفی "کی موت اور نیند کی طرف تقسیم اس امر کی صریح دلیل ہے کہ " توفی "اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔اور"حِیْنَ مَوْتِھَا "کی قید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ " توفی "موت کے وقت ہوتی ہے۔۔عین موت نہیں۔

صاحب لسان(جلد15ص360،359طبع بیروت" (توفی "کی حقیقت بیان کر دینے کے بعد اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"مرنے کے وقت جان اور روح پوری پوری لے لی جاتی ہے اور نیند کے وقت عقل اور ادارک اور ہوش وتمیز کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے"

آیت دوم:

ارشادباری تعالی ہے۔)وَھُوَالَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ الخ الانعام60پارہ7

)ترجمہ:وہ ہی ہے جو رات میں تم کو پورا پورا کھینچ لیتا ہے(

اس مقام پر بھی" توفی "موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ نیند کے موقع پر"توفی "کا استعمال کیا گیا۔

آیت سوم:

ارشادباری تعالی ہے۔)حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ الخ النساء15پارہ4

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کو ترجمہ اس طرح کرتے ہیں" تا آں کہ عمر ایشان را تمام کند مرگ" یعنی یہاں تک کہ موت ان کی عمر تمام کر دے۔

اس آیت مبارکہ میں" توفی "کے معنی " عمر تمام "اور "اکمال عمر "کے لئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں جابجا موت کے مقابلے میں حیات کا ذکر فرمایا ہے۔۔لیکن" توفی "کو حیات کے مقابلے میں ذکر نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ " توفی "کی حقیقت موت نہیں۔

موت وحیات کا تقابل:

اگر" توفی "کی حقیقت موت ہوتی تو جس طرح جابجا موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا جاتا ہے اسی طرح" توفی "کے بعد بھی حیات کا ذکر کیا جاتا۔

)وَیُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَاالخ الروم19پارہ21

)اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا الخ المرسلت26پارہ29

)ثُمَّ یُمِیتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیکُمْ الخ البقرۃ28 پارہ1
)وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا الخ النجم44 پارہ27
)وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ الخ یونس31 پارہ11
)أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ الخ النحل21 پارہ14
)وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ الخ فرقان58 پارہ18
)لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ الخ طٰہٰ74 پارہ16
)كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ الخ البقرۃ73 پارہ1
)يُحْيِي وَيُمِيتُ الخ توبہ116 پارہ11

امید ہے کہ ان اوپر کی گئی وضاحتوں کے بعد یہ بات بخوبی سمجھ آگئی ہو گی کہ " توفی "کی حقیقت موت نہیں۔

جن ائمہ لغت نے " توفی " کے معنی روح قبض کرنے کے لکھے ہیں۔۔۔انہوں نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ فقط روح قبض کو "توفی " کہتے ہیں۔۔۔اور قبض روح مع البدن ہو تو اس کو "توفی "نہیں کہتے۔۔۔بلکہ اگر قبض روح کے ساتھ بدن بھی ہو تو بدرجہ اولیٰ " توفی " ہو گی۔

اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ " توفی " ایک جنس ہے اور نوم(نیند) موت اور رفع جسمانی یہ اس کی انواع اور اقسام ہیں۔۔۔اور یہ مسلم ہے کہ نوع اور قسم معین کرنے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے اس لئے " توفی " کے ساتھ موت اور اس کے لوازم کا ذکر ہو گا۔۔۔اس جگہ " توفی " سے مراد موت لی جائے گی۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔) قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ الخ السجدۃ11 پارہ21

)ترجمہ: کہہ دیجیے! پورے کا پورا قبضے میں لے گا تم کو وہ موت کا فرشتہ جو مقرر ہے تم پر پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے(

اس مقام پر ملک الموت کے قرینہ سے "توفی" سے مراد موت لی جائے گی۔

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

یہ دو آیات ہم کو اس متوفی ہونے کی تفصیل بتاتی ہیں کہ یہ وفات صرف اور صرف ایک بار ہوئی۔ یعنی ایک وفات پہلے اور ایک موت بعد میں نہیں ہوئی

اور آخری عرض یہ ہے کہ اسی طرح قادیانی بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "توفی" دے دی گئی تو اس کے بعد وہ دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟؟

تو ہم اُن کو بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ مسئلہ یہاں " توفی " کے مفہوم کو سمجھنے کا تھا جو کہ الحمد اللہ اوپر پیش کی گئی وضاحت سے بخوبی واضح ہو گیا ہے۔۔۔۔اس کے بعد صرف اتنی عرض ہے کہ اگر آپ کو یا" توفی " کے معنی موت مراد لینے والوں کو اپنے موقف پر ہی اصرار ہے۔۔۔۔۔۔تو ہم انہیں مجبور نہیں کرتے صرف اتنا عرض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام" توفی "بعد بھی اسی طرح حیات ہیں۔۔۔۔جیسا کہ اوپر پیش کی گئیں آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جب لوگوں کو رات کو" توفی " دیتا ہے۔۔۔اور صبح اٹھ کر لوگ ایک بار پھر زندہ ہو کر اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔۔۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام" توفی "

کے بعد بھی حیات ہیں اور قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔ناصر نعمان

جناب فاروق صاحب ہم بحث برائے بحث سے اجتناب کرتے ہیں۔۔۔کیوں کہ یہ محض وقت کا ضیاع ہے اور کچھ نہیں۔۔۔۔۔ہم آپ سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ جب تک آپ اپنے دماغ کو نیوٹرل نہیں فرمائیں گے تب تک آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔۔۔۔۔اور آپ دوسرے کی بات سمجھ کر جواب دینے کے بجائے گھوم پھر کر وہی ایک ہی بات پر اصرار کرتے رہیں گے۔۔۔۔جس کا کسی کو فائدہ نہیں سوائے وقت کے ضیاع کے۔

میرے محترم فاروق صاحب۔۔۔۔آپ نے ہماری پوسٹ پر توجہ سے مطالعہ کئے بغیر وہی اپنی پرانی بات کچھ لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ دہرا دی؟؟؟

جناب آپ کی سوئی ابھی تک مطلق "نصرانیوں کی عبادت سے لاعلمی" پر اٹکی ہوئی ہے۔۔۔جبکہ ہم پہلے بھی واضح کر چکے ہیں کہ اس مکالمہ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"ءَ أَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ"

یعنی کیا تونے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوا؟

جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب ہے

"قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ الخ

یعنی فرمائیں گے کہ پاک ہے تو نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا"

اس کے بعد آپ کا یہ کہنا کہ:

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
>
> اس گواہی کا متن تو درست نہیں رہا۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب ایسی گواہی دے ہی نہیں سکتے۔کیوں کہ وہ دوبارہ آگئے، جناب نے اب دیکھ لیا کہ ان کی اور ان کی والدہ کی عبادت ہو رہی ہے۔۔۔وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ ان کے زمین پر موجودگی کے دوران انکی اور ان کی والدہ کی عبادت نہیں کی گئی۔۔۔

صرف اسی چیز پر مبنی ہے کہ آپ کی سوئی نصرانیوں کی عبادت سے لاعلمی پر اٹکی ہوئی ہے

جبکہ ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ:

یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے پہلے تک نگران ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں موجود رہے تب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تعلیم دیتے رہے) جیسا کہ اس قبل والی آیت میں ارشاد ہے کہ " عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا (" ۔۔۔اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا اس کے بعد نصرانیوں نے جو کچھ کیا)**یعنی کب، کیسے اور کیوں حضرت عیسیٰ**

علیہ السلام اور ان کی ماں کو معبود بنالیا (اس پر اللہ رب العزت ہی ان پر نگران تھا جو کہ ہر چیز پر نگران ہے۔

لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد۔۔۔ اور نصرانیوں کو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کی عبادت کرتے دیکھنے کے باوجود بھی۔۔۔۔ آخرت میں ہونے والے مکالمہ سے کوئی تعارض نہیں پیدا ہوتا۔۔۔ کیوں کہ مکالمہ میں فرمان نصرانیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کی عبادت کرتے دیکھنے پر نہیں ہے۔۔۔۔ بلکہ فرمان ہے کہ:

" ءَ أَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّـهِ " الخ

یعنی کیا تونے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوا؟

امید ہے کہ اس دفعہ خصوصی غور وفکر کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں گے۔۔۔

بصورت دیگر بحث برائے بحث محض وقت کا ضیاع ہے۔۔۔ امید ہے کہ آپ کا وقت بھی قیمتی ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

اس آیت کا ایک اہم نکتہ ہے وہ ہے گواہی یا شہادت، حضرت عیسی کی گواہی کہاں ختم ہوتی ہے یہ اہم ہے اور کب تک کا دورانیہ ہے یہ اہم ہے۔

رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد بھی الہامی کتب نمودار ہوں گی، ان کتب پر بھی ایمان رکھنا ہے؟

فاروق سرور خان

اس آیت کا ایک اہم نکتہ ہے وہ ہے گواہی یا شہادت، حضرت عیسی کی گواہی کہاں ختم ہوتی ہے یہ اہم ہے اور کب تک کا دورانیہ ہے یہ اہم ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسی جبھی نگراں نہیں رہے۔

آپ نے اس لکھے ہوئے نکتے پر غور کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن بہت ہی غیر ذمہ داری کے ساتھ فرمایا۔

اقتباس:

> لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ۔۔۔ اور نصرانیوں کو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کی عبادت کرتے دیکھنے کے باوجود بھی۔۔۔۔ آخرت میں ہونے والے مکالمہ سے کوئی تعارض نہیں پیدا ہوتا ۔

قرآں حکیم سے صراحت کے ساتھ ثبوت فراہم کیجئے کہ

[QUOTE] لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد

کن آیات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہو گا؟؟

ہمیں تو کسی آیت میں یہ ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ آپکو واضح اور صریح ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ جناب حضرت عیسی کی وفات کے بعد سے قیامت تک حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کی صریح تردید کرتا ہے قرآن حکیم۔ یہ صراحت سے واضح ہے کہ یہ وفات، موت کی شکل میں ہے، جو دوبارہ اٹھائے جانے پر)دوبارہ اٹھائے جانے کا یہ نکتہ بھی قرآن حکیم سے ثابت ہے (ان سوالات کی شکل میں ہو گا۔

والسلام

غلام خان

ایک سوال جسکا جواب فوری درکار ہے

ایک ایسا شخص کو منکر حدیث ہو بلا کسی شک کے تو کیا اس کو کسی مسجد کا امام و خطیب مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں ؟؟؟

شاید آپ میں سے اکثر کراچی میں رہتے ہوں

تومسئلہ یہ ہے: کراچی غربی سعید آباد بلدیہ ٹاؤن میں 24 مارکیٹ میں ایک مسجد ہے تو وھاں ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کیا ہے جو کہ ھمارے یہاں بلتستان کے ایک تحصیل ہے شگر وہاں سے ہے اس سے 2006 میں تقریبا یہاں یک فتوی دیا تھا کہ حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نماز اور دعا میں کوئی فرق نہیں جس طرح دعا من کریں تو کرلیا ورنہ نہیں اسی طرح نماز ہے۔

یہاں کے علماء کرام نے ان کو کسی بھی اھل سنت امور میں شامل نہیں کرنا ہے

الہم ابھی سنا ہے اسکو اس مسجد میں امام مقرر کیا گیا ہے اور مقتدی اس کی مخالفت کر رہے ہیں

آپ لوگوں سے یہی سوال ہے کیا ایسے کو امام ہونا چاہیے جو منکر حدیث ہے ؟؟؟ فاروق سرور خان

یہ سوال بھی پوچھئے کہ اللہ تعالی یا اس کے رسول اللہ صلعم نے کہاں حکم دیا تھا کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد بھی الہامی کتب نمودار ہوں گی، ان کتب پر بھی ایمان رکھنا ہے؟

Rana Ammar Mazhar

میں فاروق سرور خان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان تراجم کو سمجھنے کے لئے اپنا قیمتی وقت اللہ کی راہ میں استعمال کرتے ہیں۔

جب عیسیٰ دوبارہ آئیں گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے پھر ان کی وفات کے بعد مسلمانوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدا بنا کر عبادت شروع کر دی۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد جو چاہے آپکا حُسن کرشمہ ساز کرے۔

قادیانیوں کا ظہور و نزول ہو گیا باقیوں کا ہونا ہے۔

قرآن کو عربی کی کس ترکیب سے پڑھیں گے کہ متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائے گا؟

ناصر نعمان

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب Rana Ammar Mazhar :
>
> قرآن کو عربی کی کس ترکیب سے پڑھیں گے کہ متوفی ہونا زندہ ہونے کے مترادف ہو جائے گا؟

کاش کہ میرے دوست آپ توجہ سے پوری پوسٹ پڑھ لیتے۔۔۔ آپ کو یہ سوال نہ کرنا پڑتا۔۔۔ دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

معزز قارئین کرام

تین آیات مبارکہ پیش خدمت ہیں توجہ فرمایئے گا، جس سے صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ "توفی " کی حقیقت موت نہیں، بلکہ "توفی" موت کے علاوہ کوئی اور شے ہے۔

آیت اول:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔) اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر 42 پارہ 24

)ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جو قبض کرتا ہے روحیں موت کے وقت، اور جو مرا نہیں ہے (اس کی روح قبض کرتا ہے) اس کی نیند میں پھر روک لیتا ہے انہیں جن کے لئے فیصلہ ہو چکا ہے موت کا اور واپس بھیج دیتا ہے دوسروں کو ایک وقت مقرر کے لئے(

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ " توفی "بمعنی موت کے نہیں ہیں، بلکہ " توفی "موت کے علاوہ کوئی شے ہے جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے ۔۔تو کبھی نیند کے ساتھ۔۔۔یعنی تمہاری جانیں خدا کے قبضے میں ہیں۔۔۔ہر روز سوتے میں تمہاری جانیں کھینچتا ہے اور پھر واپس کر دیتا ہے۔۔۔مرنے تک ایسا ہی ہوتا رہے گا اور جب موت کا وقت ہوتا ہے تو پھر جان کھینچنے کے بعد واپس نہیں کی جاتی ۔۔۔

خلاصہ یہ کہ آیت مبارکہ میں " توفی "کی موت اور نیند کی طرف تقسیم اس امر کی صریح دلیل ہے کہ " توفی "اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔اور "حِينَ مَوْتِهَا "کی قید سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ " توفی "**موت کے وقت ہوتی ہے۔۔عین موت نہیں۔**

صاحب لسان (جلد 15 ص 360،359 طبع بیروت " (توفی "کی حقیقت بیان کر دینے کے بعد اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"مرنے کے وقت جان اور روح پوری پوری لے لی جاتی ہے اور نیند کے وقت عقل اور ادارک اور ہوش و تمیز کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے "

امید ہے کہ اگر اس دفعہ آپ نے یہ اقتباس توجہ سے پڑھا ہو گا تو بات آسانی سے سمجھ آ جائے گی۔

یہ دوسری آیت مبارکہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

آیت دوم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔) وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ الخ الانعام 60 پارہ 7

)ترجمہ: وہ ہی ہے جو رات میں تم کو پورا پورا کھینچ لیتا ہے(

اس مقام پر بھی " توفی "موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ نیند کے موقع پر " توفی "کا استعمال کیا گیا۔

آیت سوم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔) حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ الخ النساء 15 پارہ 4

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کو ترجمہ اس طرح کرتے ہیں " **تا آں کہ عمر ایشان را تمام کند مرگ** " **یعنی یہاں تک کہ موت ان کی عمر تمام کر دے۔**

اس آیت مبارکہ میں " توفی "کے معنی " عمر تمام "اور "اکمال عمر "کے لئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں جا بجا موت کے مقابلے میں حیات کا ذکر فرمایا ہے۔۔لیکن " توفی "کو حیات کے مقابلے میں ذکر نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے

کہ " توفی " کی حقیقت موت نہیں۔

باقی تفصیل پچھلے مراسلے میں ہی ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت عیسی کو یہ پتہ ہی نہیں کہ لوگ ان کی اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیھاالسلام کی پوجا کرتے ہیں؟

فاروق سرور خان

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:

5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ

جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا؟ وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے تو، نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا۔

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان پر (اس وقت تک) خبر دار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو، تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

آپ کا تجزیہ ان آیات سے بہت دور ہے۔

سب سے پہلا سوال:

یہ مکالمہ کب ہو رہا ہے؟ ہو چکا ہے یا پھر قیامت کے بعد ہو گا؟ کیا یوم قیامت واقع ہو جانے کے بعد جب سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو کیا اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی بھی وفات ہو چکی ہو گی؟

یا پھر وہ قیامت واقع ہونے کے بعد بھی زندہ رہیں گے؟ کیا حضرت عیسی علیہ السلام کو کبھی بھی موت نہیں آئے گی؟

اگر یہ مکالمہ قیامت کے بعد ہو رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ حضرت عیسی علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ -- اے اللہ تعالی، جب میں دوبارہ گیا تو میں نے دیکھا کہ یہ لوگ میری اور میری ماں کو پوجا کرتے ہیں؟

اس کے برعکس وہ یہ فرماتے ہیں کہ ---- اور میں ان پر (اس وقت تک) خبر دار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، یعنی حضرت عیسی کو یہ پتہ ہی نہیں کہ لوگ ان کی اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیھاالسلام کی پوجا کرتے ہیں؟

حضرت عیسی کیوں فرمائیں گے کہ صرف اللہ تعالی ہی اس بارے میں جانتے ہیں؟

آج کیتھولک کرسچین کا ایک بڑا طبقہ مدر میری کی عبادت کرتا ہے، جب رسول اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنے "متوفی "ہونے سے قیامت کے واقع ہونے تک یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ کرسچین یعنی عیسائیوں کا ایک بڑا طبقہ ان کی اور ان کی پوجا کرتا ہے؟ ایسا کیوں؟

تو یہ "متوفی "ہونے سے قیامت کے واقع ہونے تک کا مطلب اگر زندگی ہے تو اس زندگی یا دوبارہ آنے کے بعد، کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالی کے نبی حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ معلوم ہی نہیں کے عیسائی ان کی اور ان کی والدہ کی عبادت کرتے رہے ہیں؟

کیا وجہ ہے کہ باجود دوبارہ آنے کے، زندہ ہونے کے، رسول اللہ اس عبادت سے ناواقف ہیں، فرماتے ہیں ---- پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو، تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

ہمیں یہ سمجھائیے کہ اگر نبی اکرم رسول اللہ حضرت عیسی علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو قیامت کے بعد ہونے والے اس مکالمے میں وہ کیوں انکار کریں گے کہ وہ تو جانتے ہی نہیں کہ لوگ ان کی اور ان کی والدہ ماجدہ کی عبادت کرتے ہیں؟ وہ کیوں کہہ رہے ہیں ----پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو، تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

آپ ان کے متوفی ہونے کو زندہ ثابت کرنے پر تلے ہیں۔ جبکہ یہ آیت قیامت کے بعد پلٹ کر واقعہ کو دیکھتی ہے اور غیب سے وہ حال ہم سب کو بتاتی ہے کہ قیامت سے پچھلی طرف دیکھئے تو حضرت عیسی کے متوفی ہونے سے قیامت تک ان کی دوبارہ زندگی کا کوئی ثبوت نہیں۔۔۔۔

قادیانی:

اول تو میں قادیانی بالکل نہیں، رسول اللہ صلعم کو آخری نبی تصور کرتا ہوں۔ لیکن قادیانی تو جیتے ہی اس نظریے پر ہیں کہ مسیح نے دوبارہ آنا تھا۔۔۔ جبکہ یہ نظریہ مندرجہ بالاء آیات کی روشنی میں قرآن سے ثابت ہی نہیں ہے۔ تو پھر قادیانیت کا تین پتے کا محل جناب ڈھے جاتا ہے۔ مسیح نے جب آنا ہی نہیں تو پھر قادیانیوں کے مسیح کا کیا کام؟؟؟؟

دراصل، مسیح کے دوبارہ آنے کا نظریہ ہی، قادیانیت کی روح ہے۔ قرآن حکیم کی درج بالاء آیات سے واضح ہے کہ قیامت سے الٹی طرف دیکھئے تو جس دن بھی حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہوئی، اس دن سے قیامت تک، حضرت عیسی کا کوئی دوسرا نزول نہیں ورنہ ان کو ضرور یہ علم ہوتا کہ لوگ ان کی اور ان کی والدہ کی پوجا کرتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی میں ان کی امت اپنے رسول کی ہدایت کے مطابق، ایک اللہ تعالی کی عبادت کرتی تھی۔ عیسائیت --- پال نے جس کا نام ساؤل تھا۔۔۔عیسائیوں کے مطابق سنہ 60 میں شروع کی۔ جس میں حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کا بیٹا اور حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالی کی بیوی قرار دیا گیا۔

موجودہ تاریخ بھی قرآن کی اس آیت کو تقویت بخشتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو نہیں پتہ کے ان کے بعد عیسائی ان کی والدہ ماجدہ اور ان کی پوجا

بطور خدا کے بیٹے کے کرنے لگے۔

ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کی ساری تفسیر کو اللہ تعالی کا فرمان جھٹلاتا ہے تو صاف صاف بتاتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کی پوجا، عیسائیت میں حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات کے بعد شروع ہوئی۔ اور یوم قیامت اور اس کے بعد تک حضرت عیسی علیہ السلام کو اس حقیقت کا علم ہی نہیں ہو گا۔
لہذا یہ اخذ کرنا درست نہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا کبھی بھی کسی طور اس دور میں دوبارہ نزول ہوا جب کہ ان کی اور ان کی والدہ کی عبادت کی جاتی تھی، ۔۔

اس نکتہ سے قادیانیوں کے موقف کو تقویت نہیں ملتی بلکہ ان کو ایک پائیدار شکست ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بہت سے کتب روایات بھی قرآن حکیم کے اعلی کسوٹی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ آپ ان آیات پر نرم دلی سے غور کیجئے۔ یقیناً یہ نکتہ سمجھ میں آجائے گا ۔

والسلام

ناصر نعمان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

اب آپ عیسی علیہ السلام کا ایک اور مکالمہ اللہ تعالی سے دیکھئے:
5:116 وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ
جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنا لو مجھے اور میری ماں کو دو معبود اللہ کے سوا؟ وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے تو، نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا۔

5:117 مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
میں نے انہیں سوائے اس (بات) کے کچھ نہیں کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کیا کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، اور میں ان پر (اس وقت تک) خبردار رہا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو، تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان

تھا، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے

جناب فاروق صاحب۔۔۔ آپ کی عقل سے وجود میں آیا یہ مفروضہ کسی طور پر امت مسلمہ کے اجماع کو رد نہیں کر رہا۔۔۔ بات صرف یہ ہے کہ آپ کی سوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اٹکی ہوئی ہے اور آپ نے اسی سوئی کو اپنے دماغ میں اٹکا کر بنیاد بنالی اور پھر اسی بنیاد پر اپنے خود ساختہ مفروضہ کی تعمیر فرما رہے ہیں۔

آپ نے اس مکالمہ سے یہ تعین کر لیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اور اپنی ماں کی ہونے والی عبادت سے لاعلمی کا اظہار فرمائیں گے۔
جبکہ اگر آپ اپنے دماغ کو غیر جانبدار کر کے جب دوبارہ اس مکالمہ پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو ایک جواب یہ بھی ملے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس لاعلمی کا اظہار اپنی اور اپنی ماں کی ہونے والی عبادت پر نہیں۔۔۔۔

بلکہ اللہ رب العزت کے فرمان

"ءَ أَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ"

یعنی کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوا؟

جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب

"قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ الخ

یعنی فرمائیں گے کہ پاک ہے تو نہیں زیب دیتا مجھے کہ کہوں میں ایسی بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو بے شک تجھے اس کا علم ہوتا"

کیا سمجھ آیا فاروق صاحب۔۔۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام "نصرانیوں کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کی عبادت" سے لاعلمی کا اظہار نہیں فرما رہے بلکہ اللہ رب العزت کی طرف سے سوال "کیا تو نے کہا تھا" کا جواب فرما رہے ہیں کہ میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں۔۔۔ اور اگر میں ایسی بات کہتا تو تیرے علم میں ہوتا۔

اس کے بعد آگے فرمایا

تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ الخ

یعنی تو جانتا ہے وہ جو میرے دل میں ہے اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔ بے شک تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کا

یعنی اگر میں ایسا کہتا تو ضرور تیرے علم میں ہوتا۔۔۔ جبکہ تو تو میرے دل کا حال تک جانتا ہے۔۔

اس کے بعد فرمایا کہ

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ الخ

یعنی نہیں کہا میں نے ان سے مگر وہ کہ حکم دیا تو نے مجھے جس کا کہ عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا

اس کے بعد فرمایا کہ

وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ الخ

یعنی اور تھا میں ان پر نگران جب تک رہا ان میں پھر جب اٹھالیا تو نے مجھے تو تھا تو نگہبان ان پر اور تو تو ہر چیز پر نگران ہے

اب اوپر والے مکالمے کے بعد آپ کو یہ بات بخوبی سمجھ آجانا چاہیے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے پہلے تک نگران ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں موجود رہے تب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تعلیم دیتے رہے) **جیسا کہ اس قبل والی آیت میں ارشاد ہے کہ "** **عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا** ("۔۔۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا اس کے بعد نصرانیوں نے جو کچھ کیا) **یعنی کب، کیسے اور کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کو معبود بنالیا** (اس پر اللہ رب العزت ہی ان پر نگران تھا جو کہ ہر چیز پر نگران ہے۔

تو فاروق صاحب اس مکالمہ سے یہ کہیں نہیں ثابت ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصرانیوں کی عبادت سے لاعلمی مراد ہے۔۔۔

اور یہی سمجھنا ہی آپ کے سارے مفروضہ کی بنیاد ہے۔۔۔ جس پر آپ کے سارے سوالات کھڑے ہیں
امید ہے کہ جب آپ اپنی آنکھوں سے "عقل کی کسوٹی پر پرکھنے" کا چشمہ اتار کر امت مسلمہ کی طرح" نقل "(صحیح احادیث) پر بھروسہ کر کے دوبارہ اس مکالمہ پر غور و فکر فرمائیں گے تو ان شاءاللہ تعالیٰ بات بالکل واضح ہو جائے گی۔

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان**
>
> **سب سے پہلا سوال:**
>
> **یہ مکالمہ کب ہو رہا ہے؟ ہو چکا ہے یا پھر قیامت کے بعد ہو گا؟ کیا یوم قیامت واقع ہو جانے کے بعد جب سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو کیا اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی بھی وفات ہو چکی ہو گی؟ یا پھر وہ قیامت واقع ہونے کے بعد بھی زندہ رہیں گے؟ کیا حضرت عیسی علیہ السلام کو کبھی بھی موت نہیں آئے گی؟**

آپ سے درخواست ہے کہ توجہ سے ساتھیوں کی پوسٹ ملاحظہ فرمالیا کریں۔۔۔ سیج بھائی اپنی آخری پوسٹ میں یہ حدیث پیش کر چکے ہیں:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہ ہو گا اور بیشک عیسیٰ اتریں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ ایک شخص ہیں متوسط قد و قامت کے رنگ ان کا سرخی اور سفیدی کے درمیان میں ہے وہ زرد کپڑے ہلکے رنگ کے پہنے ہوں گے ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا معلوم ہو گا اگرچہ وہ تر بھی نہ ہوں گے وہ لوگوں سے جہاد کریں گے اسلام قبول کرنے کے لئے اور توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور موقوف کر دیں جزیے کو اور تباہ کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں سب مذہبوں کو سوا اسلام کے اور ہلاک کریں گے وہ دجال مردود کو پھر دنیا میں رہیں گے **چالیس برس تک بعد اس کے ان کی وفات ہو گی** اور مسلمان ان پر جنازے کی نماز پڑھیں گے"

)سنن ابوداؤد کتاب الملاحم باب دجال کا نکلنا جلد ۳(

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

اگر یہ مکالمہ قیامت کے بعد ہو رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ -- اے اللہ تعالیٰ، جب میں دوبارہ گیا تو میں نے دیکھا کہ یہ لوگ میری اور میری ماں کو پوجا کرتے ہیں؟

آپ کا یہ مفروضہ ہی درست نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی اور اپنی ماں کی عبادت کی خبر ہی نہیں ہوئی۔۔۔۔کیوں کہ اگر آپ کا مفروضہ درست ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ خبر ایک زبردست انکشاف ہوتی کہ لوگ ان کی اور اُن کی ماں کی عبادت کرتے رہے ہیں۔۔۔۔اور وہ شدید حیرانگی کا اظہار فرماتے۔۔۔جبکہ اس مکالمہ میں ایسا کچھ نہیں

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

آپ ان کے متوفی ہونے کو زندہ ثابت کرنے پر تلے ہیں۔ جبکہ یہ آیت قیامت کے بعد پلٹ کر واقعہ کو دیکھتی ہے اور غیب سے وہ حال ہم سب کو بتاتی ہے کہ قیامت سے پچھلی طرف دیکھئے تو حضرت عیسی کے متوفی ہونے سے قیامت تک ان کی دوبارہ زندگی کا کوئی ثبوت نہیں۔۔۔۔

بے شمار ثبوت ہیں۔۔۔لیکن آپ کسی ثبوت کو ماننے والے تو بنیں۔۔۔ جب آپ کے نزدیک احادیث کی کوئی اہمیت نہیں پھر آپ کو کیا ثبوت پیش کیا جائے ۔۔۔ آپ تو وہی حدیث مانتے ہیں جو آپ کی ذاتی عقل کی کسوٹی پر پورا اترے لیکن اگر آپ کی عقل میں کمزوری ہوئی اور آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ حدیث آپ کے نزدیک رد ہے (معاذ اللہ)

سوچیں تو سہی۔۔۔کہ چلیں آپ میں تو اتنی عقل ہے کہ آپ کچھ احادیث پاک قرآن پاک کے مطابق نظر آجاتی ہیں۔۔۔لیکن اگر آپ کا ہی فارمولہ ہر خاص وعام اپنا اصول بنالے۔۔۔۔۔تو اتنی معمولی بات تو آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ دنیا میں آپ سے کمزور عقل والے بھی بے شمار مسلمان ہیں۔۔۔اور جب اُن کو بھی عقل کی کسوٹی پر احادیث پرکھنے کی تعلیم دی جائے گی۔۔۔۔تو یقیناً اُن کمزور عقل والوں کو وہ حدیث بھی سمجھ میں نہ آئیں گی جو آپ کو سمجھ میں آگئیں۔۔۔اور وہ بلا جھجک اُن احادیث کو رد کر دیں گے جن کو آپ اپنی نسبتاً بہتر عقل سے تسلیم کرتے ہیں۔۔۔۔تو آپ خود ہی ایمانداری سے جواب دیں کہ آپ کے خیال میں عقل کی کسوٹی پر حدیث سمجھنے کا فارمولہ درست کہلائے گا؟؟؟؟ کہ جس کو جو حدیث سمجھ نہ آئے وہ اُسے رد کرتا پھرے (معاذ اللہ)؟؟؟

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

لیکن قادیانی تو جیتے ہی اس نظریے پر ہیں کہ مسیح نے دوبارہ آنا تھا۔۔۔ جبکہ یہ نظریہ مندرجہ بالاء آیات کی روشنی میں قرآن سے ثابت ہی نہیں ہے۔ تو پھر قادیانیت کا تین پتے کا محل جناب ڈھے

جاتا ہے۔ مسیح نے جب آنا ہی نہیں تو پھر قادیانیوں کے مسیح کا کیا کام؟؟؟؟

شاید آپ کا قادیانیت کے متعلق مطالعہ بہت کمزور ہے۔۔۔۔ دوبارہ مطالعہ فرمائیے

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

دراصل، مسیح کے دوبارہ آنے کا نظریہ ہی، قادیانیت کی روح ہے۔

شاید آپ کے علم میں نہیں کہ قادیانی اپنی اسی روح کا سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں۔۔۔۔ اگر یقین نہ آئے تو کسی قادیانی سے اس موضوع پر بات کر کے دیکھ لیں۔ وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ ان کے زمین پر موجودگی کے دوران انکی اور ان کی والدہ کی عبادت نہیں کی گئی۔

فاروق سرور خان

قادیانی کیا کہتے اور سوچتے ہیں اس نکتے پر بحث مطلوب نہیں ہے۔ اس لئے اس پر نا لکھئے۔ قادیانیوں کا کوئی تعلق اس موضوع سے ہے نہیں۔ یہ نکتہ اگر بحث طلب ہے تو اس نکتے کو الگ دھاگے میں کر لیجئے

جن دو آیات پر ہم غور کر رہے ہیں وہ آیات واضح طور پر درج ذیل نکات کا تعین کرتی ہیں

1۔ ان کا پیریڈ یا دورانیہ۔۔۔۔ حضرت عیسی کی وفات (متوفی ہونے (شروع ہو کر قیامت تک ہے۔ متوفی کے معانی آپ جو بھی لیتے ہیں، اس کی اہمیت نہیں۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ متوفی ہونے کے واقعہ سے قیامت تک کا وقت گذر گیا ہے۔

2۔ متوفی ہونے سے قیامت تک دوران ، حضرت عیسی علیہ السلام کے زمین پر دوبارہ نازل ہونے کا اس آیت میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ جب کہ دورانیہ مقرر ہے۔

3۔ اس دورانیہ کے شروع ہونے کے وقت یعنی "متوفی "ہونے کے وقت پر حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ کی عبادت نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے کہ نبی اکرم حضرت عیسی علیہ السلام صرف یہ بتاتے ہیں کہ وہ صرف اس بات کے گواہ ہیں کہ

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ الخ

یعنی نہیں کہا میں نے ان سے مگر وہ کہ حکم دیا تو نے مجھے جس کا کہ عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا

اس کے بعد فرمایا کہ

وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ

یعنی اور تھا میں انکے لئے گواہ جب تک رہا ان میں

عیسی علیہ السلام کیا گواہی دے رہے ہیں؟

جناب حضرت عیسی علیہ السلام کی گواہی یہ ہے کہ وہ جب تک نصرانیوں میں رہے نصرانی کیا کرتے رہے؟

نصرانی عمل کرتے رہے اس حکم پر جس کا حکم اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے ذریعے دیا تھا۔ کہ ---- عبادت کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور رب ہے تمہارا ---

آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم حضرت عیسی علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ ان کی اور ان کی والدہ کی عبادت کی جاتی ہے؟ تو یہ اس آیت یا کسی دوسری آیت سے کس طرح ثابت ہے؟ حضرت عیسی کے پاس تو یہ شہادت ہی نہیں ہے۔ ان کے پاس تو ان کی قوم کے لئے بس ایک شہادت ہے۔ ایک گواہی ہے وہ یہ کہ جب تک حضرت عیسی، نصرانیوں کے درمیان موجود تھے، ان کی قوم ایک اللہ کی عبادت کرتی تھی۔

اس کے بعد حضرت عیسی فرماتے ہیں
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
میں پھر جب تونے مجھے فوت کر دیا تو تھا تو نگاہ رکھے تھا ان پر اور تو ہے ہر چیز پر گواہ ہے---

اس وفات کے بعد کون گواہ ہے۔ اس آیت کے آخری حصے کو دیکھئے۔ ---- وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ---- اور تو ہے تمام شے پر گواہ ------

صاف واضح ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی گواہی ان کے فوت ہونے تک ہے اور اس کے بعد اللہ تعالی کی نگاہ میں ہے اور اللہ تعالی خود گواہ ہیں کہ کیا ہوا؟

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہو گا۔ جی؟
چلئے تھوڑی دیر کو مان لیتے ہیں۔ نبی اکرم دوبارہ زمین پر نازل ہوئے۔ سب کو پتہ چل گیا۔ نبی اکرم حضرت عیسی کو بھی پتہ چل گیا کہ لوگ ان کی اور ان کی والدہ ماجدہ کی عبادت کر رہے ہیں۔ جناب نے سب کو اسلام کا پیغام دیا اور اس پیغام کے دوران وہ مسلمانوں اور نصرانیوں میں رہے بھی--- **پھر ان کو موت والی وفات واقع ہو گئی**---- اب جناب قیامت واقع ہو گئی۔ اور اب وہ اللہ تعالی کے سامنے ہیں--- اللہ تعالی ان سے پوچھتے ہیں-----
کیوں عیسی (علیہ السلام (کیا تم نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ میری اور میری والدہ دونوں کی عبادت کرو؟؟؟؟

اللہ تعالی دلوں کے حال جانتا ہے۔ رسول اکرم کی معلومات جانتا ہے----

اس کے باوجود نبی اکرم حضرت عیسی فرماتے ہیں--- جب تک میں ان میں رہا---- میں ان پر گواہ ہوں کہ یہ نصرانی ایک اللہ کی عبادت، تیرے حکم کے مطابق کرتے رہے---- اس کے بعد اللہ تعالی تم ان پر گواہ ہو---- جی؟؟؟؟

تو اس گواہی کا متن تو درست نہیں رہا---- حضرت عیسی علیہ السلام اب ایسی گواہی دے ہی نہیں سکتے۔ کیوں کہ وہ دوبارہ آ گئے، جناب نے اب دیکھ لیا کہ ان کی اور ان کی والدہ کی عبادت ہو رہی ہے---- **وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ ان کے زمین پر موجودگی کے دوران انکی اور ان کی والدہ کی عبادت نہیں کی گئی**---

تو گویا۔۔اس فوت ہونے سے قیامت تک ، حضرت عیسی کی معلومات کے مطابق " ان دونوں" کی عبادت ہوئی ہی نہیں۔۔۔۔۔ اور زمین پر ان کا دوبارہ نزول ہوا ہی نہیں۔۔۔۔ گویا جب سے ان دونوں کی عبادت ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے وہ فوت ہو چکے ہیں اور یہ فوتیدگی قیامت تک رہے گی۔ کسی دوبارہ آمد کا سراغ ہی نہیں ملتا۔۔۔

"ان دونوں" کی عبادت کا ے شروع ہونے سے پہلے فوتیدگی کا تعین یہ آیت کرتی ہے۔ اور اس فوتیدگی کا قیامت تک ہونا ثابت کرتی ہے، بناء کسی دوبارہ آمد کے۔

یہ درست ہے کہ قرآن حکیم کی دوسری آیات حضرت عیسی کی موت یا وفات کا" سولی چڑھائے جانے والے واقعہ " کے دوران انکار کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ" اس سولی چڑھائے جانے والے واقعہ" کے بعد بھی عیسائی تاریخ کے مطابق رسول اکرم ان سے ملتے رہے۔۔۔۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ عیسائی، یہودی اور رومن سب مل کر بھی اپنی سکیم میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس سے کسی بھی مسلمان کو انکار نہیں۔

لیکن اس سے بھی انکار نہیں کہ قران حکیم فرمان الہی ، یہ تعین کرتا ہے کہ حضرت عیسی کی وفات ہوئی، اس وفات کا وقت " ان دونوں" کی عبادت شروع ہونے پہلے کا ہے اور یہ "وفات "قیامت تک جاری رہے گی۔ کسی دوبارہ واپسی یا نزول کا کوئی تذکرہ قرآن حکیم میں نہیں ہے۔

اگلا نکتہ ---- مسیح موعود --- کون ہے ؟؟؟
اس سے اگلے مراسلے میں۔اللہ کے فرمان قرآن حکیم سے حوالوں کے ساتھ
والسلام ناصر نعمان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان

اس آیت کا ایک اہم نکتہ ہے وہ ہے گواہی یا شہادت، حضرت عیسی کی گواہی کہاں ختم ہوتی ہے یہ اہم ہے اور کب تک کا دورانیہ ہے یہ اہم ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسی جبھی نگراں نہیں رہے۔

جناب فاروق صاحب ہم آپ سے بار بار کہہ چکے ہیں کہ جب تک آپ اپنے ذہن کو نیوٹرل نہیں فرمائیں گے تب تک آپ کو کوئی بات سمجھ نہین آئے گی ۔۔۔۔اور صرف یہ آپ کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اگر کبھی آپ کا کسی قادیانی سے یا کسی اور باطل مذہب والے سے بات چیت کا اتفاق ہوا ہو تو اُن کے ساتھ بھی آپ یہی کچھ دیکھیں گے کہ آپ لاکھ دلائل دے لیں۔۔۔۔ لیکن اُن کی سوئی اپنے موقف پر اٹکی رہتی ہے۔۔۔۔ کیوں کہ جب تک ذہن کو غیر جانبدار نہیں کیا جائے گا تب تک سامنے والے کا نکتہ نظر سمجھ میں نہیں آسکتا۔۔

اللہ تعالیٰ سے سچے دل کے ساتھ ہدایت کی دعا فرمائیں۔۔۔۔ اور ساتھ میں عملی جستجو بھی فرمائیں۔۔۔۔۔ ان شاءاللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ بات سمجھنا آسان فرمادے گا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین

فاروق صاحب آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا اہم نکتہ گواہی اور شہادت ہے جس کا دورانیہ آپ کے نزدیک اہم ہے۔

ٹھیک ہے میرے دوست ہم تسلیم کر تو رہے ہیں۔۔۔ ہم نے کب انکار کیا۔
لیکن میرے محترم فاروق صاحب کم از کم آپ کسی دوسرے کا بھی تو اہم نکتہ سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ ٹھیک ہے کہ اس آیت مبارکہ میں گواہی اور شہادت ایک اہم نکتہ ہے اور ساتھ میں اگر آپ کے نکتہ یعنی دورانیہ کو بھی شامل کر لیا جائے
لیکن اس بات پر بھی تو غور و فکر فرمائیں کہ اس مقام پر کس چیز کی گواہی اور شہادت کا فرمان ہے؟؟؟
ہم آپ کو بار بار کوٹ کر رہے ہیں۔۔۔ لیکن آپ اس مکالمہ کے اہم اور بنیادی نکتہ کو ہی بار بار نظر انداز فرما رہے ہیں؟؟؟
جناب فاروق صاحب اس مکالمہ میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اٹھائے جانے کے بعد نصرانیوں کے عمل سے لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے۔۔۔ تو یہ تو غور و فکر فرمائیں کہ کس چیز پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصرانیوں کے عمل سے لاعلمی کا اظہار فرما رہے ہیں؟؟؟
اس مکالمہ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"ءَ أَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّـهِ"

یعنی کیا تونے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوا؟

اب اس مکالمہ کے بعد اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی اور شہادت کا دورانیہ قیامت تک کا ہے۔۔۔۔ لیکن گواہی اور شہادت تو اسی چیز کی سامنے آتی ہے نا کہ نصرانیوں کو کس نے کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کو خدا بنالو؟؟؟
تو اس گواہی اور دورانیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کیا فرق پڑتا ہے؟؟؟
کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اور نصرانیوں کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کی) عبادت کرتے دیکھنے کے بعد بھی یہ مکالمہ اپنی جگہ درست نہیں ہے کہ

کیا تونے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو معبود اللہ کے سوا؟

آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت علام الغیوب ہے۔۔۔ جسے ہر بات کا بخوبی علم ہے اور جو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کہا
تو پھر یہ مکالمہ آخرت میں کس کو سنایا گیا ہے؟؟
یقیناً یہ مکالمہ (بطور ڈانٹ ڈپٹ کے) نصرانیوں کو ہی سنایا گیا

امید ہے اس دفعہ آپ بھی ہمارا اہم اور قیمتی نکتہ سمجھنے کی کوشش فرمائیں گے۔

قرآن پاک میں ہر مسئلہ صراحت کے ساتھ موجود نہیں بلکہ کہیں صراحت ہے تو کہیں اشارہ موجود ہے تو کہیں تفصیل تو کہیں اجمالی بیان ہے۔ قرآن پاک کی تشریح کے لئے احادیث پاک موجود ہیں۔

قرآن میں اشارہ موجود نہیں تو کہاں سے احادیث موجود ہیں!

اقتباس:

> اصل مراسلہ منجانب : فاروق سرور خان
>
> قرآن حکیم سے صراحت کے ساتھ ثبوت فراہم کیجئے

یہ بھی آپ نے خوب کہی؟؟؟

یعنی ایک شخص پورا قرآن پڑھے اور وہ دیکھے کہ قرآن پاک میں نماز کا پورا طریقہ موجود نہیں۔۔۔اور پھر کہے کہ میں نماز کا طریقہ تب مانوں گا جب مجھے قرآن پاک سے صراحت کے ساتھ نماز کا پورا طریقہ دیکھایا جائے؟؟؟

میرے عزیز دوست شاید آپ کے علم میں ہو گا کہ قرآن پاک میں ہر مسئلہ صراحت کے ساتھ موجود نہیں بلکہ کسی مسئلہ پر صراحت ہے تو کہیں اشارہ موجود ہے تو کہیں کسی مسئلہ پر تفصیل موجود ہے تو کہیں اجمالی بیان ہے۔
قرآن پاک کی تشریح کے لئے احادیث پاک موجود ہیں۔۔۔جن کو آپ اپنی عقلی دلیل سے پرکھتے ہیں۔۔۔اب آپ کو کیا پیش کیا جائے؟؟؟

آپ کا حال بھی اوپر والی مثال والے شخص سے کسی طرح الگ نہیں۔۔۔۔جو پہلے قرآن پاک میں کسی مسئلہ پر صراحت نہ دیکھنے بعد۔۔۔۔لوگوں سے اُسی مسئلہ کو تسلیم کرنے کے لئے صراحت طلب کرے؟؟؟؟

باقی ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ثبوت میں قرآن پاک سے ایک ثبوت مختصر تحقیق کے ساتھ پیش کر چکے ہیں ساتھ میں آپ ایک اور ثبوت قرآن پاک سے ملاحظہ فرمالیں۔۔۔۔
اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھانا اور آپ کو سمجھنا آسان فرمائے۔ آمین۔

ارشاد باری تعالی ہے:

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ: نہیں تھا(ابن مریم (مگر ایک بندہ،احسان کیا ہم نے اس پر اور بنادیا تھا اسے) اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنی اسرائیل کے لئے

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اور اگر چاہتے ہم تو بنادیتے تم ہی میں سے فرشتے (جو) زمین میں ایک دوسرے کے جانشین ہوتے

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ الزخرف 61 پارہ 25

ترجمہاور بلاشبہ (ابن مریم) تو ایک نشانی ہیں قیامت کی پس تم ہرگز نہ شک کرو اس بارے میں اور میری پیروی کرو یہی راستہ سیدھا ہے۔

ان آیات مبارکہ میں واضح ہے کہ اس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے۔۔۔۔ پھر آیت 61 میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔۔۔ جس کا مفہوم حضرات مفسرین کرام نے واضح فرمایا ہے کہ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔۔۔۔ جس کی واضح تائید میں متعدد صحیح احادیث پاک موجود ہیں۔

سمجھنے والے کے لئے چند دلائل اور نہ سمجھنے والے کے لئے ہزاروں دلائل بھی ناکافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ۔

اور بلاشبہ یہ (قرآن) تو ایک نشانی ہے قیامت کی پس تم ہرگز نہ شک کرو اس بارے میں اور میری پیروی کرو یہی راستہ سیدھا ہے۔

فاروق سرور خان

سورۃ الزخرف، قرآن حکیم کے بارے میں ہے۔

43:2 وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ

قسم ہے روشن کتاب کی

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : ناصر نعمان**
>
> وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ الزخرف 61 پارہ 25
>
> ترجمہ اور بلاشبہ یہ (قرآن) تو ایک نشانی ہے قیامت کی پس تم ہرگز نہ شک کرو اس بارے میں اور میری پیروی کرو یہی راستہ سیدھا ہے[/B][/CENTER]

کیا وجہ ہے کہ آپ اس آیت کو حضرت عیسی سے منسوب کریں؟

آپ کی فراہم کردہ اس آیت میں کسی جگہ بھی حضرت عیسی کا نام یا ان کے نزول کا تذکرہ نہیں ہے۔ آپ دیکھئے مزید تراجم۔

AND, BEHOLD, this [divine writ] is indeed a means to know [that] the Last Hour [is bound to come]; [Whereas most of the commentators regard the pronoun hu in innahu as relating to Jesus and, consequently, interpret the above phrase as "he is indeed a means to know [i.e., an indication of the coming of] the Last Hour", some authorities - e.g., Qatadah, Al-Hasan al-Basri and Said ibn Jubayr (all of them quoted by Tabari, Baghawi and Ibn Kathir) - relate the pronoun to the Quran, and understand the phrase in the sense adopted in my rendering. The specific mention of the Last Hour in the above context is meant to stress man's ultimate responsibility before the Creator and, therefore, the fact that worship is due to Him alone: and so this parenthetic passage follows logically upon the mention of the false deification of Jesus.] hence, have no doubt whatever about it, but follow Me: this [alone] is a straight way.

And, behold, this (Qur'an) indeed gives knowledge of the oncoming Revolution. Hence, bear no doubt about it and follow Me. This alone is the Straight Path.

کم از کم دو عدد مترجمین نے اس کا ترجمہ " یہ "کیا ہے نا کہ " حضرت عیسی علیہ السلام"؟؟؟

آپ دیکھ رہے ہیں کہ

الواو عاطفة ---- لگا ہوا ہے، پھر جناب

حرف نصب والهاء ضمير متصل في محل نصب اسم » ان « ہے۔

جس کے معانی

انگریزی And indeed, it :

اردو :اور یقیناً یہ

کے بنتے ہیں۔ یہاں "یہ "سے مراد کوئی انسان نہیں بلکہ "یہ کتاب " ہے۔

وہ اس لئے کہ' ہ "اس آیت میں -- 3rd person masculine singular object pronoun یہ پروناؤن کسی آبجیکٹ کے لئے تو استعمال ہو سکتا ہے لیکن کسی انسان کے لئے کس طرح استعمال ہو گا، مدد فرمایئے۔۔

"ان "صرف اور صرف accusative particle ہے جو یقین دلانے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

امید ہے غور فرمائیں گے۔

والسلام مرزا عامر

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : ناصر نعمان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!
معزز قارئین کرام۔۔۔جو حضرات قادیانیوں سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہوں گے کہ قادیانیوں کی ایک گمراہی "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول" کا انکار بھی ہے۔۔۔

1-ایک غلط فہمی کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا کہ انکار نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محض قادیانیت سے جوڑ دینا مناسب نہیں۔ کسی بھی بات کو قادیانیت سے جوڑ دینے سے دلائل کو تقویت نہیں دی جا سکتی۔قادیانی منہ سے روٹی کھاتے ہیں اس لیئے ہم ناک سے روٹی کھانا نہیں شروع کر سکتے۔

2-نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلام احمد قادیانی سے کہیں پہلے سر سید احمد خان نے اس کے بارے میں لکھ دیا تھا۔لہٰذا اسے صرف قادیانی عقیدہ نہیں کہا جا سکتا۔نہ صرف برصغیر بلکہ شمالی افریقی عرب ممالک جن میں مصر بھی شامل ہے وہاں نزول عیسیٰ علیہ السلام پر شروع سے ہی اختلاف رہا ہے اور آج بھی مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتا ہے۔غلام احمد قادیانی نے یہ عقیدہ فراہم نہیں کیا بلکہ اسے صرف اپنے مقاصد کے لیئے استعمال کیا ہے۔

3-آپ نے اپنے مراسلے میں لکھا کہ معزز قارئین کرام ۔۔۔جو حضرات قادیانیوں سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہوں گے کہ قادیانیوں کی ایک گمراہی "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول" کا انکار بھی ہے ۔ شاید آپ بھی قادیانیوں سے بخوبی واقف نہیں۔ قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ظاہر تو کرتے ہیں اور ان کی صرف جسمانی آمد سے انکار کرتے ہیں۔کیوں؟؟اس لیئے کہ جن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں آنا تھا ان کی روح غلام احمد قادیانی میں منتقل ہوگئی اور وہ اس دنیا میں آکر واپس بھی چلے گئے لہٰذا اب کوئی مسیحا نہیں آئے گا کیونکہ اس مسیحا کی دوبارہ آمد ہو چکی۔ جس مسیحا کے آنے کا احادیث میں ذکر ہے اور جس مہدی کی آمد کی باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ دراصل ایک ہی شخص ہے غلام احمد قادیانی۔

4-نعمان صاحب کیا آپ مراسلہ کو مکمل اقتباس کرکے اس کے ہر نقطے کو اپنے دلائل سے بیان فرمائیں گے؟ تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو سکے۔

5-بات تھوڑی سے ہٹ کر۔۔جو اس دنیا اور معاشرے کا حال مسلمانوں نے کیا ہوا ہے اگر عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں واپس آ بھی گئے تو انہیں سب سے پہلے مسلمانوں کی ٹھکائی کرنی پڑے گی۔ اور انہیں یہ کہنا پڑے کہ صفائی کس چیز کی کرنے آیا تھا اور کرنی کس کی پڑ گئی۔ ویسے جس طرح کی حالات جا رہے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت علیہ السلام کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی پہلے ہی ٹھکائی کر چکا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام آسان ہو جائے۔۔۔

انقلاب اور خوشحالی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی ترک کیئے بغیر ناممکن ہے۔ناصر نعمان

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : مرزا عامر

1- ایک غلط فہمی کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا کہ انکار نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محض قادیانیت سے جوڑ دینا مناسب نہیں۔ کسی بھی بات کو قادیانیت سے جوڑ دینے سے دلائل کو تقویت نہیں دی جا سکتی۔ قادیانی منہ سے روٹی کھاتے ہیں اس لیئے ہم ناک سے روٹی کھانا نہیں شروع کر سکتے

جناب آپ کی پیش کردہ مثال درست نہیں۔۔۔ کیوں کہ یہاں مسئلہ ممکن ناممکن کا نہیں بلکہ اختلاف کا ہے۔۔۔ اور یقیناً یہ معمولی بات تو آپ سمجھتے ہیں گے کہ ناک سے کھانا کھانا اختلاف میں سے نہیں ناممکن میں سے ہے۔

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : مرزا عامر

2- نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلام احمد قادیانی سے کہیں پہلے سر سید احمد خان نے اس کے بارے میں لکھ دیا تھا۔

جناب آپ کی معلومات میں اضافے کے لئے بتاتے چلیں کہ اس سے قبل ملاحدہ اور فلاسفہ بھی انکار کر چکے ہیں۔۔۔ لیکن اس چیز کی کوئی اہمیت نہیں ۔۔۔ کیوں کہ چند لوگ یا چند سو لوگ یا چند ہزار لوگوں کے اختلاف کرنے سے امت مسلمہ کے اجماع پر کوئی زد نہیں پڑتی۔۔۔ ایسے لوگوں کے موقف کو شاذ سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔۔۔ نا کہ اس سے کوئی دلیل پیش کی جائے؟؟؟

اقتباس:

اصل مراسلہ منجانب : مرزا عامر

نہ صرف برصغیر بلکہ شمالی افریقی عرب ممالک جن میں مصر بھی شامل ہے وہاں نزول عیسیٰ علیہ السلام پر شروع سے ہی اختلاف رہا ہے اور آج بھی مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتا ہے۔

یا تو آپ بہت بھولے ہیں۔۔۔ یا انجان ہیں۔۔۔۔ یا اگر جان بوجھ کر آپ نے یہ لکھا ہے تو ہمیں افسوس کے سوا کچھ نہیں؟؟؟

ہمارا آپ کو چیلنج ہے کہ آپ اہلسنت والجماعت کے معتبر بزرگوں میں سے زیادہ نہیں صرف دو یا تین حضرات کا حوالہ پیش کر دیں جنھوں نے اس چیز پر اختلاف کیا ہو اور وہ ہوں بھی اہل سنت والجماعت کے معتبر بزرگ

باقی کسی ایرے غیرے۔۔۔۔ نامعلوم۔۔۔۔ گم نام۔۔۔ قادیانی۔۔۔ منکر حدیث۔۔۔۔ وغیرہ کے قول نقل کرنے کی زحمت نہ فرمایئے گا۔ شکریہ

باقی جوابات ان شاءاللہ تعالیٰ کام سے فارغ ہو کر دیتے ہیں۔ کنعان

السلام علیکم!

چیلنج انکنڈیشنل ہوتا ھے جس میں کنڈیشنز ہوں وہ چیلنج نہیں ہوتا، اصول ہوتے ہیں جیسے غصہ اور جذبات کا کنٹرول وغیرہ وغیرہ

والسلام

ناصر نعمان

اقتباس:

> **اصل مراسلہ منجانب : کنعان**
>
> **السلام علیکم!**
>
> **چیلنج انکنڈیشنل ہوتا ھے جس میں کنڈیشنز ہوں وہ چیلنج نہیں ہوتا، اصول ہوتے ہیں جیسے غصہ اور جذبات کا کنٹرول وغیرہ وغیرہ**
>
> **والسلام**

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ!

کنعان بھائی یہ کنڈیشن غصہ اور جذبات کے اظہار کے طور پر نہیں بلکہ اس چیز کی نشادہی کے طور پر تھیں کہ اگر یہ کنڈیشن نہ رکھی جائیں تو پھر شاذو نادر ہی کوئی مسئلہ ہوگا کہ جس پر آپ امت مسلمہ کا اتفاق دکھا سکیں۔۔۔ کیوں کہ اگر اس کنڈیشن کو صرف نظر کرلیا جائے تو آپ کے علم میں بھی ہوگا کہ شروع اور بعد کے بہت سے ایسے باطل فرقے ہیں جن کو امت مسلمہ کے کسی نہ کسی اجماع سے اختلاف رہا ہے۔

باقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر اجماع امت کا ایک حوالہ پیش خدمت ہے:

امام ابواسحاق کلا آبادی بخاری جو قرن رابع کے اکابر حفاظ محدثین سے ہیں اور اپنی اسناد سے روایت حدیث کرتے ہیں' اپنی کتاب "معانی الاخبار" میں فرماتے ہیں:

"قد اجمع اہل الاثر وکثیر من اہل النظر علی ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل من السماء فیقتل الدجال ویکسر الصلیب اھ"۔(تحیۃ الاسلام ص:135)

ترجمہ:..."کل محدثین اور بہت سے متکلمین کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے' دجال کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے"۔

یہ خیال رہے کہ محدثین کا دور متکلمین سے پہلے شروع ہوتا ہے اور اس مسئلے پر محدثین کا اجماع منعقد ہوچکا ہے' بعد میں اگر متکلمین کے عہد میں خلاف بھی ہوگیا ہو تو اجماع سابق کو مضر نہیں' نہ یہ خلاف اتفاق ہونے کے بعد قابل اعتبار ہے' جس کی تحقیق کتب اصول فقہ میں موجود ہے۔

یہ تو ہوئی نقل "اجماع" کے بارے میں قدماء محدثین کی تصریح' اب متاخرین اہلحدیث میں سے امام شمس الدین محمد بن احمد حنبلی سفارینی نابلسی کی عبارت ملاحظہ ہو:

"واما الاجماع فقد اجتمعت الامۃ علی نزولہ ولم یخالف فیہ احد من اہل الشریعۃ وانما انکر ذلک الفلاسفۃ والملاحدۃ ممالا یعتد بخلافہ وقد انعقد اجماع الامۃ علی انہ ینزل ویحکم بہذہ الشریعۃ المحمدیۃ اھ"۔(شرح عقیدہ سفارینی ج:2 ص:90)

ترجمہ:..."رہا نزول عیسیٰ علیہ السلام میں اجماع: تو امت محمدیہ کے کل اہل علم کا اجماع ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور شرع محمدی پر عمل کریں گے' بجز فلاسفہ اور ملاحدہ کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کا خلاف قابل اعتبار نہیں"۔

امید ہے کہ یہ نکتہ آپ باآسانی سمجھ لیں گے۔ شکریہ

والسلام **کیا ہم اتنے سارے بڑے بڑے فرقوں کے اجماع پر توکل کریں یا پھر اللہ تعالی کی کتاب "قرآن" پر اکتفا کریں؟**

فاروق سرور خان

برادر مرزا عامر کا شکریہ۔ کہ انہوں نے قادیانیوں کے عقائید کی وضاحت کی۔ یہی عقائید میں نے بھی پڑھے ہیں کہ اصل میں جھوٹا قادیانی نبی ہی مسیح اور مہدی ہے۔

امت کا اجماع:

ہندو ایک بلین ہیں، ان کا اجماع ہے کہ ہندومت درست ہے۔ اللہ ایک نہیں ہے، ہر چیز عبادت کے لائق ہے۔

عیسائی ایک بلین سے زائید ہیں۔ ان کا اجماع ہے کہ اللہ تین ہیں، اللہ، اس کا بیٹا اور مقدس روح۔

بدھ مت کے پیروکار چین میں بستے ہیں۔ ان کا بھی اجماع ہے کہ دولت دیوی ہے۔

مسلمانوں میں بھی طرح طرح کے فرقے ہیں جو سب اس وجہ سے پیدا ہوئے ہیں کہ " اللہ کے فرمان قرآن " کے ساتھ " اپنی کتب " کا پیوند لگاتے ہیں۔

کیا ہم اتنے سارے بڑے بڑے فرقوں کے اجماع پر توکل کریں یا پھر اللہ تعالی کی کتاب "قرآن" پر اکتفا کریں؟

اس کا جواب اللہ تعالی یہ دیتے ہیں:

10:36 وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلاَّ ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لاَ يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللّهَ عَلَيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ

ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں، بیشک گمان حق سے معمولی سا بھی بے نیاز نہیں کر سکتا، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

عیسائی، "اہل حدیث"، " اہل سنت" اور سابقے لاحقے کے ساتھ مسلمان فرقوں کی سوچ:

آپ کا یہ نکتہ بہت ہی آسانی سے سمجھ میں آگیا ہے کہ۔۔۔ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو "حدیثی "، " اہل سنت "وغیر کہلاتے ہیں ، عیسائیوں کے ہم خیال ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان میں چلے گئے ہیں اور دوبارہ اتریں گے۔

مسلمان کی سوچ:

صرف اللہ تعالی ہی ہدایت عطا فرما سکتے ہیں۔ بہترین ہدایت اللہ تعالی کا فرمان، قرآن ہے۔

مسلمان کا ایمان قرآن حکیم یعنی اللہ کے فرمان پر ہے۔ قرآن حکیم صراحت سے حضرت عیسی کی وفات کی توثیق کرتا ہے اور کسی بھی جگہ یہ نہیں کہتا کہ

حضرت عیسی آسمانوں میں چلے گئے ہیں اور دوبارہ نازل ہوں گے۔ اگر صراحت سے ایسا کوئی بیان ہے تو ہم سب کے علم میں اضافہ فرمایئے۔

بہت ہی شکریہ۔

والسلام

اصول اصلاحی :اصول کیا ہے : السنة قاضية علي الكتاب يا الكتاب قاضية علي السنة

ابو طلحہ السلفی

اگر قرآن نہ ہو تو سنت کیا کرے گی ؟۔۔۔موصوف کی اس مذکورہ عبارت میں یہ دکھائی دیتا ہے کہ وہ سنت جس سے مکمل ( ) دین کا ڈھانچہ کھڑا ہوتا ہے وہ سنت جس سے قرآن واضح ہوتا ہے اب اس کے لئے پیمانہ قرآن کو بنایا جارہا ہے گویا موصوف ایک مرتبہ پھر اپنے مؤقف سے پھر گئے ہیں۔

"سنت کیا کرے گی" یہ سوال تو سنت کی تعریف میں ہی حل ہو جاتا ہے کہ سنت قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔کیا اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو کتاب دی تھی کہ ان کی سنت کو اساس مل جائے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو قابل قبول نہیں کیوں کہ قرآن کے خلاف ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو ثابت ہوا پیغمبر کو اپنی سنت کے لئے کتاب اللہ کی اساس کی ضرورت نہیں وہ خود بنفسہ حجت و دلیل ہے۔

قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض انبیاء کا انحصار ساری عمر اپنی سنت پر ہی رہا۔کیوں کہ ان کا عمل دینی اعتبار سے من جانب اللہ وحی ہوتا ہے۔سورہ نساء میں ہے:

"ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف (وحی) کی۔۔۔۔۔" (النساء۱۶۳)
اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء
کی وحی سے تشبیہ دی گئی ہے،اس میں سیدنا ابراہیم اور سیدنا مسیح اور داوٗد علیہم السلام کے سوا باقی کسی نبی کے متعلق کسی کتاب کا ذکر نہیں ( )۔ان کی وحی از قسم سنت ہی تھی نبی کی وحی کو جب وحی جلی اور خفی دونوں سے تشبیہ دی گئی ہے (کہاں) تو ظاہر ہے کہ آپ پر دونوں قسم کی وحی نازل کی گئی ہے۔

علامہ موسیٰ جار اللہ نے فرمایا تھا:

"فالسنن فی الشرائع والقوانین اصل الاصول وھی فی شرع الاسلام اصل اول
بین الاصول الاربعة والكتاب الكريم يؤيد الاصل الاول ويثبتة "
)کتاب السنة،بحوالہ حجیت حدیث از مولانا محمد اسمٰعیل سلفی(

ترجمہ:"سنن،شرائع اور قوانین الٰہی میں اساس ہیں اور شریعت اسلامیہ میں ادلہ اربعہ میں سے سنت دلیل اول ہے اور قرآن مجید اس اصل اول (دلیل اول) کی تائید کرتا ہے،اس کا اثبات کرتا ہے "

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور امام خطیب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ نے جو ابواب قائم کیے ہیں کہ "عموم قرآن کی تخصیص و تحدید اور خصوص قرآن کی تعیم حدیث و سنت کر سکتی ہے" اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سنت بنفسہ حجت قطعیہ ہے اور اسے (ہر ہر مسئلہ میں) کتاب اللہ کی اساس کی ضرورت درکار نہیں ہوتی۔مولانا موصوف بھی سنت کی قطعیت کے قائل ہیں مگر یہاں اسے قرآن کے بغیر کھڑا نہ کر سکنے کی وجہ سے ایک مرتبہ پھر اپنا مؤقف بدل گئے اور

قطعیت سنت جس سے قرآن بھی واضح ہوتا ہے اس کا انکار کر بیٹھے اور گویا ان کے لئے (اپنے الفاظ میں) اب قرآن کو ماننے کی بھی کوئی وجہ نہیں رہی۔

امام ابن عبد البر رحمتہ اللہ علیہ نے "جامع بیان العلم" میں ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن سے حدیث و سنت کی مستقل حجیت واضح ہوتی ہے چاہے اس میں بیان کردہ مسئلہ قرآن میں ہو یا نہ ہو۔

اب دیکھتے ہیں مولانا کے حواری اس کا کیا جواب دیتے ہیں کہ یہ سنت ابن عبد البر نے کہاں کھڑی کی ہو گی؟

امام ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ نے "اعلام الموقعین" میں "زیادۃ السنۃ علی القرآن وحکمھا" کا باب قائم کر کے ایسے لوگوں کا رد کیا ہے جو سنت میں وارد احکام کی اساس قرآن میں تلاش کرتے ہیں اور اسے قرآن سے زائد بتلا کر رد کر دیتے ہیں۔

اور پھر اپنے مؤقف کی وضاحت میں "السنۃ مع القرآن علی ثلاثۃ اوجہ" اور انواع دلالۃ السنۃ الزائدۃ عن القرآن "اور" بیان الرسول علی انواع" اور "تخصیص القرآن بالسنۃ جائز" وغیرہ کے عنوان قائم کر کے بھرپور تفصیل سے ثابت کرتے ہیں کہ سنت بنفسہ حجت ہوتی ہے اور بسا اوقات قرآن سے زائد بھی ہوتی ہے۔ اور ایک جگہ لکھتے ہیں:

"واین قال رسول اللہ اذا جاء کم حدیثی زائد اعلی ما فی کتاب اللہ فردوہ ولا تقلبوہ فانہ یکون نسخا لکتاب اللہ ؟۔۔۔ کیف یسوغ رد سنن رسول اللہ بقواعد قعد تموھا انتم و آباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ؟"

مفہوم یہ ہوا کہ سنت زائد علی القرآن بھی دکھائی دے تو اس کے رد کی کوئی دلیل نہیں ( ) بلکہ وہ بنفسہ حجت و دلیل ہے باقی سب قواعد خود ساختہ ہیں جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اسی طرح کی بات امام شاطبی نے "الموافقات" میں کی ہے۔

موصوف کے پہلے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف سنت کو "منزل من اللہ" نہیں سمجھتے اور اسے قرآن مجید کی اساس قرار دیتے ہیں مگر کیا کہئے کہ خود آگے لکھتے ہیں: یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔۔۔ اور ہم دونوں کی یکساں محتاج ہیں۔

اب کسے مانیں اور کسے نہ مانیں کہ جناب شیخ کا قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی؟

اگر سنت "منزل من اللہ" نہیں ہے تو پھر موصوف کے ہاں مثل قرآن حجت کیسے ہو گئی؟ اور اگر "منزل من اللہ" ہے (جیسے کہ موصوف کو بھی اقرار ہے) تو پھر وہ قرآن کی اساس کی محتاج کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک مستقل مطاع کی ہے جس کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور بس۔

"رسول کی اطاعت ہی تو اللہ کی اطاعت ہے" (النساء:۸۰)

کیا ہم سوال کر سکتے ہیں کہ "سنت کی اساس قرآن ہے" اس مؤقف پر جناب کے پاس" ائمہ حدیث کی مستند کتب" سے کیا دلیل ہے؟ یا پھر وہ اس میں ایک مرتبہ پھر منفرد ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

)النساء۱۱۵(

سبیل المومنین کی مخالفت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے، اور اس مخالفت کا نتیجہ جہنم میں داخلہ ہے۔

السنۃ قاضیۃ علی الکتاب یا الکتاب قاضیۃ علی السنۃ

قال الفضل بن زیاد: سمعت اباعبد اللہؒ یعني احمد بن حنبل، و سئل عن الحدیث الذي روي ان السنة قاضیة علي الکتاب، فقال: ماا جسر علي ھٰذا ان اقوله ان السنة قاضیة علي الکتاب، ان السنة تفسر الکتاب وتبینه. قال الفضل: وسمعت احمد بن حنبل یقول لا تنسخ السنّة شیئًا من القراٰن. قال: لا ینسخ القراٰن الا القراٰن. (جامع بیان العلم، ابن عبد البر ۲ / ۲۳۴)

"فضل بن زیاد کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل سے حدیث: 'ان السنة قاضیة' کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا: میں یہ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا کہ سنت کتاب اللہ پر قاضی ہے۔ سنت تو کتاب اللہ کی شرح و تفسیر کرتی ہے۔ فضل کہتے ہیں کہ میں نے اُن کا یہ ارشاد بھی سنا کہ: سنت قرآن مجید کی کسی بات کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ قرآن کو صرف قرآن منسوخ کر سکتا ہے۔"

امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے مراد ہے کہ عیسیٰ امامت کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ امام مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہو گا۔ اور حضرت عیسی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری پ ۱۴ ص ۳۹۹ و صحیح مسلم جلد ۲ ص ۹۵ صحیح ترمذی ص ۲۷۰ و صحیح ابو داؤد جلد ۲ ص

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

کتب صحاح اور غیر صحاح میں کثیر تعداد میں روایات حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کی جن کی شخصیت آپ علیہ السلام کے نسب، نام، اوصاف کو بیان کر رہی ہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا اتنی ساری گواہیوں کے بعد بھی کسی مسلمان کے لئے حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کے عقیدہ سے متعلق کسی اور دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے ؟! ذات امام علیہ السلام کی اطاعت اور ہر قسمی انحرافات سے بچنے کا انتظام ان شواہد میں موجود ہے، تمام روایات اس بات کی بھی تصدیق کر رہی ہے ں کہ نبی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بن الحسن العسکری علیہ السلام کی امامت میں نماز ادا کریں گے، جیسا کہ شیعہ بارہ امامی کا عقیدہ ہے اہل سنت کی روایات میں بھی اسی بات کو بیان کیا گیا ہے چند روایات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب "المصنف" میں ابن سیرین سے روایت بیان کی ہے '' مہدی (علیہ السلام) اس امت سے ہیں اور وہی عیسیٰ علیہ السلام بن مریم (سلام اللہ علیہا) کے امام ہوں گے "۔

)حوالہ: المصنف / ابن ابی شیبہ ج ۸۹۱ / ۵۱ / حدیث ۵۹۴۹۱(

۲۔ حافظ ابو نعیم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت بیان کی ہے "مہدی علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے "۔

)الحاوی للفتاوی، اسیوطی ۸۷ / ۲(

۳۔ یہ جو حدیث ہے کہ " ہم ہی سے وہ شخصیت ہیں جن کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے " اس حدیث کی شرح میں "المناوی" نے لکھا ہے، ہم سے مراد حضور پاک کی اہل بیت علیہ السلام ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، یہ آخری زمانہ میں ہو گا آپ علیہ السلام صبح کی نماز کے وقت دمشق کی شرقی جانب "منارہ بیضاء پر اتریں گے، وہ اس وقت دیکھیں گے کہ حضرت امام مہدی (علیہ السلام) نماز شروع کرنے والے ہیں، حضرت امام مہدی (علیہ السلام) محسوس کر لیں گے کہ جناب عیسی علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں، حضرت امام مہدی (علیہ السلام) پیچھے ہٹیں گے تا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آگے بڑھیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں آگے کر دیں گے اور حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کے پیچھے نماز پڑھیں گے اس امت کے واسطے اس شرف اور برتری سے بڑھ کر اور کون سا شرف ہو سکتا ہے۔

)حوالہ فیض القدیر المناوی ۶ / ج ۶ ص ۱۷(

۴۔ ابن برہان شافعی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول سے متعلق اس طرح تحریر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نزول صبح کی نماز کے وقت ہو گا، آپ حضرت مہدی (علیہ السلام) کے پیچھے نماز پڑھیں گے، جب کہ حضرت امام مہدی (علیہ السلام) ان سے یہ گذارش کریں گے کہ اے روح اللہ: آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے، آپ علیہ السلام آگے بڑھیں یہ نماز آپؑ کے لئے کھڑی ہوئی ہے.... آگے چل کر لکھتے ہیں بتحقیق حضرت امام مہدی (علیہ السلام) جناب عیسیٰؑ کے ساتھ خروج کریں گے، حضرت عیسی علیہ السلام دجال کے قتل کرنے میں حضرت امام مہدی (علیہ السلام) کی مدد کریں گے اور یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ حضرت امام مہدی (علیہ السلام) عترت نبی سے ہیں اور وہ بھی جناب فاطمہ (سلام اللہ

علیہا) کی اولاد سے ہیں۔

)حوالہ: السیدۃ الحلبیہ ابن برہان الشافعیؒ: ج ۶۲۲/ ۱ ۔ ۷۲۲(

۵۔ فتح الباری شرح بخاری میں اس طرح بیان ہوا ہے "ابو الحسن الخسعی الآبدی نے مناقب الشافعی میں لکھا ہے، روایات متواترہ موجود ہیں کہ امام مہدی (علیہ السلام) اس امت سے ہیں اور یہ کہ عیسی علیہ السلام مہدی (علیہ السلام) کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور یہ بات انہوں نے اس حدیث کے جواب میں لکھی ہے جسے ابن ماجہ نے اس سے نقل کیا ہے کہ "مہدی (علیہ السلام '' (سوائے عیسیٰ (علیہ السلام) کے کوئی اور نہیں ہیں، اس کے بعد الطیب کی اس بات کا بھی حوالہ بھی دیا ہے جس میں ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) تمہارا امام ہو گا، وہ آپ علیہ السلام کے دین میں ہو گا، اس نے اس بات کو رد کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) امامت کروائیں گے وہ کہتا ہے.... جو مسلم کے نزدیک ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسی (علیہ السلام) سے کہا جائے گا کہ تم ہمارے لئے نماز پڑھاو تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے نہیں، میں نماز نہیں پڑھاتا! کیونکہ ان کے بعض جو ہیں وہ دوسرے بعض پر حاکم ہیں، اس امت کی کرامت اور عزت کی خاطر ایسا ہو گا.... اس کے بعد ابن الجوزی سے اس قول کو نقل کیا ہے! اگر عیسی علیہ السلام امام کے عنوان سے آگے بڑھ جائیں تو در حقیقت ایک اشکال پیدا ہو جائے گا کیونکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام جب آگے بڑھیں گے تو وہ نائب بن کر یا شرعی طور پر خود ہی امام ہوں گے، ظاہر ہے نائب تب ہوتا ہے جب اصل موجود نہ ہو، اور وہ خود امام ہوں تو یہ اسلامی مسلمات کے خلاف جاتا ہے.... یہی وجہ ہے کہ اس لئے آپ علیہ السلام ماموم بنیں گے تاکہ اشتباہ واقع نہ ہو اور حضور پاک کا جو فرمان ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس حدیث پر کسی کو بھی اشکال نہ ہو۔

)حوالہ: فتح الباری شرح صحیح البخاری، ابن حجر العسقلانی ج ۶ ص ۵۸۳، ۳۸۳(

۶۔ ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے اس بات کو نقل کیا ہے "مہدی (علیہ السلام)" اس امت سے ہیں اور آپ علیہ السلام ہی عیسیٰ علیہ السلام بن مریم (سلام اللہ علیہا) کی امامت کرائیں گے۔

)حوالہ المصنف بن ابی شیبہ ۸۹۱/ ۵۱، حدیث نمبر ۵۹۴۹۱(

زمین پر امن کے زمانے میں جہاد فرمائیں گے کہ کسی زمانے میں ایک گھڑی کے لیے بھی جہاد موقوف یا ملتوی نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا اور یہ امت آخری امت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا، وہ آخری زمانے میں امتی بن کر اتریں گے، اپنی باقی زندگی گزاریں گے، دجال کو قتل کریں گے، زمین پر امن قائم فرمائیں گے اور وفات پا کر مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

حضرت امام مہدی آخری زمانے میں عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں گے، وہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ہوں گے اور وہ خود کو چھپائیں گے مگر پہچان لیے جائیں گے، مسلمان انہیں اپنا امام وامیر بنائیں گے اور ان کے ساتھ مل کر خوب خوب جہاد کریں گے۔ جہاد اسلام کا قطعی فریضہ اور قرآن پاک کا ایک محکم حکم ہے۔ جہاد مسلمانوں پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی طرح فرض ہے۔ جہاد کا منکر کافر ہے اور اس بارے میں کج بحثی کرنے والا گمراہ ہے۔ جہاد قیامت تک جاری و ساری رہے گا اور رسول اللہ ﷺ کے امتیوں کی ایک حق جماعت ہر زمانے میں جہاد کرتی رہے گی اور کسی زمانے میں ایک گھڑی کے لیے بھی جہاد موقوف یا ملتوی نہیں ہو گا۔ اور جہاد سے مراد قتال فی سبیل اللہ ہے، پھر قتال فی سبیل اللہ کی معاونت میں جو کام ہو گا وہ بھی جہاد ہے خواہ زبان سے ہو یا قلم وغیرہ سے۔۔۔۔۔

یہ چند اسلام عقائد و نظریات ہیں جن کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر سوائے علماء کے اُن کا کوئی کھلا کھلا دشمن نہیں ہوگا۔

محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں: ۔ کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر سوائے علماء کے اُن کا کوئی کھلا کھلا دشمن نہیں ہو گا۔یعنی علماء ہی خصوصیت سے مخالفت کریں گے۔ (فتوحات مکیہ، جلد3، صفحہ 336)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بھی امام (مہدی پر ایمان لانے) کے بغیر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد4 زیر عنوان حدیث معاویہ بن ابی سفیان، صفحہ 96)

قادیانیوں سے ایک سوال ہے، جو غلام احمد کو نبی نہیں مانتا قادیانی اسے مسلمان سمجھتے ہیں کے نہیں۔

مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے کے اللہ کے تمام سچے نبیوں پر ایمان لایا جائے، اگر غلام احمد کو ماننے یا نا ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تو اس کا مطلب ہے وہ اللہ کا نبی نہیں ہے۔

حدیث میں یہ لکھا ہے، مہدی عرب ہوں گے، تم نے کس ماجے ساجے غلام احمد کو مہدی سمجھ لیا ہے۔

کس نے کہا ہے کے مہدی عرب ہوں گے، حضرت علی رضی اللہ کی نسل سے ہوں گے ۔

مسلمانوں کے مطابق نبی کو نبی نا ماننے اور غیر نبی کو نبی ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔

قرآن حدیث یہی کہتی ہے، جو غیر نبی کو نبی کہے کافر ہے۔

حدیث کہتی ہے کے مہدی عرب ہوں گے۔

نبی اللہ کے دین اسلام کی تبلیغ اور نفاذ کرتے ہیں، فرقے تو نبی کے بعد امت میں بعض باتوں پر اختلاف کی وجہ سے بنتے ہیں۔

غلام احمد بڑا اچھا نبی تھا جو مسلمانوں میں غیر مسلم فرقہ بنا کر گیا ہے۔

تم قادیانیوں تو شہادت سے بھی بھاگتے ہو، جس کے بدلے جنت لازم ہے۔

جسے قادیانی، ویسا ہی ان کا شہادت کا تصور اور شہید. کہنے والے بھگت سنگھ کو بھی شہید کہہ دیتے ہیں۔.

غلام احمد نے تو یہ شہادت حرام کر دی ہے کہ زمین پر امن قائم کر دیا ہے۔

کیا غلام احمد ابن مریم ہے۔

Umat -e- Wahida Question ?

دین حنیف امام مہدی لے کر آئے ہیں۔

Aslam Riazi

تمام مسلم علماء سے میرا یہ سوال ہے چاہے وہ اولیاء کو ماننے والے ہوں یا وہ عالم دین جو دین میں بہت جارحانہ رویہ رکھتے ہیں اور بہت شدت پسندی کا اظہار کرتے ہیں کہ جب عیسی علیہ سلام اس دنیا میں واپس آں میں گے تو ان کا کردار کیا ہوگا اور مسلمان ہونے کے بعد ان کو کون سی ایسی چیز حاصل ہو جائے گی جو انہیں پہلے سے حاصل نہیں ہے قرآن کے مطابق عیسی علیہ سلام اللہ کے چند بہت زیادہ مقربین میں سے ایک ہیں یعنی وہ اللہ کے بہت زیادہ قرب کا مزہ لے چکے ہیں اور پھر قرآن کے مطابق اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔

اب دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کہ پاس مسلمان ہونے کے ناطے کیا ہے ہمارا ذہن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ عیسی علیہ سلام مسلمان بن جائیں گے اب سوال یہ ہے کہ عیسی علیہ سلام کو مسلمان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا کوئی ایسی چیز ہے جو مسلمان ہوئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جبکہ مسلم عقیدہ کے مطابق عیسی علیہ سلام چوتھے مرسل ہیں اور انہوں نے ۲۰۰۰ سال اللہ کہ انتہائی قرب میں گزارے ہیں پھر وہ مسلمان کیوں بنیں گے کیا آج کوئی مسلمان ایسا ہے جو اللہ کے انتہائی قرب میں ہو؟ اگر اللہ کے قرب مہں ہوتے تو ۷۲،۷۳ فرقوں میں نہیں بٹتے حدیث کے مطابق امت محمدی کا ایک گروہ جنت میں جائے گا باقی ۷۲ گروہ جہنم میں جائیں گے لیکن ہر گروپ سمجھتا ہے کہ وہ ہی جنت میں جائے گا آج مسلمان ساری دنیا کے لئے باعث پریشانی بن گئے ہیں دہشت گردی، جہالت اور تمام قسم کی برائیاں ان میں موجود ہیں ایک اور چیز مسلم علماء کے دماغ میں گھس گئی ہے کہ عیسی علیہ سلام آکر شریعت محمدی پر کاربند ہونگے شریعت دو قسم کی ہے ایک شریعت احمدی اور دوسری شریعت محمدی کہلاتی ہے شریعت احمدی کو شریعت احمدی اسلئے کہتے ہیں کہ حضور پاک کی روح کا نام احمد ہے لہٰزا وہ شریعت روحوں کی شریعت ہے نمازیں تو شب معراج پر اتریں شب معراج میں اوپر جاتے وقت جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو نماز پڑھائی وہ کون سی شریعت تھی ؟وہ شریعت احمدی کی نماز تھی اس نماز میں سارے پیغمبر موجود تھے ، کیا آدم صفی اللہ کو نبی بننے کے لئے شریعت پر عمل کرنا پڑا؟ کیا موسی کو نبی بننے کے لئے شریعت پر عمل کرنا پڑا؟ کیا کسی اور نبی کو شریعت پر عمل کرنے سے نبی کا مرتبہ ملا؟ تو پھر عیسی کو کیوں شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے؟ اور پھر کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ شریعت سے رب مل جائے گا؟ آپ تو ساری شریعت جانتے ہیں آپ کو رب مل گیا؟

اہل تصوف کے نزدیک شریعت مقام شنید ہے یعنی سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا اور طریقت مقام دید ہے عیسی اور جتنے بھی مرسلین ہیں ہر ایک کو دو طرح کا علم ملا ایک ظاہری اور ایک باطنی جیسا کہ محمد رسول اللہ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے قرآن کا ظاہر ہے شریعت کیوں کہ قرآن حضور پاک پر نازل ہوا تھا لہزا یہ ہوگئی حضور پاک کی شریعت تو عیسی پر انجیل نازل ہوئی تھی تو وہ ہوگئی ان کی شریعت۔ شریعت عام لوگوں کے لئے ہوتی ہے عیسی علیہ سلام تو عام نہیں ہیں اگر ان کے پاس باطنی علم نہ ہوتا تو یہ رب سے واصل کیوں ہوتے؟ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ عیسی علیہ سلام رب سے واصل نہیں ہیں پھر حضور پاک کی شریعت پر کاربند ہونا مزاق نہیں لگتا؟ شریعت ظاہر کو صاف کرتی ہے کیا عیسی علہ سلام کو آپ ناپاک سمجھتے ہیں؟ شریعت کی ان کو ضرورت کیسے ہو سکتی ہے رہ گئی بات روحوں کی شریعت اس میں تو سارے مرسل ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر عیسی علیہ سلام کیوں آئیں گے ؟

بہت سے علماء اسلام یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جضور پاک کے امتی بنیں گے جو سرکار امام مہدی گوہر شاہی نے ہم کو تعلیم عطا فرمائی اس کی روشنی میں اور اس کے علاوہ بزرگان دین، صالحین اور اولیاء اکرام کی کتابوں میں جو درج ہے اس کے مطابق شیخ عبد القادر جیلانی کے دو طرح کے مریدین ہیں ایک کہلاتا ہے اصلی مرید اور ایک کہلاتا ہے داخلی مرید اصلی مرید وہ ہے جس نے ان کی ظاہری زندگی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کیا ہو کیوں کہ اسم ذات اللہ کی کنجی ان کے پاس ہے اور وہ ولیوں کے سردار ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ کا مقم نبیوں میں ہے اور آپ امام الانبیاء ہیں اسی طرح غوث پاک کا مقام تمام

اولیاء میں ہے اور آپ امام الاولیاء کہلاتے ہیں تمام ولیوں کے کاندھوں پر ان کا قدم ہے سرکار امام مہدی گوہر شاہی کی تعلیمات کے مطابق ولیوں کی دو قسمیں ہیں ایک ولی عارف ہوتا ہے اور ایک معارف ہوتا ہے، اگر اسکا لفظی ترجمہ کریں گے تو آپ بھی ان علماء کی طرح جاہل ہو جائیں گے۔ باطنی اصطلاح میں عارف اس ولی کو کہتے ہیں جس کے جسم پر تجلی پڑے اور اسکا جسم ولی بن جائے اور اگر کسی کی روح پر تجلی پڑے اور روح ولی بن جائے تو ایسے ولی کو معارف کہتے ہیں اب ان دونوں ولایتوں کے اپنے اپنے مزے ہیں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ عارف جس کا جسم ولی ہوتا ہے اسلیئے وہ جسم سمیت حضور پاک کی محفل میں چلا جاتا ہے اور معارف اس پر رشک کرتا ہے کہ جسم سمیت آ گیا پھر وہ عارف حضور کی محفل میں دیکھتا ہے کہ حضور کسی سے بات کر رہے ہیں مگر وہ نظر نہیں آ رہا، جب پوچھا تو حضور نے فرمایا کہ اس سے بات کر رہے ہیں جسکا جسم تو دنیا میں ہے لیکن اس کی روح ہمارے پاس ہے اب روح تو مرتی نہیں اسلیئے اس کی ولایت بھی جاری رہتی ہے حضرت علی معارفوں کے سردار ہیں اور غوث پاک عارفوں کے سردار ہیں غوث پاک کا اصل مرید وہ ہے جس نے ظاہری طور پر ان سے فیض لیا ہو اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوا ہو کیوں کہ اسم ذات کی کنجی غوث پاک کے پاس ان کے زمانے سے لیکر امام مہدی گوہر شاہی کے آنے تک رہی لہٰذا اس دوران جتنے بھی زاکر قلبی ہوئے چاہے وہ کسی بھی روحانی سلسلے سے ہوں مثلاً قادری ہوں۔ چشتی ہوں، سہروردی ہوں نقش بندی ہوں کسی بھی طریقے سے ان کو ذکر قلب حاصل ہوا ہو وہ غوث پاک کے داخلی مرید کہلائے اسی طرح ہم اپنے باطنی علم کی روشنی میں یہ سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کے امتی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک اصل امتی اور ایک داخلی امتی جس نے حضور کے دور میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی وہ تو ہو گیا اصل امتی پھر محمد رسول اللہ کے پردہ فرمانے کے بعد فیض نبوت محمد رسول اللہ کے ولیوں سے آگے چلا پھر کسی بھی ولی مرشد سے جس جس کا بھی سینہ منور ہوا اور اسم ذات قلب میں گیا تو اس کو ہم سمجھتے ہیں داخلی امتی اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام کو جب حضور پاک کا امتی ہی بننا تھا تو اصل امتی بننا چاہئے تھا داخلی امتی بننے کی کیا ضرورت تھی ؟ اور پھر ان علماء اکرام کے نزدیک جنہوں نے حضور پاک کی ظاہری صحبت حاصل کی وہ تو ولیوں سے بھی عالی مقام رکھتے ہیں تو عیسیٰ علیہ سلام نے وہ مقام کیوں نہیں حاصل کیا اگر امتی ہی بننا ہے تو کم سے کم ایسا امتی بنتے جو صحابی کہلاتا علماء اکرام سے سوال ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کا دیدار کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ سلام نے ۲۰۰۰ سال انتظار کیا تو افضل امتی بنتے ادنی امتی کیوں بنتے ؟

یا تو پھر مسلمان یہ کہیں کہ امام مہدی کا مرتبہ تمام انبیاء بشمول محمد امام الانبیاء محمد رسول اللہ سے بھی افضل ہے تب ہی تو اللہ نے عیسیٰ علیہ سلام کو حضور کے دور میں نہیں بلکہ امام مہدی کے دور میں بھیجا، یا پھر اگر امام مہدی کی مدد کرنے کے لئے آ رہے ہیں تو پھر امتی بننے کی کیا شرط ہے ؟ اور پھر کیسی مدد ہو گی ؟ ان سوالوں کے جواب چاہیئں اور وہ اسلیئے کے یہ جو سارے مفروضے علماء اسلام نے گھڑ رکھے ہیں سب باطل ہیں جیسے کہ وہ امتی بنیں گے اور نماز پڑھائیں گے۔

دیکھیں امام مہدی علیہ سلام تمام ادیان میں تجدید فرما رہے ہیں اور ایک نیا دین بھی متعارف کروا رہے ہیں سوال یہ ہے کہ آدم علیہ سلام کے امتی نماز پڑھتے تھے ؟ ؟ جواب یہ ہے کہ ان کی شریعت میں نماز تھی ہی نہیں اسی طرح موسیٰ علیہ سلام کی شریعت میں بھی نماز نہیں تھی اب لوگ کہیں گے کہ موسیٰ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اب سوال یہ ہے کہ کیا قبر میں ان کا جسم نماز پڑھ رہا تھا ؟ امام مہدی جو دین لائے ہیں اس میں نمازیں نہیں ہیں، یہ بات حدیث میں ہے کہ امام مہدی جدید دین لائیں گے قرآن میں آیا ہے کہ یا رسول اللہ جب دین حنیف آئے تو آپ اپنا رخ اس دین کی طرف کر لینا اب محمد رسول اللہ کے بعد جو دور ہے وہ امام مہدی کا دور ہے اور امام مہدی کے زمانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ قرب قیامت کا زمانہ ہو گا تو پھر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو دین لانے والے ہونگے وہ امام مہدی ہوں گے جب قرآن میں حضور پاک کو بھی یہ کہا گیا کہ جب دین قائم آئے تو آپ اپنا رخ اس طرف موڑ لینا تو پھر علماء یہ ڈنکا کیوں بجاتے ہیں کہ امام مہدی اسلام پھیلائیں گے ؟ علماء اسلام کا یہ کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ سلام شریعت محمدی پر کاربند ہوں گے لیکن قرآن تو کہتا ہے کہ تمام انبیاء دین حنیف پر قائم ہیں اور دین حنیف امام مہدی لے کر آئے ہیں، اور اس دین حنیف کی جو امت ہے اسے قرآن نے امت واحدہ قرار دیا ہے

The English Translation Of Sahih Al-Bukhari And The Account Of Jesus' (A) Return

Synopsis:

Hadith number 658 in volume 4 of the Arabic/English edition of *Sahih al-Bukhari* represents a short narration that talks about the coming of Jesus (a) at a time when an "*Imam*" will be present.

The translation has changed to something rather different in later editions!

Source of the Allegation

[*The Shi'ah Encyclopedia*]
Evidence, Analysis and **Conclusion**

Sahih al-Bukhari is the foremost book of *hadith* for the Ahl al-Sunnah and is considered by them to be the most reliable book after the Qur'an. Its English translation was undertaken by Muhammad Muhsin Khan in 9 volumes and has been published in many editions.

The hadith under discussion appears in the Dar al-Fikr edition (which is non-dated, though apparently recent) as follows:

Sahih al-Bukhari, Al-Bukhari, Muhammad b. Isma`il (d. 256 AH), volume 4, pg. 437, hadith number 658
Beirut: Dar al-Fikr (9 vols), translated by Muhammad Muhsin Khan, n.d.
[Harvard]
[London]
[Ohio State]
[Toronto]
[Library of Congress]

in Whose Hands my soul is, surely (Jesus,) the son of Mary will soon descend amongst you as a Just Ruler; he will break the Cross and kill the pigs and there will be no Jizya (i. e. taxation taken from non-Muslims). Money will be in abundance so that nobody will accept it, and a single prostration to Allāh (in prayer) will be better than the whole world and whatever is in it." Abū Huraira added: "If you wish, you can recite (this Verse of the Holy Book):—

And there is none
Of the people of the Scriptures (Jews and christians)
But must believe in him (i.e. Jesus as an Apostle of Allāh and a human being)
Before his death;
And on the Day of Judgement
He will be a witness
Against them.' (4:159)

صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ : أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ : سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلّم : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً عَدْلاً ، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَ يَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ ، وَ يَضَعَ الْحَرْبَ ، وَ يَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا . ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ : وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ - وَ إِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً -

658. Narrated Abū Huraira ﷺ: Allāh's Apostle ﷺ said, "How will you be when the son of Mary (i. e. Jesus) descends amongst you, and he will judge people by the law of the Qur'ān and not by the law of Gospel.
(Fateh-al-Bari page No. 659 Vol. 8)

٦٥٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلّم : كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَ إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ؟ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ .

(45) CHAPTER. What has been said about Banī Isrāel.

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ .

659. Narrated Rab'ī bin Hirāsh:

٦٥٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

Those with even a rudimentary understanding of Arabic text will be able to see that the underlined arabic text of the *hadith* (***wa imaamukum minkum***) and the English equivalent are **completely different**!

An accurate translation would be:

How will you do when the son of Mary descends and your *imam* is one of your number?

This translation can be seen in James Robson's translation of Khatib al-Tabrizi's *Mishkat al-Masabih*, which quotes the *hadith* from *Sahih al-Bukhari*:

Mishkat al-Masabih, al-Khatib al-Tabrizi (d. 737 AH), volume 3, pg. 1159, chapter vi (The Descent of Jesus)
Lahore: Shaikh Muhammad Ashraf (2 vols), translated by James Robson, 1964
[Harvard]
[London]
[Toronto]
[Ohio State]
[Library of Congress]

CHAPTER VI

The Descent of Jesus.

I

Abū Huraira reported God's messenger as saying, "By Him in whose hand my soul is, the son of Mary will soon descend among you as a just judge. He will break crosses, kill swine and abolish the *jizya*, and wealth will pour forth to such an extent that no one will accept it, and one *sajda* will be better than the world and what it contains." Abū Huraira used to say: Recite if you wish, "Not one of the people of the Book will fail to believe in him before his death . . ."[1] (Bukhārī and Muslim.)

He reported God's messenger as saying, "I swear by God that the son of Mary will descend as a just judge, and will break crosses, kill swine, abolish the *jizya*, and leave the young she-camels so that collectors of *zakat* will not be employed for them. Spite, mutual hatred and jealousy of one another will certainly depart, and when he summons people to accept wealth not one will do so." Muslim transmitted it. In a version by Bukhārī and Muslim he said, "How will you do when the son of Mary descends and your *imām* is one of your number?"

Jābir reported God's messenger as saying, "A section of my people will not cease to fight for the truth and prevail till the day of resurrection." He said that Jesus son of Mary would then descend and their commander would invite him to come and lead them in prayer, but he would say, "No, you have some put over others as an honour from God to this people." Muslim transmitted it.

This chapter has no second section.

III

'Abdallāh b. 'Amr reported God's messenger as saying, "Jesus

1. Qur'ān, iv, 159.

Perhaps this is an innocent mistake by the translator of *Sahih al-Bukhari*?

The translation by Muhammad Muhsin Khan was checked and re-checked by several scholars, as can be seen from the 'certificate' on the first page of each volume:

Sahih al-Bukhari, Al-Bukhari, Muhammad b. Isma`il (d. 256 AH), volume 4, pg. 1
Beirut: Dar al-Fikr (9 vols), translated by Muhammad Muhsin Khan, n.d.
[Harvard]
[London]
[Ohio State]
[Toronto]
[Library of Congress]

In the name of Allāh, the most Beneficent, the most Merciful

Praise be to Allāh, the Lord of the Worlds, and Peace be upon the Master of the Apostles, his Family and Companions.

We, the undersigned, have read this translation of the Meanings of "Ṣaḥiḥ al-Bukhari" achieved by Dr. Muhammad Muhsin Khan and have done our best to revise and correct it perfectly well from its beginning to its end so that, with the ability and efforts available, it has come near to correctness as much as possible.

We thank Allāh, the Elevated, for the success of this beneficial project and ask Him to bountfully reward all those who have undertaken it or participated in it—Allāh's Pleasure being our aim, and it is He who guides us on the right path.

Shākir Naṣif Al-Ubaydi : M.A. English, Vanderbilt Univ., U.S.A. : Teacher of English : Baghdād Univ., & College of Education, Mecca.

Dr. Maḥmūd Ḥamad Naṣr : Graduate of Kharṭūm Univ. Physician, King Hospital, Medina.

Dr. Muḥammad Taqiy-ad-Din Al-Hilāli : Ph. D. Berlin Univ., Germany ; Professor : Muḥammad V Univ., Morocco ; Islamic Univ., Medina.

I have perused a little portion of this translation and found that the translator has succeeded in rendering the meanings of "Al-Jāmi' Aṣ-Ṣaḥiḥ" (Ṣaḥiḥ al-Bukhāri) into English in a simple comprehensible style free from complications. I have also noticed that he has chosen successfully the best and most authentic interpretation of some Hadiths that are interpreted differently by different scholars.

Dr. Maḥmūd Ḥamad Naṣr As-Sūdāni did his best to check the whole translation. The second revision was done by Mr. Shākir Naṣif Al-Ubaydi. Finally, Dr. Muḥammad Taqiy-ad-Din Al-Hilali checked the translation with the translator Dr. M.M. Khān thoroughly and minutely, doing his utmost to correct the minor mistakes he detected, till the translation acquired a high degree of precision.

May Allāh bountfully reward whoever has participated in this benevolent work ; and may He make people benefit by it.

I am perfectly sure that the translation, with Allāh's help and after all the great efforts exerted in its production, has neared perfection.

In Allāh's Hands are all means of success. And Praise be to Allāh, the Lord of the Worlds.

MUḤAMMAD AMĪN AL-MIṢRĪ

Ph.D. Cambridge Univ.,
Adviser & Head of Shari'a Department
College of Shari'a and Islamic Studies,
Mecca Al-Mukarrama.

So who is responsible for this error?

This 'certificate' also appears in an earlier edition published in Pakistan in 1971.

In that edition we find that the blatant 'error' does not occur!

The *hadith* is translated more accurately. Notice the volume, page, and *hadith* numbers in the edition below, which are identical to the Dar al-Fikr edition mentioned above.

Sahih al-Bukhari, Al-Bukhari, Muhammad b. Isma`il (d. 256 AH), volume 4, page 437, hadith number 658
Pakistan: Sethi Straw Board Mills (Conversion) Ltd (9 vols), translated by Muhammad Muhsin Khan, 1971 CE
[Harvard]
[London]
[Ohio State]
[Toronto]

in Whose Hands my soul is, surely (Jesus,) the son of Mary will soon descend amongst you as a Just Ruler: he will break the Cross and kill the pigs and there will be no Jizya (i. e. taxation taken from non-Muslims). Money will be in abundance so that nobody will accept it, and a single prostration to Allāh (in prayer) will be better than the whole world and whatever is in it." Abū Huraira added: "If you wish, you can recite (this Verse of the Holy Book):—

'And there is none
Of the people of the Book (Scriptures)
But must believe in him (i.e. Jesus as a human being)
Before his death;
And on the Day of Judgement
He will be a witness
Against them.' (4 : 159)

صالح، عن ابن شهاب: أنَّ سعيد بن المسيب: سمع أبا هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً، فيكسر الصليب ويقتل الخنزير، ويضع الحرب، ويفيض المال حتى لا يقبله أحد. حتى تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها. ثم يقول أبو هريرة: واقرؤوا إن شئتم: وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

658. Narrated Abū Huraira ﷺ: Allāh's Apostle ﷺ said, "How will you be when the son of Mary (i. e. Jesus) descends amongst you while one of your own men is your leader."

٦٥٨ - حدثنا ابن بكير: حدثنا الليث، عن يونس، عن ابن شهاب، عن نافع مولى أبي قتادة الأنصاري: أنَّ أبا هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم؟ تابعه عقيل والأوزاعي.

(45) CHAPTER. What has been said about Banī Israel.

باب ما ذكر عن بني إسرائيل.

659. Narrated Rab'ī bin Hirāsh:

٦٥٩ - حدثنا موسى بن إسماعيل:

So it seems that this 'error' is actually a clear and deliberate tampering with the text of the translation. It crept into later editions which are reprinted even now and still reflect this distortion (*tahrif*). This includes the later editions printed in Pakistan. Even the online *hadith* databases have the wrong translation. For example, see:

Sahih al-Bukhari, Al-Bukhari, Muhammad b. Isma`il (d. 256 AH), volume 4, book 55, hadith number 658
Online translations:
[University of Southern California MSA]
[University of Northumbria Islamic Society]

Volume 4, Book 55, Number 658:

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said "How will you be when the son of Mary (i.e. Jesus) descends amongst you and he will judge people by the Law of the Quran and not by the law of Gospel (Fateh-ul Bari page 304 and 305 Vol 7)

http://www.usc.edu/schools/college/crcc/engagement/resources/texts/muslim/hadith/bukhari/055.sbt.html#004.055.658

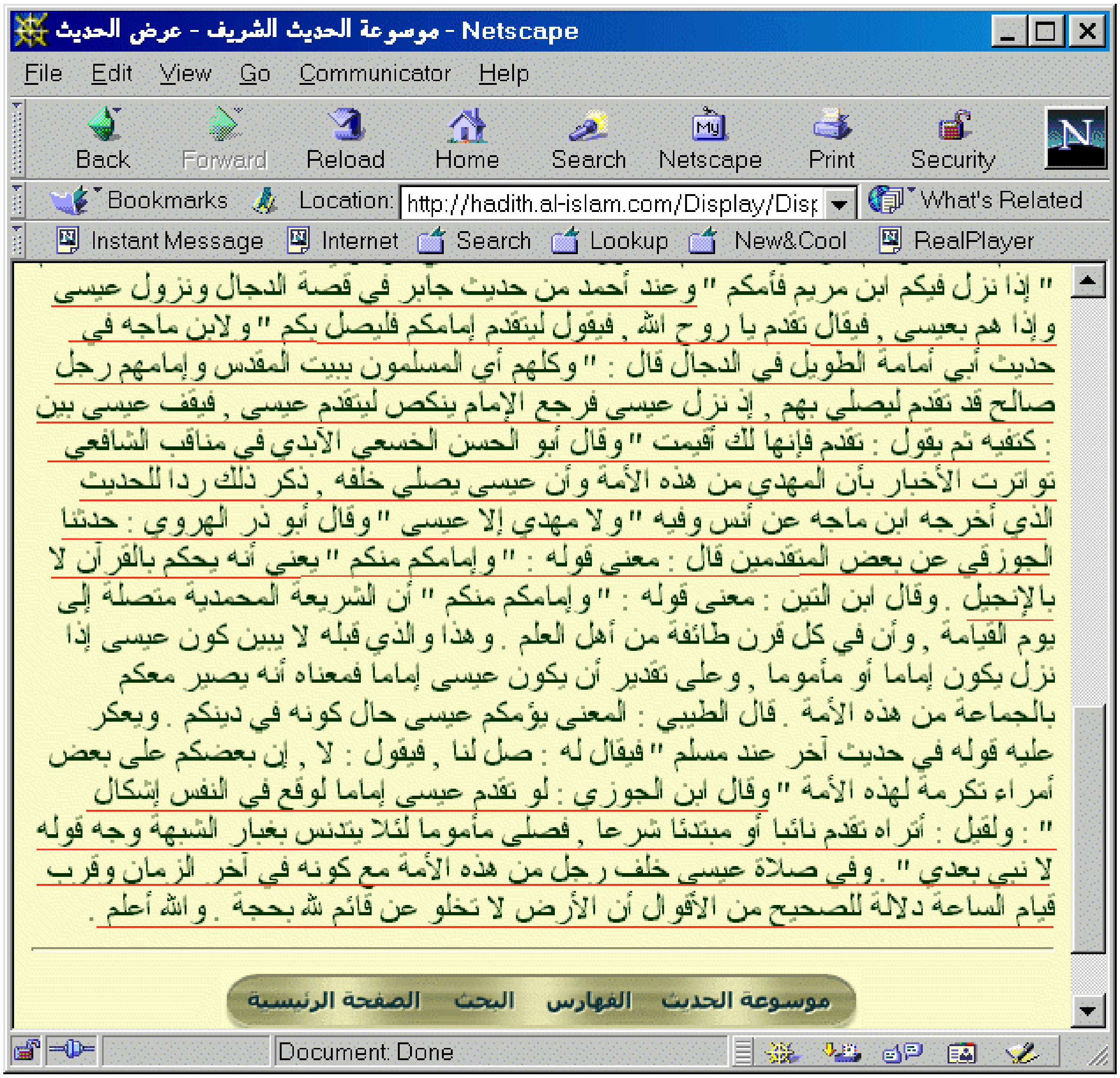

What is the reference to '*Fateh ul-Bari*' in the distorted versions?

Fath al-Bari is the most famous commentary (*sharh*) on *Sahih al-Bukhari*. It was written by Ibn Hajar al-'Asqalani (d. 852 AH) a scholar of great repute amongst the Ahl al-Sunnah. Although the analysis above demonstrates the clear and deliberate tampering of the text, an investigation into the commentary on this *hadith* in *Fath al-Bari* is even more revealing. It is a reasonably lengthy text where Ibn Hajar quotes the opinions of various authorities regarding the meaning and import of this tradition. Some of the comments are translated below:

Fath al-Bari bi Sharh Sahih al-Bukhari, Ibn Hajar al-'Asqalani (d. 852 AH), under hadith number 3193

[Online *Fath al-Bari* at www.al-islam.com] (*requires arabic support)*
[Downloadable *Fath al-Bari* at muhaddith.org] (*requires arabic support)*

And according to Ahmad within the *hadith* of al-Dajjal and descent of 'Isa "If they were with Isa, it would be said: Lead O' *Ruh Allah* (i.e. 'Isa), he would say: Let your imam lead you in prayer." Also Ibn Majah in the long *hadith* of Abi Umamah about al-Dajjal, he said: and all of them, meaning the Muslims, in Jurusalem and their imam is a righteous man who has advanced to lead them in prayer, when 'Isa has descended; the imam steps back to allow Isa to lead. Isa would stand between his shoulders [i.e. facing him] then would say: Lead! The [prayer] was setup for you.

Abu al-Hasan al-Khasa'i al-'Abidi said in Manaqib al-Shafi'i that the reports are repeated (*mutawatir*) that al-Mahdi is from this nation and that 'Isa prays behind him. He made mention of this refuting the *hadith* that Ibn Majah came out with from Anas which has in it "no Mahdi except 'Isa".

And Abu Dharr al-Harawi said that he was told by al-Jawzaqi from some of the earlier [men], he said: **the meaning of his saying "your imam is from amongst you" means that he rules by the Quran and not by the Gospel.**

Ibn al-Jawzi said: If 'Isa were to lead there would be a doubt in peoples minds on whether he would be leading as a representative or as an initiator of [new] law. Therefore, he would pray while being lead so that he is not clouded with doubt, from the point of the saying [of our prophet] "no prophet after me." Also, by way of 'Isa's prayer behind a man from this nation, happening at the end of time and near the Hour, is a correct proof to the saying that the Earth is not devoid of a standing proof of Allah (*qa'im lillah bi-hujjah*), and Allah knows best.

It becomes apparent from the above extract that various explanations were quoted by Ibn Hajar to throw light on the meaning of this *hadith* and the identity of the *imam*. The tampering of the text of the Muhsin Khan translation was achieved by replacing the translation with *one* of the several explanations, the one colored red. All the others including the ones above colored blue were ignored.

So who is the "*imam*" mentioned in the tradition?

The Shi'ah understand this to be a reference to Imam al-Mahdi (a) who is the Twelfth Imam and Successor to the Prophet (s) from his Family (*Ahl al-bayt*). He is the righteous *Qa'im al-Hujjah*, behind whom Jesus (a) will pray when he descends.

عیسیٰ (ع) ابو حنیفہ کے مقلد (کیا نبی کسی امتی کا مقلد ہو سکتا ہے؟؟؟)

ابوحنیفہ کے بارے میں سخت غلو

اسلام علیکم

تحفہ یا علی مدد

دیوبندی وھابی حضرات عموما شیعہ خیر البریہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آئمہ علیہم السلام انبیاء سے افضل ہے۔ اس سلسلے میں ہم پر بہت زیادہ سب و شتم کیا جاتا ہے، لیکن کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ دیوبندیوں کے امام اعظم ابوحنفیہ کے مقلدین نے انکے بارے میں کتنا غلو کیا؟؟؟

جی ہاں! آج ہم اس کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔۔۔

لیکن افسوس کہ یہ غلو بھی کسی جاہل مقلد نے نہیں کرا بلکہ ان کے امام محمد علاء الدین الحصفکی نے کرا۔۔۔

اس سے پہلے کہ ہم اصل عبارت نقل کریں، ہم امید رکھتے ہیں کہ دیوبندی حضرات ایک فتویٰ اپنے پسندیدہ امام پر لگا کہ انہیں جھنم کی نوید سنائیں ۔۔۔۔

چنانچہ الحصفکی رقم طراز ہیں:

وحسبک من مناقبه اشتهار مذہبه ما قال قولا الا اخذ به امام من الائمته الاعلام و قد جعل الله الحکم لا صحابه و اتباعه من زمنه الی ہذا الایام الی ان یحکم بمذہبه عیسیٰ علیه السلام

اے مخاطب! تجھے ابوحنیفہ کے مناقب میں سے آپ کا مذہب مشہور ہونا کافی ہے۔ آپ نے جو بھی بات ارشاد فرمائی، اسکو آپ کے اصحاب میں سے ائمہ اعلام میں سے کسی نہ کسی امام نے اختیار کرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اصحاب اور متبعین کیلئے آپ کے زمانے سے تا دم ایں تحریر عہدہ قضا کو مقرر کرا، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ آپ کے مذہب کے مطابق فیصلہ دینگے۔

حوالہ: الدرالمختار شرح تنویز الابصار و جامع البحار، صفحہ ۱۳، مقدمہ، دارالکتب العلمیہ بیروت و جلد ۱، صفحہ ۶۰، دارالفکر، بیروت۔

کیا یہ غلو کی انتہاء کہ جناب عیسیٰ ایک تاجر کی تقلید کرینگے؟؟؟ کیا فرمائینگے علمائے دیوبند اور احناف بالعموم۔۔۔ جب شیعہ کہیں تو کافر اور جب وھابی کہے تو امام۔۔۔

خاکپائے اہلبیت علیہم السلام

خیر طلب

الدر المختار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي
المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي
المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه
عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:
[illegible]

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

KHAIR
WWW.SHIAFORUMS.COM

صنف في العلوم الدينية تسعمائة وتسعة وتسعين كتاباً. ومن تلامذته الشافعي رضي الله عنه، وتزوج بأم الشافعي، وفوض إليه كتبه ومَاله، فبسببه صار الشافعي فقيهاً، ولقد أنصف الشافعي حيث قال: من أراد الفقه فليلزم أصحاب أبي حنيفة، فإن المعاني قد تيسرت لهم والله ما صرت فقيهاً إلا بكتب محمد بن الحسن. وقال إسماعيل بن أبي رجاء: رأيت محمداً في المنام، فقلت له: ما فعل الله بك؟ فقال: غفر لي، ثم قال: لو أردت أن أعذبك ما جعلت هذا العلم فيك، فقلت له: فأين أبو يوسف؟ قال: فوقنا بدرجتين، قلت: فأبو حنيفة قال: هيهات ذاك في أعلى عليين، كيف وقد صلىٰ الفجر بوضوء العشاء أربعين سنة، وحج خمساً وخمسين حجة، ورأىٰ ربه في المنام مائة مرة؟ ولها قصة مشهورة. وفي حجته الأخيرة استأذن حجبة الكعبة بالدخول ليلاً فقام بين العمودين على رجله اليمنىٰ ووضع اليسرىٰ على ظهرها حتىٰ ختم نصف القرآن، ثم ركع وسجد، ثم قام على رجله اليسرىٰ، ووضع اليمنىٰ على ظهرها حتىٰ ختم القرآن، فلما سلم بكىٰ وناجىٰ ربه وقال: إلهي ما عبدك هذا العبد الضعيف حق عبادتك لكن عرفك حق معرفتك فهب نقصان خدمته لكمال معرفته! فهتف هاتف من جانب البيت: يا أبا حنيفة قد عرفتنا حق المعرفة، وقد خدمتنا فأحسنت الخدمة، وقد غفرنا لك، ولمن اتبعك ممن كان على مذهبك إلى يوم القيامة. وقيل لأبي حنيفة: بم بلغت ما بلغت؟ قال: ما بخلت بالإفادة وما استنكفت عن الاستفادة. وقال مسافر بن كرّام: من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله رجوت أن لا يخاف. وقال فيه: [الكامل]

حَسْبِي مِنَ الخَيرَاتِ مَا أَعْدَدتهُ ... يَوْمَ القِيَامَةِ فِي رِضَا الرَّحمٰنِ
دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيرِ الوَرَى ... ثُمَّ اعتِقَادِي مَذهَبَ النُّعمَانِ

وعنه عليه الصلاة والسلام: «إن آدم افتخر بي وأنا أفتخر برجل من أمتي اسمه نعمان وكنيته أبو حنيفة هو سراج أمتي»، وعنه عليه الصلاة والسلام: «إنّ سائر الأنبياء يوم القيامة يفتخرون بي وأنا أفتخر بأبي حنيفة، من أحبه فقد أحبني ومن أبغضه فقد أبغضني». كذا في التقدمة شرح مقدمة أبي الليث. قال في الضياء المعنوي: وقول ابن الجوزي إنه موضوع تعصب؛ لأنه رُوي بطرق مختلفة. وروىٰ الجرجاني في مناقبه بسنده لسهل بن عبد الله التستري أنه قال: «لو كان في أمة موسىٰ وعيسىٰ مثل أبي حنيفة، لما تهوّدوا ولما تنصّروا».

ومناقبه أكثر من أن تحصر؛ وصنف فيها سبط ابن الجوزي مجلدين كبيرين وسماه الانتصار لإمام أئمة الأمصار وصنف غيره أكثر من ذلك.

والحاصل أن أبا حنيفة النعمان من أعظم معجزات المصطفىٰ ﷺ بعد القرآن، وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه، ما قال قولاً إلا أخذ به إمام من الأئمة الأعلام، وقد جعل الله الحكم لأصحابه وأتباعه من زمنه إلى هذه الأيام، إلى أن يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام، وهذا يدل على أمر عظيم اختصّ به من بين سائر العلماء العظام، كيف لا وهو كالصديق رضي الله عنه له أجره وأجر من دوّن الفقه وألّفه وفرّع أحكامه على أصوله

WWW.SHIAFORUMS.COM

سنی حدیث میں اہل بیت شیعہ امام مہدی۔

امامت کا حق اسی شخص کو ہوتا ہے جو افضل ہو اور ظاہر ہے کہ آپ کامل رسول و نبی ہونے کی حیثیت سے اس وقت سب سے افضل ہیں۔

کیونکہ میری امامت کی وجہ سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ تمہارا دین منسوخ ہو گیا۔

31 - فتنوں کا بیان: (123)

امام مہدی کے متعلق

حدثنا عبد الجبار بن العلا بن عبد الجبار العطار حدثنا سفيان بن عيينة عن عاصم عن زر عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يلي رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي قال عاصم وأخبرنا أبو صالح عن أبي هريرة قال لو لم يبق من الدنيا إلا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يلي قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 115 حدیث مرفوع مکررات 4

عبد الجبار بن علاء، عطار، سفیان بن عیینہ، عاصم، ابوزر، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل بیت میں سے میرے نام کا ایک شخص دنیا کا حکمران ہو گا عاصم، ابوصالح کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ سے مروی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا میں سے ایک دن ہی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے طویل کر دے گا یہاں تک کہ امام مہدی حکمران ہو جائیں یہ حدیث حسن صحیح ہے

Sayyidina Abdullah (RA) reported from the Prophet (SAW) that he said, "A man of my house, his name being as my name, will follow (to rule over the world).

٦٠: بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمَهْدِيِّ

۱۱۱: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ نَا اَبِي نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِيْ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبِي سَعِيْدٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۱۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِيْ قَالَ عَاصِمٌ وَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ الْعَمِّيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الصِّدِّيْقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِيْنَا اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَاَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ اُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيْشُ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا زَيْدٌ الشَّاكُّ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِيْنَ قَالَ فَيَجِيْءُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ قَالَ لَهُ فِيْ ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَحْمِلَهُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُو الصِّدِّيْقِ النَّاجِيُّ اِسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ.

٦١: بَابُ مَاجَآءَ فِيْ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ

۱۱۴: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ

٦٠: باب امام مہدی کے متعلق

۱۱۱: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے میرے ہی نام کا کوئی شخص پورے عرب پر حکمرانی نہیں کرے گا۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ام سلمہؓ اور ابوہریرہؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۲: حضرت عبداللہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اہل بیت میں سے میرے نام کا ایک شخص دنیا کا حکمران ہوگا۔ عاصم، ابوصالح کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا میں سے ایک دن ہی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے طویل کردے گا۔ یہاں تک کہ امام مہدی حکمران ہوجائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بدعت شروع ہوجائے۔ پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک مہدی آئے گا۔ جو پانچ، سات یا نو سال (راوی کو شک ہے) تک حکومت کرے گا؛ پھر اس کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دیجئے۔ مجھے دیجئے۔ پس وہ اسے اتنے دینار دیں گے جتنے اس میں اٹھانے کی استطاعت ہوگی۔ یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔ ابوصدیق کا نام بکر بن عمرو ہے انہیں بکر بن قیس بھی کہتے ہیں۔

٦١: باب عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بارے میں

۱۱۴: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

32 - امام مہدی کا بیان: (12)

قتل ہونے میں کیا امید کی جائے

حدثنا مسدد أن عمر بن عبيد حدثهم ح وحدثنا محمد بن العلا حدثنا أبو بكر يعني ابن عياش ح وحدثنا مسدد حدثنا يحيى عن سفيان ح وحدثنا أحمد بن إبراهيم حدثنا عبيد الله بن موسى أخبرنا زائدة ح وحدثنا أحمد بن إبراهيم حدثني عبيد الله بن موسى عن فطر المعنى واحد كلهم عن عاصم عن زر عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو لم يبق من الدنيا إلا يوم قال زائدة في حديثه لطول الله ذلك اليوم ثم اتفقوا حتى يبعث فيه رجلا مني أو من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي زاد في حديث فطر يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا وقال في حديث سفيان لا تذهب أو لا تنقضي الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي قال أبو داود لفظ عمر وأبي بكر بمعنى سفيان

سنن ابو داؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 889 حدیث مرفوع مکررات 4

مسدد، عمر بن عبید، محمد بن علاء، ابو بکر یعنی ابن عیاش، مسدد، یحیی، سفیان، احمد بن ابراہیم، عبداللہ بن موسی، زائدہ احمد بن ابراہیم، عبید اللہ بن موسی، فتر مغنی، عاصم، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہو گا۔ زائدہ نے فرمایا کہ **اللہ نے اس دن کو اتنا لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی مجھ سے یا فرمایا کہ اہل بیت میں سے بھیجیں گے جس کا نام میرے نام سے اور جس کے باپ کے نام میرے باپ کے نام سے مطابقت رکھتا ہو گا۔** فطر نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے بھر دی گئی تھی جبکہ سفیان نے اپنی روایت میں فرمایا کہ **دنیا جائے گی نہیں یا ختم نہیں ہو گی یہاں تک کہ ملک عرب کا مالک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ہو جائے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہو گا۔** امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاش اور عمر بن عبید کے الفاظ سفیان ہی کی طرح ہیں۔

Narrated Abdullah ibn Mas'ud:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: If only one day of this world remained. Allah would lengthen that day (according to the version of Za'idah), till He raised up in it a man who belongs to me or to my family whose father's name is the same as my father's, who will fill the earth with equity and justice as it has been filled with oppression and tyranny (according to the version of Fitr). Sufyan's version says: The world will not pass away before the Arabs are ruled by a man of my family whose name will be the same as mine.

32 - امام مہدی کا بیان: (12)

قتل ہونے میں کیا امید کی جائے

حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا الفضل بن دكين حدثنا فطر عن القاسم بن أبي بزة عن أبي الطفيل عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو لم يبق من الدهر إلا يوم لبعث الله رجلا من أهل بيتي يملؤها عدلا كما ملئت جورا

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 890 حدیث مرفوع مکررات 4

عثمان بن ابوشیبہ، فضل ابن دکین، فطر قاسم، ابو بکرہ، ابوطفیل، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ **جب زمانہ میں سے صرف ایک دن (باعتبار آخرت) باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم سے بھر دی گئی تھی۔**

Narrated Ali ibn AbuTalib:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: If only one day of this time (world) remained, Allah would raise up a man from my family who would fill this earth with justice as it has been filled with oppression.

31 - فتنوں کا بیان: (123)

امام مہدی کے متعلق

حدثنا عبيد بن أسباط بن محمد القرشي الكوفي قال حدثني أبي حدثنا سفيان الثوري عن عاصم بن بهدلة عن زر عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي قال أبو عيسى وفي الباب عن علي وأبي سعيد وأم سلمة وأبي هريرة وهذا حديث حسن صحيح

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 114 حدیث مرفوع مکررات 4

عبید بن اسباط بن محمد قرشی، ان کے والد، سفیان ثوری، عاصم بن بہدلة، زر، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے میرے ہی نام کا کوئی شخص پورے عرب پر حکمرانی نہیں کرے گا** اس باب میں حضرت علی، ابوسعید، ام سلمہ اور ابوہریرہ سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے

Sayyidina Abdullah reported that Allahs Messenger (SAW) said, "The world will not end before a man of my house rules over the Arabs. His name will be the same as mine."

[Ahmed 3573]

32 - امام مہدی کا بیان: (12)

قتل ہونے میں کیا امید کی جائے

حدثنا محمد بن المثنی حدثنا معاذ بن هشام حدثني أبي عن قتادة عن صالح أبي الخليل عن صاحب له عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من أهل المدينة هاربا إلى مكة فيأتيه ناس من أهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث إليه بعث من أهل الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة فإذا رأى الناس ذلك أتاه أبدال الشام وعصاب أهل العراق فيبايعونه بين الركن والمقام ثم ينشأ رجل من قريش أخواله كلب فيبعث إليهم بعثا فيظهرون عليهم وذلك بعث كلب والخيبة لمن لم يشهد غنيمة كلب فيقسم المال ويعمل في الناس بسنة نبيهم صلى الله عليه وسلم ويلقي الإسلام بجرانه في الأرض فيلبث سبع سنين ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون قال أبو داود قال بعضهم عن هشام تسع سنين وقال بعضهم سبع سنين

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 893 حدیث مرفوع مکررات 9

محمد بن مثنی، معاذ بن ہشام، ابوقتادہ، صالح ابوخلیل صاحب، حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت لوگوں میں (اگلا خلیفہ منتخب کرنے میں) اختلاف ہوجائے گا اس دوران ایک آدمی مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگے گا لوگ اسے خلافت کے لیے نکالیں گے لیکن وہ اسے ناپسند کرتے ہوں گے پھر لوگ ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے پھر وہ ایک لشکر شام سے بھیجیں گے تو وہ لشکر،، بیدائ،، کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے جب لوگ اس لشکر کو دیکھیں گے تو اہل شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں ان کے پاس آئیں گی ان سے بیعت کریں گی پھر ایک آدمی اٹھے گا قریش میں سے جس کی ننھیال بنی کلب میں ہوگی وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا تو وہ اس لشکر پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور وہ بنوکلب کا لشکر ہوگا اور ناکامی ہو اس شخص کے لیے جو بنوکلب کے اموال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو، مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں میں انکے نبی کی سنت کو جاری کریں گے اور اسلام پر اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (سارے کرہ ارض پر اسلام پھیل جائے گا) پھر اس کے بعد سات سال تک وہ زندہ رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوجائے گا اور مسلمان انکی نماز جنازہ پڑھیں گے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ بعض ہشام کے حوالہ سے یہ کہا کہ وہ نو سال تک زندہ رہیں گے جبکہ بعض نے کہا کہ سات سال تک رہیں گے۔

Narrated Umm Salamah, Ummul Mu'minin:

The Prophet (peace_be_upon_him) said: Disagreement will occur at the death of a caliph and a man of the people of Medina will come flying forth to Mecca. Some of the people of Mecca will come to him, bring him out against his will and swear allegiance to him between the Corner and the Maqam. An expeditionary force will then be sent against him from Syria but will be swallowed up in the desert between Mecca and Medina. When the people see that, the eminent saints of Syria and the best people of Iraq will come to him and swear allegiance to him between the Corner and the Maqam.

Then there will arise a man of Quraysh whose maternal uncles belong to Kalb and send against them an expeditionary force which will be overcome by them, and that is the expedition of Kalb. Disappointed will be the one who does not receive the booty of Kalb. He will divide the property, and will govern the people by the Sunnah of their Prophet (peace_be_upon_him) and establish Islam on

Earth. He will remain seven years, then die, and the Muslims will pray over him.

166 - حضرت عیسی علیہ السلام کے نازل ہونے کا بیان: (5)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی برکتیں

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا ولتذھبن الشحناء والتحاسد ولیدعون إلی المال فلا یقبلہ أحد. رواہ مسلم. وفي روایۃ لھما قال کیف أنتم إذا نزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 75

" اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بخدا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اس حالت میں نازل ہونگے کہ وہ ایک عادل حاکم ہونگے صلیب کو توڑ دیں گے سور کو مار ڈالیں گے ذمیوں سے جزیہ کو اٹھا دیں گے اور جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا کہ اس سے سواری اور بار برداری کا کام نہیں لیا جائے گا اور یقینا لوگوں کے دلوں سے کینہ بغض اور حسد جاتا رہے گا (کیونکہ یہ سب برائیاں دنیا کی محبت ولالچ سے پیدا ہوتی ہیں جب دنیا اور دنیا کی چیزوں کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں رہ جائے گی تو یہ برائیاں کہاں سے پیدا ہونگی) اور یقینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال ودولت سے نوازنے کے لئے بلائیں گے لیکن (استغناء وبے نیازی کی وجہ سے کوئی بھی مال ودولت لینے والا نہیں ہوگا۔" (مسلم) اور بخاری ومسلم کی روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا (یعنی تم کتنا سکون وکیف محسوس کروگے) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے (یعنی اہل قریش میں سے یا تمہاری ملت کا کوئی بھی فرد) ہوگا۔"

تشریح:

جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سواری اور بار برداری کے لئے ایسے آرام دہ اور تیز رفتاری ذرائع مہیا ہوں گے اور ان کی اتنی کثرت ہوگی کہ نقل وحمل کے مقاصد کے لئے کسی کو انٹنیوں جیسے جانوروں کی ضرورت نہیں ہوگی یا اس جملہ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی کو یہ حکم نہیں دیں گے کہ وہ زکوۃ میں دینے کے لئے اپنی اونٹنیوں کو ان کے پاس لانے کی زحمت برداشت کرے کیونکہ اس زمانہ میں زکوۃ کا مال قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا! اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ جملہ دراصل اس بات سے کنایہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ اپنی معاش وضروریات سے اس قدر مستغنی وبے نیاز ہوں گے کہ اشیاء ضرورت اور مال واسباب حاصل کرنے کے لئے تجارت اور زمین پر سفر وغیرہ کا سلسلہ تقریبا موقوف ہوجائے گا۔

" اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا الخ" کا مطلب علماء نے دو صورتوں میں بیان کیا ہے ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد بھی تمہاری نماز کا امام تم ہیں میں سے ایک فرد ہوگا اور وہ امام مہدی ہیں اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے۔ اور یہ بات اس امت محمدی کی تعظیم وتکریم کے پیش نظر ہوگی جیسا کہ آگے والی حدیث میں اسکی تصریح بھی ہے! لہذا اس زمانہ میں حاکم وخلیفہ اور خیر وبھلائی کی تعلیم وتلقین کرنے کے ذمہ دار تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے لیکن نماز کی امامت کا شرف حضرت امام مہدی کو حاصل رہے گا! لیکن بعض روایتوں میں یہ منقول ہے کہ جس وقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے حضرت امام مہدی مسلمانوں کے ساتھ نماز کی حالت میں ہوں گے اور چاہیں گے کہ امامت کے مصلے سے پیچھے ہٹ جائیں تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز کی امامت نہیں کریں گے بلکہ خود امام مہدی ہی کے پیچھے پڑھیں گے، البتہ اس وقت کی نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت کریں گے کیونکہ وہ بہر حال حضرت امام مہدی سے افضل ہونگے۔

دوسری صورت میں اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ '' اور " تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔" امام " سے مراد خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ مسلمانوں ہی کی شریعت کے مطابق حکم احکام جاری کیا کریں گے نہ کہ انجیل کی تعلیمات کے مطابق اور ان کا سارا نظام دین و دنیا قرآن کریم اور احادیث رسول کے منہاج پر استوار اور ان کے تمام معاملات مسلمانوں کے دین و ملت کے مطابق ہوں گے جیسا کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے پروردگار کی کتاب (قرآن) اور تمہارے پیغمبر کی سنت کے مطابق تمہاری امامت کریں گے۔ اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کی ملت کے ایک فرد ہوں گے اور وہ جب مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ان ہی میں کا ایک فرد ان کا امام ہے۔

166 - حضرت عیسی علیہ السلام کے نازل ہونے کا بیان: (5)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امامت سے انکار

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة. قال فينزل عيسى بن مريم فيقول أميرهم تعال صل لنا فيقول لا إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة. رواه مسلم.

وهذا الباب خال عن الفصل الثاني. . . .

مشکوۃ شریف:جلد پنجم:حدیث نمبر 76

" اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" میری امت میں سے ہمیشہ کوئی جماعت حق کے واسطے لڑتی رہے گی اور (اپنے دشمنوں پر) غالب آئے گی قیامت (کے قریب) تک یہ سلسلہ جاری رہے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے اتریں گے اور اس وقت مسلمان نماز کی حالت میں ہوں گے) تو امت کے امیر (یعنی امام مہدی) عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے **(کیونکہ امامت کا حق اسی شخص کو ہوتا ہے جو افضل ہو اور ظاہر ہے کہ آپ کامل رسول و نبی ہونے کی حیثیت سے اس وقت سب سے افضل ہیں)** لیکن عیسیٰ علیہ السلام ان کو جواب دیں گے کہ امامت نہیں کروں گا **(کیونکہ میری امامت کی وجہ سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ تمہارا دین منسوخ ہو گیا)** اور بلاشبہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امام و امیر ہیں بایں سبب کے اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ کو بزرگ و برتر قرار دیا ہے (مسلم) اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔"

خضر علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

164 - قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی نشانیاں اور دجال کا ذکر: (32)

دجال کا حلیہ

وعن عبد اللہ بن عمر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیتني اللیلة عند الکعبة فرأیت رجلا آدم کأحسن ما أنت راء من أدم الرجال له لمة کأحسن ما أنت راء من اللمم قد رجلها فهي تقطر ماء متکئا علی عواتق رجلین یطوف بالبیت فسألت من هذا؟ فقالوا هذا المسیح بن مریم قال ثم إذا أنا برجل جعد قطط أعور العین الیمنی کأن عینه عنبة طافیة کأشبه من رأیت من الناس بابن قطن واضعا یدیه علی منکبي رجلین یطوف بالبیت فسألت من هذا؟ فقالوا هذا المسیح الدجال. متفق علیه.
وفي روایة قال في الدجال رجل أحمر جسیم جعد الرأس أعور عین الیمنی أقرب الناس به شبها ابن قطن.

وذکر حدیث أبي هریرة لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها في باب الملاحم.

وسنذکر حدیث ابن عمر قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في الناس في باب قصة ابن الصیاد إن شاء اللہ تعالی.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 50

" اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں نے آج کی رات اپنے آپ کو (خواب میں یا کشف کی حالت میں) کعبہ کے پاس دیکھا، وہاں مجھ کو ایک ایسا گندم گوں شخص نظر آیا جو کسی ایسے آدمی کی طرح تھا جس کو تم گندمی رنگ کا سب سے بہتر اور خوبصورت دیکھتے ہو، اس کے (سر پر) بہت بال تھے جو کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے اور بالوں کے اعتبار سے بھی وہ کسی ایسے شخص کے مشابہ تھا جس کو تم اس قسم کے بال رکھنے والوں میں سے سب سے خوبصورت دیکھتے ہو، اس کے بالوں میں کنگھی کی گئی تھے اور بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے وہ شخص دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا! میں نے (اس شخص کو دیکھ کر طواف کرنے والوں سے) پوچھا کہ یہ کون ہے۔
انہوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں! اسی کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اچانک میری نظر سے ایک شخص گزرا جس کے بال گھونگریالے اور بہت کھڑے تھے، وہ داہنی آنکھ سے کانا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ یا بے نور ہے، جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ ابن قطن کے بہت مشابہ تھا، وہ شخص بھی دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے اس کے بارے میں بھی پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ مسیح دجال ہے" بخاری ومسلم) ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ " وہ ایک شخص ہے جس کی آنکھیں سرخ ہیں، سر کے بال گھونگریالے ہیں، داہنی آنکھ سے کانا ہے، مشابہت کے اعتبار سے لوگوں میں ابن قطن اس کے بہت قریب ہے۔"

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من غربها الخ باب الملاحم میں نقل کی جا چکی ہے نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس۔۔۔ الخ کو انشاء اللہ ہم ابن صیاد کے قصہ کے باب میں نقل کریں گے۔

تشریح:

" بالوں سے پانی ٹپک رہے تھے۔" میں پانی سے مراد یا تو وہ پانی ہے جو نہانے کے بعد بالوں میں لگا رہتا ہے اور کنگھی کرنے کے بعد بالوں سے ٹپکنے لگتا ہے اور وہ

پانی بھی مراد ہو سکتا ہے جس میں کنگھی کو بھگو کر بال سنوراتے ہیں، یا پانی کے قطرے ٹپکنے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انتہائی پاکیزگی و لطافت اور ترو تازگی کو کنایۃ بیان کرنا ہے۔

" جیسے اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانا ہے۔" کے بارے میں قاضی عیاض نے یہ لکھا ہے کہ دجال کی داہنی آنکھ تو بالکل سلپٹ یعنی ہموار ہو گی (کہ اس جگہ آنکھ کا نام ونشان بھی نہیں ہو گا) اور بائیں آنکھ موجود تو ہو گی لیکن اس میں بھی پھولا ہوا ٹینٹ ہو گا۔

" ابن قطن" سے مراد عبدالعزی ابن قطن یہودی ہے جس کے بارے میں پیچھے بیان ہو چکا ہے! لفظ کا شبہ " میں کاف زائد ہے جو اظہار مبالغہ کے لئے استعمال ہوا ہے! دجال کو ابن قطن کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ شاید ابن قطن کا جسمانی حلیہ کچھ اس طرح کا رہا ہو گا جیسا کہ دجال کا ہو گا یا اس اعتبار سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس کی آنکھ بھی ٹینٹ یعنی پھلی تھی۔

دجال جن دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے طواف کرتا نظر آیا تھا بظاہر ان سے مراد وہ دو شخص ہیں جو اس (دجال) کے رفیق و مدد گار ہوں گے جیسا کہ ان دو شخصوں سے مراد کہ جن کے کاندھے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ رکھے ہوئے طواف کرتے ہوئے نظر آئے تھے، وہ دو شخص ہیں جو حق کے راستہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معین و مدد گار ہوں گے اور شاید وہ دونوں حضرات **خضر علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ہوں! اس موقع پر اشکال واقع ہوتا ہے کہ دجال کافر ہے، اس کو طواف کی حالت میں دکھایا جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس کا جواب علماء کرام نے یہ دیا ہے کہ مذکورہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات میں سے ہے، جس کا تعلق خواب سے ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خواب میں گویا یہ دکھایا گیا کہ ایک وہ دن آئے گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دین اور مرکز دین کے ارد گرد رہیں گے تاکہ دین کو قائم کریں اور فتنہ و فساد سے اس کی حفاظت کریں اور دجال بھی دین اور مرکز دین پر منڈلاتا پھرے گا تاکہ گھات لگا کر دین کو نقصان پہنچائے اور فتنہ وفساد پھیلانے میں کامیاب ہو جائے بعض حضرات نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ مکہ مکرمہ پر اسلام کا غلبہ ہونے اور مشرکوں کو مسجد حرام کے قریب جانے کی مخالفت نافذ ہونے سے پہلے بہر حال کافر و مشرک بھی خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے، پس اگر دجال بھی طواف کرتا ہو تو اس میں اشکال کی بات کیا ہے ایک یہ بات بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مکاشفہ یا خواب سے، موجودات کی دنیا میں کسی کافر کا طواف کرنا ہرگز لازم نہیں آتا، جب کہ کفار اور مشرکین کے لئے خانہ کعبہ کے طواف کی ممانعت کا تعلق موجودات کی اس دنیا سے ہے۔

177 - سید المرسلین کے فضائل و مناقب کا بیان: (56)

تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر:

عن عبداللہ بن سلام قال: مکتوب في التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن مریم یدفن معہ قال أبو مودود: وقد بقي في البیت موضع قبر رواہ الترمذي

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 354

اور حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ تورات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا ذکر ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسی ابن مریم علیہ السلام کے حجرہ اقدس میں جمع کئے جائیں گے۔ حضرت ابو مودود رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کا بیان ہے کہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) حجرئہ مبارک میں (جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر زمین آرام فرما ہیں) ایک قبر کی جگہ باقی ہے (ترمذی)

تشریح:

حجرہ مبارک میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدفون ہیں، تینوں قبروں کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے آگے قبلہ کی جانب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اس طرح ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اس طرح ہے کہ جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ مبارک ہے وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے اس جگہ میں متعدد صحابہ نے دفن ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن خواہش وقصد کے باوجود کسی کو وہاں دفن ہونا نصیب نہ ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ قدرت کی حکمت اس جگہ کو خالی رکھنے ہی میں تھی تاکہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جگہ دفن کئے جائیں۔ چنانچہ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اس دنیا میں اپنی عمر کے آخری حصہ میں پہنچیں گے تو حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جائیں گے وہاں سے واپس آرہے ہوں گے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان انتقال فرما جائیں گے اور ان کی نعش مبارک مدینہ منورہ لائی جائے گی جہاں روضہ اقدس نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کئے جائیں گے۔ اس طرح یہ دونوں صحابی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو نبیوں کے درمیان تاقیامت آرام فرمارہینگے۔

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اترنے کا بیان

حدثنا ابن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن نافع مولی أبي قتادۃ الأنصاري أن أبا هريرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف أنتم إذا نزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم تابعہ عقیل والأوزاعي

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 680 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 10

ابن بکیر لیث یونس ابن شہاب نافع جو ابو قتادی انصاری کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا اس کے متابع حدیث عقیل اوزاعی نے روایت کی ہے۔

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said "How will you be when the son of Mary (i.e. Jesus) descends amongst you and he will judge people by the Law of the Quran and not by the law of Gospel (Fateh-ul Bari page 304 and 305 Vol 7)

عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں۔

ہمارے نبی کی شریعت کے خلاف "وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے"۔

جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

What will be your state when the son of Mary descends amongst you and there will be an Imam amongst you?

Translation Of Farooq Sarwar Khan Is Confirmed From This Hadith.

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اترنے کا بیان

حدثنا إسحاق أخبرنا يعقوب بن إبراهيم حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب أن سعيد بن المسيب سمع أبا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله أحد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها ثم يقول أبو هريرة واقرءوا إن شئتم وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 679   حدیث مرفوع   مکررات 13 متفق علیہ 10

اسحاق یعقوب بن ابراہیم ان کے والد صالح ابن اشہاب سعید بن مسیب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے جزیہ ختم کر دیں گے (کیونکہ اس وقت سب مسلمان ہوں گے) اور مال بہتا پھرے گا حتی کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا پھر ابوہریرہ کہتے ہیں اگر اس کی تائید میں تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said, "By Him in Whose Hands my soul is, surely (Jesus,) the son of Mary will soon descend amongst you and will judge mankind justly (as a Just Ruler); he will break the Cross and kill the pigs and there will be no Jizya (i.e. taxation taken from non Muslims). Money will be in abundance so that nobody will accept it, and a single prostration to Allah (in prayer) will be better than the whole world and whatever is in it." Abu Huraira added "If you wish, you can recite (this verse of the Holy Book): -- 'And there is none Of the people of the Scriptures (Jews and Christians) But must believe in him (i.e Jesus as an Apostle of Allah and a human being) Before his death. And on the Day of Judgment He will be a witness Against them." (4.159) (See Fateh Al Bari, Page

302 Vol 7)

2 - ایمان کا بیان: (438)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ إِمَامًا مُقْسِطًا وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنْ الزِّيَادَةِ وَحَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَئُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 390 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 10

عبد الاعلی بن حماد، ابو بکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب، سفیان بن عیینہ، حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس، حسن حلوانی، عبد بن حمید، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، صالح زہری سے یہ حدیث بھی اس سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے اور ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انصاف کرنے والے امام اور عدل کرنے والے حکمران ہوں گے اور یونس کی روایت میں ہے کہ عدل کرنے والے حاکم ہوں گے اور اس میں انصاف کرنے والے امام کا ذکر نہیں کیا گیا جیسا کہ لیث نے اپنی روایت میں کہا ہے اور اس میں اتنا زائد ہے کہ اس زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہو گا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو پڑھو (وَإِنَّ مِنَ اَہلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہِ قَبْلَ مَوْتِہِ) یعنی کوئی آدمی اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق ضرور کرتا ہے۔

The same hadith is transmitted from Zuhri with the same chain of transmission. But in the tradition narrated by Ibn 'Uyaina the words are:" impartial leader and just judge" and in the tradition narrated by Yunus: the" judge judging with justice" and" impartial leader" are not mentioned. And in the hadith narrated by Salih like the one transmitted by Laith the words are:" impartial judge". And in the hadith transmitted by Ziyad the words are:" Till one sajda is better than the worldand what it contains. Then Abu Huraira used to say," recite" if you like: Not one of the People of the Book will fail to believe in him before his death.

2 - ایمان کا بیان: (438)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں

حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 392 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 10

حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، نافع، قتادہ انصاری، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت کس حال میں ہوگے **جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔**

It is narrated on the authority of Abu Huraira that the Messenger of Allah (may peace be upon him) observed: ***What will be your state when the son of Mary descends amongst you and there will be an Imam amongst you?***

2 - ایمان کا بیان: (438)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَّكُمْ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 393 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 10

محمد بن حاتم بن میمون، یعقوب بن ابراہیم، ابن شہاب، نافع، ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور تمہارے امام بنیں گے۔

It is narrated on the authority of Abu Huraira that he heard the Messenger of Allah (may peace be upon him) as saying: What would you do when the son of Mary would descend and lead you?

ابن ابی ذئب نے کہا کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، تمہاری امامت کریں گے (وہ اس کے مطابق فیصلے کریں گے)۔

کیا یہ رب کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کہ "وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے"۔

2 - ایمان کا بیان: (438)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ہمارے نبی حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے بیان میں

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 394 حدیث مرفوع مکررات 13 متفق علیہ 10

زہیر بن حرب، ولید بن مسلم، ابن ابی ذئب، ابن شہاب، نافع، ابوقتادہ، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تم ہی میں سے تمہارے امام بنیں گے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارا امام تم ہی میں سے بنے گا ابن ابی ذئب نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا اس کا کیا مطلب ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے، آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، تمہاری امامت کریں گے (وہ اس کے مطابق فیصلے کریں گے)۔

It is narrated on the authority of Abu Huraira that the Messenger of Allah (may peace be upon him) observed: What would you do when the son of Mary would descend amongst you and would lead you as one amongst you? Ibn Abi Dhi'b on the authority of Abu Huraira narrated: Your leader amongst you. Ibn Abi Dhi'b said: Do you know what the words:" He would lead as one amongst you" mean? I said: Explain these to me. He said: He would lead you according to the Book of your: Lord (hallowed be He and most exalted) and the Sunnah of your Apostle (may peace be upon him).

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے اترنا۔

Tahreef in Hahith Translation

اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا کا ترجمہ:

He will judge people by the Law of the Quran and not by the law of Gospel.

صحیح بخاری <- کتاب الانبیاء

حدیث نمبر 3448 :

حدثنا إسحاق، أخبرنا يعقوب بن إبراهيم، حدثنا أبي، عن صالح، عن ابن شهاب، أن سعيد بن المسيب، سمع أبا هريرة-رضی اللہ عنہ- قال قال رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم " والذي نفسي بيده، ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية، ويفيض المال حتى لا يقبله أحد، حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها". ثم يقول أبو هريرة واقرءوا إن شئتم {وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا}.

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے ۔وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو " اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے " ۔

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے قریب جو یہود و نصاریٰ ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانے میں نازل ہوں گے تو اس زمانے کے اہل کتاب ان کے اوپر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی منقول ہے۔

Prophets

Bukhari :: Book 4 :: Volume 55 :: Hadith 657

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said, "By Him in Whose Hands my soul is, surely (Jesus,) the son of Mary will soon descend amongst you and will judge mankind justly (as a Just Ruler); he will break the Cross and kill the pigs and there will be no Jizya (i.e. taxation taken from non Muslims). Money will be in abundance so that nobody will accept it, and a single prostration to Allah (in prayer) will be better than the whole world and whatever is in it." Abu Huraira added "If you wish, you can recite (this verse of the Holy Book): -- 'And there is none Of the people of the Scriptures (Jews and Christians) But must believe in him (i.e Jesus as an Apostle of Allah and a human being) Before his death. And on the Day of

Judgment He will be a witness Against them." (4.159) (See Fateh Al Bari, Page 302 Vol 7)

حدیث نمبر 3449 :

حدثنا ابن بكير، حدثنا الليث، عن يونس، عن ابن شهاب، عن نافع، مولى أبي قتادة الأنصاري أن أبا هريرة، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "كيف أنتم إذا نزل ابن مريم **فيكم وإمامكم منكم**". تابعه عقيل والأوزاعي.

ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے ہوگے) **اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔** اس روایت کی متابعت عقیل اور اوزاعی نے کی۔

Prophets

Bukhari :: Book 4 :: Volume 55 :: Hadith 658

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said "How will you be when the son of Mary (i.e. Jesus) descends amongst you and ***he will judge people by the Law of the Quran and not by the law of Gospel*** (Fateh-ul Bari page 304 and 305 Vol 7)

تشریح:

آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔ آیت قرآنی وان من اہل الکتاب الخ اس عقیدہ پر نص قطعی ہے اور احادیث صحیحہ اس بارے میں موجود ہیں۔ اس زمانہ آخر میں چند نیچری قسم کے لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار کیا اور پنجاب کے ایک شخص مرزا قادیانی نے اس انکار کو بہت کچھ اچھالا اور جملہ مسلمانان سلف و خلف کے خلاف ان کی موت کا عقیدہ باطلہ مشہور کیا، جو صریح باطل ہے۔ کسی بھی راسخ الایمان مسلمان کو ایسے بدعقیدہ لوگوں کی ہفوات سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

Oppressions

Bukhari :: Book 3 :: Volume 43 :: Hadith 656

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said, "The Hour will not be established until the son of Mary (i.e. Jesus) descends amongst you as a just ruler, he will break the cross, kill the pigs, and abolish the Jizya tax. Money will be in abundance so that nobody will accept it (as charitable gifts).

ابن صیاد وہی دجال ہے۔

165 - ابن صیاد کے قصہ کا بیان: (12)

ابن صیاد کے قصہ کا بیان

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 61

مشکوۃ کے اکثر قابل اعتماد نسخوں میں یہاں ابن صیاد ہی لکھا ہے، لیکن بعض نسخوں میں " ابن الصیاد " نقل کیا گیا ہے۔

ابن صیاد کی حقیقت: ابن صیاد کا اصل نام " صاف " تھا اور بعض حضرات نے " عبداللہ " کہا ہے وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ کا باشندہ تھا یا اصل باشندہ تو کہیں اور کا تھا لیکن مدینہ آکر وہاں کے یہودیوں میں شامل ہو گیا تھا! ابن صیاد سحر و کہانت کا زبردست ماہر تھا اور اس وجہ سے اس کی شخصیت بڑی پر اسرار بن کر رہ گئی تھی اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے اس کی حقیقت کو مختصر طور پر یوں ظاہر کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑا فتنہ تھا جس میں مسلمانوں کو مبتلا کر کے ان کا امتحان لیا گیا تھا اس کے حالات بڑے مختلف تھے اور اس بنا پر صحابہ کرام کے درمیان بھی اس کی حیثیت کے تعین میں اختلاف تھا، چنانچہ کچھ صحابہ کرام کا خیال یہ تھا ابن صیاد وہی دجال ہے جس کے بارے میں خبر دی گئی ہے کہ وہ دنیا میں ظاہر ہو گا اہل ایمان کو گمراہ کرے گا لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ تھا کہ ابن صیاد بڑا دجال تو نہیں ہے لیکن ان چھوٹے دجالوں میں سے ایک ضرور ہے جو مختلف زمانوں میں پیدا ہوتے رہیں گے اور جن کا اصل مقصد فتنہ و فساد پھیلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہو گا! جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ اس امت میں دجال پیدا ہوتے رہیں گے، جو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے آخر الذکر حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ابن صیاد اگرچہ پہلے کافر و کاہن تھا لیکن آخر میں مسلمان ہو گیا تھا، پھر اس نے حج بھی کیا مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا، اس کی اولاد بھی ہوئی اور وہ مدینہ و مکہ میں رہا کرتا تھا جب کہ دجال کافر ہو گا اور کفر ہی کی حالت میں مارا جائے گا اس کے اولاد نہیں ہو گی، اور مکہ و مدینہ میں اس کا داخلہ تک ممنوع ہو گا چہ جائیکہ وہ ان مقدس شہروں میں بود و باش اختیار کرے حضرت تمیم داری کی اس حدیث کو بھی ان حضرات کی پوری دلیل قرار دیا جا سکتا ہے جو دجال کے سلسلہ میں پیچھے گزر چکی ہے! بہر حال ابن صیاد کی حیثیت و حقیقت مبہم تھی، اس کے بارے میں تعین و یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اصل حیثیت پر سے پردہ نہیں اٹھایا بلکہ اس کو مبہم رکھا جیسا کہ اس باب میں منقول احادیث سے معلوم ہو گا۔

165 - ابن صیاد کے قصہ کا بیان: (12)

ابن صیاد کے ساتھ ایک واقعہ

عن عبد اللہ بن عمر أن عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في رهط من أصحابه قبل ابن الصیاد حتی وجدوه یلعب مع الصبیان في أطم بني مغالة وقد قارب ابن صیاد یومئذ الحلم فلم یشعر حتی ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظهره بیده ثم قال أتشهد أني رسول اللہ؟ فقال أشهد أنک رسول الأمیین. ثم قال ابن صیاد أتشهد أني رسول اللہ؟ فرصه النبي صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال آمنت باللہ وبرسله ثم قال لابن صیاد ماذا تری؟ قال یأتیني صادق وکاذب. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلط علیک الأمر. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إني خبأت لک خبیئا وخبأ له (یوم تأتي السماء بدخان مبین)

فقال هو الدخ. فقال اخسأ فلن تعدو قدرک. قال عمر یا رسول الله أتاذن لي في أن أضرب عنقه؟ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إن یکن هو لا تسلط علیه وإن لم یکن هو فلا خیر لک في قتله. قال ابن عمر انطلق بعد ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم وأبي بن کعب الأنصاري یؤمان النخل التي فیها ابن صیاد فطفق رسول الله صلی الله علیه وسلم یتقي بجذوع النخل وهو یختل أن یسمع من ابن صیاد شیئا قبل أن یراه وابن صیاد مضطجع علی فراشه في قطیفة له فیها زمزمة فرأت أم ابن صیاد النبي صلی الله علیه وسلم وهو یتقي بجذوع النخل. فقالت أي صاف وهو اسمه هذا محمد. فتناهی ابن صیاد. قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو ترکته بین. قال عبد الله بن عمر قام رسول الله صلی الله علیه وسلم في الناس فأثنی علی الله بما هو أهله ثم ذکر الدجال فقال إني أنذرکموه وما من نبي إلا وقد أنذر قومه لقد أنذر نوح قومه ولکني سأقول لکم فیه قولا لم یقله نبي لقومه تعلمون أنه أعور وأن الله لیس بأعور. متفق علیه.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 62

" اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں شامل ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے اور انہوں نے اس کو (یہودیوں کے ایک قبیلہ) بنو مغالہ کے محل میں بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا، وہ اس وقت سن بلوغ کے قریب ہو چکا تھا، ابن صیاد ان سب کی آمد سے بے خبر (اپنے کھیل میں مصروف) رہا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا اور (جب وہ متوجہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے (یہ سن کر بڑی غصیلی نظروں سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں یعنی ناخواندہ لوگوں کے رسول ہو اور پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (پکڑ لیا) اور خوب زور سے بھینچا اور فرمایا" میں خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ (اچھا یہ بتا) تو کیا دیکھتا ہے یعنی غیب کی چیزوں سے تجھ پر کیا منکشف ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کبھی تو میرے پاس سچی خبر آتی ہے اور کبھی تو میرے پاس سچا فرشتہ آتا ہے اور کبھی جھوٹا شیطان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب سن کر) فرمایا کہ تیرا معاملہ سب گڈمڈ ہو گیا" پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے اور جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کے لئے چھپائی تھی وہ یہ آیت (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاۗءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ) 44۔الدخان: 10) تھی اس نے جواب دیا کہ وہ پوشیدہ بات (جو تمہارے دل میں سے) " درخ" ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا دور ہٹ! تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ صورت حال دیکھ کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑادوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن صیاد اگر وہی دجال ہے (جس کے آخر زمانہ میں نکلنے کی اطلاع دی گئی ہے) تو پھر تم اس پر مسلط نہیں ہو سکو گے یعنی اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکو گے کیونکہ اس کو قتل کرنا تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مقدر ہے) اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابی ابن کعب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں پہنچ کر) کھجور کی شاخوں کے پیچھے چھپنے لگے تا ابن صیاد (اپنے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی سے) بے خبر رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ باتیں سن لیں اور اس طرح چھپ کر ابن صیاد کی باتوں کو سننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور صحابہ کرام بھی جان لیں کہ وہ آخر ہے کیا آیا کوئی کاہن ہے یا جادوگر یا کچھ اور؟ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص سے فتنہ پردازی کا خوف ہو اس کی حقیقت کو ظاہر کرنا اور لوگوں پر اس کے احوال منکشف کرنا جائز ہے) اس وقت ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا اور اس چادر کے اندر سے گنگنانے کی آواز آرہی تھی (جس کا کوئی مفہوم سمجھ میں آتا تھا) (دیکھ کر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا۔" اگر ابن صیاد کی ماں اس کو نہ ٹوکتی (اور میری موجودگی سے

باخبر نہ کرتی) وہ اپنی حقیقت کو ظاہر کر دیتا (یعنی اس کی باتوں سے یہ معلوم ہو جاتا وہ کون ہے اور کیا ہے) حضرت عبداللہ (ابن عمر کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ دینے کے لئے) لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جو اس کو سزاوار ہے، پھر دجال کا ذکر کیا (بایں احتمال کہ شاید ابن صیاد دجال ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فتنہ پردازی اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ اس میں دجال کی بعض خصلیتیں پائی جاتی تھیں دجال کا ذکر کرنا اور اس کے احوال سے آگاہ کرنا مناسب جانا) اور فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں، اور نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی علیہ السلام ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور (ان انبیاء سے پہلے) نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تم سے دجال کے بارے میں ایک ایسی بات اور ایک ایسی علامت بتاتا ہوں جو کسی اور نبی علیہ السلام نے اپنی قوم سے نہیں بتائی ہے، سو تم جان لو کہ دجال کانا ہو گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔" (بخاری ومسلم)

تشریح:

امیوں" سے اس کی مراد اہل عرب تھے، کیوکہ اس زمانہ میں اکثر اہل عرب پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے! اور اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں سے ایک طبقہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تو نہیں تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اہل عرب کا رسول مانتے تھے بہر حال یہ بات (یعنی ابن صیاد کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی اس طرح دینا) اس کی ان لغو باطل باتوں میں سے ایک تھی جو شیطان کاہنوں کو القا کیا کرتا ہے، ویسے منطقی طور پر بھی اس کے یہ الفاظ زبردست تضاد وتناقض کے حامل تھے کیونکہ نبی ہر حال میں سچا ہوتا ہے خواہ وہ کسی ایک قوم وعلاقہ میں مبعوث ہوا ہو یا پوری نوع انسانیت کے لئے) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت عامہ کا اعلان کیا۔ اور تمام نوع انسان کو اپنی رسالت کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو صرف اہل عرب کے ساتھ مخصوص کرنا سراسر باطل ٹھہرا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خوب زور سے بھینچا" میں بھینچا" لفظ رص کا ترجمہ ہے جو رکے زبر اور ص کے ساتھ ہے اور جس کے اصل معنی" دو چیزوں کو استوار کرنا اور آپس میں ایک دوسرے سے جوڑنا ملانا" ہے" اسی لئے مضبوط اور استوار بنیاد کو بنائے مرصوص کہا جاتا ہے حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کو پکڑ کر اور اس کے اعضاء جسم کو ایک دوسرے سے ملا کر زور سے بھینچا اور علامہ نووی نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے علاقہ میں کتاب کے جو صحیح نسخے ہیں ان میں یہ لفظ فرفضہ یعنی ف اور ض کے ساتھ ہے ،جو رفض سے ہے اور جس کے معنی" چھوڑنے " کے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوال وجواب اور اس کی کٹ حجتی سے صرف نظر کر لیا۔

میں خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا کا مطلب یہ تھا کہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لایا ہوں اور یہ بھی یقینی ہے کہ تو ان میں سے نہیں) ہاں اگر بفرض محال تو بھی ان میں سے ہوتا تو میں تجھ پر بھی ایمان لاتا! لیکن یہ فرض کرنے والی بات اسی صورت میں جائز ہوگی جب یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے خاتم النبیین ہونے کے علم سے پہلے کہی تھی، اگر اس وقت آپ کا خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا تو یہ بفرض محال والی بات مراد نہیں لی جاسکتی اس مسئلہ کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے اور کوئی اور شخص اس سے معجزہ کا مطالبہ کرنے کے باوجود اس کو اس لئے قتل نہیں کیا کہ اول تو وہ بہت چھوٹی عمر کا تھا اور چھوٹی عمر والوں کو قتل کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ممنوع تھا، دوسرے یہ کہ یہودی ان دنوں ذمی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اس بات پر صلح کر رکھی تھی کہ ان کے حال پر رہنے دیا جائے گا، اور ظاہر ہے کہ ابن صیاد بھی یہودیوں ہی کا ایک فرد تھا ان کے خلیفوں میں سے تھا، اس لئے اس کو قتل نہیں کیا جاسکتا تھا۔

" کبھی تو میرے پاس سچی خبر آتی اور کبھی جھوٹی خبر۔" کے بارے میں بعض شارحین نے کہا ہے کہ ابن صیاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص تیرے پاس آتا ہے وہ تجھ سے کیا کہتا ہے اور اس کی کہی ہوئی باتیں تیرے لئے کیسی ثابت ہوئی ہیں؟ ابن صیاد نے مذکورہ جملہ کے ذریعہ اس سوال کا جواب دیا اس کا حاصل یہ تھا کہ ایک آنے والا مجھے کچھ باتیں بتاتا جاتا ہے، ان میں سے کوئی سچی ہو جاتی ہے اور کوئی جھوٹی چنانچہ کاہنوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ

شیطان ان پر جھوٹی سچی، ہر طرح کی خبریں القا کرتا ہے۔

" تیرا معاملہ سب گڈمڈ ہو گیا" مطلب یا تو یہ تھا کہ تیرے پاس چیزوں اور اطلاعات کا تو ذخیرہ ہے وہ سب بیکار اور لا حصل ہے کیونکہ ان میں سے سچی باتیں بھی جھوٹی باتوں کے ساتھ مل کر کرنا قابل اعتبار ہو گئی ہیں یا یہ مطلب تھا کہ تیری حیثیت اور تیرے احوال کو نا قابل اعتماد بنا دیا گیا ہے کیونکہ تیرے پاس تو شیطان آتا ہے جو تجھے جھوٹی سچی خبریں سنا جاتا ہے اس بات کے ذریعہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دعویٰ رسالت کو جھوٹا قرار دیا کیونکہ کسی رسول کے پاس جھوٹی خبریں نہیں آیا کرتیں جب کہ اس نے خود اپنی زبان سے اس کا اقرار کیا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ تو صرف کاہن ہے اور کاہنوں کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ تو رسول و نبی ہر گز نہیں ہو سکتا۔

" میں نے تیرے لئے دل میں ایک بات چھپائی ہے" یعنی تجھے اگر یہ دعوی ہے کہ تجھ پر خدائی راز تک منکشف ہو جاتے ہیں اور کوئی شخص آکر تجھے غیب کی باتیں بتا کر جاتا ہے تو ذرا یہ بتا کہ اس وقت میرے دل میں کیا ہے، میں نے تیرے تعلق سے ایک بات اپنے دل میں رکھی ہے؟ اس بات کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کا امتحان لیا تا کہ صحابہ کرام پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ نرا کاہن ہے شیطان اس کے پاس آکر اس کو جھوٹی سچی باتیں سکھا جاتا ہے۔

"وہ پوشیدہ بات درخ ہے" د کے پیش اور زبر کے اور خ کے تشدید کی ساتھ درخ" کے معنی دھوئیں کے ہیں! ابن صیاد اس پوری آیت کو تو بتانے میں کامیاب نہیں ہو سکا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل میں سوچ رکھی تھی، البتہ اس نے اس آیت کا ایک ناقص لفظ ضرور بتا دیا اس بات سے بھی اس کا کاہن ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ کہانت میں یہی ہوتا ہے کہ شیطان کسی بات کا کوئی ایک ادھورا اور ناقص جزا اڑا کر لے آتا ہے اور اس کو کاہنوں کے دل میں ڈال دیتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت آہستہ سے صحابہ کو بتایا ہو کہ میں نے یہ آیت اپنے دل میں سوچی ہے اور شیطان نے بھی یہ بات سن لی ہو اور پھر اس نے ابن صیاد کو اس کا القا کر دیا ہو۔

" دور ہٹ تو اپنی اوقات سے آگے ہر گز نہیں بڑھ سکتا" " دور ہٹ" لفظ اخساء کا ترجمہ ہے جس کے ذریعہ اہانت و حقارت کا اظہار کیا جاتا ہے اور عام طور پر کتے اور سور کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے کہ کسی کتے اور سور کو ہانکنے اور لوگوں سے دور ہٹانے کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے بہر حال جب ابن صیاد کی حقیقت واضح ہو گئی کہ اس کا حال وہی ہے جو کاہنوں کا ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے القا کرنے کے سبب کچھ ادھوری باتیں معلوم ہو گئیں، تو بس کاہن ہی ہے اور کاہن ہی رہے گا اس سے آگے تو ہر گز نہیں بڑھ سکتا، اپنی حد میں رہنا اور آئندہ رسالت کا دعوی کرنے کی جرأت نہ کرنا کہ وہ میرا مقام ہے۔

" اس کو قتل کرنے میں تمہارے کوئی بھلائی نہیں ہے" کا مطلب یہ تھا کہ یہ چونکہ ذمی ہے اور ان یہودیوں میں سے ہے جو اہل ذمہ ہیں، علاوہ ازیں ایک نابالغ اور چھوٹی عمر کا بھی ہے اس لئے اس کو قتل کرنا کوئی فائدہ کی بات نہیں ہے چونکہ بعض قرائن ابن صیاد کے دجال ہونے پر دلالت کرتے تھے اس لئے آپ نے بطور شک یہ بات ارشاد فرمائی" کہ یہ واقعی دجال ہے تو تم اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکو گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

اور یقینا اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے" یعنی وہ دوسرے سے حاسہ بینائی ہی سے پاک و منزہ ہے چہ جائیکہ اس کی ذات میں کانے پن جیسا کوئی عیب ہو واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ کسی نبی نے اپنی قوم کو یہ نہیں بتایا کہ دجال کانا ہے تو اس بارے میں یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو دجال کے احوال کا اتنا تفصیلی علم ہی نہیں تھا کہ دجال کانا ہو گا یا کیسا ہو گا؟ یا یہ کہ یہ علم تو ہر نبی کو ہو گا مگر کسی نے اپنی قوم کو یہ نہیں بتایا کہ دجال کانا ہو گا۔

حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال یہی ابن صیاد ہے۔

I Swear By Allah That I Do Not Doubt That Antichrist Is Ibn Sayyad.

33 - لڑائی اور جنگ وجدل کا بیان: (59)

ابن صیاد کا بیان

حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يعقوب يعني ابن عبد الرحمن عن موسى بن عقبة عن نافع قال كان ابن عمر يقول والله ما أشك أن المسيح الدجال ابن صياد

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 936 حدیث موقوف مکررات 21 بدون مکرر

قتیبہ بن سعید، یعقوب ابن عبدالرحمن، موسی، عقبہ، نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال یہی ابن صیاد ہے۔

Narrated Abdullah ibn Umar:

Nafi' told that Ibn Umar used to say: ***I swear by Allah that I do not doubt that Antichrist is Ibn Sayyad.***

165 - ابن صیاد کے قصہ کا بیان: (12)

ابن عمر کے نزدیک ابن صیاد، مسیح دجال تھا

عن نافع قال كان ابن عمر يقول والله ما أشك أن المسيح الدجال ابن صياد. رواه أبو داود والبيهقي في كتاب البعث والنشور.

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 69

" اور حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم مجھ کو اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال ابن صیاد ہی ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے۔"

دجال کا مرکز: برمودا ٹرائی اینگل

مبشر بھائی جان السلام علیکم

س۔ آج میں نے ڈسکوری چینل پر برموداٹرائی اینگل کے بارے میں ایک پروگرام دیکھا۔ اسی تعلق سے میں نے آج سے چار ماہ پہلے ایک کتاب "برموداٹرائی اینگل اور دجال" پڑھی۔ اس کتاب میں مولانا نے دجال کا تعلق برموداٹرائی اینگل سے بتاتے ہوئے کہا ہے کہ برمودا میں دجال اپنی سرنگ بنائے ہوئے ہے اور وہ دنیا میں آنے سے پہلے ساری تیاری کر رہا ہے۔

محمد مدثر، انڈیا فروری 2011

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ج۔ برموداٹرائی اینگل کی حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس کائنات کے بہت سے ایسے اسرار ہیں جن پر اب بھی پردہ پڑا ہے۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں اس بارے میں کچھ انکشافات ہو جائیں۔ میں نے متعلقہ کتاب دیکھی ہے جس میں فاضل مصنف نے برموداٹرائی اینگل کو دجال کا مرکز قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس جگہ کی پراسراریت سے متعلق کچھ لوگوں کے بیانات اور دجال سے متعلق کچھ معلومات کی بنیاد پر ایک اندازہ قائم کیا ہے۔ اگر آپ کو یہ اندازہ درست لگتا ہے تو مان لیجیے اور اگر نہیں لگتا تو نہ مانیے، یہ کوئی دینی مسئلہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ دجال وہاں موجود ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کہیں اور موجود ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اسی زمانے میں پیدا ہوا جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو چار سو یا ہزار سال بعد پیدا ہو۔ یہ سب باتیں ممکن ہیں اور محض اندازے ہیں۔ کوئی چیز علمی حقیقت اس وقت بنتی ہے جب وہ اتنی واضح ہو جائے کہ کوئی بھی شخص اس کو پرکھ (Verify) سکے۔

ویسے برموداٹرائی اینگل کا مسئلہ تو کئی صدیوں سے حل نہیں ہو سکا ہے۔ چار پانچ سو سال سے وہاں جہاز غائب ہو رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دجال کی اتنی لمبی عمر ہے۔ احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بھی انسان ہی ہو گا۔ اس وجہ سے فاضل مصنف کے پورے احترام کے باوجود میں یہی کہوں گا کہ مجھے ان کا اندازہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ بہر حال ان کا اپنا نقطہ نظر ہے جس کا اختلاف رائے کے باوجود ہمیں احترام کرنا چاہیے۔

والسلام مبشر

http://www.mubashirnazir.org/QA/000300/Q0201-Bermuda.htm

لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تا کہ اس کے بعد تمہاری گمراہی کا کوئی سوال پیدا نہ ہو۔

ابن عباس نے وہ تیسری بات بھی بیان کی تھی لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں۔

185 - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان: (32)

مرض الموت میں ارادئہ تحریر کا قصہ

وعن ابن عباس قال: لما حضر رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي صلى الله عليه وسلم: " هلموا أكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده" . فقال عمر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبكم كتاب الله فاختلف أهل البيت واختصموا فمنهم من يقول: قربوا يكتب لكم رسول الله صلى الله عليه وسلم. ومنهم يقول ما قال عمر. فلما أكثروا اللغط والاختلاف قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " قوموا عني" . قال عبيد الله: فكان ابن عباس يقول: إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين أن يكتب لهم ذلك الكتاب لاختلافهم ولغطهم

وفي رواية سليمان بن أبي مسلم الأحول قال ابن عباس: يوم الخميس وما يوم الخميس؟ ثم بكى حتى بل دمعه الحصى. قلت: يا ابن عباس وما يوم الخميس؟ قال: اشتد برسول الله صلى الله عليه وسلم وجعه فقال: " ائتوني بكتف أكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده أبدا" . فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع. فقالوا: ما شأنه أهجر؟ استفهموه فذهبوا يردون عليه. فقال: " دعوني ذروني فالذي أنا فيه خير مما تدعونني إليه" . فأمرهم بثلاث: فقال: " أخرجوا المشركين من جزيرة العرب وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم" . وسكت عن الثالثة أو قالها فنسيتها قال سفيان: هذا من قول سليمان. متفق عليه

مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 565

اور حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ (یوم وفات یعنی دوشنبہ سے تین دن قبل پنجشنبہ کے دن) اس وقت جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا شدید غلبہ تھا اور گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مرض کے قریب حضرت عمر بن الخطاب سمیت بہت سے لوگ موجود تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اچانک فرمانے لگے: لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تا کہ اس کے بعد تمہاری گمراہی کا کوئی سوال پیدا نہ ہو، حضرت عمر (یہ سن کر وہاں موجود لوگوں سے کہا: (اس وقت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا شدید غلبہ ہے، ویسے تم لوگوں پاس قرآن موجود ہی ہے اور تمہیں (راہ مستقیم پر گامزن رکھنے کے لئے) یہ اللہ کی کتاب بہت کافی ہے لیکن وہ لوگ جو (اہل بیت میں سے بھی تھے اور دوسرے صحابہ میں بھی اور اس وقت) گھر میں موجود تھے (اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کرنے کی بجائے) آپس میں بحث مباحثہ کرنے لگے، ان میں سے کچھ لوگ تو یہ کہہ رہے تھے (لکھنے کا سامان) لا کر سامنے رکھ دینا چاہے تا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے کوئی تحریر مرتب فرمادیں اور کچھ لوگ وہی بات کہہ رہے تھے جو حضرت عمر نے کہی تھی (کہ مرض اور تکلیف کی شدت دیکھتے ہوئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت نہیں دینی چاہئے اور پھر جب ان لوگوں کے اختلاف رائے کا اظہار بڑھتا ہی رہا اور کافی شور وشغب ہونے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا اب تم سب لوگ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ (میں نے کوئی چیز لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے کیونکہ کتاب وسنت کی موجودگی ہی تمہارے لئے کافی ہوگی، عبید اللہ (جو حضرت ابن عباس سے اس حدیث کے روای) ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس (یہ واقعہ بیان کرکے) کہا کرتے تھے: مصیبت ہے پوری مصیبت جو ان لوگوں کے اختلاف اور شور وشغل کی صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت نامہ لکھنے کے ارادہ کے درمیان حائل ہوگئی تھی (کاش وہ لوگ اس طرح اختلاف کا اظہار اور شور شغب نہ کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا وصیت ضرور مرتب فرمادیتے جو مرحلہ پر ہم سب کی رہنمائی کرتا رہتا) اور سلیمان ابن مسلم احوال (جو ثقات اور ائمہ دین میں سے

ہیں) کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا (آہ) جمعرات کا دن، وہ جمعرات کا دن کیا عجیب تھا (جب ایک زبردست المیہ واقع ہوا تھا) اور یہ کہہ کر رونے لگے اور اتنا روئے کہ (وہاں پڑے ہوئے سنگریزے) ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئے میں نے عرض کیا: ابن عباس (کون سی) جمعرات کے دن کا ذکر ہے اور اس دن) کیا ہوا تھا (کہ آپ اتنے تأسف بھرے انداز میں اس کو بیان کر رہے ہیں) حضرت ابن عباس نے فرمایا: (یہ اس جمعرات کا دن کا ذکر ہے) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بہت نازک صورت حال اختیار کر گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شانہ کی ہڈی لا کر دو تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو (اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود) لوگوں نے (یہ بات سن کر) اختلاف ونزاع کا اظہار شروع کر دیا حالانکہ نبی کے سامنے اختلاف ونزاع کا اظہار مناسب نہیں ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس حالت کی غماز ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دنیا کو) چھوڑ رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرنا چاہئے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا منشا ہے؟) اور پھر ان (میں سے بعض) لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکرار کرنا شروع کر دیا تھا، آخرکار سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو چھوڑ دو مجھے اپنی حالت پر رہنے دو (یعنی اس وقت میرے پاس شور وشغب مت کرو اور مجھے دوسری باتوں میں نہ الجھاؤ) کیونکہ اس وقت میں جس حالت میں ہوں اس حالت سے بہتر وافضل ہے جس کی طرف تم مجھے متوجہ کر رہے ہو اس کے بعد (جب لوگوں نے بحث وتکرار ختم کر دی اور ذات رسالت کی طرف متوجہ ہوئے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین باتوں کا حکم دیا: ایک یہ کہ مشرکوں کو جزیرئہ عرب سے نکال دو، دوسرا یہ کہ (دوسرے ملکوں اور حکومتوں کے) جو ایلچی اور قاصد آئیں ان کے ساتھ عزت واحترام کا وہی برتاؤ کرو جو میں کرتا تھا، اور تیسری بات پر ابن عباس نے (یا تو بھول جانے کی وجہ سے یا اختصار کی خاطر) خاموشی اختیار کر لی یا یہ کہ **ابن عباس نے وہ تیسری بات بھی بیان کی تھی لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں** سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں: یہ الفاظ (کہ ابن عباس نے خاموشی اختیار کی" یا یہ کہ" میں اس کو بھول گیا ہوں) سلیمان احوال کے ہیں۔" (بخاری ومسلم)

تشریح:

لاؤ میں تمہارے لئے نوشتہ لکھ دوں" کے تحت نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے: یہ ناممکن اور محال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ بولتے، یہ بھی ناممکن اور محال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام شریعت میں سے کسی بھی چیز میں کوئی تغیر وتبدل کرتے خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تندرست وتوانا ہوتے یا مرض میں مبتلا، یہ بھی ناممکن اور محال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو بیان ونافذ کرنا ضروری سمجھتے جس کا بیان ونفاذ کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف دیا جاتا، اور یہ بھی ناممکن اور محال تھا کہ جس چیز کی تلقین وتبلیغ کرنا اللہ نے آپ کے لئے واجب اور ضروری قرار دیا تھا اس کی تلقین وتبلیغ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نظر کر لیتے (کیونکہ یہ سب وہ قبائح ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معصوم بنایا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیزوں کے صدور کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، ہاں یہ بات ناممکن اور محال نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے جسمانی مرض میں مبتلا نہ ہوتے جس سے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ نبوت اور شان رسالت کو کوئی نقصان پہنچتا، اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر کوئی فرق پڑتا یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زد میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے جسمانی اور حواس اس حد تک متاثر ہو گئے تھے کہ ایک کو سمجھتے کہ میں کر چکا ہوں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ کیا ہوتا، تاہم اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عصمت کو اس طرح محفوظ رکھا کہ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے احکام شریعت کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں نکلی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی کہی بات کے مخالف ہوتی (یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال وعمل کا مذکورہ تخالف کسی ایسے معاملہ میں رونما نہیں ہوا جس کا تعلق دینی وشرعی معمولات وعبادات سے ہوتا) نیز روایت میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات کے آخری دنوں میں کوئی نوشتہ مرتب کرنے کا ارادہ فرمایا تھا اور پھر اس ارادہ کو پورا نہیں فرمایا تو اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ مثلا بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا تھا کہ تحریری طور پر اپنے صحابہ میں سے کسی ایک کو منصب خلافت کے لئے نامزد فرما دیں تاکہ بعد میں عام

مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف ونزاعی صورت حال پیدا نہ ہو بعض دوسرے حضرات کا قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل منشاء ایک ایسا نوشتہ تیار کرا دینا تھا جس میں دین وشریعت کے اہم احکام ومسائل کی تدوین وترتیب اور ان کی محض وضاحت ہوتی، تاکہ بعد میں علمائے امت ان احکام وہدایت کے بیان اور ان کی وضاحت وترجمانی میں اختلاف ونزاع کا شکار نہ ہوں اور منصوص علیہ پر امت میں کامل اتفاق واتحاد رہے، یہاں تک نووی کے ملفوضات تھے اور ان ملفوضات کو ملا علی قاری نے یہ صرف نقل کیا ہے بلکہ مذکورہ دونوں اقوال نقل بھی کیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلے قول کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ تو بہت ہی بعید از حقیقت ہے کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کسی کو خلافت کے لئے نامزد کرنا اور مثلاً حضرت ابو بکر، حضرت عمر حضرت عباس اور حضرت علی وغیرہ ہم میں سے کسی ایک کے نام کو متعین ومشخص کرنا چاہتے تو اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوشتہ یا دستاویز مرتب کرنے کی ضرورت ہرگز نہیں تھی، صرف زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہہ دینا کافی تھا، اور ایسا ہوا بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو اپنی زندگی ہی میں نماز کی امامت کے لئے متعین فرما کر نہ صرف عملی طور پر ان کی خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا بلکہ اپنے ارشاد یابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر کے ذریعہ زبانی طور پر صراحت بھی فرمادی تھی ہاں اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراصل ایک ایسا نوشتہ مرتب فرما دینا چاہتے تھے جس میں خلافت کے اہل اور مستحق افراد کی نامزدگی کا ایسا طریقہ لکھا ہوتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے امام مہدی کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک یکے بعد دیگرے بلا کسی اختلاف ونزاع کے خلافت کے تقرر کو بروئے کار لاتا رہتا، تو یہ ایک ایسی بات ہو سکتی ہے جس کو کسی حد تک معقول اور قرین قیاس کہا جا سکتا ہے اور اس صورت میں کہا جائے گا کہ حکمت خداوندی چونکہ یہی تھی کہ خلافت کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے طے شدہ اور ظاہر ہو جانے کے بجائے غیر متعین اور پوشیدہ رہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ تحریر مرتب نہ فرما سکے دوسرے قول کے بارے میں ملا علی قاری نے یہ لکھا ہے کہ جہاں تک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ اس وقت دین وشریعت کے اہم احکام ومسائل کے متعلق کوئی باہمی اختلاف ونزاع نہیں تھا کہ اس کے ختم کرنے اور صحابہ کے درمیان اتحاد واتفاق قائم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نوشتہ کے تحریر کرنے کی ضرورت محسوس فرماتے، رہی یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادۂ تحریر کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے زمانہ میں ممکنہ اختلاف ونزاع کے دفعیہ سے تھا تو یہ بات بھی قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کیونکہ زمانہ نبوت کے بعد دینی احکام ومسائل کی وضاحت وترجمانی اور مسائل قیاسی میں علماء امت کے درمیان اختلاف کا پیدا ہونا محض امکان کے درجہ کی چیز نہیں تھی بلکہ ایک حقیقی چیز تھی جس کے بارے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر دی دے دی تھی، مثلاً ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اختلاف امتی رحمتہ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی: اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیکم بالسواد الاعظم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: استفت قلبک وان افتاک المفتون: ویسے بھی تمام لوگوں کا کسی نقطہ پر جمع ہو جانا اور دین ومذہب میں باہمی اختلاف کا رونما ہونا ایک ایسی ناممکن بات ہے جس کی خبر خود قرآن کریم نے بھی دی ہے مثلاً فرمایا گیا ہے: ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک وبذالک خلقہم یعنی اور لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ اگر زمانہ رسالت کے بعد دینی معاملات ومسائل میں امت (یعنی علماء ومجتہدین) کے درمیان پیدا ہونے والے باہمی اختلاف کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح احکام وہدایات کو مرتب کرانا ہوتا تو اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے ان آخری لمحات میں ارادہ نہ فرماتے بلکہ بہت پہلے ہی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو ان آئندہ اختلاف کی خبر دیا کرتے تھے، مذکورہ نوشتہ تحریر فرما دیتے علاوہ ازیں یہ بات بھی سمجھ میں نہ آنے والی نہیں ہے کہ دین وشریعت کے وہ تمام احکام ومسائل جن کے نزول اور وجوب ونفاذ کا زمانہ بیس سال کے عرصہ پر پھیلا ہوا تھا، آخری ایام حیات کے اس مختصر ترین عرصہ میں کس طرح سمیٹے جا سکتے تھے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ان تمام احکام ومسائل کو اس طرح ملخص ومرتب فرما دیتے کہ آئندہ ان کے بارے میں کسی اختلاف کی ذرہ برابر گنجائش باقی نہ رہ جاتی۔ لہٰذا اس قول کو تسلیم کرنا ممکن نہیں، ہاں یہ بات تو ایک حد درجہ میں کہی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ایک ایسا نوشتہ لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا جس میں ان احکام ومسائل کا ذکر ہوتا کہ جو پچھلے زمانوں میں تو موجود تھے لیکن کتاب وسنت میں ان کا ذکر نہیں ہے، یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نوشتہ میں مسلمانوں کے فرقہ ناجیہ کے طور طریقوں اور علامتوں کو

ذکر کرنا اور ان گمراہ فرقوں کے احوال و عواقب کو تفصیلی طور پر بیان کرنا چاہتے تھے جو بعد میں اس امت کے درمیان پیدا ہوئے جیسے معتزلہ، خوارج، روافض، اور تمام بدعتی، لیکن حکمت خداوندی کو یہ منظور نہ تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نوشتہ تیار نہ فرما سکے۔

(اس وقت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا شدید غلبہ ہے اس بات سے حضرت عمر کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگوں کی دینی زندگی کو سنوارنے اور مستحکم رکھنے کے لئے اللہ کی کتاب موجود ہی ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یعنی تم سب اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ رہی حدیث و سنت کی بات تو وہ بھی قرآن ہی کے ضمن میں آتی ہے کیونکہ حدیث و سنت کا اصل و موضوع قرآن کی وضاحت و ترجمانی ہی ہے۔ پس حضرت عمر کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو کاٹنا نہیں تھا بلکہ ان کے مخاطب تو وہ لوگ تھے جنہوں نے اس وقت بحث و نزاع شروع کر دی تھی اور اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھنے کا سامان لے آنا چاہئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا شدید غلبہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت کرب میں مبتلا ہیں زیادہ سے زیادہ راحت و آرام کا موقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا چاہئے دوسرے یہ کہ ان کی فراست نے جان لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم وجوب و جزم کے ساتھ نہیں ہے بلکہ خود صحابہ اور مسلمانوں کی مصلحت کے تحت ہے کہ اگر وہ اس پر عمل کریں تو یہ ان کا اختیار ہے اور اگر عمل نہ کریں تو ان کی مرضی چنانچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملہ میں ایسا حکم دیتے جو وجوب و لزوم کے ساتھ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو اس میں اظہار رائے کی پوری آزادی ہوتی اگر وہ اس میں اشکال و تردد کا اظہار کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کی تعمیل کو ضروری قرار نہ دیتے بلکہ صحابہ کی رائے اور صوابدید پر چھوڑتے تھے ہاں جو حکم وجوب و لزوم کے طور پر ہوتا ہے اس کی تعمیل ضروری ہوتی، اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی رائے اور صوابدید پر نہ چھوڑتے تھے نیز حضرت عمر کو یہ احساس بھی ہوا ہوگا کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تحریر فرمانا چاہتے ہیں شاید وہ کوئی ایسا حکم ہو جس کی تعمیل صحابہ کے لئے شاق اور سخت دشواری کا باعث بن جائے اور پھر اس کی وجہ سے پوری امت کو کسی فتنہ اور آزمائش سے دوچار ہونا پڑ جائے لہٰذا اپنے مذکورہ الفاظ کے ذریعہ انہوں نے اس طرف اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اس ارادہ کو ترک کر دینا ہی اولیٰ ہے اور ان کے اس اشارہ کو سمجھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادہ کو ترک بھی فرما دیا اس کی مثال وہ واقعہ ہے جو ابتدائے کتاب (باب الایمان) میں گذرا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ جا کر لوگوں کو بشارت دے دو کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ۔ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا اور پھر جب ابوہریرہ نے یہ بشارت سب سے پہلے حضرت عمر تک پہنچائی تو انہوں نہ صرف یہ کہ حضرت ابوہریرہ کو یہ بشارت اور لوگوں تک پہنچانے سے روک دیا بلکہ دربار رسالت میں عرض کیا کہ (یہ بشارت عام نہ کیجئے ورنہ) لوگ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور عمل کرنے میں سست ہو جائیں گے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے اس مشورہ کو قبول فرما لیا اور اس بشارت کو عام لوگوں تک پہنچانے کا حکم واپس لے لیا ان وضاحتوں کے علاوہ ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ جس طرح حضرت عمر کے دوسرے موافقات ہیں کہ کئی مسئلوں میں ان کا اتفاق بصورت اختلاف ظاہر ہوا ہے اسی طرح اس واقعہ کو اور ان کے مذکورہ قول کو بھی موافقت ہی پر محمول کیا جائے اس صورت میں مخالفت کا الزام ان پر اٹھ جائے گا اس پہلو کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی بات سن کر سکوت فرمایا یعنی کوئی ہدایت نامہ یا وصیت نامہ لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک طبقہ کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم از خود نہیں دیا تھا بلکہ صورت حال یہ ہوئی تھی کہ پہلے بعض صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ کچھ وصیتی کلمات تحریر فرما دیں، ان کی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھنے کا اپنا رجحان ظاہر کیا اور سامان کتابت لانے کا حکم دیا مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ کہ کچھ صحابہ جیسے حضرت عمر اور ان کی تائید کرنے والوں کا رجحان اس کے خلاف ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا بیہقی نے لکھا ہے: سفیان ابن عیینہ نے ثقہ اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ منصب خلافت کے لئے حضرت ابوبکر کو نامزد کر دیں اور اس کے بارے میں ایک تحریر مرتب فرما دیں لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتماد پر

تحریر کا ارادہ ترک کر دیا کہ تقدیر الٰہی کا فیصلہ خود بخود سامنے آجائے گا اور عام مسلمان بھی اس فیصلہ سے انحراف نہیں کریں گے) چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی یابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر (اللہ تعالیٰ اور تمام ابو بکر کے علاوہ اور کسی کو خلافت کے لئے قبول نہیں کرینگے) سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے (یہ حدیث تفصیل کے ساتھ آگے آرہی ہے)

رہی شعیوں کی بات جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ تحریر کا اصل مقصد حضرت علی کے حق میں خلافت کی وصیت کرنا تھا تو وہ خود اپنے دعوؤں کے باہمی تضاد کا شکار ہیں، ایک طرف تو وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے " غدیر خم " میں پہلے ہی حضرت علی کی خلافت کا معاملہ طے کر دیا تھا۔ کوئی ان سے پوچھے کہ تمہارے قول کے مطابق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی خلافت کا فیصلہ پہلے کر دیا تھا تو پھر اب وصیت نامہ لکھنے کی ضرورت کیا باقی رہ گئی تھی۔

" تم سب لوگ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ " گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر واضح کر دیا کہ میں نے اس اعتماد اور بھروسہ پر اب کچھ لکھنے کا قصہ چھوڑ دیا ہے کتاب وسنت کی موجودگی ہی تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے کافی ہے اس موقع پر نووی نے لکھا ہے کہ اس وقت یا تو یہ صورت حال پیش آئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مفاد ومصلحت میں بعض چیزیں تحریر میں لے آنا خود اپنی رائے اور اپنے خیال کے مطابق مناسب سمجھا تھا لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ کچھ نہ لکھنا ہی عین مصلحت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے اور اپنا خیال تبدیل کر دیا یا یہ ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ وحی کے ذریعہ کے ذریعہ خدائی ہدایت آنے کے بعد کیا لیکن پھر بعد میں دوسری وحی کے ذریعہ جب اس ارادہ کو موقوف کر دینے کا حکم آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔ نووی نے یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اس موقع پر (وہاں موجود لوگوں کو مخاطب کر کے) جو یہ فرمایا تھا کہ حسبکم کتاب اللہ یعنی تمہارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے، تو اس سے ان کے کمال تفقہ اور فہم ونظر کا اظہار ہوتا ہے، دراصل حضرت عمر کو یہ خوف ہوا کہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے احکام تحریر فرمادئے جس پر عمل کرنا عام مسلمانوں کے لئے ممکن نہ ہو سکا تو ان احکام کے منصوص ہونے کے سبب ان میں اجتہاد وتاویل کی قطعاً گنجائش نہ ہوگی اور لوگ ان پر عمل نہ کرنے کی بنا پر عذاب الٰہی کے مستوجب ہو جائیں گے۔ نیز انہوں نے اپنے قول حسبکم کتاب اللہ کے ذریعہ گویا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ما فرطنا فی الکتاب من شیأ اور ارشاد الٰہی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی طرف اشارہ کیا۔

" مصیبت ہے پوری مصیبت " اس جملہ کے ذریعہ حضرت ابن عباس نے دراصل اس موقع پر صحابہ کے اظہار اختلاف اور شور وشغب کو ایک ایسی بری صورت حال سے تعبیر کیا جس نے آنحضرت کو اپنے ارادئہ تحریر کی تکمیل سے باز رکھا، ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ کاش، وہ لوگ اختلاف ونزاع کا اظہار کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا نوشتہ مرتب فرمادیتے جو امت کے لئے ہمیشہ ہدایت وراستی کا ذریعہ بنتا گویا حضرت ابن عباس کا رجحان حضرت عمر اور ان کے مؤیدین کی رائے کے خلاف تھا اور وہ اس بات کے حق میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت لکھنے کا موقع ضرور دینا چاہیے بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کا اصل مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض کے اس شدید غلبہ کے وقت لکھنے کی زحمت اور تکلیف برداشت نہ کریں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کوئی چیز لکھنا ضروری اور واجب سمجھتے تو حضرت عمر یا کسی کے بھی اختلاف رائے کے اظہار سے اپنا ارادہ موقوف نہ فرماتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا: بلغ ما انزل الیک من ربک (جو بھی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہو اس کو لوگوں تک پہنچادیجئے) چنانچہ جو باتیں لوگوں تک پہنچانی ضروری تھیں ان کی تبلیغ واشاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صورت میں کی اگرچہ دشمنان دین اور مخالفین اسلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھ مخالفت کی، یا جیسا کہ اسی موقع پر ہوا کہ جس چیز کی وصیت وہدایت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری سمجھا (یعنی جزیرئہ عرب سے یہودیوں کا نکالنا وغیرہ) اس کی ہدایت آپ نے کی غرضیکہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز لکھنا چاہتے تھے وہ چونکہ ضروری نہیں تھی اس لئے حضرت عمر کی عقل میں آیا کہ شدت مرض کے کرب اور بے چینی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے کی زحمت کیوں دی جائے اور پھر دین وشریعت کا ایسا کون سا حکم اور ہدایت ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہیں ہے جیسا کہ اللہ

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الیوم اکملت لکم دینکم اس ارشاد الٰہی سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ دین وشریعت سے متعلق قیام قیامت تک پیش آنے والی ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کا حکم اور مسئلہ کتاب وسنت میں خواہ دلالۃ خواہ صراحۃ موجود نہ ہو حضرت عمر کے معمولی فہم وادراک میں ایک یہ بات بھی آگئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسانوشتہ مرتب فرمانا ہیں جس میں دینی احکام ومسائل کا بطریق اتمام بیان ہو اس صورت میں اجتہاد کا جواز ختم ہو جائے گا اور اہل علم واستنباط پر اجتہاد کا دروازہ بند ہو جائے گا لہٰذا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض میں لکھنے کی تکلیف سے بچانے اور ارباب اجتہاد کو ان کی فضیلت سے محروم نہ ہونے دینے کی نیت سے اسی بات کو زیادہ اچھا سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کا ارادہ ترک فرمادیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی بات کو رد نہ کر کے اور اپنے ارادہ تحریر کو ترک فرما کر گویا حضرت عمر اور ان کے مؤیدین کے فہم وادراک سے کہیں زیادہ مضبوط اور قوی تھا۔

" یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور اتنا روئے " حضرت ابن عباس کے رونے کا سبب یا تو یہ تھا کہ اس دن کا ذکر کرتے ہوئے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحہ یاد آگیا تھا، یا یہ کہ ان کے گمان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن جو نوشتہ مرتب فرمانا چاہتے تھے وہ چونکہ امت کے حق میں خیر کثیر کا باعث بنتا اس لئے یہ سوچ کر اس نوشتہ کے نہ لکھے جانے سے امت خیر کثیر سے کس طرح محروم ہو گئی ان کا دل بھر آیا وہ رونے لگے یہ دوسرا احتمال اس موقع سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

" ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو " علماء لکھا ہے کہ عبارت کا ظاہری اسلوب صاف بتارہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ دین وشریعت کے احکام ومسائل کو تفصیل ووضاحت کے ساتھ لکھنے کا تھا نہ کہ خلافت کے بارے میں کوئی وصیت کرنے کا۔

" نبی کے سامنے اختلاف ونزاع کا اظہار مناسب نہیں ہے " عبارت کے سیاق سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جملہ حضرت ابن عباس کا اپنا ہے، جس کو انہوں نے روایت کے درمیان داخل کیا ہے، جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اصل میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کو اس موقع پر ابن عباس نے استدلال کے طور نقل کیا ہے۔

" کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دنیا کو) کو چھوڑ رہے ہیں " یہ لفظ اھجر کا ترجمہ ہے، فتح الباری میں قرطبی کے حوالہ سے اس لفظ کے معنی میں کئی احتمال بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک احتمال یہ نقل کیا گیا ہے کہ لفظ اہجر دراصل ہجر (بمعنی چھوڑنا) کا فعل ماضی ہے اور اس کا مفعول الحیٰوۃ محذوف ہے، اسی احتمال کو زیادہ موزوں اور مناسب سمجھتے ہوئے ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق نے یہ ترجمہ بیان کیا ہے کہ: (یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس حالت کی غماز ہے؟) کیا (شدت مرض کے سبب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مختلط ہو گیا ہے؟ (جیسے عام بیماروں کی حالت میں سمجھا جاتا ہے کہ ان کی زبان سے کبھی کچھ نہیں نکلتا ہے اور کبھی کچھ) اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ یہ جملہ استفہام انکاری پر محمول اور ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا سامان لانے کا حکم حواس وشعور کے ساتھ نہیں دیا ہے بلکہ بیماری کی شدت کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ بات یونہی نکل گئی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس طرح کا گمان وخیال قائم کر لینا چونکہ نہایت غیر موزوں ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو پورا کرو اور لکھنے کا سامان لا کر رکھ دو تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو لکھنا چاہتے ہیں لکھ دیں۔

" اس حالت سے بہتر وافضل ہے جس کی طرف تم مجھے متوجہ کر رہے ہو " اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت میں عالم آخرت کے سفر کی آخری تیاری، پروردگار سے ملنے کے اشتیاق، اور ذات حق میں تفکر واستغراق کی اعلیٰ حالت میں ہوں، لیکن تم لوگ آپس کے لفظی تکرار وبحث اور شور وشغب اور اظہار اختلاف کے ذریعہ میرا دھیان بٹانا چاہتے ہو اور اپنی طرف متوجہ کر رہے ہو۔ لہٰذا تم سب لوگ یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ تاکہ میں تمہاری ادنی حالت کے بجائے اپنی اعلی حالت کی طرف متوجہ ہوں اس موقع پر ملا علی قاری نے خطابی کے حوالہ سے مشہور حدیث اختلاف امتی رحمتہ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) کے بارے میں لکھا ہے کہ دین وشریعت میں اختلاف کی تین قسمیں ہیں، ایک تو صانع یعنی اللہ تعالیٰ

کے اثبات اور اس کی وحدانیت میں اختلاف، پس یہ اختلاف (کہ جس کی بنیاد حق تعالیٰ کے وجود وحدانیت سے انکار پر ہوتی ہے) صریح کفر ہے، دوسرے حق تعالیٰ کی صفات اور مشیت میں اختلاف یہ اختلاف (کہ جس کی بنیاد ذات باری تعالیٰ کی صفات اور مشیت کے انکار پر ہوتی ہے) بدعت اور گمراہی ہے، اور تیسرا اختلاف (کہ جس کی بنیاد وہ ہے جو دین وشریعت کے ایسے فروعی احکام مسائل کے استنباط وبیان سے تعلق رکھتا ہے جو مختلف جہات اور متعدد معنی کا احتمال رکھتے ہیں اور یہی اختلاف ہے جو ارباب علم واجتہاد کے درمیان ہوتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے علماء ومجتہدین کے لئے رحمت وکرامت قرار دیا ہے ملا علی قاری نے مازری کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ اس موقع پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں موجود صحابہ کو امر (حکم) فرمایا کہ (میرے پاس لکھنے کا سامان) لاؤ میں تمہارے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں تو صحابہ کے لئے اختلاف کی گنجائش کیا تھی اور انہوں نے (حکم کی فوری تعمیل کے بجائے) اختلاف کا اظہار کیسے کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ دراصل وہ اوامر (احکام) کہ جن کے صدور میں کچھ خارجی قرائن بھی شامل ہوں، ان کی حیثیت اور نوعیت تبدیل ہو سکتی ہے چنانچہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ اوامر کی اصل وجوب ہے ان کے نزدیک بھی ان قرائن کے سبب وجوبکا حکم استحباب میں بدل جاتا ہے کہ جو حضرات کہتے ہیں کہ اوامر کی اصل استحباب ہے ان کے نزدیک بھی قرائن کے سبب استحقاق کا حکم وجوب میں بدل جاتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ یہ حکم دیتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے قرائن ظاہر ہوئے ہوں جن سے یہ واضح ہوا ہوگا کہ اس حکم کی تکمیل وجوب اور ضروری نہیں ہے بلکہ اختیاری ہے لہٰذا صحابہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے تحت جس پہلو کو مناسب جانا اختیار کیا۔ اور اسی سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام دین وشریعت کے معاملات میں ضرورت کے وقت اجتہاد کا سہارا لیتے تھے رہی یہ بات کہ حضرت عمر کے اجتہاد نے نوشتہ نہ لکھے جانے کے پہلو کو جو اختیار کیا تو اس کی بنیاد تو اس کی بنیاد کیا تھی؟ تو ہو سکتا ہے کہ (ان کو یقین حاصل ہوا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ اور حکم کا عدم وجوب ظاہر ہوتا ہے۔

" مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو" اس کی وضاحت باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب۔ میں پیچھے گزر چکی ہے، اسی طرح" جزیرہ عرب" کی تشریح بھی کتاب کے ابتدائی ابواب میں سے باب الوسوسۃ میں ہو چکی ہے۔

" جو ایلچی وقاصد آئیں" اس کا حکم کا مطلب یہ تھا کہ دوسرے ملکوں اور سربراہان مملکت کے جو ایلچی اور سفراء تمہارے ہاں آئیں ان کے مراتب اور ان حیثیت کے مطابق ان کے ساتھ اعزاز وتکریم، خاطر مدارت اور حسن سلوک واحسان کا معاملہ اسی انداز اور طور طریقے کی مناسبت کے ساتھ کرنا جو میرا معمول تھا آپ نے یہ حکم اس لئے دیا تھا کہ ایک طرف تو اسلامی اخلاق ومعاملات کی بلندی کا اظہار ہو دوسری طرف ان ایلچیوں اور قاصدوں کو خوشی واطمینان ہو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا حسن سلوک دیکھ کر مؤلفۃ القلوب میں سے دوسرے لوگوں کا رجحان اسلام اور مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ علماء نے لکھا کہ حسن کا یہ حکم ہر قاصد وایلچی کے بارے میں ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

" لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں" کے تحت ملا علی قاری نے تو نووی کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ (سفیان ابن عیینہ نے اس جملہ کی نسبت جس طور سے سلیمان احول کی طرف کی ہے وہ صحیح نہیں ہے) بلکہ حقیقت میں خاموشی اختیار کرنے والے تو حضرت ابن عباس تھے اور لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں کہنے والے حضرت سعید ابن جبیر ہیں جو حضرت ابن عباس سے روایت کے روای ہیں اور ان سے سلیمان احول نقل کرتے ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق نے اپنی شرح میں" سکت" (خاموشی اختیار کرلی) کا فاعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے، ان کے مطابق گویا یہ بات حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بات فرمائی ہی نہیں، یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بات یہ فرمائی تھی مگر میں اس کو بھول گیا ہوں بہر حال محدثین نے لکھا ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیسری بات فرمائی تھی وہ حضرت اسامہ کے لشکر کا سامان درست کرنے کا حکم تھا کہ جس کی درستی اور تیاری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہی تھے کہ مرض الموت میں مبتلا ہوگئے یا وہ تیسری بات قبر پرستی کی ممانعت سے متعلق تھی جیسا کہ ایک روایت میں اس کے لئے یہ الفاظ منقول ہیں: لاتتخذوا قبری وثنا یعبد (میری قبر کو بت مت بنالینا کہ اس کو پوجا جانے لگے)۔

Shiah & Tahreef of Quran

موقع مكتب
سماحة آية الله العظمى
السيد السيستاني (دام ظله)

· **In His name, the Most High**

The Qur'an is the basis of Islam and the eternal miracle of the Prophet of Islam. It is a Book which forms the main guide for the Muslims. Its vital place in Islam can be seen from the importance given to its preservation, in memory and written form, by the Prophet and his followers during past fourteen centuries of the history, of Islam.

No sect in the diversified world of Islam entertained any doubt about the authenticity and integrity of the Qur'an. Unfortunately, during the last fifteen years, some groups have started distributing booklets and leaflets in which they accuse the Shi'a Muslims of believing in alteration of the Quran. In any case, Shia scholars widely believe that the Quran has not been altered and it has not been tempered with.

As for your second question, it has been mentioned in the traditions that Imam Ali (a.s.) collected verses of the Holy Quran plus their commentaries according to their revelation order. He showed them to the Muslims but the caliph (Abu Bakr) did not accept it. Instead he ordered Zain bin Thabit to collect the Quran verses and he collected them. After him the papers sheets on which verses of the Holy Quran had been written were given to Umar and after him they were given to Hafsa and after Hafsa they were handed over to Uthman. Uthman ordered a few people including Zain bin Thabit to make copies of the verses and chapters. He said that if there were any differences they had to write them according to Quraysh language. Although there was a difference in the Quran distributed by Uthman as for as the order of verses are concerned but nothing was added to or deleted from the Quran by him.

Board of Istifta
Office of Grand Ayatollah Sistani

لجنة استفتاء
مكتب سماحة آية الله العظمى
السيد السيستاني
قم

http://forums.islamicawakening.com/f15/shiah-and-tahreef-of-quran-11952/index3.html

Sunni Documentation on Imam al-Mahdi (AS)

For the Sunni brothers, there are six major collections of traditions based on the Sunni standards for verifying the authenticity of a tradition. These six books are: Sahih al-Bukhari, Sahih Muslim, Sahih al-Tirmidhi, Sunan Ibn Majah, Sunan Abu Dawud, and Sahih al-Nisa'i. I just quote few traditions from these six books to prove that a knowledgeable Sunni brother/sister can NOT deny that:

- al-Mahdi (AS) will come in the last days to make a universal Government,
- al-Mahdi (AS) is from the Ahlul-Bayt of the Prophet (PBUH&HF),
- al-Mahdi (AS) is from the progeny of Fatimah (AS), the daughter of the Prophet (PBUH&HF),
- al-Mahdi (AS) is different than Prophet Jesus (the Messiah),
- Prophet Jesus (AS) will come as one of the followers of Imam al-Mahdi and will pray behind him in congressional prayer.

Another undeniable fact is that many leading Sunni scholars have written books after books exclusively about Imam al-Mahdi (AS) which I included some of their names at the end of this article.

Moreover, Insha Allah in the next article, I will give a list of Sunni scholars who believe that Imam al-Mahdi (AS) is son of Imam Hasan al-Askari (AS), and is alive and went into occultation. In that article will also discuss the special specifications of Imam al-Mahdi which are the points of disagreement between the Shia and the Sunni.

The following are only some of the traditions about Imam al-Mahdi which Sunnis admit to their authenticity and existence:

The Prophet (PBUH&HF) said: "Even if the entire duration of the world's existence has already been exhausted and only one day is left (before the day of judgment), Allah will expand that day to such a length of time, as to accommodate the kingdom of a person from my Ahlul-Bayt who will be called by my name. He will fill out the earth with peace and justice as it will have been full of injustice and tyranny (by then)."

Sunni References:

- Sahih al-Tirmidhi, v2, p86, v9, pp 74-75
- Sunan Abu Dawud, v2, p7
- Musnad Ahmad Ibn Hanbal, v1, pp 84,376; V3, p63
- al-Mustadrak ala al-Sahihayn, by al-Hakim, v4, p557
- Jami' al-Saghir, by al-Suyuti, pp 2,160
- al-Urful Wardi, by al-Suyuti, p2
- al-Majma', by al-Tabarani, p217

- Tahdhib al-Tahdhib, by Ibn Hajar al-Asqalani, v9, p144
- Fat'h al-Bari fi Sharh Sahih al-Bukhari, by Ibn Hajar Asqalani, v7, p305
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p249
- al-Tathkirah, by al-Qurtubi, p617
- al-Hawi, by al-Suyuti, v2, pp 165-166
- Sharh al-Mawahib al-Ladunniyyah, by al-Zurqani, v5, p348
- Fat'h al-Mugheeth, by al-Sakhawi, v3, p41
- Kanz al-Ummal, v7 P186
- Iqd al-Durar Fi Akhbar al-Mahdi al-Muntadhar, v12, Ch. 1,
- al-Bayan fi Akhbar Sahib al-Zaman, By Ganji al-Shafi'i, Ch. 12
- al-Fusool al-Muhimmah, by Ibn Sabbagh al-Maliki, Ch. 12
- Arjahul Matalib, by Ubaidallah Hindi al-Hanafi, p380
- Muqaddimah, by Ibn Khaldoon, p266
- and also in the works of Ibn Habban, Abu Nua'ym, Ibn Asakir, etc.

Also:

The Prophet (PBUH&HF) said: "**al-Mahdi** is one of us, the members of the household (Ahlul-Bayt)."

Sunni reference: Sunan Ibn Majah, v2, Tradition #4085

It is evident from the above traditions that Imam al-Mahdi (AS) is from the Ahlul-Bayt of Prophet Muhammad, so he can not be Jesus (the Messiah; al-Maseeh). Thus, al-Mahdi and Messiah are two different personalities but they come at the same time, al-Mahdi as Imam and Jesus as his follower. The following tradition clearly mentions that Imam al-Mahdi is one of descendants of the daughter of Prophet Muhammad (PBUH&HF):

The Prophet (PBUH&HF) said: The Mahdi will be of my family, of the descendants of Fatimah (the Prophet's daughter).

Sunni references:

- Sunan Abu Dawud, English version, Ch. 36, Tradition #4271 (narrated by Umm Salama, the wife of the Prophet)
- Sunan Ibn Majah, v2, Tradition #4086
- al-Nisa'i and al-Bayhaqi, and others as quoted in:
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p249

Also:

The Prophet (PBUH&HF) said: "We the children of Abd al-Muttalib are the Masters of the inhabitants of the heaven: Myself, Hamza (RA), Ali (AS), Ja'far Ibn Abi Talib (RA), al-Hasan (AS), al-Husain (AS), and al-Mahdi (AS)."

Sunni references:

- Sunan Ibn Majah, v2, Tradition #4087
- al-Mustadrak, by al-Hakim, on the authority of Anas Ibn Malik
- al-Daylami
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p245

The Prophet (PBUH&HF) said: "The Mahdi will appear in my Ummah. He will appear for a minimum of 7 or a maximum of 9 years; at that time, my Ummah will experience a bountiful favor like never before. It shall have a great abundance of food, of which it need not save anything, and the wealth at that time is in great quantities, such that if a man asks the Mahdi to give him some, and the Mahdi (AS) will say: Here! Take!"

Sunni reference: Sunan Ibn Majah, v2, Tradition #5083

Remark: According to Shi'i sources, the Government of Peace and equality that Imam al-Mahdi will establish will last hundreds of years with no rival, and then the day of Judgment will commence. What is mentioned in the above tradition as 7 or 9 years is the length of time that Imam al-Mahdi (AS) will fight to conquer the world when he starts his mission.

The Prophet (PBUH&HF) said: "We (I and my family) are members of a household that Allah (SWT) has chosen for them the life of the Hereafter over the life of this world; and the members of my household (Ahlul-Bayt) shall suffer a great affliction and they shall be forcefully expelled from their homes after my death; then there will come people from the East carrying black flags, and they will ask for some good to be given to them, but they shall be refused service; as such, they will wage war and emerge victorious, and will be offered that which they desired in the first place, but they will refuse to accept it till they pass it to a man from my family (Ahlul-Bayt) appears to fill the Earth with justice as it has been filled with corruption. So whoever reaches that (time) ought to come to them even if crawling on the ice/snow since among them is the Vice-regent of Allah (Khalifatullah) al-Mahdi."

Sunni references:

- Sunan Ibn Majah, v2, Tradition #4082,
- The History Tabari
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar, Ch. 11, section 1, pp 250-251

Also:

The Messenger of Allah said: "The world will not perish until a man among the Arabs appears whose name matches my name."

Sunni reference: Sahih al-Tirmidhi, v9, p74

In Sahih Muslim, in the Chapter of al-Fitan, there are some interesting traditions on what will happen in the last days of the world. I would like to quote two of them here:

Abu Nadra reported: We were with the company of Jabir Ibn Abdillah... Jabir Ibn Abdillah kept quite for a while and then reported Allah's Messenger (may peace be upon him) having said: "**There would be a Caliph in the last (period) of my Ummah who would freely give handfuls of wealth to the people without counting it**." I said to Abu Nadra and Abu al-Ala: ***Do you mean Umar Ibn Abd al-Aziz? They said: NO, (he would be Imam Mahdi).***

Sunni references:

- Sahih Muslim, English version, v4, chapter MCCV, p1508, Tradition #6961
- Sahih Muslim, Arabic version, Kitab al-Fitan, v4, p2234, Tradition #67

[NOTE: What are inside the parentheses in the above tradition are NOT my comments. They are the words of the translator of Sahih Muslim (Abdul Hamid Siddiqui).]

Similarly, we read in Sahih Muslim:

Abu Sa'id and Jabir Ibn Abdullah reported that Allah's Messenger (may peace be upon him) said: "There would be in the last (phase) of the time a Caliph who would distribute wealth but would not count."

Sunni references:

- Sahih Muslim, English version, v4, chapter MCCV, p1508, Tradition #6964
- Sahih Muslim, Arabic version, Kitab al-Fitan, v4, p2235, Tradition #69

It is also narrated:

In the end of the time, my Ummah will undergo very hard affliction like never before, so that man can not find any way out. Then Allah will appear a person from my progeny, that is my Ahlul-Bayt, who will fill the earth with justice as it was filled with injustice. The inhabitants of the earth and the inhabitants of the heaven love him. The sky will bring down its water everywhere and the earth will bring all what it can offer and will become green all over.

Sunni references:

- al-Sahih fi al-Hadith, by al-Hakim, as quoted in:
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p250

Ibn Majah in his Sunan quotes Muhammad Ibn Hanafiyyah and Imam Ali saying that the Holy Prophet (PBUH&HF) said:

"al-Mahdi is from our Ahlul-Bayt, no doubt Allah will enforce his appearance within a night (i.e., his coming is very unpredictable and is very sudden)."

Sunni references:

- Sunan Ibn Majah, v2, p269
- Ahmad Ibn Hanbal, as quoted in:
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p250

Moreover, it is narrated that:

Ali Ibn Abi Talib (AS) said: "When the 'Support' of the family of Muhammad (al-Qa'im Aale Muhammad) rises Allah will unite the people of east and the people of west."

Sunni references:

- Ibn Asakir, as quoted in:
- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p252

Ibn Hajar wrote that:

Muqatil Ibn Sulayman and those who followed him among the (Sunni) commentators of Quran said that the verse: "And he shall be a Sign for (the coming of) the Hour" (Quran 43:61) was revealed about al-Mahdi.

Sunni reference: al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar, Ch. 11, section 1, p247

Also Ahmad Ibn Hanbal recorded:

The Prophet (PBUH&HF) said: "Allah will bring out from concealment al-Mahdi from my Family and just before the Day of Judgment; even if only one day were to remain in the life of the world, and he will spread on this earth justice and equity and will eradicate tyranny and oppression."

Sunni references:

- Musnad Ahmad Ibn Hanbal, v1, p99
- A close version has also been narrated in Sunan Abu Dawud, English version, Ch. 36, Tradition #4270 narrated from Ali Ibn Abi Talib (AS).

It is narrated in Sahih Muslim that:

Jabir Ibn Abdillah al-Ansari (RA) said: I heard the Messenger of Allah saying: "A group of my Ummah will fight for the truth until near the day of judgment when Jesus, the son of Marry, will descend, and the leader of them will ask him to lead the prayer, but Jesus declines, saying: "No, Verily, among you Allah has made leaders for others and He has bestowed his bounty upon them."

Sunni reference:

- Sahih Muslim, Arabic, part 2, p193
- Musnad Ahmad Ibn Hanbal, v3, pp 45,384

- al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar al-Haythami, Ch. 11, section 1, p251
- Nuzool Isa Ibn Maryam Akhir al-Zaman, by Jalaluddin al-Suyuti, p57
- Musnad, by Abu Ya'ala which provides another version of the tradition with more clear words on the authority of Jabir that the Messenger of Allah said: "A group among my Ummah will continue to fight for the truth until Jesus, the son of Marry, will descend, and the Imam of them will ask him to lead the prayer, but Jesus replies: "**You have more right to it**, and verily Allah has honored some of you over others in this Ummah."
- Sahih Ibn Habban, whose tradition reads: "their leader al-Mahdi" and the rest of tradition is the same.

Ibn Abu Shaybah, another Sunni traditionist, and the mentor of al-Bukhari and Muslim, has reported several traditions about Imam al-Mahdi (AS). He has also reported that the Imam of the Muslims who will lead Prophet Jesus in prayer is Imam al-Mahdi himself.

Jalaluddin al-Suyuti mentioned that: "I have heard some of the deniers of (truth) deny what has been conveyed about Jesus that when he descends will pray the Fajr prayer behind al-Mahdi. They say, Jesus has higher status than to pray behind a non-Prophet. This is a bizarre opinion since the issue of prayer of Jesus behind al-Mahdi has been proven strongly via numerous authentic traditions from the Messenger of Allah, who is the most truthful." And then al-Suyuti goes on narrating some of the traditions in this regard. (See Nuzool Isa Ibn Maryam Akhir al-Zaman, by Jalaluddin al-Suyuti, p56).

Also al-Hafidh Ibn Hajar al-Asqalani mentioned that:

"The Mahdi is of this Ummah, and that Jesus (PBUH&HF) will come down and pray behind him."

Sunni reference: Fat'h al-Bari, by Ibn Hajar al-Asqalani, v5, p362

This is also mentioned by another Sunni scholar, Ibn Hajar al-Haythami, who wrote:

"The Ahlul-Bayt are like the stars through whom we are guided in the right direction, and if the starts are taken away (or hidden) we would come face to face with the signs of the Almighty as promised (i.e., the Day of Resurrection). This will happen when the Mahdi will come, **as mentioned in the traditions, and the Prophet Jesus will say his prayers behind him**, the Dajjal will be slain, and then the signs of the Almighty will appear one after another."

Sunni reference: al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar, Ch. 11, section 1, p234

Also Ibn Hajar quoted Abu al-Husain al-Ajiri saying:

The traditions of al-Mustafa (PBUH&HF) on the rising of al-Mahdi has been transmitted via numerous authorities and is more than the level of (being sufficient for) Mutawatir, describing that he is of his Ahlul-Bayt, and will fill the earth with justice, and that Jesus (AS) will come at the same time and he will

assist Jesus for killing al-Dajjal in the land of Palestine, and that he will lead this nation and Jesus will pray behind him.

Sunni reference:

- Abu al-Husain al-Ajiri as quoted in al-Sawa'iq al-Muhriqah, by Ibn Hajar, Ch. 11, section 1, p254

So if al-Mahdi and Jesus are to be the same person as some ignorants claim, then how can one prays behind himself?! Moreover this shows that Imam al-Mahdi and Jesus (the Messiah) will come at the same time so that they could pray the morning prayer together in Jerusalem.

In fact, the equivalent word of "Messiah" in Arabic is "al-Maseeh" which means "Wiped Clean; Purified". This word has been used in Quran as the title of Prophet Jesus (AS). As such, the "Messiah" is the Prophet Jesus (AS) and not the Imam al-Mahdi (AS). However, the word "Messiah" in English has another meaning, that is "savior". As a result, there have been some English translators who used the word "Messiah" for Imam al-Mahdi (AS) with the meaning of "Savior" which does NOT have anything to do with Arabic word "al-Maseeh".

I should point out that, there exists a fabricated tradition which is mainly used by Ahmadis and Qadianis to prove that al-Mahdi and Jesus are the same. The tradition states: "And no Mahdi except Jesus." This tradition has been rated by al-Hakim as unknown and strange and he said there are discrepancy in its chain of authorities. al-Bayhaqi said Muhammad Ibn Khalid said this tradition is single (Mufrad). al-Nisa'i has mentioned that this tradition is unfamiliar and is denied, and that the memorizers of traditions confirm that the traditions which state that al-Mahdi is the descendants of Fatimah are authentic and reliable. (See al-Sawa'iq al-Muhriqah, Ch. 11, section 1, p252 for details).

Prophet Jesus is not the Imam of Muslims, and when he comes back, he will be the follower of the Imam of Muslims who is known as Imam al-Mahdi (AS).

In Sahih al-Bukhari, it is narrated that:

The Prophet (PBUH&HF) said: "What would be your situation if the Son of Marry (i.e. Jesus) descends upon you **and your Imam is among you**?"

Sunni reference:

- Sahih al-Bukhari, Arabic-English, v4, Tradition #658
  NOTE: The above is my own translation. The Saudi-paid translator of Sahih al-Bukhari (Muhammad Muhsin Khan) has shown pure dishonesty in translating the above tradition. His translation of the last portion of the tradition does not bear any similarity what so ever with the Arabic text of the tradition which is as follows:

Now let us look at the false translation of Mr. Muhammad Muhsin Khan:

Sahih Bukhari Hadith: 4.658
Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said "How will you be when the son of Mary (i.e. Jesus) descends amongst you **and he will judge people by the Law of the Quran and not by the law of Gospel**.

Mr. Muhsin Khan has trimmed the last part of the tradition which states that the Imam of Muslims (i.e., Imam al-Mahdi) is among Muslims when the son of marry descends. Instead, the translator has added another sentence which does not exists in the Arabic text. I should mention that this is not the only place that he has altered the text, and there are much more examples in this regard which proves his bias and his dishonesty.

Al-Hafidh Muhammad Ibn Ali al-Shawkani (d. 1250/1834) wrote in a book called "al-Tawdhih fi twawatur ma jaa'a fil muntadar wad-djjal wal masih" (the explanation about the frequent reports concerning the Awaited one, the Dajjal, and the messiah) in which he wrote about Imam al-Mahdi (AS) that: "The traditions about al-Mahdi have been related by numerous authorities and are therefor reliable beyond doubt or confusion, because in jurisprudence the qualification of Mutawatir is valid even for (traditions) with less than this number of narrations. There are also many sayings of the companions (of the Prophet) which explicitly mention the Mahdi, which have the status of narrations from the Prophet since there is no question of establishing such saying through Ijtihad (one's opinion and research)". The author gives the same opinion in his other book "al-Fat'h al-Rabbani". (In this connection see also Mawsu'atil Imam al-Mahdi, v1, pp 391-392,413-414,434, and also Tuhfatul Ahwadhi, v6, p485).

The author of the book, "Ghayah al-Ma'amool," mentioned that: "It is a famous narration among the Scholars of the past and the present that there has to appear a man from the family of the Prophet (PBUH&HF) named al-Mahdi. In addition, the traditions about the Mahdi have been narrated by the most renowned companions of the Prophet (PBUH&HF), as well as by the most renowned scholars such as Abu Dawud, al-Tirmidhi, Ibn Majah, al-Tabarani, Abu Ya'ala, al-Bazzar, Imam Ahmad Ibn Hanbal, and al-Hakim (May Allah be pleased with them all); furthermore, those who claim that the traditions narrated with regard to the appearance of the Mahdi are weak, are themselves in error."

Al-Saban in his book, "Is'af al-Raghibeen," mentioned that: "The news about the appearance of the Mahdi are traceable back to the Prophet (PBUH&HF), and that he is one of the members of the family of the Prophet (PBUH&HF); and that he will fill the Earth with justice."

Al-Suwaydi in his book, "Saba'iq al-Dhahab," reported that: "The scholars have a consensus that the Mahdi (AS) will appear at the end of time and fill the Earth with justice; and the traditions supporting his appearance are indeed numerous."

al-Hafidh Abul-Hasan Muhammad Ibn al-Husain al-Sijistani al-Aburi al-Shafi'i (d. 363/974) said: "The traditions were related by numerous authorities and were spread far and wide by many narrators, from al-Mustafa (PBUH&HF) concerning al-Mahdi who is from the household (of the Prophet) and who will fill the world with justice.." This statement was accepted by the subsequent scholars as testified by Ibn Hajar al-Asqalani (See Tahdhib al-Tahdhib, v9, p144; Fat'h al-Bari, v7, p305), al-Qurtubi (al-Tathkirah, p617), al-Suyuti (al-Hawi, v2, pp 165-166), al-Muttaqi al-Hindi (al-Burhan fi Alamat Mahdi Akhir al-Zaman, pp 175-176), Ibn Hajar al-Haythami (al-Sawa'iq al-Muhriqah, Ch. 11, section 1, p249), al-Zurqani (Sharh al-Mawahib al-Ladunniyyah, v5, p348), al-Sakhawi (Fat'h al-Mugheeth, v3, p41), etc.

The best formulation of the belief of all Muslims about al-Mahdi (AS) has been given by a person who himself did not believe in his coming and who denied the validity of the traditions concerning this matter. He was Ibn Khaldoon (d. 808/1406), a famous historian, in whose book, "al-Muqaddamah," wrote:

"Let it be known that it is a narrated event by ALL Muslims in EVERY era, that at the end of time a man from the family of the Prophet (PBUH&HF) will, without fail, make his appearance and will strengthen Islam and spread justice; Muslims will follow him and he will gain domination over the Muslim realm. He will be called al-Mahdi." (An Introduction to History, by Ibn Khaldoon, English version, London, 1967 Edition, pp 257-258)

The above quote proves that even Ibn Khaldoon was in the opinion that the belief in Imam al-Mahdi was not a characteristics of a special sect of Islam, but was a common belief to ALL Muslims.

Sunni scholars openly criticized those elements (like Ibn Khaldoon) who tried to cast doubt the traditions about al-Mahdi (AS), and have strongly asserted that the belief in Mahdi is well-established for ALL Muslims. See for instance: "Awnul Ma'bud" (which is the commentary of Sunan Abu Dawud), by al-Azimabadi, v11, pp 361-362, Tuhfatul Ahwadhi (which is the commentary of Sahih al-Tirmidhi), by al-Mubarakfuri, v6, p484, al-Tajul Jami' lil Usul, by Shaikh Mansoor Ali Nasif, v5, p341.

Shaikh Ahmad Muhammad Shakir (d. 1377/1958), one of the greatest contemporary scholar of Hadith and Tafsir, whose major work was his commentary on Musnad Ahmad Ibn Hanbal (for a biography of Ahmad Shakir, see al-Aalam, v1, p253; Mu'jam al-Mu'allifeen, v13, p368) wrote in his commentary: "Belief in al-Mahdi is not particular to the Shia because it is from the narration of many companions of the Prophet in such way that NO one can cast doubt the truth (of this belief)." After this, he proceeds to a strong refutation of Ibn Khaldoon's weakening the traditions regarding al-Mahdi. (see Musnad Ahmad Ibn Hanbal with commentary of Ahmad Muhammad Shakir, Pub. by Dar al-Ma'arif, Egypt, v5, pp 196-198, v14, p288).

Al-Sayid Sabiq, the Mufti for the "Muslim Brotherhood," in his book, "al- 'Aqa'id al-Islamiyyah," that: "The idea about the Mahdi is indeed valid, **and is one of the Islamic tenets that one must believe in**." Mr. Sabiq also narrated a variety of traditions relating to the appearance of al-Mahdi (AS) in the above book.

The recent Fatwa in this issue was given in Mecca by "The Muslim World League" (Rabitatul 'Alamil Islami) on Oct. 11, 1976 (23 Shawwal 1396). This Fatwa states that more than twenty companions narrated traditions concerning al-Mahdi, and gives a list of those scholars of Hadith who have transmitted these narrations, and those who have written books on al-Mahdi. The Fatwa states:

"The memorizers (Huffadh) and scholars of Hadith have verified that there are authentic (Sahih) and acceptable (Hasan) reports among the traditions related to al-Mahdi. The majority of these traditions are related through numerous authorities (Mutawatir). There is no doubt that the status of those reports are Sahih and Mutawatir. (They have also verified) that the belief in Mahdi is obligatory, and that it is **one of the beliefs of Ahlussunnah wal Jama'a. Only those ignorant of the Sunnah and innovators in doctrine deny it**.

For the transcription and reproduction of this Fatwa, see, among others, the Introduction of al-Ganji al-Shafi'i, in the book named "al-Bayan," Beirut, 1399/1979, pp 76-79 and in Appendix.

Two Shafi'i scholars, Ganji in his book "al-Bayan", and Shablanji in his book "Noor al-Absar", on the verse 48:28 of Quran: "He is the One who sent his Messenger (Muhammad) with the guidance and the true religion that in order to prevail over all the religions" narrated from Sa'id Ibn Jubair that "this promise to Prophet Muhammad will be fulfilled by al-Mahdi who is in the progeny of Fatimah (AS)."

Even Ibn Taymiyyah (d. 728/1328), who is acclaimed by the Wahhabis, wrote in his book "Minhaj al-Sunnah" (v4, pp 211-212) that the traditions concerning the Mahdi are certainly reliable, and his student, al-Dhahabi, conformed with him in his summary of his teacher's book. (See Mukhtasar Minhaj al-Sunnah, pp 533-534).

Among the Shia scholars, I would like to mention the masterpiece of Lutfullah al-Safi al-Golpaygani, who compiled an encyclopedia named "Muntakhab al-Athar". In this book, there is a comprehensive narration of the traditions regarding to the appearance of Imam al-Mahdi (AS) and the description of the world before and after his appearance. He has used over 60 Sunni sources, including their six major book of Hadith; and over 90 Shi'ite sources to illuminate the fact that al-Mahdi is NOT a fabricated event.

As far as we have been able to discover, at least 35 prominent Sunni scholars have written 46 of books EXCLUSIVELY about Imam al-Mahdi (AS), the leader of our time. Here are some of the name of some of these books:

(1) "Kitab al-Mahdi," by Abu Dawud.

(2) "Alamat al-Mahdi," by Jalaluddin al-Suyuti.

(3) "al-Qawl al-Mukhtasar fi Alamat al-Mahdi al-Muntadhar," by Ibn Hajar.

(4) "Al-Bayan fi Akhbar Sahib al-Zaman," by Allamah Abu Abdillah Ibn Muhammad Yusuf al-Ganji al-Shafi'i.

(5) "Iqd al-Durar fi Akbar al-Imam al-Muntadhar," by Shaikh Jamaluddin Yusuf al-Damishqi.

(6) "Mahdi Aale Rasool," by Ali Ibn Sultan Muhammad al-Harawi al-Hanafi.

(7) "Manaqib al-Mahdi," by al-Hafidh Abu Nu'aym al-Isbahani.

(8) "Al-Burhan fi Alamat al-Mahdi Akhir al-Zaman," by al-Muttaqi al-Hindi.

(9) "Arba'in Hadith fi al-Mahdi," by Abdul Ala al-Hamadani.

(10) "Akhbar al-Mahdi," by al-Hafidh Abu Nu'aym.

In conclusion, the belief in the coming Mahdi (AS) who is a person other than Jesus (AS), is an undeniable fact for the Sunnis. As we discussed above, the Sunni scholars affirm that belief in "Mahdi of the House of the Prophet" is one of the Islamic tenets for "Ahlussunnah wal Jama'a". In the next part, however, we will discuss the points of differences between the Shia and most Sunnis on the issue of Imam al-Mahdi.

http://www.al-islam.org/encyclopedia/chapter2/2.html

یاجوج ماجوج: آج اس کے برابر یاجوج ماجوج نے دیوار میں سوراخ کر لیا ہے۔

Allah has made an opening in the wall of the Gog and Magog (people) like this.

ایک شخص (مشکوک نامعلوم آدمی) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک دیوار منقش چادر کی طرح دیکھی ہے (کیا یہی سد سکندری ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں تونے اسے دیکھ لیا ہے۔

کتاب حدیث صحیح بخاری

کتاب حج کا بیان

باب اللہ تعالی کا قول کہ اللہ تعالی نے بیت حرام (کعبہ) کو لوگوں کے ٹھہرنے کا ذریعہ بنایا۔

حدیث نمبر 1495

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تَابَعَهُ أَبَانُ وَعِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللَّهِ وَعَبْدُ اللَّهِ أَبَا سَعِيدٍ

احمد بن حفص، حفص، ابراہیم، حجاج بن حجاج، قتادہ، عبداللہ بن ابی عتیبہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔ ابان اور عمران نے قتادہ سے اس کے متابع حدیث روایت کی اور عبدالرحمن نے شعبہ سے روایت کیا کہ قیامت نہیں آئے گی، جب تک کہ خانہ کعبہ کا حج موقوف نہ ہو جائے گا، لیکن پہلی روایت زیادہ لوگوں نے کی ہے اور ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا کہ قتادہ نے عبداللہ سے سنا ہے اور عبداللہ سعید کے والد ہیں۔

Pilgrimmage (Hajj)

Bukhari :: Book 2 :: Volume 26 :: Hadith 663

Narrated Abu Said Al-Khudri:

The Prophet said "The people will continue performing the Hajj and 'Umra to the Ka'ba even after the appearance of Gog and Magog."

Narrated Shu'ba extra:

The Hour (Day of Judgment) will not be established till the Hajj (to the Ka'ba) is abandoned.

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

فرمان الٰہی اور یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے میں ان کا تھوڑا سا قصہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے انہیں حکومت دی تھی اور ہم نے ہر قسم کا سامان انہیں دیا سو وہ ایک راستہ پر (با ارادہ فتوحات) چلے میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ تک زبر کا مفرد زبرہ یعنی ٹکڑے یہاں تک کہ جب انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان برابر کر دیا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے صدفین کے معنی دو پہاڑ اور سدین کے معنی بھی دو پہاڑ خرجا کے معنی اجرت تو ذوالقرنین نے کہا اسے پھونکو حتیٰ کہ جب اسے آگ (کی طرح) سرخ کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا کہ میرے پاس آؤ میں اس پر قطرہ ڈالدوں قطر کے معنی رانگ بعض کہتے ہیں کہ لوہا اور بعض کہتے ہیں کہ پیتل اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تانبا نہ وہ اس پر چڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں یظہروہ کے معنی وہ اس کے اوپر چڑھیں استطاع اطعت لہ کا باب استفعال ہے اسی وجہ سے مفتوح پڑھا گیا ہے کہ اسطاع یسطیع اور بعض کہتے ہیں کہ استطاع یستطیع اور نہ وہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں ذوالقرنین نے کہا یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے اور جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر ڈالے گا دکاء کے معنی اسے زمین سے ملا دے گا ناقہ دکاء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان نہ ہو اور دکداک وہ زمین ہے جو ہموار ہونے کی وجہ سے اتنی سخت ہوگئی ہو کہ اس پر پڑیاں جمی ہوں اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور ہم اس دن ان کی یہ حالت کر دینگے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے قتادہ کہتے ہیں کہ حدب کے معنی ہیں ٹیلہ **ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک دیوار منقش چادر کی طرح دیکھی ہے (کیا یہی سد سکندری ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے اسے دیکھ لیا ہے۔**

حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر أن زینب بنت أبي سلمة حدثته عن أم حبیبة بنت أبي سفیان عن زینب بنت جحش رضي الله عنهن أن النبي صلی الله علیه وسلم دخل علیها فزعا یقول لا إله إلا الله ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یأجوج ومأجوج مثل هذه وحلق بإصبعه الإبهام والتي تلیها قالت زینب بنت جحش فقلت یا رسول الله أنهلك وفینا الصالحون قال نعم إذا کثر الخبث

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 581 حدیث مرفوع مکررات 9 متفق علیہ 7

یحیی بن بکیر لیث عقیل ابن شہاب عروہ بن زبیر زینب بنت ابوسلمہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے روایت کرتی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ہو اس شر سے جو قریب آگیا آپ نے انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کا حلقہ بنا کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ **آج اس کے برابر یاجوج ماجوج نے دیوار میں سوراخ کر لیا ہے** حضرت زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس وقت جبکہ فسق وفجور کی زیادتی ہو جائے گی۔

Narrated Zainab bint Jahsh:

That the Prophet once came to her in a state of fear and said, "None has the right to be worshipped but Allah. Woe unto the Arabs from a danger that has come near. An opening has been made in the wall of Gog and Magog like this," making a circle with his thumb and index finger. Zainab bint Jahsh said, "O Allah's Apostle! Shall we be destroyed even though there are pious persons among us?" He said, "Yes, when the evil person will increase."

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

فرمان الٰہی اور یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے میں ان کا تھوڑا سا قصہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے انہیں حکومت دی تھی اور ہم نے ہر قسم کا سامان انہیں دیا سو وہ ایک راستہ پر (بارادہ فتوحات) چلے میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ تک زبر کا مفرد زبرہ یعنی ٹکڑے یہاں تک کہ جب انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان برابر کر دیا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے صدفین کے معنی دو پہاڑ اور سدین کے معنی بھی دو پہاڑ خرجا کے معنی اجرت تو ذوالقرنین نے کہا اسے پھونکو حتیٰ کہ جب اسے آگ (کی طرح) سرخ کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا کہ میرے پاس آؤ میں اس پر قطرہ ڈالدوں قطر کے معنی رانگ بعض کہتے ہیں کہ لوہا اور بعض کہتے ہیں کہ پیتل اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تانبا نہ وہ اس پر چڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں یظہروہ کے معنی وہ اس کے اوپر چڑھیں استطاع اطعت لہ کا باب استفعال ہے اسی وجہ سے مفتوح پڑھا گیا ہے کہ اسطاع یسطیع اور بعض کہتے ہیں کہ استطاع یستطیع اور نہ وہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں ذوالقرنین نے کہا یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے اور جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر ڈالے گا دکاء کے معنی اسے زمین سے ملا دے گا ناقہ دکاء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان نہ ہو اور دکداک وہ زمین ہے جو ہموار ہونے کی وجہ سے اتنی سخت ہوگئی ہو کہ اس پر پڑیاں جمی ہوں اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے اور اہم اس دن ان کی یہ حالت کر دینگے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے قتادہ کہتے ہیں کہ حدب کے معنی ہیں ٹیلہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ایک دیوار منقش چادر کی طرح دیکھی ہے (کیا یہی سد سکندری ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے اسے دیکھ لیا ہے۔

حدثنا مسلم بن إبراهيم حدثنا وهيب حدثنا ابن طاوس عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فتح الله من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذا وعقد بيده تسعين

صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 582 حدیث مرفوع مکررات 3 متفق علیہ 3 بدون مکرر

مسلم بن ابراہیم وہیب ابن طاؤس ان کے والد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کی اتنی دیوار کھول دی ہے** اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے نوے کے ہندسے کا حلقہ بنایا۔

Narrated Abu Huraira:

The Prophet said, "***Allah has made an opening in the wall of the Gog and Magog (people) like this***, and he made with his hand (with the help of his fingers).

43 - انبیاء علیہم السلام کا بیان: (585)

اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني عروة بن الزبير أن زينب بنت أبي سلمة حدثته أن أم حبيبة بنت أبي سفيان حدثتها عن زينب بنت جحش أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل عليها فزعا يقول لا إله إلا الله ويل للعرب من شر قد اقترب فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذا وحلق بإصبعه وبالتي

تلیھا فقالت زینب فقلت یارسول اللہ أنھلک وفینا الصالحون قال نعم إذا کثر الخبث

صحیح بخاری:جلد دوم:حدیث نمبر 820 حدیث مرفوع مکررات 7 بدون مکرر

ابوالیمان شعیب زہری عروہ بن زبیر زینب ام حبیبہ حضرت زینب بنت جحش سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) خوف کی حالت میں یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے کہ لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ہوگئی۔اس شر سے جو نزدیک آگیا ہے **یاجوج ماجوج نے دیوار میں اس قدر سوراخ کرلیا** جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کا حلقہ بنا کر بتایا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے؟ حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! جس وقت برائی زیادہ پھیل جائے گی

Narrated Zainab bint Jahsh:

That the Prophet came to her in a state of fear saying, "None has the right to be worshiped but Allah! Woe to the Arabs because of evil that has come near. Today a hole has been made in the wall of Gog and Magog as large as this." pointing with two of his fingers making a circle. Zainab said, "I said, 'O Allah's Apostle! Shall we be destroyed though amongst us there are pious people? ' He said, 'Yes, if evil increases."

Narrated Um Salama: The Prophet woke up and said, "Glorified be Allah: What great (how many) treasures have been sent down, and what great (how many) afflictions have been sent down!"

48 - طلاق کا بیان: (86)

طلاق اور دیگر امور میں اشارہ کرنے کا بیان اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو پر عذاب نہیں کرے گا، لیکن اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ سے عذاب کرے گا، اور کعب بن مالک نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ سے فرمایا کہ نصف لے لو اور اسماء نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف میں نماز پڑھی، میں نے عائشہ سے نماز کی حالت میں پوچھا کہ کیا بات ہے (لوگ نماز پڑھ رہے ہیں) عائشہ نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہاں! اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو اشارے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کوئی حرج نہیں اور ابوقتادہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ محرم کے شکار پر ابھارا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا، لوگوں نے کہا کہ نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھا

حدثنا عبداللہ بن محمد حدثنا أبو عامر عبدالملک بن عمرو حدثنا إبراھیم عن خالد عن عکرمۃ عن ابن عباس قال طاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بعیرہ وکان کلما أتی علی الرکن أشار إلیہ وکبر وقالت زینب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح من ردم یأجوج ومأجوج مثل ھذہ وعقد تسعین

صحیح بخاری:جلد سوم:حدیث نمبر 272 حدیث مرفوع مکررات 18 متفق علیہ 9

عبداللہ بن محمد، ابوعامر، عبدالملک بن عمرو، ابراہیم، خالد، عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف

کیا اور جب بھی رکن کے پاس آتے تو اسکی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے اور زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد انامل میں نوے کی شکل کی طرح اپنے انگوٹھے کو موڑ کر بتایا کہ **یاجوج ماجوج کے دروازے کھل گئے ہیں۔**

Narrated Ibn Abbas:

Allah's Apostle performed the Tawaf (around the Ka'ba while riding his camel, and every time he reached the corner (of the Black Stone) he pointed at it with his hand and said, "Allahu Akbar." (Zainab said: The Prophet said, "***An opening has been made in the wall of Gog and Magog like this and this***," forming the number 90 (with his thumb and index finger).

ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس علاقے میں فساد کرتے رہتے ہیں بھلا ہم آپکے لئے خرچ کا انتظام کر دیں کہ آپ ہمارے اور انکے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں۔ 18 الکہف 94

یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نیچے آرہے ہوں۔ 21 الانبیآء 96

[۱۲۰] یاجوج اور ماجوج کا خروج:

یعنی قیامت کے قریب نزول عیسیٰؑ کے بعد سد ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ اپنی کثرت وازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے۔ جدھر دیکھو ان ہی کا ہجوم نظر آئے گا۔ ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور رفتار سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی۔ یہ معلوم ہو گا کہ ہر ایک ٹیلہ اور پہاڑ سے ان کی فوجیں پھسلتی اور لڑھکتی چلی آرہی ہیں۔ سورہ "کہف" کے آخر میں اس قوم کے متعلق ہم جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کا ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے۔

قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (18:94)

ان لوگوں نے کہا ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں بھلا ہم آپ کے لئے خرچ (کا انتظام) کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں (18:94)

They said: "O Zul-qarnain! the Gog and Magog (People) do great mischief on earth: shall we then render thee tribute in order that thou mightest erect a barrier between us and them?(18:94)

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (18:95)

ذوالقرنین نے کہا کہ خرچ کا جو مقدور خدا نے مجھے بخشا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط اوٹ بنا دوں گا (18:95)

He said: "(The power) in which my Lord has established me is better (than

tribute): Help me therefore with strength (and labour): I will erect a strong barrier between you and them:(18:95)

آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا(18:96)

توتم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے لاؤ (چنانچہ کام جاری کر دیا گیا) یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان (کا حصہ) برابر کر دیا۔ اور کہا کہ (اب اسے) دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک دھونک) کر آگ کر دیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس تانبہ لاؤ اس پر پگھلا کر ڈال دوں(18:96)

"Bring me blocks of iron." At length, when he had filled up the space between the two steep mountain-sides, He said, "Blow (with your bellows)" Then, when he had made it (red) as fire, he said: "Bring me, that I may pour over it, molten lead."(18:96)

فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا(18:97)

پھر ان میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگا سکیں(18:97)

Thus were they made powerless to scale it or to dig through it.(18:97)

قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا(18:98)

بولا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ جب میرے پروردگار کا وعدہ آپہنچے گا تو اس کو (ڈھا کر) ہموار کر دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے (18:98)

He said: "This is a mercy from my Lord: But when the promise of my Lord comes to pass, He will make it into dust; and the promise of my Lord is true." (18:98)

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا(18:99)

(اس روز) ہم ان کو چھوڑ دیں گے کہ (روئے زمین پر پھیل کر) ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو جمع کر لیں گے (18:99)

On that day We shall leave them to surge like waves on one another: the trumpet will be blown, and We shall collect them all together.(18:99)

فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (21:94)

جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہو گا تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی۔ اور ہم اس کے لئے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں(21:94)

Whoever works any act of righteousness and has faith,- His endeavour will not be rejected: We shall record it in his favour.(21:94)

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ(21:95)

اور جس بستی (والوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (وہ دنیا کی طرف رجوع کریں) وہ رجوع نہیں کریں گے(21:95)

But there is a ban on any population which We have destroyed: that they shall

not return,(21:95)

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ(21:96)

یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں(21:96)

Until the Gog and Magog (people) are let through (their barrier), and they swiftly swarm from every hill.(21:96)

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ(21:97)

اور (قیامت کا) سچا وعدہ قریب آجائے تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ (اپنے حق میں) ظالم تھے(21:97)

Then will the true promise draw nigh (of fulfilment): then behold! the eyes of the Unbelievers will fixedly stare in horror: "Ah! Woe to us! we were indeed heedless of this; nay, we truly did wrong!"(21:97)

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ(21:98)

(کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ اور تم سب اس میں داخل ہو کر رہو گے(21:98)

Verily ye, (unbelievers), and the (false) gods that ye worship besides Allah, are (but) fuel for Hell! to it will ye (surely) come! (21:98)

Search Surah:Ayat criteria: **21:96**

Translation	**Ayat entries found**
Arabic (A)	2
Ghulam Ahmad Parwaz (GAP)	1
Muhammad Asad (MA)	2
Mohammed Mammaduke Pickthall (MMP)	1
Rashid Khalifa (RK)	1
Shakir (S)	1
Dr Shabbir Ahmed (SA)	2
Transliteral (T)	1

Yusuf Ali (YA)	1
Total ayat entries Found	**12**

21:96 (A) حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ

21:96 (T) Hatta itha futihat ya/jooju wama/jooju wahum min kulli hadabin yansiloon**a**

21:96 (GAP) However there is a recourse. When mighty and aggressive nations emerge from their countries to overrun and occupy weaker nations (18:94), after a period of adjustment the latter will show signs of awakening and try to regain their lost status and position. Thus they get a new lease of life.

21:96 (RK) Not until Gog and Magog reap- pear, [C9] will they then return- they will come from every direction.

[C9] By the year 2270 AD, thanks to God's mathematical miracle in the Quran (Appendix 1), America will be the heart of Islam, and billions around the globe will have believed in the Quran (9:33, 41:53, 48:28, 61:9). Gog and Magog (allegorical names of villainous communities), will be the only bastions of heathenism, and they will attack the submitters. That is when the world will end (15:87, 18:94, Appendix 25). Gog and Magog are mentioned in 18:94 & 21:96, 17 verses before the end of each sura; this may indicate the time of their appearance.

21:96 (YA) Until the Gog and Magog (people) are let through (their barrier), and they swiftly swarm from every hill.

21:96 (MMP) Until, when Gog and Magog are let loose, and they hasten out of every mound,

21:96 (SA) And until Gog and Magog are let loose upon them and swarm down from every corner. (Imperialist nations run over and dominate them. And then after some passage of time the desire for freedom and glory germinates in their hearts once again 18:94).

21:96 (MA) until such a time as Gog and Magog are let loose [upon the world]

and swarm down from every corner [of the earth], [C94]

[C94] I.e., until the Day of Resurrection, heralded by the allegorical break-through of "Gog and Magog" (see surah 18, note 100, especially the last sentence): for it is on that Day that even the most hardened sinner will at last realize his guilt and be filled with belated remorse.-The term hadab literally denotes "raised ground" or "elevation", but the expression min kulli hadabin is used here idiomatically, signifying "from all directions" or "from every corner [of the earth]": an allusion to the irresistible nature of the social and cultural catastrophes which will overwhelm mankind before the coming of the Last Hour.

21:96 (S) Even when Gog and Magog are let loose and they shall break forth from every elevated place.

The Concept Of Imam Mahdi & Sir Syed Ahmad Khan

Ahadith began to be compiled at the earliest around 100 to 200 years after the demise of Prophet Muhammad (sa). Several thousand narrations were chosen by scholars from a pool of narrations that was in the several thousands. Imam Bukhari (ra) is noted to have rejected the majority of the narrations he came across, and among the narrations that you will not find in his collections, nor in the collections of Imam Muslim, are Ahadith pertaining to the "Imam Mahdi". ***Sir Syed Ahmad Khan***, for example is known to have been one of the more recent rationalists that did not believe in a future appearance of an 'Imam Mahdi'.

So what is the origin of this concept and what was Mirza Ghulam Ahmad's claim in reference to it? How about the "double eclipse" argument that Ahmadis use? Take Mirza Ghulam Ahmad's own words into consideration:

"It is not my claim that I am the Mahdi that fulfils the narrations pertaining to the progeny of Fatima; on the contrary, my claim is to be the Promised Messiah and there is no saying of any scholar of Hadith about the Promised Messiah that he will be of the children of Fatima.

However, just as all scholars of hadith say, I also concur: that **ALL** ahadith about the Promised Mahdi are **injured** and **doubtful** and **not even one of them is correct**. And the fabrication that has gone into these ahadith **no other hadith was subject to such fabrication**. During the reign of the Abbasid Khalifas, the Khalifas wanted very much to declare themselves the Promised Mahdi. This is the reason why, in some Ahadith, they declare the Mahdi from Bani Abbas, and in others, declared him to be from Bani Fatima. And some ahadith even say that he is a man from my Ummah. **In fact, all those Ahadith are not at all reliable**. This is not only my word, but the great scholars of the Sunni persuasion have been saying this all along." (RK Vol 21, p.356)

We will come back to the rest of Mirza Ghulam Ahmad's statement in a moment. Let us dissect what has been said so far.

First.

>> It is not my claim that I am the Mahdi that fulfils the narrations pertaining to the progeny of Fatima; on the contrary, my claim is to be the Promised Messiah and there is no saying of any scholar of Hadith about the Promised Messiah that he will be of the children of Fatima.

However, just as all scholars of hadith say, I also concur: that all ahadith about the Promised Mahdi are injured and doubtful and not even one of them is correct. And the fabrication that has gone into these ahadith no other hadith was subject to such fabrication. <<

All Ahadith pertaining to Promised Mahdi are injured and doubtful and not even one of them is correct. I am not the Mahdi that fulfils the narrations pertaining to the progeny of Fatima? YET, he also states:

"We admit this that several Mahdis may have come before and possibly will come in future as well and probably someone by the name of Imam Muhammad may also appear." (Roohani Khazain vol.3 p.379)

If anyone has remotely studied the Ahadith concerning the Mahdi, we all know that the Ahadith speak of a person by the name of Imam Muhammad Mahdi, who is the descendant of Fatima (ra). Mirza Ghulam Ahmad here clearly tells us that he does not know if he is THE
Mahdi that is expected, and in fact a person by the name of Imam Muhammad might and probably could appear. This statement is a replica of another statement:

"On the contrary I admit and say repeatedly that not only one but more than 10,000 Maseeh can come. And it is possible that someone with apparent grandeur will possibly descend in Damascus." (Izalah Auham, RK, vol. 3, p. 251)

Someone by the name of Imam Muhammad may also appear? Someone with apparent grandeur may descend in Damascus? What he means is this; Mirza Ghulam Ahmad says:

It is possible and quite possible that at some time in the future such Messiah-likes such as myself may appear upon whom the literal words of Hadith apply (Izala-e-Auham, Roohani Khazain vol 3 p.197/198)

First off, how will a person by the name of Imam Muhammad appear when you have stated that not one of the ahadith pertaining to the Imam Mahdi is correct?

Furthermore, is Mirza Ghulam Ahmad THE Messiah that is prophesized in the Ahadith that all Jews, Christians, and Muslims are awaiting? Or is he simply one of many Messiahs and there maybe a Messiah who will appear in Damascus and whom the literal words of Hadith apply?

If the Hadith words can be taken literally, as Mirza Ghulam Ahmad has clarified here, does that mean literally Jesus could descend from the "sky"? How can you take one part of the Hadith literally and the other as not? Is that a consistent possibility? Now if he is one of many Messiahs and he is not THE Messiah prophesized in Ahadith, this opens up a whole new belief and doctrine that has been misunderstood by Ahmadis all along …

He further states on the same page of page 197 that 'it is not only my idea that there can be more Messiah-likes, but this is also the intention of the Hadith -- because Anhazrat (saw) says that there will be thirty Dajjals, and because it is necessary that there should appear thirty Dajjals, and there is a Messiah for every Dajjal, thirty Messiahs should appear'.

PLEASE CONSIDER FOR A MOMENT WHAT IS BEING SAID HERE!

You can also put Tadhkirah 130-131 into the mix which confirms one specific future Messiah who seems to be much more dominant then Mirza Ghulam Ahmad.

Tadhkirah page 130-131 specifically talks about the re-emergence of AL-MASIH, Isa ibn Maryam (as). The worst part about this ordeal is that he calls Rasul Allah (sa) the second coming of Jesus. This may be going beyond the limit, with due respect. See the following scan of Tadhkirah for full quotation in English:

LINK

What is stated here is that the soul of Jesus was agitated and it was sent to the world in likeness, and 600 years after Isa (as) came Rasul Allah (sa) as an agitation of the soul of Jesus, in the same exact way he himself, Mirza Ghulam Ahmad is a (third) coming of Jesus. In other words any baroozi or zili or whatever other words Mirza Ghulam Ahmad has used and are not found Islamic history and tradition, in whatever way Mirza Ghulam Ahmad was the second coming of Jesus and the Messiah son of Mary, Rasul Allah (sa) was also, in the same way, a product of agitation of Jesus' soul; and finally there will also be a fourth Messiah who will come before the end of the world.

The coming of Prophet Muhammad (sa) according to Mirza Ghulam Ahmad, if you read what he is writing, was furthermore a result of Jesus' supplication for a substitute. In other words, Rasul Allah (sa) was raised, and Mirza Ghulam Ahmad says this clearly, because Jesus supplicated for a substitute. And so therefore Prophet Muhammad (sa) was also a Maseel-Masih.

The point of this argument is to understand how and in what sense Mirza Ghulam Ahmad was claiming to be the Promised Messiah and Imam Mahdi? From his writings its difficult to tell whether he is claiming fulfillment of the prophecies in Ahadith or not?

Coming back to the issue of the Imam Mahdi prophecy. There are a few things to be looked at. First of all Mirza Ghulam Ahmad acknowledges that all of the Ahadith pertaining to the Imam Mahdi prophecy are pretty much fabricated. He says that this is not only his opinion but also the opinions of scholars from Sunni persuasion. Noticeably he does not mention any particular scholar, but let me go ahead and share with you the words of ***Sir Syed Ahmad Khan*** whom Mirza Ghulam Ahmad was clearly reading:

Sir Syed Ahmad Khan's denial of the Imam Mahdi Prophecy:

Page 1, Page 2, Page 3, Page 4, Page 5, Page 6, Page 7, Page 8, Page 9, Page 10, Page 11, Page 12, Page 13, Page 14, Page 15, Page 16, Page 17, Page 18, Page 19, Page 20.

Sir Syed Ahmad Khan was among some scholars who had denied the Imam Mahdi prophecy altogether saying that its an innovative concept that was never prophesized by the Messenger of Allah (sa). The idea was that Shia Muslims who believed in the return of their 12th Imam – hence the specific title "IMAM Mahdi", had incorporated and influenced their beliefs into the collections of Ahadith, while keeping in mind that there is no mention of Imam Mahdi in Sahih al Bukhari or Sahih Muslim, and obviously no mention in the Glorious Quran …

There were 12 Shia Imams, and Imam Muhammad Mahdi was the son of the 11th Imam, Imam Hasan Askari (as). The time-span in which Ahadith were being collected amongst the Ahle-Sunnah wal Jamaat was approximately 100 to 200 years after the demise of Rasul Allah (sa). Therefore these Ahadith were being collected after the Imam Mahdi concept was an established belief of the Shia Muslims. However, even in the more authentic collections of Ahadith, such as Sahih Muslim, we do find some Ahadith that were influenced by Shia beliefs. For example:

"I leave with you Quran and Ahlul Bayt, if you follow these two, you will never go astray." (Sahih Muslim 44, Number 2408; Ibn Hanbal 4/366; Darimi, Number 3319)

Now, we won't count out the authenticity of this Hadith, but what about the narration that most Muslims use from Abu Dawood which states that the two things he (sa) left for us were the Quran and Sunnah?

Maulana Muhammad Ali, the founder of the Lahori Ahmadi branch has written the following in his book "the Ahmadiyya Movement by Muhammad Ali" in the section called Mahdi he writes:

LINK

"The reports about Messiah have been accepted by all the great authorities of Hadith, whereas the reports relating to Mahdi have been **rejected not only by Imam Bukhari and Imam Muslim, but also by many eminent scholars of Hadith.** There is no doubt that all these reports have been **greatly tampered with for various reasons**, so much so, that even those who believe in the coming of Mahdi only accept the fundamental fact of his advent."

Muhammad Ali here reiterated Mirza Ghulam Ahmad's statement about the concept. Mirza Ghulam Ahmad on the other hand exclaimed that ALL of the hadiths pertaining to the Imam Mahdi were fabricated. If that is the case, what about the narration that tells us about the eclipses? Shall we examine that Hadith in this context?

Well first of all there is an existing Hadith in the collections of Dar Qutni about double eclipses which will occur during the time of Imam Mahdi. The chain of narration however does not go as far as Rasul Allah (sa), rather it ends at a member of the Ahlul Bayt, a Shia Muslim, by the name of Muhammad bin Ali. In the isnad – the chain of narration appear two more particular Shia Muslims who are and were unanimously denied by the Muhaddith as being unreliable and they were also known for 'corrupt narrations'.

Dar Qutni himself stated that Amr bin Shamir and Jabir J'afi are both unreliable narrators - Dar Qutni vol 2. page 65. Imam ad-Dhahabi, a great authority on hadith has the following entry in his famous critique, Meezaanul I'tidaal: Amr bin Shamir is a Shia from Kufa. This man is a Shia who insults the Sahaba and fabricates narrations in the name of authentic Ulema. Imam Bukhari stated that His narrations are rejected and Yahya stated that his narrations should not be recorded. Suleimani also said: This Amr bin Shamir used to fabricate narrations for the Shias. Imam Nasaai says: His narrations have been discarded. (Meezaanul I'tidaal vol. P.268)

Allama Ibni Hajar quotes the following in his work, Lisaanul Meezaan: Ibni Abi Haatim says: I asked my father (Abu Haatim) about him (Amr bin Shamir), and he replied: His ahadeeth are totally rejected, a weak narrator, a person one should never get involved with. The Muhadditheen have forsaken him. Abu Abdullah Haakim (a high ranking authority on hadith) states: He has many fabrications narrated from Jabir J'afi, and no-one else besides him (Amr bin Shamir) narrate these blatant fabrications from Jabir. (Lisaanul Meezaan vol. P. 367)

Now, seeing as how the narration clearly indicates itself as being a statement of Muhammad bin Ali and not Rasul Allah (sa), and seeing as how two of the narrators in the isnad are deemed unreliable, would this eclipse Hadith be included in the corrupt narrations that Mirza Ghulam Ahmad was talking about? Since he's called them ALL corrupt, do you have any other option but to agree with me that it is a corrupt narration?

And if the narration is corrupt, claiming fulfillment of a narration that is fabricated would mean that you are claiming fulfillment of something made-up, in other words, to blatantly put it, a lie. And if that is the case, would the words of Rasul Allah (sa) truly be fulfilled when he (sa) declared that there would appear 30 dajjals in my Ummah, each of them who would claim to be a Prophet of Allah. And when giving an explicit description of ad-dajjal, expounding that ad-dajjal would be given signs and miracles that would be convincing, while yet the believers would be able to see around the deception? Just a thought.

Coming back to Mirza Ghulam Ahmad's statement.

In fact, all those Ahadith are not at all reliable. This is not only my word, but the great scholars of the Sunni persuasion have been saying this all along … And compared to all these, the hadith in ibn Maja is very correct : there is no mahdi but Jesus - that is, there is no Mahdi and only Jesus is the mahdi (guide) and will come. (Brahin Ahmadiyya, RK Vol 21, p.356)

What Ahmadis argue is that the Imam Mahdi ahadith are true, only that they apply to Isa (as). In other words they argue that there is a prophesized Imam Mahdi, only that Jesus is going to be he. However what Mirza Ghulam Ahmad is saying here is not what Ahmadis are saying. What Mirza Ghulam Ahmad is saying is EXACTLY word for word what ***Sir Syed Ahmad Khan*** had stated about the Imam Mahdi prophecy, that there is no Mahdi to appear at all, that all of the Imam Mahdi ahadith are corrupt, and if anyone is expected as a guide or mahdi for the people, one should know that Isa ibn Maryam (as) will appear. In other words, there will be no "Imam Mahdi", and only Isa (as) will appear. That is what the Hadith itself is indicating. It denies the IMAM mahdi prophecies, while stating that Isa (as) will be a sufficient guide (mahdi). No mahdi (guide) to appear except for Isa ibn Maryam (as).

http://www.defendingislam.com/ahmadiyya/mahdi.htm

Meanings of "TAWAFFI" and does it Point to the Fact "Hazrat Esa (AS)" has Died

Mind.Roaster.Mir

As far as I have researched word "Tawaffi" in certain conditions, it always means "Taking The Soul". The conditions are. Where
1. The Subject is Allah.
2. The Object is a Living Creature (Human).
3. The Verb is "Tawaffi" in Arabic (Bab Tafa'al).
4. Their is not such word nearly used that reffers to the "Sleep".
Where ever under these condition I have ever seen word "Tawaffi" being used it meant "Taking of The Soul".
This is a proof that Hazrat Esa (AS) has died.
Jazak Allah.

ansar58

You are right MRM! The word "Tuwuffi" is used under these conditions you mentioned in Sura Al-Zummar of the Holy Quran (39:43). This is the fundamental principle that whenever Allah does the action of Tuwaffa with a human soul, it means either death or sleep. No third option.

IslamAhmadiyyat

Yes indeed, because the Holy Prophet used the same vers *"Falamma **Tawaffaitani**"* when he spoke about his death.

he said: I will reply in the same way as the Prophet Isa will: **"Since you caused me to DIE....."**

so, who can understand the meaning of Tawaffi in that case better then the Holy Prophet saw, Nobody!

Wassalam.

ansar58

Rizwan!
Your post was deleted because you wrote the name of the Promised Messiah (as) in an abbreviated form, which is against the policy of this forum However,

the reply to your query is that the challenge posed by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as) is that if Allah is the object and a human soul is the subject, then the verb "Tuwaffa" means nothing but death. This is based on 39:43.

Rationalis

In one instance Ahmadis are claiming that arabic words always mean the same thing.

But then when it comes to the word Khatam, Ahmadis claim that there are special meanings as associated with some words.

The fact is that Esa (as) was known to have been physically RAFFA, he never died. He will die upon his second return.

ansar58

First of all we Ahmadi Muslims do not claim that Arabic words have strictly one meaning.
Secondly it is not we Ahmadi Muslims who claim that the word Khatam has special meaning. It is Arabic language usage also used by non-Ahmadi Muslim scholars who are opponents of Ahmadiyyat like anwar shah kashmiri and many others.
Thirdly it is a mere claim, unfounded and unauthenticated and against the Holy Quran that Hadhrat Isa (as) was physically raised to the heavens. ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین Bring your evidence if you are truthful!

xiaahmad

No it does not

When Holy Prophet (PBUH) said, , 'I will say just as the pious slave Jesus said..', clearly he sought a parallel only in the sayings and the not their whole context and implications.

The word کَمَا 'kama' between two phrases does not make them exactly same. For instance, in another Hadith we read;

الله اجعل لنا بشجرة للمشركين يقال لها ذات إنواط يعلقون عليها إسلحتهم فقالوا يا رسول عن إبي واقد الليثي إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خرج إلى حنين مر

بیدہ لترکبن سنۃ من کان قبلکم سبحان اللہ ہذا کما قال قوم موسی اجعل لنا إلہا کما لہم آلہۃ والذی نفسی ذات إنواط کما لہم ذات إنواط فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Abu Waqid Laythi (RA) reported that when the Prophet (PBUH) went out for the Battle of Hunayn, he passed by a tree belonging to the polytheists. It was known as Dhat Anwat. They used to hang down their weapons over it. The companions said, "O Messenger of Allah, make for us a Dhat Anwat as there is for them a Dhat Anwat." He said, "Glory be to Allah! This is just as what the people of Moses (PBUH) said, 'Make for us a god as there is for them a god.' By Him who has my soul in His hand, you will perpetrate the practices of the people gone before you." (Jami' Tirmidhi, Kitabul Fitan, Hadith 2180. Albani classified it as Sahih)

In this Hadith Holy Prophet (PBUH) termed the wish of the pious companions to have a tree nominated to hang weapons on, akin to the wish of the people of Moses (PBUH) to have pagan deity like a certain people. Obviously the Prophet (PBUH) did not mean that both wishes were exactly same rather, it only pointed to the same spirit of following the ways of disbelievers.

In the same way the Hadith in question does not mean that both Jesus and Muhammad, peace be upon them both, experienced same kind of 'tawaffa'. It rather points out to the fact that both were not present among their people when they deviated.

xiaahmad

It is NOT necessary that 'tawaffaitani' means the same everywhere. According to linguists and scholars e.g. Abu **Al-Baqa and Ibn Taymiya 'tawaffa' has various meanings i.e. 1) To take in full, 2) Sleep and 3) Death. And the fact that one word may have different meanings for different subjects is proved from Quran. Infact in Surah Ma'ida's same passage we read that Jesus (PBUH) will say;**

فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِی وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِکَ

"Thou knowest what is in my heart, Thou I know not what is in Thine [heart]." (Quran 5:116)

Here same word i.e. نَفْسِ ,translated as heart or mind, is used for Allah (SWT) and Jesus (PBUH). Does that mean that نَفْسِ (i.e. heart/mind) of Allah (SWT) and Jesus (PBUH) is exactly of same nature? NO

Remember Ibn Taymia is considered Mujadid by Ahmadiyya Jammat

So think please

Mind.Roaster.Mir

Assalam o Alaikum
1. As for as the Tipic is concerned if some one Claims that this Interpretation is Wrong. He should bring ONE EXAMPLE that brakes MY RULE. Otherwise Running around cant help.
2. About the discussion of KHATAM you should visit the KHATM E NABUWWAT "HEADING" in the Forum and there I have created a TIPIC like this, Challenging about Word KHATAM. plz comment there and DONT MIX THIS TOPIC.
Jazak Allah.

Rationalist

Qadianis, also called Ahmadis, the followers of the religion founded by Mirza Ghulam Ahmed of Qadian, say that, Prophet Jesus (PBUH) died a natural death. And moreover they try to prove their point from the Holy Quran, but all in vague.
MEANING OF 'MUTAWAFFEKA' & 'TAWAFFAITANI' IN QURAN 3:55 & 5:117.

Qadianis say that the word mutawaffeeka in Quran 3:55 and tawaffaitani in Quran 5:117 speak of the death of Prophet Jesus (PBUH) and they erroneously translate the verses as;

"Lo! God said:`O Jesus! Verily I shall cause thee to die, and shall exalt thee unto me..." (3:55)

"I said to them naught save as Thou didst command me: 'Serve God, my Lord and your Lord.'; and I was a witness of them so long as I was among them, but when Thou didst cause me to die Thou wast the Watcher over them. And Thou art Witness of all things.'" (5:117)

But this is wrong. I present the Islamic view point in detail in the following lines;

Correct Translation:

Quran 3:55 informs believers that Allah will "take back" Jesus (PBUH), protect him from the unbelievers, and raise him to His presence. Many great Islamic scholars and commentators have interpreted this verse to mean that Jesus

(PBUH) did not die. As the verse states:

مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ
تَخْتَلِفُونَ

"When Allah said: 'O Isa , I am to take you in full (mutawaffeeka) and to raise you towards Myself, and to cleanse you of those who disbelieve, and to place those who follow you above those who disbelieve up to the Day of Doom. Then to Me is your return, whereupon I shall judge between you in that over which you have differed.'" (3:55)

The part requiring special consideration is the sentence; "I will take you back (mutawaffeeka) and raise you up to Me."

And indeed Quran 5:117 also goes on the same lines.

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ

"I have not said to them anything but what You have ordered me to say, that is, 'Worship Allah, my Lord and your Lord' and I was a witness over them as long as I was with them. But when You recalled me (tawaffaitani), You were the One watching over them. You are a witness over everything." (5:117)

A close examination reveals a most important truth: The verb carries a sense that differs from what is normally meant by "to die." The word translated into English as "to die" comes from the Arabic root waffaa derived from the verb tawaffaa, which does not imply death, but rather taking the soul, or surrender.

Meaning of tawaffa:

1-Linguistically:

Ibn Taymiyya said:

التوفى فى النوم والثانى توفى الموت والثالث وتوفى الروح والبدن جميعاً التوفى فى لغة العرب معناها القبض والاستيفاء وذالک ثلاثة انواع إحدها
"Al-tawaffa in the Arabic language means: to exact fully or take in full. It takes three forms; the first: to take in sleep; the second: to take in death; and the third: to take the body and soul all together." (Al-Jawab Al-Sahih 2/83)

In Kulliyat Abu Al-Baqa it is stated:

التوفى الاماتة و قبض الروح وعليه استعمال العامه او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء

"Tawaffa is putting to death and extracting the soul in common usage while in the classical usage it is 'taking in full' and 'exacting the due right.'"

2-Quranic usage:

The Qur'an also reveals that taking a person's soul does not always imply death. For instance, another verse uses tawaffaa to refer not to a person's death, but to taking his or her soul while asleep:

يَتَفَكَّرُونَ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي

"Allah fully takes away (yatawaffaa) the souls (of the people) at the time of their death (mawtiha), and (of) those who do not die (lam tamut), in their sleep. Then He withholds those on whom He had decreed death (al-mawt), and sends others back, up to an appointed term. Surely, in this, there are signs for a people who ponder." (Quran 39: 42)

The word here translated as "taking back" is the same as that used in Qur'an 3:55 and 5:117: tawaffaa. Since a person does not actually die during the night, the word yatawaffaa here refers not to death, but to taking the soul at night. If tawaffaa were being used in the sense of death, then that would mean that all people would be biologically dead during sleep. Thus, Jesus (PBUH) would have died every night of his life. Such an assertion is both irrational and illogical.

3-Explanation from Hadith:

Another instance in which sleep is regarded as a kind of death, but which does not refer to biological death, is the following Hadith:

بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ وَأَحْيَا وَإِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوتُ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

Narrated Huzaifa: When the Holy Prophet (PBUH) moved to his bed (to sleep) he would say; 'All praise is for God, Who has made us alive after He made us die [sleep] (Al-hamdu li Allah illazi ahyana ba'da maa amatana; wa ilayhi al-nushoor).' (Sahih Bukhari Hadith 5837)

No doubt, he used these wise words not to refer to biological death when one is asleep, but rather to a sleeping person's soul being "taken."

4-Jesus (PBUH) was given a kind of sleep:

Ibn Kathir, the famous Islamic scholar and commentator, used this Hadith, along with many other proofs in his commentary on Surah Al'-Imran, to explain

that tawaffaa refers to sleep. In addition, he indicated the word's meaning in other verses where it appears.

Ibn Kathir gave his opinion using a Hadith handed down by Ibn Abi Hatim: Ibn Abi Hatim says that: "My father told us …

عن الحسن إنہ قال فی قولہ : { إِنِّی مُتَوَفِّیکَ } یعنی وفاۃ المنام، رفعہ اللہ فی منامہ

... from Hassan that the meaning of the verse 'I will take you back…' is this: Here it means that 'I shall kill you with the death of sleep.' In other words, I shall cause you to sleep.' So, Allah raised Jesus (PBUH) to the heavens while he was asleep." (Ibn Kathir 2/47)

Infact there is a Hadith which clarifies beyond all doubt. It goes as;

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود : "إن عیسَی لم یمتُ، وإنہ راجعٌ إلیکم قبل یوم القیامۃ

Hasan (RA) narrated: "The Messenger of Allah (PBUH) said to the Jews, 'Jesus has not died, he will return to you before the Doomsday.'" (Al-Tabari H.7133)

5-Antonym of Hayat (Life) in the Quran?

Further we know that in the Holy Quran only the word mawt (death) is used in contrast to hayat (life) e.g. See Quran 67:2, 25:3, 2:260, 30:19, 2:164, 16:45, 45:5, 3:49, 42:9. But not even once has the Quran used tawaffa against hayat. This is strong evidence that to the Author of the Quran tawaffa is not the opposite of hayat.

6-Views of leading learned scholars:

Islamic scholars agree that mutawaffeeka means that Jesus (PBUH) did not die, but that he was raised to Allah's presence and will return to Earth. For example;

Ibn Jarir Al-Tabari, the famous commentator and scholar , stated that mutawaffeeka is used in the sense of "removing from Earth" and interpreted the verse in the following terms: "To me the soundest opinion is to take this word in the sense of 'to take into one's possession', 'draw (away) from Earth.' In that case, the meaning of the verse is: 'I shall take you from Earth and into the heavens.' [This is] because of the multiple ways it has been narrated from the Messenger of Allah (PBUH) that Jesus son of Mary will descend, kill Anti-Christ (Dajjal)..." (Al-Tabari 3/51)

The great Islamic scholar Ibn Taymiyya stated that Quran 3:55 indicates that

Jesus (PBUH) did not die, but most likely experienced a kind of "sleep death." He then wrote: "This verse is proof that the death of Jesus (pbuh) is not being referred to… The word al-tawaffa [the infinitive form of the word mutawafeeka used] in the verse requires the death of the soul without that of the body, or of both, but with the existence of another piece of evidence explaining the circumstances in this sense. The meaning may be the death of sleep (as in Qur'an 6:60). The words at the end of the verse, to the effect that: "I shall separate you purified from the unbelievers," are also along these lines. Had Jesus' (PBUH) body been separated from his soul, then his body would be in the ground, as with the other prophets." (Majmu'Fatawa 4/322-323)

So in the light of the Quran, Hadith and the views of learned scholars the meaning of mutawaffeeka is 'to take in full' i.e. with both body and soul.

7-Ibn Abbas's (RA) view on Mutawaffeeka:

Now coming to the view of the pious Companion Ibn Abbas, we see that many people often quote a saying of him to confuse the whole case. It is quoted in Sahih Bukhari without any chain,

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ { مُتَوَفِّيكَ } مُمِيتُكَ

Ibn Abbas (RA) said: "Mutawaffeeka is 'I'll cause you to die.'" (Sahih Bukhari 14/149)

The complete narration along with chain is found in Ibn kathir 2/47, Al-Tabari 6/457, Ibn Abi Hatim 3/14 Hadith 3630.

But we ought to consider other narrations of Ibn Abbas (RA) to understand his actual position on this issue. The following one clarifies his stand point;

عن ابن عباس فی قولہ { إنی متوفیک ورافعک } یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان

Narrated Az-Zahaak from Ibn Abbas that the verse 'Inni Mutawaffeka wa rafiuka' means: "I will raise you to myself then I'll cause you to die near the End of Times." (Durr Al-Manthur 2/347)

It is enough to show that even according to Ibn Abbas' (RA) view Jesus (PBUH) is alive yet and the verse to him refers only to his death in the End of Times after his descent.

One may say how can the order be changed i.e. how can rafa (raising) precede tawaffa (death as per Ibn Abbas' view) while it is mentioned later according to the make up of the sentence. This is no problem as it's common in Quran that

something mentioned later in the sentence precedes what's mentioned before it. A perfect example is Quran 3:110.

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

"You are the best of the nations raised up for (the benefit of) men; you enjoin what is right and forbid the wrong and believe in Allah."

One can see that belief in Allah comes first but its mentioned after the mention of enjoining what is right and forbidding the wrong.

Ibn Abbas (RA) believed in the physical ascension of Prophet Jesus (PBUH). This fact also refutes any notion of attributing Jesus' (PBUH) death to him.

عن ابن عباس قال: لما إراد الله إن يرفع عيسى إلى السماء خرج على إصحابه ... ورفع عيسى من روزنة في البيت إلى السماء

Ibn Abbas said, "When Allah intended to raise Jesus (PBUH) to the heavens, he went to his companions,...Jesus (PBUH) ascended to heaven through an opening in the top of the house."
(Ibn Abi Hatim 4/431 Hadith 6266, Ibn Kathir 2/449. Ibn Kathir called it Sahih)

This detail is enough to maintain that even the opinion of Ibn Abbas (RA) in essence goes with the established opinion of other Sahaba and later Muslim generations.

And it is not right to take one narration of a person and reject the other for no reason.

TRUE MEANING OF 'QAD KHALAT' IN QURAN 3:144

Ahamadis (Qadianis) use the verse 3:144 to convey that all the Prophets before Holy Prophet Muhammad (PBUH) have died. They use it to suggest that even Prophet Jesus (PBUH) has died;

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

'And Muhammad is only a messenger — messengers have already passed away (qad khalat) before him. If, then, he dies or is killed, will you turn back upon your heels?' [Translation by Qadianis](Quran 3: 144)

1-Meaning of 'qad khalat':

Here the actual Arabic word is 'qad khalat' which comes from the word 'khala'.

About 'khala' Raghib Isfahani says:

والخلو یستعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اہل اللغة خلا الزمان بقولہم مضی الزمان وذہب

"Al-Khallu (the root of khala) is used for for both time and space and but as there is a nuance of the past in (its usage of) time so linguists take it to refer to the past." (Mufradaat al-Quran 1/158) .... and then he gives Quran 3:144 and 13:6 as its examples.

Thus he makes it clear that the verse does not refer to the death of the Prophets before Prophet Muhammad (PBUH). It does not even deal with their being alive or dead rather it only refers to their fact of their having lived in the past.

2-Meaning of 'khala' for persons:

It's also wrong to say that when used for persons the word khala means death for we read in the Quran:

وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

'...and there never were a people, without a Warner having lived (khala) among them (in the past)' (Quran 35: 24)

Even according to the translation of Sher Ali Qadiani it reads as; 'and there is no people to whom a Warner has not been sent.'

In this verse translating the word 'khala' as Qadianis say otherwise will certainly be absurd.

3-Its meaning in relation to Quran 5:75:

Quran 5:75 goes as:

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

Some try to relate it to Quran 5:75 mistranslating it as:

"The Messiah, son of Mary, was only a Messenger; surely, Messengers like unto him had indeed passed away before him." [Qadiani Translation]

Infact to take this verse 5:75 to refer to death of all the prophets is erroneous

because we know that while Jesus (PBUH) walked this Earth Prophet Yahya (John the Baptist) was alive. So the correct translation of this verse is as under;

"The Masih, son of Maryam, is no more than a Messenger. There have been messengers before him…"

Therefore the best translation of Quran 3: 144 is as done by Shaykh Taqi Usmani i.e.

'And Muhammad is but a messenger, there have been messengers before him. So, if he dies or is killed, would you turn back on your heels?'

All the explanation above refutes the Qadiani position in favor of the Islamic creed.

INDEED ALLAH KNOWS THE BEST!

...by Waqar Akbar Cheema

Mind.Roaster.Mir
Assalam o Alaikum,
@ Rationalist. bro you have copied a whole Chapter from any book you have without doing a research.
1. There is a suggestion that before you give answer please read the Question carefully, so you can answer accordingly.
2. All the examples you gave has nothing to do with the Question.
3. The Question is SIMPLE. If under the given CONDITIONS mentioned in the Question, Tawwafi has ever been used anywhere meaning other than "Taking the Sould (Result Death)" give ONLY ONE EXAMPLE. Because without example, Nothing is Proved.
4. You have quoted many Scholars, LOOK CLOSELY did any of them give ANY EXAMPLE. for proving their point?? NONE.
5. and one thing more please RAISE YOUR POINTS "ONE BY ONE" because, if I answer every point raised ONE BY ONE in detail. The comment will become VERY VERY LONG.
6. search for ONE EXAMPLE to Prove your point. (If you think the Example of Surah Zumar can help you, you are mistaken, coz Tawwafi where it means (Unreal (Majazi) Death) has (Naom) word near it (Qareena) that makes it Unreal Death. and it is mentioned in the CONDITIONS of the Question.
Plz be careful.
Jazak Allah.

aparty

Ibne Taymiah could not attribute the wrong 3 meanings of Tawaffa because the meaning is set up very well in the Quran as only two (2). i.e. peaceful death or sleep. That is according to Quran. So it is wrong to make three meanings. That is to divert from the real meanings.

One big maulvi in Pakistan used the word "Recall" to describe "mutawaffeeka", i.e. to recall back from duty. That was quite unusual to say that one prophet (Isa a.s.) was recalled from duty. Why was that done??? He says it was done because his people (Jews) did not accept jesus. Well, that is a bad reason to recall. First of all, no one is recalled or demoted from prophethood. Number two, every prophet had been rejected by their own people. Noah was jested and rejected. Our own prophet Muhammad was rejected and persecuted... But none of them were recalled.

Just to prove that Jesus did not die, the present day maulvis are doing their utmost to alter the meanings of different words of the Quran. Why they do that?? Can't they stop at something decent??

The very old Muslim scholars, Imam Malik r.a. and Ibne hazm r.a. and Ibne Abbas r.a. had described that Isa a.s. had lived his life and passed away. The present day specialists of the Arab countries (Al-Azhar et.) are slowly coming around to the reality and they have given their words supporting the death of Isa a.s. All The Arabs wiil soon undersand the real meanings. They are capable. Imam Mahdi a.s. has come and explained all things, i.e. about Isa a.s. and about the peaceful face of Islam.

May Allah give wisdom and understanding to the Muslim Ummah. Ameen.

جنگل کی حویلی کا راز اور ماضی کا فتنہ وضع احادیث

مسلمانوں میں تفرقہ کو فروغ دینے والے ایک خفیہ برطانوی ادارے کا چشم کشا احوال

حویلی کا راز شبیر احمد نواب راحت سعید خان چھتاری 1940ء کی دہائی میں ہندوستان کے صوبے اتر پردیش کے گورنر رہے۔ انگریز حکومت نے انہیں یہ اہم عہدہ اس لیے عطا کیا کہ وہ مسلم لیگ اور کانگریس کی سیاست سے لاتعلق رہ کر انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرتے تھے۔ نواب چھتاری اپنی یادداشتیں لکھتے ہوئے انکشاف کرتے ہیں کہ ایک بار انہیں سرکاری ڈیوٹی پر لندن بلایا گیا۔ ان کے ایک پکے انگریز دوست نے جو ہندوستان میں کلکٹر رہ چکا تھا، نواب صاحب سے کہا" آیئے! آپ کو ایک ایسی جگہ کی سیر کراؤں جہاں میرے خیال میں آج تک کوئی ہندوستانی نہیں گیا۔ "نواب صاحب خوش ہو گئے۔ انگریز کلکٹر نے پھر نواب صاحب سے پاسپورٹ مانگا کہ وہ جگہ دیکھنے کے لیے حکومت سے تحریری اجازت لینی ضروری تھی۔ دو روز بعد کلکٹر اجازت نامہ ساتھ لے آیا اور کہا "ہم کل صبح چلیں گی، لیکن میری موٹر میں، سرکاری موٹر وہاں لے جانے کی اجازت نہیں۔ "اگلی صبح نواب صاحب اور وہ انگریز منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ شہر سے باہر نکل کر بائیں طرف جنگل شروع ہو گیا۔ جنگل میں ایک پتلی سی سڑک موجود تھی۔ جوں جوں چلتے گئی، جنگل گھنا ہوتا چلا گیا۔ سڑک کے دونوں جانب نہ کوئی ٹریفک تھا نہ کوئی پیدل مسافر! نواب صاحب حیران بیٹھے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ موٹر چلتے چلتے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بہت بڑا دروازہ نظر آیا، پھر دور سامنے ایک نہایت وسیع و عریض عمارت دکھائی دی۔ اس کے چاروں طرف کانٹے دار جھاڑیوں اور درختوں کی ایسی دیوار تھی جسے عبور کرنا ممکن نہ تھا۔ عمارت کے چاروں طرف زبردست فوجی پہرہ تھا۔ اس عمارت کے باہر فوجیوں نے پاسپورٹ اور تحریری اجازت نامہ غور سے دیکھا اور حکم دیا کہ اپنی موٹر وہیں چھوڑ دیں اور آگے جو فوجی موٹر کھڑی ہی، اس میں سوار ہو جائیں۔ نواب صاحب اور انگریز کلکٹر پہرے دار کی موٹر میں بیٹھ گئے۔ اب پھر اس پتلی سڑک پر سفر شروع ہوا۔ وہی گھنا جنگل اور دونوں طرف جنگلی درختوں کی دیواریں! نواب صاحب گھبرانے لگی، تو انگریز کلکٹر نے کہا" بس منزل آنے والی ہے۔ "آخر دور ایک اور سرخ پتھر کی بڑی عمارت نظر آئی تو فوجی ڈرائیور نے موٹر روک دی اور کہا" یہاں سے آگے آپ صرف پیدل جاسکتے ہیں۔ " راستے میں کلکٹر نے نواب صاحب کہا" یاد رکھیں، آپ یہاں صرف دیکھنے آئے ہیں، بولنے یا سوال کرنے کی بالکل اجازت نہیں۔ "

عمارت کے شروع میں وسیع دالان تھا۔ اس کے پیچھے متعدد کمرے تھے۔ دالان میں داخل ہوئے تو ایک باریش نوجوان عربی کپڑے پہنی، سر پر عربی رومال لپیٹے ایک کمرے سے نکلا۔ دوسرے کمرے سے ایسے ہی دو نوجوان اور نکلے۔ پہلے نے عربی لہجے میں "السلام علیکم "کہا۔ دوسرے نے کہا" وعلیکم السلام! کیا حال ہی؟ "نواب صاحب یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کچھ پوچھنا چاہتے تھی، لیکن انگریز نے فوراً اشارے سے منع کر دیا۔ چلتے چلتے ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے۔ دیکھا کہ اندر مسجد جیسا فرش بچھا ہے۔ عربی لباس میں ملبوس متعدد طلبہ فرش پر بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے استاد بالکل اس طرح بیٹھے سبق پڑھا رہے ہیں، جیسے اسلامی مدرسوں میں پڑھاتے ہیں۔ طلبہ عربی اور کبھی انگریزی میں استاد سے سوال بھی کرتے۔ نواب صاحب نے دیکھا کہ کسی کمرے میں قرآن مجید پڑھایا جا رہا ہی، کہیں قراءت سکھائی جا رہی ہی، کہیں تفسیر کا درس ہو رہا ہی، کسی جگہ بخاری شریف کا درس دیا جا رہا ہے اور کہیں مسلم شریف کا۔ ایک کمرے میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان مناظرہ ہو رہا تھا۔ ایک اور کمرے میں فقہی مسائل پر بات ہو رہی تھی۔ سب سے بڑے کمرے میں قرآن کا ترجمہ مختلف زبانوں میں سکھایا جا رہا تھا۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ ہر جگہ باریک مسئلے مسائل پر زور ہے۔ مثلاً غسل کا طریقہ، وضو، روزی، نماز اور سجدہ سہو کے مسائل، وراثت اور رضاعت کے جھگڑی، لباس اور داڑھی کی وضع قطع، گا گا کر آیات پڑھنا، غسل خانے کے آداب، گھر سے باہر جانا، لونڈی غلاموں کے مسائل، حج کے مناسک، بکرا، دنبہ کیسا ہو، چھری کیسی ہو، دنبہ حلال ہے یا حرام؟ حج بدل اور قضا نمازوں کی بحث، عید کا دن کیسے طے کیا جائے اور حج کا کیسی؟ میز پر بیٹھ کر کھانا، پتلون پہننا جائز ہے یا ناجائز، عورت کی پاکی اور ناپاکی کے جھگڑی، حضور کی معراج روحانی تھی یا جسمانی؟ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟ تراویح آٹھ ہیں یا بیس؟ نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو آدمی کیا کری؟ سود مفرد جائز ہے یا ناجائز۔ ایک استاد نے سوال کیا، پہلے عربی، پھر انگریزی

اور پھر نہایت شستہ اردو میں: "جماعت اب یہ بتائیے کہ نظر بد، تعویذ گنڈہ، آسیب کا سایہ بر حق ہے یا نہیں؟ "پینتیس چالیس کی جماعت بیک آواز پہلے انگریزی میں بولی "TRUE,TRUE" پھر عربی میں یہی جواب دیا اور پھر اردو میں !ایک طالب علم نے کھڑے ہو کر سوال کیا "الاستاد حج کے لیے نیت ضروری ہے تو مُردہ لوگوں کا حج بدل کیسے ہو سکتا ہی؟ قرآن تو کہتا ہے ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے"۔ استاد بولی: "قرآن کی بات مت کرو، روایات، ورد اور استخارے میں مسلمانوں کا ایمان پکا کرو۔ستاروں، ہاتھ کی لکیروں، مقدر اور نصیب میں انہیں الجھاؤ۔ "یہ سب دیکھ کر وہ واپس ہوئے تو نواب چھتاری نے انگریز کلکٹر سے پوچھا" اتنے عظیم دینی مدرسے کو آپ نے کیوں چھپا رکھا ہی؟ "انگریز نے کہا" ارے بھئی، ان سب میں کوئی مسلمان نہیں، یہ سب عیسائی ہیں۔ تعلیم مکمل ہونے پر انہیں مسلمان ملکوں خصوصاً مشرق وسطیٰ، ترکی، ایران اور ہندوستان بھیج دیا جاتا ہے۔وہاں پہنچ کر یہ کسی بڑی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ پھر نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ یورپی مسلمان ہیں۔انہوں نے مصر کی جامعہ الازہر میں تعلیم پائی ہے اور وہ مکمل عالم ہیں۔یورپ میں اتنے اسلامی ادارے موجود نہیں کہ وہ تعلیم دے سکیں۔وہ سر دست تنخواہ نہیں چاہتی، صرف کھانا، سر چھپانے کی جگہ درکار ہے۔پھر وہ موذن، پیش امام، بچوں کے لیے قرآن پڑھانے کے طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ تعلیمی ادارہ ہو تو اس میں استاد مقرر ہو جاتے ہیں۔جمعہ کے خطبے تک دیتے ہیں۔ "نواب صاحب کے انگریز میزبان نے انہیں یہ بتا کر حیران کر دیا کہ عظیم مدرسے کے بنیادی اہداف یہ ہیں: ☆مسلمانوں کو روایات، ذکر کے وظیفوں اور نظری مسائل میں الجھا کر قرآن سے دور رکھا جائے۔ ☆حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ جس طرح بھی ہو سکی، گھٹایا جائے۔ کبھی یہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) رجل مسحور یعنی جادو زدہ تھے۔ اس انگریز نے یہ انکشاف بھی کیا کہ 1920ء میں (رنگیلا رسول) نامی کتاب راجپال سے اسی ادارے نے لکھوائی تھی۔اس طرح کئی برس پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نبی بنا کر کھڑا کرنے والا یہی ادارہ تھا۔ان کی کتابوں کی بنیاد لندن کی اسی عمارت سے تیار ہو کر جاتی تھی۔خبر ہے کہ سلمان رشدی کی کتاب لکھوانے میں بھی اسی ادارے کا ہاتھ ہے

خدایا ایسا نہ ہو کہ مغرب رہن ہی میرا سماج رکھ لے

ہے فتنہ پرور نظام عالم تو اپنے مسلم کی لاج رکھ لے

اب جنگل کی حویلی کے ایک مکین سے ملاقات کیجیے، یہ واقعہ ایک دوست حسین امیر فرہاد کے ساتھ کویت میں پیش آیا، انہی کی زبانی سنئیے:

یہ 1979ء کا واقعہ ہی، ان دنوں کویت کی ایک کمپنی میں مندوب تعلقات العامہ) افسر تعلقات عامہ) تھا۔ہماری کمپنی کے ڈائریکٹر نے سری لنکا سے گھر کے کام کاج کے لیے ایک خادمہ منگائی۔دوسرے دن مجھ سے کہا "اس خادمہ کو واپس بھیج دو، وہ ہمارے کام کی نہیں کیونکہ عربی جانتی ہے نہ انگریزی۔" میں اس کی دستاویزات لے کر متعلقہ جگہ پہنچا تو پتا چلا کہ فی الحال سری لنکن سفارت موجود نہیں البتہ برطانوی سری لنکن باشندوں کے معاملات دیکھتے ہیں۔ برٹش کونسل میں استقبالیہ کلرک نے میرا کارڈ دیکھا تو مسٹر ولسن سے ملایا۔ وہ بڑے تپاک سے ملا اور بٹھایا۔جب اس نے اندازہ لگایا کہ میں بھارتی یا پاکستانی ہوں، تو اردو میں کہا "میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ "میں نے سری لنکن خادمہ کے متعلق بتایا، تو اس نے کہا "کوئی مسئلہ نہیں، اسے ہم رکھ لیں گے۔ آپ کا جو خرچ آیا، وہ ہم ادا کر دیں گے۔یہ بتاؤ کہاں کے رہنے والے ہو؟ "میں نے کہا "پاکستان۔ "وہ بولا "وہ تو بہت بڑا ملک ہے۔ "میں نے کہا "پشاور کا رہنے والا ہوں۔ "پشتو میں پوچھا: "کون سی جگہ؟ "میں نے بتایا "نوشہرہ۔ "جب میں نے گاؤں کا نام بتایا تو اس کی آنکھوں میں عجیب چمک پیدا ہو گئی۔پھر وہ مختلف لوگوں کا پوچھنے لگا۔میں نے بتایا کہ کون مر گیا ہے اور کون زندہ ہے۔میں نے سوچا، ہو سکتا ہے یہ نوشہرہ چھاؤنی میں ملازمت کرتا رہا ہو، لیکن اس کی عمر زیادہ نہیں تھی۔ لیکن اس نے کچھ اور کہانی سنائی۔پہلے اس نے کافی منگائی، پھر انٹر کام پر کلرک سے کہا کہ اس کے پاس کسی کو مت بھیجنا۔وہ اتنا خوش تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کافی کے دوران اس نے بتایا "میں آپ کے گاؤں، محلہ عیسیٰ خیل میں چار سال تک پیش امام رہا ہوں۔ "میں نے پوچھا "کیا آپ مسلمان ہیں؟ "وہ بولا "میں نے چار سال آپ کے گاؤں کا نمک کھایا ہے۔ آپ کے گاؤں والوں نے مجھے بڑی عزت دی۔میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔میں عیسائی ہوں یعنی اہل کتاب۔ "اس کے بعد میرا اس کے ہاں آنا جانا رہا۔وہ مجھے اپنا ہم وطن سمجھتا رہا اور تقریباً میرا ہم عمر تھا۔تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ ہمارے ہاں پاکستان بننے کے

بعد رہا تھا۔ ایک دن میں نے پوچھا" آپ پٹھانوں کا کھانا کیسے کھاتے رہی؟ " کہنے لگا" آپ لوگوں کا کھانا اتنا مزیدار ہوتا ہے کہ میں یہاں آج بھی گھر جاتے ہوئے ایرانی تندور سے روٹی لے کر موٹر میں روکھی کھاتا ہوں۔ "جب میں کویت سے پاکستان آرہا تھا تو میں نے اس سے وہی سوال پوچھا جسے وہ ہمیشہ ٹالتا رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا" اب تو بتادو کہ تم عیسائی ہو کر پٹھانوں کے گاؤں میں روکھی سوکھی کھاتے اور پیش امام کی خدمات انجام دیتے رہی.... آخر کیوں؟ " وہ کافی دیر سر جھکائے سوچتا رہا، پھر سر اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکا اور کہا "ہمیں اپنے ملک کے مفادات کی خاطر بعض اوقات بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں لندن کے مضافات میں ایک مرکز ہے جہاں شکل وشباہت دیکھ کر انگریزوں کو بیرونی مذاہب اور زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر پھر ہمیں مختلف علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔ "گاؤں آکر میں نے محلہ عیسیٰ خیل کے بزرگوں کو یہ واقعہ سنایا تو ایک بوڑھے طالب گل نے کہا" مجھے شک پڑا تھا، مگر سب کہہ رہے تھے کہ یہ چترالی ہے۔ "وہاں اکثر چترالی مولوی پیش امام ہیں۔ وہ بھی گورے ہیں بالکل انگریزوں کی طرح۔ پھر طالب گل نے کہا" چلو بھائی، اب چار سال کی نمازیں لوٹائیں جو ہم نے انگریز کے پیچھے پڑھیں.... خانہ خراب ہو اس کا۔ "جب میں نے جنگل کی حویلی کے متعلق پڑھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ مسٹر ویلن ضرور جنگل کی حویلی کا پروردہ تھا۔

) یہ مضمون 1990 کی دہائی میں اردو ڈائجسٹ میں شائع ہوا تھا۔ یہود وہنود کی سازشیں بدستور جاری ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان باخبر رہیں کہ دشمن انہیں کمزور کرنے کے لیے کیسی کیسی چالیں چلتا ہے۔ (

http://www.jasarat.com/unicode/detail.php?category=15&newsid=41036

ہوشیار: ماضی کافتنہ وضع احادیث اور رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ

چندماہ قبل مشہور امریکی تھنک ٹے نک ادارے رے نڈ کارپوریشن کی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی، جس میں بتاے اگے اتھا کہ اس وقت دنیا کا اصل مسئلہ اسلام ہے اور پھر اس مسئلے سے نپٹنے کے لئے سفارشات پیش کی گئی تھے ں۔ یہ رپورٹ امریکی نیشنل سیکوریٹی رے سرچ ڈویژن کے ایما پر رینڈ کارپوریشن نے تے ار کی تھی۔ اس کے کچھ دنوں بعد ہی وطن عزیز کے ایک انگریزی میڈیم اسکول میں ایک طالب علم کی داڑھی کا مسئلہ اُٹھا اور اب کرناٹک کے ایک پرائیویٹ کالج میں ایک طالبہ کے اسکارف پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اول الذکر معاملہ تو عدالت تک پہنچ گے ا اور نچلی عدالتوں سے ہوتے ہوئے سپریم کورٹ تک جا پہنچا جس کی وجہ سے اسے ملک گے رشہرت مل گئی لیکن آخر الذکر معاملہ ابھی صرف کالج انتظامیہ کی حد تک ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ بھی عدالت تک پہنچ جائے۔ لیکن عدالتوں کے موجودہ رُخ اور حالیہ نظے روں کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل ہے کہ عائشہ امین نام کی منگلور کی اس طالبہ کو اسکارف پہننے کی اجازت مل ہی جائے گی۔ کیونکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رے نڈ کارپوریشن کی رپورٹ پر امریکہ میں تو عمل ہو ہی رہا ہے امریکہ کے بعض دوست ملکوں نے اپنی "دوستی" ثابت کرنے کے لئے اس پر کچھ زیادہ ہی شدت سے عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ اور سفارشات کا لب لباب یہ ہے کہ "اسلام ایک پر تشدد مذہب ہے لہٰذا اس کے ماننے والوں کو چار حصوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ اسلام کے اصولوں اور ضابطوں پر سختی سے عمل کرنے والوں کو جو ہماری ہدایات پر عمل نہ کریں دنیا کے سامنے 'بنیاد پرست' کے طور پر پیش کیا جائے۔ یہ لوگ عصری مغربی تہذیب و ثقافت کو قبول نہیں کرتے اور اپنے انتہا پسندانہ اسلامی قوانین اور اخلاقی اقدار کو مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا گروپ "روایے ت پسندوں" کا ہے جو ایک تنگ نظر معاشرے کو پسند کرتے ہیں اور جدید ایجادات اور تبدیلیوں سے خائف رہتے ہیں۔ تے سرا گروپ "جدت پسندوں" کا ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی اصلاح کی جائے اور اس میں وقت کے ساتھ تبدیلی لانے کی گنجائش رکھی جائے اور چوتھا گروپ "سیکولرسٹوں" کا ہے جو چاہتا ہے کہ اسلامی دنیا بھی عیسائی دنیا کی طرح چرچ اور ریاست کی علیحدگی کا نظریہ قبول کر لے اور مسجد اور رے است کو ایک دوسرے سے الگ کر دے۔" رینڈ کارپوریشن نے سفارش کی ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ جدت پسندوں اور سیکولرسٹوں دونوں کی مدد کرے، ان کے نظرے ات اور تحریروں کی تشہیر کی جائے، ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ وہ نوجوانوں کی اکثرے ت کو متاثر کر سکیں، ان کے خیالات اور نظرے ات کو اسلامی مدارس کے نصاب میں شامل کروایا جائے اور اسلام کے بارے میں ان کی جدت پسندانہ اور سیکولر تشرے حات کی خوب تشہیر کی جائے اور اسے بقیہ دونوں گروپوں۔ بنیاد پرستوں اور روایے ت پسندوں میں اختلاف اور تشکیک پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جائے اور اس کے لئے ویب سائٹس اسکولوں اور دے گر اداروں کے تمام ذرائع کا بھرپور استعمال کیا جائے کہ وہ آپس ہی میں الجھ کر رہ جائیں اور اسلام کے بنیادی افکار ان کے ذہنوں میں مشکوک ہو جائیں اور یہ سب کچھ اس طرح کیا جائے مسلم نوجوانوں کے سامنے چودہ سو سال پرانے اسلام کے بجائے لادینیت اور جدیدے ت ایک متبادل کے طور پر موجود رہیں۔ پھر مسلمانوں کی نئی نسل میں اپنے اپنے علاقوں کے اسلام سے قبل کے عہد کی تارے خ اور تہذیب میں دلچسپی پیدا کی جائے اور ما قبل اسلام کی تہذیب و ثقافت کے مطالعے کو اسلامی نصاب میں شامل کیا جائے اور این جی اوز کی مدد کی جائے کہ وہ ما قبل اسلام کی ثقافت کو فروغ دیں، بنیاد پرستوں اور روایے ت پسندوں کے درمیان ہر طرح کے اختلافات بالخصوص مسلکی اختلافات کو بڑھاوا دیا جائے اور اس بات کی ہر ممکن کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد نہ پیدا ہونے پائے بلکہ ان کے اندر اختلافات کی حوصلہ افزائی کی جائے، احناف اور اہل حدیث کے اختلاف کو بڑھاے اجائے اور تصوف (صوفی ازم) کو مقبول بنانے کی کوشش کی جائے وغے رہ وغے رہ" رے نڈ کارپوریشن کی سفارشات تو بہت طویل ہیں۔ بقیہ کا ذکر پھر کبھی فی الوقت ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شعائر اسلامی یعنی اسلام کے تہذیبی ثقافتی اور اخلاقی مظاہر کا مذاق اڑانے اور ان پر عمل درآمد کو مشکل اور پھر ناممکن بنا دینے کی تمام حالیہ کوششیں اسی مغربی تحرے ک کا حصہ ہیں۔ رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ جس کا محض ایک چھوٹا سا جز ہے۔

وطن عزیز میں جس طرح داڑھی اور حجاب اور مسلم پرسنل لاء اور عائلی قوانین کے خلاف پیہم مہم چلائی جا رہی ہے وہ مغرب کی ان ہی سازشوں کا نتے جہ ہے۔ ۱۹ اگست ۲۰۰۹ئ کے ٹائمز آف انڈیا میں شائع عارف محمد خان کا مضمون اس کا بہترے ن نمونہ ہے جو لگتا ہے کہ رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ اور سفارشات کو

سامنے رکھ کر لکھا گے اہے اور ٹائمز آف انڈیا جیسے اخبار میں اس کی تشہیر بھی اس کا حصہ ہے مثلاً عارف محمد خان نے کسی حوالے کے بغے ریہ الزام لگاے اہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی خود پر سنل لاء کے سخت خلاف تھے اور شرے عت کے نام سے رائج قوانین کو مسلمانوں کے لئے غے رمفید سمجھتے تھے !

http://www.urdutimes.in/editorial_story.php?catId=1&ID=1495

رینڈرپورٹ اور تصوف کی آفاقی قدریں (بشکریہ) خالد مسعود خان

(یہ مقالہ "تصوف کی آفاقی قدریں" کے عنوان سے 8 مئی 2010ء کو اکادمی ادبیات پاکستان کی پنجاب شاخ کے زیر اہتمام لاہور میں ہونے والی کانفرنس "صوفی ازم کی عوامی بنیادیں" میں پڑھا گیا)

حقیقت تو یہ ہے کہ اکادمی ادبیات پاکستان کی پنجاب شاخ کے زیر اہتمام ہونے والی یہ کانفرنس جس کا موضوع صوفی ازم کی عوامی بنیادیں ہے دراصل اس امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کی جانے والی کوششوں اور اس مغربی پاکھنڈ کا ایک حصہ ہے جس کا دوبارہ احیا اٹھارہ اپریل 2004 کو جاری ہونے والی بدنام زمانہ RAND REPORT سے ہوا ہے جس کا عنوان PARTNERS -CIVIL DEMOCRATIC ISLAM, STRATEGIES & RESOURCES ہے۔ یہ رپورٹ مشہور قدامت پرست امریکی تھنک ٹینک CORPORATION RAND کے زیر اہتمام اقوام متحدہ میں سابقہ امریکی سفیر شیرل بینارڈ نے لکھی ہے۔ شیرل بینارڈ عراق میں سابق امریکی سفیر افغان نژاد امریکی زلمے خلیل زاد کی اہلیہ ہے۔ یاد رہے کہ زلمے خلیل زاد سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کا سپیشل اسسٹنٹ ہونے کے علاوہ چیف نیشنل سکیورٹی کونسل آفیشل برائے خلیج فارس و جنوب مغربی ایشیا رہا ہے۔ زلمے خلیل زاد امریکی آئل ٹائیکون کے اس منصوبے کا ایڈوائزر تھا جو ترکمانستان سے پاکستان براستہ گیس پائپ لائن پر کام کر رہا تھا اور انرجی سے متعلق عالمی شہرت یافتہ کمپنی کا کنسلٹنٹ رہا ہے جو سنٹرل ایشیا کے تیل و گیس کے ذخائر کو براہ راست امریکی تسلط میں لانے کے طویل المدتی منصوبے پر کام کر رہی تھی۔ زلمے خلیل زاد اور شیرل بینارڈ کے دو بیٹے ہیں جن کے نام الیگزینڈر اور میکسی میلین ان کی مذہبی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔ یہ ساری تفصیلات بتانا اس لیے ضروری تھیں تاکہ آپ کو نئے استعماری حربے کے پس پشت لوگوں کا پس منظر معلوم ہو سکے جس کی بنیاد پر ہم ان کے مستقبل کے منصوبوں کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔

اس رپورٹ میں اسلام کو گیارہ ستمبر کے بعد والی دنیا کے لیے قابل بنانے کے عالمی منصوبے کے عین مطابق ڈھالنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے جس کے دو نمایاں پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ اسلام کا ایک ایسا رخ متعین کیا جائے جو بعد از نائن الیون کے مغربی ایجنڈے کے مطابق ہو اور دوسرا یہ کہ مسلم امہ میں تفریق پیدا کی جائے۔

اس بدنام زمانہ رپورٹ کے بعد دسمبر 2004 میں اسی رینڈ کارپوریشن نے ایک اور رپورٹ بھی پیش کی جس میں سنی اور شیعہ مسلمانوں کے درمیان فقہی اختلافات کو بنیاد بنا کر ہر دو فرقوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے کی منصوبہ بندی کی گئی یہ رپورٹ صدیوں سے استعماری طاقتوں کے آزمودہ اصول لڑاؤ اور حکومت کرو (RULE & DIVIDE) کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔

حالانکہ صوفی ازم کی اصطلاح بظاہر ایک عام فہم اور سادہ سی بات نظر آتی ہے لیکن اس کے ظاہری مفہوم سے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے تھوڑی سی گہرائی میں جائیں تو ایک نہایت ہی دقیق اور گنجلک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جسے سمجھنے کے لیے طالبان علم محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم سے شروع ہوتے ہیں اور الفتوحات المکیہ سے ہوتے ہوئے کشف المحجوب تک کا سفر طے کرتے ہیں لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ صوفی ازم کو پڑھ کر اس کے قواعد، بنیاد اور تفصیلات کو تو شاید کسی حد تک سمجھا جا سکتا ہے مگر اس کی منزلیں پانا کسی طور ممکن نہیں ہے۔ میں نے اس سلسلے میں برادر بزرگ وڈے باوے تاجی سے کئی بار اس شرط پر سوالات کئے کہ وہ مجھے تصوف کی باریکیوں اور فلسفے کی موشگافیوں میں ڈالے بغیر صرف دو سوالات کا جواب دے کہ کیا تصوف شریعت سے کوئی علیحدہ چیز ہے؟ اور کیا تصوف شریعت سے آگے کی کوئی چیز ہے یا پیچھے کی شے ہے تو وہ کوئی سیدھا اور عام فہم جواب دینے کے بجائے مجھے ہمیشہ ایسی دقیق اصطلاحوں سے مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے جو میری سادہ فہم عقل سے ماورا ہے۔ میں جب بھی اس سے اس سلسلے میں قرآن وحدیث کا حوالہ مانگتا ہوں وہ مجھے محمد عربی کے بجائے ابن عربی کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اور سرمد کے اشعار سے بہلانے کی سعی کرتا

ہے۔ بقول علامہ اقبال جب آپ کسی بات کے باطنی مفہوم بیان کرنا شروع کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بات کو جاننا ہی نہیں چاہتے۔ تصوف کے مفہوم و مطالب بیان کرنے والے انہی باطنی مفاہیم سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔

صوفی ازم کوئی حساب کا سوال نہیں کہ اس طرح کے چار سوالات حل کر لیے اور سمجھ لیا کہ اب اس طرح کے دیگر سوالات حل کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا ہے یا وہ الجبرے کا مسئلہ فیثاغورث نہیں کہ اسے رٹا لگا لیا اور پھر امتحان میں اسے حل کر کے سو بٹا سو نمبر حاصل کر لیے جائیں۔ اگر بات صرف اور صرف تعلیمات پر عمل کر کے منزل کو پانے کی ہے تو یہ وصف صرف اور صرف قرآن و حدیث میں ہی ہے کہ آپ ان سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ جہاں تک صوفی ازم اور اسکی تعلیمات کا تعلق ہے تو یہ پڑھنے کی حد تک، سیمینار کروانے کی حد تک، کانفرنسیں منعقد کروانے کی حد تک اور حتیٰ کہ سر دھننے کی حد تک تو ٹھیک ہیں لیکن ان پر عمل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کوئی صوفی با عمل رہنمائی کیلئے خود موجود نہ ہو کیونکہ صوفی اپنی تعلیمات، گفتگو اور لفاظی سے نہیں بلکہ اپنے عمل اور کردار سے متاثر کرتا ہے۔ اس کی ساری تعلیمات اس کا کردار اور عمل ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں صوفیا کی ساری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ عوام الناس کو صوفیا نے علم سے نہیں بلکہ عمل سے متاثر کیا کہ عوام الناس کو صرف کردار اور عمل کے ذریعے ہی متاثر کیا جا سکتا ہے۔ تعلیمات شخصیت سے ہٹ کر باقی کچھ بھی نہیں رہ جاتیں۔

اگر کسی کا خیال ہے کہ صوفیا کی تعلیمات صدیوں اور عشروں بعد بھی اسی طرح پیار، محبت، یگانگت، بھائی چارہ تحمل اور رواداری عام کر سکتی ہیں جیسا کہ خود انہوں نے اپنے کردار اور عمل سے عام کی تھیں تو یہ ایک مکمل خوش فہمی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے اگر صوفیا کی تعلیمات ان کی موجودگی کے بغیر قابل عمل اور کارگر ہوتیں تو یہ معاشرہ ایک دوسری تصویر پیش کر رہا ہوتا اور خصوصاً صوفیا کے دنیاوی وارث مخادیم اور سجادہ نشین حضرات اس کی سب سے خوبصورت مثال ہوتے۔

مگر نہایت افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ اگر ان کے مریدین کی آنکھوں سے عقیدت کی پٹی اتار دی جائے تو نوے فیصد سجادہ نشین حضرات ایسے ہیں کہ جو اپنے بزرگوں کا نام نامی روشن کرنے کے بجائے روز قیامت ان کے لیے باعث شرمندگی ہونگے۔ اگر ان کے جد امجد آج زندہ ہو کر دوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر قادر ہوتے تو وہ نہ صرف ان کے اعمال سے لاتعلقی کا اظہار کرتے بلکہ اگلے ہی روز اخبار میں انہیں اپنی روحانی وراثت کے علاوہ اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے عاق کرنے کا اشتہار شائع کروا دیتے۔

رینڈ کارپوریشن کی 2004 میں پیش کردہ اس رپورٹ کے بعد دنیا بھر میں ایک بار پھر صوفی ازم کا غلغلہ مچا ہے۔ پاکستان میں پچھلے چار پانچ سالوں سے صوفی ازم کیلئے ہونے والی کاوشیں، کانفرنسیں اور سیمینار اسی مغربی ایجنڈے کا باقاعدہ حصہ ہیں۔ آجکل تصوف کی آفاقی قدروں سے مراد صوفی ازم کے فروغ کے لئے کی جانے والی وہ عالمی کوششیں ہیں جو استعمار اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے کیونکہ یہ بات طے ہے کہ کسی صوفی کی غیر موجودگی میں صوفی ازم سوائے خانقاہی نظام کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ ماضی میں نو آبادیاتی نظام کے استحکام کیلئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں نے جہاں جاگیرداروں اور روٴسا کو استعمال کیا وہیں انہوں نے مختلف سلسلوں سے تعلق رکھنے والے صوفیا اور بزرگان دین کے سجادہ نشینوں اور روحانی وارثوں کو پوری طرح استعمال کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے مخادیم اور ان کے ذریعے ان کے مریدوں کو اپنے نو آبادیاتی نظام کی مضبوطی اور اپنے خلاف ہونے والی آزادی کی تحریکوں کو کچلنے کے لیے استعمال کیا۔

رینڈ کارپوریشن کی اس رپورٹ میں شیرل بینارڈ نے موجودہ اسلامی دنیا کو سوچ و فکر کے اعتبار سے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(1)FUNDAMENTALIST یعنی بنیاد پرست

(2)TRADITIONALISTیعنی روایت پرست

(3)MODERNISTیعنی جدیدیت پسند، اور

(4)SECULARISTیعنی لادینیت پسند

اس میں وہ بنیاد پرست اسے قرار دیتی ہے جو مغربی تہذیب اور جمہوری اقدار کو مسترد کرتے ہیں۔ روایت پرست وہ ہیں جو جدت، ترقی اور تبدیلی کے بارے میں شکوک وشبہات اور تحفظات رکھتے ہیں۔ جدیدیت پسند وہ ہیں جو اسلامی دنیا کو جدید عالمی رجحانات کا حصہ بنانے کے خواہش مند ہیں اور لادین پسند وہ ہیں جو اسلامی دنیا میں ریاست اور مذہب کو ایک دوسرے سے یکسر علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی رپورٹ میں وہ تجویز کرتی ہے کہ روایت پرستوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ان کے ذریعے بنیاد پرستوں کو مغلوب کیا جائے تاہم وہ مسلمانوں کے چوتھے مکتب فکر یعنی لادین پسندوں کے بارے میں متحیر ہے کہ ان کے اکثر دانشوروں کا رویہ مغرب کے بارے میں غیر دوستانہ بلکہ متشددانہ ہے اور اس کی تفصیل میں جاتے ہوئے وہ بنیادی وجوہات کا تعین یوں کرتی ہے کہ اس رویے کا باعث مشرق وسطی میں انسانی حقوق کے بارے میں دہری امریکی پالیسیاں، بائیں بازو کے نظریات، امریکہ مخالف جذبات اور شدید قوم پرستی ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی دنیا میں اس کا رول ماڈل ترکی ہے جو اس کے نزدیک جارحانہ سیکولرازم کی ایک خوبصورت اور قابل تقلید مثال ہے۔

آخر کیا وجہ ہے سمتھ رچرڈسنز فاؤنڈیشن کے سالانہ ایک سوملین ڈالر سے زائد بجٹ میں سے بیشتر حصہ وصول کرنیوالی رینڈ کارپوریشن یہ رپورٹ مرتب کرکے امریکی حکومت کو پیش کرتی ہے اور اس کے بعد اسلامی دنیا میں کئی عشروں کے بعد ایک بار پھر صوفی ازم کے احیا کے لیے جو دراصل خانقاہی نظام کا دوسرا نام ہے کی عالمی سطح پر کوششوں کا آغاز ہوتا ہے۔ برطانیہ اپنے نوآبادیاتی دور کے عروج میں یہ فامولا بڑی کامیابی سے آزما چکا ہے اور برصغیر میں صوفیا کی ذات سے محروم درباروں کے سجادہ نشینوں اور متولیوں کے زور پر اور سرزمین عرب میں حسین شریف مکہ جیسے مذہبی اہمیت کے حامل غدار حکمرانوں اور لارنس آف عربیا جیسے جعلی مذہبی رہنماں کے ذریعے اپنے نوآبادیاتی نظام کو استحکام فراہم کرتا رہا ہے۔

رینڈ رپورٹ میں صوفی ازم کے احیا اور فروغ کے لئے کی گئی لمبی چوڑی پلاننگ میں سے صرف ایک پیراگراف سارے منصوبے کی پوری جزئیات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

Sufis are not a ready match for any of the categories, but we will here include them in modernism. Sufism reprsents an open,intellectual interpretation of islam. Sufism influence our school curricula, norms, and cultural life should be strongly in countries that have a sufi tradition through its poetry, music and philosophy, sufism has a strong bridge role outside of religious affiliations.

یہ مختصر سا پیراگراف یہ واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ مغرب دراصل اسلام کو بلکہ زیادہ مناسب الفاظ میں مسلمانوں کو کس شکل میں دیکھنا چاہتا ہے اور وہ اسلام کو اپنے لیے قابل قبول صورت میں ڈھالنے کے اسے صوفی ازم کے نام پر بالکل نیا رنگ دینا چاہتا ہے۔ اس میں مغرب صوفی ازم کے نام پر مذہب سے بالاتر ہو کر نصاب، روایات اور ثقافتی بنیادوں پر شاعری، موسیقی اور فلسفے کے ذریعے اسلام سے اپنا تعلق قائم کرنا چاہتا ہے لیکن جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں یوں ہوا کہ روشن خیال اعتدال پسندوں نے outside of religious affiliations کو لادینیت یعنی سیکولرازم سمجھ کر صوفی ازم اور لادنیت کو ہم معانی مترادفات قرار دے دیا۔

جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ صوفی ازم کسی صوفی کی غیر موجودگی میں محض ایک ایسا خانقاہی نظام ہے جسے پہلے نوآبادیاتی نظام کی مضبوطی کے لیے اور اب نو تشکیل شدہ استعماری نظام کی مضبوطی کے لیے استعمال کرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے کیونکہ یہ ایک ایسا آزمودہ نسخہ ہے جسے برصغیر

میں قریب ڈیڑھ سو برس قبل نہایت ہی کامیابی سے آزمایا جاچکا ہے اور اس وقت ملک عزیز کی سیاست میں روشن بہت سے درخشاں ستارے اپنی ان جاگیروں کے بل پر صاحب ثروت اور مقتدر وزور آور ہیں جو انہیں انگریزوں نے شمع آزادی کے پروانوں کو جلا کر خاکستر کرنے کے عوضانے میں بخشیش کی تھیں۔

صوفی ازم کے فروغ کے لیے موجودہ کوششیں اس سلسلے کی دوسری کڑی ہیں اس سے قبل جنرل پرویز مشرف کے روشن خیال دور میں اس کی پہلی قسط نشر ہوئی تھی اور ایک صوفی کونسل تشکیل دی گئی۔

جہاں اس وقت مغربی دنیا میں پیارے نبی کی شان میں گستاخانہ خاکے چھاپے جارہے ہیں۔ حجاب پر پابندی عائد کی جارہی ہے، ہر داڑھی والے کو دہشت گرد سمجھا جارہا ہے اور مسلمانوں کو بے روک ٹوک مارا جارہا ہے وہاں اچانک ہی امریکہ بہادر اور مغرب کے دل میں صوفی ازم کی محبت کا جاگنا کوئی ایسا پیچیدہ معاملہ نہیں جو قابل فہم نہ ہو۔ ایک طرف یہ عالم ہے سوئٹزرلینڈ میں جہاں پورے ملک میں گنتی کی مساجد ہیں اور ان میں سے بھی صرف تین مساجد کے مینار ہیں حکومت نے مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگادی ہے دوسری طرف مغرب کی رواداری کا یہ عالم ہے کہ وہ درباروں کی تزئین وآرائش اور تعمیر ومرمت کے لیے کروڑوں روپے براہ راست سجادہ نشینوں کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ ملتان میں دربار شاہ شمس سبزواری اور سخی سرور میں دربار سخی سرور کے لیے لاکھوں ڈالر کا عطیہ دے رہے ہیں۔ امریکی اور برطانوی سفارت کاروں کے ذریعے دیے جانے والے یہ عطیات مغرب کی دوہری پالیسیاں واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔

اگر صوفی ازم لمحہ موجود میں پیار، محبت، امن وآشتی، رواداری اور تحمل کا سب سے موثر ذریعہ ہے تو اس وقت اس کی ہم سے زیادہ ضرورت مغرب اور بالخصوص امریکہ کو ہے جو ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم پھینکنے سے لیکر افغانستان اور عراق پر ڈیزی کٹر بموں کے ساتھ کارپٹ بمباری کرنے والا دنیا کا واحد ملک ہے اور جو درجنوں ممالک کی سلامتی پامال کرنے سے لیکر سی آئی اے کے ذریعے لاتعداد ممالک کی حکومتوں کا تختہ الٹنے کا ذمہ دار ہے اور جو اپنی سلامتی کے نام پر دنیا بھر میں لاکھوں بے گناہوں کے قتل عام سے لیکر اپنے مخالفین کی ٹارگٹ کلنگ کا مرتکب ہے اور جو نام نہاد دہشت گردی کے نام پر دنیا بھر میں سب سے زیادہ دہشت گردی کرنے سے لیکر ہر چوتھے دن ایک آزاد، خود مختار لیکن عزت وآبرو اور حمیت سے عاری حکمرانوں کے دیس پر ڈرون حملوں کے ذریعے مقامی دہشت گردوں کو خود کش حملوں کا جواز فراہم کرتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ تصوف کی آفاقی قدریں اگر وہ اس وقت واقعی موجود ہیں تو ان کے احیا کی اس مہم کا مرکز امریکہ اور دائرہ کار مغرب ہونا چاہیے کیونکہ فی الوقت انہیں ہماری نسبت پیار، محبت، برداشت، تحمل اور رواداری کی ہم سے کہیں زیادہ ضرورت ہے ہم تو اس وقت خود مظلومیت، کسمپرسی، برداشت اور تحمل کی آخری سطح سے بھی کہیں نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں۔

نہ افغانیم ونی ترک وتتاریم چمن زادیم واز یک شاخساریم

تمیز رنگ وبو برما حرام است کہ ما پروردیک نوبہاریم

(علامہ اقبال)

http://www.eeqaz.com/main/articles/10/20101017_tasawwuf_colonization.htm

پنجابی نبوت کا دعویٰ

سر سید نما، پرویز نما، یا اقبال نما، قسم کے کافر ہونگے

مفکرِ قرآن علامہ غلام احمد پرویزؒ درسِ قرآنِ حکیم

یہاں ہمارے ہاں جو "پنجابی نبوت" نے دعویٰ کیا تو ہاں عزیزانِ من! عجیب عجیب دعوے ہیں۔ان میں کا ایک یہ بھی ہے کہ وہ "آنے والا جو مسیح ہے' وہ میں ہوں۔" مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے۔ مسیح موعود اس کا نام رکھا ہوا ہے۔

وفاتِ مسیح کے متعلق دو مختلف متضاد عقائد

عقیدہ یہ ہے کہ "حضرتِ عیسیٰu وفات پا گئے اور انہوں نے واپس آنا ہے"۔ بھئی! یہ دو چیزیں کیسے اکٹھی ہو گئیں۔ "وفات پا گئے" یہ چیز تو وہ قرآن سے ثابت کر دیتے ہیں ' اور "انہیں واپس آنا ہے" یہ چیز وہ احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ان دو باتوں میں تدویق کیسے ہو گئی: وفات پا گئے اور واپس آنا ہے ۔انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے' جو وفات پا جاتا ہے وہ تو واپس نہیں آتا۔اور وہ جو واپس آنا ہے اس کی تو آپ کے ہاں حدیثیں موجود ہیں' جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ جو مر چکا ہے' وہ تو واپس نہیں آئے گا' اس کی مثل کوئی ایک مسیح آئے گا۔لہٰذا وہ "مسیح آئے گا اور وہ میں ہوں "۔ یعنی وفاتِ مسیح کا عقیدہ یوں ثابت کیا۔

آپ کو معلوم ہے کہ پھر یہ ایسا کیوں کیا گیا؟ ذہن میں تو یہ ایسے آتا ہے کہ نہیں' چونکہ مرزا صاحب[L:141]اور مرزائی عقل و فکر کی رو سے' Rational انداز میں' "اسلام" پیش کرتے تھے ' اس لیے انہوں نے کسی شخص کے زندہ آسمان پر رہنے کے اس Irrational یا Non-rational عقیدہ سے انکار کیا تو اس سے یہ نظر آیا کہ انہوں نے واقعی یہ کچھ Rational سی بات کی۔پہلے تو یہ سوچ لیجیے کہ جہاں تک Rational یا Irrational اندازِ فکر کا تعلق ہے' اس میں مسیح کے' حضرتِ عیسیٰu کے' بن باپ کے پیدا ہونے کا عقیدہ ہے تو وہ تو مرزا صاحب کے ہاں بھی موجود ہے ۔اس طرح سے تو وہ تو وہیں کے وہیں رہے۔اب یہ جو وفات کا مسئلہ تھا' اسمیں انہوں نے یہ بات کیوں پیدا کی؟ یہ ہے سوچنے کی چیز۔وہ جو حضرتِ مسیحu کو آسمان پر زندہ تصور کرنے والے ہیں' اس عقیدے کی رُو سے انہیں زمین پر نازل ہونا ہے تو اس نازل ہونے میں بات یہ ہے کہ وہ اسی طرح' جسم کے ساتھ' آسمان پہ ہیں اور اسی طرح آسمان سے جسم کے ساتھ اتریں گے اور دنیا اترنے والے کو دیکھے گی' پھر وہ آکر دمشق کے منارے کے اوپر کھڑے ہونگے' پھر وہاں سے یہ نیچے آئیں گے۔یہ ساری چیزیں حدیث میں تھیں۔وہ تو اترتے ہوئے سامنے نظر آنے تھے۔اب اگر کوئی شخص یہاں یہ دعویٰ کرے کہ "وہ آنے والا مسیح میں ہوں "۔تو احادیث کی رُو سے تو وہ اترتا ہوا نظر آئے گا۔کہنے والا تو کہے گا کہ بھئی! اس نے تو آسمان سے اترنا ہے اور یہ تو اس طرح سے آسمان سے نہیں اترے تھے۔تو "اس مسیح" نے مسیح ہونے کے دعویٰ کے ثبوت کی یہ صورت پیدا کی کہ پہلے وفاتِ مسیح ثابت کر لی کہ وہ آسمان پہ اس طرح سے زندہ موجود نہیں ہیں۔پھر جب آنے کی بات ہوئی تو مثیل کا تصور ہو گیا کہ وہ ایسے اتر کے نہیں آئے گا۔وہ ایسے ہی انسانوں کی طرح سے ہو گا اور مثیلِ مسیح ہو گا۔اس لیے اپنے مثیلِ مسیح ہونے کا عقیدہ منوانے کے لیے انہوں نے وفاتِ مسیح کا عقیدہ اپنے ہاں داخل کر لیا۔دیکھتے ہیں آپ کہ اس نے وہ عقیدہ اسی طرح سے کیوں رکھا۔

مرزا غلام احمد آف قادیان کا اعلانِ عام

لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ جنابِ ختمِ نبوت کے بعد' جب آپ حضرتِ عیسیٰu کا آنا مانتے ہیں تو وہ تو نبی تھے' نبوت کے ساتھ آئیں گے تو پھر رسول اللہe آخری نبی کیسے ہوئے ؟ بعد میں تو ایک اور نبی آ گئے ' لہٰذا انہیں تو چھوڑ دیجیے ان سے واسطہ نہیں ہے۔وہ جو "آنے والا مانتے "اور "نبی مانتے ہیں

"اسے دیکھیے۔ نبی کے معنی تو یہی ہیں کہ اگر اس کی نبوت کو نہ مانا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا' کافر ہو جاتا ہے۔ خود مرزا صاحب نے یہ چیز کہی ہے کہ جو مجھے مسیح موعود نہیں مانتا' وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو بات تو وہی ہو گئی' ختم نبوت تو توڑ دی۔ یہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔

آج دنیا بھر کا مسلمان ذہنی الجھنوں کا شکار بھی ہے اور ذلیل وخوار بھی۔ آخر کیوں؟

عزیزانِ من! آپ دیکھتے ہیں کہ یہ مسلمان کس مقام پہ کھڑا ہے' کیا کیا مان رہا ہے' کن کن الجھنوں میں گرفتار ہے' کن کن مسائل میں اس کی توانائیاں' وقت اور دولت ضائع ہو رہی ہیں اور آج اسے دنیا میں ذلیل سے ذلیل قوم کی حیثیت سے جانا جا رہا ہے' یہ ہر جگہ اپنا مرثیہ پڑھتا ہے اور ہزار برس سے ان مسائل کی دھن کے اندر لگا ہوا چلا ہوا ہے۔ آج بھی آپ دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں خاص طور پر کتنے زور شور سے یہ مسئلہ آرہا تھا اور یہاں جو ابھارا گیا ہے تو اس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ یہاں جہاد کی آواز انگریزی مملکت کے خلاف اٹھی تھی اور اس نے اس مملکت کی بنیادیں تک ہلا دی تھیں۔ انگریز کو اس بات کی ضرورت تھی کہ یہاں مسلمان کو صحیح عقائد سے بیگانہ کیا جائے اور جو کچھ یہ مانتے ہیں' انہیں اس پہ مطمئن کیا جائے۔

مسلمانوں کے ساتھ گہری سازش

مسلمانوں کے ہاں' حضرتِ مسیحu کے آنے کے متعلق یہ عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرتِ مہدی آئیں گے' حضرتِ مسیحu آئیں گے' وہ اسلام کو دوبارہ عروج پہ پہنچائیں گے اور اس طرح ساری دنیا میں اسلام کی سلطنت قائم کریں گے۔ اِس عقیدہ سے انگریز تزلزل آتا تھا تو یہاں کیا یہ گیا کہ "مسلمانوں کو مسیح بھی دے دو' مسلمانوں کو مہدی بھی دے دو' اور ان کے ہاں سے یہ اعلان کرا دو کہ اب جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔" عزیزانِ من! اس لیے یہ مسئلہ چھیڑا گیا اور آپ کے ہاں جسے انگریز غدر (Mutiny) کہتا ہے' دراصل یہ اس کے خلاف بغاوت ہوئی تھی اور یہاں پاک وہند میں جہاد کی ایک تحریک چلی۔ اگر وہ تحریک اسی صورت میں قائم رہتی تو انگریز بہت پہلے یہاں سے بوریا بستر اٹھا کے بھاگ گیا ہوتا اور یہاں ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی مملکت قائم ہو چکی ہوتی۔ اس نے انہیں ان مسائل کے اندر الجھا کے رکھ دیا۔ اب یہ جتنے لوگ' مجاہدین بننے والے تھے' وہ زیادہ تر اہلحدیث تھے۔ سارے اہلحدیث حیات ووفات مسیح کے اندر اسی مسئلے میں الجھ گئے۔ آج تو وہ دور چلا گیا ہے انگریز کو بھی ضرورت نہیں رہی' انگریز ہی نہیں رہا تو اسے ان مسائل کی ضرورت کیا رہی!

اقبال کی نظر میں ابلیس کی مجلس شوریٰ

ان مناظروں اور مباحثوں میں ہم نے' بلکہ خود میں نے 'اپنی آدھی عمر ضائع کی' وہ اس لیے کہ ہم تو بدقسمتی سے بٹالہ کے رہنے والے ہیں جو قادیان کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ ہماری خدمتِ اسلام ہی یہ تھی کہ حیات ووفاتِ مسیح مناظرے ہو رہے ہیں' ہم ان میں شامل ہیں۔ اگر آپ ہندوستان میں مسلمانوں کی اس سو سالہ تاریخ کو دیکھیں تو اس میں آپ کو نظر آجائے گا کہ خدمتِ اسلام کے لیے یہی مناظرے ہیں' انہی موضوعات پر مباحثے ہیں اور انہی کے متعلق ارمغانِ حجاز (اردو) اقبال (۱۹۳۸۔۱۸۷۷) کی آخری چیخ وپکار ہے۔

اپنی اس نظم "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" میں اقبال نے ابلیس سے لے کر پانچویں مشیر تک کا احوال دیا ہے اور پھر آخر میں ابلیس نے کہا:

تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات
ابن مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
مشیروں نے پوچھا: کیا کریں؟ ابلیس نے کہا: اس کو ان مسائل میں الجھائے رکھو کہ
ابنِ مریم مر گیا یا زندہ جاوید ہے

ہیں صفاتِ ذاتِ حق' حق سے جدا یا عینِ ذات؟

اُسے ان مسائل میں الجھاؤ۔ اب یہ سچ ہے کہ اسے ان مسائل کے اندر الجھا دیا۔ آج اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ ہو رہی ہے کہ جو حیاتِ مسیح کو ثابت کر دے وہ اسلام کا سب سے بڑا محسن اور قابل مانا جائے گا۔ جی! پھر اس خدمت سے کیا ہوا چلیے' یہ کچھ نہ ماننے والے تو کہیں کوئی دو چار دس بیس 'سر سید نما' پرویز نما' یا اقبال نما' قسم کے کافر ہونگے یہ سارا ستر کروڑ [L:140] مسلمان تو بہر حال یہ مان ہی رہا ہے۔ اس ماننے

مرزا غلام احمد صاحب کا آسمان سے مینار پر اور مینار سے زمین پر اترنا

اب یہ مرزا غلام احمد صاحب جو قادیاں سے نکلے تو انہوں نے یہ ربو ابنایا اور یہ نام وہیں سے اخذ کیا ہے۔ پھر وہ جو روایت میں ہے کہ حضرتِ عیسیٰؑ آسمان سے دمشق میں' جامع مسجد کے مینار سے' جو بہت اونچا ہے' اتریں گے خیر آگے تو اور بڑی دلچسپ بات ہے' وہاں آ کے وہ کہیں گے کہ سیڑھی لاؤ' میں نیچے اتروں۔ کہیں گے کہ صاحب! آسمان سے تو آپ اتر آئے' اسی طرح سے اب یہاں آنے کے بعد سیڑھی لائیں سبحان اللہ' سبحان اللہ۔ وہ کہیں گے کہ صاحب! ٹھیک ہے' وہاں تک تو قانونِ خداوندی تھا' اس کے مطابق میں آیا۔ اب میں شریعتِ محمدی کے تابع ہوں اور شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ کوٹھے سے اترو تو سیڑھی کے راستے اترا کرو۔ اب میرے لیے تم سیڑھی لاؤ تو یہاں سے میں اترونگا۔

قادیان کو پہلے دمشق قرار دیا اور پھر مینار کی تعمیر کی

میں اس مینارے کی بات کہہ رہا تھا جو دمشق میں جامع مسجد کا ہے۔ اب جو یہ مثیلِ مسیح [L:140] وہاں قادیان میں آ گیا اور قادیان کو انہوں نے کہا کہ یہ اصل میں دمشق ہی ہے۔ حقیقت میں یہ جو کچھ بھی ہے وہ آخر میں ہے تو مینارے کی بات۔ وہ مینارہ انہوں نے بعد میں بنا دیا۔ میں نے کہا کہ ہم تو وہاں بٹالہ میں اس کے قریب ہی تھے۔ وہاں اس مسجد میں کوئی مینارہ وغیرہ نہیں تھا۔ ""مسجد مبارک"" اس کا نام ہے۔ اب یہاں انہوں نے مسجدِ اقصیٰ بنائی ہوئی ہے ' جتنی چیزوں کے یہ پرانے نام ہیں وہ سب انہوں نے یہاں رکھے ہوئے ہیں ' ہاں تو وہاں ایک مینارہ بنایا ہوا ہے۔ اگرچہ وہ ان کے بعد بنایا ہے تاہم اس پہ بہت بڑا' موٹے حروف میں' جلی حروف میں' منارۃ المسیح لکھا ہے۔ آپ دیکھیں کہ تاریخ کیسے بنتی ہے؟ آنے والی نسل میں تاریخ کی رو سے یہ دو چیزیں دیں گے۔ اس میں وہ یہ نہیں لکھیں گے کہ یہ منارۃ المسیح بعد کا بنا ہوا ہے۔ وہ یہی کہیں گے کہ یہ مینارہ وہی ہے جو حدیثوں میں حضرتِ مسیح موعودؑ کا بیان فرمودہ تھا' جن میں لکھا تھا کہ وہ یہاں آ کے اترے تھے 'وہاں منارۃ المسیح بن گیا۔

مستند حدیثی تفسیر کی غیر موجودگی

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ(23:50)

اور ہم نے مریم کے بیٹے(عیسیٰ) اوران کی ماں کو(اپنی) نشانی بنایا تھااوران کو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں(نتھرا ہوا) پانی جاری تھا، پناہ دی تھی(23:50)

اور ابنِ مریمؑ اوراس کی ماں کو ہم نے ایک نشانی بنایااوران کو ایک سطحِ مرتفع پر رکھاجو اطمینان کی جگہ تھی اور چشمے اس میں جاری تھے۔(50)

اور(اسی طرح) ہم نے ابن مریم اوراس کی ماں کو(اپنی قدرت کی) نشانی بنایااوران کو ایک مرتفع(بلند) مقام میں پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب تھا۔

And We made the son of Mary and his mother as a Sign: We gave them both shelter on high ground, affording rest and security and furnished with springs. (23:50)

غیر مستند تفسیر

ف۱۱یعنی قدرت الٰہیہ کی نشانی ہے کہ تنہا ماں سے بن باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ جیسا کہ "آل عمران" اور سورہ "مریم" میں اس کی تقریر کی جاچکی۔

ف۱۲شاید یہ وہی ٹیلہ یااونچی زمین ہو جہاں وضع حمل کے وقت حضرت مریم تشریف رکھتی تھیں۔ چنانچہ سورہ مریم کی آیات (فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا 24 وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا 25ۡ) 19۔مریم:25-24) دلالت کرتی ہیں کہ وہ جگہ بلند تھی۔ نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی۔اور کھجور کا درخت نزدیک تھا۔ (کذافسرہ ابن کثیر رحمہ اللہ) لیکن عموماً مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے بچپن کا واقعہ ہے۔ ایک ظالم بادشاہ ہیرودوس نامی نجومیوں سے سن کر کہ حضرت عیسیٰ کو سرداری ملے گی، لڑکپن ہی میں ان کا دشمن ہو گیا تھااور قتل کے درپے تھا۔ حضرت مریم الہام ربانی سے ان کو لے کر مصر چلی گئیں اوراس ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام واپس چلی آئیں۔ چنانچہ "انجیل متی" میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے اور مصر کا اونچا ہونا باعتبار رودِ نیل کے ہے ورنہ غرق ہو جاتا اور "ماءِ معین" رودِ نیل ہے بعض نے "ربوہ" (اونچی جگہ) سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے۔ اور کچھ بعید نہیں کہ جس ٹیلہ پر ولادت کے وقت موجود تھیں وہیں اس خطرہ کے وقت بھی پناہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔ بہر حال اہل اسلام میں کسی نے "ربوہ" سے مراد کشمیر نہیں لیا۔نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتلائی۔ البتہ ہمارے زمانہ کے بعض زائغین نے "ربوہ" سے کشمیر مراد لیا ہے اور وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلائی ہے جس کا کوئی ثبوت تاریخی حیثیت سے نہیں۔ محض کذب و دروغبافی ہے۔ محلّہ "خان یار" شہر سری نگر میں جو قبر "یوز آسف" کے نام سے مشہور ہے اور جس کی بابت "تاریخ اعظمی" کے مصنف نے محض عام افواہ نقل کی ہے کہ "لوگ اس کو کسی نبی کی قبر بتاتے ہیں وہ کوئی شہزادہ تھااور دوسرے ملک سے یہاں آیا" اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتانا پرلے درجہ کی بے حیائی اور سفاہت ہے۔ایسی اٹکل پچوں قیاس آرائیوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو باطل ٹھہرانا بجز خبط اور جنون کے کچھ نہیں اگر اس قبر کی تحقیق مطلوب ہو اور یہ کہ "یوز آسف" کون تھا تو جناب منشی حبیب اللہ صاحب امرتسری کا رسالہ دیکھو جو خاص اس موضوع پر نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھا گیا ہے۔اور جس میں اس مہمل خیال کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء۔

[۵۱] اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابن مریم بھی ایک نشانی تھے اور ان کی والدہ بھی ایک نشانی تھی۔ بلکہ یوں فرمایا ان دونوں کو ملا کر ایک نشانی بنایا۔ اور اس کی صورت صرف یہی رہ جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت کو بن باپ تسلیم کیا جاوے نیز یہ بھی کہ حضرت مریم کسی مرد کے چھوئے بغیر ہی نفخہ الٰہی سے حاملہ ہوئی تھیں۔

[۵۲] ربوۃ سے مراد ایسی زمین ہے جو عام سطح زمین سے قدرے بلند ہو اور اس کی بھربھری اور ریتلی قسم کی ہو۔ ایسی زمین پانی کو اپنے اندر جذب کر کے خوب پھول جاتی ہے۔ پنجابی میں ایسی زمین کو '' میرا زمین '' کہتے ہیں۔ اس زمین کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ عام زمین کی نسبت سرسبز و شاداب بھی زیادہ ہوتی ہے اور بلند بھی ہوتی ہے۔

اب اس ربوۃ کی تعین میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہی بلند مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش واقع ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک چشمہ بھی جاری کر دیا تھا اور کھجور کے ٹنڈ درخت سے اللہ کے حکم سے تازہ کھجوریں گرنے لگی تھیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت کا ظالم یہودی بادشاہ ہیروڈس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن بن گیا تھا۔ حضرت مریم ان کی حفاظت کی خاطر اللہ کے حکم سے مصر کی طرف ہجرت کر گئیں۔ اور ایک بلند چشمہ دار جگہ پر قصبہ میں مقیم ہوئیں جسے رطہ کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہیں جوان ہوئے پھر جب ہیروڈس مر گیا تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے وطن واپس آگئیں۔ اسرائیل روایات اسی توجیہ کی تائید کرتی ہیں۔

اور ربوۃ کے ساتھ ذات قرار سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں ضروریات زندگی مہیا ہو سکتی ہوں اور انسان کو وہاں قیام کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اور معین کا لفظ تائید مزید کے لئے ہے۔ جس کا معنی جاری پانی، نتھرا پانی، بہتا ہوا چشمہ، ٹھنڈا اور میٹھا پانی سب کچھ آتا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان کے ضلع گورداسپور میں واقع ایک قصبہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ وہ خود تو وہیں قادیان میں دفن ہوا اور ان کا مقبرہ بھی وہیں بنا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا تو مرزا صاحب کی امت وہاں سے پاکستان کے ضلع جھنگ میں منتقل ہوئی اسی طرح ایک بلند زمین اپنے ہیڈ کوارٹر کے لئے منتخب کی اور اس کا نام ربوہ رکھ لیا۔ مرزا صاحب کے خلیفے اور اولاد وہیں اقامت پذیر ہیں۔

مرزا صاحب نے صرف نبوت کا ہی دعویٰ نہیں کیا بلکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ آپ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کے تو قائل تھے لیکن رفع عیسیٰ کے قائل نہیں تھے۔ کیونکہ اگر وہ اس کے قائل ہوتے تو آپ کو مسیح موعود بننے میں مشکل پیش آتی تھی۔ آپ کی امت نے تو جھنگ میں ایک ربوہ بنا لیا لیکن آپ نے کشمیر کو ربوہ قرار دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت قرار دینے کے بعد فرمایا کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ کشمیر کے صدر مقام سری نگر کے محلّہ خانیار میں ایک قبر ''یوسف آز'' کے نام سے مشہور ہے۔ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ کسی نبی کی قبر ہے جو کوئی شہزادہ تھا اور کسی دوسرے ملک سے یہاں آیا تھا۔ مرزا صاحب کے مقصد کے لئے یہ بے سروپا افواہیں ہی کافی تھیں۔ چنانچہ آپ کو الہام ہو گیا کہ یہ قبر تو عیسیٰ علیہ السلام ہی کی ہے۔ اب اگر آپ کی امت کے بقول آپ کے الہام کو درست سمجھ بھی لیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں صرف حضرت عیسیٰ کا ذکر نہیں بلکہ ان کی والدہ کا بھی ذکر ہے لہٰذا آپ کو الہام تو دو قبروں کا ہونا چاہئے تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہاں قبر صرف ایک ہی ہے۔ اس سے آپ کی نبوت اور الہامات کی بھی قلعی کھل جاتی ہے۔

ربوہ کے معنی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم کو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کی ایک زبردست نشانی بنایا آدم کو مرد و عورت کے بغیر پیدا کیا حوا کو صرف مرد سے بغیر عورت کے پیدا کیا عیسیٰ علیہ السلام کو صرف عورت سے بغیر مرد کے پیدا کیا۔ بقیہ تمام انسانوں کو مرد و عورت سے پیدا کیا۔ ربوہ کہتے ہیں بلند زمین کو جو ہری اور پیداوار کے قابل ہو وہ جگہ گھاس پانی والی ترو تازہ اور ہری بھری تھی۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس غلام اور نبی کو اور انکی صدیقہ والدہ کو جو اللہ کی بندی اور لونڈی تھیں جگہ دی تھی۔ وہ جاری پانی والی صاف ستھری ہموار زمین تھی۔ کہتے ہیں یہ ٹکڑا مصر کا تھا یا دمشق کا یا فلسطین کا۔ ربوۃ ریتلی زمین کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہت ہی غریب حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ تیرا انتقال ربوہ میں ہو گا۔ وہ ریتلی زمین میں فوت ہوئے۔ ان تمام اقوال میں زیادہ قریب قول وہ ہے کہ مراد اس سے نہر ہے جیسے اور آیت میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے آیت

(قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا 24) 19-مریم:24) تیرے رب نے تیرے قدموں تلے ایک جاری نہر بہادی ہے۔ پس یہ مقام بیت المقدس کا مقام ہے تو گویا اس آیت کی تفسیر یہ آیت ہے اور قرآن کی تفسیر اولاً قرآن سے پھر حدیث سے پھر آثار سے کرنی چاہے۔

(ف79) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرما کر اپنی قدرت کی۔

(ف80) اس سے مراد یا بیت المقدس ہے یا دمشق یا فلسطین، کئی قول ہیں۔

(ف81) یعنی زمین ہموار، فراخ، پھلوں والی جس میں رہنے والے بآسائش بسر کرتے ہیں۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنُوْن حاشیہ نمبر:43

43- یہ نہیں فرمایا کہ ایک نشانی ابن مریم تھے اور ایک نشانی خود مریم۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ ابن مریم اور اس کی ماں کو دو نشانیاں بنایا۔ بلکہ فرمایا یہ ہے کہ وہ دونوں مل کر ایک نشانی بنائے گئے۔ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ باپ کے بغیر ابن مریمؑ کا پیدا ہونا، اور مرد کی صحبت کے بغیر مریمؑ کا حاملہ ہونا ہی وہ چیز ہے جو ان دونوں کو ایک نشانی بناتی ہے۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ کی پیدائش بے پدر کے منکر ہیں وہ ماں اور بیٹے کے ایک آیت ہونے کی کیا توجیہ کریں گے؟ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، آل عمران، حواشی 44-53- النساء حواشی 190-212-213- جلد سوم، مریم، حواشی 15 تا 22 الانبیاء، حواشی 89-90)۔ یہاں دو باتیں اور بھی قابل توجہ ہیں۔ اول یہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ ماجدہ کا معاملہ جاہل انسانوں کی ایک دوسری کمزوری کی نشان دہی کرتا ہے۔ اوپر جن انبیاء کا ذکر تھا ان پر تو ایمان لانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا گیا کہ تم بشر ہو، بھلا بشر بھی کہیں نبی ہو سکتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے جب لوگ معتقد ہوئے تو پھر ایسے ہوئے کہ انہیں بشریت کے مقام سے اٹھا کر خدائی کے مرتبے تک پہنچا دیا۔ دوم یہ کہ جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی معجزانہ پیدائش، اور ان کی گہوارے والی تقریر سے اس کے معجزہ ہونے کا کھلا کھلا ثبوت دیکھ لینے کے باوجود ایمان لانے سے انکار کیا اور حضرت مریم پر تہمت لگائی انکو پھر سزا بھی ایسی دی گئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا کے سامنے ایک نمونہ عبرت بن گئی۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنُوْن حاشیہ نمبر:44

44- مختلف لوگوں نے اس سے مختلف مقامات مراد لیے ہیں۔ کوئی دمشق کہتا ہے، کوئی الرّملہ، کوئی بیت المقدس، اور کوئی مصر **مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے بعد ان کی حفاظت کے لیے دو مرتبہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں۔** پہلے ہیرودیس بادشاہ کے عہد میں وہ انہیں مصر لے گئیں اور اس کی موت تک وہیں رہیں۔ پھر ارخِلاؤس کے عہد حکومت میں ان کو گلیل کے شہر ناصرہ میں پناہ لینی پڑی (متی 2-13 تا 23)۔ اب یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ قرآن کا اشارہ کس مقام کی طرف ہے لغت میں ربوہ اس بلند زمین کو کہتے ہیں جو ہموار ہو اور اپنے گرد و پیش کے علاقے سے اونچی ہو۔ ذات قرار سے مراد یہ ہے کہ اس جگہ ضرورت کی سب چیزیں پائی جاتی ہوں اور رہنے والا وہاں بفراغت زندگی بسر کر سکتا ہو۔ اور معین سے مراد ہے بہتا ہوا پانی یا چشمہ جاری۔

۵۰-۱ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی، جو رب کی قدرت کی ایک نشانی ہے، جس طرح آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اور ہوا کو بغیر مادہ کے حضرت آدم علیہ السلام سے اور دیگر تمام انسانوں کو ماں اور باپ سے پیدا کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔

۵۰-۲ رَبْوَةٍ (بلند جگہ) سے بیت المقدس اور مَعِيْنٍ (چشمہ جاری) سے وہ چشمہ مراد ہے جو ایک قول کے مطابق ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت اللہ نے بطور معجزہ، حضرت مریم کے پیروں کے نیچے سے جاری فرمایا تھا۔ جیسا سورہ مریم میں گزرا۔

And We made the son of Mary, Jesus, and his mother a sign — He did not say 'two signs' because the same sign is in both of them: his being born without [his mother's having] a male spouse. And We gave them refuge on a height (rabwa), a highland — in this case [either] the Holy House [of Jerusalem],

Damascus or Palestine, all of which are [alternative] opinions — level (dhat qarar), an flat [high-] land on which its inhabitants are able to settle (yastaqirru), and watered by springs, running water, over ground, which the eyes can see.

Our Beacon Forum: Fear Of Reading Or Knowing About Islam In Muslims

By:Sayyeda Ghazia, Karachi, Pakistan
Assalam-o-Alaikum,

While having discussions with people and reading different literatures, I have found a fear among many Muslims in Pakistan. They are afraid of reading or listening to about any concept more than they know through inheritance or through the general trends of the society. One more thing I have come accross that reading different literatures affects the mental status of the person and this may cause psychological damage.

I don't support this opinion or fear.

Dear brothers and sisters, will you please give your opinions based upon the experiences.

Dear Shabbir Bhai, please do give your comments upon it.

Best Regards,
Ghazia

Re: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims

By:Syed Ijlal Hussain - Karachi

In Response To: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims (Sayyeda Ghazia, Karachi, Pakistan)

Dear Sister,

The Mullah is the most powerful person in Pakistan and everywhere people have not let themselves evolve because of false beliefs. He has ensured every citizen is drenched in his fear over and above fear of God, and has been very successful too! Why would he not be successful? He has played his cards well by disguising fear for him as fear of God! From childhood, a person is trained not to question the Mullah popular with the family, for questioning him would anger God!

This has been happening since Adam inhabited Planet Earth; we are no exception! God's message through the ages has always been Al-Islam.

Just my two cents...

Ijlal

Re: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims

By:*Dr. Shabbir, Florida

In Response To: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims (Sayyeda Ghazia, Karachi, Pakistan)

W'S Dear Sister,

The biggest bar in the way of reform is blind following. Most people feel secure in the cocoon of their learned belief system, hence, they fear the new or the unknown.

2:170 When it is said to them, "Follow what God has revealed", they say, "Nay! We will follow the ways of our ancestors." What! Even though their ancestors (and the ancient Imams) were lacking in understanding and were not rightly guided?

[5:104, 10:78, 11:62, 11:87, 21:53, 34:43, 38:7, 43:23. Hudan and derivatives = Prominent = Bright = Lighted = Clearly visible = Leading = Guidance = Lighthouse = A well-lit road = A landmark of identification in the desert or sea]

43:23 Likewise, whenever We sent before you a warner to any township, its wealthy ones said, "Behold! We have found our forefathers following a certain religion, and we will follow in their footsteps."

[Ummah = A community with common beliefs = Those who share a common religion. Mutrifeen = The wealthy = Those given to material possessions = The social and financial elite = Those steeped in luxury = Those who are used to enjoying the fruit of others' labor = Those who thrive on easy money = Who get wealthy without hard work]

43:24 He (Abraham) said, "What! Even though I bring you better guidance than that you found your ancestors following?" They replied, "We deny that there is any truth in what you (Prophets) are sent with."

Re: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims

By:Irtaza, France

In Response To: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims (Sayyeda Ghazia, Karachi, Pakistan)

Salamun Alaykum.

The righteous do not die. They go straight to heaven.

[16:32] The angels terminate their lives in a state of righteousness, saying, "Peace be upon you. Enter paradise as a reward for your works."

Only the unrighteous die. They experience the pain of death.

[8:50] If you could only see those who disbelieved when the angels put them to death! They will beat them on their faces and their rear ends: "Taste the retribution of Hell.
[8:51] "This is a consequence of what your hands have sent forth. GOD is never unjust towards the creatures."

Thank you and may God guide me,

Irtaza

Re: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims

By:shahalam, TX

In Response To: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims (Sayyeda Ghazia, Karachi, Pakistan)

Your statement needs clarification. What trauma and literature are you talking about that is causing mental deformity among people? If people are unwilling to learn beyond their inherited/ mullahs' Islam (2:170, 43:23-24), they already suffer from brain necrosis. Only plug needs to be pulled out.

Mullah based religious fear is worst kind of unawareness. Under this influence people chose to live their life in the sidelines. In constant domination and fear for failing to gratify mullahs who forever seem to stand in judgment of them and their life.

There is a difference between Mullah and a true Quranic believer. Mullah is eager to judge the beliefs of others. But the later insists on questioning beliefs of the self based on the Book. God has given us intellect and knowledge; you may explore and address your concerns regarding fear among Muslim and non-Muslim in Pakistan under these headings. But the option is also given, what is not guaranteed is the desire and apatite for creating an upright society free from unjust human fear.

Re: Fear of reading or knowing about Islam in musl

By:*Dr. Shabbir, Florida
Date: Wednesday, 6 April 2011, 8:01 am

In Response To: Fear of reading or knowing about Islam in Muslims (Sayyeda Ghazia, Karachi, Pakistan)

Dear Sister, AA

I should have mentioned what you can do under the circumstances.

1. Present your point gently, briefly and pleasantly.

2. Use a Qur'anic reference whenever possible.

3. In this way, many people who disagree with you today will keep thinking and accept your point in 2-3 months.

4. Remember never to argue. No one wins an argument and it halts the process of thinking.

5. Our job is to clearly convey the message. So, let us not try to convince anyone.

:-)

A lifelong student

PS: Reading different viewpoints will never damage the brain although a few people of lesser intellect might get confused.

http://www.ourbeacon.com/cgi-bin/bbs60x/webbbs_config.pl/page/1/md/read/id/314123119164412

References:

Easy QuranWaHadees V3.3,

Internet,

Title Picture: Bill.JesusReturn

http://pak.net//

jesus_return

http://www.jesus-is-savior.com/

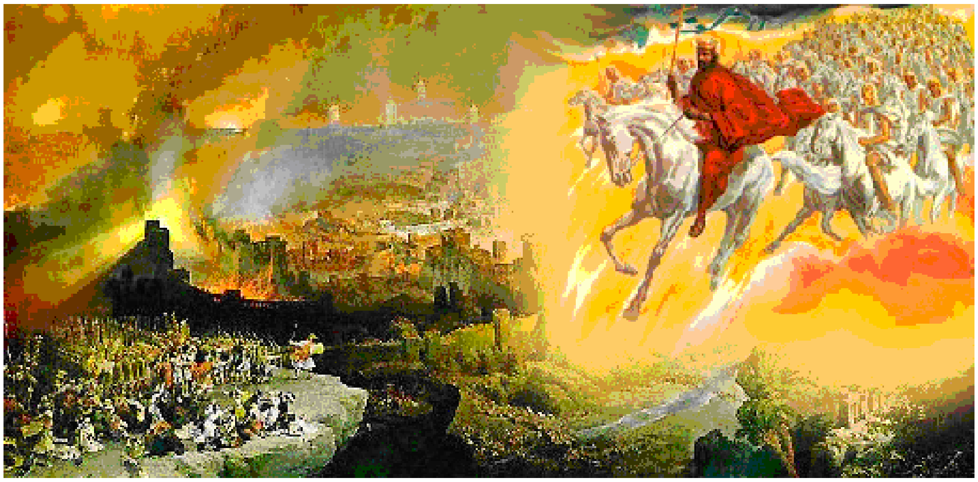

http://ldolphin.org/Yeshuaadvent.jpg

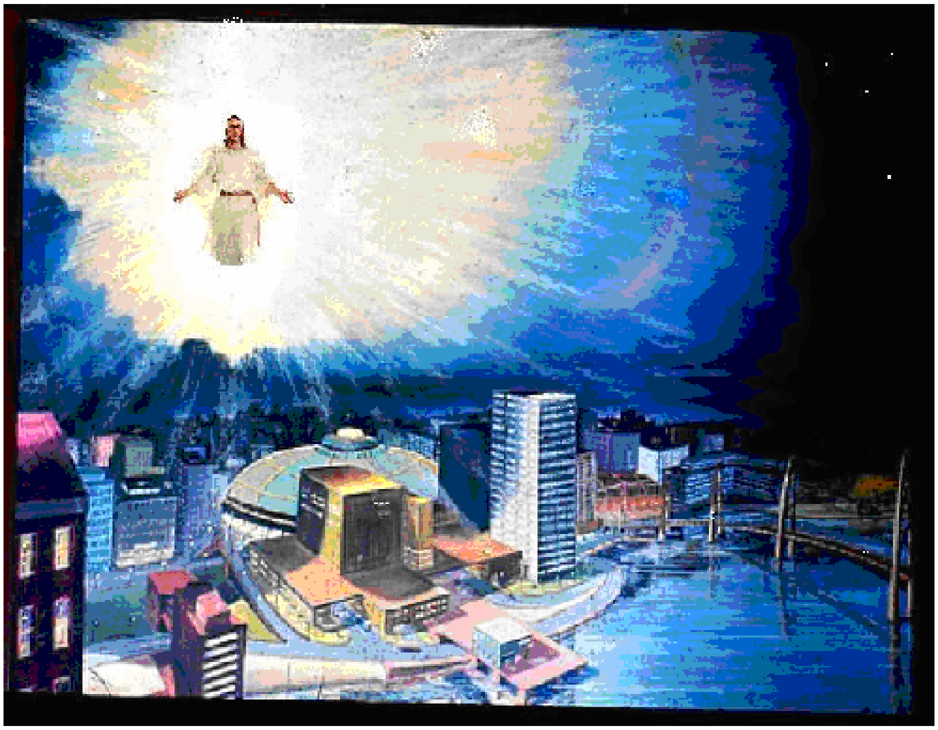

http://www.jonathanselby.com/